تدوین دیوانِ غمگین

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی اُردو (ریگولر)

مقالہ نگار:
زُمرد کوثر
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن
فیصل آباد

زیرنگرانی:
ڈاکٹر زاہد منیر عامر
ایسوسی ایٹ پروفیسر
اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی
لاہور

شعبہ اُردو
اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی، لاہور
۲۰۰۶

بسم الله الرحمٰن الرحيم

شعبۂ اُردو جامعہ پنجاب، لاہور

ڈاکٹر زاہد منیر عامر
ایسوسی ایٹ پروفیسر

المرقوم ۱۳/مارچ ۲۰۰۷ء
بحوالہ D/103/07

اجازت نامہ

میر سید علی غمگین (۱۷۸۰ء۔۔۔۱۸۵۱ء) اردو کے ایک اہم کلاسیکی شاعر ہیں، غالب جیسے نابغۂ روزگار شاعر نے انھیں ازرہِ احترام اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس اہم شاعر کا کلام نہ صرف یہ کہ تحقیقی اصولوں کے مطابق مرتب نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے ایک اور شاعر مرزا عبدالقادر غمگین رام پوری سے ملتبس بھی کر دیا گیا تھا۔ دیوانِ غمگین کے معیاری متن کی تیاری ڈیڑھ صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اردو دنیا پر ایک قرض تھا، یہ دشوار کام دیوانِ غمگین کے مختلف خطی نسخوں تک رسائی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

زمرد کوثر صاحبہ نے بڑی جدوجہد سے بنارس ہندو یونی ورسٹی (یو۔ پی، ہندوستان) سے مخزنِ اسرار اور مکاشفات الاسرار کے قلمی نسخوں کے حصول میں کام یابی حاصل کی۔ گوالیار میں مقیم، غمگین کے خانوادے سے بدقت سیرت الصالحین کا نسخہ حاصل کیا۔ اس سفر میں وہ کلامِ غمگین کا ایک خودنوشتہ نسخہ حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئیں، تدوین کی دنیا میں جس کی بہت اہمیت ہے۔ ان تمام نسخوں اور دیگر ماخذ کی مدد سے انھوں نے پہلی بار دیوانِ غمگین کا ایک معیاری متن تیار کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے اور اس کام پر ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے۔

یہ کام میری نگرانی میں انجام دیا گیا ہے، مقالہ نگار نے متن کی دشواریوں کو سلجھانے میں بہت محنت کی ہے اور میں اس کے تحقیقی معیار سے مطمئن ہوں۔ میری رائے میں یہ کام اس قابل ہے کہ اسے پی ایچ ڈی کی سند کے لئے جانچ کی خاطر ماہرین کو بھیجا جا سکے۔

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

(زاہد منیر عامر)

Declaration

I ZAMURRAD KAUSAR Roll No. 3, Registration No: 79.iw.106 a student of Ph.D Urdu, Oriental College Punjab University, Regular Session 2001-2006 do hereby declare solemnly and sincerely that the thesis titled:

تدوین دیوانِ غمگین

"Editing of Diwan-e- Ghamgin"

Submitted by me in partial fulfillment of Ph.D degree in Urdu is my original work and has not been submitted or published earlier and shall not in future be submitted by me for obtaining any degree from this or another University or institution.

Signed:
Zamurrad Kausar
Roll No. 3

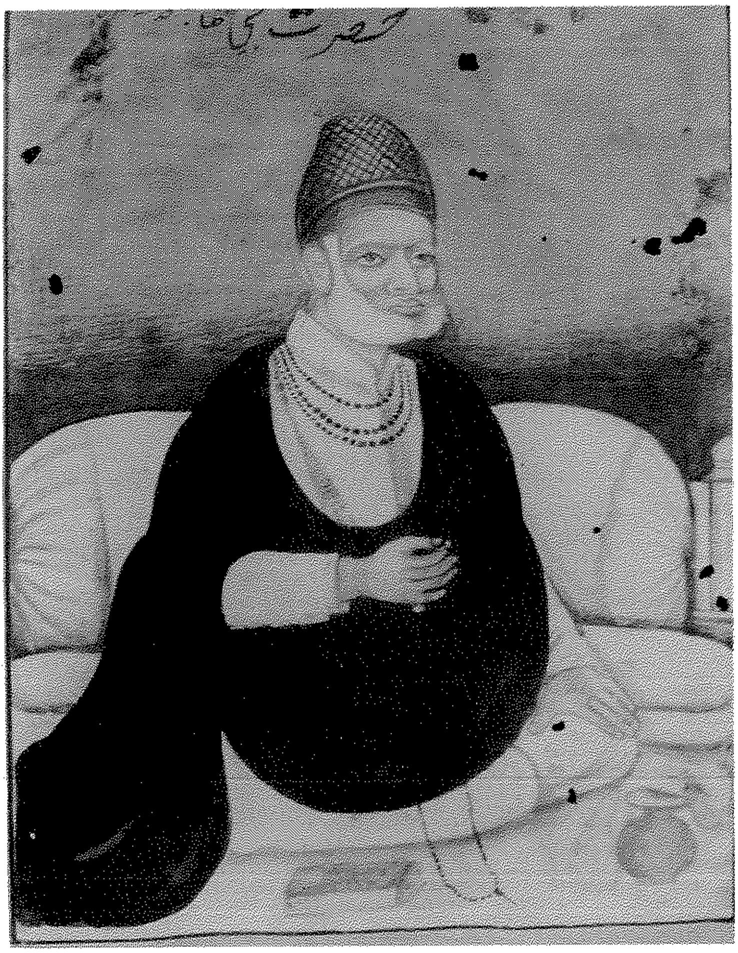

میر سید علی غمگین

پیدائش: ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء - وفات: ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء

ترتیب

عکسِ تحریر صفحہ

پیش گفتار الف

فہرست ۱-۳۴

مقدمہ

- ا۔ میر سید علی غمگین ـــــ ایک تعارف ۲
- ب۔ سوانح ۸
- ج۔ شخصیت ۳۳
- د۔ خراجِ تحسین ۳۷
- ہ۔ غمگین ـــــ تذکرہ نگاروں کی نظر میں ۴۴
- و۔ دیوانِ غمگین کے قلمی نسخے ۴۹
- ز۔ دیگر آثار ۸۸
  - i- مکاشفات الاسرار ۸۸
  - ii- سید علی غمگین کا نثری سرمایہ ۹۵
- تدوینی طریق کار ۱۰۱
- مخففات ۱۰۵

متن

- غزلیات ۱۰۶
- رباعیات ۸۳۰
- مخمسات ۸۵۰
- قطعاتِ تاریخ ۸۶۱

ضمائم ۸۷۳

کتابیات ۸۹۲

عکسِ تحریر ——— میر سید علی غمگین

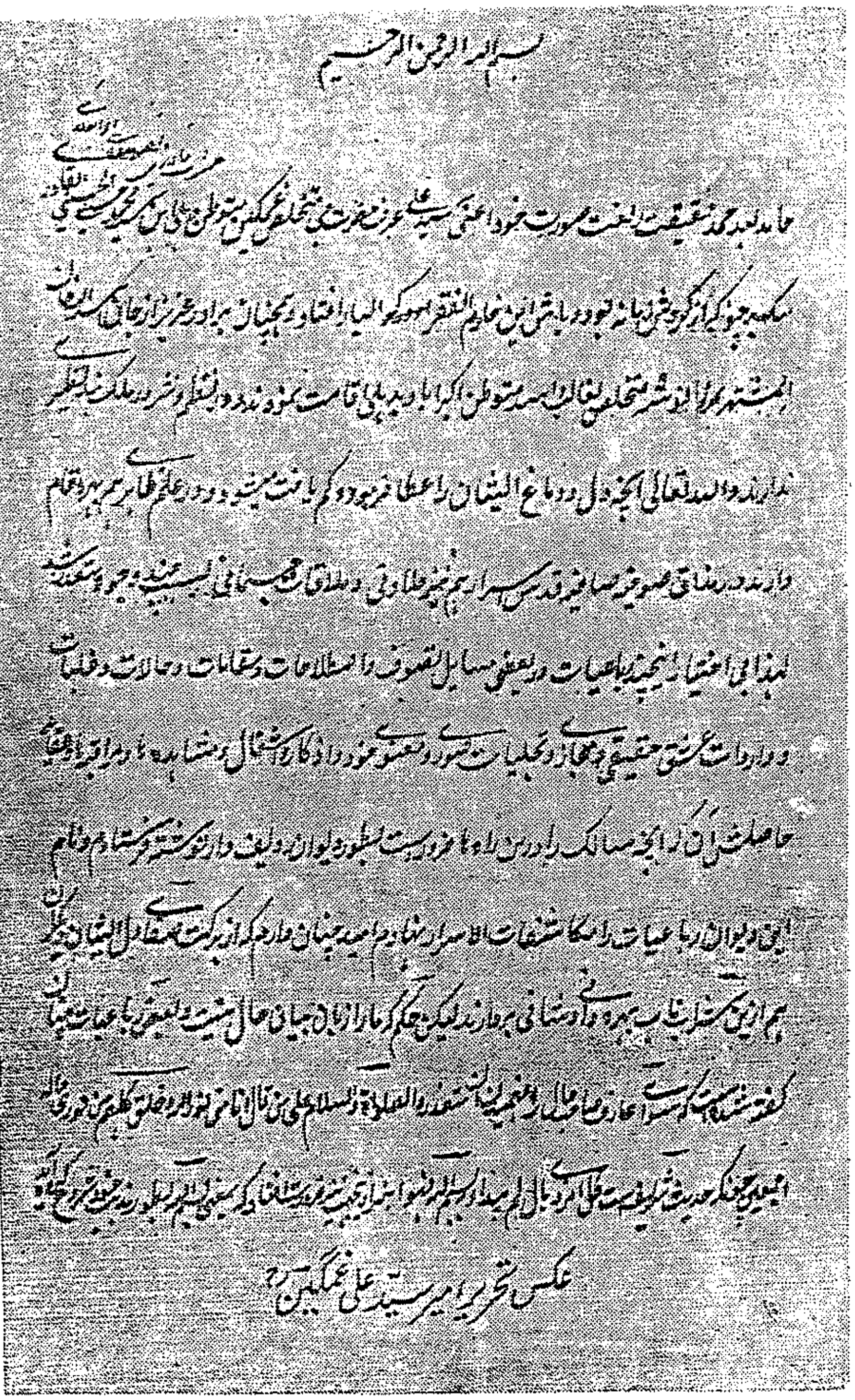

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عکس تحریر میر سید علی غمگین رح

پیش گفتار

سید علی غمگین اردو ادب کی ایک اہم کڑی ہیں۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں لیکن ایک طویل عرصے تک ان کا کلام ادبی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے لیکن ادب کے مؤرخ کی نگاہیں بالعموم ان تک نہیں پہنچ سکیں۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے شعری آثار بکثرت ہیں۔ ان کے کلام کے دو مجموعے ہیں۔ ایک “مخزنِ اسرار” جو آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل ہے اور دوسرا مجموعہ رباعیات موسوم بہ “مکاشفات الاسرار” ۱۸۰۰ رباعیات پر مشتمل ہے۔ ان سے زیادہ رباعیاں کسی نے نہیں کہیں۔ لیکن ڈیڑھ سو برس گزر جانے کے باوجود اُن کا کلام مکمل صورت میں باقاعدہ مدوّن ہو کر شائع نہیں ہو سکا اور وہ خراجِ تحسین نہیں پا سکا جس کا وہ مستحق تھا۔

زیرِ نظر مقالے میں دیوانِ غمگین کو اس کے تمام موجود نسخوں کی مدد سے پہلی بار مدوّن کیا گیا ہے۔

مقدمے میں “غمگین ـــــ ایک تعارف” میں اختصار کے ساتھ عہدِ غمگین کا بیان ہے اور غمگین کا ادبی مقام واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد سوانحی حالات کے مفصل بیان کے علاوہ غمگین کی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاریخ ادب میں تذکرے اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ شخصیت کے بیان کے بعد غمگین سے متعلق تذکرہ نگاروں کی آرا درج کی گئی ہیں۔

دیوانِ غمگین کی تدوینِ متن میں مستعملہ تمام قلمی نسخوں کا مفصل تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ان میں نسخۂ انجمن ترقی اردو، کراچی۔ نسخۂ بنارس، بنارس ہندو یونی ورسٹی، یو۔ پی انڈیا، نسخۂ حمید الدین شیخ، نسخۂ مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، لاہور اور نسخۂ نیشنل لائبریری، اسلام آباد شامل ہیں۔ کلامِ غمگین کے تین انتخاب ہائے کلام کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ “مخزن الاسرار” مرتبہ رضا محمد حضرت جی۔ “مطالعہ حضرتِ غمگین دہلوی” از محمد یونس خالدی اور پروفیسر عبدالشکور “شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام” میں مشمولہ انتخاب ہیں۔

“دیگر آثار” کے تحت “مکاشفات الاسرار” (مجموعۂ رباعیات) کے دو خطی نسخوں، مخزونہ، انڈیا آفس لائبریری اور بنارس، ہندو یونی ورسٹی، انڈیا اور مرآت الحقیقت، مخزونہ: مدینۃ الحکمہ، ہمدرد لائبریری، کراچی کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔

غمگین نے عربی و فارسی زبان میں بھی کتابیں اور رسالے لکھے۔ ان تمام قلمی کتب کا تعارف اس مقدمے میں شامل ہے۔ یہ تمام کتابیں ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر نہیں آئیں۔ اس کے بعد “تدوینی طریقِ کار” میں پیشِ نظر کام کے طریقِ کار کی وضاحت کی گئی ہے اور مخففات کی وضاحت کی گئی ہے۔

دیوانِ غمگین کی تدوین کے لیے نسخۂ انجمن کو اساسی نسخے (Copy Text) کی حیثیت حاصل ہے۔ دیوان کا اس سے بہتر اور مکمل تر نسخہ میرے علم کے مطابق موجود نہیں۔ تدوینِ متن کے سلسلے میں، تمام قلمی نسخے اپنی اپنی انفرادی خصوصیات کی وجہ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کہ متن کی قراتوں کا مسئلہ تمام نسخوں کی مدد کے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔ متن کی تدوین کے سلسلے میں، میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے کہ ممکن حد تک اساسی نسخوں کے متن میں ترمیم یا تبدیلی نہ کی جائے، لیکن جن مقامات پر واضح طور پر کتابت کی غلطی ہے، دوسرے نسخوں کی مدد سے اس کی تصحیح کی گئی ہے۔ اور اختلافِ نسخ کو پاورق میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے کہ اساسی نسخوں کے متن کو ممکن حد تک برقرار رکھا جائے۔ قیاسی تصحیح

سے بہت کم کام لیا ہے۔ اس بارے میں مجھے رشید حسن خاں کے اس قول سے اتفاق ہے کہ: ’’مرتب کو تصحیح کا حق ہے اصلاح کا نہیں۔‘‘

غزلیں، ترتیب دیوان کے معروف اصول کے مطابق ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں۔ حواشی میں اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ کون سی غزل کس کس مجموعے میں شامل ہے۔ نسخوں کے ناموں کے لیے مخففات استعمال کیے گئے ہیں۔ حمید الدین شیخ کے مملوکہ نسخے (نسخۂ شیخ) کو بیاض بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں اصلاح کا عمل بہت نظر آتا ہے۔ بہت سے اشعار قلم زد کر دیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل نسخوں کے تعارف کی ذیل میں دے دی گئی ہے۔ کہیں کوئی ایک لفظ یا چند الفاظ تبدیل کیے ہیں، کہیں پورا مصرع بدل دیا ہے اور کہیں اشعار کی ترتیب بدل دی ہے۔ ان سب باتوں کا ذکر پاورق میں کیا گیا ہے۔ نسخۂ انجمن (مخزونہ: انجمن ترقی اردو، کراچی) کے حواشی پر درج اشعار کے لیے بالعموم نسخۂ شیخ کی ترتیب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ غزلیات ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں لیکن رباعیات، مخمسات اور قطعاتِ تاریخ کی ترتیب وہی ہے جو نسخوں میں ہے۔ نسخۂ نیشنل (مخزونہ: نیشنل لائبریری اسلام آباد) میں درج ان رباعیات کو جو باقی کسی نسخے میں شامل نہیں انھیں رباعیات کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ تقریباً سبھی نسخہ ہائے کلام میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔ متن میں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ اس تصحیح کے اصول مقدمے میں واضح کر دیے گئے ہیں۔ نسخۂ انجمن میں بعض جگہ ایک یا دو شعر اور بعض مقامات پر کئی مکمل غزلیات بتکرار درج ہیں۔ ان مکرّرات کو حذف کر دیا ہے۔ مستعملہ مقامات پر اس کی وضاحت کر دی ہے اور حواشی میں حوالہ دیا گیا ہے۔

تدوینِ متن میں سب سے پہلا اور اہم کام کسی شاعر کے ذخیرۂ کلام سے متعلق مصادر کی تلاش اور مآخذ کا تفحص ہے۔ یہ مرحلہ بہت کڑا تھا۔ دیوان غمگین کے ضمن میں ابتدائی معلومات کی حد تک صرف یہ بات معلوم تھی کہ دیوانِ غمگین کے صرف تین نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخۂ انجمن، کتب خانہ خاص، ترقی اردو کراچی میں، دوسرا مغربی پاکستان اردو اکیڈمی سے مطبوعہ بصورت عکسی نقل اور تیسرا حمید الدین شیخ، حیدر آباد سندھ کی ملکیت ہے۔ مجھے لگا کہ ان نسخوں کا حصول کسی حد تک آسان ہے، لیکن جب تحقیق کا مرحلہ شروع ہوا تو دو اور قلمی نسخوں کا علم ہوا۔ ایک نسخہ مخزونہ، نیشنل لائبریری اسلام آباد اور دوسرا مخزونہ بنارس ہندو یونی ورسٹی، یو۔ پی انڈیا۔

بنارس ہندو یونی ورسٹی سے ’’مخزنِ اسرار‘‘ اور ’’مکاشفات الاسرار‘‘ کا حصول خاصا کٹھن اور حوصلہ آزما کام تھا۔ محترم مشفق خواجہ نے فرمایا کہ آپ کو نسخہ نہیں مل سکے گا۔ مخطوطات کی اہمیت سے آگاہ ہر شخص نے ایسی ہی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن دو سال کی کاوش کے بعد جوئندہ یابندہ کے مصداق ان نسخوں کی C.Ds مل گئیں۔

تحقیق کا دشوار گزار راستہ استادِ گرامی محترم پروفیسر ڈاکٹر زاہد منیر عامر کی رہنمائی و مشاورت کے بغیر طے کرنا ممکن نہ ہوتا۔ میں ان کی بے حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری رہنمائی فرمائی۔ محترم مشفق خواجہ کی توجہ اور شفقتوں کی میں بے حد احسان مند ہوں۔ اس بات کا دکھ ہمیشہ رہے گا کہ میں ان کا شکریہ بھی ادا نہ کر پائی۔ وہ جہاں ہیں ممکن ہے میرے احساسات کو سمجھ سکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ انھوں نے دیوانِ غمگین نسخۂ انجمن اور ’’مطالعہ حضرتِ غمگین دہلوی‘‘ کی عکسی نقل بھجوائی اور فون پر ہمیشہ بہت خندہ پیشانی سے میرے سوالات کا جواب دیتے۔ اور ہمیشہ فرماتے کہ مجھے اپنا کام بھیجنا، میں اسے دیکھ لوں گا۔ ان کی اس محبت و شفقت کو میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتی۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی کا شکریہ، کہ انھوں نے ہمیشہ بڑی توجہ سے رفتارِ کار کے بارے میں پوچھا اور بنارس ہندو یونیورسٹی سے

دیوانِ غمگین کے حصول کے لیے معاونت فرمائی۔

محترم ذوالفقار بخاری (برٹش لائبریری) نے میرے لیے بے حد کاوش کی۔ ''مکاشفات الاسرار'' کی عکسی نقل بھیجی اور انڈیا میں برٹش لائبریری کو کتابیں فراہم کرنے والوں کو دیوانِ غمگین کے حصول کے لیے گوالیار اور بنارس، ہندو یونی ورسٹی، لائبریری بھیجا۔ ان کی اس کاوش کے لیے میں تہِ دل سے شکرگزار ہوں۔

سید علی غمگین کے موجودہ جانشیں، سید اعجاز محمد حضرت جی کا خصوصی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے میرے تمام خطوں کے جواب دیے۔ وہ میرے استفسارات کا بڑی خوش دلی سے جواب دیتے۔ انھوں نے غمگین سے متعلق اہم مواد کی عکسی نقول بھجوائیں۔ میں ان کی اس محبت کے لیے انتہائی شکرگزار ہوں۔

وائس چانسلر، بنارس ہندو یونی ورسٹی انڈیا کی بہت شکرگزار ہوں کہ انھوں نے دیوانِ غمگین کی فراہمی میں مدد کی۔ محترم بی۔ این سنگھ (چیف لائبریرین، بنارس ہندو یونی ورسٹی، یو۔ پی انڈیا) کا بے حد شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے مجھے ''مخزنِ اسرار'' اور ''مکاشفات الاسرار'' کی C.Ds بھجوائیں۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر قاضی افضال احمد (علی گڑھ) اور پروفیسر ایس۔ ایم ٹوانہ (ایگری کلچر یونیورسٹی، لدھیانہ) کی شکرگزار ہوں کہ انھوں نے دیوانِ غمگین کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔ محترم نسیم حضرت جی نے مجھے کتابیں بھجوائیں اور گاہے گاہے ٹیلی فون پر رفتارِ کار کے بارے میں پوچھتے رہے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ محترم ڈاکٹر محمد مسعود اور محترمہ آر۔ بی مظہری صاحبہ نے مجھے غمگین سے متعلق مواد کی عکسی نقول بھجوائیں۔ اس کے لیے میں ان کی شکرگزار ہوں۔

تاریخ: یکم مارچ ۲۰۰۷ء

زمرد کوثر
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج برائے خواتین، مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد

فہرست

شمار مصرع اوّل صفحہ نمبر

آ

۱ کب تلک انتظار اب تو آ ۱۰۷

ا

۲ نشہ شراب کا بے یار خوش نہیں آتا ۱۰۸
۳ شراب کا کبھی اچھا اسے نشا ہوتا ۱۰۹
۴ مرا اُس کے پس دیوار گھر ہوتا تو کیا ہوتا ۱۱۰
۵ کبھی چلمن سے جھلکا آہ دکھلاتے تو کیا ہوتا ۱۱۱
۶ گر نہ گریہ میں کچھ اثر ہوتا ۱۱۲
۷ عشق عالم میں گر شجر ہوتا ۱۱۳
۸ اگر اک بار وہ بے مہر مجھ پر مہرباں ہوتا ۱۱۴
۹ خیال دل سے جدا یوں ترا نہیں ہوتا ۱۱۵
۱۰ بُرا نصیب ہو جس کا بھلا نہیں ہوتا ۱۱۶
۱۱ گر لفظ گنہ لوح میں مکتوب نہ ہوتا ۱۱۷
۱۲ وہ ہی کچھ طور ہے پھر آج کیوں ظالم بلایا تھا ۱۱۸
۱۳ کل شب کو خود بخود مجھے یہ اضطرار تھا ۱۱۹
۱۴ کیا دن تھے وہ کہ مجھ میں بہم اس میں پیار تھا ۱۲۰
۱۵ مجھے اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا ۱۲۱
۱۶ دلا رہا ہے زبس تو جو کوئے یار میں جا ۱۲۲
۱۷ اب کے بیماری سے گر اپنا ہو چارا اچھا ۱۲۲
۱۸ مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا ۱۲۳
۱۹ جس کی کہ محبت میں ہوا کام ہمارا ۱۲۴

۲۰ رہتا ہے اُس بت کی طرف دھیان ہمارا ۱۲۵
۲۱ نہ کہوں گا کہ یار نے مارا ۱۲۶
۲۲ نہ تو اس نے نہ چاہ نے مارا ۱۲۶
۲۳ مبتدی لا نہ تو خیال مرا ۱۲۷
۲۴ بے سبب آہ نہ تھا شب کو وہ جانا تیرا ۱۲۸
۲۵ یہ جو اے دل زوال ہے تیرا ۱۲۸
۲۶ میں نے ہر چند کہ اس کوچے میں جانا چھوڑا ۱۲۹
۲۷ ایسا ہے اس وجود سے اس کو حجاب سا ۱۳۰
۲۸ عاشق ہوں تری جفا و وفا کا ۱۳۱
۲۹ جس وقت نزول ہو بلا کا ۱۳۲
۳۰ رخ جام کا ادھر ہے فلک کے حباب کا ۱۳۳
۳۱ ہے جسم مثل کانِ نمک مجھ خراب کا ۱۳۴
۳۲ وہی شراب وہی نشہ ہے شراب کا ۱۳۵
۳۳ اب میں ہوں تو ہے شب ہے نشہ ہے شراب کا ۱۳۶
۳۴ شوق گر بحر فنا میں تجھ کو ہو غرقاب کا ۱۳۷
۳۵ منظور کیجئے یا تو اٹھانا نقاب کا ۱۳۸
۳۶ اور صنم طور پڑا آپ کا ۱۳۹
۳۷ بھید نہ تو کھولے گر اس بات کا ۱۴۰
۳۸ حال مجھے یاد ہے اُس رات کا ۱۴۱
۳۹ تشنہ بہت ہوں خضر میں اپنی وفات کا ۱۴۲
۴۰ دیکھ کے عالم کچھ آہ ہمدم موا اُس گات کا ۱۴۳
۴۱ وجود اپنے کا دعویٰ اس میں ہے اور فعل قدرت کا ۱۴۴
۴۲ کسی کو عشق سیرت ہے کسی کو عشق صورت کا ۱۴۵
۴۳ یہ کیا پرتو پڑا اس دل پہ تیرے قد و قامت کا ۱۴۶
۴۴ خانۂ دل ہے ترا جلوۂ معبود کا ۱۴۶

۴۵ دے ساقیا شراب کہ ہے روز عید کا ۱۴۷
۴۶ پھر نہیں ممکن علاج اس دلِ رنجور کا ۱۴۸
۴۷ شکوہ کروں میں کس لیے عمرِ دراز کا ۱۴۹
۴۸ اٹھ جائے دل سے تیرے جس دم خیال اُس کا ۱۵۰
۴۹ عالم یہ آج اپنے ہے جوش و خروش کا ۱۵۱
۵۰ پوچھ مت مشرب تو مجھ آزاد عاشق کیش کا ۱۵۲
۵۱ از حد ہے لطف یار کے بیٹھے سے باغ کا ۱۵۳
۵۲ جب مقید سے مشاہد میں ہوا اطلاق کا ۱۵۴
۵۳ موجب کچھ اُس کو اور نہیں ہے تپاک کا ۱۵۵
۵۴ گلشن میں اب یہ رنگ ہے تیرے علیل کا ۱۵۵
۵۵ چندے سے ہوں مکیں میں غمگیں اب اُس مکاں کا ۱۵۶
۵۶ رہا دل میں جو خارِ غم نہاں تا مرگ جاناں کا ۱۵۷
۵۷ ملا جو دیکھنا مدت کی حیرانی میں جاناں کا ۱۵۸
۵۸ ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا ۱۵۹
۵۹ کیا حال زار پوچھو ہو مجھ ناتوان کا ۱۶۰
۶۰ مدت سے میں نہیں ہوں باشندہ دو جہاں کا ۱۶۱
۶۱ گزارا ہے یہ صحرا میں ترے مجنونِ عریاں کا ۱۶۲
۶۲ دونو عالم مقام ہے سُن کا ۱۶۳
۶۳ دیکھتا کیا ہے تو رنگا رنگ اس گردون کا ۱۶۴
۶۴ دیکھا جو وہ چاک پیرہن کا ۱۶۵
۶۵ کچھ دھیان نہ دنیا کا رہا ہائے نہ دیں کا ۱۶۶
۶۶ از بسکہ رشک خاص لوازم ہے چاہ کا ۱۶۷
۶۷ جب سے اُس کا کہ ہم نے درد یکھا ۱۶۸
۶۸ گِلہ رکھتا ہے عزرائیل میری سخت جانی کا ۱۶۹
۶۹ جو عشق پوچھو تو ہے عالم جوانی کا ۱۷۰

۷۰ کیوں میں شیدائی ہوا اپنے سے شیدائی کا ۱۷۰
۷۱ سحر سے پھر وہی دعوی ہے پارسائی کا ۱۷۱
۷۲ غلام ہوں میں ترے اس طرح کے آنے کا ۱۷۱
۷۳ ہو گیا وقت اُن کے آنے کا ۱۷۲
۷۴ بے فائدہ تو ہوا تم سے جی لگانے کا ۷۳
۷۵ ہمیں تو شوق ہے اس سے شراب پینے کا ۱۷۴
۷۶ جسے کہ ذوق نہ ہووے شراب پینے کا ۱۷۵
۷۷ ہائے جس مکھڑے سے ہے یہ دل دلگیر لگا ۱۷۶
۷۸ گلچیں کے ہاتھ سے جو چمن ٹوٹنے لگا ۱۷۷
۷۹ بندہ تو صنم وفا کرے گا ۱۷۸
۸۰ تو جس سے کہ عشق اے ستم ایجاد کرے گا ۱۷۹
۸۱ مکھڑا وہ بت جدھر کرے گا ۱۸۰
۸۲ جو کہ اُس بت سے دل لگاوے گا ۱۸۱
۸۳ ایک سے ایک نیا روز طرحدار ملا ۱۸۱
۸۴ ہر بت پہ نہ کر دل بخدا یار دیوانا ۱۸۲
۸۵ اک دن تو شیخ کو بھی دکھلا جمال اپنا ۱۸۳
۸۶ کسی صنم پہ کبھی بد نگاہ مت کرنا ۱۸۴
۸۷ بنتا نہیں اے ساقی ہر روز کا مے پینا ۱۸۴
۸۸ چشم کے مدِ نظر رہتے نہیں در کے سوا ۱۸۵
۸۹ گھر میں دل لگتا نہیں وحشت سے باہر کے سوا ۱۸۶
۹۰ کہنے کو نور نور سے جس دم جدا ہوا ۱۸۷
۹۱ ظاہر کیا وہ عیب جو مجھ میں برا ہوا ۱۸۸
۹۲ شب بھلا چنگا وہ میرے گھر تلک آیا ہوا ۱۸۹
۹۳ دل کسی پر آج کل اُس کا بھی ہے آیا ہوا ۱۹۰
۹۴ اُس سے کیوں شب کو ہم شراب ہوا ۱۹۱

۹۵ گئی نماز بھی یہ نشہء شراب ہوا ۱۹۲
۹۶ دل کے لائق ترے جو کوئی خوش اسلوب ہوا ۱۹۳
۹۷ روبرو اس کے وہ شاید کہیں شمشاد ہوا ۱۹۳
۹۸ یہ آپ ہی مرا دل جو بے قرار رہوا ۱۹۴
۹۹ دیکھنا بھی جو ترا غمگین کو دشوار رہوا ۱۹۵
۱۰۰ پہنچنے کا نہ جہاں خلق کو مقدور رہوا ۱۹۶
۱۰۱ برنگِ لالہ مرا دل جو داغ داغ ہوا ۱۹۷
۱۰۲ علم سے جبکہ میرا مرتبہ مافوق ہوا ۱۹۷
۱۰۳ گلی میں یار کی جس شخص کا مقام ہوا ۱۹۸
۱۰۴ یاں تک اب اُس کے عشق میں مجھ کو الم ہوا ۱۹۹
۱۰۵ شکر اللہ کہ آخر میں مسلمان ہوا ۲۰۰
۱۰۶ اس کی محفل میں جو کچھ دیکھ کر گریاں ہوا ۲۰۱
۱۰۷ آتشِ عشق میں ٹھہرا دل بیتاب رہا ۲۰۲
۱۰۸ مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا ۲۰۳
۱۰۹ یہ کس کے واسطے دن بھر میں بے قرار رہا ۲۰۴
۱۱۰ ہمدمو خواب میں مجھ پاس جو وہ دوش رہا ۲۰۵
۱۱۱ میرے گھر میں نہ کبھی آ کے وہ مہمان رہا ۲۰۶
۱۱۲ غم اُس کے ہجر کا مرے یوں دل نشیں رہا ۲۰۷
۱۱۳ ہائے وحشت میں بھی صحرا نہ بیاباں میں رہا ۲۰۸
۱۱۴ قیدِ ہستی میں تو نالاں آہ گلشن میں رہا ۲۰۹
۱۱۵ ہجراں کے غم سے دم میں مرے دم نہیں رہا ۲۱۰
۱۱۶ یوں دل میں وہ بے حجاب آیا ۲۱۱
۱۱۷ بغل میں جام لیے ہاتھ میں شراب آیا ۲۱۱
۱۱۸ وہ بے حجاب پیے شب کو جو شراب آیا ۲۱۲
۱۱۹ جب انہیں دیکھ غش مجھے آیا ۲۱۳

۱۲۰ لے دل سے آہ تا بہ جگر سب جلا دیا ۲۱۳
۱۲۱ بتوں کو جس نے کہ یہ حسن اور جمال دیا ۲۱۴
۱۲۲ مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا ۲۱۴
۱۲۳ اُس کی باتوں پر اعتماد کیا ۲۱۵
۱۲۴ اُس کے وعدے پر اعتبار کیا ۲۱۶
۱۲۵ وحشتِ عشق میں کیا میں نے وہ اے یار کیا ۲۱۷
۱۲۶ کیا نظر سے ہے گرانا مرا منظور کیا ۲۱۸
۱۲۷ نہ روز عید بھی قربان کا خیال کیا ۲۱۹
۱۲۸ روویں نہ تو اب اُس کے پرستار کریں کیا ۲۲۰
۱۲۹ جب قدم رنجہ نہ گھر میں میری جاناں نے کیا ۲۲۱
۱۳۰ جب سے وہ ہرزہ گرد خفا ہو ادھر گیا ۲۲۲
۱۳۱ وہ مہماں جو ہائے میرے گھر سے نکل گیا ۲۲۳
۱۳۲ دونو عالم سے گذر کر اُس کے کو میں جو گیا ۲۲۴
۱۳۳ شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا ۲۲۴
۱۳۴ کارخانہ زہد و تقویٰ کا وہ ابتر ہو گیا ۲۲۵
۱۳۵ اُس کے کوچے میں گیا میں سو پھر آیا نہ گیا ۲۲۶

ب

۱۳۶ رہتا ہے پاس تیرے شب و روز یار اب ۲۲۷
۱۳۷ پیے سے تو نہیں ہوتا ہے کچھ خراب شراب ۲۲۸
۱۳۸ نہ پی ہے ہم نے نہ پیویں گے ایسی یار شراب ۲۲۹
۱۳۹ نہ شب کو پی نہ پلا مجھ کو میری جان شراب ۲۳۰
۱۴۰ تم پیو غیر کی مجلس میں شراب ۲۳۱
۱۴۱ ملی نہ شب کو خرابات میں بھی ہائے شراب ۲۳۲
۱۴۲ دلا ہوئی تجھے پینے کی کب سے خوئے شراب ۲۳۳
۱۴۳ تمکیں میں تلوین کی کچھ بات نہیں اب ۲۳۴

۱۴۴ محفل میں بھی وہ چھپ کے اشارات نہیں اب ۲۳۵
۱۴۵ جان ہماری ہے بلب ہجر میں اس کے آہ اب ۲۳۶
۱۴۶ اب پاس سلاتا ہے وہ مہ رو مجھے ہر شب ۲۳۶
۱۴۷ کہا میں نے ہے تیرا قامت غضب ۲۳۷
۱۴۸ وہ اور کیا ہے دو عالم سوا اسے مرغوب ۲۳۸
۱۴۹ تمہاری کچھ نہیں تقصیر ہیں یہ میرے نصیب ۲۳۹

پ

۱۵۰ کبھی پاس گر میرے آتے ہیں آپ ۲۴۰
۱۵۱ نئی طرح سے اب ستاتے ہیں آپ ۲۴۱
۱۵۲ مجھے اپنے گھر کیوں بلاتے ہیں آپ ۲۴۲

ت

۱۵۳ ہے شام الٰہی یا سحر رات ۲۴۳
۱۵۴ جیسا میں پاس اُن کے رہا کل تمام رات ۲۴۴
۱۵۵ وصل کی کیا ہے بھلا ہمدمو کچھ رات میں رات ۲۴۵
۱۵۶ یہ مزہ دل کو ملا اُس کی ملاقات میں رات ۲۴۶
۱۵۷ رہی یہ وصل میں کل اُس کی بے قراری رات ۲۴۷
۱۵۸ نہ پوچھ وصل میں جیسی کٹی ہماری رات ۲۴۸
۱۵۹ تصور میں جو ہم رکھتے ہیں اپنے یار سے صحبت ۲۴۹
۱۶۰ نہیں ہے مجنوں کو کچھ مجھ خراب سے نسبت ۲۵۰
۱۶۱ پہنچی ہے جان لب پر اور مرگ کی ہے نوبت ۲۵۱
۱۶۲ کہا خدا سے نہ کیوں واعظا یہ روز الست ۲۵۲
۱۶۳ ہرگز نہیں دل صبور اے دوست ۲۵۳
۱۶۴ نزدیک ہوں تجھ سے دور اے دوست ۲۵۳
۱۶۵ بس ہے ہم مستوں کے سجدے کو خرابات کی خشت ۲۵۴

۱۶۶ نہیں آتے جو یہاں حضرت سلامت ۲۵۴
۱۶۷ اپنے ہاتھ سے بیڑا منہ میں غیر کے صاحب دیجیے مت ۲۵۵
۱۶۸ مری آنکھوں کے نیچے ہو گیا اندھیراک عالم ۲۵۵
۱۶۹ دل لگا جب سے کہ اس نرگس حیران کے ساتھ ۲۵۶
۱۷۰ نیند آتی نہیں گر سوؤں نہ جاناں کے ساتھ ۲۵۶

ٹ

۱۷۱ اُس پری پہ کیوں نہ ہو میرا دل و جاں لوٹ پوٹ ۲۵۷
۱۷۲ تڑپھہ کے شاخ سے بلبل گئی ہے خاک میں لوٹ ۲۵۷

ث

۱۷۳ دے جلد سے نہ دیکھ لیں سے خوار الغیاث ۲۵۸
۱۷۴ جو کہ اٹھ اٹھ کے جگا وے مجھے ہر رات عبث ۲۵۹
۱۷۵ گھر اُس کے شب ہوئے ہم آہ میہمان عبث ۲۶۰
۱۷۶ واعظا علم کی کر تو کسی ہوشیار سے بحث ۱۶۱
۱۷۷ نشے میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث ۲۶۲
۱۷۸ نہ پوچھو مجھ سے اشک آنکھوں میں بھر لانے کا کیا باعث ۲۶۳
۱۷۹ دل کے جانے کا میاں تم سے کہوں کیا باعث ۲۶۴

ج

۱۸۰ نہ تو جانے کی واں ہے قدرت آج ۲۶۵
۱۸۱ کل ہی کا دن تو ہے یہ اے یار آج ۲۶۵
۱۸۲ بھر دے ہمارے خم کو مئے ارغواں سے آج ۲۶۶
۱۸۳ اس قدر مجھ کو کیوں ملال ہے آج ۲۶۷
۱۸۴ طالع جو مہربانی ہوئی پھر ادھر ہے آج ۲۶۸
۱۸۵ گر کہوں ایسا کسی بھی بے وفا کا ہے مزاج ۲۶۹
۱۸۶ بیمار ہجر کی نہیں تیرے دوا علاج ۲۷۰
۱۸۷ گر دیکھے کوئی میرے طرحدار کی سج دھج ۲۷۱

۱۸۸ جو آپ پیوے تو غمگیں اسے شراب سمجھ ۲۷۲

چ

۱۸۹ جس کو کہ نہ ہو عشق وہ ہے ہائے بشر ہیچ ۲۷۳
۱۹۰ بڑھ گئی اس شوخ کی جب سے محبت اور کچھ ۲۷۴
۱۹۱ اس نخل میں ہستی کے ثمر ہم کو نہیں کچھ ۲۷۵

ح

۱۹۲ پہنچے یہ اُس کے کان تلک بات کس طرح ۲۷۶
۱۹۳ پھر مجھ سے روٹھ وہ گئے اُس رات کی طرح ۲۷۷
۱۹۴ دیکھ کر اُس آئینہ رو کے کل[2] میں گھر کی طرح ۲۷۸
۱۹۵ وہ سوجھتی نہیں کوئی تدبیر کی طرح ۲۷۹
۱۹۶ دیکھی ہے جب سے اُس بت جاناں کی طرح ۲۸۰
۱۹۷ اور ہی کچھ ہو گئی ہے میرے جانی کی طرح ۱۸۱
۱۹۸ رہتا ہوں میں شراب میں سرشار بے طرح ۲۸۲
۱۹۹ تو میرے قتل کی کیا پوچھتا ہے یار صلاح ۲۸۳
۲۰۰ اگر شراب کشی یار ظاہرا ہے قبیح ۲۸۴

خ

۲۰۱ کبھی تو دل کو کر اپنے قرار سے گستاخ ۲۸۵
۲۰۲ اُس کی مژگاں سے ہیں یوں میرے جگر میں سوراخ ۲۸۶
۲۰۳ عاشقوں کے سر پہ جو تو اک نیا لاتا ہے چرخ ۲۸۷
۲۰۴ پھر وہاں آہ میں کہاں اے شوخ ۲۸۸
۲۰۵ ہم نے دیکھا بہت وہاں اے شوخ ۲۸۹
۲۰۶ وہ رنگ کب کسی یاقوت و لعل کا ہے شوخ ۲۹۰

د

۲۰۷ دست گلچیں سے ہے[لے] یہ مرغ چمن کی فریاد ۲۹۱
۲۰۸ کچھ عجب آہ ہے مرا صیاد ۲۹۲
۲۰۹ جو طالب مطلب ہو نہ مطلب کو کرے رد ۲۹۳
۲۱۰ کیوں گریباں سے مجھ عریاں کے ہے اغیار کو ضد ۲۹۴
۲۱۱ کچھ نہ کچھ بھید مرا اُس پہ کھلا میرے بعد ۲۹۵
۲۱۲ کھلا بھید ہم پر یہ مدت کے بعد ۲۹۶
۲۱۳ قبا کے وہ نہیں کرتا وا بند ۲۹۷
۲۱۴ رکھیں مے کش ہیں سب بوتل کو سر بند ۲۹۸
۲۱۵ آزردگی دیوانوں سی اے گلعذار چند ۲۹۹
۲۱۶ وہ گرم گرم اُس سے ملاقات ہے پسند ۲۹۹
۲۱۷ حق میں مجھ وحشی کے ظالم زلف تیری ہے کمند ۳۰۰
۲۱۸ کھڑا ہے ترا شوخ گلستان کی مانند ۳۰۱
۲۱۹ ہو میسر کہ جسے اُس گل رخسار کی دید ۳۰۱
۲۲۰ جو سمجھے تو کہ نہیں مجھ سے وہ قریب و بعید ۳۰۲

ذ

۲۲۱ اک ذرا دل کو نہیں کچھ دو جہاں سے التذاذ ۳۰۳
۲۲۲ یوں خفا ہو کر نہ جا اے میرے جانی العیاذ ۳۰۴
۲۲۳ گر کسی ڈھب سے مرا واں کبھی جاوے کاغذ ۳۰۵
۲۲۴ گر مرا ناز سے وہ شوخ جلاوے کاغذ ۳۰۶
۲۲۵ جس کے خیالِ لب سے ہو کام و دہاں لذیذ ۳۰۷

ر

۲۲۶ اتنا تو رکھ دل اُس کی عداوت کا اعتبار ۳۰۸

۲۲۷ سنگِ طفلاں سے مرا سر ہے برنگ لالہ زار ۳۰۹
۲۲۸ کب تلک دیدار کا تیرے رہوں میں انتظار ۳۱۰
۲۲۹ پوچھتے ہیں یار آ دیوار اور در کی خبر ۳۱۱
۲۳۰ دلا عاشق ہو تو آہ ایسے قد و قامت پر ۳۱۲
۲۳۱ کشتہ ہوا ہے بس کہ وہ اک گلعذار پر ۳۱۳
۲۳۲ پتھر پڑیں دلا ترے اس نام و ننگ پر ۳۱۴
۲۳۳ دیتا ہے جان دل یہ مرا اُس کی آن پر ۳۱۵
۲۳۴ رکھے قدم وہ شخص تیرے آستان پر ۳۱۶
۲۳۵ قرباں کیا ہے دل کو اس ابرو کمان پر ۳۱۷
۲۳۶ تھی سب کی نظر رات کو اُس ماہ جبیں پر ۳۱۸
۲۳۷ رات کو وہ کہتے ہیں مجھ سے پاس ہمارے آیا کر ۳۱۹
۲۳۸ غمگیں سحر و شام تو مے خوب پیا کر ۳۲۰
۲۳۹ اس طرح سے ہر ایک کو گالی نہ دیا کر ۳۲۱
۲۴۰ نادم ہوں جس قدر کہ ترے گھر میں آن کر ۳۲۲
۲۴۱ رمضاں ہے ہائے ساقی پیویں شراب کیونکر ۳۲۳
۲۴۲ پینے دے اب تو پیوں اگر میں شراب پھر ۳۲۴
۲۴۳ ہر یک قدم کو رکھ دل سرشار دیکھ کر ۳۲۵
۲۴۴ دور سے اے ہمدم اُس کے آستاں کو دیکھ کر ۳۲۶
۲۴۵ ہر مکاں میں اپنے ہمدم لامکاں کو دیکھ کر ۳۲۷
۲۴۶ قاصدا نامہ یہ اُس کا نہیں تحریر ہے اور ۳۲۸
۲۴۷ نہ کر خورشید رو مجھ پر تو یہ جور ۳۲۸
۲۴۸ زشت ہو صورت کوئی یا مثل حور ۳۲۹
۲۴۹ نہ کر و یار و قید کی تدبیر ۳۳۰

ڑ

۲۵۰ کیجیے مت باتیں اس قدر منہ توڑ ۳۳۱

۲۵۱ دھیان میں بندے کے صاحب ہیں تمہارے توڑ جوڑ ۳۳۲

ز

۲۵۲ نہ رکھیو چشمِ زدن دید سے تو چشم کا باز ۳۳۳
۲۵۳ طریق عشق میں جو کچھ کہ ہیں نشیب و فراز ۳۳۴
۲۵۴ نہ مغنی ہوں میں نہ مطرب ساز ۳۳۵
۲۵۵ نہیں بھولتا ہائے فرقت کا روز ۳۳۶
۲۵۶ فروغ حسن ہے اے گلعذار روز بروز ۳۳۷
۲۵۷ شراب چلتی تھی اُس کی مری جہاں ہر روز ۳۳۸
۲۵۸ اگرچہ حسن ہے اُس شعلہ رو کا آتش خیز ۳۳۹
۲۵۹ ہمارے گھر میں وہ آیا ہے مہمان عزیز ۳۳۹
۲۶۰ نشہ ہے ایک دھواں دھار اس میں شور انگیز ۳۴۰
۲۶۱ عجب شرابی ہیں پیرِ مغاں یہ شور انگیز ۳۴۱

س

۲۶۲ جب سے غمگیں رہے ہے وہ مجھ پاس ۳۴۲
۲۶۳ یوں خط ہے تیرے چاہ زنخداں کے آس پاس ۳۴۲
۲۶۴ ہیں کئی طرح کے ہمدم مجھے دلدار کے پاس ۳۴۳
۲۶۵ بیٹھتے تھے چھیڑنے کو جس کے ہم مل مل کے پاس ۳۴۴
۲۶۶ کہیں جنوں نہ ہو ہجراں میں ہے یہ خوف و ہراس ۳۴۵
۲۶۷ جس کو ہوا ہجر کا آزار بس ۳۴۶
۲۶۸ آنے کی احتیاج نہیں تیرے یار بس ۳۴۷
۲۶۹ دل مرا نالاں ہے اُس کے ہجر میں مثل جرس ۳۴۸
۲۷۰ لے گئی ایسی اڑا کر رہ سے منزل کی ہوس ۳۴۹
۲۷۱ لے کے دل ہر چند نکلی میرے جانی کی ہوس ۳۵۰
۲۷۲ مال و زر کی جس کے دل میں یار آتی ہے ہوس ۳۵۰

ش

۲۷۳ کہیں آ بھی چکے بہار اے کاش ۳۵۱
۲۷۴ نہ پیر کرتے تجھے کہتے ہیں مرید اے کاش ۳۵۲
۲۷۵ بلبل ہے اگر بہار سے خوش ۳۵۳
۲۷۶ تصور میں جو آیا شب کو وہ دوش ۳۵۳
۲۷۷ کس بت سے میں رہتا ہوں یہ دن رات ہم آغوش ۳۵۴
۲۷۸ ساقی وہ ہم کہاں ہیں کہاں ہے وہ ناؤ نوش ۳۵۵
۲۷۹ جسے بس دیکھتے ہی جائیں اڑ ہوش ۳۵۵
۲۸۰ گر دل تجھے ہو اُس گل رخسار کی خواہش ۳۵۶
۲۸۱ مت ڈر کہ نہیں اور کسی بات کی خواہش ۳۵۷
۲۸۲ گر دل میں ہو صاحب کے کچھ اُس بات کی خواہش ۳۵۸
۲۸۳ وصل کی شب یار سے جو کوئی کچھ پاتا ہے عیش ۳۵۹

ص

۲۸۴ کب ایسے ضدی کو مجھ سے ہو پھر دلا اخلاص ۳۶۰
۲۸۵ بزم عشرت میں مرے از اخلاص ۳۶۱
۲۸۶ ہے اس دل وحشی کو بیابان سے اخلاص ۳۶۲
۲۸۷ جو سمجھے آپ کو ناچیز وہ ہے خاص الخاص ۳۶۲
۲۸۸ نہیں ہے وہ کسی معشوق کی جفا کا خواص ۳۶۳
۲۸۹ جس کے دل ودماغ میں کرتی ہے جائے حرص ۳۶۴

ض

۲۹۰ عمر کھوئی ہے اور کیا ہے ریاض ۳۶۵
۲۹۱ کچھ حور سے پری سے نہ غلمان سے غرض ۳۶۵
۲۹۲ غیر کے گھر اُس کو کچھ آنے نہ جانے سے غرض ۳۶۶
۲۹۳ دیدۂ تر سے ہے مجھ وحشی کے گلزار کو فیض ۳۶۶

۲۹۴ ظاہرا جو کہ ہے میخواروں کو انگور سے فیض ۳۶۷

ط

۲۹۵ غمگیں نہ رکھ تو اس دل نالاں سے ارتباط ۳۶۸
۲۹۶ مجھ سے تجھ سے اے صنم جب سے ہوا ہے ارتباط ۳۶۸
۲۹۷ دل نے کیا ہے ڈھونڈ کے اُس دلربا سے ربط ۳۶۹
۲۹۸ خطِ گل سے جو لکھا ہے مجھے دلدار نے خط ۳۷۰
۲۹۹ کچھ نہ کچھ آہ میں اثر ہے شرط ۳۷۱

ظ

۳۰۰ دیکھ مت اُس کی طرف دیکھے سے جاتا ہے لحاظ ۳۷۲
۳۰۱ نہ بت پرستی میں جس کو نہ کچھ شراب میں حظ ۳۷۳
۳۰۲ ترے ہیں عشق سے ہم جس قدر رہا محظوظ ۳۷۴
۳۰۳ زلف ہے اُس کی پریشاں الحفیظ ۳۷۴

ع

۳۰۴ تمام سنگدلی کے جو تیرے ہیں اوضاع ۳۷۵
۳۰۵ یوں اٹھ گئی اس دل سے تری یار توقع ۳۷۶
۳۰۶ ملن میرا ترا تو ہے بے موقع ۳۷۷
۳۰۷ جبکہ محفل میں فروغ حسن سے آتی ہے شمع ۳۷۸
۳۰۸ روبرو اُس مہ رو کے شب کو جو آتی ہے شمع ۳۷۹
۳۰۹ عشق میں رو رو کے جو یہ داغ دل دھوتی ہے شمع ۳۸۰

غ

۳۱۰ جو منظور ہو آپ کو سیر باغ ۳۸۱
۳۱۱ دل دمبدم نشہ سے جو ہوتا ہے باغ باغ ۳۸۱
۳۱۲ کہیں دیکھ پائے جو اس دل کے داغ ۳۸۲

۳۱۳ دیکھے جو تازہ تر مرے ہر ایک دل کے داغ ۳۸۳
۳۱۴ آواز عندلیب سنے یہ کہاں دماغ ۳۸۴
۳۱۵ قفس میں بلبل دستاں پھنسی ہزار دریغ ۳۸۵

ف

۳۱۶ بتوں کو جو کہیں حق واعظا رکھ اُن کو معاف ۳۸۶
۳۱۷ برنگ آئینہ ہے رنگ گو ترا شفاف ۳۸۷
۳۱۸ آتا نہیں بیان میں غمگیں بیان عارف ۳۸۸
۳۱۹ ڈال دے چشم سے جو کچھ ہے عیاں اور طرف ۳۸۹
۳۲۰ دیکھتے ہیں جبکہ ہم وحشت میں اُس گھر کی طرف ۳۹۰
۳۲۱ مائل یہ دل نہ کفر نہ اسلام کی طرف ۳۹۱
۳۲۲ جو دلارام سے نہیں واقف ۳۹۲
۳۲۳ اُس سے کیا بر آئے گو کیسا ہو انساں فیلسوف ۳۹۳
۳۲۴ شب وصال ہے اُس ماہتاب پر موقوف ۳۹۴
۳۲۵ عزیزو پوچھیے یوسف سے یار کی توصیف ۳۹۵

ق

۳۲۶ یاں تلک ہے یہ دل آہ یار کا مشتاق ۳۹۶
۳۲۷ یہ کور چشم کن آنکھوں سے اُس کے ہیں مشتاق ۳۹۷
۳۲۸ فدا جو تجھ پہ مثال چکور ہیں عشاق ۳۹۸
۳۲۹ نہیں باطل سخن اُس کا کہے جو کچھ وہ ہے برحق ۳۹۹
۳۳۰ کہاں تلک کروں معمول کی شراب میں فرق ۳۹۹
۳۳۱ پیر مغاں الست سے ہوں میں خراب عشق ۴۰۰
۳۳۲ مہمان دل میں کسی کے گر کبھی آتا ہے عشق ۴۰۱
۳۳۳ لعل لب پر ہے مسی یا یہ ہے شام وشفق ۴۰۲
۳۳۴ جس قدر مجھ کو بتوں کی ہے دلا چاہ کا شوق ۴۰۲

۳۳۵ طریق عشق میں اپنا نہیں ہے کوئی رفیق ۴۰۱۳

ک

۳۳۶ سمندِ فکر ہمارا ہے اس قدر چالاک ۴۰۴
۳۳۷ سمند جس کا مثال نسیم ہے چالاک ۴۰۵
۳۳۸ بھلا اس ناتوانی میں میں کیونکر جاؤں دلبر تک ۴۰۵
۳۳۹ لے کر زمیں سے غمگیں اٹھ جائے آسماں تک ۴۰۶
۳۴۰ کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک ۴۰۷
۳۴۱ دیکھا نہیں ہے دل نے وہ دیدار اب تلک ۴۰۸
۳۴۲ دیکھوں تجھے نہ آنکھوں سے اے یار جب تلک ۴۰۹
۳۴۳ ہم جستجوئے یار میں پہنچے وہاں تلک ۴۱۰
۳۴۴ یہ کس کی جاگتے سوتے میں دیکھی ہائے جھلک ۴۱۱
۳۴۵ ہوتے ہیں مے کشی میں تو وہ ہم بہم شریک ۴۱۲
۳۴۶ پاؤں چلنے سے رہے اِس تری رفتار کو دیکھ ۴۱۳
۳۴۷ غش ہوں میں اُس کی نوجوانی دیکھ ۴۱۴

گ

۳۴۸ گلچیں سے جیسی بلبل بیداد ہے بہ تنگ ۴۱۵
۳۴۹ جو دیکھ کے اُس بت کو ہوا ہائے میرا رنگ ۴۱۶
۳۵۰ مجھ سے آزردہ جو اُس گل رو کو اب پاتے ہیں لوگ ۴۱۷
۳۵۱ جھونٹھ سچ کہہ کر یہ اپنی بات کیوں کھوتے ہیں لوگ ۴۱۸

ل

۳۵۲ نہیں میں اب ترے ہجر و وصال کے قابل ۴۱۹
۳۵۳ رکھے سالک جو اک دم با خدا دل ۴۲۰
۳۵۴ کس واسطے اُس بت کا تو یار ہوا اے دل ۴۲۱

۳۵۵ روز سرکش ہی رہے مجھ سے ہے اُس رات سے دل ۴۲۱
۳۵۶ گرم صحبت نہیں اُس سے بھی وہ کل رات سے دل ۴۲۲
۳۵۷ واں سے یاں آتے ہوئے آہ یہ گھبرائے ہے دل ۴۲۳
۳۵۸ کرتا ہوں جس کے مکھڑے کو میں پیار آج کل ۴۲۴
۳۵۹ ہم بتا دیں تمھیں دنیا میں کہ کیا ہے مشکل ۴۲۵
۳۶۰ روزہ نماز سے کب ہوتا ہے کوئی کامل ۴۲۶
۳۶۱ کہتے ہیں وہ کہ شب کی ملاقات ہے قبول ۴۲۷
۳۶۲ سوائے جہل نہیں ہوتے علم سے مشغول ۲۴۷
۳۶۳ صنم ہزاروں جہاں میں ہیں یوں شکیل وجمیل ۴۲۸

م

۳۶۴ یار جس مست کو ہے جام سے کام ۴۲۹
۳۶۵ مجھ سے یوں روٹھ کر نہ جاؤ تم ۴۲۹
۳۶۶ پہلے عاشق دیکھ اچھی شکل پر ہوتی ہے چشم ۴۳۰
۳۶۷ کیوں دل نے اٹھائی ہے یہ محنت نہیں معلوم ۴۳۱
۳۶۸ کیونکر اُس پردہ نشیں کے کہو گھر جاتے ہم ۴۳۲
۳۶۹ پیتے جوان دنوں میں بہت ہیں شراب ہم ۴۳۳
۳۷۰ کس طرح آب ونمک سے ہوں ترے آزاد ہم ۴۳۴
۳۷۱ یار نشے میں تو ہیں سرشار ہم ۴۳۵
۳۷۲ کرتے ہیں جس دن سے تجھے پیار ہم ۴۳۶
۳۷۳ معلوم نہیں دل ہے یہ کس بات سے بر ہم ۴۳۷
۳۷۴ آزما دیں اپنی کل پرسوں میں پھر تقدیر ہم ۴۳۸
۳۷۵ جا کے کریں کیا حرم و دیر ہم ۴۳۹
۳۷۶ ہیں کہاں اور کس مکاں میں ہم ۴۴۰
۳۷۷ نہ تو بندے نہ کچھ خدا ہیں ہم ۴۴۱
۳۷۸ بے تعلق غرض کمال ہیں ہم ۴۴۲

۳۷۹ بے قراری میں کبھی جو اس تک جاتے ہیں ہم ۴۴۳
۳۸۰ اُس کی صورت کا تصور دل میں جب لاتے ہیں ہم ۴۴۴
۳۸۱ دھیان اُس بت کا اگر دل میں کبھی لاتے ہیں ہم ۴۴۵
۳۸۲ وہ یہ کہتے ہیں ترے گھر آ نہیں سکتے ہیں ہم ۴۴۶
۳۸۳ دل سے اپنے بھی ترستے ہی رہے بات کو ہم ۴۴۷
۳۸۴ چھپ کے جس پاس رہا کرتے تھے ہر رات کو ہم ۴۴۸
۳۸۵ چین جن ہاتھوں سے شب دیتے تھے اُس دلبر کو ہم ۴۴۹
۳۸۶ یاں تک ہیں تنگ اپنے بتِ بے وفا سے ہم ۴۵۰
۳۸۷ بتر ہیں دیکھ لے تو سوختہ کباب سے ہم ۴۵۱
۳۸۸ صلح جی میں ہے کریں اُس بت بے باک سے ہم ۴۵۲
۳۸۹ ہوئے ہی جاتے ہیں بے ہوش اُس جمال سے ہم ۴۵۳
۳۹۰ یقین جان کہ عاجز رہیں بیان سے ہم ۴۵۴
۳۹۱ ہیں نشاں یار بے نشان کے ہم ۴۵۵
۳۹۲ آج گھر خیر سے گر جائیں گے ہم ۴۵۶
۳۹۳ در ترا چھوڑ کہاں جائیں گے ہم ۴۵۶
۳۹۴ بن آئے جو مر بھی جائیں گے ہم ۴۵۷
۳۹۵ اک دل تھا سو تیری زلف میں کھو بیٹھے ہم ۴۵۸
۳۹۶ بیماری میں خدمت سے جو محروم رہے ہم ۴۵۹
۳۹۷ اس شوخ سے ملنے کی طرح جان گئے ہم ۴۶۰

ن

۳۹۸ جان کر جان کھو نہ میری جان ۴۶۱
۳۹۹ اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں ۴۶۱
۴۰۰ میں کہاں اور سیر باغ کہاں ۴۶۲
۴۰۱ ہجر سے اس کے اب فراغ کہاں ۴۶۲
۴۰۲ ممکن ہے کہ جو تو نہ ہو سرشار کسی دن ۴۶۳

۴۰۳ تجھ بن بتا تو اے بت گمراہ کیا کروں ۴۶۴
۴۰۴ جی میں ہے اس بدن کو دور کروں ۴۶۴
۴۰۵ اپنا اگر میں ہر بن مو سوزباں کروں ۴۶۵
۴۰۶ آمد شد اپنے دم کی نہ میں رائیگاں کروں ۴۶۶
۴۰۷ برباد میں چمن سے اگر آشیاں کروں ۴۶۷
۴۰۸ مے سے توبہ ترے کہنے سے کروں یا نہ کروں ۴۶۸
۴۰۹ ہے وہ معشوق مرا کیوں اسے گھر لا نہ سکوں ۴۶۹
۴۱۰ مقابل تیرے گر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں ۴۷۰
۴۱۱ دیکھ کر کل اس کو اپنی بے قراری کیا کہوں ۴۷۱
۴۱۲ دل کو بمدعا میں جان کو بکام دیکھوں ۴۷۲
۴۱۳ ساقی میں ماہ رمضاں کیا روسیاہ دیکھوں ۴۷۳
۴۱۴ عابد جو ہوں تو میں ہوں معبود ہوں تو میں ہوں ۴۷۳
۴۱۵ مژگاں کہے ہے اس کی گر تیر ہوں تو میں ہوں ۴۷۴
۴۱۶ صوفی وترسا و شیخ و رند میخواروں میں ہوں ۴۷۴
۴۱۷ چاہے جس بت کو چاہ اے غمگیں ۴۷۵
۴۱۸ جو کچھ ہے وہ سب خدا ہے غمگیں ۴۷۵
۴۱۹ دل ایک سا رکھا کر غمگیں خلا ملا میں ۴۷۶
۴۲۰ حسن اس کا ہے نہاں اس طرح شیخ و شاب میں ۴۷۷
۴۲۱ آتا خیال سا ہے نظر جو نقاب میں ۴۷۸
۴۲۲ لڑتا ہے مجھ سے روز جو وہ بات بات میں ۴۷۹
۴۲۳ آتی کسی ہی طرح نہیں میرے ہات میں ۴۸۰
۴۲۴ نہ بیٹھو شیخ جی للہ ہم رندوں کی صحبت میں ۴۸۱
۴۲۵ علم بھی اپنا نہ تھا تھے جب کہ ہم ہاہوت میں ۴۸۲
۴۲۶ محو ہیں ہم تو ترے دیدار میں ۴۸۲
۴۲۷ ہوش اپنا کیوں نہیں رہتا ترے سرشار میں ۴۸۳

۴۲۸ عیب جو جو کچھ عیاں ہیں مے کش و مخمور میں ۴۸۴
۴۲۹ وہ پردہ نشیں جب سے کہ مہمان ہے گھر میں ۴۸۵
۴۳۰ بے طرح قید آ ہوا ہوں زلف کی زنجیر میں ۴۸۶
۴۳۱ بس میں نہیں کچھ اپنے ہیں صیاد کے بس میں ۴۸۷
۴۳۲ قوت نالہ وزاری کس میں ۴۸۸
۴۳۳ ایک ایک ذرہ مقید یہ جو ہے آفاق میں ۴۸۹
۴۳۴ رہوں یوں منتظر ہجراں میں تیرا یار کب تک میں ۴۹۰
۴۳۵ فائدہ کیا تجھ کو واعظ ہم سے قیل وقال میں ۴۹۱
۴۳۶ کیونکر نہ فکر محو ہو اُس کے جمال میں ۴۹۲
۴۳۷ کچھ کہہ گیا ہے جب سے کہ غیر اس کے کان میں ۴۹۳
۴۳۸ کچھ دم نہیں ضعف سے بدن میں ۴۹۴
۴۳۹ جب چوری سے ممکن نہ ہو کچھ بات کروں میں ۴۹۵
۴۴۰ رہوں ہوں عشق میں اس سنگدل کے میں پہاڑوں میں ۴۹۵
۴۴۱ مجھ کو مطلق نہیں غم اس سے بہت شاد ہوں میں ۴۹۶
۴۴۲ عاشق زار ہوں قائل دیدار ہوں میں ۴۹۷
۴۴۳ بستۂ زلف رخ یار ہوں میں ۴۹۸
۴۴۴ بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں ۴۹۹
۴۴۵ ہجر ہے ہمراہ جدھر جاؤں میں ۵۰۰
۴۴۶ وصل میں بھی اس پراز بس جو نہیں قدرت ہمیں ۵۰۱
۴۴۷ دم بھی لینے کی نہیں ہے ضعف سے طاقت ہمیں ۵۰۲
۴۴۸ ساقی رہا ہے ہوش بس اب اس قدر ہمیں ۵۰۳
۴۴۹ وہ ستمگر تشنہ لب اور تفتہ دل پا کر ہمیں ۵۰۴
۴۵۰ جان مت لے اپنی صورت کو تو ترسا کر ہمیں ۵۰۵
۴۵۱ ہو جستجو کسی کی سوا تیرے گر ہمیں ۵۰۶
۴۵۲ یار اپنا دکھا جمال ہمیں ۵۰۷

۴۵۳ اس قدر ہے ترا خیال ہمیں ۵۰۸
۴۵۴ حسرت ہے تری یاد کی آرامِ جاں ہمیں ۵۰۹
۴۵۵ کہتے نہ تھے زباں سے جو ہوں سے توں ہمیں ۵۱۰
۴۵۶ ملنے کی تیرے صرف نہیں آرزو ہمیں ۵۱۱
۴۵۷ بھید نہ تو کھولے گر اس بات کا ۵۱۲
۴۵۸ گاہ بہ گاہ جو مکھڑا وہ دکھاتا ہے ہمیں ۵۱۳
۴۵۹ عشق تو ہمدمو نہیں ہے ہمیں ۵۱۴
۴۶۰ خوف ہے دیکھوں میں کیوں کر اسے اک بار کہیں ۵۱۵
۴۶۱ یہ میرے کہنے سے وہ ہو نہ خفا اور کہیں ۵۱۶
۴۶۲ تو اٹکا ہے جس سے غمگیں وہ اٹکا ہے اور کہیں ۵۱۷
۴۶۳ اس دلِ بے کل کو آہ پڑ بھی چکے کل کہیں ۵۱۸
۴۶۴ ہم نے دیکھا ہے اُسے جب سے کہ مہمان کہیں ۵۱۹
۴۶۵ سخت حسرت ہے کہ دن سے مجھے بلوا کے کہیں ۵۲۰
۴۶۶ دیکھ مت آئینہ ایسا نہ ہو پچھتائے کہیں ۵۲۱
۴۶۷ یار و اغیار آہ دونو دنگ ہیں ۵۲۲
۴۶۸ کون و مکاں میں ہم ہیں نہ کچھ لامکاں میں ہیں ۵۲۳
۴۶۹ اک اپنے دل کے واسطے سو دل کو دکھائیں ہیں ۵۲۴
۴۷۰ شیخ جی جس کے لیے جا کے حرم دیکھیں ہیں ۵۲۵
۴۷۱ اس کو جس وقت ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں ۵۲۵
۴۷۲ دوست دشمن سے اذیت ہے تری یاری میں ۵۲۶
۴۷۳ ممتاز دلبروں میں گو ہے وہ دلبری میں ۵۲۷
۴۷۴ ناز و ادا و غمزہ ہے یوں تو ہر پری میں ۵۲۸
۴۷۵ ہم وحشیوں نے جلوہ دیکھا ہے وہ کسی میں ۵۲۸
۴۷۶ رہیں نہ بندوں سے ایسے یہ بے وفائی میں ۵۲۹
۴۷۷ کچھ بھلائی تو ہے بھلائی میں ۵۳۰

۴۷۸ ہوائے ترش رو کا فروہ تازہ آشنائی میں ۵۳۱
۴۷۹ مہجور اپنے کچھ نہیں پردہ نشیں سے میں ۵۳۲
۴۸۰ ساقیا تھوڑے ہی دن پاس تیرے آنے میں ۵۳۳
۴۸۱ ایک دو روز خرابات کے بس جانے میں ۵۳۴
۴۸۲ اب رہا کیا ہے جان جانے میں ۵۳۵
۴۸۳ ہم دیوانے جو نکل جاتے ہیں ویرانے میں ۵۳۶
۴۸۴ واعظا میں چلوں کیونکر ترے فرمانے میں ۵۳۷
۴۸۵ ہم ہی عابد ہیں ہمیں معبود ہیں ۵۳۸
۴۸۶ بات دیکھوں مجھ سے وہ کرتا ہے یا کرتا نہیں ۵۳۸
۴۸۷ کچھ تڑپنے کی مرے صیاد کو پروا نہیں ۵۳۹
۴۸۸ نہ بولوں اس سے تو اس دل کو ہائے تاب نہیں ۵۴۰
۴۸۹ کون سا گھر ہے کہ ویراں اور آباد نہیں ۵۴۱
۴۹۰ آپ سے میں یہ بے قرار نہیں ۵۴۲
۴۹۱ غم تو غم جس کو خوشی بھی ہے وہ دلشاد نہیں ۵۴۲
۴۹۲ یہ عبادت تری مذموم ہے محمود نہیں ۵۴۳
۴۹۳ قدرداں کوئی مرا جز غمِ دلدار نہیں ۵۴۴
۴۹۴ کیا پوچھتے ہو دل کی کدھر ہے کدھر نہیں ۵۴۵
۴۹۵ رشتۂ غم سے بندھی ہے امیری پرواز نہیں ۵۴۶
۴۹۶ اگرچہ ملنے کی کچھ اُس سے ہم کو آس نہیں ۵۴۷
۴۹۷ گر کہوں وصل ہے تو وصل نہیں ۵۴۸
۴۹۸ ہجر میں جس کے مری جان میں اب جان نہیں ۵۴۹
۴۹۹ کوئی نادان بھی تجھ سا دلِ نادان نہیں ۵۵۰
۵۰۰ اس میں ہم مستوں کی گذرے کوئی امکان نہیں ۵۵۱
۵۰۱ ہرجائی کا میرے جو مقرر مکاں نہیں ۵۵۲
۵۰۲ ہر بات پر کہے ہے تو شب کو نہیں نہیں ۵۵۳
۵۰۳ ہرزہ گرد آہ مرا یا رو کہاں آہ نہیں ۵۵۴
۵۰۴ ترے مکھڑے سا مہر و ماہ نہیں ۵۵۴

۵۰۵ بات اُس کے وصل کی دل سے مرے جاتی نہیں ۵۵۵
۵۰۶ لاکھ منت میں کروں دن کو بھی آتا ہی نہیں ۵۵۶
۵۰۷ وعدہ شب ہے مگر دن ہائے ڈھلتا ہی نہیں ۵۵۷
۵۰۸ جو کہ یاروا اس بُتِ عیار سے ڈرتے نہیں ۵۵۷
۵۰۹ وہ ہمارے گھر میں گر آویں تو آ سکتے نہیں ۵۵۸
۵۱۰ اس کو جو دوست کہ دیکھ آتے ہیں ۵۵۹
۵۱۱ گر کبھی خواب میں وہ آتے ہیں ۵۶۰
۵۱۲ خفا اُن کو جو مجھ پر ان دنوں میں یار پاتے ہیں ۵۶۱
۵۱۳ یہاں سے جب اپنے وہ گھر جاتے ہیں ۵۶۲
۵۱۴ جب کہ نشے میں مجھ سے لڑ کر غیر کے گھر وہ جاتے ہیں ۵۶۳
۵۱۵ جو بے تابی کی حالت میں کبھی گھر ان کے جاتے ہیں ۵۶۴
۵۱۶ ہم تصور تیری صورت کا کیا کرتے ہیں ۵۶۵
۵۱۷ عشق میں تیرے ہم جو مرتے ہیں ۵۶۶
۵۱۸ ہم تو اپنی وفا پہ مرتے ہیں ۵۶۶
۵۱۹ کچھ آج خیر ہے کیوں مجھ سے آپ لڑتے ہیں ۵۶۷
۵۲۰ نشے میں بزم سے جب اُس کے اٹھ کے چلتے ہیں ۵۶۸
۵۲۱ وہ نہ یہ بند قبا باندھتے ہیں ۵۶۹
۵۲۲ شاہد وے سے جو دل اپنا لگا رکھتے ہیں ۵۷۰
۵۲۳ عشق اُس پردہ نشیں کا جو نہاں رکھتے ہیں ۵۷۱
۵۲۴ دوئی دور کر کر جو ہم دیکھتے ہیں ۵۷۲
۵۲۵ رات دن ہم شراب پیتے ہیں ۵۷۲

و

۵۲۶ جان جاتی ہے یہاں تلک آؤ ۵۷۳
۵۲۷ لے لے کے نام اُس کا کہتے ہو آؤ آؤ ۵۷۴
۵۲۸ مذہب ہے تیرا کیا ہمیں غمگیں بیا بتا تو ۵۷۵
۵۲۹ اس واسطے تھا رندوں کا رہنما تو ۵۷۶
۵۳۰ پیری میں اُس جوان پر عاشق ہوا ہے تو ۵۷۷

۵۳۱ یاد تم اپنی دلایا نہ کرو ۵۷۸
۵۳۲ بھر بھر کے جام دے دلِ خانہ خراب کو ۵۷۹
۵۳۳ پی جائے جتنی پینے دے ساقی شراب کو ۵۸۰
۵۳۴ رہنے دے حشر پر تو عذاب و ثواب کو ۵۸۱
۵۳۵ بات اک ایسی کہی ہے اُس نے مجھ سے رات کو ۵۷۲
۵۳۶ رمضاں کی چھوڑ ساقی تو گفت و شنید کو ۵۷۳
۵۳۷ وہ جب سے گیا ہے اپنے گھر کو ۴۸۴
۵۳۸ کیا مریدی نسبتِ ذاتی نہ ہو جس پیر کو ۵۸۵
۵۳۹ کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے جس کو ۵۸۶
۵۴۰ شراب کی ہوئی عادت جو آہ ہے تم کو ۵۸۶
۵۴۱ جاں کا نہ ہوش دل کو نہ دل کا ہے جان کو ۵۸۷
۵۴۲ بیاباں سے بھی ویراں گھر ہے اب مجھ خانہ ویراں کو ۵۸۸
۵۴۳ شہود اس کا یہاں تک ہے مری اس چشمِ گریاں کو ۵۸۹
۵۴۴ ایسے شرابی ہیں یہ غمگیں دیکھ تو ان سرشاروں کو ۵۹۰
۵۴۵ بس ہو میرا تو ملا لوں تجھ کو ۵۹۱
۵۴۶ چین پڑتا نہیں ذرا مجھ کو ۵۹۱
۵۴۷ یہیں بٹھا کے تو دے محتسب سزا مجھ کو ۵۹۲
۵۴۸ پسند ہے تری اے بے وفا جفا مجھ کو ۵۹۳
۵۴۹ کب جدائی کی تاب ہے مجھ کو ۵۹۳
۵۵۰ داغ قول و قرار ہے مجھ کو ۵۹۴
۵۵۱ آرزوئے وصال ہے مجھ کو ۵۹۵
۵۵۲ عشق کا ہائے نہ ہونا یہ اہم ہے مجھ کو! ۵۹۶
۵۵۳ یارو سمجھاؤ نہ مجھ وحشی و دیوانے کو ۵۹۷
۵۵۴ یار آتا ہے دیکھیے کیا ہو ۵۹۸
۵۵۵ دل ٹھکانے نہ ہو تو کب کچھ ہو ۵۹۸
۵۵۶ مجھ سے کیوں آہ ہوا ہے وہ خفا مت پوچھو ۵۹۹
۵۵۷ ہے مجھے کس کی چاہ مت پوچھو ۶۰۰
۵۵۸ کاہے کی عید آہ جو تم ہی بعید ہو ۶۰۱

۵۵۹ آنکھ میں چبھتے ہیں یہ گلزار جس سے خار ہو ۶۰۱
۵۶۰ کب بھلا سرگشتگی میں مجھ سے پھر تقصیر ہو ۶۰۱
۵۶۱ نہیں دیکھا اسے اگر دیکھو ۶۰۲
۵۶۲ رات بھر کی شراب کو دیکھو ۶۰۳
۵۶۳ اُس تغافل شعار کو دیکھو ۶۰۴
۵۶۴ یارو اُس نوجوان کو دیکھو ۶۰۴
۵۶۵ غم سے جسے خوشی ہو خوشی سے ملال ہو ۶۰۵
۵۶۶ بن اُس کے گر کسی طرف اپنا خیال ہو ۶۰۶
۵۶۷ کہے ہے ساقی کہ تجھ سا کوئی خراب نہ ہو ۶۰۷
۵۶۸ ے ہو مطرب ہو چمن ہو وہ دلارام نہ ہو ۶۰۸
۵۶۹ بزم میں اس کی دِلا دیکھ تو گریان نہ ہو ۶۰۹
۵۷۰ نہ تو بس ہم ہیں وہ نہ تم وہ ہو ۶۱۰
۵۷۱ بیٹھے بٹھائے محفل سے تم مجھ کو آہ اٹھاتے ہو ۶۱۱
۵۷۲ غمگیں تم اپنے جیسے بُتِ بے وفا سے ہو ۶۱۱
۵۷۳ ہم سے اے حضرتِ دل سچ کہو اب کیسے ہو ۶۱۲
۵۷۴ لے گیا وہ دلربا دل آہ یارو دیکھیو ۶۱۳

ہ

۵۷۵ سردمہری سے تری غمگیں کے رشک حور آہ ۶۱۴
۵۷۶ کس کی لگی ہے دل پہ سنانِ نگاہ آہ ۶۱۵
۵۷۷ واعظ نصیحت کر اپنی کوتاہ ۶۱۶
۵۷۸ مسدود تو نے کی ہے جو یہ کہکشاں کی راہ ۶۱۷
۵۷۹ صیاد کس کو یاد ہے اب آشیاں کی راہ ۶۱۸
۵۸۰ چشمِ سر سے دم بخود یوں رکھ سویدا پر نگاہ ۶۱۹
۵۸۱ بعید ہے جو ترے دل میں مہر ہوا ے ماہ ۶۲۰
۵۸۲ عشق نے معشوق کو بھی دکھ دکھایا واہ واہ ۶۲۱
۵۸۳ رہتا جو روز و شب ہے اب وہ جو آبدیدہ ۶۲۲
۵۸۴ جس روز سے پری رو تیرا کیا نظارہ ۶۳۲

۵۸۵ تو ہی بندہ ہے اور تو ہی الہ ۶۲۴
۵۸۶ میں جس کے عشق میں جلتا ہوں مثل پروانہ ۶۲۵
۵۸۷ چاہے وہ غافل رکھے چاہے رکھے آگاہ وہ ۶۲۶
۵۸۸ بولتا ہی نہیں کسی سے وہ ۶۲۷
۵۸۹ جب تصور میں مرے اے ہمدمو آتا ہے وہ ۶۲۸
۵۹۰ یہ نہیں معلوم سچ کہتا ہے یا ہنستا ہے وہ ۶۲۹

ی

۵۹۱ چشم کو جو ہے ایسی بے خوابی ۶۳۰
۵۹۲ جب سے کہ ہوش آیا ہے شور و عشق و مستی ۶۳۱
۵۹۳ گر میرے تصور میں وہ تصویر نہ ہوتی ۶۳۲
۵۹۴ کیوں کر نہ عمارت رہے برباد ہماری ۶۳۳
۵۹۵ مجھے مت کر کباب اے ساقی ۶۳۴
۵۹۶ چھٹنے کی تم سے پھر نہیں عادت شراب کی ۶۳۵
۵۹۷ یاد آئی بات جب اس یار کی ۶۳۵
۵۹۸ حقیقت کچھ ہوئی مکشوف جس کو تیری قامت کی ۶۳۶
۵۹۹ یاد ہے وہ بات تجھے رات کی ۶۳۷
۶۰۰ خبر جب سے سُنی دل نے پری رو تیرے آنے کی ۶۳۸
۶۰۱ جو جی میں لاتے ہیں ہم سے کدے سے جانے کی ۶۳۹
۶۰۲ اس شعلہ رو سے جب سے مری آنکھ جا لگی ۶۴۰
۶۰۳ میں مر ہی جاؤں گا موت آہ گر نہ آوے گی ۶۴۰
۶۰۴ یہی اب مشورہ دیتی ہمیں تقدیر ہے اپنی ۶۴۱
۶۰۵ جس شخص کو ہر شے میں کہ اُس نور کی سوجھی ۶۴۲
۶۰۶ کہتے ہیں اُس کو میری محبت نہیں رہی ۶۴۲
۶۰۷ ہم مر کے خوش ہوئے کہ مشقت نہیں رہی ۶۴۳
۶۰۸ موزوں کریں ہیں اُس کو جو بات دل میں آئی ۶۴۳
۶۰۹ بلبل چمن میں نالاں بے اختیار آئی ۶۴۴
۶۱۰ دے مجھے کس طرح وہ دکھلائی ۶۴۵

۶۱۱	یاں تلک آہ گر آتا کوئی	۶۴۶
۶۱۲	آج یہ واں کرے خبر کوئی	۶۴۷
۶۱۳	کسی میں تم میں سے ہمت ہو تو پلاؤ کوئی	۶۴۸
۶۱۴	سنے نہ جو اسے آواز کیا سنائے کوئی	۶۴۹
۶۱۵	شب کو اُس مہ سے جو مدت میں ملاقات ہوئی	۶۴۹

ے

۶۱۶	ہم ان کے گھر میں کسی ڈھب جا نہیں سکتے	۶۵۰
۶۱۷	تم مجھے ے پلا نہیں سکتے	۶۵۱
۶۱۸	ہمیشہ وصل ہی میں اُس کے جو اوقات کو کاٹے	۶۵۲
۶۱۹	دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے	۶۵۲
۶۲۰	اُس پاس سحر تک کوئی گر شام سے بیٹھے	۶۵۳
۶۲۱	ایسے بدخو کی چاہ کیا کیجے	۶۵۳
۶۲۲	کھولے ہیں اُس نے دیکھ کے بند قبا مجھے	۶۵۴
۶۲۳	سمجھا ہے تو نے اے ستم ایجاد کیا مجھے	۶۵۵
۶۲۴	اب تو کہتے ہیں سب خراب مجھے	۶۵۶
۶۲۵	جو تجھ کو دینی ہے دے ساقیا شراب مجھے	۶۵۷
۶۲۶	گلے چمٹ کے وہ کرتا ہے جبکہ پیار مجھے	۶۵۸
۶۲۷	صیاد دیکھ چھوڑیو پر توڑ کر مجھے	۶۵۹
۶۲۸	دونو جہاں کے واسطے کرتا ہے بس مجھے	۶۶۰
۶۲۹	زاہد دُوبیں یہ کیا پہچانے اور جانے مجھے	۶۶۱
۶۳۰	عشق دنیا میں نہیں دیتا سر اکسانے مجھے	۶۶۲
۶۳۱	در سے جو اپنے اٹھاتا ہے مجھے	۶۶۳
۶۳۲	خواب اپنے خیال سے ہے مجھے	۶۶۳
۶۳۳	یارب مجھے تو نہ دو جہاں دے	۶۶۴
۶۳۴	دنیا دے خدا مجھے نہ دیں دے	۶۶۴
۶۳۵	اب تو پاس اپنے مجھے آنے دے	۶۶۵
۶۳۶	ہیں اُن پہ کھلے حسرت و ارمان ہمارے	۶۶۶

۶۳۷ رہتا ہے مجھ کو تیرا جتنا کہ دھیان پیارے ۶۶۷
۶۳۸ جام مے میں جو کہ اُس مہ کے قدم دیکھا کرے ۶۶۸
۶۳۹ خدا نصیب میں ایسی مرے شراب کرے ۶۶۸
۶۴۰ ایسی بے رحمی نہ میرا کہیں صیاد کرے ۶۶۹
۶۴۱ جو ملکِ عشق میں غمگیں تو بود و باش کرے ۶۷۰

۶۴۲ مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے ۶۷۱
۶۴۳ ترا وہ وحشی بھی جنگل کی گر ہوا پکڑے ۶۷۲
۶۴۴ اب میری تشنگی نہیں بجھتی ہے آب سے ۶۷۳
۶۴۵ ساقی خراب تر ہوں میں گوہر خراب سے ۶۷۴
۶۴۶ ہوں تنگ محتسب میں ترے اِحتساب سے ۶۷۵
۶۴۷ پھر وصل کا قرار ہوا ہے حبیب سے ۶۷۶
۶۴۸ ٹھہرے وہاں رہنے کے ہر شب کو بڑے حشرات سے ۶۷۷
۶۴۹ سرگراں مجھ سے نہ ہو ظاہر ہے تیری گات سے ۶۷۸
۶۵۰ بغض نہیں بندے کو کسی سے میں کہتا ہوں محبت سے ۶۷۹
۶۵۱ تجھے اپنی یہ فکرِ نیستی کم ایک ساعت سے ۶۸۰
۶۵۲ ہوا رسوا یہ بعد از مرگ بھی میں تیری الفت سے ۶۸۱
۶۵۳ ہمیں اے ہمدمو ہر روز کی صحبت نہیں اُس سے ۶۸۲
۶۵۴ ایک دم غافل نہ رہ تو مے کے استعمال سے ۶۸۳
۶۵۵ ملیے کسی ڈھب سے اُس صنم سے ۶۸۴
۶۵۶ ایسی نہ روش سے چل اے غنچہ دہن ہم سے ۶۸۵
۶۵۷ تو لاکھ اٹھائے ہاتھ ہم سے ۶۸۵
۶۵۸ اٹھ کے جب گھر کو چلا وہ سرو قد تمکین سے ۶۸۶
۶۵۹ آہ و نالہ ہے یہ میرا صرف اُس کی چاہ سے ۶۸۶
۶۶۰ ہے گلہ مند ادھر بلبل دستاں مجھ سے ۶۸۶
۶۶۱ گیا ہے وہ دل آزردہ جو میرا مہماں مجھ سے ۶۸۸
۶۶۲ حسرتا خوش جو نہیں لب خنداں مجھ سے ۶۸۹
۶۶۳ رہا جاتا نہیں ہے اس میں مجھ وحشی خرابی سے ۶۹۰

۶۶۴ یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے ۶۹۱
۶۶۵ برا بھلا بھی سنا ہم نے ہر کمینے سے ۶۹۲
۶۶۶ صدقے ترے جور اور جفا کے ۶۹۳
۶۶۷ بندے ہیں ہم ایسے خودنما کے ۶۹۴
۶۶۸ عشق میں دل اُن کو دے جب جان سے جانے لگے ۶۹۵
۶۶۹ اک روز یہ ہے جی میں دل کھول کے رو لیں گے ۶۹۶
۶۷۰ گر رتجگے میں آپ نہ ہم کو بلائیں گے ۶۹۷
۶۷۱ ایک دن نہ ایک دن یہ دل اپنا گنوائیں گے ۶۹۸
۶۷۲ زندگی سے اگر نجات ملے ۶۹۸
۶۷۳ کیا غم ہے محتسب مجھے سرشار دیکھ لے ۶۹۹
۶۷۴ کیوں مجھے ہے ملال کیا جانے ۶۹۹
۶۷۵ بلبل کبھی آ نکلے بیابان میں اپنے ۷۰۰
۶۷۶ آواز یہ کس کی ہے بھری کان میں اپنے ۷۰۱
۶۷۷ ساقیا ہائے جلایا تو نے ۷۰۲
۶۷۸ خوب اے عشق رُلایا تو نے ۷۰۲
۶۷۹ مے جنوں کا نشہ ہو تو کچھ خمار آوے ۷۰۳
۶۸۰ جو نہ وہم و گمان میں آوے ۷۰۳
۶۸۱ گو اس میں جان رہوے یا خواہ جان جاوے ۷۰۴
۶۸۲ کوئی اُس بُت کو کیوں کر بھول جاوے ۷۰۵
۶۸۳ اس مرض میں مجھے اکسیر کی جا ہو جاوے ۷۰۶
۶۸۴ ترے بیمار کی مشکل ابھی آسان ہو جاوے ۷۰۷
۶۸۵ اگر عاقل کوئی دیکھے ترا دیوانہ ہو جاوے ۷۰۸
۶۸۶ یا تو اس دل کی تسلی جاوے ۷۰۹
۶۸۷ فی الحقیقت تجھے گر اُس سے محبت ہووے ۷۱۰
۶۸۸ مے مجسم نشہ نہ گر ہووے ۷۱۱
۶۸۹ میرے یارب نہ در نہ گھر ہووے ۷۱۲
۶۹۰ جس کی نہ اُس کے رخ پر ہر دم نگاہ ہووے ۷۱۳
۶۹۱ دشمن مری خاک کی صباح ہے ۷۱۴

۶۹۲ کہیں جو باغ میں مجھ کو نظر شمشاد آتا ہے ۷۱۵

۶۹۳ بے خبر پاس مرے جب وہ صنم آتا ہے ۷۱۶

۶۹۴ شب فرقت میں مجھ کو وصل کا جب دھیان آتا ہے ۷۱۷

۶۹۵ جب کہ وہ شوخ میرے پاس کبھی آتا ہے ۷۱۸

۶۹۶ بیٹھے بٹھائے محفل سے تو مجھ کو آہ اٹھاتا ہے ۷۱۹

۶۹۷ غیر کے گھر میں جب وہ جاتا ہے ۷۲۰

۶۹۸ جو مجھ سے روٹھ کر وہ رات کو گھر اپنے جاتا ہے ۷۲۱

۶۹۹ اپنا عاشق جان کے مجھ کو کس کس طرح رلاتا ہے ۷۲۲

۷۰۰ جو چوسر میں کبھی وہ غیر کو گوٹیاں بناتا ہے ۷۲۳

۷۰۱ جب نشہ وہ نگار کرتا ہے ۷۲۴

۷۰۲ جوں جوں وہ تجھ کو پیار کرتا ہے ۷۲۴

۷۰۳ کوئی بھی دیدہ و دانستہ ایسا کام کرتا ہے ۷۲۵

۷۰۴ جسے دیدار ہے اس کا وہ حیراں وار تکتا ہے ۷۲۶

۷۰۵ ساتھ دم کے جو غم نکلتا ہے ۷۲۷

۷۰۶ غلط کہتا ہے تو اُس کا دہاں معلوم ہوتا ہے ۷۲۸

۷۰۷ عشق میں یہ ہی آہ ہوتا ہے ۷۲۹

۷۰۸ دل اُس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے ۷۲۹

۷۰۹ تو جس کو ڈھونڈتا ہے کیا تجھ سے وہ جدا ہے ۷۳۰

۷۱۰ ترے کوچے کا جو اے مہ گدا ہے ۷۳۰

۷۱۱ نہ پوچھ ہجر میں جو حال اب ہمارا ہے ۷۳۱

۷۱۲ اب مجھ سے وہ یہ خلا ملا ہے ۷۳۲

۷۱۳ جس دن سے کہ وہ جدا ہوا ہے ۷۳۳

۷۱۴ جہاں میں جو ہشیار پیدا ہوا ہے ۷۳۳

۷۱۵ خدا جانے کہ کس کا قتل تیرے جی میں آیا ہے ۷۳۴

۷۱۶ پیاسے سمجھ کے آتے ہیں مجھ پاس آب ہے ۷۳۵

۷۱۷ روز و شب اس ہجر میں بے تاب ہے ۷۳۶

۷۱۸ غمگیں نے ترے آج سے کیا پی شراب ہے ۷۳۶

۷۱۹ نزدیک زاہدوں کے یہ جو کچھ ثواب ہے ۷۳۷

۷۲۰ کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ ویرانہ خوب ہے ۷۳۸
۷۲۱ دین و دنیا کا تفکر کچھ نہ کر معیوب ہے ۷۳۹
۷۲۲ مت پوچھ بے کسی کہ مرا جو حبیب ہے ۷۳۹
۷۲۳ یہ عجب حیرت کی غمگیں بات ہے ۷۴۰
۷۲۴ مان کہا یہ بھی کوئی بات ہے ۷۴۱
۷۲۵ جس مے کدے میں ان دنوں اپنی نشست ہے ۷۴۲
۷۲۶ کروں کیا آہ یہ مجھ ناتواں پر روز آفت ہے ۷۴۳
۷۲۷ ہادی و مرشد کا یہ ارشاد ہے ۷۴۴
۷۲۸ تیرے غمگیں کی یہی بنیاد ہے ۷۴۴
۷۲۹ دو دن سے دیکھتا ہوں ترا رنگ زرد ہے ۷۴۵
۷۳۰ ہر چند تری غیر سے صحبت برآر ہے ۷۴۶
۷۳۱ جو شخص روز و شب ترے در پر کھڑا رہے ۷۴۶
۷۳۲ دیکھ لے نرگس کو بلبل ان دنوں گلزار ہے ۷۴۷
۷۳۳ اب کئی دن سے جو اُن کا صرف ہم پر پیار ہے ۷۴۸
۷۳۴ دل کو نہ میری کچھ نہ مجھے دل کی خبر ہے ۷۴۹
۷۳۵ رضائے حق کی طلب جس کو ہو ہوا پر ہے ۷۵۰
۷۳۶ جوں طور ہمیں ہر ایک شجر ہے ۷۵۱
۷۳۷ ہے ذوق عشق اُس کا جس کا کہ گھر نہ در ہے ۷۵۲
۷۳۸ بے قراری دل کی ہمدم دیکھیے کب تک رہے ۷۵۳
۷۳۹ اُس سے ملنے کی عبث تدبیر ہے ۷۵۴
۷۴۰ کل شب سے گیا جو وہ ادھر ہے ۷۵۴
۷۴۱ ہجر میں اُس کے یہ دل جینے سے میرا سیر ہے ۷۵۵
۷۴۲ کیوں خفا ہے مجھ سے سچ کہہ کیا مری تقصیر ہے ۷۵۵
۷۴۳ کچھ نہیں معلوم کیا موسیٰ خدا کی راز ہے ۷۵۶
۷۴۴ جاناں کے آہ آنے کی یاں کس کو آس ہے ۷۵۷
۷۴۵ واعظ کمالِ شرع کا ہم کو بھی پاس ہے ۷۵۸
۷۴۶ دمبدم اُس صنم سے اب چھیڑ ہے اور مساس ہے ۷۵۹
۷۴۷ زلف میں دل کیوں پھنسا افسوس ہے ۷۶۰

۷۴۸ یاں ذوقِ مے کسی کو نہ مے کی تلاش ہے ۷۶۱
۷۴۹ ہر ایک دم یہ غیب سے مجھ کو سروش ہے ۷۶۲
۷۵۰ انسان وہ ہی شیخ جی جو عشق کیش ہے ۷۶۳
۷۵۱ غم نہیں مرگ کا ذرا بلکہ بہت نشاط ہے ۷۶۴
۷۵۲ اپنی تو دختِ رز یہ ہمیشہ سے تاک ہے ۷۶۵
۷۵۳ باغ سے گزرا ترا شاید کوئی غمناک ہے ۷۶۶
۷۵۴ غمگیں بطوں ظہور سے یاں تک تنگ ہے ۷۶۷
۷۵۵ گلشن کا آج نظروں میں کچھ اور رنگ ہے ۷۶۸
۷۵۶ ہر چند سیرِ مہ مجھے ساقی محال ہے ۷۶۹
۷۵۷ بے پردہ روبرو مرے اُس کا جمال ہے ۷۷۰
۷۵۸ کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیسا جمال ہے ۷۷۱
۷۵۹ خضرِ تصوّر سے بس اُس کا خیال ہے ۷۷۲
۷۶۰ عقل کو ہر چیز میں گو دخل ہے ۷۷۲
۷۶۱ واعظ یہ مے کدے کا مرے آستان ہے ۷۷۳
۷۶۲ جلد آ قاتل کہ لب پر جان ہے ۷۷۴
۷۶۳ یاں یہ مہمان کوئی دم کی جان ہے ۷۷۵
۷۶۴ نہ دیکھے اُس کو تو آہ و فغاں ہے ۷۷۶
۷۶۵ درد ہے جس سے وہی درمان ہے ۷۷۷
۷۶۶ نہ وہ مومن نہ کافر ہے نہ ہندو نے مسلماں ہے ۷۷۸
۷۶۷ اُس کا نشانہ جب سے مرا استخوان ہے ۷۷۹
۷۶۸ اگر اے گلبدن تو گلبدن ہے ۷۸۰
۷۶۹ اُس تلک لے مجھ کو جاتا کون ہے ۷۸۰
۷۷۰ نفع و نقصان سب برابر سا ہمارے دل میں ہے ۷۸۱
۷۷۱ کرشمہ غمزہ جو اس کے رخ نکو میں ہے ۷۸۲
۷۷۲ نہیں بھی وہ نہیں جو کچھ نہیں ہے ۷۸۳
۷۷۳ جینے کا مجھے گماں نہیں ہے ۷۸۴
۷۷۴ وفا تو تجھ میں نہیں ہے مگر جفا تو ہے ۷۸۵
۷۷۵ ہے عیاں تو ہی اور نہاں تو ہے ۷۸۶

۷۷۶ شب و روز جس کی تمھیں جستجو ہے ۷۸۷
۷۷۷ ہائے پیری میں تجھے اس نوجواں کی چاہ ہے ۷۸۸
۷۷۸ یا مری صورت سے اُس کی چشم کو اکراہ ہے ۷۸۹
۷۷۹ ساقی طلوع پر شب ہجراں میں ماہ ہے ۷۹۰
۷۸۰ یہ کس کے ستر کے لیے ہر شب سیاہ ہے ۷۹۱
۷۸۱ جو کہ غمگیں خدا رسیدہ ہے ۷۹۲
۷۸۲ شمع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے ۷۹۳
۷۸۳ حجاب اُس کی ہماری صرف اُس کی بے حجابی ہے ۷۹۴
۷۸۴ نہ میں پلانے نہ پینے میں کیا خرابی ہے ۷۹۴
۷۸۵ بات مستانہ زباں سے جو نکل جاتی ہے ۷۹۵
۷۸۶ گر یہی دل کو بے قراری ہے ۷۹۶
۷۸۷ پھر وہی نالہ اور زاری ہے ۷۹۷
۷۸۸ نہ تو گریہ نہ اور زاری ہے ۷۹۸
۷۸۹ خدا کے واسطے آ چک کہیں حد انتظاری ہے ۷۹۹
۷۹۰ رات بھر ساتھ مرے اُس کو ہم آغوشی ہے ۷۹۹
۷۹۱ اس کی غیروں پہ مہربانی ہے ۸۰۰
۷۹۲ جس پر اس مہ کی مہربانی ہے ۸۰۱
۷۹۳ طاقتِ دید کس کو جانی ہے ۸۰۲
۷۹۴ ایک دو دن کی زندگانی ہے ۸۰۳
۷۹۵ میں چاہوں نہ چاہو تم یہ چاہ نرالی ہے ۸۰۳
۷۹۶ تری یہ حمد اے واعظ سفیدی پر سیاہی ہے ۸۰۴
۷۹۷ تجھ میں جو ہے تو اُس کو تو حق جان یہی ہے ۸۰۵
۷۹۸ دل کدورت سے صفا مانگے ہے ۸۰۶
۷۹۹ کب یہ غمگیں کسی کو دیکھے ہے ۸۰۷
۸۰۰ وہ وہ اس دل نے ستایا ہے کہ جی جانے ہے ۸۰۸
۸۰۱ جب تغافل کا مجھے اُس کے تصور آئے ہے ۸۰۹
۸۰۲ جبکہ ہمسایہ مرے وہ شوخ مہماں آئے ہے ۸۱۰
۸۰۳ شاید گئے تھے شب کو گھر اس کے بن بلائے ۸۱۱

۸۰۴ مر گئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے ۸۱۲
۸۰۵ کل شب کو وہ نشے میں یکا یک جو آ گئے ۸۱۳
۸۰۶ تم آ کے ہائے باغ میں کیا گل کھلا گئے ۸۱۴
۸۰۷ کچھ بس نہ چل سکا وہیں ناچار ہو گئے ۸۱۵
۸۰۸ آپ اپنے وصل کے لیے مجبور ہو گئے ۸۱۶
۸۰۹ اُس کی مژگاں کے جو اس دل پہ خطا تیر ہوئے ۸۱۷
۸۱۰ گھر میں جب اُس شوخ کے پہلے ہی ہم مہماں ہوئے ۸۱۸
۸۱۱ بات پہ گر تیری رہا کیجیے ۸۱۸
۸۱۲ ان کی خوشی پر ہی رہا ۸۱۹
۸۱۳ غمگیں ان ایسے ویسوں کو کیا یار کیجیے ۸۲۰
۸۱۴ جب تلک یہ زندگانی کیجیے ۸۲۱
۸۱۵ ایک یہ تو مت کہو تم گھر کے جانے کے لیے ۸۲۲
۸۱۶ شمع رو عاشق کو یوں اپنے جلانا چاہئے ۸۲۳
۸۱۷ صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے ۸۲۴
۸۱۸ کوئی قامت خوبصورت چاہیے ۸۲۵
۸۱۹ بیچے شیشے کے شیشے جس قدر مل چاہیے ۸۲۶
۸۲۰ میں خفا ہوتا نہیں مجھ کو خفا کر دیکھیے ۸۲۷
۸۲۱ اپنی باتوں پر کبھی اے شوخ گر آ جائیے ۸۲۸
۸۲۲ ناصحا ہیں آپ دانا یہ بھلا فرمائیے ۸۲۹

مقدّمه

میر سید علی غمگین ـــــ ایک تعارف

سید علی غمگین کی شاعری کا آغاز اس وقت ہوا، جب مغلیہ سلطنت انقلاب و حوادث سے دوچار تھی۔ نادر و ابدالی کے حملوں اور روہیلوں، مرہٹوں اور جاٹوں کی یلغاروں نے مغلیہ سلطنت کے مرکز، دہلی کو اجاڑ کر ویران کر دیا تھا، لیکن ان مسلسل آندھیوں اور طوفانوں کے باوجود دہلی کے لال قلعے میں مغلیہ اقتدار کی ٹمٹماتی ہوئی شمع کسی نہ کسی طرح جلتی ہی رہی۔ شاہی دربار کی رونق اور ہنگامے اب ماضی کا قصہ بن چکے تھے۔ شاہ عالم ثانی کے عہد میں دہلی کے بازار بے رونق اور ویران تھے۔ دہلی کی یہ حالت انگریزوں کے قبضے کے بعد بتدریج روبہ اصلاح ہوئی، چند برسوں میں یہاں پھر چہل پہل اور رونق کے آثار نظر آنے لگے۔ بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار:

> ''جس طرح بجھنے سے پہلے چراغ کی لو اپنی پوری تابانی سے بھڑک اٹھتی ہے، اسی طرح دتّی کی بزمِ آخر بھی انقلاب ۱۸۵۷ء میں دم توڑنے سے قبل سرزمینِ ہند پر شعلہء جوّالا بن کر چمکی اور تاریخ کے اوراق پر علی الخصوص، تاریخ ادبیاتِ اردو پر اپنے گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑ گئی اسی بزمِ آخر نے اردو شاعری کو غالب، مومن اور ذوق جیسے عظیم سخن گو عطا کیے، جنھوں نے اردو شاعری کی قندیلوں کو اس شان سے فروزاں کیا، کہ ان کی تابانی و تابندگی لازوال ہوگئی۔''[۱]

میر و سودا کے بعد دہلی میں اردو شاعری کی دوسری بڑی محفل کے نمایندے غالب و مومن اور ذوق تھے۔ پہلی محفل ملکی انحطاط و انتشار کے درمیان قائم ہوئی۔ اس محفل کے اجڑنے پر دبستان لکھنؤ کی بنیاد پڑی اور جب کمپنی کے قبضے کے بعد حالات کچھ معمول پر آئے، تو دوبارہ شعر و سخن کا چرچا عام ہوا۔ اس درمیانی وقفے میں شاہ نصیر کی شاعری کا غلغلہ بلند ہوا۔

سیاسی اور معاشی حالات نے شعرائے دہلی کو مجبور کیا، کہ وہ فیض آباد جائیں جہاں شجاع الدولہ ادب و شعر کی سرپرستی کر رہے تھے اور پھر لکھنؤ کا رخ کریں، جہاں آصف الدولہ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں اور وہاں کے امرا و رؤسا کی وجہ سے ادب افروز اور شعر پرور ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ یہ لوگ اپنے ساتھ دہلی کی قدریں لے گئے، لیکن اودھ کی معاشی خوشحالی اور وہاں کے مذہبی تقاضوں نے ایک نیا ماحول پیدا کر دیا۔ جس میں حسن تھا۔ رنگینی تھی اور عیش کوشی تھی۔ حُسن اور رنگینی کے باعث ادب اور شعر میں تصنع اور ترصیع نے رواج پایا۔ اصلاحِ زبان کی طرف توجہ بڑھ گئی۔ معنی پروری اور جذبات نگاری کے بجائے حسنِ بیان کو ترجیح دی گئی۔ یہ خالص لکھنوی اسلوب تھا اور اس کے امام شیخ ناسخ تھے۔ ناسخ کا اثر دِلی پر بھی ہوا۔ شاہ نصیر بہادر شاہ ظفر کے استاد تھے۔ شیخ ابراہیم ذوق، شاہ نصیر کے شاگرد تھے۔ ذوق کے بہت سے تلامذہ تھے۔ اس لیے شاہ نصیر کا اسلوب عام ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دہلی میں ایک اور دبستانِ شعر بھی فروغ پا رہا تھا، جس کا تعلق مرزا غالب (م۔ ۱۸۶۹ء) اور حکیم مومن خاں مومن سے ہے۔ یہ دبستان اظہار کے ساتھ خیالات کو بھی بڑی اہمیت دیتا تھا۔ مختلف تاریخی اور سماجی اسباب کے باعث معنی پروری اور خیال آفرینی دہلی کا طغرائے امتیاز تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے،

---

[۱] ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۲ء ص۔ ۳۰۱

کہ یہ دبستانِ دہلویت اور لکھنویت کے درمیان امتزاج کا قائل تھا۔ غالب اور مومن کے ساتھ ان کے تلامذہ اسی امتزاج کی نمائندگی کرتے ہیں۔[۱]

غمگین اسی دور کے شاعر ہیں۔ آپ نے، اردو شاعری کے مرکز دہلی سے دور گوالیار میں قیام پذیر ہونے کے باوجود اپنے معاصرین کی طرح غزل کی روایت کو آگے بڑھانے کا کام انجام دیا۔ غمگین کے شعری آثار بکثرت ہیں۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے کلام کے دو مجموعے ہیں۔ ان کا شعری دیوان ''مخزنِ اسرار'' جو آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل ہے۔ ان کا دوسرا مجموعہ ''مکاشفات الاسرار'' اٹھارہ سو رباعیات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے غزل کے علاوہ بعض دوسری اصنافِ شعر میں بھی اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں، جن میں رباعی، مخمس اور قطعاتِ تاریخ شامل ہیں۔ غمگین کا کلام ایک طویل عرصے تک ادبی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ (تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)

''مخزنِ اسرار'' (دیوانِ غمگین) میں وہ تمام خصوصیات بدرجۂ اتم موجود ہیں، جو اس عہد کی شاعری کا طرۂ امتیاز تھیں، لیکن تاریخِ ادب کے مورخ کی نگاہیں بالعموم ان تک نہیں پہنچ سکیں، لیکن تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ خوب چند ذکا نے ان کی شاعری کے بارے میں لکھا ہے:

> ''گل ہائے اشعار آبدار خود ارنگ و بو بخشیدہ ہمگی دیوانِ معرفت او نظر ایں فقیر انواع المعانی در آمدہ۔''[۲]

نصر اللہ خان خویشگی لکھتے ہیں:

> ''اشعار آبدار از طبعش می طراود در گوالیار با عتبار و تمکین است۔ و کلامش عشق آگیں نگین شاعری آں دریا بدست اوست۔''[۳]

اس دور میں شاہ نصیر کے علاوہ شعرا نے جس شاعر کو بطور استاد مشورے کے لیے انتخاب کیا، وہ سید علی غمگین تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ:

> ''ذوق ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمگین وغیرہ وغیرہ استادوں سے مشورہ ہوتا رہا۔''[۴]

آزاد نے آبِ حیات میں نواب الٰہی بخش معروف کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ معروف دیگر اساتذہ کے علاوہ غمگین سے بھی اصلاح لیتے رہے۔[۵]، پروفیسر عبدالشکور[۶] اور پروفیسر محمد مسعود[۷] نے غالب کے ایک مکتوب کے حوالے سے لکھا ہے،

---

[۱] نادرہ زیدی (مضمون نگار) ''بہادر شاہ ظفر'' مشمولہ: تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند۔ سید فیاض محمود جلد۔۸۔ لاہور: پنجاب یونی ورسٹی۔ ص۔۱۷۱، ۱۷۲

[۲] خوب چند ذکا (مرتب) عیار الشعرا۔ (قلمی) مملوکہ علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص۔ ۱۴۷

[۳] نصر اللہ خویشگی۔ تذکرہ ہمیشہ بہار مرتبہ، اسلم فرخی۔ کراچی: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۶۷ء۔ ص۔۲۳۸

[۴] محمد ابراہیم ذوق۔ دیوان ذوق مرتبہ محمد حسین آزاد۔ (دیباچہ) دہلی: علمی پرنٹنگ پریس۔ ص۔۸

[۵] محمد حسین آزاد۔ آب حیات لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۸ء ص۔۳۶۰

[۶] عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام لکھنؤ: ادارہ فروغِ اردو، مئی ۱۹۴۶ء ص۔۶۳

[۷] پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ: برہان مئی ۱۹۶۰ء۔ جلد ۴۴، ش۔۵۰، اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین ص۔۴۱

کہ غالبؔ نے بھی غمگینؔ سے استفادہ کیا، لیکن یونس خالدی[۱] کے بقول غالب و غمگینؔ میں استادی شاگردی کا رشتہ نہ تھا، مگر غالب کی حیثیت ایک عقیدت منداور نیازکیش کی ضرور تھی۔ اس جگہ اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ غمگینؔ مرزا غالب کے علاوہ کسی کو اپنا ہم زبان تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

اصنافِ سخن میں رباعی نہایت مشکل اور اہم صنف شمار کی جاتی ہے، اسی لیے بہت کم شعرا نے زیادہ تعداد میں رباعیات کہی ہیں۔ اس فن میں تخصص رکھنے والوں میں غمگینؔ کا نام سرِ فہرست ہے، بقول ڈاکٹر سلام سندیلوی:

> ''اس قدر زیادہ رباعیاں قدما میں یقیناً کسی نے نہیں کہیں۔''[۲]

غمگینؔ نے ۱۸۰۰ رباعیات کہیں، اور یہ اتنے یا شاید اس سے بھی زیادہ موضوعات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیشتر موضوعات ایسے ہیں، جو غمگینؔ سے قبل کسی شاعر نے نظم نہیں کیے۔ پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

> ''حضرت غمگینؔ اردو رباعی گو شعرا میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ اور یہ امتیاز کوئی معمولی امتیاز نہیں، کیونکہ مطالعہ میں آیا ہے، کہ رباعی کے تنگ میدان اور پابندیوں کو دیکھ کر بیشتر نے ہمتیں ہار دی ہیں۔۔۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت غمگینؔ اردو رباعی گو شعرا کے سرتاج ہیں جنھوں نے اس صنف کو اپنا مسلکِ شعری بنایا۔ بلاشبہ رباعی کے میدان کے حضرت غمگینؔ ہی شہ سوار نظر آتے ہیں اور آپ کی مثال اردو ادب میں نہیں ملتی۔''[۳]

غمگینؔ کے ہاں رباعی کا محبوب موضوع تصوف و معرفت ہے۔ انھوں نے ساری زندگی تصوف کی منازل طے کرنے میں گزاری۔ ان کی رباعیات میں ان کے اس سفر کی جھلک موجود ہے۔ ان کی رباعیات میں تاثیر کا سبب بھی یہی ہے۔ رضا محمد حضرت جی لکھتے ہیں:

> ''درحقیقت حضرت غمگینؔ فطری شاعر اور بڑے قادرالکلام فنکار تھے۔ آپ ہر صنف پر کامیابی سے عبور رکھتے تھے، غزل میں میر دردؔ کے برابر کا درجہ ہے، مگر رباعی میں تو آپ کا مرتبہ منفرد و نمایاں ہے۔ کسی بھی دور میں آپ کا کوئی حریف وثانی نظر نہیں آتا۔''[۴]

غمگینؔ کا کلام ایک طویل عرصے تک گوشۂ گمنامی میں پڑا رہا، اور آج تک مکمل طور پر زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا، اور وہ خراجِ تحسین جس کا وہ مستحق تھا، حاصل نہ کرسکا۔ غمگینؔ کی شاعرانہ شخصیت کے اب تک گوشۂ گمنامی میں رہنے کی متعدد وجوہات تھیں:

۱۔ غمگینؔ نام و نمود کے خواہاں نہ تھے۔

---

[۱] پیش لفظ۔ مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی۔ یونس خالدی، علی گڑھ: انجمن ترقیٔ اُردو ہند۔ ۱۹۶۳ء ص۔۵۴

[۲] ڈاکٹر سلام سندیلوی۔ اردو رباعیات۔ لکھنؤ: نظامی پریس۔ ۱۹۶۳ء۔ ص۔۲۸۲

[۳] پروفیسر محمد مسعود۔ برہان۔ دہلی: ص۶۳

[۴] رضا محمد حضرت جی۔ (مرتب) مخزن الاسرار۔ لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ دیباچہ۔ ۱۹۶۶ء۔ ص۔۳۴

۲۔ مکاشفات الاسرار کے دیباچے اور غالب کے نام مکاتیب میں وہ اس بات کی سختی سے تاکید کرتے ہیں، کہ رباعیات کو غیروں کی نظر سے پوشیدہ رکھا جائے، لیکن خود ہی غالب کے نام ایک خط میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ ''زمانے خواہد آمد کہ راز ایں رباعیات ہم افشا خواہد شد''

۳۔ اُن دنوں دہلی کو ادبی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ غمگینؔ کے شہرت نہ حاصل کرنے کا ایک سبب اس مرکز سے دوری تھی۔

۴۔ شاعری کے پہلے دور کے بعد غمگینؔ، تصوف کی طرف مائل ہونے کے بعد ایک طویل عرصے شاعری سے دور رہے۔

۵۔ غمگینؔ کا طبعی استغنا و بے نیازی بھی لوگوں کی ان کے عدم واقفیت کا سبب بنی۔

لیکن سب کچھ بھی ہو، غمگینؔ ایک اعلیٰ پایے کے شاعر اور اعلیٰ شخصیت کے حامل تھے، بقول سید احتشام حسین:

> ''ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ دنیوی جاہ وثروت، صوفیانہ میلان اور شاعری سب ایک ہی ذات میں مجتمع ہو جائیں۔ لیکن میر سید علی غمگینؔ کے معاملے میں ایسا ہی ہوا ہے، وہ ایک ذی وجاہت خانوادے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیائے شاعری میں بھی اپنا مقام رکھتے ہیں اور فقر و غنا کی اس دولت سے بھی مالا مال ہیں، جو صوفیانہ مسلک کی پیروی سے ہاتھ آتی ہے''[1]

غمگینؔ نے اردو غزل کو فن کی پختگی بخشی اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ شاعری کا قوام بھی تیار کیا۔ پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

> ''یہ بات بڑی اہم ہے کہ اردو کی موجودہ شاعری کا قوام غالب سے زیادہ شاہ غمگینؔ نے تیار کیا تھا، غالب کا تتبع کرنا تو آج تک محال ثابت ہوا، مگر شاہ غمگینؔ کے ان اشعار کی گونج اور رنگ و آہنگ اس دور کی شاعری میں جابجا موجود ہے۔ اسّی، نوّے سال پیشتر سے اردو شاعری کا قوام تیار کر دینا اور اس کی سمت کی نشان دہی کر دینا، شاہ موصوف کا بڑا عظیم الشان کارنامہ ہے''[2]

غمگینؔ کے ایک اہم سوانح نگار یونس خالدی لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔۔حضرت غمگینؔ کی عشقیہ شاعری میں اور ملک الشعرا حضرت میر تقی میرؔ اور حضرت مومنؔ کی عشقیہ شاعری میں کافی مماثلت ہے۔ میرؔ و مومنؔ کی طرح وہ بھی عشق مجازی کے معاملات اور کیفیات، واردات سب ہی کچھ بیان کرتے ہیں، مگر بوالہوسی اور بازاری رنگ کے قریب نہیں جاتے۔ ان کے کلام میں ہاتھا پائی کے مضامین بھی مل جاتے ہیں۔ لیکن ان کے دیکھنے کے بعد نظریں نیچی نہیں ہوتی۔ پھر ان کا محبوب پردہ نشیں محبوب ہے۔ اردو شاعری

---

[1] پیش لفظ۔ مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی۔ ص۔ ۱۱،۱۲

[2] پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگینؔ حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص۔ ۱۴۹

کی تاریخ میں پردہ نشیں محبوب کا تصور کوئی انوکھا تصور نہیں، لیکن حضرتِ مومنؔ پردہ نشیں کے عشق میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے کلام پر گہری نظر ڈالی جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا، کہ پردہ نشین محبوب کی محبت میں میر تقی میرؔ اور دوسرے متقدمین شعرا کے بعد اوّلیت کا شرف حضرت غمگیںؔ کو حاصل ہے۔

میں تو یہ آوارہ، وہ پردہ نشیں
طور ہو کس طرح ملاقات کا

o

مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا
دل بھی رو پوش مرا ہو کے کہیں بیٹھ رہا

o

کروں میں عشق میں پردہ نشیں کے کیونکر آہ
میں پردہ دار ہوں پردہ نہیں اٹھانے کا

o

در پردہ اسے دیکھوں ہوں بے پردہ ہمیشہ
عاشق میں ہوا جب سے کہ اس پردہ نشیں کا [1]

ان کی شاعری میں اساتذہ کی شاعری کی جھلک موجود ہے، لیکن اس رنگارنگی میں ان کا اپنا مخصوص اور منفرد رنگ بھی بہت نمایاں ہے۔ ان کے کلام سے ان کی پوری شخصیت نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں حسن و عشق، اخلاقیات، تصوف، جذبات و واردات کی حقیقی مصوری کے علاوہ خمریات کا ایک کثیر حصہ موجود ہے۔ دیوان کے آغاز میں خود صراحت کی ہے، کہ کلامِ عاشقانِ حقیقی و مجازی دونوں کے حسبِ حال ہے۔ وہ تصوف کے دقیق نکات یوں نظم کرتے ہیں، جس سے ان کا صاحبِ حال ہونا ظاہر ہے۔ تصوف کے مسائل وارداتِ قلبی کی روشنی میں یہاں اس طرح نظم ہوئے ہیں کہ خواجہ میر درد کے علاوہ کسی دوسرے شاعر کے کلام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اتفاقاتِ زمانہ نے ان کے شاعرانہ کمالات اور علم و فن پر پردہ ڈالے رکھا۔

تاریخ ادبِ اردو کی اس اہم کڑی کے بارے میں پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

> ''اردو شاعری کو آپ نے فن کی پختگی بھی دی ہے۔ اپنے پاکیزہ جذبات سے بھی مالا مال کیا ہے اور اپنا روحانی تصرف بھی عطا کیا فرمایا ہے۔ ممدوح کا فیضِ باطنی اور روحانی تعلیم، آپ کی پاکیزہ غزلیات اور آپ کی حقانی رباعیات ہمارے دیس کے ثقافتی ورثے کے بڑے مبارک و مسعود اجزا ہیں جن کی آب و تاب عرصہ دراز تک قائم رہے گی۔'' [2]

---

[1] یونس خالدی۔ مطالعہ حضرت غمگیںؔ دہلوی۔ ص۔۱۹

[2] پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگیںؔ حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص۔۱۵۱

تاریخِ ادب اردو اور دبستانِ گوالیار میں غمگینؔ ایک نمایاں مقام کے حامل شاعری ہیں۔ یونس خالدی لکھتے ہیں:

> ''جب کوئی ادب نواز گوالیار کے دبستانِ شاعری پر ایک تحقیقی نظر ڈالے گا اور گوالیار میں اردو کی نشو ونما کی تاریخ مرتّب کرے گا تو حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری اور ان کے جانشینوں کے بعد حضرت میر سید علی غمگینؔ اور ان کے علم دوست، ادب پرور جانشینوں کا تذکرہ ضرور کرے گا۔''[۱]

---

[۱] پیش لفظ۔ مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی۔ یونس خالدی۔ ص۔ ۶۷

سوانح ـــــــــ میر سید علی غمگیںؔ

میر سید علی متخلص بہ غمگیںؔ، ملقب بہ خدا نما معروف بہ حضرت جی، نسباً حسنی والحسینی تھے۔ ان کے سلسلہ عنسب کے بارے میں مرزا ابراہیم بیگ چغتائی لکھتے ہیں:

> ''سلسلہ عنسب حضرت غوث صمدانی، قطب ربانی سید محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور ان کے واسطے سے حضرت سرور کائنات، مفتخر موجوداتِ عالم و آدم، خاتم الانبیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ سید ہاشمی آل رسول حسنی والحسینی ہیں۔''[۱]

اعجاز محمد حضرت جی (موجودہ جانشین خاندانِ حضرت غمگیںؔ دہلوی) نے سید علی غمگیںؔ کا شجرہ نسب راقمہ کو بھیجا اس سے اور یونس خالدی کی کتاب ''مطالعہ حضرت غمگیںؔ دہلوی'' میں درج شجرہ نسب اور دیباچہ ''مکاشفات الاسرار'' سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔[۲]

میر سید علی غمگیںؔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں، غمگیںؔ خود فرماتے ہیں:

کیوں تو نہ کرے شہید کافر
ہوں خلف حسین اور حسن کا

ردیف 'ی' میں بھی ایک شعر میں غمگیںؔ نے خود کو اولادِ حضرت علیؓ میں سے بتایا ہے:

ہو مثلِ خاک ، آتشِ غصہ سے کر حذر
جدّ مجید غمگیںؔ ترا بو تراب ہے

غمگیںؔ کے مورثِ اعلیٰ سید الہدیٰ خواجہ احمد (متوفی ۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۹ء) اورنگ زیب عالم گیر کے عہد حکومت (۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء تا ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء) میں بغداد سے ہندوستان آئے اور برہان پور میں قیام کیا۔ مرزا ابراہیم چغتائی اور پروفیسر محمد مسعود نے موصوف کا ایران سے آنا تحریر کیا ہے، لیکن بعد میں پروفیسر محمد مسعود نے اپنے ایک مضمون ''حضرت غمگیںؔ اور مرزا غالبؔ کے جواب میں ان کا ایک اہم غیر مطبوعہ مکتوب'' میں اس کا ازالہ کیا ہے۔[۳] نواب سید محی الدین شاہ نظام الدین کے پڑپوتے کے مطابق غمگیںؔ کے مورثِ اعلیٰ کی بغداد سے ہندوستان آمد ثابت ہوتی ہے۔ "*The Fall of Mughal Empire in Hidustan*" میں لکھا ہے کہ شاہ نظام الدین کا خاندان سترھویں صدی عیسوی کے وسط میں بغداد سے ہندوستان آیا تھا۔[۴]

---

[۱] ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین ۔ آگرہ: آگرہ پریس اخبار۔ س۔ن۔ ص۔۴ دیکھیے ضمیمہ نمبر۔۱ نسخ

[۲] دیکھیے ضمیمہ نمبر ۱ ۔۲

[۳] پروفیسر محمد مسعود۔ سید علی غمگیںؔ۔ مشمولہ: نوائے ادب (سہ ماہی) جلد۔۱۴۔ شمارہ ۲ بمبئی: انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ ادبی پبلشرز۔ اپریل ۱۹۶۳۔ ص۔۵

[۴] پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگیںؔ اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک اہم غیر مطبوعہ مکتوب۔ مشمولہ معارف۔ مئی ۱۹۶۱ء۔ ج ۸۷۔ عدد۔۵۔
اعظم گڑھ: دار المصنفین ص۔۳۸۱

’’سیرت الصالحین‘‘ میں سید الہدیٰ خواجہ احمد کی آمد کے بارے میں لکھا ہے:

> ’’بہ عہدِ بادشاہ جنت آرام گاہ عالمگیر ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ برہان پور پہنچے اور اقامت گزین ہو گئے۔‘‘[۱]

سیرت الصالحین کو مآخذ بنا کر پروفیسر محمد مسعود نے بھی خاندان حضرت جی کی آمد عہد عالم گیر ثانی میں لکھی:

> ’’غمگینؔ کے مورثِ اعلیٰ سید الہدٰی خواجہ احمد متوفی ۱۰۹۰ھ ایران سے عہد عالم گیر ثانی ۱۷۵۶-۹ء میں ہندوستان آئے۔‘‘[۲]

قاضی عبدالودود نے ان کے مضمون کو ہدف تنقید بنایا، لکھتے ہیں:

> ’’عالم گیر ثانی کے قتل کی تاریخ مہینہ اور سال سب معلوم ہیں۔ ۱۷۵۹ء کی ۲۹ نومبر کو مارا گیا تھا اور اس کے بارے میں مطلقاً اختلاف نہیں۔ اس صورت میں اسے متوفی ۱۷۵۴-۹ء لکھنے کی ضرورت سمجھ میں نہ آئی۔ اس سے قطع نظر یہ کس طرح ممکن ہے، کہ جو شخص ۱۰۹۰ھ میں مرا ہو وہ ایک ایسے بادشاہ کے عہد میں ہندوستان آئے، جو ۱۱۶۷ھ میں تخت پر بیٹھا ہو اور ۱۱۵۳ھ میں مقتول ہوا ہو۔‘‘[۳]

قاضی عبدالودود نے دیباچہ ’’مکاشفات الاسرار‘‘ کے حوالے سے یہ بات ثابت کی ہے، کہ شیر محمد القادری عہدِ عالمگیر اوّل کے آدمی ہیں اور ان کا نام مآثر عالم گیری میں آیا ہے۔ یہ سید الہدیٰ کے صاحب زادے تھے۔ ان کا انتقال سید الہدیٰ کی زندگی میں ہی ۱۰۸۱ھ میں ہو گیا تھا۔ برہان پور میں آپ سے (سید الہدیٰ خواجہ احمد) مخلوقِ خدا کو بیش بہا فیوض پہنچے اور ہر حیثیت کے لوگ آپ کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ آپ کے تقدس اور کمالات دردیشی کا شہرہ دور دور پہنچا۔ آپ کے خلف الرشید حضرت سید احمد صاحب حسنی الحسینی قادری واردِ شاہجہاں آباد، دہلی ہوئے۔ بادشاہ نے بہت عزت وتکریم کی[۴]، یونس خالدی کی تحقیق کے مطابق سید الہدیٰ کے پوتے سید محی الدین نے دہلی کی سرزمین کو رونق بخشی۔[۵] دہلی میں غمگینؔ کا خاندان سربرآوردہ مشائخ کا خاندان تسلیم کیا جاتا تھا اور ان کے بزرگ نواب اور شاہ صاحب اور شاہ جی، کہلاتے تھے۔ دورِ شاہجہانی سے یہ خاندان شاہی فرامین میں ان القاب سے پکارا جاتا رہا ہے۔ یہ لوگ مغلیہ عہد میں مذہبی رہنما تھے اور خدانُما کے نام سے مشہور تھے۔ غمگینؔ کے جدِّ امجد سید احمد کا نکاح دہلی میں سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ خواجہ باقی باللہ کے چھوٹے صاحب زادے محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد کی پوتی امتہ الباقی سے ہوا۔ جن کے دو بیٹے

---

[۱] مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ آگرہ: آگرہ پریس اخبار س۔ن۔ ص۔۸

[۲] پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگینؔ شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان مئی ۱۹۶۰ء۔ جلد ۴۴ ش۔۵۰ اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ ص۔۲۹۲

[۳] قاضی عبدالودود۔ غمگینؔ دہلوی مشمولہ برہان اکتوبر ۱۹۶۰ء ج۔۴۵ شمارہ۴ ص۔۲۳۸

[۴] سیرت الصالحین ص۔۸،۹

[۵] مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی۔ ص۔۱۵

شاہ نظام الدین اور سید محمد تھے۔ سید محمد، غمگین کے والد تھے۔ سید محمد کے متعلق قدیم تذکروں اور تاریخوں میں مفصل حالات نہیں ملتے، غلام محی الدین لکھتے ہیں:

> '' آپ کے عم معظم یعنی والد بزرگ وار کے بڑے بھائی حضرت شاہ نظام الدین عرف شاہ جی علیہ الرحمۃ شاہ عالم ثانی بادشاہ کے وزیر اور آپ کے والد نائب وزیر تھے۔ یہ ہر دو بزرگان اس اعزاز ظاہری کے ساتھ شریعت واتقا کے بھی پورے پورے پاس دار تھے۔''[۱]

ابراہیم بیگ چغتائی لکھتے ہیں:

> '' سید شاہ نظام الدین حسنی الحسینی قادری اور حضرت سید محمد صاحب حسنی الحسینی قادری رحمہ اللہ علیہما، یہ دونوں صاحبان جامع کمالات تھے۔ شاہ عالم بادشاہ نے بڑے صاحب کو اپنے وزرا میں جگہ دی۔۔۔۔۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سید محمد صاحب حسنی الحسینی قادریؒ آپ کے دستِ راست اور نائب مقرر کیے گئے۔''[۲]

سید نظام الدین۔ شاہ عالم ثانی کے عہد میں مہاد جی سندھیا والی ریاست گوالیار کی طرف سے صوبے دار مقرر ہوئے۔ مہاراجہ سندھیا نے ریاست گوالیار کی طاقت میں بہت اضافہ کر لیا تھا۔ دہلی اور اس کے نواح کا علاقہ بھی اسی کے قبضے میں تھا اور نابینا مغل بادشاہ، شاہ عالم کی حیثیت سندھیا کے پروردہ کی تھی۔ غلام محی الدین اور مرزا ابراہیم بیگ کے بیانات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غمگین کے والدِ محترم، شاہ عالم ثانی اور مہاد جی سندھیا کے دہلی پر تسلط کے زمانے میں مندرجہ بالا عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس پرآشوب دور میں جبکہ دہلی پر غلام قادر نے قبضہ کر کے بادشاہ کی آنکھیں اپنی کٹار سے نکال دیں اور روہیلوں نے خوب لوٹ کھسوٹ مچائی۔ شاہ نظام الدین نے بڑی بہادری سے غلام قادر کا مقابلہ کیا۔ اور دوسری بار مہاد جی سندھیا کی مدد سے غلام قادر پسپا ہوا۔ اس خاندان نے سلطنت مغلیہ نابینا شاہ سے جس طرح وفاداری کا ثبوت دیا، اس کی ایک ادنیٰ مثال غلام قادر روہیلہ کا قتل اور اس کے فتنے کا استیصال تھا، سر جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں:

> **"Sayyed Shah Nizam ud din Shah was one of the makers of Indian History in the eventful third quarter of 18th century and there was frequent refereances to him in the records of that time .... the Shah Sahib was pirot on which the Government and even the destiny of Northern India turned."**[۳]

---

[۱] غلام محی الدین، جلوہ خدا نما۔ بھوپال: بھوپال پریس۔ ص۔۹

[۲] سیرت الصالحین ص۔۱۱

[۳] **Letter to Ghani Muhammad Hazratji - 12th June 1923**
بحوالہ ابراہیم بیگ چغتائی: سیرت الصالحین ص۔۱۲۲

سید شاہ نظام الدین کے حسب ونسب کے بارے میں سرور لکھتے ہیں:

> ''حقایق ومعارف آگاہ سید شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دار الخلافہ، تشریح بزرگی و حسب ونسب محتاج بہ تحریر نیست''[۱]

حکیم قدرت اللہ قاسم مجموعہ ''نغز'' میں لکھتے ہیں:

> ''غمگین تخلص، میر سید علی، پسر سوم میر سید محمد مرحوم، برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی، خلاصہ خاندانِ مرتضوی، حقائق پژوہ معارف آگاہ، صفدر شکوہ آصف جاہ، نسبہ حضرت دوزمان پیشوائے انس وجاں، محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی۔ امام الفریقین، غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم خواجہ بے رنگ فانی فی اللہ حضرت باقی باللہ، روح اللہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہٗ وسلمہ۔''[۲]

اس وقت غمگین کے والد میر سید محمد کی حیثیت شاہ نظام الدین کے دستِ راست کی تھی، اسی لیے مہاراجہ سندھیا نے دہلی میں ان کو اپنا سفیر بنایا تھا، مرزا ابراہیم بیگ لکھتے ہیں:

> ''شاہ صاحب درویش بھی تھے، منتظم بھی اور شجاع افسرِ فوج بھی''[۳]

سید شاہ نظام الدین کے پڑپوتے نواب سید محی الدین خاں، استقامت جنگ، اپنی سوانح عمری میں شاہ موصوف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> **"My great father Syed Nizam ud din Shah is a historical person owing to his Statesmanship, Public Spirit and wide influence the Marhattah's appionted him Sobadar or governer of the Province of Delhi."** [۴]

---

[۱] میر محمد خاں بہادر سرور۔ ''عمدہ منتخبہ'' یعنی تذکرہ سرور بمبئی: ادبی پرنٹنگ پریس۔۔ ۱۹۶۱ء ص۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴

[۲] حکیم قدرت اللہ قاسم ''مجموعہ نغز'' مرتبہ، حافظ محمود شیرانی، دہلی: نیشنل اکادمی۔ ۱۹۷۳ء ص۔ ۳۰، ۳۱

[۳] ابراہیم بیگ چغتائی ''سیرت الصالحین'' ص۔ ۱۰

[۴] S.Mohayuddin Khan, "The life of Nawab S. Mohayuddin Khan, Ghamgin Academy Gwalior. 1903 P.26

۲

سید علی غمگین کی تاریخِ ولادت کسی تذکرے میں مذکور نہیں۔ اکثر نقادوں نے غمگین کا سال پیدائش ۱۱٦۷ھ ۱۷۵۳ء لکھا ہے۔ ابراہیم بیگ چغتائی لکھتے ہیں:

> ''حضرت خدا نما، حضرت جی قدس سرہ کی ولادت باسعادت بلدہ شاہ جہاں آباد دہلی میں بہ
> سال نیک فال ۱۱٦۷ھ (۱۷۵۳) ظہور میں آئی۔''[۱]

ان کے علاوہ خواجہ غلام محی الدین[۲]، میکش اکبرآبادی[۳]، شفا گوالیاری[۴]، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی[۵]، پروفیسر محمد مسعود[٦]، پروفیسر عبدالشکور[۷]، محمد یونس خالدی[۸]، محمد یونس خالدی[۹]، اکبر علی خاں[۱۰]، رضا محمد شاہ حضرت جی[۱۱]، غمگین کے بیٹے سید عبدالرزاق نے وظیفہ شریف[۱۲]، میں بھی یہی سال ولادت درج کیا ہے۔

---

[۱] مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ ص۔۱۹

[۲] خواجہ غلام محی الدین۔ جلوۂ خدا نما۔ بھوپال: بھوپال پریس۔ ص۔۹

[۳] میکش اکبرآبادی۔ مرزا غالب ایک صوفی کی حیثیت سے مشمولہ آج کل (ماہنامہ) غالب نمبر۔ دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن۔ ۱۹٦۰ء ص۔۱۳

[۴] شفا گوالیاری۔ شعلہ و شبنم۔ (ماہنامہ) دیوالی نمبر۔ دہلی: اکتوبر ۱۹۵۷ء ص۔۲۸

[۵] ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی۔ غالب کے چند غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام۔ مشمولہ اردوئے معلی غالب نمبر۔ ج۔۱ شمارہ۔۱۔
دہلی: دہلی یونیورسٹی۔ فروری ۱۹٦۰ء ص۔۱۳٦

[٦] پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان جلد۔۴۴ شمارہ۔۵۰، اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ مئی ۱۹٦۰ء ۔ص۔۲۹۲،
پروفیسر محمد مسعود۔ "حضرت غمگین_ غالب کی نظر میں" اردو اکتوبر ۱۹۵۹ء ص۔۱۳۷
پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہجہاں آبادی۔ برہان۔ ج۔ ۴۴، ش۔٦، ص۔۴۱

[۷] پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام۔ لکھنؤ: ادارہ فروغ اردو۔ ۱۹٦۴ء۔ ص۔۱۱

[۸] محمد یونس خالدی۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی۔ ص۔۱۵

[۹] حضرت غمگین دہلوی اور ان کا غیر مطبوعہ کلام۔ مشمولہ آج کل (ماہنامہ) ج۔۱۴، شمارہ۔۹ دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن۔ اپریل ۱۹۵٦ء۔ ص۔۳۰

[۱۰] اکبر علی خاں۔ "نقش ہائے رنگ رنگ___ ایک پہلو"۔ مشمولہ ماہِ نو کراچی: ادارہ مطبوعاتِ پاکستان۔ ج۔۱۴، شمارہ۔۲ فروری ۱۹٦۱ء۔ ص۔۱۴

[۱۱] رضا محمد شاہ حضرت جی۔ مرتب۔ مخزن الاسرار۔ لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ ۱۹٦٦ء۔ ص۔۱۸۱

[۱۲] سید علی غمگین۔ وظیفہ شریف۔ (قلمی) بحوالہ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہجہاں آبادی۔ مشمولۂ برہان۔ جلد۔۴٦، شمارہ۔۴، اپریل۔۱۹٦۱ء۔ ص۔۲۲۰

سید علی غمگین نے مجموعہ رباعیات مکاشفات الاسرار کے فارسی دیباچے میں لکھا ہے:

> ''والحال کہ عمر بہ شصت سالگی رسیدہ انچہ واردات بر من غالب بودند موافق آنہا دیوان دیگر
> درحالات وواردات وذوق وشوق عشق حقیقی ومجازی خود ترتیب دادم۔''[۱]

غمگین کے اپنے بیان کے مطابق مکاشفات الاسرار'' (۱۲۵۵ھ، ۱۸۳۹ء) کی ترتیب کے وقت غمگین کی عمر ساٹھ برس تھی، اس لیے اس سے سال ولادت ۱۱۹۵ھ، ۱۷۸۰ء، مستفاد ہوتا ہے۔ اگر ۱۱۶۷ھ، ۱۷۵۳ء کو سنہ ولادت تسلیم کیا جائے تو ''مکاشفات الاسرار'' کی ترتیب ساٹھ سال کی عمر میں نہیں، بلکہ ۸۸ برس کی عمر میں ہوئی ہوگی۔ جو غمگین کے بیان کے مطابق نہیں۔ لہٰذا ان کا سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ، ۱۷۸۰ء تحقیق ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور داخلی شہادت یہ بھی ہے، کہ غمگین نے فتح علی حسینی گردیزی سے بیعت سے پہلے اپنے عم محترم شاہ نظام الدین کو خواب میں دیکھا۔ اس وقت ان کی عمر پچیس برس تھی۔ ''مکاشفات الاسرار'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''فقیر دوازدہ سال بود کہ والدم بہ عالم بقا رحلت فرمودہ بودند۔ چوں عمرم بہ بست وپنج سالگی
> رسید بہ تحصیل علوم مشغولی ورزیدم وحینی کہ عمر بہ بست ونہ سالگی رسید شبے درخواب دیدم کہ
> شخصے می گوید کہ تراعم تو سید شاہ نظام الدین احمد قادری رحمتہ اللہ می طلبند۔''[۲]

متذکرہ بالا بیان کی روشنی میں اگر غمگین کا سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ فرض کیا جائے، تو غمگین کے والد کا وصال ۱۲۰۷ھ میں ہوا اور ۱۲۲۰ھ میں وہ تحصیلِ علم میں مشغول ہوئے۔ ۱۲۲۴ھ میں خواب دیکھا اور اسی سال فتح علی گردیزی سے بیعت ہوئے۔ مرات الحقیقت کے دیباچے میں غمگین نے لکھا، کہ:

> ''یک سال درصحبت ایشاں فیض ہا ربودم'' [۳]

خواب میں زندہ انسان کو دیکھنے سے پریشانی کا سوال نہیں اٹھتا۔ یہ محض معمولی بات تھی اور اس کی تعبیر دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ شاہ نظام الدین کا انتقال ۱۲۲۲ھ میں ہوا۔ خواب اغلب ہے، کہ اس کے بعد دیکھا گیا ہوگا، اگر غمگین کا سالِ ولادت ۱۱۶۷ھ مان لیا جائے تو بیعت تو پھر ۱۱۶۷ھ کے بہت بعد کی بات ہوگئی۔ میر سید فتح علی حسینی گردیزی کا سال وفات ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے ثناء اللہ فراق:

> ثناء اللہ نے مادہ تاریخ نکالا'' کہا ہاتف نے انتخاب سلف''[۴]

کے قطع تاریخ کے حوالے سے ۱۲۲۴ھ لکھا ہے، جبکہ قاضی عبدالودود [۵] نے تذکرہ عشق (قلمی) کے حوالے سے ۱۲۲۵ھ لکھا ہے۔

---

[۱] سید علی غمگین۔ مکاشفات الاسرار (دیباچہ) مخزونہ، برٹش لائبریری۔ لندن۔ ص۔۲

[۲] مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص۔۳

[۳] مرات الحقیقت (دیباچہ) مخزونہ۔ مدینتہ الحکمہ۔ ہمدرد لائبریری

[۴] ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء ص۔۱۱۵

[۵] قاضی عبدالودود۔ غمگین دہلوی۔ مشمولہ: برہان ج۔۴۵، شمارہ۔۴ دہلی: ندوۃ المصنفین۔ اکتوبر۔۱۹۶۰ء۔ ص۔۲۳۸

۳

سید علی غمگین دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں قرآن کریم کی تعلیم کی حاصل کی۔ اس کے بعد زمانے کے دستور کے مطابق عربی، فارسی کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن ۱۲ سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔[۱] اس کے بعد ان کی توجہ با قاعدہ سنجیدہ تعلیم کی طرف نہ رہی۔ دولت کی فراوانی تھی۔ لیل ونہار امیرزادوں کی طرح سیر وشکار میں بسر ہونے لگے۔ فنونِ سپہ گری کی طرف زیادہ مائل تھے۔ فن شہ سواری اور فنون سپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ لیکن پابندِ وضع، نیک شعار، خلیق، متواضع اور سخی وصالح تھے۔ یہ خوبیاں موروثی تھیں۔ ابتدائی عمر سے ادھیڑ عمر تک انھیں ورزش کا بہت شوق رہا۔

دہلی کے شاعرانہ ماحول سے متاثر ہوئے اور شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس فن نے انھیں سعادت یار خاں رنگین سے وابستہ کر دیا۔ طبیعت شاعرانہ پائی تھی، استاد کی تربیت سے اور چمک گئے۔ رنگین کے تلمذ کا ذکر ''مکاشفات الاسرار'' کے دیباچے میں غمگین نے خود کیا ہے، قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

> ''یہ بھی واضح رہے کہ رنگین کا استادِ غمگین نہ ہونا مسلمات سے ہے اور رنگین ۱۱۷۱ھ یا ۱۱۷۲ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ غمگین کا سالِ ولادت ۱۱۶۷ھ مانا جائے، تو یہ اپنے استاد سے عمر میں کئی سال بڑے قرار پاتے ہیں۔ یہ ناممکن نہیں لیکن کم ہوتا ہے۔'' [۲]

پروفیسر محمد مسعود اسی مضمون کے جواب میں لکھتے ہیں:

> ''راقم کے نزدیک تو یہ امر مسلمات سے ہے۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے شاہ غمگین (م ۱۲۶۸ھ) کو سعادت یار خاں رنگین (م ۱۲۵۱ھ) کا شاگرد بتایا ہے۔'' [۳]

کئی تذکرہ نگاروں نے غمگین کے تلمیذِ رنگین ہونے کا تذکرہ کیا ہے، عبدالغفور نساخ، سخن شعرا میں لکھتے ہیں:

> ''غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی۔ شاگرد سعادت یار خاں رنگین'' [۴]

خوب چند ذکا لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔ جوان گرم اختلاط، خوش خلق وشگفتہ بیاں سعادت آثار، ستودہ اطوار پر حلم وحیا معلوم شد بہ اصلاح سعادت یار خاں رنگین گلہائے اشعار آبدار خود در رنگ و بوئے تازہ بخشید، ہمگی دیوان او نظر ایں فقیر انواع المعانی در آمدہ''۔ [۵]

---

[۱] غمگین دیباچہ مکاشفات الاسرار میں لکھتے ہیں: ''فقیر دوازدہ سالہ بودم کہ ولدم بعالم بقا رحلت فرمودہ بودند'' مقدمہ ''مکاشفات الاسرار'' (قلمی) ص۔۳

[۲] قاضی عبدالودود۔ غمگین دہلوی مشمولہ برہان ج۔۴۵، شمارہ۔۴، اکتوبر۔۱۹۶۰ء ص۔۲۴۲

[۳] حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان۔ ج۔۴، شمارہ۔۵ اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ مئی۔۱۹۶۱ء، ص۔۴۰

[۴] عبدالغفور نساخ۔ سخن شعرا لکھنؤ: نول کشور پریس۔ ۱۸۷۴ء۔ ص۔۲۵۳

[۵] خوب چند ذکا۔ عیار الشعرا (قلمی) مخزونہ: دہلی: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص۔۱۴۷

میر قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں:

> ''وے جوانے نیک زندگانی، کشادہ پیشانی، خوش اختلاط، مستحکم ارتباط، یار باش، محبت تلاش،
> مخلص نواز، باعزّ و تمکین، شاگرد سعادت یار خاں رنگینؔ'' [۱]

ان کے علاوہ مولوی کریم الدین وفیلن [۲] اور شیفتہ [۳] نے بھی اپنے تذکروں میں غمگینؔ کو رنگینؔ کا شاگرد بتایا ہے۔ بلوم ہارٹ[۴] نے بھی یہی لکھا ہے۔ سعادت یار خاں رنگینؔ نے ''مجالس رنگین'' آخری مجلس میں اپنے دس شاگرد بتائے ہیں اور ان میں سے نو شاگردوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ ان میں پہلے نمبر پر میر سید علی غمگینؔ کا نام ہے۔[۵] مجلس شصت و دوم میں میر سید علی غمگینؔ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> ''در ڈھا کہ کہ مرزا عزیز و شیخ ہدایت اللہ و میر جاگن و بندہ در کشتی سوار بودیم مرزا گفتند کہ آن صاحب چند شاگرد دارند گفتم مونث و مذکر دہ کس باشند گفتند در شاہ جہاں زن ہم شعرمی گویند گفتند کہ چیزے از شعر زناں بخوانید اوّلاً چند شعر میر سید علی غمگینؔ خواندم۔

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے
جنوں نے چاک کیا ہے پھر اس گریباں کو
نہیں ہے فائدہ ناصح اب اس کے سینے سے
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے
نہ کام مال سے، مطلب نہ کچھ خزینے سے
سوا تمھارے مجھے اور سے نہیں کچھ کام
یہ[۶] تم سے غیر لگاتے ہیں آ کے کینے سے

---

[۱] میر قدرت اللہ قاسم۔ مجموعۂ نغز ص۔۳۰

[۲] مولوی کریم الدین وفیلن۔ طبقات شعرا ہند۔ دہلی: مطبع العلوم ۱۸۴۸ء

[۳] نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ۔ گلشنِ بے خار مرتبہ کلب علی خاں فائق، لاہور: مجلس ترقی ادب ص۔۳۵۶

[4] J.F Blumhardt M. *A Catalogue of th Hisdustani Manuscripts in the library of India office*, London: Oxford University Press. 1926 P-119

[۵] سعادت یار خاں رنگیںؔ۔ مجالس رنگیں مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب۔ لکھنؤ: نظامی پریس [۱۹۲۹] ص۔۱۰

[۶] ایضاً

اب اِس قدر مجھے اِس عشق نے ستایا ہے
کہ تنگ آیا ہوں غمگیںؔ میں اپنے جینے سے

o

بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں

o

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوخ نے جلا مارا

o

شمع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے
داغ جگر پر عشق میں تیرے مثلِ چراغِ خانہ ہے

o

مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

o

مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے
نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے''[1]

ڈاکٹر صابر علی خاں نے دسویں مجلس میں بھی غمگیںؔ کا ذکر اس طرح کیا ہے:

''درمحفلِ شادی میر سید علی صاحب پسر حضرت میر سید محمد صاحب کہ شاگرد بندہ اند و غمگیںؔ تخلص می نمایند وارد بودم اوشان ایں مطلع میاں جرات راخواندند۔

گھر جو یاد آیا کسی کا اپنے گھر میں آن کر
چپکے چپکے روتے ہیں منہ پر دوپٹہ تان کر

واز بندہ فرمایش جواب آن کردند فی الفور ایں مطلع و حسن مطلع موزوں کردم و بعد غزل را تمام رسانیدم غزل ایں است ؎

یوں کہوں اُس بت کو آیا ہوں یہ جی میں ٹھان کر
چین دے مجھ کو کہیں اپنے خدا کو مان کر [2]

---

[1] مجالس رنگیںؔ ص۔۶۲، ۶۳

[2] ڈاکٹر صابر علی خاں۔ سعادت یار خاں رنگیں۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۶ء ص۔۳۱۳

صفیر بلگرامی نے ''جلوۂ خضر'' میں اردو زبان کی ترقی کے جو دور قائم کیے ہیں اور کمیٹیاں ترتیب دی ہیں، ان میں غمگین کو پانچویں کمیٹی میں جگہ دی اور ''شاگردانِ رنگین کا جماؤ'' کے تحت غمگین کے اشعار بھی درج کیے ہیں۔[۱] ''مخزنِ اسرار'' میں غمگین نے اپنے استاد کی وفات پر درج ذیل قطعہ کہا:

جب استاد رنگیں جہاں سے گئے
تو اک یادگاری رہی ریختی
خِرد نے کہا یہ ہی تاریخ ہے
کہ ساتھ ان کے غمگیں گئی ریختی

غمگین کا سالِ ولادت اگر ۱۱۹۵ھ ہے تو قاضی عبدالودود کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے، کہ استاد، شاگرد سے چھوٹی عمر کا ہو، ایسا کم ہوتا ہے۔ تذکروں اور سوانحی حالات سے اس بات کا پتا نہیں چلتا کہ غمگین کے کلام پر رنگین نے کیا اصلاحیں دیں اور یہ سلسلہ کب تک جاری رہا۔ پہلے دور کے کلام میں رنگین کے کلام کا عکس نظر آتا ہے۔ رنگین ریختی کے استاد بلکہ موجد بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن غمگین کے ہاں یہ صنف موجود نہیں اور نہ ہی اس انداز کا کوئی شعر ملتا ہے۔ البتہ عشقِ مجازی کی کیفیات سے بھرپور غزلیات ان کے ابتدائی دور میں نظر آتی ہیں:

دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے
ہاتھ ہم جان سے بھی دھو بیٹھے
ہم نے کچھ عشق میں نہ پایا آہ
اور دل کو گرہ سے کھو بیٹھے

غمگین نے رنگین کی وفات پر جو قطعۂ تاریخ کہا اس میں رنگین کی شاعری کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے۔

یہ دور شاہ نصیر، مومن، غالب اور ذوق کا دور تھا لیکن صفیر بلگرامی نے ''جلوۂ خضر'' میں اردو زبان کی ترقی کے جو دور قائم کیے ہیں اور کمیٹیاں ترتیب دی ہیں، ان میں غمگین کو ''پانچویں کمیٹی اردو زبان کی انشاءاللہ خاں کی سرپرستی میں'' میں جگہ دی ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''غمگین، منیر، نشاط، شاگردانِ رنگین، ان کے سوا اور شعرا بھی اس کمیٹی میں داخل ہیں''[۲]

لیکن غمگین کی حیثیت اس دور میں محض کمیٹی کے رکن کی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسے استادِ فن کی تھی، جن سے مشورہ لینے کا شرف، ذوق اور الٰہی بخش معروف جیسے شعرا کو تھا۔ محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:

> ''ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمگین وغیرہ وغیرہ استادوں سے مشورہ ہوتا رہا۔''[۳]

---

[۱] صفیر بلگرامی۔ جلوۂ خضر۔ اوّل۔ آرّہ: ۱۸۸۵ء ص۔۱۶۶۔۱۷۱

[۲] صفیر بلگرامی۔ جلوۂ خضر حصہ اوّل۔ آرّہ: ۱۸۸۵ء ص۔۱۶۶

[۳] شیخ محمد ابراہیم ذوق۔ دیوان ذوق مرتبہ محمد حسین آزاد دیباچہ۔ دہلی: علمی پرنٹنگ پریس۔ ص۔۸

آزاد[1] نے آبِ حیات میں نواب الٰہی بخش معروف کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ معروف دیگر اساتذہ کے علاوہ غمگین سے بھی اصلاح لیتے تھے:

> ''چنانچہ ابتدا میں شاہ نصیر سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی خاں غمگین وغیرہ استادوں سے بھی مشورہ ہوتا رہا''[1]

غمگین نے ان کے کلام پر کیا اصلاحیں دیں۔ اس کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں، نہ ہی معروف نے اپنے منظوم خط میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آزاد کے اس بیان سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے، کہ اس دور کے شعرا نے مشورے کے لیے شاہ نصیر کے بعد اگر کسی شاعر کا انتخاب کیا، تو وہ غمگین تھے۔ الٰہی بخش معروف نے ایک منظوم خط میں غمگین کی شخصیت، فضل و کمال اور سخن فہمی پر روشنی ڈالی ہے۔

علم میں بھی رکھتے ہیں اتنی خبر
طالبِ علم ان سے اگر آن کر
بحثے اگر نحو میں یا صرف میں
تو کریں معقول دو ہی حرف میں
شعر کہنے میں زبس طاق ہیں
میں کہوں کیا شہرہ آفاق ہیں
ان کے مضامین کی لذت نہ پوچھ
ہونٹ چپکتے ہیں حلاوت نہ پوچھ
ان کی ہر اک بات نئی بات ہے
شعر و کرامات نئی بات ہے
اپنا تخلص جو ہے غمگیں کیا
ہے یہ شگوفہ کسی رنگیں کیا
بس کہ بہت صاحبِ تمکیں ہیں وہ
دل میں خوشی کہنے کو غمگیں ہیں وہ
جس کو سدا فکرِ مضامیں رہے
کیا ہے تعجب کہ وہ غمگیں رہے
ان کے میں اوصاف بیاں کیا کروں
کوزے میں دریا کو کہاں تک بھروں[2]

---

[1] محمد حسین آزاد۔ آبِ حیات ص۔۳۶۰

[2] نواب الٰہی بخش معروف۔ دیوانِ معروف بدایوں: نظامی پریس۔ ۱۹۳۵ء ص۔۱۸۶

۴

بیس پچیس برس عیش وتنعم کی زندگی گزاری تھی، کہ جدّہ محترمہ امتہ الباقی کی نصیحت نے غمگیںؔ کو طلبِ علم اور نفس سے مجاہدے کی طرف مائل کیا۔ انھوں نے غمگیںؔ کو نصیحت کی، کہ ہمارے خاندان میں عہد رسالت مآبؐ سے اس وقت تک سوائے فقر کے، کہ تیرے اجداد کا افتخار ہے، کوئی اور پیشہ اور طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ لہٰذا تجھ کو بھی یہی ضروری ہے۔ غمگیںؔ کہتے ہیں، کہ یہ نصیحت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی۔[۱]

اس کے بعد ایک خواب نے غمگیںؔ کی زندگی کا رخ موڑ دیا۔ غمگیںؔ نے یہ خواب اپنے دوست میر محمد حسین خاں کو سنایا اور اسی دوست کے مشورے پر غمگیںؔ فتح علی حسینی گردیزی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۲۹ برس کی عمر میں فتح علی حسینی گردیزی سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی، مگر صرف ایک سال ہی مستفیض ہوسکے، کہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) میں میر فتح علی گردیزی کا انتقال ہوگیا۔ یونس خالدی نے لکھا ہے:

> ''حضرت غمگیںؔ نے کامل اٹھائیس سال اپنے شیخ کی رہنمائی میں بسر کیے'' [۲]

یہ بات صحیح نہیں ہے، غمگیںؔ کے اپنے بیان کے مطابق وہ صرف ایک سال ہی شیخ سے مستفیض ہوسکے، کہ ان کا وصال ہوگیا۔ انتقال سے قبل میر فتح علی حسینی گردیزی نے وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد انشاءاللہ میرا نام تم سے اس دنیا میں کچھ عرصے تک باقی رہے گا۔ تمھیں چاہیے کہ اس راہ پر مردانہ وار گام فرسا رہو اور تمھیں یہ بھی لازم ہے، کہ شہرِ عظیم آباد کی طرف جاؤ وہاں ایک بزرگ سے تمھیں کلّی استفادہ ہوگا۔[۳]

بلوم ہارٹ نے ۲۵ برس کی عمر میں درویشی اختیار کرنے کا لکھا ہے جبکہ غمگیںؔ خود لکھتے ہیں کہ جب ان کی عمر ۲۹ برس کو پہنچی تو انھوں نے بروز جمعہ اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔[۴] بیعت کے بعد غمگیںؔ کی زندگی کا نقشہ ہی بدل گیا۔ تمام تفریحی مشاغل سے قطع تعلق کے ساتھ شاعری سے بھی رغبت نہ رہی۔ اسی لیے غمگیںؔ کی شاعری کا پہلا دور جس میں انھوں نے ایک دیوان بھی ترتیب دیا تھا، بالعموم مضمون نگاروں کی نظر سے اوجھل رہا۔ بعض نقادوں کے خیال میں غمگیںؔ نے دوبارہ ۸۶ برس کی عمر میں شاعری شروع کی۔ یہ قیاس صحیح نہیں۔ چونکہ سالِ ولادت کا قیاس غلط ثابت ہوا، اس لیے یہ قیاس بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔

۵

گوالیار آمد:

غمگیںؔ کے ترکِ وطن کر کے گوالیار آنے سے متعلق مختلف قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

> ''گمان غالب ہے کہ آپ نے روحانی عروج حاصل کرلیا تھا، کہ اتفاقاً سیر وسیاحت کی غرض سے گوالیار تشریف لائے۔ گوالیار کا یہ سفر اس لحاظ سے بڑا اہم تھا، کہ اس سے آپ کے آئندہ

---

[۱] مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص۔۲

[۲] یونس خالدی مطالعہ حضرتِ غمگیںؔ دہلوی ص۔۲۱

[۳] مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص۔۳

[۴] مکاشفات الاسرار (دیباچہ) (قلمی) ص۔۳

> مستقر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ آپ کی آئندہ زندگی کی داغ بیل پڑتی ہے؛ اور آپ کے خاندان کے لیے ایک مستقل وطن متعین ہو جاتا ہے۔"[۱]

مرزا ابراہیم بیگ چغتائی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ:

> "۱۲۴۳ھ میں بحسنِ اتفاق سیر و سیاحت آپ گوالیار تشریف فرما کر شہر میں مقیم ہوئے" [۲]

پروفیسر محمد مسعود نے بھی یہی سنہ تحریر کیا ہے۔[۳] یہ سنہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ غمگین دولت راؤ سندھیا کے عہد میں گوالیار تشریف لائے تھے اور دولت راؤ سندھیا کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا۔ دیوانِ غمگین میں ان کی وفات پر کہا گیا قطعہ تاریخ بھی درج ہے، جس سے وفات کا سنہ ۱۲۴۲ھ اخذ ہوتا ہے۔

سید شاہ رضا محمد حضرت جی کے مطابق غمگین ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۵ء میں انگریزوں کے اقتدار سے متنفر ہو کر گوالیار تشریف لے گئے اور مہاراجہ دولت راؤ سندھیا والی گوالیار کی عقیدت اور خاص مراعات کے تحت انھوں نے گوالیار ہی کو اپنا مستقل مستقر بنالیا۔[۳]

غمگین کی انگریزوں سے نفرت کا اظہار ان کے وصیت نامے سے بھی ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

> "ایں کہ گاہے نوکری فرنگی نکنند، اگر از بہم نہ رسیدن نان جان بہ لب آمدہ باشد نوکری کفار فرنگ نکنند"[۴]

والیانِ ریاست گوالیار سے ان کے خاندان کے دیرینہ خوش گوار مراسم تھے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> "جب جنرل لیک کی فوجوں نے ۱۸۰۳ء میں دہلی کو فتح کیا، تو شاہ نظام الدین دہلی سے گوالیار چلے گئے۔ میر سید علی غمگین دہلوی جن کے نام غالب کے بہت سے خطوط دریافت ہو چکے ہیں، انھی شاہ نظام الدین کے بھتیجے تھے اور گوالیار میں حضرت جی کی درگاہ بھی انھی کی ہے۔" [۵]

یہ عین ممکن ہے کہ غمگین بھی شاہ نظام الدین اور اہلِ خاندان کے ساتھ گوالیار چلے گئے ہوں۔ دولت راؤ سندھیا نے سرداری غاشیہ نسلاً بعد نسل عطا کی۔

---

[۱] پروفیسر عبدالشکور شاہ غمگینؔ حضرت جی اور ان کا کلام لکھنؤ: ادارہ فروغ اردو، ۱۹۶۴ء ص۔۱۲

[۲] ابراہیم بیگ چغتائی، سیرت الصالحین ص۔۲۰

[۳] سید شاہ رضا محمد حضرت جی غریب نواز (پندرہ روزہ) دہلی: ص۔۶

[۳] محمد مسعود احمد حضرتِ غمگینؔ شاہجہاں آبادی" مشمولہ اردو (سہ ماہی)، جنوری اپریل ۱۹۶۰ء ص۔۱۴۵

[۴] وصیت نامہ از کتاب، وظیفہ شریف (قلمی)۔ کتاب خانہ، گوالیار: ص۔۶۸۴۔

[۵] ڈاکٹر جمیل جالبی تاریخ ادب اردو (جلد دوم) لاہور: مجلس ترقی ادب۔ طبع سوم، ۱۹۹۴ء ص۔۱۰۸۴)

یونس خالدی لکھتے ہیں:

> ''حضرت غمگین آستانہ حضرت ابوالعلا اکبرآبادیؒ پر حاضری دیتے ہوئے گوالیار سے پانچ کوس کے فاصلے پر موضع کلیت پہنچے۔ لیکن اپنی آمد کو پوشیدہ نہ رکھ سکے، مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کو بھی آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو مہاراجہ نے انتہائی اعزاز وتکریم کے ساتھ گوالیار خاص تشریف آوری کی دعوت دی اور سرداری واعزاز غاشیہ سے تواضع کرنا چاہی، آپ نے انکار فرمادیا۔ مہاراجہ نے انکار کے تھوڑے عرصے کے بعد آپ کے فرزند حضرت حافظ سید عبدالرزاق عرف سید میرن علی المتخلص بہ رزاق کو سرداری اعزاز وغاشیہ عطا فرمایا اس علم کے بعد آپ نے بھی گوالیار میں قیام کرنا منظور فرمالیا۔''[۱]

سرداری کے لوازمات حسب ذیل ہیں:

۱۔ تعظیم سروقد، ۲۔ چھڑی۔ ہرکارہ، بالائے نشان ناگ۔ چھتری سبز رنگ، جو کہ ایک خاص امتیاز ہے سرکار اور اعذہ خاص کے لیے مخصوص ۳۔ توڑا طلائی خلعت، پارچے، پانچ کینٹھی، سرپیچ، تیرہ گھوڑوں کی پایگاہ جن کا دانہ گھاس اور سواروں کی تنخواہ سرکار سے مقرر تھی۔ کل آمدنی ۱۰۷ روپے ماہوار اس اعزاز سرداری کے ساتھ اقامت کے لیے پہاڑ کا ایک قطعہ ایک سند کے ذریعے عطا ہوا، اور یہیں پہلا تکیہ قائم ہوا۔ جس کی توسیع شدہ شکل فقیر منزل ہے۔[۲] یہ مراعات غمگین کے جانشینوں کو ملتی رہی ہیں۔ غمگین کے موجودہ جانشین سید اعجاز محمد حضرت جی نے سید رضا محمد شاہ حضرت جی کی وفات (۲۴ مارچ ۱۹۷۴ء) کے بعد سرکار سے مروّجہ مراعات حاصل کرنے کے لیے شجرے کی جو نقل جمع کرائی۔ اس شجرے کی حیثیت سرکاری دستاویز کی ہے اس میں جن ناموں کے ساتھ نمبر دیے گئے ہیں وہ بالترتیب سندھیا حکومت ریاست گوالیار میں سرداری کے عہدے پر فائز رہے۔ رضا محمد حضرت جی کی وفات کے بعد سرداری کا یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ (دیکھیے ضمیمہ نمبر ۳)

۶

میر فتح علی حسینی گردیزی کی وفات کے بعد غمگین نے متواتر بارہ برس مراقبوں، مشاہدوں اور ریاضتوں میں گذاری۔[۲] ان کا مفصل ذکر غمگین نے اپنے ایک فارسی مکتوب بنام غالب میں بھی کیا ہے۔[۳] یہ وہ زمانہ تھا جب غمگین گوالیار میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے، جب مراقبوں اور ریاضتوں کے بعد اور سالہا سال محنتِ شاقہ کے بعد بھی وہ مطلوب خاص جس کی تلاش تھی، نصیب نہ ہوا، تو شیخ کی وصیت کے مطابق عظیم آباد کے سفر کا قصد کیا۔ اس زمانے میں آپ بہت علیل تھے۔ سیدھا پاؤں چلنے سے اور الٹا ہاتھ کام سے عاری تھا اور وجع مفاصل کا اس قدر غلبہ تھا، کہ دو تین آدمی فینس

---

[۱] مطالعہ حضرت غمگین ص۔۲۲

[۲] سیرت الصالحین ۔ص۔۲۱، ۲۲

[۳] دیباچہ ''مکاشفات الاسرار'' (قلمی) ص۔۴

[۴] غمگین وغالب کے فارسی خطوط، مرتبہ، ڈاکٹر سید عبداللہ و وزیرالحسن عابدی۔ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین: جلد۴، عدد۔۲ لاہور: ص۔۱۶ تا ۲۳

میں بٹھاتے اور اسی طرح باہر نکالتے تھے۔ مگر اس کے باوجود عزم میں کمی نہ آئی اور غمگین نے شاہ ابوالبرکات سے ملاقات کے لیے ایک ماہ کا طویل سفر نو (۹) ساتھیوں کی سنگت میں طے کیا۔ سراپا شوق پہنچے، تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت ابوالبرکات، برّہ پور، گیا جی، میں جو پٹنہ سے چالیس کوس فاصلے پر واقع ہے، تشریف فرما ہیں۔ غمگین قدم بوسی کے شوق میں وہاں تشریف لے گئے اور حضرت ابوالبرکات سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ تین دن ان کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد انھوں نے عظیم آباد روانہ کیا۔ تا کہ وہاں حضرت خواجہ ابوالحسین کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ ان سے ملاقات کے بعد غمگین پٹنہ سے گوالیار تشریف لے گئے۔ دو سال بعد ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۲ء میں غمگین دوبارہ عظیم آباد تشریف لے گئے اور ان دونوں بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے[۱] بلوم ہارٹ نے غمگین کے بارہ سال پٹنہ میں قیام کرنے کا لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

> **"He travelled from Gwalior to Patna and thence to Gaya, where he became acquainted with Shah Abul-Barkat at whose advice he stayed for twelve years at Patna under the spiritual tuition of Khawajah Abul Husain, whose Pedigree, as also that of Saiyed Fath Ali, is given by the author written in Naskh"**[۲]

سید علی غمگین کی غزلیات کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ ابتدا سے لے کر دیوانِ اوّل جسے غمگین نے دیباچہ مکاشفات الاسرار میں ''دیوانِ سابق'' کہا ہے، کی ترتیب: (۱۲۱۵ھ / ۱۸۱۰ء) تک ہے۔ پہلے دور کی شاعری عشقِ مجاز میں پیش آنے والی کیفیات سے مملو ہے۔ ایک طویل عرصے تک عشقِ مجازی کے بیان کے بعد انتیس (۲۹) برس کی عمر میں بیعت کے بعد فقر کی راہ اختیار کی اور عشقِ حقیقی سے لذت شناس ہوئے۔ مسلسل مجاہدوں، ریاضتوں، مراقبوں اور ذکر میں مصروف رہنے کی وجہ سے شاعری کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے۔ جب دوبارہ شاعرانہ کیفیات و جذبات نے غلبہ پایا تو ساٹھ برس کی عمر میں دیوانِ غزلیات مرتّب کیا، اس دور میں غمگین کی شاعری میں ایک عارفِ کامل اور صوفی باصفا کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔ اب وہ حسنِ مطلق اور شرابِ معرفت کے نشے میں سرشار نظر آتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

> ''و از زمانِ سابق دیوان ریختہ بودم انزرا دور کردم والحال کہ عمر شصت سالگی رسیدہ
> آنچہ کہ واردات و ذوق و شوق عشق حقیقی و مجازی خود ترتیب دادم و بعض غزلیات
> دیوان سابق دریں دیوان لاحق مندرجہ ساختم''[۳]

---

[۱] دیباچہ ''مکاشفات الاسرار'' (قلمی) ص۔۴

[۲] **J.F Blumhardt A Catalogue of Hisdustani Manuscripts in the library of India office Library, London: Oxford University Press.1926- P-119**

[۳] دیباچہ مکاشفات الاسرار ص۔۶

ممکن ہے ''مکاشفات الاسرار'' کی تخلیق کے وقت تک دیوان اوّل کی صرف چند غزلیات شامل دیوان کی گئی ہوں لیکن بعد میں باقی غزلیات بھی حواشی میں درج کر دی گئیں۔ نسخہء انجمن جو معلوم نسخوں میں مکمل تر نسخہ ہے نسخہء انجمن کے حواشی میں درج غزلیات اسی خط میں ہیں، جس میں دیوان اوّل لکھا گیا ہے۔

> خوب چند ذکا اور اعظم الدولہ سرور کے سامنے اسی دور کا کلام تھا۔ مخزنِ اسرار (دیوان غزلیات) کو ۱۲۵۳ھ تک کی شاعری پر محیط سمجھا جاتا ہے مگر اس میں ۱۲۵۶ھ تک کے قطعات تاریخ کی موجودگی اس بات کی گواہ ہے، کہ مخزنِ اسرار میں موجود کلام کم از کم ۱۲۵۶ھ تک کا ضرور موجود ہے۔ غمگین نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ دور شاعری کا دوسرا زریں دور تھا۔ اس زمانے میں دہلی علم و ادب کا گہوارہ سمجھا جاتی تھی۔ یہ دور عمومی حیثیت میں غزل کا دور کہا جاسکتا ہے۔

''مخزنِ اسرار'' (۱۲۵۳ھ) گوالیار میں مرتب کیا گیا اور اس میں قطعہ تاریخ بھی موجود ہے:

فکر میں تاریخ کی دیوان کے
یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے
از سر درد دل اے غمگیں ترا
آج دیوان مخزن اسرار ہے

غمگین کو دہلی چھوڑے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا تھا۔ لیکن ان کے کلام کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دبستان دہلی سے ان کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ غمگین نے دوسرے دور میں جس قسم کی شاعری کی وہ بقول پروفیسر محمد مسعود ''عین حیات''[1] تھی۔

غمگین کی زندگی میں اس واقعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو حضرت شاہ ابوالبرکات کے قیام گوالیار کے دوران میں پیش آیا کیونکہ اس سے ہی غمگین کے دوسرے دور کی شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل خود غمگین نے مرآت الحقیقت میں بیان کی ہے:

> ''یک روز در باغیچہ نشستہ بودند کہ مہاراجہ دولت راؤ عالی جاہ بہادر تیار کنانیدہ بود (حضرت پیر و مرشد شاہ ابوالبرکاتؒ) سخنے فرمودند کمال باریک و از حاضراں فرمودند کہ معنی ایں بیان کنید۔ ہر یک از یاراں موافق استعداد خود عرض نمودند، فقیر را ہم گفتند کہ تو ہم چیزے بگو؟ من ہم موافق استعداد چیزے عرض نمودم، دیدم کہ بر چہرۂ مبارکش بشاشتے پیدا آمدہ، دراں بشاشت ارشاد فرمودند کہ ''عنقریب مثل طوطک گویا خواہی شد۔ پس بعد پنج سال اسرار ہا در دل فقیر جوش آوردند کہ طاقت تحمل نہ ماند ناچار یک دیوان ہفت صد غزل گفتم، بارے قدرے

---

[1] برہان ص۔۳۶۸

> تسکیں حاصل شد، باز اسرار ہا در دل پیدا آمدن گرفتند باز یک دیوان رباعیات قریب یک ہزار ہشت صد رباعی گفتہ شد، و چند در خاموش ماندم بعد دو سہ سال باز اسرار ہا جوش آوردند و دو دوستاں من نیز گفتند کہ کسے کتاب بطور نثر باید گفت کہ تا اسرار و مسائل تصوف واضح شوند و بہ آسانی در فہم آیند۔۔۔پس ایں کتاب۔۔۔(مرات الحقیقت) نوشتہ شد۔''[۱]

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ شاہ ابوالبرکات کا فیضانِ روحانی غمگین کے لیے محرک ثابت ہوا اور یکے بعد دیگرے ''مخزنِ اسرار ۱۲۵۳ھ''، ''مکاشفات الاسرار ۱۲۵۵ھ'' اور ''مرات الحقیقت'' شرح رباعیات مکاشفات الاسرار ۱۲۵۷ھ جیسے شاہکار دنیائے ادب کی زینت بنے۔ ''مخزنِ اسرار'' ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں ترتیب دیا گیا۔ پروفیسر محمد مسعود کے مطابق اس میں سابق دیوان کی چند غزلیں جزوی تبدیلیوں کے ساتھ شامل کیں۔ اگرچہ اس دیوان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اسے ترک کر دیا گیا تھا لیکن ایسا نہیں۔ اس دیوان کے بغور مطالعے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے، کہ اس میں شامل تمام غزلیات جزوی تبدیلیوں کے ساتھ دوسرے دیوان میں شامل کر لیں۔ اس دور میں غمگین روحانیت کی بلندیوں پر نظر آتے ہیں۔ اور حسنِ مطلق کے جلووں اور شاہدِ حقیقی کی جلوہ طرازیوں میں اس طرح گم ہو جاتے ہیں کہ ہر وقت شرابِ معرفت کے نشے میں سرشار نظر آتے ہیں۔ یہ عشق حقیقی کی معراج کا دور ہے۔ حضرت شاہ ابوالبرکاتؒ نے جس نشست میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ: ''عنقریب مثل طوطک گویا خواہی شد'' اس کا سنہ ۱۲۴۸ھ معلوم ہوتا ہے کیونکہ تقریباً ۱۲۴۲ھ میں حضرت شاہ ابوالبرکاتؒ گوالیار تشریف لائے۔ ان کی آمد کے چھ سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔

۸

غمگین اور غالب کے درمیان باہمی مراسلت ۱۲۵۶ھ تک جاری رہی۔ غالب جیسا نابغہ روزگار شخص کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا لیکن اس زمانے میں وہ غمگین کو انتہائی ادب و عقیدت سے مخاطب کرتے ہیں:

در دل بہ تمنائے قدم بوس تو شور یست
شوقت چہ نمک دادہ مذاق ادبم را [۲]

یوسف جمال انصاری لکھتے ہیں:

> ''غمگین، غالب کے ان معدودے چند نامہ نگاروں میں شامل ہیں جن سے غالب بجا طور متاثر نظر آتے ہیں۔''[۳]

---

[۱] سید علی غمگین۔ ''مرات الحقیقت (قلمی) ہمدرد لائبریری۔ بحوالہ پروفیسر مسعود۔ ''حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی'' مشمولہ ''برہان'' جلد۔۴۴، شمارہ۔۶ جون۔۱۹۶۰ء ص۔۳۶۹
اس کتاب کے چند اوراق کی عکسی نقل چیف لائبریرین ہمدرد لائبریری نے راقمہ کو بھیجی تھی، لیکن کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے اس سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جاسکتا

[۲] میرزا اسداللہ خاں غالب۔ پنج آہنگ لاہور: مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۶۹ء ص۔۴۴۳

[۳] یوسف جمال انصاری ''غالب، غمگین اور غالب'' مشمولہ 'نقوش' غالب نمبر، لاہور: ادارہ فروغ اردو، ص۔۳۵۷

غالب کے دل میں غمگین کے لیے عقیدت ومحبت کا جو جذبہ موجود تھا، اس کا اظہار ان کے خطوط سے ہوتا ہے، ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ''می میرم از رشک کہ دیگراں آہنگ راہ گوالیار دارند و مرا ہنگام آں نیامدہ است کہ از
> دام بدر توانم جست، یارب زود باشد کہ کام دل برآید و زمان انتظار حکم ولایت و
> روزگار ہجراں بسر آید''[۱]

غمگین نے غالب کو برادر دینی لکھا ہے اور ''مکاشفات الاسرار'' کو غالب کے نام معنون کیا اور اس کے لیے پہلے غالب سے اجازت لی۔ جس کے جواب میں غالب نے لکھا:

> ''قبلہ گاہا! فضولی می کنم و چوں فرمان چنیں است می گویم کہ گنجیدن نام درآن نامہ نہ تنہا از بہر
> من بلکہ از بہر آبائے من سرمایہ نازش جاودانی است۔''[۲]

غمگین ''مکاشفات الاسرار'' کے دیباچے میں غالب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں ان کی نظم ونثر کی نظیر نہیں۔[۳]

رباعیات کا دوسرا حصہ بطور خاص میرزا غالب کے لیے لکھا گیا۔ غمگین نے اپنے ایک مکتوب میں غالب کو ہدایت کی کہ مجموعہ رباعیات جب ان کو مل جائے تو اسے اغیار کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں۔ غالب نے لکھا کہ اس عالم میں غیر کہاں۔ اسی نکتے پر مفصل فلسفیانہ بحث خطوط میں ہوئی یہ بات غمگین کو ناگوار خاطر گزری اور انھوں نے دیوان بھیجنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ جب غالب کو اس بات کا علم ہوا تو انھیں سخت ندامت ہوئی اور غمگین سے معذرت چاہی۔ غمگین نے وسیع القلبی کا ثبوت دیتے ہوئے ناراضگی ختم کردی اور لکھا کہ ملاقات پر دیوان پیش کریں گے۔ لیکن ملاقات سے قبل ہی از رہ محبت وشفقت دونوں مجموعے ''مخزنِ اسرار'' اور ''مکاشفات الاسرار'' غالب کو بھیج دیے۔ غالب نے رباعیات کے مطالعے کے بعد لکھا:

> ''آن چہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کافر باشم اگر در مثنوی مولوی روم و دیگر کتب تصوف اینہا
> دیدہ باشم، خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزہ دریائے و ہر ذرہ آفتابے دارد و اگر حیات باقی است
> زیں سپس حال رباعیات نگاشتہ خواہد شد۔''[۴]

---

[۱] غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام'' مرتبہ، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی۔ مشمولہ: اردوئے معلی غالب نمبر حصہ دوم شمارہ ۲۔۳۔ دہلی: دہلی یونیورسٹی فروری ۱۹۶۱ء ص۔۱۰۴، ۱۰۵

[۲] غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام مشمولہ اردوئے معلی غالب نمبر حصہ دوم ص۔۸۷

[۳] مکاشفات الاسرار ص۔۲

[۴] (''ڈاکٹر سید عبداللہ، سید وزیر الحسن عابدی ''غمگین وغالب کے فارسی خطوط'' مشمولہ 'اورینٹل کالج میگزین' جلد۔۴۰، عدد۔۲ فروری ۱۹۶۴ء۔ ص۔۴۰)

دیوان کے ملنے پر غالب نے لکھا:

> ''یزداں را سپاس گذارم و بدین ذوق خود را در بازم۔۔۔۔۔۔ خوشا من کہ نامم از اں خامہ تراود و زہے من کہ کلام قدسی بمن رسد، غزلہا یک دست و نکتہ ہا ہموار، مضمون ہا عارفانہ، من و ایمان من کہ این زباں [سرسری یعنی اردو باز نامہ حقیقت] پیش ازیں بر نتابد و ہر گونہ نظر ایں ادائے خاص را در نیابد۔''[1]

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں:

> ''مرزا غالب کی عقیدت اور محبت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنی غزلیں اصلاح کے لیے بھیجا کرتے تھے۔''[2]

پروفیسر عبدالشکور[3] بھی اس بات کے قائل ہیں لیکن یونس خالدی لکھتے ہیں کہ غالب و غمگین میں استادی شاگردی کا رشتہ نہ تھا۔ اس سلسلے میں قاضی عبدالودود کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے:

> ''غالب پنج آہنگ کے ایک خط میں صراحتاً کہتے ہیں، کہ میں فن سخن میں کسی کا شاگرد نہیں۔ اگر غمگین کو کچھ بھیجا اور یہ لکھا کہ بہ نظر اصلاح ملاحظہ ہو تو اس کے یہ معنی نہیں کہ پختگی عمر پر پہنچ جانے اور خود استاد ہو جانے کے بعد غالب کو اپنے کلام کی خامیوں کا اس قدر احساس ہو کہ کسی کو استاد بنانا مقصود ہو۔ ایسی باتیں مخاطب کو خوش کرنے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ انھیں لغوی معنی میں نہ لینا چاہیے۔''[4]

غالب اور غمگین باہم مشاورت کے لیے بھی ایک دوسرے کو اپنا کلام بھیجتے تھے۔ غالب نے ۱۸ رجب ۱۲۵۵ھ کے مکتوب میں جو غزل غمگین کو بھیجی، اس میں لکھتے ہیں:

> ''واین روز ہا غزلے درمیان احباب طرح شدہ و در آن زمین دہ بیت گفتہ شدہ بود بہ چشم داشت اصلاح دریں ورق نگارش می پذیرد۔ زیادہ حد ادب''

غزل

در وصل دل آزاری اغیار ندانم

وانند کہ من دیدہ ز دیدار ندانم ''[5]

---

[1] ''غمگین و غالب کے فارسی خطوط'' مشمولہ۔ اورینٹل کالج میگزین۔ ص۔ ۴۱

[2] پروفیسر محمد مسعود۔ مکاتیب غالب بنام میر سید علی غمگین۔ لطیف سندھ، حیدرآباد ۱۹۶۳ء ص۔ ۵

[3] ''شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام'' ص۔ ۶۳

[4] قاضی عبدالودود ''غمگین دہلوی۔ مشمولہ 'برہان' جلد۔ ۴۵ ،شمارہ۔ ۴ دہلی: ندوۃ المصنفین۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء ص۔ ۲۴۳، ۲۴۲

[5] ''غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام'' مشمولہ۔ اردوئے معلیٰ۔ غالب نمبر ص۔ ۱۰۵

اس غزل پر غمگین نے کیا اصلاحیں دیں۔ اس سلسلے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

غمگین نے جان جاکوب کے لیے جو دو قطعات تاریخ لکھے، وہ غالب کو نقد و اصلاح کے لیے بھیجے۔ جن کی تعریف غالب نے اپنے خط میں کی ہے۔[۱]

غمگین صاحبان کمال کے قدر دان تھے، چنانچہ انھوں نے اپنے دیوان میں غالب کے کلام کی تعریف میں درج ذیل اشعار کہے ہیں:

بہت سی سیر دواوین ہم نے کی غمگیں
مگر اسد کے نہیں انتخاب سے نسبت
0
دو چار شعر لکھ کے رہے بیٹھ ہمدمو
جو قصد اسد کی طرح کرے انتخاب کا
0
غالب کے انتخاب کو جو دیکھے غور سے
دیواں سے اپنے کیا وہ کرے انتخاب پھر
0
اسد کا انتخاب اپنی تسلی کو کیا پیدا
جب آیا تنگ شعرِ شاعراں کی انتخابی سے

غمگین کے عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا ان کی ولایت کا شہرہ دور و نزدیک تھا۔ چنانچہ کئی معروف شخصیات نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ دہلی محمد اکبر کے پوتے مرزا فیروز شاہ، دہلی سے بیعت کے لیے گوالیار حاضر ہوئے۔ غمگین نے اس بیعت کا حال خود ''مرات الحقیقت'' میں بیان کیا ہے:

> ''شاہ زادہ مرزا فیروز شاہ ابن صاحب عالم مرزا سلیم بہادر ابن عرش آرام گاہ محمد اکبر بادشاہ غازی ـــ۔ از جے پور سیر کنان بہ گوالیار آمدہ در تکیہ فقیر کہ زیر قلعہ است استقامت ورزیدند و شش ماہ در حلقہ و صحبت نشستہ نسبت نقشبندیہ، ابوالعلائیہ شریفہ حاصل نمود و بر دستِ فقیر، فقیر شدہ خرقہ خلافت پوشیدند و اجازت سہ سلسلہ دادہ شد۔''[۲]

غمگین کی ہر دلعزیزی کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ہر طبقے کے لوگ آپ کے آستان پر حاضر ہوتے اور رشد و ہدایت سے مالا مال ہوتے تھے۔ ریاست گوالیار کے فرماں روا، سردار اور عمائد تو غمگین کے حلقہ بگوش تھے۔ ان کے علاوہ نواب امیر خاں والی ریاست ٹونک نے جب گوالیار آ کر آپ سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران میں روحانی رموز و اسرار بیان کرتے ہوئے ان کی وضاحت سے شرح فرمائی تو نواب صاحب اس قدر متاثر ہوئے کہ حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے اور غمگین کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ نواب صاحب نے اپنی تلوار آپ کے قدموں پر رکھ دی۔

---

[۱] غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام'' مشمولہ 'اردوئے معلی' ص۔ ۱۰۱

[۲] دیباچہ ''مراۃ الحقیقت'' (قلمی) بحوالہ: پروفیسر محمد مسعود، برہان، جلد ۴۴۔ شمارہ ۶۔ جون۔ ۱۹۶۰۔ ص۔ ۳۶۶

ایک مرتبہ نواب موصوف نے کئی ہزار روپے بطور نذرانہ غمگین کی خدمت میں ارسال کیے۔ آپ نے اس میں سے صرف ۶۰ روپے لیے۔ چنانچہ غمگین کو ۶۰ روپے ماہوار ریاست ٹونک سے تاحینِ حیات ملتے رہے۔ نواب صاحب کے علاوہ مرزا محمد اکبر بادشاہ غازی، ابن شاہ عالم بادشاہ غازی و مرزا فتح بخش ولد مرزا عمر بخش کے خطوط سے بھی ان کی گہری عقیدت کا پتا چلتا ہے۔[1] یہ خطوط اس بات کے عکاس ہیں کہ سماج کے بلند سے بلند طبقے میں بھی غمگین کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ غمگین کے عہد میں غزل کے علاوہ قصیدے کے بھی عروج کا دور تھا اور غمگین سندھیا دربار سے بہت قریب بھی تھے۔ والیان ریاست کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ لیکن غمگین نے کسی کی مدح میں قصیدہ نہیں لکھا۔ دولت راؤ سندھیا کی وفات پر کہے گئے قطعہ تاریخ کے علاوہ والیان ریاست گوالیار کا کہیں تذکرہ بھی نہیں ملتا۔

غمگین کے خلفا کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ سید بدرالدین احمد عرف فقیر صاحب المتخلص بہ کاشف (حضرت بے خود دہلوی کے دادا تھے)
۲۔ سید عبداللہ شاہ
۳۔ مفتی بہادر علی خاں
۴۔ شیخ الٰہی بخش ناگوری
۵۔ حکیم غلام علی خاں صاحب بقائی
۶۔ حکیم وارث علی خاں بقائی
۷۔ سید امجد علی شاہ
۸۔ شیخ محمد حسین
۹۔ شیخ احمد حسین شاہ
۱۰۔ میاں محمد عیسیٰ
۱۱۔ میاں وحید الدین
۱۲۔ میاں دائم علی شاہ
۱۳۔ قاضی سید امانت علی
۱۴۔ میاں شاہ محمد غنی

غمگین کی ہر دلعزیزی کا دائرہ وسیع تھا۔ ہر طبقے کے لوگ ان کے آستان پر حاضر ہوتے اور رشد و ہدایت سے مالا مال ہوتے تھے۔ چند خلفا کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

سید ہدایت النبی قادری:

سید علی غمگین کی وفات کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے اور غمگین کا روحانی فیض ان کے ذریعے جاری و ساری رہا۔ غمگین سے غایت درجے انس و محبت رکھتے تھے۔ انھوں نے وہ تمام خطوط جو غالب نے غمگین کے نام لکھے تھے اور ان کے جوابات جو غمگین نے لکھے تھے، نقل کیے اور انھیں کتابی صورت میں یک جا کر دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو یہ مکاتیب زمانے کی دست برد کی نذر ہو جاتے اور بڑا ادبی سرمایہ ضائع ہو جاتا۔

سید بدرالدین احمد کاشف:

سید بدرالدین احمد عرف فقیر متخلص بہ کاشف، غمگین کے بھتیجے تھے۔ غمگین کے خلفا میں بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔

---

[1] دیکھیے ضمیمہ نمبر۔ ۶

سیددائم علی شاہ:

سیددائم علی شاہ شرع کے پابند بزرگ تھے۔ درویش کامل تھے۔ درویشی ان کی خاندانی میراث تھی۔ فقر کی دولت سے مالامال تھے۔

سیدحبیب اللہ شاہ:

صاحبِ جذب وکشف بزرگ تھے۔ روہیل کھنڈ کے علاقے میں ان کی ذات سے سیکڑوں طالبانِ حقیقت کو فیض پہنچا۔[1]

۹

آخری عمر میں غمگین پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ دوچار اصحاب اُٹھا کر لاتے تو درس دیتے، لیکن اس عالم میں بھی انھوں نے درس وتعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اپنی قبر دامنِ کوہ میں چٹانی کھوہ کے اندر خود بنوائی تھی۔ مزار دامنِ کوہ زیریں قلعہ گوالیار میں ہے۔ تجہیز وتکفین کے متعلق وصیت نامے میں ہدایات فرمادی تھیں۔ ۳ صفر المظفر ۱۲٦۸ھ بمطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۱ء رشد وہدایت کا آفتاب دنیائے فانی سے رخصت ہوگیا۔

غمگین کی وفات پر متعدد شعرا نے تاریخی قطعات تحریر کیے، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کا قطعہ درج ذیل ہے:

به عرف حضرت غمگیں تخلص
شده سید علی فخر زمانی
بصورت سالکِ راهِ طریقت
بمعنی شاد ملکِ کامرانی
بدیده محوِ دیدارِ خدا بود
به دل آگه ز اسرارِ نهانی
بطونش دیدهٔ کحل البصیرت
ظهورش سرمهٔ چشمِ معانی
دلش چوں یافت ذوق ربِ ارنی
خطاب آمد که تو درخور نهانی
به یک شنبه سوم روز صفر شد
کلیم آسا به زیرِ کوه مانی
ز دل آه کشیده شیفته گفت
به برد او را صدائے لن ترانی
۱۲٦۸ھ

---

[1] بحوالہ: ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ ص۲۲

غمگینؔ کے خلیفہ سید ہدایت النبی کا قطعہ تاریخ ان کی دلی کیفیات اور عقیدت مندی کا مظہر ہے:

فرزند حضرت مصطفیٰ دل بند حضرت مرتضٰی
سید علی شیخ زماں آل مقتداے سالکاں
اولاد پیر دست گیر آں مرشد اہل یقیں
آں عاشق صادق بود آں پیشواے عاشقاں
چوں از صفات ظاہری در ذات مطلق محو شد
یعنی نہاں شد زیں جہاں آں چشمۂ فیض عیاں
بس خواستم از فرق جاں تاریخ سال رحلتش
ناگاہ آمد در دلم خلوت گزیں لامکاں [1]
۱۲۶۸_۱۲۶۵+۳

۱۰

حلیہ:

غمگینؔ قوی الجثہ، بلند قامت، خوب صورت، بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ جیسا کہ قلمی تصویر سے ظاہر ہے۔ جسم سڈول تھا۔ کشادہ پیشانی، ستواں ناک، خوبصورت ہونٹ، آنکھیں بڑی اور سرمگیں تھیں بھنویں چوڑی تھیں۔ درمیان میں کوئی فصل نہ تھا۔ سرخ وسفید رنگت، گھنی داڑھی اور سر پر بالوں کا گردہ بھی رکھتے تھے۔

غذا:

صبح ناشتے میں ایک بکری کی یخنی ان کے لیے تیار کی جاتی۔[2] شامی کباب بہت مرغوب تھے، خمیری تندوری روٹی۔ گوشت کے ساتھ چنے کی دال اور سرید بہت پسند فرماتے۔ لیکن پرندوں کا گوشت سب سے زیادہ مرغوب تھا: ”روغنی بیسنی روٹی، مونگ کی دال اور پالک اور آٹے کے ساتھ گڑ کی پکی ہوئی روٹی پسند فرماتے۔ دودھ، شہد اور دیگر مٹھاس سنتِ رسولؐ سمجھ کر پسند فرماتے۔ ان کا کہنا تھا، کہ چالیس سال کی عمر کے بعد ہفتہ میں ایک مرتبہ گوشت کھائے پھر کم کرتا رہے۔ ساٹھ سال کے عمر میں چالیس دن بعد ایک مرتبہ گوشت کھائے۔ لیکن جب آپ فنافی اللہ ہو گئے تو آپ کی غذا صرف ایک فیرنی کا پیالہ اور ایک یا دو روٹی کے چھلکے رہ گئی۔

لباس:

سفید کپڑا پسند فرماتے۔ گرمیوں میں کرتہ پائجامہ پہنتے۔ نئے کپڑے میں پیوند لگواتے۔ ایک تو سنت رسول اللہؐ اور دوسرے اس وجہ سے کہ

---

[1] بحوالہ قومی زبان (ماہنامہ) جلد۔۴۴، شمارہ۔۱۰ کراچی: انجمن ترقی اردو ص۔۵۰

[2] بحوالہ ابراہیم بیگ چغتائی سیرت الصالحین ص۔۱۹ بحوالہ پروفیسر عبدالشکور، شاہ غمگینؔ حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص۔۱۵

خدانخواستہ کسی وقت اگر کپڑوں میں پیوند لگنے کی نوبت آجائے، تو دنیا یہ نہ کہے کہ اب پیوند لگنے لگے۔ نیلا تہ بند اکثر پہنتے اور اس پر چمڑے کا تسمہ ضرور کسا جاتا۔ سبز اور ارغوانی رنگ پسند تھا۔ آج بھی آپ کے مزار پر سبز رنگ کی چادر چڑھی رہتی ہے۔ سر پر ان کی اپنی ایجاد سوزن کاری کی ٹوپی پہنتے، جسے اب تاج کہا جاتا ہے۔ گلے میں سلیمانی دانوں کا تین لڑی کا کنٹھا اور سلیمانی دانوں کا زنار بھی پہنا کرتے۔ یہ تمام چیزیں آج بھی تبرکات کے طور پر فقیر منزل میں محفوظ ہیں۔

ورزش:

ابتدائی عمر سے ادھیڑ عمر تک ورزش کا شوق رہا۔ نماز فجر کے اوراد وطائف سے فارغ ہو کر روزانہ ورزش کرتے۔ سبز رنگ کے پیالے میں بادام کی سو۱۰۰ گری روزانہ ورزش کے دوران میں کھاتے۔ مگدر بھی گھمایا کرتے۔ آپ کا فرمانا تھا، کہ دنیا چاہیے تو ورزش نہ چھوڑے اور عقبیٰ چاہیے تو نماز نہ چھوڑے۔

شکار کا شوق تھا۔ فن شہ سواری اور فنون سپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ ان کی پوتی حیدری بیگم کا بیان ہے کہ ان کے دادا (غمگینؔ) نے سات سو تو صرف کالے ہرن شکار کیے تھے اور ہرن کے شکار کے لیے جس کھیت میں سینے کے بل گھسٹتے، تو کھیت کی زمین ہموار ہو جاتی۔ دہلی میں زینت محل کے قریب ان کے بزرگوں کا بہت بڑا اصطبل تھا۔ گوالیار میں بھی تیرہ گھوڑوں کی پائیگا مہاراجہ سندھیا کی طرف سے ملی تھی۔

تہجد کی نماز کے بعد پھر نہیں سوتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد ورزش سے فراغت پا کر ناشتہ کرتے اور بعد میں خلفا کو تعلیم و تربیت دیتے۔ ضرورت مندوں کو دعا اور دوا سے نوازتے۔ علمی مباحث اور شریعت وطریقت کے مسائل بھی روزانہ بیان فرماتے۔

دوپہر کے طعام کے بعد کچھ دیر قیلولہ ضرور کرتے، نماز عصر سے مغرب تک حلقہ ہوتا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد کچھ مرید خبریں سنانے پر مامور تھے۔ آپ کا کہنا تھا کہ جس طرح قرآن مجید کی تلاوت ضروری ہے اسی طرح حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ سنت رسول ؐ بھی ہے۔

اولاد:

غمگینؔ کے دو صاحب زادے سید عبدالرزاق عرف میرن علی اور سید علی حیدر۔ دو صاحب زادیاں سید بیگم اور سیدات بیگم تھیں۔ سید عبدالرزاق کے دو بیٹے سید فقیر محمد اور سید عزیز احمد تھے۔ ایک صاحب زادی حیدری بیگم تھیں۔ سید فقیر محمد کے دو صاحب زادے سید غنی محمد اور سید عبدالوہاب اور ایک صاحب زادی ہدایت النسا بیگم تھیں۔ سید غنی محمد کے پانچ صاحب زادے، سید فدا محمد، سید رضا محمد، سید قدیر محمد، سید سعید محمد، سید ضمیر محمد تھے۔ سید عبدالوہاب کے تین صاحب زادے سید خلیق الوہاب، سید محبوب الوہاب اور سید افتخار الوہاب تھے۔ تین صاحب زادیاں حسنہ بیگم، نازلی بیگم اور شمیم بیگم تھیں۔ سید فدا محمد کے دو صاحب زادے، سید ایوب محمد، سید طاہر محمد اور پانچ صاحب زادیاں مہ جبیں، طلعت جبیں، ثریا جبیں، نجمہ جبیں اور رفعت جبیں تھیں۔ سید رضا محمد کے پانچ صاحب زادے سید اعجاز محمد، سید ریاض محمد، سید صابر محمد، سید کامل محمد اور سید شاہد محمد ہیں اور دو صاحب زادیاں شاہدہ خاتون اور ذکیہ خاتون صاحبہ ہیں۔

غمگینؔ کے بھائی نواب امتیاز الدولہ افتخار الملک، سید احمد میر خاں منظور جنگ بہادر، دربار شاہی میں منصب وزارت پر جائز تھے۔ غمگینؔ کے

بھتیجے سید بدرالدین فقیر المتخلص بہ کاشف مرزا غالب کے شاگرد تھے، غمگین کے مرید اور خلیفہ تھے۔

غمگین کے بیٹے سید عبدالرزاق عرف میاں میرن علی المتخلص بہ رزاق اور ان کے پوتے سید شاہ فقیر محمد المتخلص بہ تمکین صاحب دیوان تھے۔ یہ خاندان شعرا کی سرپرستی میں شہرت رکھتا تھا۔ تمکین کے فرزند سید عبدالوہاب عاصی بھی نہایت پرگو شاعر تھے۔ حضرت بے خود دہلوی سے تلمذ تھا۔

شخصیت

Ziegler نے شخصیت کے بارے میں کہا ہے:

> **"Personality refers to the overall impression that an individual makes on others, that is, a sum total or constellation of characteristics that are typical of the indivudual and thus observes in various socail settings"** [۱]

All Port نے ۱۹۳۶ء میں انسان کے ۱۷۹۵۳ اوصاف کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد اور اوصاف بھی دریافت ہوئے ہوں گے۔ شخصیت انھی اوصاف کا مجموعہ ہے۔ شخصیت کی تفہیم کے بارے میں ڈاکٹر زاہد منیر عامر لکھتے ہیں:

> ''انسانی شخصیت ایک پیچیدہ معمے کی طرح ہے جس کا ایک سرا ہاتھ آتا ہے، تو دوسرا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ بسا اوقات برسوں تک کسی شخص کو دیکھتے رہنے کے باوجود اس کی شخصیت کی کلید ہاتھ نہیں آتی۔ کلید کجا، تعارف تک نہیں ہوتا، ایسے میں صدیوں کی الٹی زقند لگا کر تاریخ کے دھندلکوں میں گم شدہ چہروں کا سراغ لگانا اور ان کی شخصیت کے بنیادی جوہر کو دریافت کرنا جس قدر دشوار عمل ہے اس کا اندازہ لگانا اس قدر دشوار نہیں ہے۔'' [۲]

کسی بھی شخصیت کو مکمل طور پر سمجھنا اور سراغ لگانا آسان نہیں لیکن حالات و واقعات اور کرداری اوصاف سے بہت حد تک شخصیت کی تفہیم ممکن ہے۔ غمگین کے بارے میں تذکروں میں جو لکھا گیا اس میں ان کی شخصیت کا کچھ ہیولیٰ سامنے آتا ہے۔ مثلاً خوب چند ذکا لکھتے ہیں:

> ''جوان گرم اختلاط و خوش خلق و شگفتہ بیان، سعادت آثار، ستودہ اطوار، یار باش پر حلم و حیا معلوم شد۔'' [۳]

---

[۱] **Larry A Hjelle Danial, J. Ziegler," Personality theories." McGrow Book Comapny International Edition 1986- P. 6**

[۲] ڈاکٹر زاہد منیر عامر، میر سوز سوانح اور حیات لاہور: پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج ۲۰۰۰ء۔ ص۔ ۸۵

[۳] خوب چند ذکا۔ عیار الشعرا ص۔ ۱۴۷

میر قدرت اللہ قاسم ’’مجموعہ نغز‘‘ میں لکھتے ہیں:

> ’’جوانے نیک زندگا[نی] کشادہ پیشانی، خوش اختلاط مستحکم ارتباط، یار باش، محبت تلاش مخلص
> نواز مخالف گداز، باعزّ و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علیٰ قدر حال خط نسق می
> نویسد [و کم] کم فکر سخن می گزیند [خو]ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی
> بکام دل بسر می برد۔‘‘[۱]

زندگی کے ابتدائی ایام میں علوم عربی و فارسی سیکھے۔ والد کی وفات کے بعد جوانی کے ابتدائی ایام میں تعلیم کی طرف توجہ نہ رہی۔ اور عیش و عشرت اور بے فکری کی زندگی بسر ہونے لگی۔ اس دور میں فنون سپہ گری اور فن شہ سواری کی طرف میلان طبع رہا۔ اس دور میں شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ سلسلہ انتیس برس رہا لیکن انتیس برس کی عمر میں ذہنی انقلاب کے بعد زندگی کا رخ بدل گیا اور زندگی صوفیانہ شغل و اذکار میں بسر ہونے لگی۔ مجاہدے، ریاضتیں لیکن پھر بھی سکون قلب نہ ملا تو مرشد کی خدمت میں حاضری کے لیے بہت مشقت اٹھائی۔ غمگین کے خاندان کا شمار سر برآوردہ مشائخ میں ہوتا تھا۔ باوجود عیش و تنعم کے غمگین متصوفانہ زندگی کی طرف مائل تھے۔ اور انتہائی آزادانہ زندگی بسر کی۔ لیکن اس میں کسی بے راہ روی کو دخل نہیں رہا۔ اور تمام عمر نسبت بوترابی اور خلفِ حسنؓ و حسینؓ کے شرف کو کبھی فراموش نہ کیا۔ غمگین کو کبھی نام و نمود کی خواہش نہ ہوئی۔ زندگی درویشانہ بسر کی۔

ان کے پاس بہت مواقع تھے جب وہ اپنے شاعری کے ہنر کی بدولت انعام و اکرام پا سکتے تھے، جبکہ وہ سندھیا دربار سے بہت قریب بھی تھے لیکن جب مہاراجہ دولت راؤ سندھیا نے سرداری و اعزاز غاشیہ دینا چاہا، تو آپ نے انکار کر دیا۔ مہاراجہ نے انکار کے بعد ان کے فرزند سید عبدالرزاق عرف میرن علی کو سرداری و اعزازِ غاشیہ دیا۔ نواب ریاست ٹونک کے نذرانے کو بھی قبول کرنے سے انکار کیا، لیکن دوبارہ جب انھوں نے کئی ہزار بھیجے، تو غمگین نے صرف ۶۰ روپے ماہوار قبول فرمائے۔ دولت سے استغنا و بے نیازی غمگین کی شخصیت کا گراں قدر پہلو ہے۔ غمگین کے عہد کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اردو شاعری دربار سے منسلک ہو گئی۔ غمگین کے عہد میں بہت سے شعرا دربار سے منسلک تھے، رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:

> ’’شاعری کا اب صرف یہ کام رہ گیا، کہ اس سے امیر و رئیس خوش کیے جائیں۔ لہٰذا اشعار بھی
> انھی کے پسند اور مذاق کے موافق کہے جاتے۔ شاعر امرا و رؤسا کے درباروں میں پہنچنا بلکہ
> مالکوں کے مزاج میں درخور حاصل کرنا بس یہی اپنا فخر سمجھتے تھے۔‘‘[۲]

لیکن غمگین نے اردو شاعری کے مرکز سے دور رہ کر بھی ادبی دنیا میں نام پیدا کیا۔ انھوں نے خود کو کبھی کسی دربار سے منسلک نہ کیا۔ شہزادہ مرزا فیروز غمگین سے بیعت ہوئے۔ مغل شہزادوں کے عقیدت بھرے خطوط غمگین کے نام آتے۔[۳] سندھیا دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ اس کے باوجود غمگین نے کبھی کسی کی مدح میں قصیدہ نہیں لکھا۔ غمگین کی سنجیدگی و خودداری نے ان کے دماغ کو کبھی بلند سطح سے اترنے کی اجازت نہیں دی اور انھوں نے کبھی کسی کی ہجو نہیں لکھی۔ شاعری میں تعلی عام ہے، لیکن غمگین کے ہاں شاعرانہ تعلی نظر نہیں آتی۔

---

[۱] میر قدرت اللہ قاسم، مجموعہ نغز۔ مرتبہ حافظ محمود شیرانی ص۔ ۳۰، ۳۱

[۲] تاریخ ادبِ اردو (مرتبہ) تبسم کاشمیری۔ لاہور: علمی کتاب خانہ، ۱۹۸۵ء ص۔ ۱۲۸

[۳] دیکھیے ضمیمہ نمبر۔ ۴

دہلی کی غارت گری کے بعد شعرا نے دوسرے شہروں کی طرف کسب معاش کی خاطر ہجرت کی۔ غمگین نے بھی دہلی سے ہجرت کی، لیکن ان کا مسئلہ روزگار نہ تھا بلکہ ہم وطنوں کی زبوں حالی سے دکھی ہوکر اور انگریز کی بالا دستیوں سے متنفر ہوکر گوالیار میں سکونت اختیار کی۔ اپنے دیس کی غلامی سے ان کو نفرت تھی۔ چنانچہ اپنے خاندان کے لیے موصوف کا یہ فرمان تھا کہ اگر روٹی نہ ملنے سے موت کا خطرہ بھی لاحق ہو، تب بھی انگریز کی نوکری نہ کی جائے۔

دوسروں کے ہنر سے اگر متاثر ہوتے تو اس کی تعریف میں بخل سے کام نہ لیتے، جیسا کہ مرزا غالب کے کلام کی تعریف میں اشعار کہے اور مکاشفات الاسرار کے دیباچے میں ان کے ہنر کو سراہا۔ جب غالب سے ناراضگی کے بعد غالب نے معذرت چاہی، تو بہت فراخ دلی سے معاف فرمادیا۔ لیکن ناراضگی کے اس اظہار سے غمگین کی شخصیت کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اگر کسی نامور شخصیت سے اختلاف رائے ہو، تو اس کا اظہار دیانت داری سے کردینا چاہیے۔

سماجی اعتبار سے غمگین انسان دوستی کے اپنے زمانے کے بلند پایہ مبلغ تھے اور ان کی تعلیم یہی تھی کہ کسی انسان کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

ہے حقارت اسی کی وہ اے دل
سمجھے جو کوئی دوسرے کو حقیر

خدمتِ خلق کا جذبہ بدرجہء اتم پایا جاتا تھا۔

ع: اور کا درد نہ ہو جس کو وہ انسان نہیں

o

بندرہتی نہیں حاجت کبھی ان کی غمگیں
جو کہ حاجت کسی بے کس کی روا کرتے ہیں

o

دل کی رکھ اپنے خبر دل کو کسی کے نہ دُکھا

o

جو کہ مفلس ہیں اپنے آپے سے
ان پہ آتا نہیں کبھی افلاس

نور گنج میں دس روپے کے کڑوں کی خاطر بچے کے قتل پر قطعہ تاریخ میں غمگین نے بے حد دکھی ہوکر قطعہ تاریخ وفات لکھا، اس سانحے کے متعلق اپنی کیفیات اور تاثرات کو یوں بیان کیا ہے۔

کچھ عجب آدمی ہے حرمت خاں   دس روپے کے کروں پہ ہو دلشاد
قتل اک طفل کو کیا افسوس   جو سنے ہے کہے ہے وا فریاد
نام تھا طفل کا غلام رسول   ہوگیا جب شہید وہ ناشاد

نعش کو اس کی دیکھ زن و مرد　　رو رو کرتے تھے داد اور بے داد
اور کہتے تھے ہائے حرمت خان　　نہ رہے گا یہ نور گنج آباد
کچھ نہ پوچھا کہا نہ حاکم سے　　اور نہ شرع کا لیا ارشاد
جب کہا ایک نے یہ غمگیں سے　　اس کی تاریخ تم کہو استاد
از سرِداد پھر انھوں نے کہا　　خونِ حق کو بھی کردیا برباد

۱۲۵۵ھ

یہ غمگین کی شخصیت کا ایک گراں قدر پہلو ہے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ امیر و غریب، ہندو مسلمان، سرمایہ دار و کم مایہ، عالم و جاہل، ہر طبقے اور حیثیت و مرتبے کے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان کا دولت کدہ خیر و برکت کا سرچشمہ تھا اور ہر کس و ناکس ان کا گرویدہ ہو کر واپس جاتا۔

خراجِ تحسین

غمگین کے خلفا اور معتقدین نے منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ میاں ہدایت النبی قادری فرماتے ہیں۔

منقبت

آفتابِ مشرق نورِ خدا سید علی　　ماہتابِ آسمانِ کبریا سید علی
گوہرِ درجِ طریقت مرشدِ عالی مقام　　با خدا بحرِ عطا کانِ سخا سید علی
عارفِ راہِ حقیقت مستِ جامِ معرفت　　جامعِ علمِ حقائق با خدا سید علی
باغبانِ گلشنِ توحید کانِ معرفت　　ہم خفی و ہم جلی بحرِ فنا سید علی
واقفِ سرِ الٰہی پیشوائے عارفاں　　سالکاں را طالباں را حق نما سید علی
چشمۂ فیضِ الٰہی آلِ پاکِ مصطفیٰ　　عارفِ باللہ سردارِ ہدیٰ سید علی
محوِ ذاتِ حق عیاں سازِ نہاں را در عیاں　　انچہ مخفی بود او شد برملا سید علی
صورت پر معنی و معنی ہمہ صورت نما　　در ہمہ صورت عجب مخفی نما سید علی
صاحبِ حسب و نسب حسنی حسینی قادری
رہبرِ راہِ ہدایت با خدا سید علی[۱]

حافظ سید خیر الحق مرحوم[۲] (سجادہ نشیں درگاہ جان عالمؒ)

مجھ پہ ہوجائے اب تو کرم کی نظر شاہ سید علی شاہ سید علی
چھوڑ کے میں درِ فیض جاؤں کدھر شاہ سید علی شاہ سید علی
تم ہو حسنی و حسینی اور قادری، مرتضیٰ ہی کے گھر سے یہ عزت ملی
فیض حاصل ہے تم کو شہِ بحر و بر شاہ سید علی شاہ سید علی
تم کو اللہ نے وہ دیا مرتبہ اور بنایا ہمارا تمھیں پیشوا
تمھی کہہ دو تمھیں چھوڑ جاؤں کدھر شاہ سید علی شاہ سید علی
پاس کچھ بھی نہیں توشۂ آخرت دیکھیے کس طرح ہو وہاں مغفرت
دور منزل وہاں کی، کڑا ہے سفر شاہ سید علی شاہ سید علی

---

[۱] بحوالہ۔ ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ ص۔ ۵۱
[۲] خیر الحق میاں ہدایت النبی کے سلسلہ کے بزرگ اور جانشیں ہیں۔

روزِ محشر ہے آقا بڑے خوف کا واں نہ پوچھے گا کوئی کسی کو شہا
ہاتھ لینا ہمارا وہاں بھی پکڑ شاہ سید علی شاہ سید علی
خیّر ادنیٰ ہے در کا تمھارے گدا اور تمھی سے عرض ہے اے شاہِ شہا
وقتِ امداد جائے کہیں نہ گذر شاہ سید علی شاہ سید علی[1]

از سائبہ وشار و علامہ قاضی معراج الدین احمد، دھول پور

مرشدِ کامل بزرگ، با خدا سید علی   بندہء مقبولِ ذاتِ کبریا سید علی
سالک راہ طریقت رہنمائے رہبراں   کاشفِ راز حقیقتِ حق نما سید علی
ذاتِ نامی آپ کی ہے مخزنِ لطف عطا   نامِ نامی آپ کا ہے حق نما سید علی
قید غم سے ہوگیا آزاد وہ پابندِ غم   صدقِ دل سے نام جس نے لے لیا سید علی
آئینہ خانہ ہے گویا روضہء نور ترا   ہر طرف ہے شانِ وحدت رُونما سید علی
اک جھلک سے طورِ سینا جل اٹھا جس نور سے   اس کی اک منزل ہے یا مدفن ترا سید علی

بے نوا معرآج پر بھی اب خدارا ہو کرم
منبعِ لطفِ عطا جود و سخا سید علی

ایضاً

کم نہیں بہرِ تقدس کچھ یہ عظمت آپ کی   پہنچتی ہے دور تک آبائی نسبت آپ کی
کارفرما ہر عمل میں ہے صداقت آپ کی   وہ شریعت آپ کی ہو یا طریقت آپ کی
رونقِ بزمِ طریقت شمعِ عرفاں حق شناس   رہبرِ راہِ سلوک و جذب و چاہت آپ کی
سو برس کی پیش گوئی ہے نظر کے سامنے   کھل گئی آخر زمانے پر حقیقت آپ کی
فقر کی منزل پہ پہنچے بے بدل شاعر بنے   کیوں نہ ہو پھر دہر کو تسلیم عزت آپ کی
جلوہ زارِ خُلد ہر ذرّہ نظر آنے لگا   یاوری پر آگئی معرآج قسمت آپ کی

از سید مختار احمد حسنی والحسینی قادری۔ (آگرہ)

تھا مبارک نامِ نامی آپ کا سید علی   آپ کی ہستی میں پوشیدہ تھے اسرارِ خفی
آپ نے پایا تھا فیضِ حق سے حضرت جی لقب   متقی روزگار و حق پرست و خوش نسب

---

[1] بحوالہ۔ رضا محمد حضرت جی۔ مرتب۔ مخزن الاسرار۔ ص۔ ۸۸

تھا تخلص آپ کا غمگیں بحکمِ کردگار   تھے مجسم آپ عرفانِ حقیقت کی بہار
اور اہلِ دنیا میں وہ خدا نما مشہور تھے   سارے اوصافِ حمیدہ سے بھی وہ معمور تھے
تھے جہاں میں حضرتِ غالبؔ بھی ان کے معتقد   مذہبِ شعر و سخن کے تھے امام و مجتہد
آپ ہرگز شاعری میں طالبِ شہرت نہ تھے   عاشقِ دنیا نہ تھے اور بندۂ دولت نہ تھے
آپ شہ پاروں کو مخفی رکھتے تھے اپنے تمام   تھا پسندیدہ نہ ہرگز شہرۂ بزمِ عوام
مخزنِ اسرار میں ہے آپ کا سارا کلام   جس سے ظاہر ہے کہ تھے حضرت تغزل کے امام
آپ کا سرمایۂ اردو ادب میں قیمتی   کرتے ہیں تصدیق جس کی اس ضمن میں خالدیؔ
سارے اصنافِ سخن پر تھا عبور حاصل انھیں   کر نہیں سکتی حوادث کی ہوا باطل انھیں
سندھیا مہاراج نے بھی تھا نوازا آپ کو   ہو سکا جتنا دیا اعزازِ دنیا آپ کو
آپ نے پھر بھی دیا اپنے توکل کا ثبوت   اور دکھایا اس طرح فقر و توکل کا ثبوت
اور فقیری میں کیا روشن چراغِ شاعری
کردیا شاداب اے مختارِ باغِ شاعری

رباعیات وقطعات

محمد یونس خالدی۔ لکھنوی

ذہن میں کس کے ہے معراجِ کمال
آج قدرِ فن کا طالب کون ہے
نام لوں کس کا میں غمگیں کے سوا
پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے

☆

محمد یونس خالدی متخلص بہ اخترؔ لکھنوی

نہ بھول کر کسی انسان کو خدا کہیے   خدا نما ہو جو انساں تو اُس کو کیا کہیے
قسم ہے حسنِ بیانِ جنابِ غمگیں کی   شگفتہ ہو نہ اگر فن تو بے مزا کہیے

☆

علامہ انور صابری

حاتمِ دولتِ عرفاں کے نظر زادۂ شوق
عشق کے واسطے سرمایۂ تسکین ہیں آپ
خندہ ہر گل بستانِ نبوت کی قسم
میری ہمت نہیں پڑتی کہوں غمگیںؔ ہیں آپ

☆

منشی خواجہ عبدالرب صاحب انصاری طالب جیوری

تا عشق خدا بود نہ در دل پیدا
ہرگز نہ تواں دید خدارا بخدا
خواہی طلب و دید خدار لاریب
آبرو ز غمگیںؔ خدا جلوۂ نما

ایضاً

حق سے راز و نیاز ہے اس میں
صوفیوں میں عجب کتاب[1] ہے یہ
گویا دیوان خواجہ حافظؔ کا
ریختہ میں رقم جواب ہے یہ

☆

جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب دعاؔ ڈبائیوی

ہر اک کی بگڑی ہوئی آبرو بناتے تھے
خدا نما تھے، خدائی کے کام آتے تھے
اسی غرض سے تخلص تھا آپ کا غمگیںؔ
امیر ہوکے غریبوں کا غم اٹھاتے تھے

---

[1] بقول رضا محمد حضرت جی۔ یہ دیوان رباعیات ''مکاشفات الاسرار'' کی طرف اشارہ ہے
بحوالہ۔ مخزن الاسرار۔ ص۔۱۹۰

ایضاً

دامنِ کوہ میں آسودہ ہیں ایمان کے ساتھ
فیض یاب اب بھی ہے مخلوقِ خدا آن کے ساتھ
موت اک عارضی پردہ ہے خدا والوں کا
آج بھی حضرتِ غمگیںؔ ہیں اُسی شان کے ساتھ

☆

ایضاً

آئے تھے دنیا میں وہ رستہ بتانے کے لیے
راہِ حق میں اپنی ہستی کو مٹانے کے لیے
اس سے بڑھ کے اور کیا ہوگا ولایت کا ثبوت
بن گئے غمگیںؔ غمِ دنیا اٹھانے کے لیے

☆

ایضاً

خدا گواہ ہے وہ مردِ باخدا ہیں آپ
امیر ہو کے غریبوں کا آسرا ہیں آپ
خدا کی راہ دکھاتے تھے ساری دنیا کو
اسی سبب سے ملقب خدا نما ہیں آپ

☆

ایضاً

ولی ایسے کہ عالم معتقد ان کے کمالوں کا
ادیب ایسے کہ غالب خوشہ چیں ان کے خیالوں کا
ضیائے نور جیسی زندگی میں تھی وہ اب بھی ہے
گہن میں چاند آتا ہی نہیں اللہ والوں کا

جناب طاہر حسین صاحب قریشی ماہرؔ بریلوی

غمگیںؔ کی سرکار میں بیٹھا ماہرؔ
پرنور مزارات کو دیکھا ماہرؔ
اس نادر و نایاب کتب خانے سے
کچھ ذائقہء عشق بھی چکھا ماہرؔ

ایضاً

غمگیںؔ کی کرامات یہ دیکھی میں نے
باتیں جو نہ سمجھی تھیں سمجھ لیں میں نے
پہلے تو رباعی نہ کہی تھی لیکن
چند ایک مگر آج ہی کہہ لیں میں نے

ایضاً

آئنہ دار حقیقت واقفِ سر مجاز
دولتِ عرفاں کے حامل شاعرِ دین مبیں
مرشدِ کامل فقیر و بے نیاز و لاجواب
حضرت سید علی غمگیںؔ ہیں ماہر بالیقیں

جناب کپتان سید عنایت علی سائل حیدری مینائی گوالیاری

با فیض یہ خوب عشق کا کاشانہ ہے
گردش میں یہاں شیشہ ہے پیمانہ ہے
سائل کروں کیا اس کی بیاں کیفیت
کیا حضرت غمگیںؔ کا بھی مے خانہ ہے

☆

مشہور جہاں ہے یہ فسانہ
جھکتا ہے یاں سبھی زمانہ
جلووں سے خدا نما کے سائلؔ
روشن ہے یہ خوب آستانہ

☆

ہے معرفتوں کا یہ خزانہ   رونق ہے یہاں بہرِ زمانہ
کہتے ہیں تمام صوفی سائلؔ   غمگیں کا ہے خوب آستانہ

☆

کیا وصف ہو ایسے اتقا کا   حاصل کرے وصل جو خدا کا
اب تو ہی بتا کہ کس نے سائلؔ   پایا ہے لقب خدا نما کا

☆

سید امتیاز علی ایڈووکیٹ متخلص بہ فخرؔ گوالیاری

پڑھنا ہو تو فرمودۂ غمگیں کو پڑھو
لکھنا ہو تو مرقومہ غمگیں کو لکھو
کام آئے گا اسے فخر یہ پڑھنا لکھنا
ہاں شرط مگر یہ ہے کہ سوچو سمجھو

سید علی غمگین ـــــ تذکرہ نگاروں کی نظر میں

میر محمد خاں سرور ”عمدۂ منتخبہ“ میں لکھتے ہیں:

”غمگیں تخلص۔ میر سید علی، خلف الرشید میر سید محمد مرحوم برادر زادۂ حقائق و معارف آگاہ سید شاہ نظام الدین احمد قادری۔ ناظم صوبہ دارالخلافہ تشریح بزرگی حسب و نسب محتاج بہ تحریر نیست، مرد با مروت و قابل ست۔ از تصانیف اوست۔“

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

o

ترے ثانی اگر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں
بشر تو کیا اگر شمس و قمر ہووے تو میں جانوں

o

ہجر میں اس کے یہ دل جینے سے مرا سیر ہے
اے اجل بہرِ خدا آ جلد اب کیا دیر ہے

o

دل اس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے
جو کام کہ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے

o

سوائے تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں

o

مہرباں میرا کوئی جز غمِ دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں

o

مژگاں کہے ہے اس کا گر تیر ہوں تو میں ہوں
اور دل کہے ہے میرا نخچیر ہوں تو میں ہوں

o

عشق میں رو رو کے جو یہ داغِ دل دھوتی ہے شمع
رشتۂ الفت کو پروانے میں کیوں کھوتی ہے شمع

بلبل ہے اگر بہار سے خوش
ہم اپنے ہیں گل غدار سے خوش

o

دل کے لگ جانے کا یاروں سے کہوں کیا باعث
ایک قصہ ہے جو ناحق میں کہوں کیا باعث

o

عاشق ہوا ہے یہ دل اس کی آن پر
اللہ کیسی آن بنی میری جان پر

o

اس ابر میں مے پینا مستوں کو جواز آیا
ساقی مع مے آیا، مطرب مع ساز آیا[1]

خوب چندذ کا ''عیارالشعرا'' میں لکھتے ہیں:

''میر سید علی غمگین خلف ارجمند میر سید محمد مغفور ومرحوم برادرزادہ شاہ نظام الدین احمد قادری مدظلہ العالی ناظم صوبہ دارالخلافت شاہجہاں آباد، جوان گرم اختلاط وخوش خلق وشگفتہ بیان سعادت آثار ستودہ اطوار یار با، پرحلم وحیا معلوم شد بہ اصلاح سعادت یار خاں رنگین گلہائے اشعار آبدار خود را رنگ وبو بخشیدہ ہمگی دیوان معرفت او نظر ایں فقیر انواع المعانی درآمدہ''[2]

طبقات شعراہند میں مولوی کریم الدین:

''غمگین تخلص میر سید علی، خلف الصدق میر سید محمد مرحوم ومغفور، بھائی شاہ نظام الدین احمد قادری کے ہیں، مرہٹہ عملداری میں اسی شخص کو نظم ونسقِ شاہجہاں آباد کا اختیار تھا۔ یہ شعر اس کے ہیں:

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

o

مہرباں کوئی مرا جز غمِ دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں''[3]

---

[1] میر محمد خاں بہادر سرور عمدہ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور ''بمبئی: ادبی پرنٹنگ پریس، مارچ ۱۹۶۱ء ص۔ ۴۵۲، ۴۵۳

[2] خوب چندذکا۔ عیار الشعرا (قلمی)۔ مملوکہ علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص۔۱۴۷

[3] مولوی کریم الدین وفیلن۔ طبقات شعرا ہند ب دلی: سید اشرف علی مطبع العلوم ۱۸۴۸ء ص۔۱۹۱

مولوی عبدالغفور نساخ لکھتے ہیں:

''غمگین تخلص، میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی، شاگرد سعادت یار خاں رنگین۔

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوخ نے جلا مارا

o

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کُھدا حرف بھی نگینے سے

o

گو سیہ بخت ہوں پر سرمہ بینائی ہوں
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگائے ہے مجھے[1]

غمگین تخلص، میر سید علی پسر سوم میر سید محمد مرحوم برادر زادۂ سلالہٴ دود مان مصطفوی، خلاصہٴ خاندان مرتضوی، حقائق پژوہ، معارف آگاہ، صفدر شکوہ، آصف جاہ نبیرہ حضرت دو زمان۔ پیشوائے انس و جان، محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، امام الفریقین، غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم نبیرہ خواجہ بیرنگ خدا دوست عالی فرہنگ، پیش خرام سالکانِ راہِ خدا، رہ نمائے طالبان طریق ہدا، فانی فی اللہ، حضرت خواجہ باقی باللہ، روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہٗ سلمہٗ ربہ است وے جوانے نیک زندگا[نی] کشادہ پیشانی، خوش اختلاط مستحکم ارتباط، یار باش، محبت تلاش، مخلص نواز، مخالف گداز باعز و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگیں است علیٰ قدرِ حال خط نسخ می نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [خو]ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال ایں چار بیت منسوب بدوست۔

میرے صیّاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

o

یہ داغِ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

---

[1] مولوی عبدالغفور نساخ۔ مرتب و مؤلف سخن شعرا لکھنؤ: مطبوعہ نولکشور پریس ۱۸۷۴ء ص۔ ۳۵۴

مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے
نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

o

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے[۱]

''تذکرہ ہمیشہ بہار'' میں نصراللہ خویشگی لکھتے ہیں:

''غمگین تخلص، میر سید علی نام، فرزندِ ارجمند میر سید محمد برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است، اشعارِ آبدار از طبعش می طراود۔ در گوالیار باعتبار و تمکین است۔ و کلامش عشق آگیں نگیں شاعری آں دیار بدست اوست۔ ایں بیت از وست۔ شعر:

تو نے صیّاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا [۲]

''گلشنِ بے خار'' میں نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ لکھتے ہیں:

''غمگین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہدِ مرہٹہ ہا اختیارِ نظم و نسق صوبہ شاہ جہاں آباد باوے بودہ۔ اور است:

تو نے صیّاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

o

مہرباں کوئی مرا جز غمِ دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں [۳]

کلب علی خاں حاشیے میں لکھتے ہیں:

شیفتہ نے غمگین کے حالات تذکرۂ سرور سے نقل کیے ہیں۔ تذکرۂ سرور میں شعر کی صورت یہی ہے۔ اس کے خلاف مجموعۂ نغز میں مصرع اوّل مختلف ہے، ملاحظہ ہو:

مرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا

---

[۱] میر قدرت اللہ قاسم۔ مجموعہ نغز دہلی نیشنل اکاڈمی۔ جلد دوم ۱۹۷۳ء مرتبہ حافظ محمود شیرانی ص۔ ۳۰۔ ۳۱

[۲] نصراللہ خویشگی تذکرہ ہمیشہ بہار مرتبہ، اسلم فرخی۔ کراچی: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۶۷ء۔ ص۔ ۲۳۸

[۳] نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ گلشنِ بے خار مرتبہ، کلب علی خاں فائق۔ لاہور: مجلسِ ترقی ادب۔ ۱۹۷۳ء ص۔ ۳۵۶

یہ شعر تذکرۂ سرور میں یوں ہے:

مہرباں میرا کوئی جز غمِ دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں

قطب الدین باطن لکھتے ہیں:

''غمگین تخلص؛ میر سید علی نام۔ جگر بند میر سید محمد مرحوم، دہلی ان کا مسکن، بہمہ صفت موصوف، فکر شعر پر کیا موقوف، متین و ذہین اب کون اُن کا ہم فن، گوالیار مقام، وہیں قیام، معروف سے از بس اختلاط، باہم ارتباط، اب ارادہ زیر زمین کیا، دوست و ہوا خواہوں کو غمگین کیا۔ خاص گوالیار میں قبر ہے۔ دل غمگین کو صبر ہے، فکرِ شعر سے سامعین کے دل کو فرحت ہے۔ جو فہمیدہ و سنجیدہ و عاقبت اندیش ہیں۔ ان کو مقامِ عبرت ہے۔ کیا کلام طرب انگیز ہے، جس سے سامع کا دل فرحت خیز ہے:۔

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت وہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
جس میں اپنا ظہور تام کیا
بتا ساقی کفارہ کیا ہے کیشِ مے پرستی میں
قسم پیرِ مغاں کی جھوٹ کھا بیٹھا ہوں مستی ہوں[۱]

سپرنگر نے اپنے تذکرے ''یادگار شعرا'' میں قاسم اور ذکا کے حوالے سے لکھا ہے:

''غمگین، میر سید علی، یہ تیسرے بیٹے ہیں میر سید محمد کے جو آصف جاہ کے بھتیجے ہیں۔ یہ نوجوان ہیں اور رنگین کے شاگرد، ایک دیوان کہا ہے'' [۲]

مفتی صدرالدین آزردہ ''تذکرہ آزردہ'' میں:

غمگین تخلص میر سید علی، خلف میر سید محمد مرحوم، برادر زادہ سید شاہ نظام کہ ناظمِ شاہجہاں بودہ'' [۳]

---

[۱] قطب الدین باطن۔ ''گلستان بے خزاں''۔ لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۸۷۵ء ص۔ ۱۷۵، ۱۷۶۔ یہ مطلع دیوان میں نہیں ہے نہ اس ردیف و قوافی میں غزل موجود ہے

[۲] سپرنگر، ''یادگار شعرا'' مترجم طفیل احمد۔ الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی۔ ۱۹۴۳ء ص۔ ۱۵۰

[۳] مفتی صدرالدین آزردہ۔ ''تذکرہ آزردہ'' کراچی: انجمن اردو، پاکستان۔ ۱۹۷۴ء ص۔ ۶۰

دیوانِ غمگین کے قلمی نسخے

دیوانِ غزلیات ''مخزنِ اسرار'' کے اب تک درج ذیل گیارہ قلمی نسخے دریافت ہو چکے ہیں۔ چار نسخے غمگین اکیڈمی گوالیار میں تھے، جو غمگین کے موجودہ جانشین سید اعجاز محمد حضرت جی کے مطابق اب محفوظ نہیں ہیں۔ یہ نسخے کہاں گئے؟ اس کے بارے میں بھی انھوں نے خطوط کے جوابات اور ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہ نسخے رضا محمد حضرت جی کی وفات تک غمگین اکیڈمی میں موجود تھے اور ''مخزن الاسرار'' مرتبہ رضا محمد حضرت جی (۱۹۶۶ء) انھی چار نسخوں سے انتخاب ہے۔ ان نسخوں میں سے تین شکستہ حالت میں تھے اور ایک نسخہ مکمل حالت میں تھا۔

ایک نسخہ ڈاکٹر احمد فاروقی کے پاس تھا۔ ایک نسخہ غمگین کے خلیفہ سید دائم علی شاہ کے پڑپوتے مولانا سید عبدالرزاق قادری پیرزادہ کے پاس مدھیہ پردیش میں تھا۔ ایک نسخہ میاں میرن علی کے مریدِ خاص میاں امین الدین سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ قانون کے خاندان میں موجود ہے۔[۱] لیکن اب ان نسخوں کے بارے میں خاندان غمگین نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ شاید زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ ایک نسخہ انجمن ترقی اردو، کراچی میں موجود ہے۔ ایک نسخہ نیشنل لائبریری اسلام آباد۔ ایک نسخہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے غلط انتساب کے ساتھ بصورت عکسی نقل شائع ہوا۔ ایک نسخہ حمید الدین شیخ کے پاس لطیف آباد، حیدر آباد سندھ میں ہے۔ ایک نسخہ ہندو بنارس یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں ہے۔

پروفیسر محمد مسعود نے ایک نسخے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

> ''ایک قلمی نسخے کا ذکر ''سخن شعرا ہند کے مطبوعہ نسخے کے حاشیے پر آتا ہے ایک ''بشیر'' نامی شخص نے مذکورہ نسخے کے حاشیے پر لکھا ہے:
>
> ''صاحب دیوان ہیں اور ان کا دستخطی راقم الحروف کے پاس ہے۔''
>
> مندرجہ بالا نوٹ ۱۲۹۱ھ کا لکھا ہوا ہے جس نسخے پر یہ نوٹ ہے وہ ڈاکٹر عبدالحق کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔''[۲]

ذیل میں دیوان غمگین کے موجود خطی نسخوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

---

[۱] سید اختر جمیل: میر سید علی غمگین دہلوی، حیات شخصیت اور شاعری۔ (مقالہ) جبل پور: جبل پور یونی ورسٹی۔ ص۔۱۳۰

[۲] محمد مسعود، حضرت غمگین شاہجہاں آبادی، مشمولہ برہان، جلد ۴۵۔ شمارہ ۱ دہلی: ندوۃ المصنفین۔ جولائی۔ ۱۹۶۰ء۔ ص۔۵۸

دیوانِ غمگیںؔ

مخزونہ : کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، کراچی

نمبر: : قا ۳ / ۱۹۸ (الف ۲۰/۷)
۵۴۸

سائز: : ۱۹ ۳/۴ x ۱۴ س م

مسطر : ۱۳ سطر کا ہے۔

خط : نستعلیق، شکستہ مائل، معمولی۔

مہر : فہرست دیوان سے قبل جو سات سادہ اوراق ہیں ان میں سے پانچویں ورق (الف) پر ۱ ۱/۲ x ۱ ۳/۴ س م کی مستطیل مہر ہے جو اتنی مدہم ہے کہ ''سید'' کا لفظ اور اس لفظ کے اوپر حرف ''ت'' پڑھنے میں آتا ہے۔ اس کے نیچے سنہ ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ غالباً یہ وہ مہر ہے جس پر ''سید حضرت جی'' کندہ تھا۔[۱]

دیوان کا قطعِ تاریخ درج ذیل ہے۔

فکر میں تاریخ کے دیوان کی
یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے
از سر درد دل اے غمگیں ترا
آج دیواں مخزنِ اسرار ہے

۱۲۴۹ + ۴ (سر درد دل = د = ۴) = ۱۲۵۳

غزلیات کی تعداد اور قطعاتِ تاریخ کی داخلی شہادتوں سے کسی حد تک نسخے کے زمانے کا تعین ممکن ہے اور یہ تعداد اشعار کسی حد تک نسخے کے زمانۂ کتابت کے تعین کے لیے کلید کا درجہ رکھتی ہے۔ مشفق خواجہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

> زیرِ نظر نسخے میں ۱۲۶۰ھ [م = ۱۸۴۴-۴۵] تک کے قطعات تاریخ ملتے ہیں۔ حواشی پر جابجا اشعار کے اضافے اور بعض جگہ تخلص قلمزد کر کے ''اے دل'' وغیرہ کے الفاظ لکھے گئے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے گزر چکا ہے اور اس میں وہ اضافے اور ترامیم کرتے رہے ہیں۔ اس لیے اس کا زمانہ ترتیب ۱۲۵۳ھ سے وفات مصنف (۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء) تک متعین کیا جا سکتا ہے۔''[۲]

---

[۱] مشفق خواجہ۔ جائزہ مخطوطات۔ جلد دوم (قلمی) کراچی: ص۔۱

[۲] ایضاً ص۔۲

مخطوطات انجمن کی جلد چہارم میں افسر صدیقی نے سال تصنیف ۱۲۶۰ھ لکھا ہے"[۱]

کیفیت : کاغذ باریک سفید ہے۔ آب رسیدہ، معمولی کرم خوردہ لیکن متن محفوظ ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں، جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا۔ ("مکاشفات الاسرار" (قلمی) مخزونہ انڈیا آفس لائبریری میں بھی ہر رباعی کا عنوان سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔) متن سے قبل فہرست مندرجات ہے۔ جو ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل سات اوراق سادہ ہیں۔ متن کے اوراق پر مندرجات کا شمار درج کیا ہے، جو ایک سے ۳۱۴ تک ہے، ورق ۳۱۴ کے بعد چھ ورق سادہ ہیں۔ فہرست کے اوراق اور ابتدائی و آخری سادہ اوراق کو کاتب نے شمار نہیں کیا۔ مجموعی طور پر مخطوطے میں ۳۶۳ ورق ہیں۔ فہرست کے پہلے ورق کا رخ 'الف' اور آخری ورق کا رخ 'ب' سادہ ہے۔ متن، ورق ایک 'ب' سے شروع اور ۳۱۴ ب پر ختم ہوتا ہے۔ فہرست سے قبل کے سادہ اوراق میں سے پہلے ورق الف پر مولوی عبدالحق کے قلم سے یہ اندراج ملتا ہے:

" ۔ میں خریدا۔ عبدالحق تیس روپے =/۳۰ ۲۵ اکتوبر ۵۹ء (یوم انقلاب)"

متن کے بعد سادہ اوراق میں سے پہلے صفحے پر کسی نے گھریلو حساب لکھا ہے۔ غزلیات کے بعد ورق ۲۹۲ ب تا ۳۰۰ ب سادہ ہیں۔ مخمسات کے بعد ورق ۳۰۸ الف و ب سادہ ہے۔

آغاز : فہرست اشعار میں ہر غزل کا مطلع درج کیا ہے۔

صفحہ 1 پر یا فتاحُ کے بعد بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم درج ہے۔ اس کے بعد اسی صفحے سے دیباچے کی عبارت کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگیں
پر تری فکر نے بھی کام کیا
تو نے حمد اور نعت کو غمگیں
دو ہی بیتوں میں اختتام کیا

آخری شعر اضافہ برحاشیہ ہے۔ اس کے بعد عبارت کا آغاز ہوتا ہے۔

"حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تنزیہہ وتشبیہ خود را مسمیٰ سید علی عرف
حضرت جی متخلص غمگین متوطن دہلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

[۱] افسر صدیقی۔ مرتب۔ مخطوطاتِ انجمن جلد چہارم۔ کراچی: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۷۶ء ص۔ ۶۱

[۲] ایضاً ص۔ ۲۱۱

متن اور ترک ''ہر حالتی'' سے پتا چلتا ہے کہ درمیان میں ورق موجود نہیں۔ اس پہ عبارت غمگیںؔ کے باقی نسخوں میں بھی نامکمل ہے، اس کے بعد غزلیات کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
ہائے کیا مطلع ہے غمگیںؔ اپنے اس دیوان کا[1]

اختتام:

بے کلو ز توبہ رفت چوں در جنت
بروند عدوئے مومناں صد حسرت
از بہر وصالِ او ز غمگیںؔ ہاتف
تاریخش گفت: مستحق رحمت[2]

[مستحق رحمت: ۱۲۵۶ھ، جو حضرت شاہ ابولبرکات کا سال وفات ہے۔]

مندرجات: ۱۔ فہرست دیوان: ابتدائی ۳۴ اوراق، یہاں اوراق شماری اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے ۱۴ صفحات پر صفحہ نمبر درج ہے، اس کے بعد نہیں۔ اس لیے اس کے ۳۴ ورق اور ۶۸ صفحات کی فہرست میں ہر غزل کا مطلع لکھا ہے۔ فہرست کے مطابق غزلیات کی تعداد ۸۱۵ ہے اس تعداد میں وہ غزلیات شامل نہیں جو حواشی پر بعد میں درج کی گئیں

۲۔	اشعار حمد و نعت۔	صفحہ۔	۱
۳۔	دیباچہ:	صفحہ۔	۱، ۲
۴۔	غزلیات۔	صفحہ۔	۲ تا ۲۹۶
۵۔	مخمسات۔	صفحہ۔	۳۰۱ تا ۳۰۷
۶۔	قطعات تاریخ۔	صفحہ۔	۳۰۹ تا ۳۱۴

ان قطعات پر عنوان ''تاریخات'' درج ہے، اس میں مندرجہ ذیل قطعات تاریخ ہیں:

ترتیب:

۱۔	تاریخ اختتام دیوان	۱۲۵۳ھ
۲۔	تاریخ وفات، مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ
۳۔	تاریخ جلوس جھکو راؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ

---

[1] نسخۂ انجمن ص۔۲

[2] نسخۂ انجمن ص۔۳۱۴

[3] ہمیں ملنے والی نقل میں اولین فولیو نہیں۔

۴۔	تاریخ گریختن بیجا بائی صاحبہ	۱۲۴۹ھ
۵۔	تاریخِ وفات، سعادت یار خاں رنگیں	۱۲۵۱ھ
۶۔	تاریخِ وفات، والدہ مسیت خان	۱۲۴۴ھ
۷۔	تاریخ تکیہ خود کہ درزیر قلعہ تعمیر نمودہ شد	۱۲۴۵ھ
۸۔	تاریخِ باغیچہ کہ در تکیہ تعمیر کند بندہ بودم	۱۲۴۴ھ
۹۔	تاریخ وفات، نور چشمی سید النسا بیگم	۱۲۵۲ھ
۱۰۔	تاریخ وفات، خوش دامن صاحبہ	۱۲۵۲ھ
۱۱۔	تاریخ خطبہ، عمر دراز خاں	۱۲۵۶ھ
۱۲۔	تاریخ وفات، سالار خاں بہادر	۱۲۵۴ھ
۱۳۔	تاریخِ تعمیر، مسجد ملا مداری	۱۲۵۴ھ
۱۴۔	تاریخِ وفات، مرزا دائم بیگ	۱۲۵۴ھ
۱۵۔	تاریخِ وفات، غلام رسول خاں	۱۲۵۵ھ
۱۶۔	تاریخِ وفات، جمعدار احمد خاں آوان	۱۲۵۵ھ
۱۷۔	تاریخِ سقط، شدن شیخ عباد	۱۲۵۵ھ
۱۸۔	تاریخ تعمیر، مکان جان صاحب متخلص بہ قلندر	۱۲۵۵ھ
۱۹۔	تاریخِ تولد، برخوردار علی احسن	۱۲۵۵ھ
۲۰	تاریخِ تولد، پسر خواجہ ابوالحسن اکبرآبادی بن خواجہ عبداللہ	۱۲۵۱ھ
۲۱	تاریخ جوتی بائن گر کہ آشنائے قدیم این فقیر بود	۱۲۵۵ھ
۲۲	تاریخ وفات، برادر سید احمد میر خاں	۱۲۴۱ھ
۲۳	تاریخِ وفات، برادر صاحب وقبلہ میر خاں	۱۲۵۶ھ [۱]
۲۴	تاریخ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات	۱۲۵۶ھ
۲۵	تاریخ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات	۱۲۵۶ھ
۲۶	تاریخ وفات میر اسد علی خاں اوجینی	۱۲۵۶ھ

---

[۱] نسخۂ انجمن میں دو قطعات تاریخ درج نہیں۔

۲۷	تاریخ وفات، شیخ قادر بخش اوجینی		۱۲۵۶ھ
۲۸	تاریخ وفات، میر اصغر علی		۱۲۵۶ھ
۲۹	تاریخ وفات، ہمت بہادر جمعدار		۱۲۵۶ھ
۳۰	تاریخ تعمیر مکان خود		۱۲۵۷ھ
۳۱	تاریخ وفات، ہمشیرہ		۱۲۵۷ھ
۳۲	تاریخ ختم قرآن سائیں صاحبہ		----
۳۳	تاریخ وفات، مہاراجہ جھکو راؤ سندھیہ		۱۲۵۹ھ
۳۴	تاریخ گرفتار شدن و بیرون کردن از لشکر داد خاجیگی والہ را		۱۲۵۹ھ
۳۵	تاریخ شکست، لشکر مہاراجہ جیاجی از صاحبان انگریز	(دو قطعات)	۱۲۵۹ھ[۱]
۳۶	تاریخ وفات، خواجہ قانون رحمۃ اللہ علیہ		۱۲۵۴ھ
۳۷	تاریخ علیم اللہ		۱۲۶۰ھ
۳۸	تاریخ وفات، شاہ ابوالبرکات	(تین قطعات)	۱۲۵۶ھ
۳۹	تاریخ وفات، جناب خواجہ ابوالحسین		

اس نسخے پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، کیفیت کے حوالے سے افسر صدیقی لکھتے ہیں:

> ''زیر نظر مخطوطہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ ہے کیونکہ اس وقت تک اس کے کسی دوسرے نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے کہ ان کی درگاہ (گوالیار) میں موجود ہو۔''[۲]

یہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ نہیں ہے۔ دیوان کے چار قلمی نسخے اور موجود ہیں۔ جن کی مدد سے تدوین کا کام مکمل کیا گیا ہے۔

خصوصیات:

یہ دیوان غمگین کا نہایت اہم نسخہ ہے۔ اور اب تک کے معلوم نسخوں میں مکمل ترین ہے۔ اس کے حواشی پر جا بجا مکمل غزلیں اضافہ کی گئی ہیں۔ مثلاً صفحہ: ۳۳،۴۱، ۴۲، ۴۳، ۵۰، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۷۵، ۷۶، ۸۳، ۸۹، ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۰۶۔ نیز متن میں موجود غزلوں میں کئی اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ اضافے بھی حواشی پر ہیں، اور کثرت سے ہیں۔ ہر دوسری تیسری غزل میں اس قسم کے اضافے ملتے ہیں۔ کسی غزل میں ایک شعر اور کسی میں دو یا تین شعر اضافہ کیے گئے ہیں۔ بعض جگہ صرف ایک مصرعے کا اضافہ ملتا ہے، مثلاً ورق ۱۹۳ پر ذیل کے شعر میں تخلص کو قلم زد کر کے ''اے دل'' کے الفاظ لکھے گئے ہیں، اور پھر اسی غزل کا نیا مقطع

---

[۱] بحوالہ مشفق خواجہ۔ جائزہ مخطوطات (قلمی) جلد دوم ص۔۵

[۲] مخطوطات انجمن جلد۔ چہارم ص۔۲۱۱

بھی حاشیے پر لکھا گیا ہے۔ مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

> ''ظاہر ہے کہ مصنف کے سوا کوئی دوسرا شخص اس قسم کے اضافے نہیں کر سکتا۔ اس کی تصدیق خط سے بھی ہوتی ہے۔ حواشی پر اضافوں کا خط وہی ہے جو شاہ غمگیںؔ کے اس عکس تحریر میں ملتا ہے جسے یونس خالدی نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے، کہ زیر نظر نسخہ خود مصنف کا ذاتی نسخہ ہے، جس میں وہ وقتاً فوقتاً اضافے کرتے رہے۔''[۱]

ڈاکٹر نجم الاسلام اپنے مضمون ''دیوان غمگیںؔ کے تعاقب میں'' میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔۔۔۔۔ انجمن کا نسخہ اس دیوان کی ارتقائی شکل ہے جو سابقہ دو نسخوں کی طرح مصنف کی زندگی میں ان کے تصرف یا اجازت وایما سے تیار ہوئی ہے۔''[۲]

یہ قلمی نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو میں کیسے آیا، اس بارے میں مشفق خواجہ رقم طراز ہیں:

> ''مولوی عبدالحق نے یہ نسخہ راقم الحروف کی موجودگی میں ایک ایسے نوجوان سے خریدا تھا، جس نے اپنے آپ کو خاندان بےخودؔ دہلوی کا ایک فرد بتایا تھا (پوتا یا نواسہ) بےخودؔ، شاہ غمگیںؔ کے بھتیجے، مرید اور خلیفہ سید بدرالدین عرف فقیر صاحب کاشفؔ کے پوتے تھے۔ کاشفؔ، غالبؔ کے شاگرد تھے۔ غالبؔ کے ایک خط بنام غمگیںؔ[۳] میں اس کا ذکر ہے کہ کاشف کے پاس (۱۲۵۵ھ) دیوان کا ایک نسخہ تھا لیکن زیر نظر مخطوطہ مذکورہ نسخہ دیوان سے مختلف ہے کیونکہ اس میں ۱۲۵۵ھ کے بعد کا کلام بھی ہے۔ ممکن ہے یہ نسخہ غمگیںؔ کی وفات کے بعد کاشف نے حاصل کیا ہو، اور پھر انھیں کے خاندان میں رہا ہو۔''[۴]

املائی خصوصیات:

ہماری زبان میں عہد بہ عہد دور رس اور تیز رفتار تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ قدیم ادب پاروں سے ان کی نشاندہی ہوتی ہے املا متن کی صوری ہیئت کا لازمی جز ہے۔ کتابت میں املا سے متعلق غلطیوں کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کن لفظوں میں کون سے املائی تغیرات ارتقائے زبان کا حصہ ہیں اور کون سی صورتیں انفرادی پسندیدگی کی زائیدہ ہیں اور کون سے شکلیں محض کاتب کی کم سوادی، سہو یا لغزش کا نتیجہ ہیں۔

---

[۱] مشفق خواجہ: جائزہ مخطوطات اردو (قلمی)۔ جلد دوم۔ ص۔۶

[۲] نجم الاسلام دیوان غمگیںؔ کے تعاقب میں مجلہ تحقیق ص۔۳۱۳۔ جلد ۱۱ سندھ: سندھ یونی ورسٹی پریس حیدرآباد: ص۔۳۱۳

[۳] اردوئے معلی۔ غالب نمبر حصہ دوم۔ جلد دوم۔ شمارہ ۲۔۳، دہلی: دہلی یونیورسٹی فروری ۱۹۶۱ء ص۔۱۰۲ 'دیوان حال بہ مخدومی مکرمی سید بدرالدین علی خاں المشتہر بہ فقیر صاحب سپردہ و دیوان سابق از وشاں گرفتہ بہ آدم حضور دادہ شد'

[۴] جائزہ مخطوطات قلمی ص۔۶

کافی حد تک یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ دیوان غمگیںؔ کا یہ نسخہ غمگیںؔ کے پیش نظر رہا ہوگا کیونکہ غمگیںؔ نے اپنے قلم سے اس میں چند تبدیلیاں اور بہت سے اضافے اس میں کیے ہیں۔ مثلاً: صفحہ ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۹۱، ۲۹۳۔

صفحہ ۲۹۳ پر ایک شعر حاشیے میں لکھ کر قلمزد کیا گیا ہے۔ قلمزد شعر یہ ہے:

دل مرا آہ کچھ نہیں معلوم
کس لیے ہے نڈھال کیا جانے[1]

(۱) واؤ کا استعمال:

اعراب بالحروف کے طور پر جو واؤ پہلے لکھا جاتا تھا، جدید املا کے تحت اس واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے، اور اس کی جگہ ضرورت کے مطابق پیش لگایا جاتا ہے۔ یہ واؤ جس کو حذف کیا گیا، اصلاً تلفظ کا جز بھی نہیں تھا۔ شروع میں بر بنائے احتیاط اور بعد میں بر بنائے روش عام اس کو لکھا جانے لگا۔ اس نسخے میں اسی روش کو اختیار کیا گیا ہے، مثلاً اوس (اُس)، اوسی (اُسی)، اوس کی (اُس کی) اون (اُن)،
اونپر (اُن پر)، اونہیں (اُنھیں) اوٹھایا (اُٹھایا)، اوٹھا (اُٹھا) اوڑنے (اُڑنے)، اوگ (اُگ)،
اوبھرا (اُبھرا) اوتر (اُتر) اولٹا (اُلٹا)، اوداس (اُداس) اوستاد (اُستاد) وغیرہ وغیرہ

اگر کسی مقام پر واؤ جزوِ تلفظ ہو تو ایسے مقامات پر اس واؤ کو لازمی لکھا گیا ہے۔

۲۔ بعض ایسے لفظ جن میں اصلاً ''ی'' جزوِ کلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے تھے تب بھی بہت سے لوگ اس ''ی'' کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: میرا۔ میرے۔ تیرا۔ تیرے۔ یہ ''یے'' بھی اعراب بالحروف کا حصہ ہے اور کسرہ کا اظہار کرنے کے لیے لگایا جاتا تھا۔ دیوان غمگیںؔ کے تمام موجود نسخوں میں ''مرا'' کے بجائے ''میرا'' اور ''ترا'' کے بجائے ''تیرا'' لکھا گیا ہے، مثلاً:

میرے صیّاد نے ایک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

غم اس کے ہجر کا میرے یوں دل نشیں رہا
خاتم کے بیچ وصل ہو جیسے نگیں رہا

شب کو گلے لپٹ کے میرے وہ جو سو گیا
کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا

''مرے'' کے بجائے ''میرے'' اور ''اک'' کے بجائے ''ایک'' لکھا ہے۔ ان مصرعوں میں یہ لفظ مختصر صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس

---

[1] نسخہء انجمن ص۔ ۲۹۲

زائد ''ی'' کو شامل کرنے سے مصرعہ بحر سے خارج ہو جائے گا۔ اس غلط نگاری سے املائی خرابی کے علاوہ وزن شعر بھی مجروح ہوگا۔ ایسی غلط نگاری کئی اشعار میں موجود ہے۔ متن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے، مثال:

یہ دعا حضرت باری سے میری ہے ساقی
تجھ سے ایک دم نہ جدا ہوں کبھی برسات میں رات

۳۔ بعض الفاظ میں کہنی دار ''ہ'' جزو کلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں تو بھی بہت سے لوگ اس کہنی دار ''ہ'' کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: ''یہاں''، ''وہاں'' وغیرہ۔ دو چشمی ''ھ'' کے بجائے کہنی دار ''ہ'' کا استعمال بکثرت نظر آتا ہے، مثلاً:

کسی کہانیمیں وہ نہیں لذت
ہی مزا جو کہ غم کی کہانی میں

۴۔ املا میں بہت سے لفظوں میں اختلاف نگارش نے راہ پالی ہے، جیسے ''پانو''، ''پانوں''، ''پاؤں'' ایک لفظ کے تینوں املا مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ''لیے''، ''لئے''، ''لیئے'' کی بھی تین صورتیں نظر آتی ہیں۔ یا پھر ''دھواں'' اور ''دہنوان'' وغیرہ، ایسے الفاظ کو جدید طرز املا سے لکھا گیا ہے۔ یہ مختلف نگاری، اکثر انفرادی پسندیدگی کے سلسلے میں پیدا ہونے والی املائی خاصیت اختیار کر لیتی ہے۔

۵۔ قدیم املا کے بہت سے لفظ اس مخطوطے میں ملتے ہیں، جیسے: مونہہ (منہ)، زمانا (زمانہ)، سونچ (سوچ)، نشانا (نشانہ)، گلا (گلہ)، اشارا (اشارہ)، ہات (ہاتھ)، ہمسایا (ہمسایہ)، کئے (کیے) وغیرہ لیکن جہاں قافیے کی پابندی کے طور پر ''زمانا'' یا ''ہمسایا'' وغیرہ آتے ہیں وہ املائی فرسودگی کی ذیل میں نہیں آتے، ایسے تمام الفاظ کو جدید املا میں مرتب کیا گیا ہے۔

۶۔ وہ غلطی جو کم سوادی یا لغزش قلم کا نتیجہ ہو ان سب نگارشات کا شمار غلط نگاری کی ذیل میں آتا ہے، ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

۷۔ کاتب نے کہیں ''ہ'' کو ساقط کر دیا ہے، جیسے: بباد (بہ باد)، ندینگے (نہ دیں گے)، نہوا (نہ ہوا)، نہوچھ (نہ پوچھ)، نچاہا (نہ چاہا)

۸۔ قدیم املا میں نون اور نون غنہ میں امتیاز ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس مخطوطے میں بھی ایسا ہی ہے، حتیٰ کہ لفظ کے آخر میں آنے والے نون غنہ میں بھی ہر جگہ باقاعدہ نقطہ لگایا گیا ہے، مثال کے طور پر:

میں ہی جاؤں وہاں کسی ڈھب سے   میں ہین جاؤن وہان کسے ڈھب سے
ہوگا چرچا یہاں بلانے میں   ہوگا چرچا یہان بلانی مین

۹ لفظ کے آخر میں ہائے مختفی (ہ) ہو تو محرف ہونے کی صورت میں ہائے مختفی کے بجائے ''ے'' آئے گی، مثلاً:

نشہ میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث
پھر آتے ہی یہ گھبرا کر چلے جانے کا کیا باعث

تصدق آپ کے جاؤں عجب تقریر الٹی ہے
بھلا بندہ سے صاحب تم کو دکھ پانے کا کیا باعث

۱۰۔ یائے معروف و مجہول میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا ہے۔ یائے معروف کی جگہ یائے مجہول کا استعمال اس نسخے میں اتنا عام ہے کہ بعض اوقات پڑھنے میں دقت اور تذکیر و تانیث کے تعین میں دشواری ہوتی ہے۔ قدیم کتابت کی یہی روش کاتب نے اس نسخے میں برقرار رکھی ہے، جیسے: ہی (ہے)، سی (سے)، نی (نے)، ہای (ہائے)، باندہی (باندھے)، پڑی (پڑے)، مثال:

اب رہا کیا ہے جان جانی مین
تمنی جو دیر کی ہے آنی مین
میں ہیں جاؤں وہاں کسی ڈھب سے
ہوگا چرچا یہاں بلانی مین
کسے کہانی میں وہ نہیں لذت
ہے مزا جو کہ غمکی کہانی مین
تم منا لاؤ دوستو اوسکو
ہے قباحت میری منانی مین
جی ہی ہوتا نہیں تیرا ٹہنڈا
مجہہ سوا اور کی جلانی مین

قطعہ

تمکو میں چاہتا ہوں اے صاحب
ہی یہہ مشہور سب زمانی مین
کچہہ سمجہہ میں میرے نہین آتا
اب ہی کیا فائیدہ چہپانی مین

اور کہیں یائے معروف (ی) کو یائے مجہول لکھا۔

۱۱۔ ہائے مخلوط (ھ) ملفوظ میں بھی فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا، جیسے: تہا (تھا)، پہر (پھر)، کہلنی (کھلنے)، کہر (گھر)، تجہ (تجھ)، کچہہ (کچھ)، اوٹہہ (اُٹھ)، پوچہہ (پوچھ)، پہریں (پھریں)، چھوڑیں (چھوڑیں)، مثال:

کیا کریں آہ کہ بیٹہتا ہی یہہ دل جاتا ہے
اوٹہتی اوٹہتی تیری جب دیکھتے ہیں گات کو ہم

۱۲۔ کاتب نے اس نسخے میں بہت سے الفاظ ملا کر لکھے ہیں، یہ بھی قدیم طریقہ املا کا ہے، مثلاً تجکو (تجھ کو)، مجکو (مجھ کو)، کسسی (کس سے)، مجھسی (مجھ سے)، مینی (میں نے)، خاکمیں (خاک میں) وغیرہ۔

مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اس مخطوطے میں کاتب نے قدیم املائی طرز کو برقرار رکھا ہے۔ ’’ٹ‘‘ کے لیے ’’ٹ‘‘ استعمال کی ہے۔ ’’ک‘‘ اور ’’گ‘‘ کے مرکز میں دوعملی کا مظاہرہ نظر آتا ہے، مثلاً:

جنہیں دو کہڑی وصل ہوتا ہی حاصل
وہ ایک عمر ہجران کی غم دیکھتی ہین

دیوان غمگین

مملوکہ : حمید الدین شیخ لطیف آباد۔ حیدر آباد، سندھ۔

مسطر : ۱۱ سطر کا ہے

خط : نستعلیق، شکستہ

زمانہ ترتیب : یہ سید علی غمگین کی شاعری کا اوّلین مجموعہ ہے۔ جس کا غمگین نے ''مکاشفات الاسرار'' کے دیباچے میں ''دیوان سابق'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ دیوان غمگین کی زندگی کے پہلے دور کی شاعری پر مشتمل ہے جس میں وہ رنگین کی شاگردی میں عشق مجازی کے جذبات اور کیفیات سے اپنی شاعری کو رنگین بنا رہے تھے۔ ۲۹ برس کی عمر میں یہ دیوان مرتب کیا تھا، جس کا ذکر اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ اس نایاب مخطوطے کو پانے اور محفوظ رکھنے کا شرف حمید الدین شیخ کو حاصل ہے اس نسخے کو حمید الدین شیخ نے بیاض قرار دیا ہے کیونکہ بہ گمانِ غالب غمگین نے اس کے متن میں کئی جگہ کاٹ چھانٹ کی ہے یہ دیوان کم از کم ایک بار یا ایک سے زیادہ مرتبہ تصحیح و ترمیم کے مرحلے سے گزرا ہے۔ بعض جگہ اصلاح کے بعد پھر تبدیلی کے مرحلے سے گزرا ہے، جبکہ بعد میں اسے ترک کر دیا گیا۔ لیکن جب دوبارہ شاعری کا آغاز کیا تو اس کی تمام غزلیں بعد کے نسخوں میں شامل کی ہیں۔ چند اشعار جو قلمزد کر دیے گئے اور بعد کے نسخوں میں شامل نہیں کیے گئے، وہ آخر میں شامل ہیں۔

سید علی غمگین نے ''مکاشفات الاسرار'' (مجموعہ رباعیات) کے مقدمے میں اس دیوان کا ذکر اپنے دیوان دیگر کے ساتھ یوں کیا ہے:

> ''درزمان سابق یک دیوان ریختہ گفتہ بودم وآن رادور کردم والحال کہ بہ شصت سالگی رسیدہ آنچہ کہ واردات و برمن غالب بودند وموافق آنہا دیوان دیگر در حالات وواردات وذوق و شوق عشق حقیقی ومجازی خود ترتیب دادم وبعضے غزلیات مخصوصہ دیوان سابق درین دیوان لاحق مندرج ساختم۔''[۱]

ڈاکٹر نجم الاسلام لکھتے ہیں:

> ''ہمارا قیاس ہے کہ جناب حمید الدین شیخ کا مخطوطہ وہی ''دیوان سابق'' یا ''دیوان اول'' ہے جسے میر سید علی غمگین نے دور کر دیا تھا اور جس کی کچھ غزلیں اپنے دوسرے دیوان میں داخل کرنے کا ذکر عبارت منقولہ بالا میں کیا ہے''[۲]

اس میں ۲۱۸ غزلیات اور پانچ رباعیات ہیں۔ غزلوں کے ردیف وار اندراج میں عدم تسلسل ہے۔ حمید الدین شیخ نے اپنے ایک مضمون میں خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ خود، میر سید علی غمگین کا لکھا ہوا ہے۔ بعض مصرعوں میں تبدیلی کئی بار کی ہے اور یہ سب متبادل مصرعے بھی اسی شانِ خط میں ہیں۔

---

[۱] مکاشفات الاسرار ص۔۶

[۲] ڈاکٹر نجم الاسلام دیوان غمگین کے تعاقب میں مشمولہ: تحقیق' شمارہ ۱۰۔ ۱۱ حیدر آباد، سندھ: سندھ یونی ورسٹی پریس، اولڈ کیمپس ۱۹۹۷ء ص۔۳۱۴

ہر غزل کے آغاز میں '' ؎ '' کی علامت غالباً اس بات کی نشان دہی کرتی ہے، کہ یہ غزل صحیح ہے اور بعد کے نسخوں میں شامل کیے جانے کے قابل ہے۔ تقریباً یہ تمام غزلیں نسخہ انجمن میں موجود ہیں۔ کہیں کہیں حاشیے میں اضافہ کی گئی ہیں۔ کئی مصرعوں کو کاٹ کر نئے مصرعے کا اضافہ کیا ہے اور چند مقامات پر اصل اور اضافہ دونوں ہی موجود ہیں، مثلاً: صفحہ ۲۲ پر ایک کے بجائے تین مصرعے ہیں۔ دو متن میں ایک حاشیے میں لکھا ہے۔ حاشیے میں درج مصرع بعد میں نسخہ انجمن میں شامل ہے، مصرعے یوں ہیں:

ع: اک ذرا سا آہ اُس خورشید رو کو دیکھ کر
ع: عکس اُس خورشید رُو کا دیکھنے سے ہمدمو

جبکہ شعر اس صورت میں نسخہ انجمن میں شامل ہے

سامنے ہوتے ہی اُس خورشید رو کے ہمدمو
مثلِ شبنم اڑ گیا دل سے مرے صبر و قرار

دیوان کے سرورق پر '' دیوان حضرت جی''، ''دیوان غمگین قلمی'' لکھا ہے اور اسی خط میں نیچے شیخ حمید الدین کا نام لکھا ہے۔ سرورق کے بائیں کونے میں '' دیوان غم گین دہلوی ثم گوالیاری قلمی مملوکہ حمید الدین شیخ کمترین'' کے الفاظ درج ہیں۔ دیوان کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے:

یہ جو اے دل زوال ہے تیرا
جان اس کو کمال ہے تیرا

اور اس دیوان کی آخری غزل کا مطلع ہے:

جو کہ غمگیں خدا رسیدہ ہے
دونوں عالم سے دل بریدہ ہے

مقطع ہے:

وہ کہے ہے مجھ سے چشم حیا
اور غمگیں تو شوخ دیدہ ہے

غزلیات صفحہ ایک تا ۱۲۶ پر درج ہیں۔ صفحہ ۱۲۶ پر ایک شعر کا آدھا مصرع ہی موجود ہے، وہ بھی قلمزد۔ اسی مصرعے کو کسی اور خط (غالباً حمید الدین شیخ کے ہاتھ سے) میں مکمل شکل میں دو مصرعے لکھے ہیں:

مَیل اُس کے دل میں جو آوے تو خوش ہوتے ہیں لوگ
0
مَیل اُس کے دل میں مجھ سے ہووے تو کچھ کہتے نہیں

وہ اشعار/مصرعے جو اس نسخے میں قلمزد کر دیے گئے۔ قلمزد اشعار میں سے بھی ایک یا دو شعر نسخہ انجمن میں شامل ہیں۔ قلمزد اشعار میں سے اکثر پڑھے جا سکتے ہیں لیکن چند ایک ناخوانا ہیں۔ یہ اشعار کسی اور نسخے میں شامل نہیں ہیں۔ ذیل میں وہ مصرعے اور شعر درج ہیں۔

گو بہت دن سے اسے ہم نے بلانا چھوڑا
لیکن اس نے نہ یہاں رات کا آنا چھوڑا
(ص۔۲)
ہم نے جن باتوں کے باعث اسے چھوڑ دیا
اس نے ان باتوں کا ہرگز نہ بنانا چھوڑا
(ص۔۴)
ع: اس نے چلمن سے جو جھلکی کا دکھانا چھوڑا
(حاشیہ ص۔۴)
شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا
کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہوگیا
(ص۔۱۰)
اپنے عشق میں ٹھہرا دل بے تاب رہا
قایم النار یہ کس طرح سے سیماب رہا
(ص۔۱۰)
دوپٹہ جوں لیا منہ پر ذرا اس نے دکھا صورت
(ص۔۱۳)
مدت سے کچھ خبر ہی نہیں دل کی اپنے ہائے
کیا جانے وہ کدھر کو یہاں سے نکل گیا
(ص۔۱۱)
ہے یاد مجھے اُس کی وہ اک بار کی سج دھج
(ص۔۱۵)
شیریں نہ ہوئے گا دل کوئی جس سے
میرے دہن میں اس کی ہے جیسے زباں لذیذ
(ص۔ ۱۸)
پیتے بھلا کاہے کو اتنی شراب
شیخ جو تم تھے بہت ہوشیار بس
(ص۔۲۵)

ہم کس قطار میں ہیں ہمیں پوچھتا ہے کون
روز جزا کے دیویں گے جس کو حساب ہم
(ص۔۴۰)
نشے میں رات کو وہ جو کبھی غُصّے میں آتے ہیں
تو مارے ڈر کے میرے ہاتھ پاؤں تھرتھراتے ہیں
(حاشیہ ص۔۴۱)
ستانا اس سے کیا ہوگا زیادہ کہ تم جو کہتے ہو
کہ تو ہم کو ستاتا ہے نہ ہم تجھ کو ستاتے ہیں
(حاشیہ ص۔۴۳)
اپنے گھر میں تم اگر ہم کو بلاسکتے نہیں
جان سے بھی کیا بھلا ہم اپنی جاسکتے نہیں
(ص۔۴۵)

اس شعر کے بعد اگلا مصرع قلم زدہ ہونے کے باعث پڑھا نہیں جاسکتا۔

۔۔۔۔۔۔ہم آغاز اور انجام مقرر کرلیں
اُس کا انجام ہو کیا جس کا کہ آغاز نہیں

ع: اس کا آنا اگرچہ مشکل ہے
(حاشیہ ص۔۴۹)
ع: رات کو وہ اس لیے تشریف لاتا ہی نہیں
(ص۔۵۰)
گھر کے لوگ ان کے یہ کہتے ہیں ہمیں
آپ کس واسطے یہاں آتے ہیں
(ص۔۵۱)
میری چھاتی سے لپٹنا اس کو بھاتا ہی نہیں
عید کے دن اسی لیے تشریف لاتا ہی نہیں
(ص۔۵۱)

ع: گو جسم یہ باہر ہے ولے جان ہے گھر میں

صفحہ ۵۸ حاشیے پر دو اشعار ناخوانا ہیں۔

ع: موتی جو سیپ سے ہے اسے آب یہ کہاں

غمگیں یہ کفر جو کہوں تجھ کو میں خدا
لیکن یہ پوچھتا ہوں کہ اُس کے سوا ہے تو
(حاشیہ ص۔۵۹)
پانوں پھیلائے کوئی سوتا ہے
(ص۔۸۲)
گر کبھی میں ہنسوں تو --------
میں جو روؤں تو آہ اے غمگیں
مجھ کو سو سو طرح سے رلاتا ہے
پھر وہ ہنس ہنس مجھے ہنساتا ہے
(ص۔۸۲)
پلانا جام اوروں کو نہ دینا مجھ کو اے غمگیں
(ص۔۸۴)
بہر صورت یونہی رہوے تیری ایک ہی صورت
دِلا جب تک تجھے دلدار کی پہچان ہو جاوے
(حاشیہ ص۔۸۷)
تری اس پاک دامانی [ناخوانا] اے ظالم
اگر [ناخوانا] ہو تو صدقے اور قربان ہو جاوے
(حاشیہ ص۔۸۷)
کوئی اس بت کو کیونکر بھول جاوے
وہ مکھڑا کوئی کیونکر بھول جاوے
خدا دیکھے سے جس کے یاد آوے
وہی ہے میرا [ناخوانا] مرشد
جو مجھ سے دختر رز کو ملاوے

یہی ہے آرزو غمگیں کی یارب
وہ آوے اور پھر مجھ کو ستاوے
خدا ہی جانے کہ آوے گا یا نہ آوے گا
میں شب کو آؤں گا ہاں مجھ سے یہ کہا تو ہے
جو جی میں آوے کہو سچ کہیں گے ہم تم میں
وفا تو خیر ہے پر شرم اور حیا تو ہے
(ص۔۸۹)
ع: وفا تو کچھ نہیں لیکن ذرا حیا تو ہے
(حاشیہ ص۔۸۹)
خدا جانے کہ کس کا قتل تیرے جی میں آیا ہے
[ناخوانا]
(ص۔۹۱)
مگر کیا قتل میرا آج تیرے جی میں آیا ہے
(حاشیہ ص۔۹۱)
کوئی اب قتل ہوگا ہم نے یہ چتون سے پایا ہے
کہ اس تیرِ مژہ کو سنگِ سرمہ یوں چٹایا ہے
(ص۔۹۱)
وہ نہ کس طرح ہووے دیوانہ
جو کہ تجھ سی پری کو دیکھے ہے
(ص۔۹۴)
دل سے کر دور اپنی خفگی

غم اس کو کسی طرح کا ہوئے
غمگیں تو خوشی بہت ہے غم سے

غم ہوئے کس طرح کا اس کو
غمگیں خوش ہے ہر ایک غم سے
(ص۔ ۹۷)

[مصرع ناخوانا]
(ص۔ ۹۷)

یہ رنج میں نے اٹھایا ہے مے کے پینے سے
کہ رنج کچھ نہ ہوا زخم دل کے سینے سے
(حاشیہ ص۔ ۱۰۰)

یہ داغِ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے[1]
(ص۔ ۱۰۰)

خون کا اپنے نہیں تجھ سے مجھے کچھ دعوا
چاہے تو قتل کرے چاہے تو آزاد کرے
(ص۔ ۱۱۵)

ع: چاہے بلاوے راہ، پر چاہے کرے گمراہ وہ
(ص۔ ۱۱۷)

یہ ہلکی بات اے برقعہ نشیں تم کو نہیں نہیں
(ص۔ ۱۲۰)

بات کرنے کی بھی پھر قدرت نہیں رہتی مجھے
(ص۔ ۱۲۳)

[ناخوانا] اسے انسان فیلسوف (ص۔ ۱۲۴)

مصرع ناخوانا۔ (ص۔ ۱۲۵)

صفحہ ۱۲۶ کے بعد صفحہ نمبر نہیں دیا گیا مگر اگلے صفحے پر الگ خط میں فارسی عبارت ہے جو غالباً کسی نے بعد میں لکھی ہوگی:

''[ناخوانا] است لازمی مذکر و مونث دریکساں و ماضی و حال و مستقبل مضمر است

---

[1] یہ شعر نسخۂ انجمن میں شامل ہے۔ نسخۂ شیخ میں اسے قلمزد کر دیا گیا ہے۔

ردیف الف

آمدن نیامدن آمد نیامد آید نایدآئندہ“

اس کے بعد اگلے صفحہ پر بھی صفحہ نمبر نہیں ہے، مگر چھ اشعار جن میں سے دو نامکمل ہیں، یہ اشعار بعد کے کسی نسخے میں شامل نہیں ہیں۔ اور یہ اشعار الگ خط میں ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بعد میں کسی نے درج کیے ہوں۔

مرہم زخم دل درد نہاں تو ہی تو تھا
چارہ ساز خاطر بیچارگاں تو ہی تو تھا

پھونکنے والا تن بے جان میں جاں تو ہی تو تھا
روشنی بخشی نگاہ ناتواں تو ہی تو تھا
-----تھا تیرا ہی آوازہ بلند
----------سبحہ او----------
---دیر ناقوس کعبہ میں ار---
گو، ترے سایہ نہ تھا پر ہیں ترے سایے میں سب
جان دل میں آنکھ کے تل میں نہاں تو ہی تو تھا
[ناخونا] کا نہ تھا چالیس تھے رخ پر نقاب
بس کہ ہر پردے میں [ناخوانا] عزّ وشاں تو ہی تو تھا

عکسی نقل ہونے کے سبب کاغذ کی بوسیدگی دیکھی تو نہیں جا سکتی تھی، مگر بوسیدگی کے سبب چند صفحات (٦٧ تا ٧٠) کی عکسی نقل کی خواندگی بغیر دوسرے نسخوں کی مدد کے ممکن نہ ہوتی۔ یہ نسخہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں غمگین کی پہلے دور کا کلام محفوظ ہے۔

دیوان غمگینؔ

ادارہ اشاعت : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور
سال اشاعت : جولائی ۱۹۹۴ء
سلسلہ نمبر : ۱۱۴
سطور فی صفحہ : ۱۵
صفحات : ۵۰۰ + ۲۰ = ۵۲۰
زمانہ ترتیب : اس مجموعے میں آخری قطعہ تاریخ ۱۲۶۳ھ کا شامل ہے، اس سے یہ گمان کیا جا سکتا ہے اس کا زمانہ ترتیب ۱۲۶۳ھ کے قریب کا ہو سکتا ہے لیکن اس میں غزلیات، مخمسات اور قطعاتِ تاریخ نسخۂ انجمن سے کم ہیں۔
عرضِ ناشر : ڈاکٹر وحید قریشی، جنرل سیکرٹری مغربی پاکستان اردو اکیڈمی
پیش لفظ : از محسن برلاس صفحہ الف۔ ب
شجرہ نسب : خاندان تیموریہ صفحہ پ، ت، ٹ
مقدمہ ؛ از محسن برلاس صفحہ ج تا ر

دیوان کا عکسی متن ۵۰۰ صفحات پر محیط ہے، اس دیوان کے آغاز اور اختتام پر کوئی عبارت ایسی نہیں ملتی، جس سے یہ صراحت ہو کہ یہ کس غمگینؔ کا کلام ہے۔ غزلیات صفحہ ایک تا ۴۶۲ میں تخلص ''غمگینؔ'' ہر مقطعے میں موجود ہے بلکہ بعض غزلیات میں تو مطلعوں اور درمیانی اشعار میں بھی تخلص آیا ہے اور ایک دو غزلوں کی ردیف بھی غمگینؔ ہے۔ دیوان کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے:

> ''لباس الفاظ زیر قلم آوردن نہ غرض شعرا بلکہ برائے تسلی خاطر عاشقاں حقیقی و مجازی از بطون
> بظہور آوردہ کہ اگر مطابق واقعہ ایشان باشد ذوقی و شوقی حاصل کنندہ و از حمد و نعت بر تجلی خطے
> بردارند ہیہات ہیہات زبان حال محال''[1]

یہ عبارت نامکمل ہے۔ گمان ہے کہ یہ قلمی نسخہ بقدر ایک یا دو ورق ناقص الاوّل ہے، تاہم غزلیات کی حد تک دیوان مکمل ہے۔ صفحہ ۴۶۲ پر آخری غزل کے بعد ''تمت تمام شد'' کی صراحت موجود ہے۔ اس کے بعد بلا عنوان فردیات (ص۔ ۴۶۳ تا ۴۶۶) ہیں۔ ان میں کئی غزلیات کے صرف مطلعے شامل ہیں جبکہ وہ غزلیں دیوان میں شامل نہیں ہیں۔

---

[1] دیوان غمگینؔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۹۴ء ص۔۱

ابیات وقطعات تاریخ	ص۔۴۶۷	تا	۴۷۱
چھ مخمسات	ص۔۴۷۱	تا	۴۸۳
چھیاسی رباعیات	ص۔۴۸۳	تا	۵۰۰
قطعات تاریخ	ص۵۰۰		

آخری قطعے کے مادّہ تاریخ سے ۱۲۶۳ھ مستخرج ہوتا ہے۔ دیوان کا اختتام اس قطعۂ تاریخ پہ ہوتا ہے۔

بوالحسین مظہر برکات حق
تھی اُنھیں نسبت خدا سے اک نئی
از سر ہیہات ہاتف نے کہا
میر حیدر نسبتِ جذبی گئے

یہ نسخہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور نے بصورت عکس شائع کیا۔ اس کا اصل نسخہ رام پور میں ہے۔ اس کی ایک عکسی نقل محسن برلاس رام پوری، مقیم لاہور نے، مولانا امتیاز علی خاں عرشی کی نشان دہی پر اپنے بھائی مرزا مصطفیٰ حسن مقیم رام پور کی مساعی سے رام پور سے حاصل کی تھی۔ اس اجمال کی تفصیل محسن برلاس نے مقدمے میں بیان کی ہے:

> ''مولانا عرشی پہلے عالم ہیں، جنھوں نے اس قلمی نسخے کو مرزا عبدالقادر رام پوری متخلص بہ غمگیںؔ کے دیوان کی حیثیت سے شناخت کیا، اور ۱۹۷۵ء، میں جب محسن برلاس سفر رام پور کے دوران میں مولانا عرشی سے ملے، تو انھوں نے انھیں دیوان کے حصول اور اشاعت کی ترغیب دی۔ یہ مجموعہ رام پور کے ایک لیکچرر لطیف کے پاس تھا۔''[1]

ڈاکٹر نجم الاسلام لکھتے ہیں:

> ''کہ ایک چیز جو دیوان اور اس کے متعلقات کے مطالعے کے بعد کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ دیوان سے عبدالقادر غمگیںؔ کے تعلق کی بحث اور تحقیق جیسی کچھ بالاستیعاب مطالعے کے بعد چاہیے تھی، ابھی تک اس کی نوبت نہیں آئی۔ مولانا عرشی اور محسن برلاس نے دیوان کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا۔''[2]

---

[1] دیوان غمگیںؔ۔ پیش لفظ از محسن برلاس۔ ص۔۱

[2] ڈاکٹر نجم الاسلام: ''دیوان غمگیںؔ کس غمگیںؔ کا ہے'' مشمولہ: مجلّہ تحقیق شمارہ۔۹۔ ۸، حیدرآباد۔ سندھ یونی ورسٹی ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء ص۔۳۴۳

ڈاکٹر نجم الاسلام مزید لکھتے ہیں:

> ''سرسری مطالعے سے بھی ایک شک ذہن میں ابھرتا ہے، کہ یہ شاعر، عبدالقادر غمگین کے علاوہ کوئی اور غمگین بھی ہوسکتا ہے۔''[۱]

اس کے بعد وہ بالتفصیل خارجی اور داخلی شواہد سے ثابت کرتے ہیں، کہ یہ دیوان میر سید علی غمگین کا ہے، نہ کہ عبدالقادر غمگین رام پوری کا اس کے لیے ان کے دلائل مختصراً یہ ہیں:

''دیوان کے سرسری مطالعے سے بھی یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ:

۱۔ شاعر نہایت قادرالکلام اور کثیرالکلام ہے اور جیسی پختگی کثیرالکلامی سے آجاتی ہے وہ اس کو بخوبی حاصل ہے۔

۲۔ وہ کثرت کے ساتھ دوغزلے، سہ غزلے بلکہ قوافی بدل بدل کر چہار غزلے تک کہنے کا عادی ہے۔

۳۔ خمریات سے خاص شغف ہے۔ وہ تصوف کے دقیق نکات نظم کرتا ہے جس، سے اس کا صاحب حال ہونا ظاہر ہے، مگر کہیں انداز ملامتیہ کا بھی ہے۔

۴۔ متعدد غزلیں غالب کی معروف زمینوں میں ہیں، جن سے ظاہر ہے کہ اسے غالب سے کسی نوع کا تعلق ضرور تھا، چند مصرعہ ہائے آغاز دیکھیے:

نہ مغنّی ہوں میں نہ مطرب ساز (ص۔۱۴۱)
دوئی دور کر کر جو ہم دیکھتے ہیں (ص۔۲۱۶)
وہ نہ یہ بند قبا باندھتے ہیں (ص۔۲۲۷)
پھر وہی نالہ اور زاری ہے (ص۔۳۳۹)
گر یہی دل کو بے قراری ہے (ص۔۳۴۲)
نہ تو گریہ ہے اور نہ زاری ہے (ص۔۳۴۳)
نفع نقصان سب برابر ہمارے دل میں ہے (ص۔۳۸۷)
جاناں کے آہ آنے کی یہاں دل کو آس ہے (ص۔۳۸۸)
صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے (ص۔۳۹۲)
کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیسا جمال ہے (ص۔۳۹۸)
بے پردہ رو برو مرے اس کا جمال ہے (ص۔۳۹۹)
ہر طرح سیر مہ مجھے ساقی محال ہے (ص۔۴۰۰)

---

[۱] ڈاکٹر نجم الاسلام: ''دیوان غمگین کس غمگین کا ہے'' ص۔۳۴۵

ہے گلہ مند اودھر بلبل دستاں مجھ سے (ص۔۴۰۴)
حسرتا خوش جو نہیں وہ لب خنداں مجھ سے (ص۔۴۰۵)
مرگئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے (ص۔۴۱۷)
واعظ کمال شرع کا ہم کو بھی پاس ہے (ص۔۴۵۰)
ہر ایک دم میں غیب سے مجھ کو سروش ہے (ص۔۴۵۰)

جب کہ یادگارِ غالب کے حوالے سے ہم جانتے ہیں، کہ عبدالقادر رام پوری کا تعلق غالب کے ساتھ احترام اور دوستی کا نہیں تھا۔ وقائع عبدالقادر خانی سے بھی کم از کم لاتعلقی ضرور جھلکتی ہے۔

شعرائے اردو کے تذکروں میں غمگین تخلص کے تین مختلف قابل ذکر شعرا کا ذکر آتا ہے جن میں سے کوئی ایک دیوان غمگین کا مصنف ہوسکتا ہے:

۱۔ میر سید علی غمگین: ان کا ذکر ''عیار الشعرا''، ''مجموعہ نغز''، ''گلشن بے خار''، ''طبقات شعرائے ہند''، ''گلشن ہمیشہ بہار''، ''سخن شعرا'' اور ''شمیم سخن'' میں آتا ہے۔ مثلاً سخن شعرا میں لکھا ہے:

> ''غمگین تخلص، میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین قادری ناظم صوبہ دہلی، شاگرد سعادت یار خاں رنگین۔''[1]

۲۔ مولوی مرزا عبدالقادر خاں رام پوری متخلص بہ غمگین: ان کا ذکر ''گلستان سخن''، ''سخن شعرا''، ''شمیم سخن''، ''انتخاب یادگار'' اور ''بزم سخن'' میں آیا ہے۔ فاضل بے بدل تھے۔ اس لیے دیگر منابع میں بھی ذکر آیا ہے۔ ان کی وقائع عبدالقادر خانی کا اردو ترجمہ ''علم وعمل'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ''سخن شعرا'' میں ان کا مختصر حال اس طرح بیان ہوا ہے:

> ''غمگین تخلص، مولوی عبدالقادر خاں بہادر متوطن رام پور، صدر الصدور مراد آباد، فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرے والوں نے ان کا قادر تخلص لکھا ہے۔''[2]

امیر مینائی نے انتخاب یادگار میں لکھا کہ کلیات ان کا گم ہوگیا ہے۔ مگر خود عبدالقادر رام پوری نے اپنے وقائع میں اپنی ۲۴ تصانیف وتالیفات کا ذکر کیا ہے لیکن اس میں کلیات کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ اسی طرح ان کے پوتے مرزا نصیر الدین کی وقائع عبدالقادر خانی (علم وعمل جلد دوم) میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے اور نہ یہ ذکر ہے کہ مولوی عبدالقادر اپنی عمر کے کسی حصے میں کثرت سے شعر گوئی کی طرف مائل رہے ہیں۔

۳۔ تیسرے شاعر میر عبداللہ غمگین دہلوی خلف اصغر میر حسین تسکین دہلوی ہیں ان کا ذکر ''گلستان سخن''، ''سخن شعرا''، ''شمیم سخن''، ''انتخاب یادگار''، ''بزم سخن'' اور ''طور کلیم'' میں آیا ہے۔ یہ میر عبدالرحمٰن دہلوی کے چھوٹے بھائی تھے جو حکیم مومن خاں مومن کے منہ بولے بیٹے اور دیوان مومن

---

[1] مولوی عبدالغفور نساخ، مرتب ومؤلف، سخن شعرا لکھنؤ: نول کشور پریس ۱۹۷۴ء ص۔۳۵۴

[2] ملخص از سخن شعرا ص۔۳۵۶

کے مرتب تھے۔ امیر مینائی نے ''انتخاب یادگار'' میں لکھا ہے کہ انھوں نے ۱۲۶۶ھ میں تیئیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے کلیات کے مرتب ہونے کا ذکر کہیں نہیں ہے۔

ڈاکٹر نجم الاسلام نے داخلی شواہد کے حوالے سے بھی یہ بات ثابت کی ہے کہ دیوان مذکور سید علی غمگینؔ کا ہے:

۱۔ دیوان کے آغاز میں جو مجروح عبارت (لباس الفاظ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زبان حال محال) ظاہر کرتی ہے کہ شاعر صاحب حال اور عاشقانہ طرز کلام رکھتا ہے اور عاشقان حقیقی و مجازی کی تسلی خاطر کے لیے وجود میں آیا۔ یہ شہادت مولوی عبدالقادر غمگینؔ پر مطلق صادق نہیں آتی۔ وہ علوم عقلیہ کے ماہر ہیں۔ میدان تصوف کے جادہ پیما نہیں جبکہ سید علی غمگینؔ خود ایک مشہور صوفی ہیں اور حضرت جی کے لقب سے مشہور ہیں اور ایک معروف صوفی میر سید محمد دہلوی کے فرزند ہیں۔

تیسرے غمگینؔ میر عبداللہ غمگینؔ نے کم عمری یعنی تیئیس ۲۳ برس کی عمر میں انتقال کیا جو ایک ضخیم دیوان کی تسوید اور جمع و ترتیب کے لیے نہایت کم ہے۔ دوسرے ان کے کسی سلسلۂ تصوف سے منسلک ہونے کی شہادت بھی نہیں۔ ڈاکٹر نجم الاسلام کے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے:

> ''ان سب امور پر نظر کر کے یہ نتیجہ نکالنا بے جا نہ ہوگا کہ دیوان کے سرنامے اور کلام میں حسب حال مضامین تصوف کے اعتبار سے دیوان غمگینؔ سے میر سید علی غمگینؔ کا تعلق زیادہ قابل قبول قرار پاتا ہے۔''[۱]

۲۔ دیوان میں شاعر نے اپنے عہد پیری کا حوالہ بکثرت دیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاعر کو پیری کی عمر کو پہنچنا نصیب ہوا، مثالیں:

پیری میں اس جوان پر عاشق ہوا ہے تو
رندوں کا حق امام ہے تو رہنما ہے تو ۲۹۲

باوصف پیری اپنے سے میں بدگماں ہوا
غمگیں دو چار ہوتے ہی اس نوجواں سے آج ۱۰۵

نوجوانوں کی سی آجاتی ہے پیری میں امنگ
دیکھتا غمگیں ہوں جب اس کی جوانی کی طرح ۱۰۷

پیری میں چاہیے رہے مے کا نشہ چڑھا
اب نشۂ جوانی ہے غمگیں اتار پر ۱۲۴

شاہد میں اور مے میں گزرے ہے اب یہ پیری
کاٹی جوانی ہم نے ہر چند اتقا میں ۱۳۵

---

[۱] ڈاکٹر نجم الاسلام: ''دیوان غمگینؔ کس غمگینؔ کا ہے'' ص۔ ۳۴۹

کہے ہے پیری میں غمگیں کہ ہو جیے عاشق
نظر پڑے ہے جب اس کے وہ نوجوان عزیز ۱۴۱
مشہور شیخ جی ہے یہ پیر و جواں تلک
پیری میں جو یہ رنج اٹھانے پڑے ہمیں ۱۸۱
اے کاش دیکھتے نہ اسے ہم شباب میں
جو جوانی میں طرح تھی غمگین ۲۸۳
وہ ہی پیری میں اب ہماری ہے
پیری میں اک جواں سے ہے وابستگی ہمیں ۳۴۰
تجھے کچھ رحم اپنے پر نہیں آتا ہے اے غمگیں
کہ اس پیری میں ایسے نوجواں سے دل لگایا ہے ۳۵۷
ہائے پیری میں تجھے اُس نوجواں کی چاہ ہے
راہبر کس کا تو ہوگا آپ ہی گمراہ ہے ۳۵۵/۲۲۴
وہ مے ناب دے کہ پیری میں
ہو دوبارا شباب اے ساقی ۳۷۹/۲۳۸
شراب ارغوانی کی جوانوں کو تعجب ہے
ہوس غمگیں کو پیری میں بھی ہے، پینے پلانے کی ۳۸۲/۲۳۹
ایسی پلا دو آتشہ پی نہ سکے جسے جواں
پیری میں مجکو ساقیا تلخ شراب راس ہے ۳۹۳/۲۴۵
پیری میں اسے سمجھ غنیمت
دشنام جو تجکو وہ جواں دے ۴۱۹/۲۶۱
اگر اک بار وہ بے مہر مجھ پر مہرباں ہوتا
تو اس پیری میں اے غمگیں دوبارا میں جواں ہوتا ۲۷/۱۷
زندگی کیونکر کٹے بے شغل اس پیری میں آہ
تم کو اب اس نوجواں سے دل لگانا چاہیے ۲۹۰

ان اشعار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعر بالیقین عہد پیری کو پہنچا ہے۔ ان اشعار کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ صرف تیئس برس کی عمر

میں وفات پا جانے والے شاعر میر عبداللہ غمگین کا یہ دیوان نہیں ہوسکتا۔

۳۔ ایک نہایت مستحکم داخلی شہادت عبدالقادر غمگین اور سید علی غمگین میں نسب کے فرق کی ہے۔ عبدالقادر غمگین رام پوری نسباً امیر تیمور گورگان کی نسل سے ہیں۔ جیسا کہ محسن برلاس نے دیوان غمگین کے آغاز میں مقدمے سے قبل شجرہ نسب دیا ہے۔ میر سید علی غمگین کی سیادت ایک مشہور بات ہے۔ شعرائے اردو کے تذکروں میں میر سید علی غمگین کا، مشائخ کے ذیل میں ان کے والد میر سید محمد دہلوی کا اور مغلوں کے عہد زوال کی تاریخوں میں ان کے والد کے حقیقی بھائی سید نظام الدین شاہ کا ذکر آتا ہے۔ غرضیکہ اس خاندان کی سیادت مسلم ہے، اور میر علی غمگین نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی۔ اس سلسلے میں داخلی شہادتیں ان کے اشعار ہیں، مثلاً:

کیوں تو نہ کرے شہید کافر
ہوں خلف حسینؑ اور حسنؑ کا

ہو مثل خاک، آتش غصہ سے کر حذر
جد مجید غمگیں ترا بو ترابؑ ہے

ان دونوں اشعار کی موجودگی میں محکم طور پر ثابت ہو جاتا ہے، کہ صاحب دیوان میر سید علی غمگین ہی ہیں، جن کی سیادت مسلم ہے۔

۴۔ وطنی نسبت سے بھی داخلی شہادتیں موجود ہیں۔ مولوی عبدالقادر مختلف ملازمتوں کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر رہے۔ مگر ان کا مولد و مسکن رام پور ہے۔ وطن ثانی، ان کا سسرالی شہر، مرادآباد بھی رام پور سے بہت قریب تھا۔ آخری عمر میں رام پور میں ہی آگئے اور یہیں انتقال کیا۔

سید علی غمگین دہلی میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم پائی۔ رنگین کے طرز کو اپنایا۔ یہیں میر فتح علی گردیزی سے بیعت کی۔ ان کے انتقال کے بعد حیدرآباد دکن اور واپسی پر گوالیار میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اشعار میں دہلی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

واسطے اُس کے ہے عقبیٰ میں در جنت کشاد
حضرت دہلی میں جو یا پاک پٹن میں رہا (ص۔۵۴)

وہ عہد پیری میں عہد رفتہ کی رونقیں جو انھوں نے دہلی میں دیکھی تھیں اس کے پس منظر میں ملامتیہ انداز میں کہتے ہیں:

ٹھرّا شراب بھی کسی دکان میں نہیں
شہر گوالیار میں مے کا یہ حال ہے ص۔۴۰۱

۵۔ شخصی حوالوں میں اقربا کا ذکر بھی بہت کچھ واضح کر دیتا ہے۔ دیوان کے آخر میں چند قطعات تاریخ ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے:

”جب بڑے بھائی سید احمد امیر
صفت موت سے حیات ہوئے
سرجان قطع ہوتے ہیں غمگین
ہے یہ تاریخ ”عین ذات“ ہوئے۔“[1]

---

[1] دیوان غمگین: ص۔۴۶۹

دیوان کے آغاز میں دیے گئے شجرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی عبدالقادر غمگین کے کوئی بڑے بھائی نہیں تھے۔ وہ خود سب سے بڑے بھائی تھے۔ ان کے بعد ایک بھائی مرزا غلام باسط تھے۔ سید علی غمگین کے شجرہ نسب سے ثابت ہوتا ہے، کہ سید علی غمگین کے بھائی کا نام سید احمد میر تھا، جن کی وفات پر غمگین نے یہ قطعہ تاریخ کہا:

چوں صاحب میر خاں اخی اشفق
از بام فنا بے خود و مستغرق
غمگیں تاریخ گفتہ شد از سر جان
زیرِ قدم رسولؐ افتاد بحق

شاہ ابوالبرکات سے غمگین نے روحانی فیض اٹھایا تھا۔ ان کی وفات پر بھی قطعہ تاریخ کہا۔ خواجہ ابوالحسین کی وفات پر بھی قطعہ تاریخ کہا۔ جھکو راؤ سندھیہ اور مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ سے غمگین کے ذاتی مراسم تھے۔ ان کی وفات پر قطعات تاریخ کہے جو 'مخزن اسرار' میں شامل ہیں۔

محسن برلاس، دیوان سے، عبدالقادر غمگین کے تعلق کے حق میں دلیل کے طور پر مولانا عرشی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

> ''ان کا (مولوی عبدالقادر رام پوری کا) یہ دیوان ہے، جیسا کہ رباعیات فارسی جو دیوان کے آخر میں شامل ہیں کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے۔''[1]

غالباً محسن برلاس یا پھر مولانا عرشی کو تسامح ہوا ہے۔ ان رباعیات میں ایسی کوئی صراحت موجود نہیں جس سے دیوان کے مصنف مولوی عبدالقادر غمگین قرار پائیں۔ ان کے علاوہ چند قطعات تاریخ بھی فارسی میں ہیں لیکن ان میں بھی کوئی قرینہ ایسا نہیں کہ اسے عبدالقادر غمگین کے صاحب دیوان ہونے کی دلیل مانا جائے۔ محسن برلاس نے ایک اور دلیل پیش لفظ میں دی ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''(راقم نے) دیوان کو دیکھا اور اس کے کچھ حصے پڑھے اس میں ایک رباعی دیکھی جو مولوی مرزا عبدالقادر صاحب نے اپنی بہن امتہ الفاطمہ کے غم میں کہی تھی، جن کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور مولانا جمال الدین لاہور (مقیم رام پور) کے فرزند مولوی فخر الدین صاحب سے منسوب تھیں۔''[2]

یہ قطعہ تاریخ دیوان کے آخر میں موجود ہے، جو تاریخ ہمشیرہ صاحبہ کے عنوان سے آتا ہے اور وہ قطعہ تاریخ یہ ہے:

گشت چوں آن عزیزہ را افسوس
مرض بے تمیز ذات الجنب
ہاتف گفتا از سر عبرت
گشت تاریخ نیز ذات الجنب ۱۲۵۷ھ[3]

---

[1] دیوان غمگیں۔ پیش لفظ از محسن برلاس۔ ص۔ الف

[2] ایضاً ص۔ ب

[3] دیوان غمگیں۔ ص۔ ۲۷۰

اس قطعہ تاریخ جسے محسن برلاس رباعی لکھتے ہیں، کے عنوان میں نام کی صراحت کہیں نہیں ہے۔ بچے کے قتل کے سانحے پر تاریخ کہتے ہوئے غمگیںؔ نے لکھا:

اور کہتے تھے ہائے حرمت خاں
نہ رہے گا یہ نور گنج آباد [۱]

نور گنج گوالیار کے ایک محلے کا قدیم نام ہے۔ آج بھی لوگ اسے نور گنج کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اب اس بستی کا نیا نام سیوا نگر رکھا گیا ہے۔ محترمی اعجاز محمد حضرت جی سیوا نگر (قدیم نور گنج) میں ہی رہتے ہیں۔

۶۔ زمرۂ شعرا میں استادی شاگردی بھی ایک بڑا حوالہ ہے۔ غمگیںؔ فن شاعری میں سعادت یار خاں رنگیںؔ کے شاگرد تھے، جیسا کہ متعدد تذکروں میں آیا ہے، اور ''مجالس رنگیں'' میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ:

> ''مجالس رنگیںؔ میں آخری مجلس میں اپنے دس میں سے نو شاگردوں کے نام بتائے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے نمبر پر میر سید علی غمگیںؔ کا نام ہے۔''[۲]

مجلس شصت و دوم میں سید علی غمگیںؔ کے ان اشعار کا ذکر کیا ہے:

یہ داغِ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے
جنوں نے چاک کیا ہے پھر اس گریباں کو
نہیں ہے فائدہ ناصح اب اس کے سینے سے
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے
نہ کام مال سے مطلب نہ کچھ خزینے سے
سوا تمھارے مجھے اور سے نہیں کچھ کام
[۳]یہ تم سے غیر لگاتے ہیں آ کے کینے سے
اب اس قدر مجھے اس عشق نے ستایا ہے
کہ تنگ آیا ہوں غمگیںؔ میں اپنے جینے سے

* * *

---

[۱] دیوان غمگیںؔ۔ ص۔۴۶۸

[۲] سعادت یار خاں رنگیںؔ، ''مجالس رنگیںؔ'' مرتبہ۔ مسعود حسین رضوی ادیب ص۔۱۱ لکھنؤ، نظامی پریس۔ ۱۹۲۹ء

[۳] مجالس رنگیںؔ۔ ص۔۶۲ نہ

بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں
o
مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوخ نے جلا مارا
o
شمع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے
داغ جگر پر عشق میں تیرے مثل چراغِ خانہ ہے
مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
o
مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے
نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے[1]

دیوان میں غمگین نے رنگین کے ایک مصرے کی تضمین یوں کی ہے:

بقول رنگین ہے یہ اپنی مشورت غمگیں
جو وہ نہ آوے تو میں بھی نہیں بلانے کا

طرزِ رنگین کی پیروی غمگین کے ''دیوان سابق'' کی غزلیات میں خاص طور پر نظر آتی ہے۔

۷ میر سید علی غمگین نے گوالیار میں واقع اپنے تکیے کا ذکر ایک شعر میں اس طور کیا ہے:

لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور
تکیے کے اپنے ہیں شجر اور حجر ہمیں

نسخہ انجمن میں تکیے کا قطعہ تاریخ بھی موجود ہے۔

میر سید علی غمگین کی مشہور تصانیف میں دو سب سے نمایاں ہیں۔ ''مکاشفات الاسرار'' اور ''مرات الحقیقت''۔

''مکاشفات الاسرار'' مجموعہ رباعیات تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے اور اردو کی متصوفانہ شاعری میں یہ مجموعہ ایک نہایت نمایاں مقام رکھتا ہے، غمگین نے اس کے مقدمے میں ''دیوانِ سابق'' کے دور کرنے کا ذکر کیا ہے۔ دیوان دوم، قریب ساٹھ سال کی عمر میں کہا، اور اس کے ختم ہونے پر ''مکاشفات الاسرار'' مرتب کی۔ اس کے بعد اسی کی شرح مرات الحقیقت کے نام سے لکھی۔ دیوان غمگین کے آخر میں چھیاسی رباعیات ہیں۔ ان میں

---

[1] مجالس رنگین ص۔ ۶۲، ۶۳

سے کچھ ’’مکاشفات الاسرار‘‘ میں شامل ہیں۔

چند مزید شواہد دیوان غمگین کے باقی نسخوں اور پھر ان کے مطالعے کے بعد سامنے آئے ہیں، جو اسے میر سید علی غمگین کا دیوان ثابت کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ انجمن ترقی اردو، کراچی میں دیوان غمگین کا جو نسخہ ہے اس میں فہرست دیوان سے قبل جو سات سادہ اوراق ہیں ان میں سے پانچویں ورق پر $۱\frac{۱}{}$ x $۱\frac{۳}{}$ س م کی مستطیل مہر ہے جو اتنی مدہم ہے کہ ’’سید‘‘ کا لفظ اور اس لفظ کے اوپر حرف ’’ت‘‘ پڑھنے میں آتا ہے، اس کے نیچے سنہ ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ بقول مشفق خواجہ:

> ’’گمان غالب ہے کہ یہ خود سید علی غمگین کی مہر ہے، جس پر ’’سید حضرت جی‘‘ کندہ تھا۔‘‘[۱]

۲۔ بنارس ہندو یونی ورسٹی میں بھی دیوان غمگین کا ایک نسخہ ہے۔ جس کے بارے میں اختر جمیل (اختر نظمی) نے اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے میں لکھا ہے کہ اس کی کتابت میاں ہدایت النبی نے کی تھی۔ میاں ہدایت النبی غمگین کے خلفا میں سے تھے، اور غالباً یہ نسخہ شہزادہ فیروز کے ایما پر تیار کیا گیا۔ کیونکہ، اگرچہ پوری عبارت پڑھی نہیں جاتی مگر شہزادہ فیروز کا نام بہت واضح طور پر پڑھا جاتا ہے، مغل شہزادہ فیروز، غمگین کے انتہائی معتقد شاگردوں میں سے تھے۔ ضمیمے میں اس کے آخری ورق کا عکس شامل ہے۔

۳۔ نیشنل لائبریری، اسلام آباد میں جو قلمی نسخہ ہے اس پر شاعر کا نام سید علی غمگین لکھا ہوا ہے۔

۴۔ حمید الدین شیخ (لطیف آباد، حیدر آباد سندھ) کے پاس جو دیوان غمگین کا اولین نسخہ ہے، جسے انھوں نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مکتوب بنام ڈاکٹر نجم الاسلام میں بیاض قرار دیا ہے۔ اس دیوان کا ذکر خود غمگین نے ’’مکاشفات الاسرار‘‘ کے مقدمے میں ’’دیوان سابق‘‘ کے طور پر کیا ہے۔

۵۔ ’’مخزن الاسرار‘‘ کے نام سے ۱۹۶۶ء میں رضا محمد حضرت جی نے ’’دیوان غمگین‘‘ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اگرچہ یہ ایک انتخاب ہے، مگر ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ۱۹۶۶ء میں وہ سید علی غمگین کے نام سے ان کے پڑپوتے کے بیٹے نے شائع کرائی۔

۶۔ اس سے پہلے ۱۹۶۳ء میں یونس خالدی کی کتاب ’’مطالعہ حضرت غمگین دہلوی‘‘ انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ نے شائع کی۔ اس میں بھی سید علی غمگین کے کلام کا انتخاب شامل ہے۔

۷۔ ۱۹۶۴ء میں پروفیسر عبدالشکور کی کتاب ’’شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام‘‘ ہے اس میں بھی غمگین کے کلام سے انتخاب شامل ہے۔

ان کتابوں سے پہلے پچاس اور ساٹھ کے عشرے میں کثیر تعداد میں غمگین کی حیات اور کلام کے حوالے سے اخبارات و رسائل میں مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، اور ان میں کلام سے مثالیں بھی موجود ہیں۔ مگر کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کلام عبدالقادر غمگین رام پوری کا ہے۔

۸۔ ان مطبوعہ کتب و مضامین سے قطع نظر ۱۹۹۴ء میں دیوان غمگین کی عکسی نقل کی اشاعت کے منظر عام پر آنے کے بعد ڈاکٹر نجم الاسلام نے اپنے دو مضامین ’’دیوان غمگین کس غمگین کا ہے‘‘ اور دیوان غمگین کے تعاقب میں‘‘ میں بھرپور طریقے سے تردید کی ہے کہ دیوان مذکور عبدالقادر غمگین رام پوری کا

---

[۱] مشفق خواجہ۔ دیوان غمگین۔ مشمولہ جائزہ مخطوطات جلد دوم (قلمی) ص۔۱

نہیں ہے بلکہ سید علی غمگین کا ہے۔ ان مضامین کی اشاعت کو کم وبیش دس بارہ سال کا عرصہ گذر گیا، لیکن تا حال کسی نے اس کی تردید نہیں کی۔

محسن برلاس نے دیباچے میں اپنے چچا کی بیاض سے چند اشعار نقل کیے ہیں، ان میں سے بہت سے اشعار غمگین کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں اور خصوصاً فارسی اشعار تو ''مخزن اسرار'' کے کسی خطی نسخے میں موجود نہیں ہیں۔

ملاقات اس لیے تجھ سے بت بے پیر کم کردی
کہ تونے غیر کی خاطر مری توقیر کم کردی
یہ ہے قسمت کی خوبی دیکھ اس میرے جنازے پر
نمازی یاں تلک بہکے کہ اک تکبیر کم کردی
تمھارے اپنے بیگانے مرا سب خط پکڑتے ہیں
اسی سے میں نے حالِ دل کی اب تحریر کم کردی
بقدرِ جرم جب تقسیم ہے رحمت کی اے غمگیں
اگر کچھ ہوش تھا تجھ کو تو کیوں تقصیر کم کردی

○

یہ زلف کھولی ہے چہرہ پہ یا کیا ہے طلسم
جو دھند سے نظر آتا ہے آفتاب میں سانپ
جو عکس زلف پڑا جام میں تو ساقی نے
جھجک کے رکھ دیا ساغر کہ ہے شراب میں سانپ
خیال زلف نہ جائے گا دل سے اے غمگیں
کہ بیشتر رہے ہیں خانہ خراب میں سانپ

○

کیونکر نہ کروں پیری میں سیر جہاں کی
دن، ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

○

نہ رہے دل میں مرے سدرہ وطوبیٰ کی ہوس
گر میسر ہو مجھے سایہ دیوار ترا

○

لوگ مدت سے قیامت کی خبر دیتے ہیں
دو قدم چل کے مری جان ذرا دکھلادو

○

اپنے گھر میں نہیں کچھ قدر ہماری غمگیں
مثلِ گوہر ہوئے ہم گھر سے نکل کر باہر
0
موباف سر کی چوٹی میں رنگت بدل گیا
اندھیر ہے کہ سانپ زمرد نگل گیا
0
پارس جو لگا ہاتھ تو پتھر جانا
اکسیر کو بھی خاک سے کم تر جانا
0
سن کے رندوں کی زبانی صفت غفاری
شیخ چاہے ہے کہ مسجد میں کرے مے خواری
میں خراباتی بے باک ہوں اور لوگ مجھے
پارسا جانے ہیں اللہ رے تیری ستاری
0

چند مدت رہے خدمت میں بتوں کی غمگیں
بعد ازاں کعبے کا بھی کر کے سفر دیکھ لیا
اب دوراہے پہ ہیں ہم کعبہ و بت خانہ کے
گہ ادھر دیکھ لیا، گاہ ادھر دیکھ لیا
0
حرم میں برہمن رکھا نام میرا
گیا دیر میں تو مسلمان ٹھہرا

مندرجہ بالا اشعار دیوان غمگین کے اس نسخے یا موجود کسی اور نسخے میں نہیں ہیں، جو محسن برلاس نے اپنے چچا کی بیاض سے نقل کیے ہیں۔

''مخزن اسرار''

کتب خانہ : سیاجی گائیکواڈ بنارس ہندو یونی ورسٹی، لائبریری یو۔ پی، انڈیا۔

نمبر : U IX -3
22

اوراق : ۳۱۸

سطور : ۱۵

ابتدائی دونوں اوراق پر بنارس ہندو یونیورسٹی کی بیضوی مہر ثبت ہے، جس کا آدھا بالائی حصہ ہندی میں ہے، جو مٹا ہوا ہے۔ اور نچلا آدھا حصہ انگریزی میں ہے۔ جس میں ''Banaras Hindu University" لکھا ہے۔ مہر کے درمیانی حصے میں صرف **Presented by** کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ دیوان کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔ دیباچے کی عبارت کا آغاز اشعار سے ہوتا ہے:

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اُس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگیں
پر تری فکر نے بھی کام کیا

''حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تنزیہہ---

--- ہیہات زبانِ حال محال۔''[1]

Data Sheet میں دیوان غمگین آف دہلی لکھا گیا ہے۔

پہلے صفحے کے دائیں جانب حاشیے پر یہ عبارت درج ہے:

''الحاشیہ ۱۲ الراقمہ قل ہو اللہ یعنی ذات محبت اللہ الصمد معنی ذات مع الصفات لم یلد ولم یولد یعنی
منزّہ و مشتبہ و مطلق و مقید ہمہ اوست ولم یکن لہ کفوا احد یعنی نا منتاہی'' ۱۲______''[2]

پھر افقی لائن میں درج عبارت کا حصہ اوّل ناخوانا ہے، اس کے بعد لکھا ہے:

''حمد لا انتہا اے غمگیں''

---

[1] مخزن اسرار۔ مخزونہ بنارس ہندو یونی ورسٹی لائبریری ص۔۱

[2] دیوان غمگین آف دہلی۔ ص۔۱

غزلیات کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے۔

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
حمد کی صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

اس میں مصرع ثانی ’’ہائے کیا مطلع ہے غمگیں اپنے اس دیوان کا‘‘ لکھ کر قلم زد کر دیا گیا ہے۔ اس کے بجائے مندرجہ بالا مصرع ثانی لکھا گیا ہے۔ صفحات کے نمبر شمار نہیں۔ ترک بھی بالالتزام نہیں، بلکہ کہیں کہیں ہے۔

صفحہ۔ ۲۶۴ تک غزلیات ہیں، اس کے بعد مطلعات : ۲۶۴ تا ۲۸۰ مخمسات : ۲۸۱ تا ۲۹۰

مخمسات کے خاتمے پر ’’تمت تمام شد‘‘ کے الفاظ درج ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۲۹۱ تا ۳۰۹ رباعیات ہیں، ان کے بعد بھی ’’تمت تمام شد‘‘ لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ۳۴ قطعاتِ تاریخ ہیں صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۸ اور یہیں دیوان کا خاتمہ ہوتا ہے۔ آخری صفحہ پر آخری قطعہ تاریخ نامکمل ہے:

خواجہ قانون یعنی قطب گوالیار
چون فنا گشتند در ذات الٰہ
از سر ہیہات تاریخ وفات
گفت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بعد یہ عبارت درج ہے:

’’ایں دیوان مرزا محمد فیروز شاہ [لباس پوشید] ہر کسے دعوا کند باطل‘‘

دیوان کے صفحہ ۲۲۷ پر یہ عبارت اس شانِ خط میں لکھی ہے۔ ’’ایں دیوان مرزا فیروز شاہ‘‘

دیوان کے صفحہ ۸۴ پر ایک اور نام لکھا ہے۔ بشیر دہلوی ’’گفت ایں برد بجاے دگر مرا معلوم [ناخوانا]

جیسا کہ میں شروع میں ذکر کیا ہے کہ بشیر نامی شخص کے پاس بھی دیوان غمگینؔ کا کوئی نسخہ رہا ہے، ممکن ہے یہ وہی نسخہ ہو۔

غزلیات کی کل تعداد ۴۷۵ ہے، جبکہ دیوان میں دیے گئے مطلعات کے مطابق غزلیات کی تعداد ۲۲۱ ہے، سید اختر جمیل لکھتے ہیں:

> ’’بنارس یونیورسٹی میں جو نسخہ ہے، وہ بھی بہت عمدہ حالت میں ہے۔ اس نسخے کی کتابت ہدایت النبی صاحب نے کی ہے۔ دیوان کے خاتمے پر حضرت غمگینؔ کی مہر ثبت ہے اور ہدایت النبی صاحب کے دستخط ہیں۔ اس نسخے میں ۷۹۹ غزلیں شامل ہیں، غزلیں ردیف وار ترتیب دی گئیں ہیں۔ غزلوں کے علاوہ سات مخمس اور ۳۰ قطعات تاریخ بھی شامل ہیں۔‘‘[1]

---

[1] سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگینؔ دہلوی، حیات شخصیت اور شاعری (مقالہ) ص۔ ۱۳۱

بنارس یونیورسٹی سے موصولہ نسخہ جس پر یونیورسٹی کی مہر ثبت ہے اس میں کل غزلیات ۴۷۵ ہیں، چھ مخمسات، ۳۴ تاریخات اور ۸۸ رباعیات ہیں۔ پورا نسخہ عمدہ اور صاف لکھا ہوا ہے۔ بہت کم جگہیں ایسی ہین کہ جہاں نسخے کا پرنٹ سی۔ ڈی پر نہ آسکا ہو جہاں پرنٹ نہیں آیا اس کی نشان دہی حاشیہ میں کردی گئی ہے۔ اس کی نشاندہی متن میں کردی گئی ہے۔ یہ نسخہ لالہ سری رام کی لائبریری سے بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری منتقل ہوا ہے۔ اس نسخے پر کہیں بھی کوئی بھی ایسی صراحت نہیں ملتی کہ اس کی کتابت میاں ہدایت النبی نے کی ہو۔ نہ اس پر کسی مہر کا عکس نظر آتا ہے۔ یہ دیوان غمگینؔ کا انتہائی اہم نسخہ ہے ''مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی'' میں یونس خالدی نے غمگینؔ کے خط کی جو عکسی نقل دی ہے اس دیوان کا خط اس سے بہت مشابہ ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی کتابت میں تو ذرّہ برابر برق معلوم نہیں ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ سید علی غمگینؔ نے شہزادہ مرزا فیروز شاہ کے لیے لکھا، یا تیار کرایا ہوگا۔ اس نسخے میں ۱۲۵۶ء/۱۲۵۷ھ تک کے قطعات تاریخ موجود ہیں۔ اس لیے اس کی کتابت غمگینؔ کی زندگی میں ہی ہوئی ہوگی۔

نسخے کے حاشیے پر لکھی غزلیات الگ خط میں ہیں۔ پہلے صفحے پر پہلی غزل میں جو دو شعر اضافہ بر حاشیہ ہیں وہ اسی خط میں ہیں، جس خط میں پورا دیوان لکھا گیا ہے۔ اس نسخے کی املائی خصوصیات نسخہ انجمن والی ہی ہیں۔

دیوان کی آخری غزل یہ ہے:

مطلع: کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ ویرانہ خوب ہے
جس جا کہ تو نہ ہو وہ صنم خانہ خوب ہے

مقطع: ظاہر ہو جس میں رندی و باطن میں وجد و ذوق
غمگیں وہ گفتگوئے ظریفانہ خوب ہے ص۔۳۶۲[1]

---

[1] دیوان غمگیںؔ۔ ص۔۲۶۲

دیوان غمگین

نیشنل لائبریری، اسلام آباد

Acc / No. : Acc / No. 22

مکتوبہ ورق : ۹۷

خط : پاکیزہ نستعلیق

مسطر : ۱۴ سطری

اس مجموعے میں ۲۹۸ غزلیات اور ۳۰ رباعیات جبکہ صرف ایک مخمس شامل ہے۔

سرِ ورق پر ’’دیوان غمگین‘‘ (جلی حروف میں) اس کے نیچے نسبتاً خفی الفاظ میں سید علی غمگین لکھا۔ اس کے بعد ورق پر ’’قیمت دیوان‘‘ کے الفاظ لکھے ہیں، مگر قیمت درج نہیں ہے۔ یہ الفاظ اسی خط میں ہیں۔ جس میں دیوان لکھا گیا۔ اس کے بعد اسی صفحے کے بائیں جانب بالائی کونے پر یہ شعر درج ہے:

سکہ زد بر ہفت کشور سایہ فضل الٰہ
حامی دین محمد شاہ عالم بادشاہ

آدھے صفحے پر کسی بدخط نے چند مصرعے لکھے ہیں اور صفحے کے بائیں جانب نچلے کونے سے ذرا اوپر بسم اللہ کے نیچے کبیکج لکھا ہے۔

صفحہ نمبر ایک پر صفحے کے درمیان سے دیباچے کی عبارت کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد درج ذیل شعر لکھ کر قلم زد کر دیا گیا ہے۔

مشتاق ہے اپنی جو ثنا کا
پتلا ہے وہ اے دلا ریا کا

صفحہ نمبر ایک پر کبیکج کا لفظ درج ہے۔ صفحہ نمبر ۴، ۸، ۱۰، ۴۴، پر غزلیں حاشیے میں لکھی گئی ہیں۔ ان کا اندراج ترچھا بیاض نما ہے۔ یہ تمام اضافے الگ خط میں ہیں اور یہ خط وہی ہے جس خط میں نسخہ شیخ لکھا گیا۔ اسی خط میں سے نسخہ انجمن میں اضافے کیے گئے ہیں۔ صفحہ ۲۵ کے بعد کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جلد بندی میں آ گیا ہوا ہے۔ یہ کسی خط کا حصہ ہے۔ غزلیات کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

اُس کے وعدے پر اعتبار کیا
ہائے پھر شب کو انتظار کیا

یہ نسخہ مکمل سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۸۵ تک غزلیات درج ہیں۔ غزلیات کا اختتام اس شعر پر ہوتا ہے۔

یاد اس کی میں یاد رکھ غمگیں
بھول تھوڑی بہت چلی جاوے

صفحہ۔ ۸۵ تا ۸۸۔ رباعیات، صفحہ۔ ۸۸ تا ۸۹۔ مخمس (سات بند) صفحہ۔ ۸۹ تا ۹۵۔ رباعیات، صفحہ۔ ۹۵ مطلعات

مطلعات کا کاتب کوئی اور ہے جو انتہائی بدخط اور کم سواد ہے۔

نسخہ آب رسیدہ ہے، اور عکسی نقل میں یہ آب رسیدگی اور بھی نمایاں ہے۔ لیکن اصل نسخے کی خواندگی میں کوئی مشکل نہیں۔ سوائے اس کے کہ حاشیے میں درج غزل کے الفاظ ورق کٹنے کے ساتھ ہی کٹ گئے ہیں، مگر دوسرے نسخوں کی مدد سے یہ مقام آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔

دیوان کے مطبوعہ انتخاب

مخزن الاسرار

مرتب : سید شاہ رضا محمد حضرت جی گوالیاری

سنہ اشاعت : ۱۹۶۶ء

سرورق پر یہ فارسی شعر درج ہے:

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند
بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

اس کے بعد مجموعے کا نام ''مخزن الاسرار''، جلی حروف میں لکھا:

۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء

کلام بلاغت نظام حضرت جی خدا نما شاہ سید سید علی حسنی و حسینیؒ متخلص بہ غمگین شاہجہان آبادی

مرتبہ : سید رضا محمد حضرت جی گوالیاری۔ غمگین اکاڈمی۔ فقیر منزل گوالیار

ناشر : نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

''نذر عقیدت'' کے عنوان سے رضا محمد حضرت جی نے اس انتخاب کو اپنے والد سردار غنی محمد حضرت جی سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ خدا نما کے نام معنون کیا ہے۔ پیش لفظ مولانا سید جعفر علی اور تعارف خواجہ محمود نیازی نے لکھا ہے۔ مقدمہ رضا محمد حضرت جی نے لکھا ہے جس کے آخر میں تاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء درج ہے، فہرست انتخاب درج ذیل ہے:

		صفحہ
۱۔	معنون بنام نامی، عالی جناب سردار غنی محمد حضرت جی، سجادہ نشیں، خانقاہ عالیہ خدا نماؒ	۵
۲۔	پیش لفظ از پروفیسر مولانا سید جعفر علی	۷
۳۔	تعارف از۔ خواجہ محمود نیازی	۱۲
۴۔	مقدمہ مرتبہ از رضا محمد حضرت جی	۱۷
۵۔	دیباچہ غزلیات از حضرت جی شاہ غمگین، خدا نما علیہ الرحمۃ	۴۱
۶۔	غزلیات ردیف وار	۴۳
۷۔	مخمس	۱۵۰
۸۔	تاریخی قطعات	۱۵۶
۹۔	مختصر دیباچہ رباعیات	۱۵۹
۱۰۔	رباعیات	۱۶۱

۱۱۔	تعداد کلام مخزن الاسرار	۱۷۶
۱۲۔	تعداد تصانیف معہ مختصر خاکہ	۱۷۷
۱۳۔	تعداد قلمی دواوین	۱۷۹
۱۴۔	مختصر حالات	۱۸۱
۱۵۔	منقبت درشان حضرت جی شاہ غمگیںؔ	۱۸۷
۱۶۔	قطعات مختلف شعرا	۱۹۰
۱۷۔	مشاہیر و ادبا کی آرا کا اقتباس	۱۹۳
۱۸۔	مطبوعات جدید	۲۱۱
۱۹۔	حرف آخر از کپتان خواجہ سائل حیدری گوالیاری	۲۱۵
۲۰۔	شکریہ از، رضا محمد حضرت جی	۲۱۸
۲۱۔	اصطلاحات صوفیہ	۲۱۹

اس انتخاب میں ۲۸۹ غزلیات ہیں۔ ہر غزل پر نمبر شمار درج کیا گیا ہے۔ چار مخمسات اور سولہ قطعات تاریخ ہیں۔

آغاز:
ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

اختتام:
نہ تھا آہ آدم کا کچھ اس میں چارہ
یہ بے چارہ ناچار پیدا ہوا ہے

آغاز رباعیات:
بسم اللہ میں سب ہے جو کہ قرآن میں ہے
قرآن میں وہ ہے کہ جو انسان میں ہے
ان میں ہے جو وہ نقطہ با میں ہے
غمگیںؔ عارف کی بس وہی جان میں ہے

متن میں جس قدر احتیاط اور انہماک کی ضرورت تھی۔ اس کا فقدان نظر آتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر غمگیںؔ کا بہت سا کلام اس انتخاب میں شامل نہیں ہو سکا۔ مرتب کے پیش نظر کتنے اور کون سے نسخے تھے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اصول اور ترجیحات وغیرہ کی کوئی صراحت نہیں ملتی، صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ بقول جعفر علی سید:

> ”محترمی جناب رضا محمد حضرت جی نے عقیدت و محبت کے ساتھ حضرت غمگیںؔ کے دواوین سے ترتیب دیا ہے۔“[۱]

---

[۱] مخزن الاسرار (مرتبہ رضا محمد حضرت جی)۔ ص۔ ۷،۸

اس انتخاب میں رضا محمد حضرت جی کی معاونت خواجہ عبدالرب انصاری طالب جیوری اور خواجہ میر عنایت علی حیدری سائل گوالیاری نے کی۔ غمگینؔ اکیڈمی کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی، کہ اس زمانے میں جب یہ انتخاب مرتب کیا گیا چار عدد قلمی نسخے رضا محمد حضرت جی کے پاس تھے۔ مگر ان میں سے تین کرم خوردہ اور خاصی شکستہ اور کٹی پھٹی حالت میں تھے۔ ایک صحیح حالت میں تھا۔ ایک بات اور بھی سامنے آتی ہے، کہ اس وقت ان کے سامنے دیوان ''سابق''، مکمل یا نامکمل حالت میں تھا۔ کیونکہ اس مجموعے میں دس غزلیات کے حواشی میں مرتب کی صراحت موجود ہے، کہ یہ غزلیں دیوان سابق سے لی گئی ہیں۔

''مخزن الاسرار'' کا دوسرا ایڈیشن نسیم حضرت جی نے غمگینؔ کے موجودہ جانشین اعجاز محمد حضرت جی کی اجازت سے کراچی سے شائع کیا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۱۶ ہے۔ اس پر ادارہ اشاعت نہیں لکھا گیا، صرف غمگینؔ اکیڈمی، فقیر منزل، گوالیار لکھا گیا ہے۔

انتخاب مخزن اسرار

مشمولہ : ''مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی'' از یونس خالدی، انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۱۹۶۳ء

غزلیات کی تعداد : ۱۳۲

صفحات : ۱۰۴ تا ۱۴۶

پہلا شعر:
ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
ہائے کیا مطلع ہے غمگینؔ اپنے اس دیوان کا

آخری شعر:
غمگینؔ یہ اگر عشق سا معمار نہ ہوتا
تو کون و مکاں کی کبھی تعمیر نہ ہوتی

اس انتخاب کے بارے میں یونس خالدی لکھتے ہیں:

> ''حضرت غمگینؔ کا دیوان ۹۹۷ غزلوں پر مشتمل ہے۔ میں نے ردیف وار ۱۳۲ غزلیں ایسی منتخب کی ہیں کہ جس میں حضرت غمگینؔ کے دونوں دوروں کا کلام سامنے آجائے اور پورے دیوان کے متعلق رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔''[1]

---

[1] محمد یونس خالدی۔ مطالعہ حضرت غمگینؔ دہلوی۔ ص۔۱۰۳

انتخاب ـــ مخزنِ اسرار

مشمولہ : ”شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام“ از پروفیسر عبدالشکور۔ ادارہ فروغ اردو۔ لکھنؤ: ۱۹۶۴ء
صفحات : ۱۰۵ تا ۱۱۹

انتخاب میں، آغاز غمگین کے فارسی دیباچے سے کیا ہے اس میں پہلی بار دیباچے کے آغاز میں لفظ ”در باب غزلیات حمد و نعت میکند ـــــ تجلی بردارند“۔ آخری حصہ ”ہیہات ہیہات زبان حال محال“ حذف کر دیا گیا ہے۔ دیباچے میں شامل تین اشعار میں سے پہلے شعر کو حمد کا عنوان دیا ہے:

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا

دوسرے دو اشعار کو ”نعت“ کا عنوان دیا ہے:

نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اس میں اپنا ظہور تام کیا
لانہایت ہے حمد اے غمگیں
پر تری فکر نے بھی کام کیا

غزلیات میں پہلا شعر یہ ہے:

جب سے اس کا کہ ہم نے در دیکھا
پھر نہ اپنا پلٹ کے گھر دیکھا

آخری شعر:

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگیں
دیکھیے آج کس کی باری ہے

دیگر آثار

الف: سید علی غمگین کا دیگر شعری سرمایہ

سید علی غمگین نے ۲۹ برس کی عمر میں ایک دیوان مرتّب کر لیا تھا۔ جس کا ذکر اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ اس کے بعد ۲۹ سال کی عمر میں سید فتح علی حسینی گردیزی کی بیعت کے بعد عشق حقیقی سے لذت آشنا ہوئے اور سال ہا سال سخت مجاہدوں اور مراقبوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے شاعری کی طرف بہت کم رجوع کیا۔ لیکن حضرت شاہ ابوالبرکات اور خواجہ ابوالحسین کے فیض روحانی نے غمگین کو پھر سے شاعری کی طرف متوجہ کیا۔ ۱۲۵۳ھ میں انھوں نے آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل دیوان ''مخزن اسرار'' مرتّب کیا۔ اس کے بعد ۱۲۵۵ء میں ''مکاشفات الاسرار'' اور ۱۲۵۷ھ میں شرح رباعیات ''مرات الحقیقت'' مرتّب کی۔ ان تخلیقات کے علاوہ عربی و فارسی تصانیف سے بھی ان کے تبحر علمی کا پتا چلتا ہے۔

''مکاشفات الاسرار''

سید علی غمگین

مخزونہ : انڈیا آفس لائبریری، لندن

نمبر : جدید ۱۵۰ / سابق ۱۰۲

سائز : ۲۳ x ۱۴ س۔م

مکتوبہ سائز : 18 x 9 س۔ م

فولیوز : ۱۰۴

صفحات : ۲۰۸

تاریخ کتابت : ندارد

صفحہ اوّل جسے شمار صفحات میں محسوب نہیں کیا گیا، اس پر ایک بیضوری مہر ہے جس پر **The Gvoernment of India** اور درمیان میں **Delhi MSS.** لکھا ہے۔ صفحے کے بائیں طرف ''مکاشفات الاسرار'' نمبر ۱۹۸ درج ہے۔ بائیں جانب نچلے کونے میں لفظ ''صحیح البیاض'' لکھا ہے۔

اس سے پہلے صفحہ خالی ہے، جن پر ۱۰۲ کے نیچے ''سابق'' اور ۱۵۰ کے نیچے ''جدید'' لکھا ہے۔ گویا ۱۰۲ پرانا نمبر اور ۱۵۰ نیا نمبر ہے۔ یہ نمبر شاہی کتب خانے میں موجودگی کے وقت کا نمبر ہوگا۔ اس نسخے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

ھوالعلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اک عمر رہی میری اللہ کی جنگ
دنیا میں رہا شکست سو سو فرسنگ
غمگیں مغلوب اب ہوا ہوں ایسا
نے فوج رہی نہ میں نہ وہ نام نہ ننگ

''حامد بعد حمد حقیقت ونعت صورت خود سید علی عرف حضرت جی متخلص غمگین متوطن دہلی،
قادری نقشبندی ابوالعلائی ہم شرب مجملا از احوال خود بعرض احباب۔۔۔۔۔۔۔''[۱]

آخری صفحے کی آخری رباعی یہ ہے:

فکر کیوں اتنی مرے واسطے ہر سو قاتل
میری تدبیر کا کیوں ہرج اٹھا تو قاتل
تیغ کھینچ مرے قتل پر او احمق ترک
ہے فقط عاشقوں کی جنبش ابرو قاتل[۲]

''مکاشفات الاسرار'' کا یہ قلمی نسخہ ہندوستان کے پہلے وائسرائے لارڈ کیننگ شاہی کتب خانہ دہلی سے ۱۸۵۷ء میں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس نسخے میں رباعیات سیاہ روشنائی اور عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ یہ دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ نسخے میں کئی جگہ ترمیم واصلاح کی گئی ہے۔ حاشیہ پر یہ صراحت ہے: ''وانچہ دریں کتاب موافق نسخہ اصل تبدل حروف است بہ سرخی نوشتہ'' آخری صفحے پر کسی نے ہاتھ سے طاؤس کی تصویر میں سید علی لکھا ہے۔ دائیں بالائی کونے پر ''من غنی محمد'' کے الفاظ نسبتاً خفی خط میں لکھے ہیں۔

کاتب خوش خط نہیں ہے۔ بہت سی اغلاط ہیں جن کی اصلاح کسی دوسرے شخص نے سرخ روشنائی سے کی ہے۔ بلوم ہارٹ[۳] کا خیال تھا کہ یہ مخطوط غمگین کا خودنوشت ہے۔ اور اس کے لیے دلیل یہ دی ہے کہ اس نسخے میں جابجا ترمیم واصلاح کی گئی ہے۔ اس کا خط اور متن باہم مماثلت رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دونوں خط جدا جدا ہیں۔ اسی نسخے کے دوسرے سرورق پر یہ صراحت موجود ہے:

''وانچہ دریں کتاب موافق نسخہ اصل تبدل حروف است بسرخی نوشتہ''[۴]

---

[۱] مکاشفات الاسرار (قلمی)۔ مخزونہ: انڈیا آفس لائبریری، لندن۔ ص۔۱

[۲] ایضاً۔ ۱۰۴

4 **J.F Blum hardt *A Catalogue of Hindustani manuscripts in the library of India Office,* London: 1926/1345 P-119**

[۳] مکاشفات الاسرار۔ (دیباچہ) ص۔۲

رباعیات کے اس مجموعے کا قطعہ تاریخ یہ ہے:

تھا یہ ہی ز بسکہ نام اس کا اے یار
غمگیں پر خود بہ خود ہوا تو اظہار
یہ وہب ہے حرف ہیں اس کے بے کسب
تاریخ ہوئی مکاشفات الاسرار[۱]
۱۲۵۵ھ

''مکاشفات الاسرار''

مخزونہ : سیاجی راؤ گائیکواڈ سنٹرل لائبریری، بنارس ہندو یونیورسٹی یو۔ پی، انڈیا
نمبر : U 1 x ۳ / ۲۱
سائز : ۲۷.۹ x 18.6 س۔م
سکرپٹ سائز : ۹.۲ x ۱۱ س ۔م
مسطر : ۱۵سطری
فولیو : ۱۵۶
صفحات : ۳۱۲
تاریخ کتابت : ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۰۶ ہجری
خط : نستعلیق

اس کی **Data Sheet** میں مصنف کا نام خورشید علی الیاس حضرت جی غمگین آف دہلی لکھا ہے۔ یہ غلط فہمی اس بنا پر ہوئی کہ دیباچے میں کاتب نے آغاز عبارت میں تبدیلی کی ہے۔

''حامد بعد حمد حقیقت ونعت صورت خورشید علی عرف حضرت جی تخلص غمگین۔۔۔[۲]

اس قلمی نسخے میں عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ بعض جگہ دیباچے کی عبارت میں بھی آدھا لفظ یا اس سے بھی کم سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ رباعیات سیاہ روشنائی سے لکھی ہیں، آخری صفحے ۳۱۲ پر آخری رباعی یہ ہے:

---

[۱] بحوالہ۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی مشمولہ 'اردو'' (سہ ماہی) جنوری اپریل ۱۹۶۰ء، ص۔ ۱۶۰

[۲] مکاشفات الاسرار۔ دیباچہ ص۔ الف۔ سیاجی گائیک واڈ سنٹرل لائبریری، بنارس: ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی: انڈیا

غمگیں ہیں رباعیات مری جو چند
عارف کرے کس طرح نہ ہر اک کو پسند
ذرّے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ
دریا کو کیا ہے تونے کوزے میں بند

اس کے بعد یہ عبارت لکھی ہے:

’تمت تمام شد از خط [ناخوانا] دہلوی در لشکر گوالیار واقع ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۰۶ ہجری نبوی مطابق ۲۴ فروری [سنہ ناخوانا][۱]

’’مکاشفات الاسرار‘‘ غمگیںؔ کی اٹھارہ سو رباعیات کا مجموعہ ہے۔ غمگیںؔ نے رباعیات کی تعداد کے متعلق مرات الحقیقت میں وضاحت فرمائی:

’’یک دیوان رباعیات قریب یک ہزار و ہشت صد رباعی گفتہ شد۔‘‘[۲]

اس کے نام کے بارے میں ’’مکاشفات الاسرار‘‘ کے دیباچے میں لکھا ہے:

’’وادین نسخہ مکاشفات الاسرار موسوم شد۔‘‘[۳]

یہ دیوان ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) میں مکمل ہوا۔ اس کے دو نسخے کسی زمانے میں غمگیںؔ اکیڈمی میں موجود تھے۔ اب وہاں کوئی نسخہ نہیں ہے۔ بقول اعجاز محمد حضرت جی کہ آپ کے خاندان والوں نے تمام قلمی نسخے آپس میں بانٹ لیے۔ ان کے کہنے کے مطابق اب یہ نسخہ غالباً رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے جبکہ رضا لائبریری رام پور کے ڈائریکٹر نے میرے خط کے جواب میں لکھا کہ وہاں پر ’’مکاشفات الاسرار‘‘ اور ’’مخزن اسرار‘‘ کا کوئی قلمی نسخہ نہیں ہے۔ ایک نسخہ محمد یونس خالدی کے پاس ہے۔ جو انھیں جامع مسجد کی سیڑھیوں میں بیٹھنے والے ایک ردّی فروش سے ملا تھا۔ ان کی رائے میں یہ وہی دیوان ہے جو غمگیںؔ نے غالب کو بھیجا تھا۔ نسخے کے مطالعے کے بعد جب انھیں اس بات کا علم ہوا، کہ یہ نسخہ گوالیار کے کسی خاندان سے متعلق ہے۔ اور اس خاندان کے افراد آج بھی گوالیار میں موجود ہیں، تو انھوں نے غنی محمد حضرت جی کو ایک خط لکھا:

’’حضرت جی مخدومی سلامت

آج سے ایک سال قبل ردّی کے انبار میں کرم خوردہ ایک مجموعہ ملا۔ میں نے اسے اسی حالت میں خرید لیا۔ گھر پہنچ کر احتیاط سے اوراق علیحدہ کیے تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سید علی معروف بہ حضرت جی متخلص بہ غمگیںؔ دہلوی کی رباعیات موسوم بہ مکاشفات الاسرار کا مجموعہ ہے۔‘‘[۴]

---

[۱] مکاشفات الاسرار ص۔۳۱۲
[۲] سید علی غمگیںؔ۔ مرات الحقیقت ص۔۳۰۶
[۳] مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص۔۷
[۴] بحوالہ۔ سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگیںؔ دہلوی، حیات، شخصیت اور شاعری۔ (مقالہ) ص۔۱۴۳

''مکاشفات الاسرار'' کے دیباچے سے ظاہر ہے کہ غمگین نے اس مجموعے کو غالب کے نام معنون کیا تھا اور معنون کرنے سے قبل غالب کی تحریری اجازت حاصل کر لی تھی۔ غالب نے ''مکاشفات الاسرار'' کو اپنے نام معنون کیے جانے کو اپنے لیے باعث فخر سمجھا تھا۔ سید علی غمگین دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''وچون دیوان (مخزن الاسرار) باتمام رسید وواردات وغلبات وکیفیات بردلم استیلا شد
> خواستم کہ برائے برادر دینی عزیز از جان اسد اللہ خان عرف میرا نوشہ متخلص بہ غالب واسد
> کہ دریں زمانہ نظم ونثر نظیر خود ندارد''[۱]

غمگین نے غالب کو بطور خاص اس مجموعے کو غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ غالب نے غمگین سے ان رباعیات کی شرح لکھنے کی فرمائش کی تھی اور ان رباعیات کی توصیف میں غمگین کو متعدد مکاتیب ارسال کیے، غالب لکھتے ہیں:

> ''انچہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کافر باشم اگر در مثنوی مولوی روم و دیگر کتب تصوف اینہا
> دیدہ باشم۔ خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزہ دریا و ہر ذرّہ آفتابے دارد واگر حیات باقی ست زین
> سپس حال رباعیات نگاشتہ خواہد شد۔''[۲]

غالب نے ''مکاشفات الاسرار'' کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا اردو جیسی سرمدی زبان کے لیے ایسا کلام باعثِ فخر ہے۔ غمگین کی خواہش تھی کہ غالب اس مجموعے پر تقریظ لکھیں: ''شعر کے معاملے میں غالب رورعایت کے قائل نہ تھے، ان کی تعریف سند کا درجہ رکھتی ہے''

اس مجموعے کے دیباچے میں غمگین نے اپنے حسب نسب، حالات زندگی، تعلیم وتربیت، بیعت کے متعلق تفصیل سے تحریر کیا ہے اور تصوف کے مراحل اور شریعت وطریقت کے متعلق اپنے نظریات بھی اختصار سے بیان کیے ہیں۔

''مکاشفات الاسرار'' تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ۱۰۴۵ رباعیات پر مشتمل ہے یہ حصہ عنوانات اور موضوعات کے اعتبار سے اردو شاعری کے باب میں ایک عظیم اضافہ ہے اس حصے میں بسم اللہ کی شرح ہے اور توحید حقیقت، وحدت الوجود، حقیقت انسانی، بطون، ظہور، حقیقت محمدی، ایمان عملی، ایمان عینی، ایمان خاص وعام، توبہ، تسلیم ورضا، شرم، حیا، اخلاص، مروت، احسان، استقامت، قناعت، حسد، صدق وکذب جیسے بے شمار موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا حصہ چھ سو رباعیات پر مشتمل ہے۔ اس حصے کی ترتیب ردیف وار ہے اس حصے کو خاص طور پر مرزا غالب کے نام معنون کیا گیا اور اس کا دیباچہ بھی علیحدہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے حصے میں ۱۵۵ رباعیات ہیں متفرق موضوعات کے علاوہ ایک بڑا حصہ شخصیات کے لیے وقف ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، شاہ بوعلی قلندرؒ، شاہ رکن الدین عشقؒ، شاہ فخر الدین چشتی دہلویؒ، میر فتح محمد گردیزیؒ، شاہ ابوالبرکاتؒ وغیرہ کے متعلق رباعیات ہیں، غمگین اپنی رباعی گوئی کے متعلق کہتے ہیں:

---

[۱] مکاشفات الاسرار۔ ص۔۲

[۲] بحوالہ۔ رقعات حضرت غمگین کے نام۔ مشمولہ اردوئے معلی۔ غالب نمبر حصہ دوم۔ شمارہ۲ جلد۳ دہلی: یونیورسٹی فروری۱۹۶۱ء۔ ص۔۱۰۲

غمگین ہیں رباعیات یہ تیری جو چند
عارف کرے کس طرح نہ ہر اک کو پسند
ذرّے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ
دریا کو کیا ہے تونے کوزے میں بند [۱]

غالب نے غمگین کے بیان کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا:

> ''آنچہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کافر باشم اگر در مثنوی مولانا روم و دیگر کتب تصوف اینہا دیدہ باشم خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزی دریائے و ہر ذرّہ آفتابے دارد''[۲]

اردو شاعری کے ابتدائی دور سے لے کر غمگین تک کسی نے اتنی کثیر تعداد میں رباعیاں نہیں کہیں۔ ''مکاشفات الاسرار'' کے علاوہ ۹۳ رباعیات ''مخزن اسرار'' میں بھی شامل ہیں، ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں:

> '' 'مکاشفات الاسرار' میں حضرت غمگین کی اٹھارہ سو رباعیاں پائی جاتی ہیں اس کے علاوہ ۹۳ رباعیاں دیوان غزلیات میں شامل ہی۔ اس قدر زیادہ رباعیاں قدما میں یقیناً کسی نے نہیں کہی ہیں۔''[۳]

ڈاکٹر سلام سندیلوی کی کتاب ''اردو رباعیات'' ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی جبکہ اس سال ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بھی ''اردو رباعی'' کے نام سے کتاب لکھی مگر غمگین کا مطلق ذکر نہیں کیا حالانکہ ''مکاشفات الاسرار'' کی دریافت کے بعد ۱۹۶۳ء تک متعدد مضامین ہندوستان اور پاکستان کے جرائد میں غمگین کی رباعیات سے متعلق شائع ہو چکے تھے، ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

> ''عبدالباری آسی نے بھی چھ سو رباعیوں کا ایک مجموعہ یادگار چھوڑا ہے یہ مجموعہ ۱۹۴۸ء میں مطبع نولکشور لکھنو سے شائع بھی ہو چکا ہے، اتنی کثیر تعداد میں شاید ہی کسی دوسرے اردو شاعر نے رباعیاں کہی ہوں''[۴]

غمگین نے متصوفانہ مسائل اور شریعت و طریقت کے رموز کے اظہار کے لیے رباعی کی صنف کا انتخاب کیا اس میں غمگین کی متصوفانہ زندگی کے مختلف پہلو جھلکتے ہیں،

---

[۱] مکاشفات الاسرار ص۔۷

[۲] خط نمبر ۷، ص۔۴۰ غمگین و غالب کے فارسی خطوط۔ مرتب ڈاکٹر سید عبداللہ و پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی۔ ص۔۴۰ اورینٹل کالج میگزین فروری ۱۹۶۴ء جلد ۴۰ عدد ۲

[۳] ڈاکٹر سلام سندیلوی۔ ''اردو رباعیات'' لکھنو: نسیم بک ڈپو۔ نظامی پریس ۱۹۶۳ء ص۔۲۸۲

[۴] ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ اردو رباعی ۱۹۶۳ء ص۔۲۱۴

یونس خالدی لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔ جب ہم حضرت غمگینؒ کی رباعیات کے دوسرے حصے پر نظر ڈالتے ہیں تو اس حصے میں زبان و بیان کی خوبیوں کے ساتھ جو مستی اور سرمستی نظر آتی ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خیام نے اردو کا جامہ پہن لیا ہے یا حضرت غمگینؒ نے سرمد کی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔'' [۱]

---

[۱] محمد یونس خالدی۔ مطالعہ حضرت غمگینؒ دہلوی علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ۱۹۶۳ء ص۔۵۹

سید علی غمگینؔ کا نثری سرمایہ

ب۔ ا۔ **مرآت الحقیقت** (قلمی) مخزونہ: مدینتہ الحکمہ ہمدرد لائبریری، کراچی:

سید علی غمگینؔ نے ''مکاشفات الاسرار'' کی شرح ''مرآت الحقیقت'' کے نام سے لکھی۔ اس کتاب میں مکاشفات الاسرار کی اٹھارہ سو رباعیات میں سے ۷۴۰ رباعیات کی شرح فارسی زبان میں لکھی، جو ۲۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف غمگینؔ نے یہ لکھی ہے:

> ''کہ چوں از دیوان غزلیات فارغ شدم در دلم افتاد کہ یک دیوان رباعیات نیز نویسم و دراں جمیع مقامات و حالات و سلوک صوفیہ صافیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بقدر امکان شرح دہم۔ و ہم چوں آں با تمام رسید۔ دیدم کہ بدتر از متن است زی را کہ بہ سبب عدم تفصیل کہ رباعی گنجائش آں نمی دارد و مضمون آں در فہم سالک کم می آید، و سوائے عارف کامل معنی آنہا را کم کسے فہم می کند۔''[۱]

غمگینؔ اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''خواستم کہ چند اصطلاحات صوفیہ را مجملاً شرح دہم پس این رسالہ کہ مسمیٰ بہ مرآت حقیقت است تصنیف و تالیف نمودم و لطف ایں است کہ نام ایں رسالہ تاریخ ایں رسالہ است۔''[۲]

رضا محمد حضرت جی نے لکھا ہے:

> ''شرح اکثر رباعیات صفحات ۷۴۰ بائے شاہزادہ فیروز شاہ ابن صاحب عالم مرزا سلیم بیادر ابن عرش آرام گاہ محمد اکبر بادشاہ غازی دلوموی سید تراب علی''[۳]

''مرآت الحقیقت'' کا جو قلمی نسخہ پیش نظر ہے وہ غمگینؔ اکیڈمی گوالیار کے ڈائریکٹر محترم رضا محمد حضرت جی نے پروفیسر محمد مسعود کو بطور ہدیہ بھیجا۔ اب یہ نسخہ پروفیسر محمد مسعود نے بیت الحکمہ ہمدرد لائبریری کو ہدیہ کر دیا ہے۔ مخطوطہ کرم خوردہ ہے۔ یہ مجلد نسخہ "۶ x "۸ ہے اور ۲۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترقیمے کی عبارت یہ ہے:

> ''تمام شد رسالہ مرآت حقیقت بتاریخ سیزدہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۴ ہجری بخط بے ربط جلدی تمام احقر الانسان مصطفیٰ خاں عفی عنہٗ نگارش یافت،
>
> ہر کہ خواند دعا طمع دارم
> زاں کہ من بندہ گنہ گارم''[۴]

---

[۱] سید علی غمگینؔ۔ مرات حقیقت دیباچہ مخزونہ ہمدرد لائبریری، مدینہ الحکمہ، کراچی

[۲] مرات حقیقت (قلمی) ص۔۲

[۳] مخزن الاسرار۔ مرتبہ رضا محمد حضرت جی۔ ص۔۱۷۸

[۴] سید علی غمگینؔ۔ مرات حقیقت۔ ص۔۲۹۴۔ مخزونہ مدینہ الحکمہ ہمدرد لائبریری۔ کراچی بحوالہ

یہ نسخہ دو خصوصیات کی وجہ سے نادر ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ مصنف کی زندگی میں اس نسخے کی کتابت ہوئی۔ غمگین کا وصال ۱۲۶۷ھ میں ہوا اور یہ نسخہ ۱۲۶۴ھ میں لکھا گیا۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ مصنف کا ذاتی نسخہ ہے۔ جا بجا مصنف نے اپنی بیضوی مہر ثبت کی ہے، جس پر یہ عبارت کندہ ہے:

> ''سید علی القادری القدوسی''[۱]

غمگین کو یہ خدشہ تھا کہ کم استعداد لوگ ان رباعیات کے حقیقی مفہوم تک پہنچنے کی کوشش میں کہیں گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس خیال کے پیش نظر انھوں نے بعض مخصوص رباعیات کی جامع شرح لکھی۔ پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

> ''چونکہ اردو رباعیات کا موضوع تصوف تھا اور یہ عام لوگوں کے فکر و شعور سے بالاتر ہے
> اس لیے اس بات کو ذرا مخفی رکھنے کے لیے شرح فارسی میں لکھی گئی اور اس کا نام مرآت
> حقیقت رکھا گیا''[۲]

ان رباعیات کے بیشتر موضوعات ایسے ہیں جو غمگین سے پیشتر کسی شاعر نے نظم نہیں کیے۔ انھوں نے غالب کو رباعیات کے اخفا میں رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ ''مرآت حقیقت'' میں بہت سارے موضوعات سے سے چند ایک درج ذی ہیں:

حقیقت اسم ذات، حقیقت انسان کامل، حقیقت اصطلاحات نقشبندیہ، حقیقت نفی اثبات، حقیقت مراقبہ، حقیقت طریقہ ذکر، حقیقت ایمان، حقیقت کفر، حقیقت قرآن، حقیقت شریعت، حقیقت جبر و اختیار، حقیقت معاصی، حقیقت ولایت، حقیقت تصوف، حقیقت فقیر و فقرا، حقیقت طبقہ ملامتیہ، حقیقت طبقہ رندیہ، حقیقت طبقہ قلندریہ، حقیقت ابدال، حقیقت نفس، حقیقت صحو، حقیقت ایثار، حقیقت صلوٰۃ النبیؐ، حقیقت خلافہ راشدین، حقیقت فوائد علم و نقصان علم، حقیقتِ قول صدیقؓ، حقیقتِ قول عمرؓ، حقیقتِ قول عثمانؓ، حقیقتِ قول علیؓ، حقیقتِ قول حسنؓ، حقیقتِ قول حسینؓ، حقیقت محبت اہل بیعت، حقیقت معراج۔

چند اصطلاحات کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

رضا: عبارت از خواستن و نخواستن رضائے حق است

مراقبہ: عبارت از آنست کہ حصول استغراق، استغراق بہ از آسائشے کہ شاید در بہشت ہم میسر آید یا نہ۔

فقر: عبارت از آنست کہ ان خود تہی باشد

رجا: عبارت از آنست کہ ہم او ررا بینی

مرشد: ہمیشہ در تمنائے مرشد باشد

مسلمان: از دروغ بہ پرہیزد۔ مسلمان دروغ گو نمی باشد اگر باشد مسلمان نمی باشد

o

---

[۱] پروفیسر مسعود۔ مرات حقیقت۔ مشمولہ فکر و نظر۔ اسلام آباد، جنوری ۱۹۷۱ء ص۔۲۹۴ میرے پاس ان صفحات کی عکسی نقل ہے مگر کرم خوردگی کے سبب یہ حصہ پڑھا نہیں جاتا

[۲] پروفیسر محمد مسعود۔ مرآت حقیقت۔ مشمولہ: فکر و نظر۔ اسلام آباد: جنوری ۱۹۷۱ء۔ ص۔۹۲۳

پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔۔میر سید علی غمگین نے مکاشفات الاسرار کی بعض رباعیات کی شرح کرتے ہوئے جو اجتہادی رنگ اختیار کی ہے، اس پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس ضمن میں آیات قرآنی کی جو انھوں نے تفسیر بیان کی ہے گو اس پر صوفیانہ رنگ غالب ہے مگر توجہ کی مستحق ہے۔''[1]

''مرآت الحقیقت'' کا قطعہ تاریخ یہ ہے:

کتاب الصوفیہ تصنیف کی ہے یہ جو غمگین نے
تکلف بر طرف فہرست اسرار طریقت ہے
یہ اک اور سرّ وحدت کی نمائش کہ کہتے ہیں
کہ اس کا نام ہی تاریخ مرات الحقیقت ہے ۱۲۵۷ھ

۲۔ کلمات[2] قدسیہ (قلمی) مخزونہ: غمگین اکیڈمی گوالیار

کلمات قدسیہ عربی زبان میں لکھی گئی ہے اس میں تصوف کے نکار تحریر ہیں یہ کتابن پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی شرح مولوی حکیم الحسن صدیقی نائب صوبہ ریاست گوالیار نے اردو میں کی ہے اور تصوف کے اسرار و رموز کو قارئین اردو کے لیے قابل تفہیم بنا دیا ہے۔

۳۔ وظیفہ شریف (قلمی) ۱۲۴۴ھ مخزونہ غمگین اکیڈمی گوالیار۔

اس نسخے میں بزرگان دین کے قلمی رسالہ جات شامل ہیں۔ شجرات، خلافت نامے، عملیات، اوراد و وظائف، وصیت نامہ جسمانی امراض کے مجرب آزمودہ نسخہ جات ہیں۔ یہ ۷۰۴ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم تصنیف ہے اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک گرانقدر عطیے کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس نسخہ کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس کی کتابت غمگین نے خود کی ہے۔ اس میں تصوف سے متعلق غمگین کی چند غزلیں بھی شامل ہیں۔''[3]

۴۔ کشف الانوار (قلمی) مخزونہ: مدینتہ الحکمہ۔ ہمدرد لائبریری، کراچی۔

سید علی غمگین نے یہ رسالہ بہ زبان فارسی اپنے ایک خاص خلیفہ مولانا مفتی ریاست گوالیار بہادر علی خاں صاحب کے لیے لکھا۔ یہ رسالہ بھی مرات الحقیقت کے ساتھ ایک ہی جلد میں ہے۔ غمگین اکیڈمی گوالیار کے ڈائریکٹر رضا محمد حضرت جی نے پروفیسر مسعود کو بھیجا تھا۔ جو انھوں نے ہمدرد

---

[1] بحوالہ محمد مسعود۔ مرآت حقیقت مشمولہ 'فکر و نظر' ص۔۹۲۵

[2] پروفیسر مسعود نے سہ ماہی 'اردو'' (ص۔۱۸۴) میں اس کا نام کلمہ قدسیہ لکھا ہے

[3] بحوالہ 'اردو' (سہ ماہی) ص۔۱۶۱

[4] بحوالہ پروفیسر عبدالشکور۔''شاہ غمگینؔ حضرت جی اور ان کا کلام'' ص۔۵۵

لائبریری کو ہدیہ کر دیا یہ رسالہ پروفیسر محمد مسعود کے ایک مکتوب بنام راقمہ کے مطابق ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ سید اختر جمیل کے مطابق ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔[1]

۵۔ اسرار الصلوٰۃ (قلمی) غمگینؔ اکیڈمی، گوالیار:

سید علی غمگینؔ نے یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں لکھا۔ اس میں نماز کے فضائل اور تصوف کے اسرار بیان کیے گئے ہیں۔ یہ بھی مولانا مفتی اعظم بہادر علی خاں صاحب کے لیے تصنیف کیا گیا۔

۶۔ شش کلمہ حقیقت الایمان (قلمی) غمگینؔ اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے کے آغاز میں یہ عبارت درج ہے:

> ''شرح شش کلمہ وایمان مفصل ومجمل بطور تصوف برائے خاطر پسرم نوشتہ''

کتاب کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

> ''برائے فرزند خود مولانا حافظ سید عبدالرزاق عرف میاں میرن علی''

۷۔ سِرّ المُصحف (قلمی) غمگینؔ اکیڈمی، گوالیار۔

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں کہ غمگینؔ نے یہ کتاب اپنے دوسرے بیٹے میاں عبدالرزاق کے لیے لکھی۔[2] عبدالشکور نے غمگینؔ کی تحریر کا حوالہ دیا ہے۔

> ''ایں رسالہ در تفسیر چند آیات قرآنی مسمی تفسیر سرّ المصحف کہ ہم تاریخ رسالہ است برائے
> خاطر پسرم برخوردار حافظ عبدالرزاق معروف بہ سید میرن علی نوشتہ شدہ۔''[3]

لیکن سید اختر جمیل لکھتے ہیں کہ یہ کتاب غمگینؔ میاں سید علی حیدر کے لیے لکھی۔ اس میں قرآن کریم کے 'سرِ مکنون' درج ہیں۔[4]

۸۔ المسیح القلوب (قلمی) غمگینؔ اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے میں قلب کے امراض کے علاج کے طریقے اور قلب کی صفائی کے طریقے درج ہیں۔ یہ رسالہ غمگینؔ نے اپنے خلیفہ میاں ہدایت النبی کے لیے لکھا اور انھوں نے ہی اس کی کتابت کی۔ اس کے آغاز میں سبب تالیف کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

---

[1] سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگینؔ دہلوی حیات، شخصیت اور شاعری (مقالہ) ص۔ ۱۲۶ جبل پور یونیورسٹی، انڈیا

[2] پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگینؔ شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ (سہ ماہی) ''اردو''۔ جنوری اپریل ۱۹۶۰ء ص۔ ۱۴۵

[3] بحوالہ عبدالشکور۔ شاہ غمگینؔ حضرت جی او ان کا کلام۔ ص۔ ۵۹

[4] سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگینؔ دہلوی حیات، شخصیت اور شاعری ص۔ ۱۲۶

۹۔ شرح سورہائے قرآن شریف (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے میں قرآن مجید کی سورتوں کی شرح بزبان فارسی بانداز تصوف کی ہے۔ یہ رسالہ میاں حافظ وحید الدین کے لیے لکھا گیا ہے۔

۱۰۔ آیہ آمن الرسول (قلمی) غمگین اکیڈمی گوالیار

نہایۃ الوصول لآیۃ الرسول[1]

یہ رسالہ بھی فارسی میں ہے۔ اس میں بھی سورہ ہائے قرآنی کا ترجمہ وتشریح متصوفانہ انداز میں کیا گیا ہے، اس کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے: ''این رسالہ در تفسیر آیۃ امن الرسول برائے حافظ وحید الدین کہ در یاران فقیر در علم تصوف امتیازے دارند نوشتہ شد''۔۔۔۔۔۔

۱۱۔ حقیقتِ خلافت (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ رسالہ ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ غالب کے خط میں خلافت کے بارے میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ان پر اس رسالے میں تنقید وتبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی بزبان فارسی ہے۔

۱۲۔ شش کلمے (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس میں ایمان کی حقیقت بہ انداز تصوف کی گئی ہے۔ یہ غمگین نے اپنے بیٹے حافظ سید عبدالرزاق عرف میاں میرن کے لیے لکھی تھی۔

۱۳۔ اقتباس الانوار (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ کتاب ۱۲۱۲ھ میں لکھی گئی۔ ۶۱۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں بزرگان دین کے حالات مرتب کیے گیے ہیں۔ اس کتاب کی کتابت خود غمگین نے کی۔

پروفیسر مسعود نے ان کے علاوہ ''نکات قرآنی''، محمد یونس خالدی نے بھی ''رسالہ اشغال واذکار'' کو بھی غمگین کی تصنیفات لکھا ہے۔ ابراہیم بیگ چغتائی نے ''سیرت الصالحین'' کے صفحہ آخر میں ''نکات قرآنی'' کا ذکر کیا ہے اور ایک اور کتاب ''پردہ برانداخت و پردہ کی شناخت'' کا ذکر کیا ہے لیکن اس کی تفصیل کسی سوانح نگار نے درج نہیں کی۔

---

[1] عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص۔ ۵۹

[2] ایضاً

۱۴۔ رقعاتِ غمگیںؔ و غالب

مرزا غالب اور غمگیںؔ کے مکاتیب کا یہ نادر مجموعہ ہے جسے میاں ہدایت النبی (خلیفہ غمگیںؔ) نے ۱۲۵۷ھ میں ترتیب دیا تھا، اس مجموعے میں گیارہ خط مرزا غالب کے غمگیںؔ کے نام ہیں اور دو خط ہیں جو غالب نے لکھنؤ کے دوستوں کے نام لکھے۔ اس طرح ۱۳ مکاتیب غالب کے ہیں اور ۴ مکاتیب غمگیںؔ کے ہیں، جملہ خطوط ۱۷ ہیں۔ صفحات کی تعداد ۹۴ ہے۔ اصل خطوط نایاب ہیں۔ خواجہ احمد فاروقی لکھتے ہیں:

> ''افسوس ہے کہ اصل خطوط غالب و غمگیںؔ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مخطوط نہیں ہیں لیکن ان کے اصلی اور حقیقی ہونے میں مطلق شبہ نہیں'' [۱]

غالب اور غمگیںؔ کے درمیان ۱۲۵۶ھ تک خط کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان خطوط سے ان کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے، پروفیسر مسعود یہ بات وثوق سے لکھتے ہیں کہ غمگیںؔ اور غالب کی ملاقات دہلی میں ہو چکی تھی لیکن اس کے لیے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ خطوط کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے غائبانہ طور پر واقف تھے۔ غالب نے اپنے مکاتیب میں کئی مقالات پر گوالیار آنے کی شدید آرزو کا اظہار کیا ہے لیکن اندازِ تحریر سے کسی مقام پر بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ مرزا غالب پہلے بھی کبھی غمگیںؔ سے مل چکے ہیں۔

ان خطوط میں تصوف کے مسائل زیرِ بحث آئے ہیں اور اس حقیقت کا بھی علم ہوتا کہ غالبؔ نے غمگیںؔ سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔

---

[۱] خواجہ احمد فاروقی غالب کے چند غیر مطبوعہ فارسی رقعات، حضرت غمگیںؔ کے نام، مشمولہ: ''اردوئے معلی''، غالب نمبر، ش۔ اول، جلد۔ ۱ دہلی یونی ورسٹی، فروری ۱۹۶۰ء ص۔ ۱۴۴

تدوینی طریقِ کار

دیوانِ غمگین کی تدوین کے لیے دو ممکنہ طریقِ کار میرے پیشِ نظر تھے، کہ موجود نسخوں میں سے بہترین نسخے کو بنیاد بنا کر اختلافاتِ نسخ پاورق میں درج کر دیے جاتے۔ یا پھر جملہ دستیاب نسخوں کی مدد سے ایک معیاری متن تیار کیا جاتا۔ میں نے اسی دوسرے طریقے کا انتخاب کیا، کیونکہ رشید حسن خان، جسے ''متن کی حقیقی شکل کی بازیافت'' کہتے ہیں، وہ تمام دستیاب نسخوں کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ''تدوین کا مقصود ہے کسی متن کو اُس طرح پیش کرنے کی کوشش کرنا جس طرح مصنف نے اسے آخری بار لکھا تھا۔ اسے متن کی حقیقی شکل کی بازیافت کا عمل بھی کہا جا سکتا ہے اور اسے منشائے مصنف کی بازیافت بھی کہہ سکتے ہیں''[۱]

دیوانِ غمگین کی تدوین کے لیے نسخۂ انجمن کو بنیادی نسخے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، کہ معلوم نسخوں میں یہ نسخہ مکمل ترین نسخہ ہے اور بہ گمان غالب مصنف کا نظرِ ثانی شدہ بھی ہے۔ ڈاکٹر زاہد منیر عامر نسخوں کی زمانی قدامت یا جدّت کو معیار بنانے کے قائل نہیں بلکہ ان کے خیال میں:

> ''۔۔۔موجودہ نسخوں میں سے کامل تر اور صحیح تر نسخے کا انتخاب کر لیا جائے اور پھر اُس کی مدد سے متن کی تصحیح کی جائے۔ ہماری رائے میں اس کامل تر نسخے کو معروف معنوں میں ''نسخہ اساسی'' بنانا بھی بہت مفید نہیں ہو سکتا۔ جس قدر کہ اس نسخے کو بنیاد بنا کر دیگر قراتوں کی مدد سے ایک معیاری متن کی تیاری مفید ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں مقصود کسی ایک مخطوطے کا تحفظ نہیں، بلکہ معیاری متن (Standard Text) کی تیاری ہوگا۔''[۲]

مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

> ''کسی مصنف کا نظرِ ثانی شدہ متن ہی آخری اور مستند متن ہوتا ہے اور یہی منشائے مصنف کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔''[۳]

اساسی نسخے نسخۂ انجمن کے متن کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس کے باوجود بہت سے مقامات پر باقی نسخوں کے متن سے مدد لی گئی ہے اور جہاں کسی دوسرے نسخے کے متن کو ترجیح دی گئی ہے، اس کی نشان دہی حواشی میں کر دی گئی ہے۔ کیونکہ تدوین کے عمل میں تمام نسخوں کے متن سے کام لیے بغیر ''بازیافت'' کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا لہٰذا تمام نسخوں کی مدد سے متن کی تدوین کی گئی ہے۔

---

[۱] رشید حسن خاں۔ ''تدوین۔ تحقیق، روایت'' دہلی: ایس۔ اے پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۹ء ص۔ ۴۲

[۲] زاہد منیر عامر۔ ''معیاری اسلوب کی تلاش'' مجلّہ تحقیق۔ شمارہ ۹، ۸ ۱۹۹۵۔ ۱۹۹۴ء حیدر آباد، سندھ: سندھ یونی ورسٹی پریس۔ ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۹۰

[۳] مشفق خواجہ۔ مرتّب۔ کلیات یگانہ۔ کراچی: اکادمی بازیافت۔ ص۔ ۵ (دیباچہ)

اردو میں املا کے مسائل بہت پیچیدہ ہیں اور کلاسیکی متون کی تدوین میں یہ پیچیدگیاں اور بڑھ جاتی ہیں، بقول ڈاکٹر زاہد منیر عامر:

> ''دراصل خطی نسخوں کی مدد سے تدوین بہت دشوار کام ہے۔ ہماری مشرقی زبانوں میں اس کام کی دشواریاں کچھ زیادہ ہی بڑھی ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ مشکل، املا کے پیچ در پیچ مسائل کے باعث پیش آتی ہے۔ مخطوطے کا املا قدیم روشِ کتابت کے مطابق ہوتا ہے اور جدید زمانے کے قاری کی مناسبت، جدید روش املا سے ہوتی ہے ___ قدیم روشِ املا کو برقرار رکھا جائے تو قاری کے لیے الجھن اور جدید روشِ املا کو اختیار کیا جائے تو مصنف کی املائی روش کے اوجھل ہو جانے کا مسئلہ۔''[۱]

آگے چل کر وہ اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں:

> ''ان تمام احتیاطوں کا مقصد منشائے مصنف کا قرب ہے اور منشائے مصنف اپنے عہد کے قاری سے خطاب ہوتا ہے۔ جب عہد بدل جاتا ہے تو قاری کا ذوق سماعت و قرات بھی بدل جاتا ہے۔ یوں تبدیل شدہ عہد میں قاری کا تبدیل شدہ ذوق سماعت / قرات ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔''[۲]

دیوانِ غمگین کی تدوین میں مخطوطوں کی املا کی پیروی کے بجائے جدید روشِ املا کو اختیار کیا گیا ہے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں جدید املا کو اختیار کرنے سے شعر کے وزن یا مصنف کے تلفظ میں خلل آ تا تھا۔ یا **Expression** بدلنے کا احتمال ہوتا، وہاں پرانے طرزِ املا کو برقرار رکھا گیا ہے، جیسا کہ گیان چند لکھتے ہیں:

> ''جن مقامات پر مخطوطے کا املا موجودہ تلفظ سے کوئی فرق ظاہر نہیں کرتا بلکہ فرسودگی املا ہے وہاں جدید املا اختیار کیا جائے؛ مثلاً اوس، فرسنک، خوشے، ساتہی کو بالترتیب، اُس فرسنگ، خوشی، ساتھی، لکھا جائے۔ جن مقامات پر فرسودہ املا کسی فرسودہ تلفظ کی ترجمانی کرتا ہے اور جسے بدلنے میں مصنف کا پیش کردہ تلفظ بدل جائے گا۔ وہاں مخطوطے کا اصل املا برقرار رکھا جائے۔''[۳]

غمگین کے زمانے میں بلکہ اس کے بہت بعد تک ''اُس'' اور ''اُدھر'' وغیرہ الفاظ کو بقاعدہ اعراب بالحروف ''اوس''، ''اودھر''، ''وو ہیں'' لکھا

---

[۱] ''نسخۂ خواجہ ___ ایک تاثر'' مشمولہ۔ دیوان غالب نسخۂ خواجہ تجزیہ و تحسین۔ مرتبین، ڈاکٹر سید معراج نیر۔ اصغر ندیم سید، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء ص۔ ۲۵۵، ۲۵۶

[۲] ایضاً۔ ص۔ ۲۵۶، ۲۵۷

[۳] گیان چند ''تحقیق کا فن'' اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء ص۔ ۴۳۵

جاتا تھا۔ ان میں واؤ گرا کر پیش کا التزام کیا ہے۔ چنانچہ جو الف مضموم نہیں، وہ دیوان میں بے واؤ کے ہی لکھا جائیگا۔ اگر اپنی طرف سے مضموم قرار دے لیا تو یہ مصنف کے منشا کے خلاف ہو جائے گا۔، رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ‘‘پرانی تحریروں میں (وہ خطی ہوں یا مطبوعہ) ایسی املائی تبدیلیاں ضروری ہیں، جن کی مدد سے عبارت کی معنویت کو محفوظ رکھا جا سکے اور اس طرح منشائے مصنف کو صحیح طور پر پیش کیا جا سکے’’[۱]

غمگیںؔ کے ہاں ہائے ملفوظ ‘‘ہ’’ ہائے مخلوط ہو گئی ہے، مثلاً یہاں، وہاں ان کے ہاں ‘‘یھاں’’ = ‘‘یاں’’، ‘‘وھاں’’ = ‘‘واں’’ بن گئے ہیں۔ رشید حسن خاں کے مطابق چونکہ حالی کے دور تک یھاں، وھاں (یاں +واں کے بجائے) مروج تھا اس لیے اسے ایسے ہی لکھا جانا چاہیے لیکن میں نے یاں=واں ہی لکھا ہے، کیونکہ اب اسے ‘یہاں’، ‘وہاں’ پڑھنے کا احتمال زیادہ ہے۔ جس سے وزن میں خلل آئے گا اور یوں بھی رشید حسن خاں کے قول کے مطابق:

> ‘‘جن مصنفین کے شخصی مختارات کا علم نہ ہو [اور اکثر مصنفین کا احوال یہی ہے] ان کے کلام میں الفاظ کو صحت املا کے عام ضابطوں کے مطابق لکھا جانا چاہیے’’[۲]

کتابت کی غلطیاں کم و بیش ہر نسخے میں موجود ہیں۔ ان کی تصحیح دوسرے نسخوں کی مدد سے کی گئی ہے۔ ایسی ہر تصحیح کی نشان دہی کی گئی ہے۔ نسخۂ شیخ میں کئی اشعار کے ایک سے زائد مصرعے بھی لکھے ہیں۔ انھیں حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔

دیوانِ غمگیںؔ کے قلمی نسخوں میں اس زمانے کی عام روش کے مطابق آخر لفظ میں واقع یائے معروف و مجہول، نیز ہائے ملفوظ و مخلوط کی کتابت میں امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ اکثر صورتوں میں آخرِ لفظ میں واقع نون غنہ پر نقطہ ملتا ہے۔ اعراب بالحروف کے پرانے قاعدے کے مطابق زائد ‘‘ی’’ بھی ملتا ہے۔ جیسے آئینہ (آئنہ)، میرے (مرے) وغیرہ قلمی نسخوں میں لفظوں کو ملا کر اور الگ الگ لکھنے کے سلسلے میں بھی کسی طرح کا التزام نہیں ملتا۔ ایسے جملہ مقامات پر ضروری امتیازات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ہائے مخلوط کو لازمی دوچشمی شکل میں لکھا گیا ہے۔

اسی طرح آخرِ لفظ میں واقع معروف اور مجہول ‘‘ی’’ میں کتابت کے امتیاز کی پابندی کی گئی ہے۔ آخرِ لفظ میں نون غنہ کو التزاماً نقطے کے بغیر لکھا گیا ہے۔ مرکبات کو الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے دل کشا، مجھ کو، تجھ کو، کے لیے وغیرہ جن لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی ہے [جیسے درجہ، مرتبہ) محرّف صورت میں التزام کے ساتھ اس ‘‘ہ’’ کی جگہ ‘‘ے’’ لکھی گئی ہے، جیسے [درجے، مرتبے] ہائے ملفوظ متصل کے نیچے شوشہ ضرور لگایا گیا ہے۔ [جیسے ہونا، بہت وغیرہ] جہاں اصل لفظ ہائے مختفی پر ختم ہوتا ہو، لیکن قافیے کے سبب الف کے ساتھ لکھا ہو وہاں اسے ایسے رہنے دیا گیا ہے، مثلاً آدینا، زینا، کینا، زمانا وغیرہ۔

---

[۱] رشید حسن خاں ‘‘تحقیق ــــ تدوین، روایت’’ ص۔ ۶۷

[۲] رشید حسن خاں ‘‘تدوین ــــ تحقیق، روایت’’ ص۔ ۶۰

تمام نسخوں کے لیے مخففات کا استعمال کیا گیا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔	نسخۂ انجمن، ترقی اردو، کراچی	الف
۲۔	نسخۂ بنارس، ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی، انڈیا	ب
۳۔	نسخۂ شیخ، حمید الدین شیخ۔ لطیف آباد، حیدر آباد۔ سندھ	ش
۴۔	نسخۂ مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، لاہور	م
۵۔	نسخۂ نیشنل، لائبریری، اسلام آباد	ن
۶۔	نسخۂ رضا۔ مخزن الاسرار۔ مرتبہ رضا محمد حضرت جی	ر
۷۔	انتخاب۔ پروفیسر عبد الشکور۔ مشمولہ۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام	ع
۸۔	انتخاب۔ یونس خالدی۔ مشمولہ۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی	خ

مقدمے میں ان نسخوں کے نام بالترتیب نسخۂ انجمن، نسخۂ بنارس، نسخۂ شیخ، نسخۂ مغربی، نسخۂ نیشنل، نسخۂ رضا لکھے گئے ہیں بجائے مخففات کے، کہ وہ بہت ہی مختصر ہیں۔ لیکن متن میں مخففات ہی لکھے گئے ہیں۔

مخففات

۱)	نسخۂ انجمن	الف
۲)	نسخۂ بنارس	ب
۳)	نسخۂ شیخ	ش
۴)	نسخۂ مغربی پاکستان	م
۵)	نسخۂ نیشنل	ن
۶)	نسخۂ رضا	ر
۷)	انتخاب، یونس خالدی	خ
۸)	انتخاب، عبدالشکور	ع

غزلیات

یا فتّاح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگیں
پر تری فکر نے بھی کام کیا
تو نے حمد اور نعت کو غمگیں
دو ہی بیتوں میں اختتام کیا[1]

حمد و نعت می کند در عالم تشبیہ تنزیہ و تشبیہ خود را مسمیٰ سید علی عرف حضرت جی، متخلص غمگین، متوطن دہلی، مدفن لامکاں قُل ھو اللّٰہُ اَحَد۔ اللّٰہُ الصَّمد کہ ظہور او [موقوف] [2] بر سید محمد بود لَم یَلِدْ و لم یولد و حقیقت باطن او بر سید فتح علی و لم یکن لہٗ کُفُواً [3] احد در چند نالہ موزوں بحالات صوری و معنوی یعنی ہر حالتی [4] و کیفیتی و واردتی و ذوقی و شوقی و تجلی کہ از عشق حقیقی و مجازی برو وارد شدہ حمد او واجب بود پس آن را [5] بہ لباس الفاظ زیر قلم آوردن نہ غرض شعرا بلکہ برای تسلی خاطر عاشقاں حقیقی و مجازی از بطون بظہور آوردہ کہ اگر مطابق واقعہ ایشان باشد ذوقی و شوقی حاصل کنند و از حمد و نعت تجلی حظی بردارند ہیہات ہیہات زبان حال محال[6]

---

[1] م۔ر۔ ن۔ش۔ب۔ شعر ندارد
حاشیہ بر الف ص ا

[2] صرف نسخہ ۔'ب' اور 'ر' میں لفظ [موقوف] لکھا گیا ہے۔

[3] نسخہ 'ب' ۔ کفوً

[4] نسخہ الف کے ترک سے پتا چلتا ہے کہ دیباچے کے درمیانی دو صفحات موجود نہیں۔ مکمل دیباچہ معلوم نسخوں میں کسی میں نہیں ہے

[5] نسخہ 'م' میں دیباچے کی عبارت کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے۔

[6] سید شاہ رضا محمد حضرت جی گوالیاری۔ مرتب۔ مخزن الاسرار، ص: ۱۴، میں دیباچے کا ترجمہ عبدالرب انصاری طالب نے یوں کیا ہے

ترجمہ: مخبریہ اسم و نسب خود تہمت آگیں نسبت ماوطین سید علی متوطن دہلی متخلص غمگین مدفن لامکاں قل ھواللہُ اَحَدْ اللہُ الصمد جس کے ظہور کی توقیت (تقرر وقت) والد مجازی سید محمد لَمْ یَلِد و لم یُولَدْ اور باطن کی حقیقت مرشد منعمی سید فتح علی وَ لم یکن لہ کفواً اَحَدْ پر موقوف تھی اپنی تنزیہ و تشبیہ کے مراتب کی حمد و نعت چند نالۂ موزوں میں پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ حالات صوری و معنوی یعنی جذبات و کیفیات اور واردات ذوق و شوق نیز عشق حقیقی و مجازی کی تجلیات جو وقتاً فوقتاً مجھ پر وارد ہوئیں 'ان کا شُکر مجھ پر واجب تھا۔ لہٰذا اوراق ہذا مطالعہ کرنے والوں پر واضح رہے کہ یہ مذکورہ حالات شعرا کی غرض سے (بطور طامات) بہ لباس الفاظ قلم بند نہیں کئے گئے ہیں بلکہ عاشقان حقیقی و مجازی کی تسلی خاطر و تسکین دل کے لئے غیب سے منصّہ شہود میں جلوہ گر ہوئے ہیں کہ اگر ان کے حسب حال ہوں تو کچھ ذوق و شوق حاصل کریں اور حمد و نعت کے جلوہ جات منظومہ سے حظ و لطف اٹھائیں ورنہ ہیہات ہیہات حال کا قال میں بیان محال ہے.

آ

﴿1﴾

کب تلک[۱] انتظار اب تو آ   دم ہے آنکھوں میں یار اب تو آ
گھر میں آیا ہے یار اب تو آ   اے دل بے قرار، اب تو آ[۲]
کچھ نہیں اختیار اب مجھ کو[۳]   میں ہوں بے اختیار اب تو آ
کر نہ رسوا کسی کے عشق میں دیکھ   اے جنوں ! اے بہار اب تو آ[۴]
شب ہجراں قریب پہنچی ہے   دیکھ روز شمار اب تو آ[۵]
باغ میں تجھ بغیر اے ساقی   سب خزاں ہے بہار اب تو آ[۶]
ساقیا ہائے تیرے مست تمام   ہو چلے ہوشیار اب تو آ[۷]
جان سے اپنی آہ ہوں بیزار   ق   مجھ تک اے اُس کے پیار اب تو آ[۸]
دل بیتاب کو بغیر ترے[۹]   ہے بہت اضطرار اب تو آ[۱۰]
گل ہوئے خار تیر ے غمگیں کو[۱۱]
اب تو آ اے نگارا! اب تو آ

﴿1﴾ ہ خ ع غزل ندارد
[۱] ر۔ ۴۷، تابہ کے
[۲] ر شعر ندارد
[۳] ش۔ ۹ صرف تیرا ہی اختیار رہا
[۴] ش۔ شعر ندارد
[۵] ۔ایضاً۔
[۶] طبق ش۔ ۹، الف۔ر۔م۔ ن۔ شعر ندارد
[۷] ر۔ شعر ندارد
[۸] ر۔ش۔ب۔ شعر ندارد
[۹] م۔ دل بیتاب بغیر تیرے، الف۔ ۱۱، م۔ ۱۲، ب۔ ۱۱، تیرے
[۱۰] ر۔ش۔ب۔ شعر ندارد
[۱۱] ش۔ ”جان جاتی ہے تیرے غمگیں کی“

الف

﴿2﴾

نشہ شراب کا بے یار خوش نہیں آتا   مجھے بہار میں ہشیار خوش نہیں آتا
تقیدات مذاہب سے جو کہ ہیں آزاد   انھیں یہ سبحہ و زنّار خوش نہیں آتا
یہ درد عشق کی لذّات میں مجھے تیرا   کراہنا دلِ بیمار خوش نہیں آتا[۱]
مجھے پسند ہے اے شیخ تیری یہ عصمت   تجھے میں گو کہ گنہگار خوش نہیں آتا
جو اس میں تہ[۲] ہی سمجھتے ہیں دل سے اوپر کی   ہمیں یہ شوخ ترا پیار خوش نہیں آتا[۳]
میں کیا دیوانہ ہوں جو جاؤں باغ میں ہمدم   بن اپنے گُل مجھے گلزار خوش نہیں آتا[۴]
یہ مے کدے پہ ہے بے اختیار دل میرا   کہ مدرسہ مجھے ناچار خوش نہیں آتا[۵]
ہمیشہ گریہ کناں رہ ولا مگر پنہاں   کہ عشق کا ہمیں اظہار خوش نہیں آتا

سوائے یار کے اغیار ہے کہاں غمگیں
جو تو کہے ہے کہ اغیار خوش نہیں آتا

﴿2﴾ ر۔ ش۔ ن۔ خ   غزل ندارد
نسخہ ع میں اس غزل کا صرف مقطع درج ہے

۱۔ ب   شعر ندارد
۲۔ م ۳ے   نہ
۳۔ ب   شعر ندارد
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً
۷۔ م۔ ۳ے   لفظ تو ندارد

﴿3﴾

شراب کا کبھی اچھا اُسے[1] انشا ہوتا
تو مری اُس کی خدا جانے شب کو کیا ہوتا

جو[2] مجھ کو شیخ جی تھوڑی بہت ریا ہوتی
تو میں بھی خلق میں مشہور پارسا ہوتا[3]

تمیز عشق ہے ہجر و وصال یہ ورنہ
نہ تجھ سے میں نہ کبھی مجھ سے تو جدا ہوتا[4]

قسم خدا کی کہ کرتا کسی صنم کو خدا
ترا خدا کبھی زاہد مرا خدا ہوتا

کبھی نہ مجھ سے یہ طے ہوتی اس کے عشق کی راہ
مر اگر وہ جفا جُو نہ رہنما ہوتا[5]

مری قدر تو تجھے ہوتی گو میں مر جاتا
جو مری طرح کسی پرُتو مبتلا ہوتا[6]

تمام شب تجھے لڑتے ہی گذری اے ظالم
بلا سے اس سے گھر اپنے ہی میں رہا ہوتا

کسی کا پھر کبھی معشوق تو نہ ہوتا آہ
جو بے وفا کبھی تجھ سا میں بے وفا ہوتا[7]

یہ راہِ عشق نہ طے ہوتی مجھ سے اے غمگیں
مرا اگر وہ جفا جو نہ رہنما ہوتا

﴿3﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

[1] ب ۱۵ مجھے
[2] م ۴۵ لفظ "جو" ندارد
[3] ب شعر ندارد
[4] ۔ایضاً۔
[5] ب م شعر ندارد
[6] ب شعر ندارد
[7] ب شعر ندارد

﴿4﴾

مرا اُس کے پسِ دیوار گھر ہوتا تو کیا ہوتا   قضا[۱] سے اے فلک گر اس قدر ہوتا تو کیا ہوتا
جنازے پر مرے اُس شوخ کو لایا ہے تو آخر   اگر اے عشق کچھ تجھ میں اثر ہوتا تو کیا ہوتا[۲]
کرے ہے سرکشی اس قد پر اُس کی قدوقامت سے   اگر اے سرو تیرے کچھ ثمر ہوتا تو کیا ہوتا[۳]
ہوا بے ہوش بالکل آہ اُس کی آمد آمد میں   گر آنے سے میں اُس کے باخبر ہوتا تو کیا ہوتا[۴]
اسی عالم میں ہیں[۵] یہ لطف اے دل عشق بازی کے   اگر باغ جناں میں بو البشر[۶] ہوتا تو کیا ہوتا[۷]
ہزاروں قسمیں اس پر چھوڑنے کی مے کی کھاتا ہے   اگر دامن ترا مے سے نہ تر ہوتا تو کیا ہوتا[۸]
پڑا اک[۹] جھونپڑے میں دیکھتا ہے خواب محلوں کے   اگر اے دل ترا اُس تک[۱۰] گذر ہوتا تو کیا ہوتا[۱۱]
تجلی تو ہوئی موسیٰ کو پر میری طرح واعظ   ہمیشہ جلوہ گر ہر اک[۱۲] شجر ہوتا تو کیا ہوتا[۱۳]
ہنر مندوں کو[۱۴] تیرے ہاتھ سے ہے زندگی مشکل   جو تجھ میں بھی کوئی اے دل ہنر ہوتا تو کیا ہوتا[۱۵]

کیا بدنام اک[۱۶] عالم نے غمگیں پاکبازی میں
جو میں تیری طرح سے بدنظر ہوتا تو کیا ہوتا

﴿4﴾ ب ش ن ع غزل ندارد
۱۔ م ۳۸ فضا
۲۔ ر شعر ندارد
۳۔ خ ر شعر ندارد
۴۔ ایضاً
۵۔ م ۳۸ لفظ "ہیں" ندارد
۶۔ الف ۲۳ بوللبشر
۷۔ ر شعر ندارد
۸۔ خ شعر ندارد
۹۔ الف ۲۳۔ م ۳۸۔ ایک
۱۰۔ م ۳۸ لفظ "تلک" ندارد
۱۱۔ خ شعر ندارد
۱۲۔ الف ۲۳۔ م ۳۸۔ ایک
۱۳۔ خ ر شعر ندارد
۱۴ م۔۳۸ ہر یک
۱۵ ر شعر ندارد
۱۶ الف ۲۳۔ م ۳۸۔ ایک

﴿5﴾

کبھی چلمن سے جھلکا آہ دکھلاتے تو کیا ہوتا مجھے یوں اپنی صورت کو نہ ترساتے تو کیا ہوتا
پلائے جام مے شب اپنے جھوٹے غیر کو تم نے اگر ہم رشک سے افیون کھا جاتے تو کیا ہوتا
میں سمجھا سب مجھے[۱] جو جو کہ ناصح تم نے سمجھایا اگر اُس کو بھی تم اس طرح سمجھاتے تو کیا ہوتا
رقیبوں سے منگایا جام مے تم نے مرے ہوتے اگر یہ حکم ناطق مجھ کو فرماتے تو کیا ہوتا
بہم ہم تو ہی تھے اور آگیا وہ شخص اُس شب کو جو ہم اُس وقت تیری طرح گھبراتے تو کیا ہوتا
بھلا مجھ کو تو دیکھو کس طرح چھپ چھپ کے آتا ہوں میرے گھر تم بھی گر چوری چھپے آتے تو کیا ہوتا
وہ ہی اب شوخیاں اے شوخ ہم پر خرچ کرتا ہے اگر ہم شوخیاں تجھ کو نہ سکھلاتے تو کیا ہوتا
گراں تھا یہاں کا آنا کیا کہ تم ایسے چلے جلدی بھلا ہم دیکھ لیتے اتنے ستاتے تو کیا ہوتا

گئی سب پر یہ کھل کیوں اس کے یاں[۲] لانے کی جلدی کی
اگر دو روز غمگیں اور غم کھاتے تو کیا ہوتا

﴿5﴾ ب ن ر ش ع خ غزل ندارد

[۱] م ۳۱ مجھے

اس شعر میں لفظ "تجھے" اور "مجھے" دونوں کا محل ہے۔

[۲] الف ۱۹ تجھے

الف ۲۳ م ۳۸ یہاں

﴿6﴾

گر[1] نہ گریہ میں کچھ اثر ہوتا   تو نہ خنداں وہ اس قدر ہوتا
وہ بھی تجھ کو نہ دیکھ سکتا[2] شوخ   جسم جس کا[3] کہ سب نظر ہوتا
گر نہ ہوں بے خبر میں اس کو دیکھ   تو نہ مجھ سے وہ باخبر ہوتا[4]
خاک میں چشم نے رُلائے[5] آہ   ورنہ اشک ایک اک[6] گہر ہوتا[7]
شکر ہے خلق کو نہیں کچھ قدر   ورنہ کیونکر میں بے قدر ہوتا[8]
سجدے کرتا ہزار آدم کو   شیخ شیطان گر بشر ہوتا
گر نہ تھا یار چارہ جو تو نہ تھا   کاش یہ دل ہی چارہ گر ہوتا[9]
پھر نہ رہتا تو اپنے گھر میں شوخ   گر ترا میرے[10] دل میں گھر ہوتا[11]
ہوتی گر دوسری غزل غمگیں
اور دل میں مرے اثر ہوتا[12]

﴿6﴾ ش ن خ   غزل ندارد

[1] ر ۵۵، "جو"

[2] ع ۱۰۸، "اے شوخ"

[3] طبق ب ۳۵،
ع ۱۰۸، ــــــ جس کا سب ــــــ

[4] ر ع شعر ندارد   لفظ "کہ" ندارد

[5] ر ۵۵، ملائیے

[6] ایضاً اک

[7] ب ر ع شعر ندارد

[8] ب ر ع شعر ندارد

[9] ب ع شعر ندارد

[10] الف ۳۶، م۔۶۰ تیرا

[11] الف ۳۶، میر

[12] ر، شعر ندارد

﴾7﴿

عشق[1] عالم میں گر شجر ہوتا اُس میں جز دل نہ کچھ ثمر ہوتا
عقل گمراہ کر چکی تھی مجھے[2] گر نہ ساقی تو راہبر ہوتا
یار ہوتا نہ ہرزہ گرد اگر تو میں کاہے کو در بدر ہوتا[3]
خوف ہوتا اگر تجھے[4] اُس کا تو دو عالم سے بے خطر ہوتا[5]
بھول جاتا یہ سب عبادت تو شیخ گر مے سے بہرہ ور ہوتا[6]
کوئی کرتا نہ سجدہ کعبے کو کچھ تعین تجھے اگر ہوتا[7]
یوں نہ پھرتا میں آہ آوارہ اُس کے کوچے میں گر گذر ہوتا[8]
رقصِ بسمل تو میں دکھاتا پر[9] خوں میں قاتل تو تر بتر ہوتا[10]
گر فنا الفنا نہ ہو غمگیں
تو دو عالم میں تو امر ہوتا[11]

﴾7﴿ ش ن خ غزل ندارد

[1] م ۶۰، عشق میں عالم-------- ،
ر ۵۵ عشق اس

[2] ر ۵۵، ہم پہنچتے نہ اپنی منزل کو

[3] ر ع شعر ندارد

[4] الف ۳۶، "تجھے اگر" کے الفاظ پر خ م حروف درج ہیں
اس لئے "تجھے اگر" کو "اگر تجھے" پڑھنا منشائے مصنف کے مطابق ہے۔

[5] ر ع شعر ندارد

[6] ر ع ب شعر ندارد

[7] ع۔ شعر ندارد

[8] ر۔ب۔ شعر ندارد

[9] ر۔۵۵، مگر

[10] ع۔ب۔ شعر ندارد

[11] ۔ایضاً۔

﴿8﴾

اگر اک[۱] بار وہ بے مہر مجھ پر مہرباں ہوتا
تو اس پیری میں اے غمگیں دو بارا میں جواں ہوتا
نہ رہتی آرزو دل میں کسی کے دوست کرنے کی
اگر دشمن بھی تو میرا کبھی اے میری جاں ہوتا
وہ گل رو جس چمن کی سیر کو ہر روز جاتا ہے
تماشا تھا اگر اُس باغ کا میں باغباں ہوتا
کسی محفل میں جب سنتا ہوں وہ بھی آہ آیا تھا[۲]
تو میں کہتا ہوں یہ دل میں کہ میں اے کاش واں ہوتا
تمھاری طرح چھپ چھپ کر اگر ہم شب کو مے پیتے
تو اپنا معتقد بھی شیخ جی سارا جہاں ہوتا[۳]
تری پازیب کو میں رشک سے کیا جانے کیا کرتا
قدم اے شوخ گر تیرا نہ اُس کے درمیاں ہوتا[۴]
اگر دلق[۵] ریائی یہ نہ دھوتے مے سے اے رندو
مسلماں کوئی تو تم سے بھلا کیوں بدگماں ہوتا[۶]
مرے دردِ نہانی کی خبر[۷] جب ہمدمو[۸] ہوتی
کہ اُس پردہ نشیں کا راز کچھ تم پر عیاں ہوتا
غنیمت ہے مجھے اس دل کی اپنے دشمنی ہمدم
یہ ناداں دوستی کرتا تو پھر جی کا زیاں ہوتا
تو شاید کچھ کھٹکتا چشم دل میں اپنے اے غمگیں
جو ذرّے کے موافق بھی زمین و آسماں ہوتا

﴿8﴾ ش-ر-ب-ع-خ- غزل ندارد
۱- الف-۱۷، م-۲۷، ن-۳، ایک
۲- م-۲۷، "ہے"
۳- خ- شعر ندارد
۴- خ- شعر ندارد
۵- ن-۴، خرقہ
۶- خ- شعر ندارد
۷- طبق-م-۲۷
الف-۱۷ - خیر
۸- ا-۱۷، م-۲۷، ن-۳، ہمدموں

﴿9﴾

خیال دل سے جدا یوں ترا نہیں ہوتا
کہ جیسے گوشت سے ناخن جُدا نہیں ہوتا
بھلا برے کو بھی لایق ہے تُو کہے اے دل
ترے کہے سے برا گو بھلا نہیں ہوتا
کرے ہے پیر مغاں تو بلطف سب کے کام
یہ قہر کیا ہے مرا مدعا نہیں ہوتا[۱]
عبث ہے تجھ سے مجھے روزِ ہجر کا شکوہ
بتا کہ وصل کی شب رنج کیا نہیں ہوتا[۲]
شراب سب[۳] سے میں پیتا بہت ہوں[۴] اے ساقی
یہ کیا بلا ہے کہ مجھ کو نشا نہیں ہوتا[۵]
کیا ہے تُو نے جو روزِ الست احساں آہ
کسی بھی[۶] طرح[۷] وہ مجھ سے ادا نہیں ہوتا[۸]
دکھائے اُن کو کوئی کاش میری آنکھوں سے
جو یہاں کہیں ہیں کہ اس کا لقا نہیں ہوتا
شراب و جام یہ حاضر ہے غیر پر کیا ہے
جسے تو چاہے پلا میں خفا نہیں ہوتا[۹]
دلیل جبر پر[۱۰] کافی یہی ہے اے واعظ
کہ اُس کے امر میں چون و چرا نہیں ہوتا
لکھ اور شعر بھی کچھ اس زمیں میں اے[۱۱] غمگیں
غزل سے سیر تیری دل میرا نہیں ہوتا

﴿9﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ب۔ر۔ شعر ندارد
[۲] ۔ایضاً۔
[۳] م۔۴۰، شب/بہت ہوں
[۵] ب۔ر۔ شعر ندارد
[۶] م۔۴۰، اسی
[۷] الف۔۱۵۱، کسی طرح بھی
[۸] ب۔ شعر ندارد
[۹] ر۔ب۔ شعر ندارد۰
[۱۰] م۔۴۰، جبر
[۱۱] م۔۴۰، اے ندارد

﴿10﴾

بُرا نصیب ہو جس کا بھلا نہیں ہوتا
شراب جتنی پییں ہم نشا نہیں ہوتا
وہ کیا فقیر ہیں کہتے ہیں جو وہ ہوتا ہے
فقیر وہ ہیں کہ جن کا کہا[۱] نہیں ہوتا
پیام بھیجیں وہاں ہم بتا کہ کس کے ہاتھ
گذر ترا بھی جہاں اے صبا نہیں ہوتا[۲]
برائی کرنے سے ہوتا نہیں بُرا جس کا
بہت بُرا ہے اسے جو بُرا نہیں ہوتا[۳]
تری نماز سے بہتر ہے یہ شراب مری
کہ اس میں نام کو زاہد ریا نہیں ہوتا
ہزار بندگی کرتا ہوں اُس کی پر وہ بت
کسی بھی[۴] شکل سے میرا خدا نہیں ہوتا
رکھیں ہیں کیوں دو جہاں سے یہ واعظا پرہیز
شرابیوں کو اگر اِتقا نہیں ہوتا[۵]
بغیر اُس کے میں بہلاؤں دل کو کس طرح[۶]
کسی سے بات کو بھی دل مرا نہیں ہوتا[۷]
اسے میں خوب سمجھتا ہوں اس میں بھی فن[۸] ہے
خفا جو مجھ سے تو اے بے وفا نہیں ہوتا[۹]
خلا محال یہ کس طرح سے ہو اے غمگیں
کہ وہ صفات سے اپنی جدا نہیں ہوتا

﴿10﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔ ص:۵۲، ہا
۲۔ ب۔ شعر ندارد
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ م۔ شب/بہت ہوں
۵۔ م۔ ۱۴ ب، ۲۳۔ "ہی"
۶۔ ر۔ شعر ندارد
۷۔ م۔ کیونکر
۸۔ م۔ "ب"، "فی"
۹۔ ر۔ شعر ندارد

﴿11﴾

گر لفظ گنہ لوح میں مکتوب نہ ہوتا
تو خلق میں اس سے کوئی مجوب نہ ہوتا
مے خانے میں بھی[۱] رہتے نہ اے ساقی ہم آزاد
گر اپنی طبیعت کے[۲] یہ مرغوب نہ ہوتا
کہتے ہیں کسے خوب کے یہ آتا نہ سمجھ میں
اے شوخ تو عالم میں اگر خوب نہ ہوتا[۳]
گر دیکھوں نہ تجھ کو کبھی اے شوخ ستمگر
عالم میں مرا تو کوئی محبوب نہ ہوتا[۴]
کچھ عام میں اور خاص میں رہتی نہ تمیز آہ
گر شوقِ مے اس خلق میں معیوب نہ ہوتا[۵]
کہتا نہ کوئی یار خوش اسلوب کسی کو
گر اُس کے مقابل میں بد اسلوب نہ ہوتا
بیداری شب گر نہ ہو طغیانی گریہ
تو چشم پر ایسا مری آشوب نہ ہوتا[۶]
گر اُس بت کافر کو نہ ان آنکھوں سے دیکھوں
واللہ کہ میں وحشی و مجذوب نہ ہوتا[۷]
ہوتا ہی کبھی سجدہ آدم پہ[۸] نہ مامور
شیطان حقیقت میں جو مغضوب نہ ہوتا
جب عشق یہ تھا صرف غرض ہے نہیں اب عشق
غمگیں ترے دل کا جو وہ[۹] مطلوب نہ ہوتا

﴿11﴾ ر-ش-ن-ع-، غزل ندارد
[۱] م- ۶۶ لفظ"بھی" ندارد
[۲] خ-۱۱۰ کو
[۳] خ-ب- شعر ندارد
[۴] ب- شعر ندارد
[۵] خ- شعر ندارد
[۶] ب-خ- شعر ندارد
[۷] ب- شعر ندارد
[۸] خ- ۱۱۰ "میں"
[۹] خ- ۱۱۰ "وہ"، ندارد

﴿12﴾

وہ ہی کچھ طور ہے پھر آج کیوں ظالم بلایا[1] تھا   ابھی بھولا نہیں اُس شب کو جو تو نے ستایا تھا
رُلاوے جس قدر تو وصل میں اُس کی تلافی ہے   تصور نے ترے اک بار ہجراں میں ہنسایا تھا
بلاویں وہ کبھی گر بزم میں اور آہ میں جاؤں   تو پھر لوگوں سے کہتے ہیں اُسے کس نے بلایا تھا
یہ کسی[2] نے سچ کہا اُس سے مزہ ہے ہجر میں مجھ کو   کہ جو پیغام جھوٹا وصل کا کل شب کو آیا تھا
ہمارے جل کے مر جانے کی کچھ پروا نہیں اُس کو   عبث اُس شمع رو پر ہائے ہم نے جی جلایا تھا[3]
نشے میں مے کے پھر شب کو وہی جھگڑا ہوا ہمدم   بڑی محنت سے ساقی نے ہمیں اُس کو ملایا تھا
نہ رہوے ہوش اے غمگیں کسی بھی بات کا مطلق[4]
نشہ اس واسطے شب بھر تجھے اُس نے پلایا تھا

﴿12﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] ب-۱۷، پلایا
[2] ب-۱۷، کس
[3] ب-ن- شعر ندارد
[4] ن-۱۰، تجکو

﴾13﴿

کل شب کو خود بخود مجھے[۱] یہ اضطرار تھا
بیٹھے نہ چین آہ نہ لیٹے قرار تھا

عادت کا ترک شوخ عداوت سے ہے بتر
تھی دشمنیِ جاں نہ وہ بلکہ پیار تھا[۲]

ہمدم[۳] نہ پوچھ وصل کی کچھ تو تمام رات
وہ شرمسار اور میں بے اختیار تھا[۴]

کی ہجر سے بتر جو میری یہ شب وصال
کس دن سے یہ بھرا ترے دل میں بخار تھا[۵]

ہوش اُس کو کچھ نشے میں نہ تھا شب کو مے کشو
محفل میں اپنی جو کہ بہت ہوشیار تھا

اب جس کو بیٹھنے کو بھی ملتی نہیں ہے جا
کوچے[۶] میں تیرے پہلے یہی خاکسار تھا[۷]

واحسرتا وہ شب مرے گھر جا کے سو رہا
جس کا کہ زیر بام[۸] مجھے انتظار تھا[۹]

مت[۱۰] پوچھ بے کسی کی غم ہجر میں ترے
میرا[۱۱] بجز فنا نہ کوئی غمگسار تھا

اب دشمنی کسی سے نہیں اُس کو مجھ سوا
جس کو سوائے میرے کسی سے نہ پیار تھا[۱۲]

اُس شب بھی اور دیکھ لیا جھوٹ سچ ترا[۱۳]
کس دن بتا کہ ہم کو تیرا اعتبار تھا[۱۴]

زاہد سے جو کہ تو نے کیا عذر مے کشی[۱۵]
غمگیں نہ خالی کبر سے وہ انکسار تھا[۱۶]

﴾13﴿ ش۔خ۔ن، غزل ندارد

۱۔ طبق ب۔، ۳۹ الف۔، ۳۹، لفظ یہ ندارد،
ر۔ ۵۷ یہ مجھے

۲۔ ر۔ب۔، شعر ندارد

۳۔ ع۔ ۱۰۶ تعبیر

۴۔ ر۔ شعر ندارد

۵۔ ع۔ب شعر ندارد

۶۔ ب۔ ۳۹ گوچے

۷۔ ر۔ع۔ شعر ندارد

۸۔ م۔ ۶۶ نام

۹۔ ع۔ شعر ندارد

۱۰۔ ر۔، ۵۷، اے بیکسی نہ پوچھ غم ہجر یار میں

۱۱۔ م۔، ۶۶، لفظ "میرا" ندارد

۱۲۔ ر۔ب۔ع۔ شعر ندارد

۱۳۔ ع۔، ۱۰۷، ــــــجھوٹ کو ترے

۱۴۔ ع۔، ۱۰۷، ــــــــــتھا

۱۵۔ ر۔، ۵۷، زاہد کے روبرو جو کیا عذر میکشی

۱۶۔ ر۔ شعر ندارد

﴿14﴾

کیا دن تھے وہ کہ مجھ میں بہم اس میں پیار تھا   میں اُس کے میرے واسطے وہ بے قرار تھا
گذری تھی اس پر آہ قیامت کی شب وہاں   یاں اُس بغیر دن مجھے روزِ شمار تھا
آتی جو تپ مجھے کبھی گرمیِ عشق سے   تو ساری رات واں اُسے رہتا بخار تھا
تھا اعتماد مجھ کو اگر بولے وہ دروغ   گر جھوٹ میں کہوں تو اسے اعتبار تھا
گر روٹھ جاؤں، میں تو وہ روتا تھا زار زار   گر وہ خفا ہو آہ تو میں اشکبار تھا
یاراں بغیر میرے نہ آتی تھی اُن کو نیند   یاں شب کو دیرہوتی تو واں انتظار تھا
القصہ ہدمو ہے یہی حاصل کلام   مجھ پر وہ اُس پر اور میں بے اختیار تھا
لیکن میں ایک بات کہوں گر کرو[١] یقین   نقشہ جو اب ہے سب یہ مجھے آشکار تھا
دنیا کے رنگ دیکھ کے غمگیں غزل لکھ اور
کیا دشمنی[٢] ہے اب اس سے جس سے وہ پیار تھا

﴿14﴾ ش-ن-ر-خ-ع-، غزل ندارد

[١] نسخہ الف میں یقیں کرو پرخ م لکھا ہے جبکہ م میں "کرو یقین" سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

[٢] الف م- دشمنی ہے

﴿15﴾

مجھے اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا
تھا طلسم آہ وہ وصال نہ تھا
دیکھتا کس طرح میں اُن[۱] کو یار
قابلِ دید وہ جمال نہ تھا
کیوں نہ دی روز کی طرح سے شراب
شب کو مجھ سے اگر ملال نہ تھا[۲]
وہ وہ بیدار دیکھتا ہوں اب
جو جو کچھ خواب میں خیال نہ تھا
چھوڑنا تجھ کو اب نہیں ممکن
پر اوائل میں کچھ محال نہ تھا[۳]
کیوں تو کرتا ہے وصل کی خواہش ق
اس سے[۴] گر تجھ کو اتصال نہ تھا[۵]
ہجر کا درد و غم ہے بس تجھ کو
دال اس پر بھی[۶] انفصال نہ تھا
شب کو مے پینے میں گیا بازار ق
کس طرح یہ کہوں نڈھال نہ تھا[۷]
مضطرب میں پڑا رہا تا صبح
ہائے دکان میں کلال نہ تھا[۸]
ترے آنے سے آگئی طاقت
ورنہ غمگیں میں یار حال نہ تھا[۹]

﴿15﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع غزل ندارد
[۱] ر۔ اس
[۲] ر۔ ب شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] ر۔ ۵۹ "اس سے مجھ کو اتصال نہ تھا"
[۵] م۔ ۵۹ نے
[۶] م۔ ۵۹ سے
[۷] ر ب، شعر ندارد
[۸] ایضاً
[۹] نسخہ م مصرع ثانی ندارد

﴾16﴿

دلا رہا ہے زبس تو جو کوئے یار میں جا   مگر تجھے نہیں ملتی کسی دیار میں جا
سوائے اُس کے تصور کسی کے اے مردم   بقدر تل بھی نہیں میری چشم زار میں جا
صفِ مژہ میں ترے جاکے دل ہوا مجروح   کوئی بچے ہے جوانمرد اک ہزار میں جا
عدم کو جا کے نہ آیا جو کوئی دنیا میں   پسند آئی مگر اُن کو اُس دیار میں جا
ملی نہ جا مجھے پائینِ فرش بھی غمگیں
بہت خفیف ہوا محفلِ نگار میں جا

﴾17﴿

اب کے بیماری سے گر اپنا ہو چارا اچھا   تو یہ ہم جانے نصیبا ہے ہمارا اچھا
گر چہ مل کے ہیں بہم پیویں شرابیں ہم وہ   ساری برسات ہو کیا اپنا گذارا اچھا
لے کے آئینے کو وہ کہنے لگا یوں مجھ سے   دیکھیں مکھڑا ہے ہمارا یا تمہارا اچھا
وہ مہ چار دہ رہنے جو لگا اپنے[1] گھر   مرے طالع میں مگر آیا ستارا اچھا
اس پری رو نے کہا دیکھ کے دیوانہ مجھے   یا الٰہی کبھی ہوگا نہ[2] بچارا اچھا
خلق سے مل کے تو بیٹھا نہ کیا کر غمگیں
مجھ سے گر پوچھے تو لوگوں سے کنارا اچھا

﴾16﴿ م-ر-ب-ن-ع-خ غزل ندارد
﴾17﴿ ب-م-ن-ر-ع-خ، غزل ندارد
غزل حاشیه بر الف ۳۳
غزل حاشیه بر ش، ۲

[1] ش-۲ میرے
[2] ش-۲ یه

﴿18﴾

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا　　آخر اُس شوخ نے جلا مارا
عشق کے اس قمار میں ہم نے　　دل جو اپنی بساط تھا ہارا
اُس سے وہ بات میں کہوں کیونکر　　بات کا بھی نہ جس سے ہو یارا[1]
یوں چمکتا ہے کان میں بُندا　　پاس جیسے ہو چاند کے تارا
حشر کا آفتاب ہے غمگیں
وصل کی شب میں صبح کا تارا

﴿18﴾ م۔ن۔ب۔ع۔خ۔، غزل ندارد

[1] ر۔ شعر ندارد

﴾19﴿

جس کی کہ محبت میں ہوا کام ہمارا   واقف نہیں وہ ہم سے دلا رام ہمارا
رخ کا ترے گہ ذکر گہے زلف کا اے شوخ   ہے ورد یہی صبح سے تا شام ہمارا[1]
اُس بت کی پرستش سے رہیں باز نہ یکدم[2]   اے شیخ[3] یہی مذہب و اسلام ہمارا
جب میں نے کہا گھر مرے آ تب وہ یہ بولا   کیوں گھر میں ہم آئیں ترے کیا کام ہمارا[4]
سب آپ کی اس پختہ مزاجی کے ہیں قائل   سچ کہتے ہو ہے عشق ابھی خام ہمارا[5]
کچھ بھی ہے مروّت تجھے اے ساقیِ کم ظرف   خالی نہ مے ناب سے رکھ جام ہمارا[6]
بھیجیں[7] ہیں جسے اپنی جماتا ہے وہ پٹس   اب کون دے جاکر اُسے پیغام ہمارا[8]
غمگیں وہ غزل لکھ تو قوافی کو بدل کر[9]
ہنس دے جسے سن کر وہ گل اندام ہمارا [10]

﴾19﴾ ش۔ب۔ع۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔ شعر ندارد
۲۔ ر۔ ۴۸ اس بت کی پرستش سے نہ غافل رہیں اک دم
۳۔ م۔ ۲۰ شوخ
۴۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً
۷۔ ن ۵ بھیجے ہوں
م ۲۱ بھیجے ہیں
۸۔ ر۔ شعر ندارد
۹۔ ن۔ لکھ ایسی غزل غمگیں قوافی کو بدل کر
۱۰۔ ر۔ شعر ندارد

﴾20﴿

رہتا ہے اُس بت کی طرف دھیان ہمارا اللہ ہی رکھے تو رہے ایمان ہمارا
اک[1] لحظہ تصور میں بھی اُس شوخ کو افسوس سونے نہیں دیتا دلِ نالان ہمارا
ساون کی گھٹا دیکھ جسے بھرتی ہے پانی طوفاں ہے یہ وہ دیدہ گریان ہمارا
جس روز تم اقرار کیا کرتے ہو شب کا رہتا ہے لگا کھٹکے پر بس کان ہمارا
چھوڑوں گا نہ محشر میں میں اُس شوخ کا دامن[2] ہے جس کے سبب چاک گریبان ہمارا
ایک لحظہ نہیں بھولتی اُس شوخ کی صورت نقشہ[3] ہے یہ اب ہر دم ہ ہر آن ہمارا
دل کی ہی رہی دل میں شب وصل کی[4] افسوس[5] حسرت سے نہ نکلا کوئی ارمان ہمارا
کہہ سکتے نہیں اُس کے تصور سے بھی ہم آہ کچھ دھیان نہیں ہے تجھے اے جان ہمارا
کیوں دوست ہوئے دل سے ہم اُس رشک پری کے جو دشمنِ جان اب ہے ہر انسان ہمارا[6]

جی گھر میں نہ لگتا ہے نہ باہر کہیں غمگیں
گھر اپنے گیا جب سے وہ مہمان ہمارا

﴾20﴿ ب۔ر۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ا۔ الف۔۱۳۔م۔۲۱۔ ن ۶۔ ایک
[2] ن۔۸ چھوڑیں گے نہ محشر میں ہم اس شوخ کا دامن
م۔۲۱ دامن سے اٹھاویں گے نہ اُس شوخ کے ہم ہاتھ
[3] الف۔ نقشاء
[4] ن۔۸ میں
[5] م۔ ۲۱ دل کی.....وصل کی صورت
[6] م۔ شعر ندارد

﴾21﴿

نہ کہوں گا کہ یار نے مارا   اس[۱] مجھے اُس کے پیار نے مارا
اُس کے کوچے میں آہ[۲] لے جا کر   اس دل بے قرار نے مارا
کاش کرتا نہ مجھ سے بوس و کنار   اُس کے بوس و کنار نے مارا[۳]
شب ہے یا روز ہے قیامت کا   صبح کے انتظار نے مارا
مے ہے اب مرے حق میں آب حیات   مجھے شب کے خمار نے مارا
مجھے دیوانہ کر کے اے ہمدم   موسمِ نو بہار نے مارا
لکھ اسی بحر میں غزل غمگیں
تیرے شعروں کے تار نے مارا[۴]

﴾22﴿

نہ تو اس نے نہ چاہ نے مارا   مجھے میرے نباہ نے مارا
اس نے آواز پر لگایا تیر   مری اس آہ آہ نے مارا
ہوگیا خوں بہا یہ بھی اس کا[۱]   مجھ گدا کو جو شاہ نے مارا
زلف نے یا کہ خال نے اے دل   تجھے کس رو سیاہ نے مارا
جو قدم راست ہی نہیں رکھتا   مجھے اس کج کلاہ نے مارا
مردماں دل چرا کے میرا آہ   اس کی چشم سیاہ نے مارا
تھک گیا چلتے چلتے اے غمگیں
عشق کی مجھ کو راہ نے مارا

﴾21﴿ م-ن-ش-ب-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ر- ۶۰ یہاں مگر
[۲] ر- ۶۰ مجھ کو
[۳] ر- ۶۰ شعر ندارد
[۴] الف- شعر ندارد
﴾22﴿ م-ش-ب-ن-ع-خ- غزل ندارد
[۱] ر- ۶۰ ہو گیا خوں بہا بھی اس کا معاف

﴿23﴾

مبتدی لا نہ تو خیال مرا   وہ نہ تیرا ہے[۱] جو ہے حال مرا
غم میں رہتا ہوں اس لیے میں خوش   کہ اُسے ہو نہ تا ملال مرا[۲]
اس کی مرضی ہو تو تو ممکن ہے   وصل ہے اُس سے گر محال مرا[۳]
قال تبدیل حال سے ہو ترا   گر سنے واعظا تو قال مرا
کچھ تو میرے زوال میں ہے کمال   چاہتا ہے جو وہ زوال مرا[۴]
اس مری میکشی کے ہاتھوں سے   پاؤں چومے ہے اب کلال مرا[۵]
دور و نزدیک وہ نہیں مجھ سے   ق[۶]   دور و نزدیک ہے خیال مرا
نہ تو عاقل ہوں میں نہ دیوانہ   کچھ عجب ان دنوں ہے حال مرا[۷]
جب کہا میں نے تجھ سوا تجھ سے   ق[۸]   اور ہر گز نہیں سوال مرا
تب کہا اُس نے تجھ کو اے غمگیں[۹]
بس دو عالم میں ہے جمال مرا

﴿23﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔، غزل ندارد
۱۔ م۔ ۱۷۔ب۔۴۳ ہو
۲۔ طبق م۔ ۱۷، ر ۵۹، ب ۴۳
الف۔ ۴۲۔ تیرا
۳۔ ر۔ شعر ندارد
۴۔ ۔ایضاً
۵۔ ۔ایضاً
۶۔ طبق،ب۔ ۴۳
۷۔ ر۔ب۔ شعر ندارد
۸۔ طبق الف۔ ۴۳
۹۔ ر۔ ۵۹ مجھ سے وہ کہہ رہا ہے اے غمگیں

﴾24﴿

بے سبب آہ نہ تھا شب کو وہ جانا تیرا   وجہ معقول ہے پھر صبح کو آنا تیرا
پہلے[۱] ہے منظور مگر آشتی[۲] مجھ سے ظالم   صبح پر دال ہے یہ آنکھ لڑانا تیرا
محفل غیر میں ہاتھ اپنے سے بھر کر مجھ کو   خالی فطرت سے نہ تھا جام پلانا تیرا
روز کرتا ہے اسے پند و نصیحت مجنوں   یہ ہوا وحشی ہے اب آہ دیوانا تیرا
زندگی دھیان سے ترے ہے مری اے قاتل   اور مری موت ہے بس دھیان میں آنا تیرا
کی تلاش آہ دو عالم میں مگر اے غمگیں
کہیں ملتا ہی نہیں آہ[۳] ٹھکانا تیرا

﴾25﴿

یہ جو اے دل زوال ہے تیرا   جان اس کو کمال ہے تیرا
دین و دنیا و ماورا اُس کے   کچھ نہیں اک خیال ہے تیرا
جب تلک ہے توہم ہجراں   اُس سے ملنا محال ہے تیرا
جس کو[۱] کہتے ہیں جنت و دوزخ[۲]   وہ جلال و جمال ہے تیرا
ہے مرا حال اب وہ اے غمگیں[۳]
یہ جو کچھ قیل و قال ہے تیرا

﴾24﴿ ش۔ ن۔ر۔ع۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ م ۷۷ ب ۴۸ پھر
۲۔ م ۷۷ اس نے
۳۔ م ۷۷ ب ۴۸ مجھ کو
﴾25﴿ ع۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ طبق م ۳۔ ب۔ ۵
الف ۴۔ کی
۲۔ ر۔ ۴۴ دوزخ و جنت
۳۔ ش ۱ ۔ ن ۱۰ میرا احوال ہے وہ اے غمگیں

﴾26﴿

میں نے ہر چند کہ اس کوچے میں جانا چھوڑا[۱] پر تصور میں مرے اس نے نہ آنا چھوڑا
ترک جس شوخ نے کی مجھ سے ملاقات بھی آہ[۲] اُس کے کوچے کا مرے دل نے نہ جانا چھوڑا
اس نے کہنے سے رقیبوں کے تجھے چھوڑ دیا جس کی اُلفت میں دِلا تو نے زمانا چھوڑا
اٹھ گیا پردہ ناموس مرے عشق کا آہ[۳] اس نے کھڑکی میں جو چلمن کا لگانا چھوڑا
دیکھ سودائی مجھے لوگوں سے وہ یوں بولے قید سے کس نے اجی ایسا دیوانا چھوڑا
ہاتھ سے میرے وہ پیتا نہیں مدت سے شراب یارو کیا اپنی خوشی میں نے پلانا چھوڑا[۴]
پڑ رہا کرتے ہیں اُس روز سے پٹی کے تلے اُس نے جس شب سے ہمیں ساتھ سُلانا چھوڑا[۵]
بولنا جھوٹ بھی تجھ سے نہ چھٹا وعدہ خلاف واسطے ہم نے ترے اپنا لگانا چھوڑا[۶]
نام سُنتے ہی ترا ایسے خریدار ہوئے کہ خریداروں نے یوسف کا[۷] بتانا چھوڑا[۸]
مجھ سے ہنستے تو لیا دیکھ تجھے غنچہ دہن تب سے لوگوں نے شگوفوں کا کِھلانا چھوڑا[۹]

تیرے غمگیں کو پریشانی ہے اس روز سے یار
تو نے جس روز سے زلفوں کا بنانا چھوڑا

﴾26﴿ ر۔ب۔ع۔خ۔ غزل ندارد
[۱] ن ۸، ش ۴ گو کہ گھر اپنے اسے میں نے بلانا چھوڑا
[۲] ن ۸، ش ۴ میں نے کی ترک ملاقات بھی جس شخص سے آہ
[۳] ن ۸، ش ۴ ہائے
[۴] ش۔ن۔ شعر ندارد
[۵] ایضاً۔
[۶] ایضاً۔
[۷] الف ۵ کے
[۸] م ن ندارد حاشیہ بر الف ۵
[۹] ایضاً

﴿27﴾

ایسا[1] ہے اس وجود سے اس کو حجاب سا   بحر عدم میں جیسے فلک ہے حباب سا
ابلیس دیکھ کر مجھے کہنے لگا کہ حیف   آیا نہ میرے قابو میں تجھ سے خراب سا[2]
کیا وصل کا میں ہمدموں اُس سے کروں سوال   دیتا دکھائی دے ہے مجھے وہ جواب سا[3]
کیفیت اس کی دیتی ہے معشوق سی خبر   کوئی نشہ جہاں میں نہیں ہے شراب سا
روزالست میں نے نہ دیکھا ہو تجھ کو شوخ   آتا ہے یہ خیال مجھے ایک خواب سا
مضطر نہ کس طرح ہو دلِ بے قرار آہ   ہے ہائے آج اس کو بھی کچھ اضطراب سا[4]
اپنے مقدمے میں جو میں نے کیے سوال   منہ دیکھ رہ گیا وہ مرا لاجواب سا[5]
مدت میں مہربان ہوا تھا وہ آہ کل   پھر آج دیکھتا ہوں وہی پرعتاب سا[6]

تو اس کو مت سراب سمجھنا کہ بھول ہے
بحرِ تعینات ہے غمگیں سراب سا

﴿27﴾ ش ن خ ع   غزل ندارد

۱۔ ر ۵۴ یوں ہے مرے-------
۲۔ ر۔ شعر ندارد
۳۔ ر۔ ب۔ شعر ندارد
۴۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ایضاً۔
۶۔ ب۔ شعر ندارد

﴾28﴿

عاشق ہوں تری[۱] جفا وفا کا
طالب نہیں درد اور دوا کا[۲]
آتی ہے اسی طرف سے ہر روز
نقشا یہ برا بندھا صبا کا[۳]
کچھ یاد بھی ہے وہ رات کی بات
اب نام نہ لیجیے حیا کا[۴]
ہاتھوں سے ملا ہے خون کس کا
قاتل نہیں رنگ یہ حنا کا[۵]
کیوں تو نے دیا دل اُس صنم کو
کیا تجھ پہ پڑا غضب خدا کا[۶]
قدرے بھی اسے نہ رحم آیا
کیا آہ علاج ہے قضا کا[۷]
کیا چھوڑی ہے راہ کفر و اسلام[۸]
بندہ ہوں میں اپنے رہنما کا
پاتا ہی نہیں میں دل کو جس وقت
آتا ہے خیال دل ربا کا
کیا مبتدی اس کو سمجھے غمگیں
ہر شعر ترا ہے انتہا کا

﴾28﴿ ش۔ع۔خ۔ غزل ندارد

[۱] م۔ ۱۹ میری
ر۔ ، فقط

[۲] ن ۷ کچھ غم نہیں درد اور دوا کا

[۳] ر۔ شعر ندارد

[۴] ایضاً

[۵] ایضاً

[۶] ایضاً

[۷] ایضاً

[۸] م۔ب کفر اوراسلام
ب ۱۲ کفر اسلام

﴿29﴾

جس وقت نزول ہو بلا کا   پھر قصد نہ کیجیے دعا کا
جز صبر نہیں علاج کوئی   اُس شوخ کے جور اور جفا کا
گر تجھ کو کھلے فنائے فعلی   اک حکم ہے رند و پارسا کا
اوراق شجر کی دیکھ تحریک   از خود نہیں[1] فعل ہے ہوا کا
یا بے ادبی ہے یا ہے غیبت   مت نام لیا کرو خدا کا
لگ چلیو[2] بہت نہ اسے ناداں   غافل ہے تو خوف رکھ رجا کا[3]

تیری ہی فنا بقا ہے غمگیں
واں دخل نہیں فنا بقا کا

﴿29﴾ ش-خ-ع- غزل ندارد
[1] م-۳۱ از خود نہیں پر
[2] م-۳۲ چلو
[3] ن-ر شعر ندارد

﴾30﴿

رخ جام کا ادھر ہے فلک کے حباب کا
طالب الست سے ہے مگر یہ شراب کا
جب تک نہ محتسب ہوں[۱] میں اپنی شراب کا
کیا محتسب حصول تیرے اختساب[۲] کا[۳]
شرمندگی سے مجنوں ہوا قیس ہمدموں
وحشت کا حال جب کے سنا مجھ خراب کا[۴]
قاصد کو دیکھ دیکھ کے اُس شوخ نے کہا
یہاں منتظر نہ بیٹھ تو خط کے جواب کا
حق میں ترے دلا یہ نہ ہو آفتاب حشر
ہجراں میں شوق سیر نہ کر ماہتاب کا [۵]
کہنے لگا وہ سب یہ خیالات ہیں ترے
میں نے جو ذکر اُس سے کیا اپنے خواب کا[۶]
چشم امید کس سے رکھے کوئی عشق میں
خوں جب سفید آہ ہو چشمِ پر آب کا[۷]
جس طرح معنی لفظ میں ہوتے ہیں مستتر
ایسا ہی تجھ سے اُس کو ہے عالم حجاب کا
ہرگز شگفتگی نہیں اس میں سوائے کبر
تقویٰ سے یہ سبب ہے میرے اجتناب[۸] کا
میرا جو انتخاب ہے سو کلیات ہے
کیا کلیات آہ[۹] ہوا انتخاب کا
وعدے پہ شب کے کیجئے وفا یا نہ کیجیے
پھر کیا سبب ہے صبح سے مجھ پُرعتاب کا[۱۰]

غمگیں غزل نہ لکھ جو نہ بدلے تو قافیہ
دل یہ کہے ہے بسکہ نشہ ہے شراب کا

﴾30﴿ ش۔ن۔ع۔خ۔ غزل ندارد
[۱] م۔ ۵۶۔ لفظ "ہوں" ندارد
[۲] م۔ ۵۶ اجتناب
[۳] ر۔ شعر ندارد
[۴] ر۔ب۔ شعر ندارد
[۵] ر شعر ندارد
[۶] ر ب شعر ندارد
[۷] ر شعر ندارد
[۸] م۔ ۵۷ احتساب
[۹] م ۵۷۔ ب ۳۳. "واہ"
[۱۰] م ب ر شعر ندارد

﴿31﴾

ہے جسم مثل کانِ نمک مجھ خراب کا
آب و خور اس میں حکم رکھے ہے شراب کا
بے اختیاری میری سے گھبرائے ہے وہ شوخ
موجب یہی ہے صرف تغافل عتاب کا
میرے سیاہ خانے میں کیا احتیاج شمع
ساغر رکھے ہے جلوہ یہاں آفتاب کا[ا]
اس رشکِ[۲] گل کے آتے ہیں رخسار آہ یاد
مت پھول باغباں مجھے دکھلا گلاب کا[۳]
پیغام کا اجل کے کروں کیوں نہ انتظار
جو منتظر عبث رہوں اُس کے جواب کا
بیدار دیکھتا ہوں میں دن کو بھی یار خواب
ایسا بندھا خیال ہے اُس شب کے خواب کا
گریاں ہوں بسکہ تیرے تصور میں شعلہ رو
ہے لطف سال بھر مجھے برق و سحاب کا[۴]
ہے فرق مے کشوں میں تو دھوکا نہ کھائیو
نقشہ ہے ایک گو کہ شراب و سراب کا
ساقی مے سفید گلابی میں ہے یہ کیا
یا میرے چھیڑنے کو عرق ہے گلاب کا[۵]
ہے وصل و ہجر سے یہ عروج و نزولِ ماہ
عاشق زبسکہ ہے[۶] یہ مرے آفتاب کا
جس حال میں کہ تجھ سے ہے محجوب میری[۷] جان
کرتا گلہ عبث ہے تو اس کے حجاب کا

غمگیں کبھی شراب صبوحی نہ چھوڑیو
دن رات میں ہے وقت یہی فتح باب کا

﴿31﴾ ر-خ-ش-ن-ع- غزل ندارد
ا- ب- شعر ندارد
۲- م- رخش [سماعی غلطی معلوم ہوتی ہے]
۳- ب- شعر ندارد
۴- -ایضاً-
۵- -ایضاً-
۶- م- ۶۷ ہے
۷- ب- ۴۰ تیری

﴿32﴾

وہی شراب وہی نشہ ہے شراب کا
ساقی جُدا ہے طور یہ کیوں ہر خراب کا

بوئے عرق کی اپنی نہ عادت ہو گر تجھے
تو لے نہ نام تو[۱] کبھی عطر و گلاب کا[۲]

بیتاب آہ دل ہے مرا چشم ہے پُر آب
کیونکر نہ حُسنِ یار ہو اُس آب و تاب کا[۳]

لذّت سے منہ میں پانی بھر آتا ہے شیخ کے
رکھے نہ کیوں وہ ذکر ہماری شراب کا[۴]

آتی ہے شام سے ہی شب وصل آج نیند
آیا کبھی خیال نہ ہجراں میں خواب کا[۵]

اے دل خموش رہ کہ وہ کیا جانے کیا کہے
گر تو جواب دیوے کچھ اُس کے جواب کا[۶]

لے سکتے یاں نہیں ہیں ہم اک[۱] دم بھی بے حساب
فرصت کہاں جو فکر ہو واں کے حساب کا[۷]

پیتا ہے وہ بھی چھپ کے تو دے ساقیا شراب
کچھ خوف محتسب کے نہ کر احتساب کا[۸]

دو چار شعر لکھ کے رہے بیٹھ ہمدمو[۹]
جو قصد اسدؔ کی طرح کرے انتخاب کا[۱۰]

اپنا تو مہرو لطف سے نکلے ہے[۱۱] آہ دم
غمگیںؔ کے دماغ ہے اُس کے عتاب کا

﴿32﴾ ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

[۱] م-۱۵ پھر

[۲] ر- شعر ندارد

[۳] ر-ب- شعر ندارد

[۴] ر- شعر ندارد

[۵] ر-ب- شعر ندارد

[۶] ا-۱۰-م ۱۵ ب ۱۱-ایک

[۷] ر شعر ندارد

[۸] ایضاً

[۹] الف-۱۰-م-۱۵- ہمدموں

[۱۰] ب- شعر ندارد

[۱۱] م- ۱۵ لفظ "ہے" ندارد

﴿33﴾

اب میں ہوں تو ہے شب ہے نشہ ہے شراب کا
مت کر حجاب وقت نہیں ہے حجاب کا
رہتا ہے رات دن یہ خرابات میں ہی آہ
خانہ خراب ہو دلِ خانہ خراب کا[1]
بیدار ہو کے دیکھ تو باطن کی چشم سے
جو ہے ترے خیال میں عالم ہے خواب کا
آیا جو شب کو بام پہ وہ ماہ چار[2] دہ
رنگ ہو گیا سفید وہیں ماہتاب کا[3]
کیونکر وہ مجھ مریض کے خط کا جواب دے
لازم نہیں طبیب کو دینا جواب کا
صحبت برار آہ ہو کس طرح ہمدمو[4]
اُس کو نشہ جوانی کا مجھ کو شراب کا
تیرے وجود اور عدم کی یہ شکل ہے
نقشا ہو جس طرح سے کہ[5] بحر و حباب کا[6]
دن رات اس کو کام ہے رونے سے مردماں
خانہ خراب ہو کہیں چشم پُر آب کا
جس سے کہ حسن اور بھی دُگنا نظر پڑے
کیا لطف ہے بتاؤ اجی اس نقاب کا
آتے ہیں جیسے[7] یاد شب ہجر، عیشِ وصل
عالم یہی ہے روز جزا کے حساب کا
زاہد بہشت وصل ہے دوزخ ہے ہجر آہ[8]
قائل نہیں میں اور عذاب و ثواب کا
غمگیںؔ غزل اک اور لکھو اپنے طور کی
لیکن ہو اُس میں ذکر کچھ اُس کے حجاب کا[9]

﴿33﴾ ع خ غزل ندارد

[1] ر۔ب۔ شعر ندارد

[2] م۔۱۴ چہار دہ / شعر برحاشیہ ۔ الف ۔ ۹

[3] م ۱۴، ”ووہیں سفید رنگ ہوا ماہتاب کا“

ر۔ ندارد

[4] الف ۔ ۹ ۔ م ۔ ۱۴ ۔ ن ۔ ۲ ۔ ب ۔ ۱۰ ۔ "ہمدموں"

[5] ن ۲ جو

[6] ب۔ شعر ندارد

شعر بر حاشیہ الف ۹

[7] ن ۳ یاد جیسے

[8] ن ۳ دوزخ بہشت غمگیںؔ یہی ہجر و وصل ہیں

[9] ش۔ شعر ندارد

﴿34﴾

شوق گر بحر فنا میں تجھ کو ہو غرقاب کا
ہاتھ لانا پھر ہے آساں گوہرِ نایاب کا
کیا اُنھیں تشبیہ دوں مکھڑے سے اپنے مہ کے میں[۱]
بے سرو پا حسن ہے خورشید اور مہتاب کا[۲]
چھوڑ وہ[۳] خوئے تغافل ہو نہ جاوے زود رنج
حال[۴] میں کہتا نہیں اُس سے دلِ بیتاب کا
عشق کے آتش سوا دل کو نہیں صبر و قرار
ہے خواص الٹا اس اپنے پارۂ سیماب کا
جاگنا سونا مجھے یکساں ہے غمگیں عشق میں
خواب بیداری ہے، بیداری ہے عالم خواب کا[۵]
کیا ستم ہے دل مرا اک[۶] آفت جاں کے لیے
دشمنِ جاں ہو گیا سب دوست و احباب کا[۷]
اُس کی صورت کے تصور میں خلل آتا نہیں
کیوں گلہ ناحق کروں اس دیدۂ پُر آب کا[۸]
میکدہ مسجد مجھے یکساں نظر پڑتے ہیں آہ
دھیان آ جاتا ہے اُس ابرو کے جب محراب کا[۹]
مردمِ چشم اُس کو[۱۰] شاید دیکھ لیویں خواب میں
رشک سے مجھ کو خیال آتا نہیں ہے خواب کا[۱۱]
جب سے اُس مہ رو کو دیکھا اپنے غمگیں خواب میں
اور عالم ہو گیا خورشید عالم تاب کا[۱۲]

﴿34﴾	ش۔ن۔خ۔ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔	لفظ "میں" ندارد
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	ر۔	کر
۴۔	ر۔	حال میں کیونکر کہوں
۵۔	یہ شعر نسخہ ب (۲۰) میں بطور مقطع شامل ہے	
۶۔	الف۔ ۲۱۔ م۔ ۲۴	ایک
۷۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۸۔	۔ایضاً۔	شعر ندارد
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	م۔	کی
۱۱۔	ب۔ر۔	شعر ندارد
۱۲۔	۔ایضاً۔	

﴿35﴾

منظور کیجئے یا تو اٹھانا نقاب کا
یا چھوڑ دیجیے ہم کو پلانا شراب کا[۱]

یاں تک جگر کباب ہوا جل کے اب مجھے
آتا نہیں ہے لطف و مزا کچھ کباب کا[۲]

آبِ عنب بہت سا پلا کر تو ساقیا
برباد گھر نہ کر کسی خانہ خراب کا

خط کا نہ دیں گے میرے سوا چپ وہ کچھ جواب
خاموشی ہے جواب دِلا لاجواب کا[۳]

اُس جامہ وار کی وہ رضائی وہ اُس کی بو
تختہ کھلا ہو جیسے کہ ہمدم گلاب کا[۴]

دل کا بخار دل میں ہی گو مرداں رہا
رونا تو بارے بند ہے چشمِ پر آب کا[۵]

ایسی[۶] خوشی تو اب کے ہرگز نہیں ہمیں
غم جس قدر کہ آہ رہے ہے عذاب کا[۷]

مجھ کو شراب کا ہے نشہ ساقیا بہت
کرتا نہ دیکھ ذکر سرود و رباب کا[۸]

غمگیں غزل تو تیسری بھی پڑھ سنا ہمیں[۹]
ہوتا ہے شعر خوب ترا آب و تاب کا[۱۰]

﴿35﴾ ن-ش-ع-خ- غزل ندارد

[۱] نسخہ ب میں پہلے شعر کے سوا تمام اشعار اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں -

[۲] ر- شعر ندارد

[۳] ایضاً-

[۴] ایضاً-

[۵] ایضاً

[۶] ر- ۴۶ - اتنی

[۷] ر- ۴۶ جتنا کہ ہم کو خوف ہے ہر دم عذاب کا

[۸] شعر برحاشیہ-الف ۱۰

[۹] م- ۱۵ غمگیں تو تیسری بھی غزل پڑھ سنا ہمیں

[۱۰] ر ۴۶ غمگیں ہمیں بھی اپنی سُنا دے کوئی غزل

شعر بر حاشیہ الف

﴿36﴾

اور صنم طور پڑا آپ کا   اب ہے نگہبان خدا آپ کا
جان گئی دین گیا دل گیا   دھیان و لیکن نہ گیا آپ کا
روزِ قیامت مجھے ہوتا یہ دن[1]   شب کو جو کرتا میں کہا آپ کا
آپ کی حُبّ[2] اور مرے عشق سے   طور پڑا میرا جدا آپ کا
دل کو دیا اور گرہ میں سے کھول   یہ کہو کیا میں نے لیا آپ کا[3]
کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے   میں تو بہرحال ہوا آپ کا[4]
یاد مجھے آئی جب اپنی وفا[5]   بھول گیا جور و جفا آپ کا[6]
ہاتھ قدم سے نہ اٹھاؤں گا میں   یوں مرے سر پر[7] ہے کہا آپ کا[8]
یہ ہی تمنا کہ نہ دیکھا تمھیں   اور تو سب کچھ ہے دیا آپ کا[9]
کفر سے اسلام سے غمگیں کو کیا   وہ تو بہرحال ہوا آپ کا[10]

غمگین نے کل رات کو اس بات چھٹ
کون سا کہنا نہ کیا آپ کا[11]

﴿36﴾ ر ع خ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۳ مجھ یہ گذرتا یہ قیامت کا روز
۲۔ طبق-م- ۱۸ ب- ۱۲-
الف ۱۲ جب
۳۔ ب- شعر ندارد
۴۔ -ایضاً-
۵۔ م- ۱۹ یاد مجھے آتی ہے جب--------
۶۔ ب- شعر ندارد
۷۔ م- ۱۹ ....سر پہ کہا آپ کا
۸۔ ب- شعر ندارد
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ب -(۱۲) میں یہ شعر بطور مقطع شامل ہے
۱۱۔ شعر بر حاشیہ الف
ب شعر ندارد

﴿37﴾

بھید نہ تو کھولے گر اس بات کا　　خوب ہے یہ طور ملاقات کا
بس ہے تجھے صرف اسی کا خیال　　لا نہ خیال اور خیالات کا
دیکھے گر اس بت کا کرشمہ تو پھر　　نام نہ لے شیخ کرامات کا
اُس بُتِ کافر سے بجز اپنی فنا[1]　　کوئی نہیں طور ملاقات کا
دیر و حرم میں لگے کیا دل وہ خاک　　جس[2] کو کہ چسکا ہو خرابات کا
دل میں بہت آ نہ مرے اے پری　　دیکھ مکاں ہے یہ طلسمات کا
پھر نہ چھٹی عمر بھر اُس سے شراب　　جام پیا جس نے میرے ہات کا[3]

ایک غزل اور بھی غمگیں لکھو
پاس ہے گر تم کو میری بات کا

﴿37﴾ ش۔ر۔ع۔خ۔　　غزل ندارد

[1] حاشیہ نسخہ الف ۔۱۵ پر ایک مصرع اضافہ ہے "اب تو تصور کے سوا اُس کے بس"
ن ۴　　اب تو تصور کے سوا اُس سے آہ

[2] م ۲۳۔　　کے جس کو

[3] م ۲۳۔　　ہاتھ

﴿38﴾

حال مجھے یاد ہے اُس رات کا　　اب ہے یقیں کس کو تری بات کا
مانے مری بات یہ دل کس طرح　　آپ کی خوگر ہے عنایات کا
آہ وہ اب آئیں گے اوراپنے[1] پاس　　کچھ نہیں سامان مدارات کا[2]
کر نہیں سکتا کم و بیشی خیال　　ہائے یہ نقشہ ہے کچھ اُس گات کا
میں تو یہ آوارہ وہ پردہ نشیں　　طور ہو کس طرح ملاقات کا
ماہ میں اور اس مرے خورشید میں　　فرق ہے اے ہمدمو[3] دن رات کا
زندگی اب صرف ہے میری خیال　　بس کہ میں پتلا ہوں خیالات کا
بات میری مان کے کہتے ہیں وہ　　ذکر نہ کیجو کہیں اس بات کا

ساتھ کوئی اس کے نہ پینا شراب
رند ہے غمگیں یہ خرابات کا[4]

﴿38﴾ ش ر خ ع　غزل ندارد
[1] ن-　میرے
[2] ب-　شعر ندارد
[3] الف ۱۵ - م - ۲۴ - ب - ۱۴ - ن - ۶ - ہمدموں
[4] ن - ۶　غمگیں ہے ایک رند خرابات کا

﴾39﴿

تشنہ بہت ہوں خضر میں اپنی وفات کا
مر جاؤں گا نہ نام لے آبِ حیات کا
لکھنے لگا جو اُس کو میں مضمونِ بے کسی[1]
پانی سفید ہونے لگا بس دوات کا[2]
دیکھا ہے جب سے اس کو خلا و ملا میں آہ
عالم ہی اور دیکھتے ہیں کائنات کا[3]
چھپ چھپ کے باتیں کرتے تھے جو میرے کان میں
مقدور اب نہیں ہے مجھے اُن سے بات کا[4]
آتے ہی دھیان اُٹھتی ہے سینے میں گدگدی
اے ہمدم اُس کے آہ یہ عالم ہے گات کا[5]
جس نے عذاب اس کے اٹھائے ہیں یہاں وہاں
یہ[6] عشق ہی کفیل ہے اس کی نجات کا[7]
کیا ہم سفر رہیں ترے پردہ نشین ہم
وہ چاک بھی سیا ہے کسی نے قنات کا[8]
ہر شب کو بن کہے میں[9] دباتا ہوں دست و پا
کچھ یہ مزا پڑا مجھے اُس کی لات کا[10]
آنا فانا اور ہے دنیا کا رنگ ڈھنگ
کیا اعتبار کوئی کرے اس کی بات کا[11]
مجھ کو غرض جفا سے نہ مطلب وفا سے کچھ
عاشق نہیں ہوں یار میں تیری صفات کا[12]
جز ذات کچھ وجود نہیں ہے صفات کو[13]
حیراں وجود مجھ کو کرے ہے صفات کا
جو اس کے علم میں ہو تعین ضرور ہے
عارف ہو کس طرح سے کوئی اس کی ذات کا
کُل کس کو جزو کس کو کہوں اس میں مَیں بھلا
جامع ہر ایک جزو ہے کل کائنات کا
ٹھہرائی ٹھہری بات ذرا میں بچل گئی
غمگیں نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رات کا[14]

﴾39﴿ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

[1] م۔ ۵۷۔ ب۔ ۳۳ لکھنے لگا میں اس کو جو مضمونِ بے کسی

[2] ر۔ شعر ندارد

[3] ایضاً

[4] ر-ب- شعر ندارد

[5] ایضاً

[6] م-۵۷ یہ عشق ہے کفیل بھی اُس کی نجات کا

[7] ر-ب- شعر ندارد

[8] ایضاً

[9] م- ۵۴ لفظ "میں" ندارد

[10] ر-ب- شعر ندارد

[11] ایضاً

[12] ایضاً

[13] طبق م ۵۸
الف لفظ "کو" ندارد

[14] ر شعر ندارد

﴾40﴿

دیکھ کے عالم کچھ آہ ہمدمو[۱] اُس گات کا — ہوش نہ مجھ میں رہا اور کسی بات کا
کوئی نہیں بزم میں جو نہیں مدہوش و مست — پیر مغاں وقت ہے آج مناجات کا
کعبے کے اسرار شیخ تب تجھے[۲] معلوم ہوں — جب کہیں مکشوف ہو[۳] حال خرابات کا
مست ہوں مدہوش ہوں یارو میں جو کچھ کہوں — کیجیو مت اعتبار میری خرافات کا
جا کے کروں کیا وہاں چھوٹ گیا وہ مکاں — چوری چھپے تھا جہاں طور ملاقات کا
رہ نہ دلا تو علیل ہجر بہت ہے قلیل — اب تو ہے ساقی کفیل تیری مہمات کا[۴]
ہاتھ سے میں ان کے[۵] سر پٹیوں ہوں اب رات بھر — رکھتے تھے جو زیرِ سر تکیہ میرے ہات کا[۶]
روز بناتا ہوں یاں یار[۷] نیا اک[۸] جہاں — کیا کروں تجھ سے بیاں اپنے میں حالات کا
تُو تو ہے مستِ شراب دیکھے ہے بیدار خواب — شیخ یہ دے[۹] ہے جواب میرے سوالات کا
حرف و حکایت نہ واں رمز و اشارت نہ واں — عقل و ہدایت نہ واں ذکر نہ طامات کا
راہ یہ[۱۰] ہے پر خطر اس میں ہے تجھ کو ضرر — آوے تیرے دل میں گر دھیان کرامات کا

تیری ہے غمگیں قسم ہو نہیں سکتا رقم
کیا کہیں احوال ہم وصل کی کچھ رات کا

﴾40﴿ ن-ر-ش-ع-خ- غزل ندارد
[۱] الف ۳۲ - م - ۵۴ - ہمدموں
[۲] م- ۵۴ مجھے
[۳] م- ۵۴ لفظ "ہو" ندارد
[۴] ب شعر ندارد
[۵] م- ۵۴ ....نہ ٹر پیٹھوں اب رات بھر
[۶] ب- شعر ندارد
[۷] م- ۵۴ تار
[۸] الف - ۳۲ - م ۵۴ - ایک
[۹] ا-ب- "ہے" ندارد
[۱۰] م- ۵۴ ہے یہ

﴿41﴾

وجود اپنے کا دعویٰ اس میں ہے اور فعل قدرت کا
تجھے دعویٰ نہیں عابد فقط اپنی عبادت[1] کا
گناہوں کا کریں اقرار کیوں کر اپنے ہم مجرم[2]
سخن کی آہ طاقت ہے نہ ہے مقدور حُجت کا
تری الفت نہیں[4] مجھ کو یہی ارمان و حسرت ہے
عبث تو پوچھتا ہے میرے اور ارمان و حسرت کا[5]
وہ اپنا درد و رنج و غم بیاں تجھ سے کرے ظالم
مزا جس کو برا لگتا ہے[6] اپنے عیش و عشرت کا
سوا اس کے کہ اس کو ہجر میں راحت ہے اے ہمدم
نہ کیجو ذکر اس سے میرے ہجراں کی مصیبت کا[7]
فریب و مکرو حکمت اور زور فیلیسوفی میں
ارادہ[8] مجھ کو تجھ سے شیخ ہے مدت سے بیعت کا
رہا وہ بیٹھ صحرا میں بس اپنے دست و پا گم کر
سنا جس وقت سے مجنوں نے شہرہ[9] میری وحشت کا[9]
وہ خواہاں گر نہ ہوتا شوخ[11] بے پرواہ ترا اے دل
تو محشر تک نہ لیتا نام تو اس کی محبت کا
وہ ہی آگاہ رکھتا ہے تجھے اے یار غفلت سے
رہے ورنہ ہمیشہ یار تو ہوشیار غفلت کا[12]
کرے کس طرح توبہ وہ شراب مرد افگن سے
جسے چسکا پڑا ہو شیخ جی مستی و غفلت کا
نہیں تسکین ہوتی مے کے پینے سے ذرا مجھ کو
نہایت ساقیا تشنہ ہوں میں تیری محبت کا[13]
غزل اک[14] اور بھی اپنی طرح کی آج لکھ غمگیں
مگر مضمون اس کا صرف اور خالص ہو وحدت کا

﴿41﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱۔ م- ۵۱ عبات
۲۔ ب- شعر ندارد
۳۔ م- محرم
۴۔ الف- ۳۱- لفظ "ہے" زائد
۵۔ ب- شعر ندارد
۶۔ م- ۵۱ ہوئے / ب- ۳۱ ہو
۷۔ ب- شعر ندارد
۸۔ الف- ۳۱، م- ۵۲ شہرا
۱۰۔ ب- شعر ندارد
۱۱۔ طبق -ب-
الف- شوح
۱۲۔ ب- شعر ندارد
۱۳۔ ب- شعر ندارد
۹۔ الف- ۳۱- ب- ۳۰- م ۵۲ ایلک

کسی کو عشق سیرت ہے کسی کو عشق صورت کا
خدا جانے کہ یہ[۵] کس پر ہے دل مجھ بے حقیقت کا
سمجھ میں تیری کچھ آیا نہ عالم حسن کا اُس کے
مگر اتنا کہ ہے وہ شوخ پتلا صرف حیرت کا[۶]
ورق دنیا و دیں کا صاف اٹھ[۹] جاتا ہے نظروں سے
تصور[۱۰] جبکہ آجاتا ہے ہمدم اُس کی صورت کا
تجھے ہوتی اگر کچھ معرفت اپنی حقیقت کی
تو تُو سائل نہ اے دل مجھ سے پھر ہوتا طریقت کا[۱۱]
نفی وحدت کی گر کثرت نہیں تو یہ بتا مجھ کو
کہ تو اثبات کیوں کثرت میں پھر کرتا ہے وحدت کا[۱]
حقیقت جس کو اپنی ہوگئی معلوم اے واعظ
اُسے کیا دھیان پھر رہتا ہے وحدت اور کثرت کا[۲]
زباں[۳] سے جو کہے واحد اسے وہ شخص مشرک ہے
کرے ہے بت پرستی جس کو ہے ایمان وحدت کا
زباں[۳] سے جو کہے واحد اسے وہ شخص مشرک ہے
کرے ہے بت پرستی جس کو ہے ایمان وحدت کا
جسے ہے وجد اور وجدان کیا ہے اس نے گم اُس کو
بعید اس سے سمجھ اس کو جسے دعویٰ ہے قربت کا[۴]
کرے[۵] تعریف جو اُس کی نہیں کچھ معرفت اس کو
شقی ہے جو کرے قصد اس طرف واعظ اشارت کا
تو اس کی بزم میں خاموش رہ جوں[۶] بتکدے میں بت
مقام اے یار یہ جس پر کھلا پتلا ہے حیرت کا
وفا جنت کے وعدے پر کروں دنیا میں اے غمگیں
نہ ہو آداب گر[۸] مجھ بے شریعت کو شریعت کا

﴿42﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد

[۱] م- ۵۲.... کہ کس پہ ہے پر دل.........
ر- ۵۳... غش کس پر ہے دل...............
[۲] ب- شعر ندارد
[۳] م- ۵۲ اُز...............................
[۴] ر- ۵۳ تصورجب کبھی آجاتاہے کچھ اس کی صورت کا
[۵] ر- تواے دل مجھ سے سائل ہی نہ ہوتا تو طریقت کا
ب- شعر ندارد،
[۶] ب- شعر ندارد
[۷] ر- شعر ندارد
[۸] ر-۵۳ زباں سے صرف جو واحد کہے اس کو وہ مشرک ہے-
[۹] ر- شعر ندارد
[۱۰] -ایضاً-
[۱۱] طبق، م ۵۲
الف ۳۲ "جو"
[۱۲] ر- شعر ندارد
[۱۳] ر- ۵۳ اگر

«43»

یہ کیا پرتو پڑا اس دل[۱] پہ تیرے قدوقامت کا   کہ بالکل دغدغہ ہی اٹھ گیا روز قیامت کا
مرے اب تک بھی ہدم ہاتھ[۲] پاؤں دیکھ ٹھنڈے ہیں   خیال آیا تھا شب کو آہ کچھ اُس کی شرارت کا[۳]
غمِ ہجراں نے برپا کی قیامت گو مرے سر پر   مگر قائل ہوں اے ہدم میں اپنی استقامت کا
شرارت کا کہیں کچھ اُس کی خطرہ دل میں گزرا ہے   یہ بے موجب نہیں ہے یک بیک آنا حرارت کا
تمنائے[۴] شہادت اپنے دامن گیر ہوتی ہے   اگر کوچے سے اُس کافر کے کیجیے قصدِ ہجرت کا
تصور میں کبھی آوے تو شب بھر پاؤں دبواوے   سحر کو جب کہیں جاوے یہ عالم ہے نزاکت کا

کسی کی بھی مروّت دل میں پھر رہتی نہیں غمگیںؔ[۵]
جہاں آیا مجھے کچھ دھیان اپنے بے مروّت کا

«44»

خانۂ دل ہے ترا جلوۂ معبود کا   منتظر دائم یہیں رہ اپنے تو مقصود کا
میرا ظاہر اپنے باطن کو کرے ہے یہ سجود[۱]   کیا کہوں اسرار تجھ سے ساجد و مسجود کا
گر کھلے چشم حقیقت ہے عدم عین وجود   فرق لفظی صرف ہے معدوم اور موجود کا[۲]
بے غرض الفت عجب دولت ہے گر ہووے نصیب   فکر عاشق کو نہیں لائق زیان و سود کا
بے کدورت دل کے آئینے میں دیکھا خوب صاف   ایک نقشہ ہم نے ہدم[۳] شاہد و مشہود کا
جنت و دوزخ کی ہرگز پھر نہ رکھ بیم و اُمید   ق[۴] کوئی کر سکتا نہیں کچھ نسبت و نابود کا[۵]

اپنی عبدیت کی غمگیںؔ دمبدم کر تو نفی[۶]
خود بخود اثبات تا ہووے ترے معبود کا[۷]

«43»	ن-ش-ر-ع-خ-	غزل ندارد
۱	ن-	پر
۲	ن-	ہاتھ اور پاؤں
۳	ب-	شعر ندارد
۴	طبق-ب-	
	الف ۱۲	تمنا ہی
۵	م-	مروت پھر کسی کی دل میں رہتی ہائے نہیں غمگیںؔ
«44»	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱	ر-	میرا ظاہر اپنے باطن ہی کو کرتا ہے سجود
۲	ر-	شعر ندارد
۳	ر-	اکثر
۴	طبق ب	
۵	ر-	خود بخود اثبات ہو تاکہ ترے معبود کا
۶	ب-	نفی تو
۷	ر-	شعر ندارد

دے ساقیا شراب کہ ہے روز عید کا
تشنہ جگر ہوں دیکھ میں عہدِ بعید کا[۱]
ہادی صفت ہے اس کی تو اُس کی صفت مُقِبل
اک[۲] بحر سے ہے شرب شقی و سعید کا[۳]
مجھ سے نہ بحث کیجیے مسجد کو جایئے
پہنچا ہے وقت شیخ جی مالا[۴] کشید کا[۵]
جو شخص یار رکھے در دل پہ[۶] اپنے قفل
لائق[۷] ہے اس کو ہو متلاشی کلید کا[۸]
وعدہ ترا بھی نا متناہی ہے کیا مگر[۹]
اے شوخ منتظر ہوں میں عمر مدید[۱۰] کا[۱۱]
بندے میں اور خدا میں ہے[۱۲] جو راز اور نیاز
بس ہے[۱۳] وہی معاملہ پیر و مرید کا
جلتا ہے جوں جوں سوختہ دل شعلہ رو ترا
رکھتا زباں پہ ورد ہے ہل من مزید کا[۱۴]
آزاد مفلسوں کی ہے کیا ہم سے شیخ عید
جس دن کہ ید پہ عین ہو ہے روز عید کا[۱۵]
کل دوست میں ہوا ہوں یہ آج اُس کا حال ہے
دشمن ہو کوئی جیسے کہ عہدِ بعید کا[۱۶]
اس کو خبر نہ ہوگی کبھی ذوق و حال سے
جس مبتدی کو شوق ہے گفت و شنید کو[۱۷]
نقصان منتہی کو نہیں قیل و قال میں
لائق ہے مبتدی کو رہے محو دید کا[۱۸]
غمگیں نہ جانیو تو کسی شے کو غیر حق
انکار صاف ہے یہ کلامِ مجید کا[۱۹]

﴾45﴿ ش-ن-خ غزل ندارد
۱ـ ع- شعر ندارد
۲ـ طبق -م-۷۰ الف - ۴۱ - سحر
۳ـ ب- ایک بحر ہے شرب شقی و سعید کا ر- اس میں قصور کیا ہے شقی و سعید کا
”ع“ شعرندارد
۴ـ ر-ع- شعر ندارد
۵ـ م- ۷۰ مالاچے
۶ـ ب- پر
۷ـ م- ہے
۸ـ ع-ر- شعر ندارد
۹ـ م- ۷۰ مجھ سے وعدہ تیرا ہی نامتناہی ہے کیا مگر
۱۰ـ م- بعید
۱۱ـ ع- ر شعر ندارد
۱۲ـ ر- جو راز و نیاز ہیں
۱۳ـ م- وہی ہے
۱۴ـ ر-ع- شعر ندارد
۱۵ـ ایضاً
۱۶ـ ب-ر-ع- شعر ندارد
۱۷ـ ر-ع- شعر ندارد
۱۸ـ ع- شعر ندارد
۱۹ـ ر- ہے صاف صاف حکم کلام مجید کا

﴿46﴾

پھر نہیں ممکن علاج اس دلِ رنجور کا
جو کہ ہو عاشق تری نرگسِ مخمور کا[۴]
کرتے ہیں ساماں وہاں سب کفن و گور کا
حال یہ پہنچا ہے یار اس ترے رنجور کا
دمبدم اے ہمدمو[۵] چبھتے ہیں بس نیشِ غم
پہلو میں میرے یہ دل خانہ ہے زنبور کا
جاری رہے ہے مدام اس میں سے خون مرد ماں
روؤں میں دکھ کب تلک چشم کے ناسور کا
ہجر میں اے مہ ترے[۶] ساتھ نہ تھا میرا یار
اور کہوں حال کیا اُس شب دیجور کا
شب تو نہ کی بات بھی صبح کہا مہر سے
غمگیں میں جاتا ہوں گھر وقت ہوا نور کاے

﴿46﴾ م-ر-ع-خ-، غزل ندارد، یہ غزل نسخہ "الف" صفحہ ۴۹ کے حاشیہ پر بھی "اوّل نوشتہ شد" کی صراحت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے- لیکن اس میں مندرجہ بالا دوسرا شعر موجود نہیں-

ا۔ ب- شعر ندارد

۲۔ الف- ۴۸ - ب - ۸ - ہمدموں

۳۔ طبق-ب- ۸ الف - ۴۸ - سایہ

۴۔ ب- شعر کا شروع کا آدھا حصہ پرنٹ نہیں ہے-

﴿47﴾

شکوہ کروں میں کس لیے عمر دراز کا
چسکا[۱] ہے آج تک مجھے عشق مجاز کا
کیا قہر ہے کہ ہم کو رہی ہی نہیں تمیز
ہے اور یہ مقام بہت امتیاز کا[۲]
جان تک نیاز[۳] کرنے کو حاضر ہے ہمدمو[۴]
مفتون یہ دل ہے اُس کے کچھ انداز و ناز کا[۵]
اس ساز دل سے نکلے ہے ہر نالہ سوز ناک
محتاج میں نہیں ہوں کسی سوزو[۶] ساز کا[۷]
پھر تجھ کو لطف عشق رہے گا نہ یاد رکھ
پرسان نہ تو[۸] دلا ہو میرے اس کے راز کا
وہ صرف ناز اور سراپا ہوں میں نیاز
کچھ مرتبہ رہا نہیں راز و نیاز کا
گل روتے دیوانے[۹] کے سودے سے آج کل
بازار خوب گرم ہے ہر یک بزاز[۱۰] کا
مجھ کو تمیز سے نہ پلا ساقیا شراب
عالم ہے اور وقت نہیں امتیاز کا
غمگیں کی اور عشق کی یہ شکل ہے اب آہ
نقشہ ہو جس طرح سے کہ کنجشک و باز کا[۱۱]
غمگیں بدل کے قافیہ لکھ اور اک[۱۲] غزل
کر ذکر اس کے اپنے مگر اس میں راز کا[۱۳]

﴿47﴾ ش-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ن-۸، جسکا
[۲] ر- شعر ندارد،
ن- ۸ اور ہم ہیں جس مقام میں ہے امتیاز کا
[۳] ن-۸، نثار
[۴] الف - ۱۶ - م - ۲۶ - ہمدموں
[۵] ب - شعر ندارد
[۶] م-۲۶، سوز ساز
[۷] ب- شعر ندارد
[۸] ن-۸، "اے"
[۹] م-۲۶، "ر"-۴۸، نازو نیاز،
[۱۰] ر-۴۸، دوانے
[۱۱] م- ن-۸، "ایک بزاز"
شعر بر حاشیہ الف- ۱۶
[۱۲] م-ر-ب- شعر ندارد
[۱۳] الف- ۱۶ م- ۲۶ د- ۸ ، ن- ۸ ب- ۱۶ ایک

«48»

اٹھ جائے دل سے تیرے جس دم خیال اُس کا　　بے پردہ جلوہ گر ہو تجھ پر جمال اُس کا
اس ممکنات میں ہم کرتے ہیں دید جس کی　　کیوں دیکھنا ہوا ہے واعظ محال اُس کا
یہ گفتگو نہ کرتا ہرگز بجز خموشی　　گر دیکھتا کبھی تو واعظ جمال اُس کا[1]
جاوے نہ دل سے تیرے جب تک کہ وہم فرقت　　ہووے تجھے میسر کیونکر وصال اُس کا[2]
اُس کے جمال کی تو رکھیو نہ کچھ توقع　　جب تک فنا نہ کردے[3] تجھ کو جلال[4] اُس کا
ہے محو ذکر جس کا سارا جہان ہمدم　　کرتی ہے ذکر خلقت اب خال خال اُس کا
رکھتا ہے متصل ہی[5] یہاں حکم منفصل کا　　اس مرتبے میں تجھ کو ہے اِتصال اُس کا
گرعشق اس صنم کا واللہ دل سے ہووے　　رہوے کبھی نہ زاہد تجھ کو خیال اُس کا[6]
جس مے کے وصف میں ہے واعظ کلام ناطق　　ہو کیوں نہ مے کشوں کو پینا حلال اُس کا[7]

سب میکشوں میں مرشد کس طرح ہو نہ غمگیں
دل سے مرید و طالب جب ہو کلال اُس کا

«48» ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ب۔ شعر ندارد
[2] ایضاً
[3] طبق م۔۷۸، ب۔۴۴،
الف۔۴۶، کرے
[4] م۔۷۸، جمال
الف۔ ۴۶ م۔ ۷۸ حال
[5] ا۔۴۶۔ م۔۷۸، م۔ ۷۸۔۴۷، بھی
[6] ب۔ شعر ندارد
[7] ۔ایضاً۔

﴿49﴾

عالم یہ آج اپنے ہے جوش و خروش کا
لگتا پتا کہیں نہیں کچھ عقل و ہوش کا
پیری[۱] میں تو نے[۲] کی ہے جو دکاں شراب کی
شاید کہ ہے مرید کسی مے فروش کا
پٹکا کیا میں سر مگر آئی نہ شب کو نیند
آیا جو یاد ہمدمو تکیہ وہ دوش کا[۳]
کس طرح چنگ و نے کی صدا سے دلا ہو[۴] وجد
میں منتظر ہوں اور ندا[۵] و سروش کا[۶]
بلبل گلوں کے ڈھیر پہ بس ڈھیر ہو گئی
کس نے بتا دیا اسے گھر گل فروش کا
رجعت[۷] شراب پینے کی ہو جائے گی تمہیں
جھوٹا نہ جام پیجیو[۸] مجھ بادہ نوش کا
وہ مے دے جس سے رہوے نہ ہوشِ دیوانگی
موسم ہے ساقیا یہی اب گل کے جوش کا[۹]
رکھتا نہاں ہے شیشہ مے جو کہ زیر دلق
میں معتقد ہوں شیخ جی اُس خرقہ پوش کا[۱۰]

یہاں[۱۱] تک شراب پی کہ[۱۲] رہا مرگ کا نہ ہوش
غمگیں[۱۳] نے نزع میں یہ کیا کام ہوش کا

﴿49﴾ ن-ش-ع- غزل ندارد
۱ـ م-، ۶۲، پریمین
۲ـ ر-، ۵۶، یوں لگائی ہے دوکاں.................................
۳ـ ر-ب- شعر ندارد
۴ـ الف-۳۷ م-۶۲ ب- ۳۶ ہمدموں
۵ـ ر-، ۵۶ ہو مجھ کو وجد...............
۶ـ ر-، ۵۶، ندائے
۷ـ ر- شعر ندارد
۸ـ م-، ۶۲، پیجیو
۹ـ خ- شعر ندارد
۱۰ـ ب-ر-خ- شعر ندارد
۱۱ـ خ-ر- شعر ندارد
۱۲ـ ر-، ۵۶، اتنی شراب
۱۳ـ م-، ۶۳، نہ رہا وقت مرگ کا ہوش
ب-، ۳۷، نہ رہا دو جہاں کا.............
۱۴ـ ر-، ۵۶، غمگیںؔ نے وقت نزع کیا کام ہوش کا
ب-، ۳۷، ....مرگ........

﴿50﴾

پوچھ مت مشرب تو مجھ آزاد عاشق کیش کا   قید مذہب سے بری مذہب ہے مجھ درویش کا
راہ گم کی وقت کو اپنے کیا اس نے تباہ   فکر جس سالک کو گزرا رہ میں پس یا[۱] پیش کا
نیش زنبور آہ لذت میں عسل سے کم نہیں[۲]   اپنی اپنی جا عجب ہے لطف نوش و نیش کا
بیش تو اُس کو سمجھ مقدار کم ہو جیسی کم[۳]   تا وجود آنکھوں سے اٹھے تیری کم اور بیش کا[۴]
یہ نہیں ممکن کہ اپنے دوست کے ہو وہ قریب   جو نہ ہووے آہ اے دل دشمنِ جان خویش کا
خیر کے تھے جو گماں شر سے مبدل ہو گئے   فکر حق باطل ہوا اس تیرے خیر اندیش کا[۵]
ذوق زخم تازہ کرتا ہے وہیں مجروح آہ   زخم جوں جوں یار بہ ہوتا ہے مجھ ریش کا
نوع میکش اور زاہد میں ہے ظاہر گو کہ فسق[۶]   شرب اک مشرب سے لیکن یھاں ہے شیر ونیش کا[۷]
دوست دشمن اپنی اپنی سب گرفتاری میں ہیں   فکر کس کو ہو ترے احوال کی تفتیش کا[۸]
قید وحشت سے کیا آزاد وحشت نے مری   حال مجنوں مر گیا سن کر مری تو حیش کا[۹]

یہ تجلی ہائے ظاہر اور وہ باطن جان کر
موجب اے غمگیں ہے یہ کیا[۱۰] حشر کی تشویش کا

﴿50﴾ ن-ع غزل ندارد
[۱] ر-، ۵۲، ش-، ۲، م-، ۴۸، اور
[۲] ر-، ۵۲، نیش زنبور عسل کی لذت سے ہرگز کم نہیں
[۳] م-، ۴۸، گم
[۴] ر- شعر ندارد
[۵] ر-ب- شعر ندارد
[۶] م-، ۴۹، ب-، ۲۸، فرق
[۷] ر- شعر ندارد
[۸] ب- شعر ندارد
[۹] ب-ر- شعر ندارد
[۱۰] م-، ۴۹، ر-، ۵۲، ب-، ۲۸، ہے کیا یہ.................

﴿51﴾

از حد ہے لطف یار کے بیٹھے سے باغ کا[1]   اٹھ ساقیا کہ وقت ہے مے اور ایاغ کا
ہوتا ہے بوئے گل سے بھی چیں بر جبیں وہ گل   اللہ کیا دماغ ہے اُس بے دماغ کا
اُس جعدۂ سیاہ کا رہتا ہے شب کو دھیان   کیا گھر مرے[2] فروغ ہو شمع و چراغ کا
دریائے بیکراں میں میں دھوتا رہوں ہوں تا   دل پر نشاں نہ رہوے تعین کے داغ کا
کی یاں[3] تلک تلاش کہ ہم ہوگئے فنا   ملتا پتا کہیں نہیں اُس کے سُراغ کا
ہر جام رشکِ گل ہے ہمیں مے کدے میں یار   کس کو دل و دماغ ہے یاں سیر باغ کا[4]
روشن کیا ہے مصر کو کنعاں کو بے چراغ   یعقوب کے یہ حال ہے چشم و چراغ کا
غیروں کو دام زلف سے صیاد کر رہا   ہے روز صدقہ آج زغن اور زاغ کا
غمگیں تجھے یہ یاد رہے جز فنائے کل
ہستی میں اور طور نہیں انفراغ کا

﴿51﴾ ر-ش-ن-خ- غزل ندارد
[1] م-،٦٨، گلی
[2] الف-٣٠، م-،٦٨، ب-،٣٠، یہاں
[3] ب- شعر ندارد

﴿52﴾

جب مقیّد سے مشاہد میں ہوا اطلاق کا   اور ہی نقشہ نظر آنے لگا آفاق کا
شوق[۱] و ذوق و معرفت جو تھا ہوا وہ صرف جہل   ان دنوں عالم عجب ہے[۲] کچھ ترے مشتاق کا
ہجر میں بیتاب دل کرتا ہے وہم ناخوشی   وصل گر ہو محو ہوتا ہوں ترے اشفاق کا[۳]
نیک و بد کوئی کہے میکش نہیں رکھتے غرض   میں تو ہوں مدہوش[۴] ان کے خلق اور اخلاق کا[۵]
جام پر دے جام مے ہوویں[۶] نہ تا پیاں شکن   ہم کو ہر یک[۷] روز ساقی روز ہے میثاق کا
جس کے سایے میں مسافر ٹھہرتا اک[۸] دم نہیں   کچھ شجر یہ بھی عجب ہے ہفت و ہشت اوراق کا[۹]
تلخیٔ ہجراں سے شیریں[۱۰] عاشقوں کو تیرے شوخ   زہر رکھتا حکم ہے ان کے لیے تریاق کا
جام و شیشہ زیب کیا دیتا ہے رکھا اس میں شیخ   دیکھیو نقشہ تو میرے صومعے کے طاق کا[۱۱]
تیری مشتاقی کے لائق تو نہیں اے شوخ میں   ہاں مگر مشتاق رہتا ہوں ترے مشتاق کا[۱۲]
کوئی دیتا ہی نہیں بے حکم غمگیں اُس کے کچھ
جو کوئی کچھ دے وہ تیرے ہاتھ سے رزاق کا[۱۳]

﴿52﴾	ش۔ن۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	طبق۔ب۔، ۳۷	ر۔، ۵۶،
	الف۔، ۳۸،	شوق ذوق معرفت
۲۔	ر۔، ۵۶،	کچھ ہے
۳۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۴۔	ب۔، ۳۸،	پابند
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	ر، ۵۶،	تا کہ ہم نہ ہوں پیماں شکن
۷۔	ر۔، ۵۶	اک
۸۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۹۔	الف۔ ۳۸ م۔ ۴۶ ب۔ ۳۷	ایک
۱۰۔	ب۔، ۳۸،	شیریں
۱۱۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۱۲۔	ر۔	شعر ندارد
۱۳۔	ر۔، ۵۶،	جو کوئی کچھ دے تجھے وہ ہاتھ ہے رزاق کا

﴿53﴾

موجب کچھ اُس کو اور نہیں ہے تپاک کا   ہے قصد صرف آہ یہ میرے ہلاک کا
دیکھے سے یوں فقیر کے آتا خدا ہے یاد   دیتا ہے خبر ے سے شجر جیسے تاک کا[۱]
اس خاک سے نزول نہیں ہے سوا عروج   آدم کو اس سبب سے بنایا ہے خاک کا
داماں[۲] کا چاک اپنے ذرا غور سے تو دیکھ   موجب نہ پوچھ میرے گریباں کے چاک کا[۳]
غمگیں نہیں کچھ اُس کو تیرے قتل سے حصول
منظور باندھنا ہے مگر اپنی دھاک کا [۴]

﴿54﴾

گلشن میں اب یہ رنگ ہے تیرے علیل کا   تھا جیسے حال نار میں حضرت خلیل کا[۱]
افلاک کے وجود کو تو[۲] دل سے کم سمجھ   ذمہ مرا جو پھر تجھے کھٹکا ہو کیل کا[۳]
دیتا ہے تو جو کعبہ دل کو ہر اک[۴] کے رنج   قصہ مگر سنا نہیں اصحاب فیل کا
منصور کس طرح نہ اناالحق کہے بھلا   تھا بُعد اس میں حق میں فقط ایک میل کا[۵]
غمگیں ہر ایک جز ہے حقیقت میں اپنی کل
فرق تعینی ہے کثیر و قلیل کا

﴿53﴾ ر۔ب۔ش۔ن۔ع۔خ۔ غزل ندارد

۱ـ م۔، ۸۰، دیتا ہے خبرِ مے، مے سے شجر جیسے تاک کا

۲ـ طبق۔م۔، ۸۰، ب۔، ۴۸،

۳ـ الف۔، ۴۷، لفظ "کا" ندارد

۴ـ الف۔، ۴۷، لفظ "کا" ندارد

﴿54﴾ م۔ب۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱ـ ر۔، ۶۲، "جو حال نار میں تھا جناب خلیل کا"

۲ـ ر۔ شعر ندارد

۳ـ الف۔، ۵۱، ایک

۴ـ ر۔، ۶۲، افسانہ کیا ....

۵ـ ر۔ شعر ندارد

﴿55﴾

چندے سے ہوں مکیں میں غمگیں اب اُس مکاں کا
ہوتا گزر نہیں ہے جس جا فرشتہ فاں[۱] کا
اس گلستان کا طائر اے ہم صفیر ہوں میں
جس جا پتا نہیں ہے عنقا کے آشیاں کا
یہ چاہیں یا نہ چاہیں[۲] یہ جانے یا نہ جانے
مقصود پر تو ہی ہے ہر ایک انس و جان کا
میں مہمان ہوں یا تو میری طرف سے اتنا
ہمراز کوئی پوچھے اُس میرے مہرباں[۳] کا[۴]
اس گلستاں میں بلبل اک[۵] اور گلستاں ہے
اس سے لگا تو دل[۶] کو تا غم نہ ہو خزاں کا
واں کا ہے قصد تیرا پھر کس کے پاس اے دل
ہم نے سُنا نہ دیکھا نام و نشاں جہاں جا
کم حوصلہ ہوں مجھ سے کب سرِ حُسن چھپتا
پردے کو میرے تیری اُس بیخودی نے ڈھانکا
بت سے زیادہ ان کو واللہ نہیں سمجھتا
ہر چند شیخ جی میں عاشق ہوں ان بتاں کا
کہتا نہیں ہے کوئی اہل زمیں سے ہمدم
ہے رنگ دمبدم میں کچھ اور آسماں کا[۷]
غمگیں غزل تو ایسی لکھ اور میری خاطر
سُن کر جسے نہ خطرہ کچھ نہ رہوے دو جہاں کا

﴿55﴾ م۔ ب۔ ش۔ع۔ غزل ندارد

[۱] الف۔ ۲۴ م۔، ۳۹،
ب۔، ۲۱، "خان"

[۲] الف۔، ۲۴، "نچائیں"

[۳] م۔، ۳۹، میہماں

[۴] ب۔ شعر ندارد

[۵] الف۔، ۲۴، / م۔، ۳۹،/ ب۔ ۲۱، ایک

[۶] م۔، ۳۹، تو

[۷] ب۔ شعر ندارد

﴿56﴾

رہا دل میں جو خارِ غم نہاں تا مرگ جاناں کا
شجر تو خاک سے میرے ہوا ظاہر مغیلاں کا
مگر اے مردماں شاید کہ یہ ہے کان ہیرے کی
کنی الماس کی ہر اشک ہے جو چشم گریاں کا
وہ میں وحشی نہیں جو شیخ تیرے مکر میں آؤں
فریبوں میں تو گو استاد ہے غول بیاباں کا
اگر کچھ عقل ہوتی عشق یہ اظہار ہو جاتا
جنوں نے یار اے پردہ نشیں پردہ مرا ڈھانکا
عجائب عشق کا اے ہمدموں کچھ طور ہے اپنے
خوشی ہے وصل کی جس میں نہ غم ہے آہ ہجراں کا
میری بیتابی دل دیکھ کے سب یار کہتے ہیں
ہوا شاید ہے یہ عاشق کہیں اُس آفت جاں کا
کسی نے آج تک جس کا کہ دامن بھی نہیں دیکھا
وہ کیوں باعث ہوا ہے اس مرے چاک گریباں کا[۱]
کبھی گر ہجر میں اُس گل بدن کے باغ جاتا ہوں
رکھے ہے لطف میری چشم مردم ابر وباراں کا
دلا حق میں ترے یہ در نہیں سدِ سکندر ہے
ہوس سے دیکھ دروازہ عبث مت اُس کے ایواں کا
غزل لکھ اور ایسی تو کہ جس سے آہ اے غمگیں
کھلے احوال مجھ پر تجھ سے سرگرداں و حیراں کا

﴿56﴾ ش۔ن۔ب۔ع۔خ۔ غزل ندارد

[۱] م۔، ۷۴، وہ باعث ہے مرے اس چاک گریباں کا

﴿57﴾

ملا جو دیکھنا مدت کی حیرانی میں جاناں کا
رہا تو دیکھ کر غمگیں وہی حیراں میں حیراں کا
رہے ہے دھیان واں کا جب سے یاں آئے ہیں اے ہمدم
وہاں جب تھے نہ آیا دھیان کچھ ہم کو کبھی یاں کا
صفات اُس ذات سے جب[۱] ہو نہیں سکتی جدا واعظ
محقق ہوگیا ہم کو وجوب اس تیرے امکان کا
میں دیوانہ رہا علم مجرّد کی طرح ہمدم
لباس جسم پر بھی وہ ہی پھر عریان عریاں کا
ہوا مشکل پہنچنا گھر تلک بازار سے اس کو
پیا ایک جرعہء مے جس نے ساقی تیری دکاں کا
دلا کیا کام تجھ آزاد کو اس دین و دنیا سے
کرے ہے گھر میں منصوبہ جو ایراں اور توراں کا
سخن یہ درفشاں کہتا ہوں ایسی بر ملا واعظ
برسنا کام ہے برسر زمیں پر یار باراں کا
نہیں رکھتا ہے ایسا لطف[۲] ہی کوئی باغ اور صحرا
عجب نقشہ ہے کچھ مجھ ملتظر کے خانہ ویراں کا
کبھی کہنا نہیں پڑتا کچھ اسباب ضروری کو
میں قائل بے سر و ساماں ہوں اپنے میر ساماں کا
رہا گھر پر میں جس کے ملتظر اک[۳] عمر بھر[۴] غمگیں
کبھی اس شوخ دیدہ نے نہ در سے ایک دن جھانکا

﴿57﴾ ر۔ش۔ن۔ب۔ع۔خ۔ غزل ندارد

۳ـ م۔۷۵، لفظ "جب" ندارد

۳ـ م۔۷۵، "ہی" ندارد

۴ـ الف۔ ۴۵ م۔ ۷۵ ایک

۴ـ م۔۷۵، "اے"

﴿58﴾

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا   ہائے کیا مطلع ہے غمگیں اپنے اس دیوان کا[۱]
ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خدا   قال یہ بے حال کھونا اپنے ہے ایمان کا
دمبدم جس کی نئی ہو شان اے واعظ بھلا   ہو بیاں کس شان سے بتلا اب اُس کی شان کا[۲]
روبرو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ   کیا کہوں میں حال اپنی حسرت و ارمان کا
بے سروسامانی اک[۳] ساماں ہے اے دل یاد رکھ   کاروانِ عشق میں ہر بے سروسامان کا
معرفت پر اُس کے حق کی معرفت موقوف ہے   مرتبہ ایسا[۴] ہے عالی حضرت انسان کا
مثل بیضہ کون سے ہے آشیاں میں یہ فلک   لا مکاں ہی ہے مکاں اس عالم امکان کا[۵]
اپنی ہستی کو عدم ہم کو کیا موجود آہ   نیست ہوں ہم تو بھی بدلہ ہو نہ اس احسان کا[۶]
جنگ اپنے نفس سے مشکل ہے کچھ آساں نہیں   سومیں اک[۷] نکلے ہے اے دل مرد اس میدان کا[۸]
ہے گریباں چاک خرقہ لاف عصمت کا گواہ   داغ ے شاہد ہے تیری پاکی داماں کا[۹]
کشفِ وحدت ہے عبارت کشفِ برشرع سے   یہ نہ گر تجھ پر کھلے پیرو ہے تو شیطان کا[۱۰]
جو رکھے جائز نہ اپنے نفس پر تکلیف شرع   ایک سا ہے حکم اس انسان اور حیوان کا[۱۱]

لکھ بدل کر قافیہ اک اور اے غمگیں غزل
جس کو جی جل جائے سن کر زاہد نادان کا[۱۲]

﴿58﴾ ن-ش-ع-خ- غزل ندارد
۱- ر- معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا
۲- ر-،۴۳، شعر ندارد
۳- الف- ۳، م- ۱، ب- ۳ ایک
۴- ر- ہے ایسا
۵- ر- شعرندارد
۶- الف- ۳، م- ۱ ب- ۳ ایک
۷- ر-ب- شعر ندارد
۸- ایضاً
۹- ایضاً
۱۰- طبق ب- الف-م-ر- شعر ندارد
۱۱- ایضاً
۱۲- ر-،۴۳، سن کے جی جل جائے جس کو ……………………

﴿59﴾

کیا حال زار پوچھو ہو مجھ ناتوان کا   اب جسم رہ گیا ہے فقط آہ جان کا
پیتا ہے چھپ کے راتوں کو مے خانقاہ میں   تقویٰ ہے صرف ظاہری شیخ زمان کا
آخر قفس ہے اس میں نہ اے مرغ دل تو رہ   ہر چند یہ کلاں ہے[۱] قفس آسمان کا[۲]
جس کارواں میں ہم ہیں مسافر نہیں خبر   ہے قصد کس مقام میں اس کاروان کا
ملتی ہی اُس کی راہ نہیں وائے حسرتا   اُس نے پتا دیا ہے مجھے جس مکان کا
جس دوست کے کہ ساتھ تھے وہ خواب راحت آہ   دشمن ہے اب خیال اُس آرام جان کا
نالاں ہی اپنی بزم میں رکھ مجھ کو رشکِ گل   آواز عندلیب ہے جی گلستان کا[۳]
پہلے ہی روز اُن کے گیا گھر میں میں تو وہ   ق   بولے کہ پاس شرط ہے ہر مہمان کا[۴]
مرضی ہو تو بنا کے کوئی بیڑی کھایئے   ڈھکنا الٹ کے ہاتھ سے جھٹ پاندان کا[۵]

دونو جہاں ہیں مجھ میں نہ میں دوجہان میں
غمگیں رکھوں خیال میں کیا دو جہان کا

﴿59﴾ ر۔ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔، ۶۲، "یہ" زائد
[۲] ب۔ شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] ۔ایضاً۔
[۵] ۔ایضاً۔

﴿60﴾

مدت سے میں نہیں ہوں باشندہ دو جہاں کا
ہے شکوہ مند عنقا کیوں میرے آشیاں کا
رونے کا کر بہانہ ڈھانکے ہے اپنے منہ کو
مرقد پہ گر گزر ہو اُس میرے بد گماں کا
احوال سن کے میرا کہنے لگا وہ مجھ سے
شاگرد کون سے ہے بتلا تو قصہ خواں کا
جب سے وصال تیرا ہم کو ہوا میسر
نقشہ ہی ہو گیا ہے کچھ اور آسماں کا
دعویٰ عشق اے دل کیجیو کبھی نہ اُس سے
سب سے مقام مشکل ہے یار امتحاں کا
بن دیکھے تیرے یہ سب ہیں غائبانہ عاشق
دیکھیں بچشم تو ہو کیا حال مردماں کا
کن حسرتوں سے ہمدم دیکھوں ہوں میں فلک کو
آتا ہے دھیان مجھ کو جب اُس کے آستاں کا
چوری چھپے جہاں بس رہتے تھے ہم وہ گھر اب
ہے مہمان خانہ ہر ایک میہماں کا
منزل بہت کٹھن ہے ہوشیار دیکھ چلنا
غمگیں نہیں ہے جادہ اس رہ میں رہرواں کا

﴿60﴾ ر-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

﴿61﴾

گزارا ہے یہ صحرا میں ترے مجنونِ عریاں کا　　بچھونا خاک ہے اور اوڑھنا دامانِ بیاباں کا
ہوا ہے جب سے جانا میرے گھر سے آہ جاناں کا　　بتر زنداں سے رہنا ہو گیا ہے گھر کے دالاں کا[۱]
تو ہی انصاف کر ہو بے قراری وصل میں جس کو　　اٹھایا اس سے صدقہ جائے پھر کس طرح ہجراں کا[۲]
پرستش سے کہیں اُس بت کی میرا دل نہ پھر جاوے　　تری صحبت میں زاہد ڈر رہے ہے دین و ایماں کا[۳]
ہمیشہ تلوے سہلایا کیے یہ رہ نوری میں　　بڑا احسان ہے مجھ پر جنوں خار بیاباں کا[۴]
اسیری[۵] کا میں اپنی ہائے کیونکر ہوں نہ دیوانہ　　کہ صحرا میں بھی یاد آتا[۶] ہے رہنا مجھ کو زنداں کا
اب ایسا سوکھ کر کانٹا ہوا ہے وہ ترا مجنوں　　کہ بس ہے سر پہ سایہ اس کے اک خار مغیلاں کا[۷]
حقیقت میری یہ پہنچی ہے ہمدم اُس کی اُلفت میں　　کہ اندیشہ بھی اب آتا نہیں ہے وصل و ہجراں کا[۸]
یکا یک چشم سے ہم چشم ساتوں اٹھ گئے پردے[۹]　　یہ کس پردہ نشیں نے ہائے چلمن سے مجھے جھانکا[۱۰]
مری تقدیر میں کیا کوئی کچھ گردش سی گردش ہے　　کہ گھر بیٹھے پھرے ہے دل پہ وہ پھرنا بیاباں کا[۱۱]
نہ قابل چاک کرنے کے رہے یہ اور نہ سینے کے　　جنوں کے ہاتھ سے یہ چاک نہ ہوئے جیب و داماں[۱۲]
یونہی اڑ جاویں گے اس دل کے ٹکڑے یاد رکھ جراح　　ادھر میں نے ادھیڑا زخم دل تو نے اُدھر ٹانکا[۱۳]

نہ دنیا کے رہا وہ کام کا غمگیں نہ کچھ دیں کے
اسے جس نے کہ چاہا وہ ہوا یاں کا نہ پھرواں کا

﴿61﴾	ر-ع-	غزل ندارد	
۱ـ	ب-	شعر ندارد	
۲ـ	ش-،۱۵،		
	الف-م-ب-خ-	شعر ندارد	
۳ـ	ب-خ-	شعر ندارد	
۴ـ	ب-ن-الف-	شعر ندارد	
	طبق ش-،۸۵،		
۵ـ	ن-،۹،	گرفتاری	
۶ـ	م-،۱۳ـ،	آنا	
۷ـ	ش-	شعرندارد	
۸ـ	-ایضاً-		
۹ـ	ش-،۸۵،	مری آنکھوں سے بس ساتوں طبق کے اٹھ گئے پردے	
۱۰ـ	ش-،۸۵،	مجھے چلمن سے اُس پردہ نشیں نے جو ذرا جھانکا	
۱۱ـ	ش-	شعر ندارد	
۱۲ـ	الف -م-ن-	شعر ندارد	طبق -ش-،۸۵،
۱۳ـ	الف-م-ن-ش-ب-	اودھر ایدھر	

﴿62﴾

دونو عالم مقام ہے سُن کا   صرف ہے غلغلہ یہ سب کُن کا
کس جگہ کوئی ڈھونڈے اُن کو بھلا[۱]   نہ مکاں ہے نہ لامکاں اُن کا
لاتعین بھی اک تعین ہے   نہ رہے دھیان لاتعین کا
یہ غزل میری یاد رکھ گر تو   لینے والا ہے اُس کی سُن گُن کا[۲]
بندگی کر کے ہو گیا اللہ[۳]
غش ہوں غمگیں میں اس تری[۴] دھن کا

﴿62﴾ ش۔ع۔خ۔ غزل ندارد
[۱] ر۔ ۴۴، کوئی ڈھونڈے تو کس جگہ ڈھونڈے
[۲] ر۔ شعر ندارد
[۳] م۔ ۲، ب۔ ۴، ہو گیا اللہ
[۴] ر۔ ۴۴، تری اس

﴿63﴾

دیکھتا کیا ہے تو رنگا رنگ اس گردون کا
بلبلا سا ایک ہے لڑکوں کے یہ صابون کا
اک ہیولا[۱] تھا تڑپنے کو میں اے قاتل مگر
داغ لگ جاتا ترے دامن میں میرے خون کا[۲]
سو خرابی سے وہاں[۳] جاتا نہیں وہم و خیال
کچھ عجب ویراں بیاباں ہے ترے مجنون کا
اشک مژگاں کے بہم کرنے سے کب ہوتے ہیں بند
بند بندھتا ہے کوئی خاشاک سے جیحون کا
ناتوانی کا بہت ہے زور[۴] اے ہمدم مجھے
ہو تحمل[۵] کس طرح اس حسن روز افزون کا[۶]
مثل دیوانوں کے اپنا سب کو کہتا ہے صنم
اب یہ عالم ہو گیا ہے اُس ترے مفتون کا
شیخ گر تو نے اجازت دی مریدوں کو تو کیا
طور لیکن اُس صنم کے اور ہے نازوں کا[۷]
اس رقیب دون کی میں مات کا کیا دوں جواب
دون کی اے شوخ لینا کام ہے ہر دون کا[۸]
کیا کروں کچھ یہ طبیعت ہے مرے[۹] جز حسب حال
شعر بھاتا ہی نہیں غمگیں کسی مضمون کا

﴿63﴾ ر-ن-ش-خ-ع- غزل ندارد
[۱] طبق-م-، ۶۹، الف-، ۴۱، ہولا
[۲] ب- شعر ندارد
[۳] ب-، ۴۱، سو خرابی سے بھی ....
[۴] ب- شعر ندارد
[۵] طبق-م-، ۶۹،
الف- ۴۱ - روز
[۶] م-، ۶۹، تجمل
[۷] ب- شعر ندارد
[۸] -ایضاً-
[۹] طبق-م-، ۶۹،
الف- لفظ "مرے" ندارد

﴿64﴾

دیکھا جو[1] وہ چاک پیرہن کا   کچھ ہوش رہا نہ تن بدن کا
ہوں تنگ مثال میں دہن کی   نقشہ ہے یہ تنگی دہن کا[2]
اُس زلف کی بو سے جو ہے وحشی   ہے رشک وہ آہوئے ختن کا
جس طرح کہ گل میں بو ہو اس طرح   ہے جی وہ ہر اک[3] گلبدن کا[4]
ساقی ترے ساتھ باغ میں آج   کچھ رنگ ہے اور ہی چمن کا[5]
حاضر ہوں[6] جو واں سو ہو وہ غائب[7]   یہ طور ہے اُس کی انجمن کا
کر تو سکے کوئی آنکھ سیدھی   عالم یہ ہے اُس کے بانکپن کا[8]
کل شب سے مجھ سے وہ شوخ عیار   استاد کہے ہے اپنے فن کا[9]
رہتا نہیں ہوش میں کہاں ہوں   آتا ہے خیال جب وطن کا
کیوں تو نہ کرے شہید کافر   ہوں خلف حسینؑ اور حسنؑ کا[10]
غمگیں یہی بس دُعا ہے میری
دے فہم خدا ترے سخن کا

﴿64﴾	ش۔ن۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔۶۲،	جب
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	الف۔ ۴۵ م۔ ۷۶ ب۔ ۴۶	ایک
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	۔ایضاً۔	
۶۔	م۔۷۶،	ہو
۷۔	ر۔	حاضر جو ہوا، ہوا وہ غائب
۸۔	ر۔	شعر ندارد
۹۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۱۰۔	۔ایضاً۔	

﴿65﴾

کچھ دھیان نہ دنیا کا رہا ہائے نہ دیں کا　　اُس بت نے نہ رکھا مجھے اللہ کہیں کا
خاتم کا تری حرف کوئی نقش ہو شاید　　نقشا جو یہ تھا مہر سلیماں کی نگیں کا
کوچے کے سوا اُس بتِ مغرور کے واللہ　　کافر ہوں اگر شوق ہو کچھ خلد بریں کا
بالا نہ کرے اپنی نظر پھر وہ فلک پر　　مکشوف ہو احوال جسے زیر زمیں کا
اس بت کے اگر گھر میں کبھی جائے برہمن　　تاعمر نہ لے نام وہ بتخانہ چیں کا
جی اٹھنے کو ہوتا نہیں یہ حال ہے بس اب　　بیٹھا میں جہاں آہ ہوا یارو[1] وہیں کا
جو نام لے میرا اُسے جھنجلا کے کہے ہے　　مت ذکر کیا کر تو یہاں آکے کہیں کا
در پردہ اسے دیکھوں ہوں بے پردہ ہمیشہ　　عاشق میں ہوا جب سے کہ اس پردہ نشیں کا

خطرہ یہ نہ ہو موج سے دریا کی کسی کو[2]
جو خوف کہ غمگیں کو ہے اُس چین جبیں کا

﴿65﴾ ب-ش-ر-ح-ع- غزل ندارد

[1] م-۱۸۰، یار

[2] ن-۷- یہ موج کا خطرا نہ ہو دریا میں کسی کو

﴿66﴾

ازبسکہ رشک خاص لوازم ہے چاہ کا   خوش ہوں گلہ نہیں ہے مجھے اپنی نگاہ کا
جو ہے وہ تیرے ہاتھ سے خود داد خواہ ہے   پرساں ہو کون ہائے تیرے داد خواہ کا
ہم زیر بام اس کے یہ پہنچے ہے کان تک   اپنے سے مرتبہ ہے بلند اپنی آہ کا[۱]
چشم اور خال و ابرو و مژگاں و زلف یار   کشتہ تو دل ہے ان میں سے کس رو سیاہ کا[۲]
اے مے کشو کہاں ہے وہ دن رات کی شراب   اب شغل رہ گیا ہے ہمیں گاہ گاہ کا[۳]
ہر روز مجھ کو آ کے اٹھاتا ہے راہ سے   کیا اے صنم میں ہی ہوں مگر سنگ راہ کا[۴]
وہ آئے اپنے وعدے پہ یا میرا وعدہ آئے   جھگڑا کہیں یہ مٹ چکے شام و پگاہ کا[۵]
قاتل نہیں ہے مجھ کو اپنا بھی اعتماد   محشر میں اعتماد کروں کس گواہ کا
غمگیں گناہ اس سے نہیں ہے کوئی بتر
جیسا گنہ مقر ہے نہ ہونا گناہ[۶] کا

﴿66﴾ ش۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔ب۔ شعر ندارد
۲۔ ر۔ شعر ندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ ب۔ر۔ شعر ندارد
۵۔ ۔ایضاً۔
۶۔ طبق۔ ب۔ ۱۷ ن۔ ۳ ر۔ ۴۹
الف۔ ۳۶ گناہ

﴾67﴿

جب سے اُس کا کہ ہم نے در دیکھا   پھر نہ اپنا پلٹ کے گھر دیکھا
کبھی اُس پہ نہ ٹھہری میری آنکھ   میں نے ہر چند آنکھ بھر دیکھا[۱]
میرے رونے[۲] میں وہ نہیں تاثیر   اُس کے ہنسنے میں جو اثر دیکھا[۳]
پھر نہ اپنی رہی خبر مجھ کو   اُسے سوتے جو بے خبر دیکھا[۴]
ساقی صحبت میں شیخ کی ہم نے   ق   فائدہ کچھ نہ کچھ ضرر دیکھا[۵]
کوئی میکش نہ خشک مغز سنا   اور نہ زاہد دماغ تر دیکھا[۶]
بتکدے کعبے میکدے میں یار[۷]   ق   ہم[۸] نے اُس کا نہ کچھ اثر دیکھا[۹]
جب حقیقت کھلی ہمیں اپنی   ہر جگہ اُس کو جلوہ گر دیکھا[۱۰]
رہ گئے ہم اودھر ہی حیرت میں   ق   آنکھ اٹھا کر غرض جدھر دیکھا
گُم کیا آہ اس نے یار[۱۱] اپنا
جس نے غمگیں ادھر اُدھر دیکھا

﴾67﴿ ش-ن-خ- غزل ندارد
۱۔ ر-ب-ع- شعر ندارد
۲۔ م-، ۶۱، میرے رونے سے وہ نہیں تاثیر
۳۔ ب-ع- شعر ندارد
۴۔ ر-ب-ع- شعر ندارد
۵۔ ر-ع- شعر ندارد
۶۔ ر- شعر ندارد
۷۔ ر-، ۵۵، میکدے، بتکدے میں، کعبے میں
۸۔ ر-، ۵۵، ہر جگہ ساقی کا اثر دیکھا
۹۔ ب-ع- شعر ندارد
۱۰۔ ب ع شعر ندارد
۱۱۔ ر-، ۵۵، اپنا یار

«68»

گِلہ رکھتا ہے عزرائیل میری سخت جانی کا
تردّد ہے مجھے قاتل کے اپنی سر گرانی کا
خیالِ یار گر آجائے دل میں رشک آتا ہے
بیاں میں کیا کروں احوال اپنی بدگمانی کا
بڑا آرام قاتل یہ ہوا تیرے زمانے میں
گیا اٹھ دغدغہ دل سے قضائے آسمانی کا
عجب ہے گر جوان و پیر میں باہم نہ ہو الفت
کہ اس کو آرزو پیری کی اُس کو غم جوانی کا
یہاں تک شوق[۱] ہے درد و الم کا آہ اس دل کو
کہ مجھ کو ہے غنیمت ایک اک[۲] دم زندگانی کا
کہیں گر موت بکتی ہو خریدوں نقد جاں دے کر
کہ بالکل شبہ تا اٹھ جائے اس کی[۳] کی مہربانی کا
برابر سو زباں کے یہ حدیث النفس ہے گویا
دلا دعویٰ[۴] خموشی میں غلط ہے بے زبانی کا
وہ میں تو تھے نہ باہم ایک جا کوٹھے پر اس شب سے[۵]
ترا درباں بہت قائل ہے میری کاردانی کا[۶]
یہاں تک ضعف ہے ہمدم[۷] کہ یہ بھی بار ہوتا
خیال آتا ہے مجھ کو گر کبھی اس ناتوانی کا[۸]
غزل لکھ جلد لیکن قافیہ ہو اور اے غمگیں
سخن میں عشق کے ہم کو مزا ہے زندگانی کا[۹]

«68» ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔ ۲۴، ذوق
[۲] الف۔ ۱۶ م۔ ۲۴ ب۔ ۱۵۔ ن۔ ۹ ایک
[۳] ن۔ ۹، تیری
[۴] الف۔ ۱۵، دعوا
[۵] ن۔ ۹، وہ میں اور تم بہم بیٹھے نہ تھے کوٹھے پر اس شب سے
[۶] ب۔ شعر ندارد
[۷] ن۔ ۹، غمگیں
[۸] ب۔ شعر ندارد
[۹] ن۔ شعر ندارد

﴿69﴾

جو عشق پوچھو تو ہے عالم جوانی کا　　نہ ہو جوانی تو کیا لطف زندگانی کا
جگر کے داغوں کو دیتے ہیں اشک کا پانی　　یہ سیکھے عشق سے ہم طور باغبانی کا
جو دیکھ لے کبھی نقشہ ترا توجوں تصویر　　رہے مقام میں حیرت کے ہاتھ مانی کا
اگرچہ دل کو لیا اُس نے تو نہیں کچھ غم　　اب اپنے جی میں ارادہ ہے جانفشانی کا
نہیں ہے کام اُسے دو جہاں سے اے[1] غمگیں
جسے خیال ہے ہر دم میں اپنے جانے کا

﴿70﴾

کیوں میں شیدائی ہوا اپنے سے شیدائی کا　　بج گیا جو کہ دمامہ مری رسوائی کا
خوب رو جتنے کہ زیبا ہیں تجھے کہتے ہیں　　کہ یہ پُتلا ہے کوئی خوبی و زیبائی کا
ہر قدم سایے سے رہتا ہے گریزاں اپنے　　آ گیا لطف جسے عالم تنہائی کا
گھر بہ گھر در بدر اُس شوخ کی کی میں نے تلاش　　پر پتا بھی نہ ملا اس مرے ہر جائی کا
ترے کوچے کے سوا دل کہیں لگتا ہی نہیں　　اور سودا ہے ترے وحشی و سودائی کا
در پر اس کے ہی تو رہ بیٹھ دیوانوں کی طرح　　لطف اے دل نہیں کچھ بادیہ پیائی کا
آئینہ بھول کے مت دیکھیو[1] یہ یاد رہے　　شوق ہے تجھ کو گر اے شوخ خود آرائی کا
دس جگہ بیٹھ کے آتا ہوں ترے کوچے تک　　پوچھ مت حال مری تاب و توانائی کا
خود بخود میں بخدا گم ہی ہوا جاتا ہوں　　دھیان آتا ہے صنم جب تری یکتائی کا
کسی کو دل تو نے دیا ہے وہ کہے ہے غمگیں
پوچھنا دیکھیو[2] اس شوخ کی مچلائی کا

﴿69﴾ ب۔ن۔ر۔ع۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ طبق ش۔۶،
الف۔ ۴۱ "اے" ندارد
﴿70﴾ ر۔ب۔ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ طبق م۔۳۷، الف۔ ۲۳، دیکھو
۲۔ طبق م۔۳۷، الف۔ ۲۳، دیکھو

﴿71﴾

سحر سے پھر وہی دعویٰ ہے پارسائی کا　　غلام ہوں میں تری آنکھ کی صفائی کا
کچھ اور رنگ ہے اس چشم و اشک کا مردم　　خیال جب سے ہے اُس پنجۂ حنائی کا[۲]
چڑھاؤ شیخ جی بھٹی میں ے کی تم اس[۳]　　کہ تا یہ داغ چھٹے خرقہ ریائی کا
مرے کلیجے میں کافر نہیں رہی طاقت　　خدا کے واسطے مت ذکر کر جدائی کا[۴]
میں وہ ہوں مرغ گرفتار جاں کرے پرواز　　خیال آئے قفس میں اگر رہائی کا[۵]
تمام رات تڑپتے کٹی مجھے درباں　　سبب ہے کل سے یہ کیا غیر کی منائی کا
نہ داب صدقے ترے دیکھ میرے شانے کو　　رہے ہے یوں ہی مجھے ڈر تری کلائی کا[۶]
مجھے تو درد نہ ہونے کا درد ہے غمگیں[۷]　　تجھے ہے درد مرے درد کی دوائی کا

بدل کے قافیہ لکھ اور اک[۸] غزل غمگیں
جو پاس ہے تجھے کچھ میری آشنائی کا[۹]

﴿72﴾

غلام ہوں میں ترے اس طرح کے آنے کا　　کہ بیٹھتے ہی کیا قصد تو نے جانے کا
مثال شمع کے جلتا ہوں میں ترے غم سے　　اور اُس پہ تو ہے گلو گیر سر کٹانے کا
ہزار پاؤں پڑوں اُس کے پر یقیں ہے مجھ　　وہ ہاتھ جوتے سے اپنے نہیں اٹھانے کا
وہ کہتے ہیں کہ کن انکھیوں سے تو نہ دیکھ مجھے　　میں اپنے پاس تجھے پھر نہیں بٹھانے کا

بنا دے یار تو دریا پہ ایک جاے بلند
جو شوق ہے تجھے غمگیں کے رُلانے کا

﴿72﴾　ش۔ر۔خ۔ع۔　غزل ندارد
ا۔　ب۔　شعر ندارد
۲۔　ن۔۸،　"شراب سے اسے مل مل کے خوب دھوایے شیخ
۳۔　ب۔　شعر ندارد
۴۔　۔ایضاً۔
۵۔　ن۔۸،　"کہ خوف مجھ کو رہے ہے تری کلائی کا"
۶۔　طبق۔م۔۲۹،　نسخہ الف میں لفظ "ناصح" زائد ہے
۷۔　الف۔۱۸، م۔۲۸، ن۔۸، ب۔۱۸، ایک
۸۔　طبق۔ب۔۱۷، ن۔۳، ر۔۲۹، ا۔۳۶، گناہ
۹۔　ب　شعر ندارد
67　م۔ر۔ن۔ب۔خ۔ع۔　غزل ندارد

﴿73﴾

ہو گیا وقت اُن کے آنے کا   لو بندھا طور جان جانے کا
وہ کہیں ہیں کہ ہم بہت پچھتانے   لے کے دل اس سڑی دیوانے کا[۱]
میرے آنسو وہ پونچھ[۲] کر بولے   پھر تو ٹسوے[۳] نہیں بہانے کا[۴]
نیل بگڑا ہے چرخ نیلی کا   رنگ بد رنگ[۵] ہے زمانے کا
مجھ ستائے کو کیا ستاتا ہے   فکر کر اور کے ستانے کا[۶]
دوستو کیا ملاؤ گے تم سے   آنکھ بھی وہ نہیں ملانے کا[۷]
جب تلک آپ سے نہ آویں گے   میں بھی ان کو نہیں بلانے کا[۸]
ہے یقیں مجھ کو آپ گھر میں تھے   فائدہ کیا قسم کے کھانے کا[۹]
دن میں سو بار پھر وہ روٹھے گا   نہیں موقع دلا منانے کا[۱۰]
پاس غمگیں کے بیٹھ کر تجھ کو
شوق ہے پینے اور پلانے کا

﴿73﴾ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب۔ش۔ شعر ندارد
۲۔ ن۔، ۱۰، پوچھ
۳۔ م۔، ۱۲، آنسو
۴۔ ب۔ش۔ شعر ندارد
۵۔ ش۔، ۱۱، بیرنگ
۶۔ ب۔ن۔ش۔ شعرندارد
۷۔ ن۔ش۔ شعر ندارد
۸۔ ب۔م۔ن۔ش۔ شعر ندارد، شعر بر حاشیہ۔ الف۔، ۸،
۹۔ حاشیہ۔ الف۔، ۸،
م۔ن۔ب۔ شعر ندارد
۱۰۔ ن۔ش۔ب۔ شعر ندارد

﴿74﴾

یہ فائدہ تو ہوا تم سے جی لگانے کا[1]   کہ میں رہا کہیں آنے کا اور نہ جانے کا[2]
سنوں ہوں اس کے میں درباں کی اس لیے باتیں   بن اس کے[3] ڈھب نہیں آواز کے سنانے کا
کروں میں عشق میں پردہ نشیں[4] کے کیونکر آہ   میں پردہ دار ہوں پردہ نہیں اٹھانے کا
وہ تلخ جام دے ساقی کہ جس کی مستی میں   رہے نہ ہوش مجھے گردشِ زمانے کا
کہا جو میں نے کہ اک رات سوئیے مجھ پاس   ق[5] تو بولے خیر چہ خوش سر پھرا[6] دیوانے کا
جنھوں سے ہیں یہ انھی سے رہا کریں باتیں   یہاں خیال نہ رکھ سونے اور سلانے[7] کا
بقول رنگیں یہ[8] ہے اپنی مشورت غمگیں
جو وہ نہ آوے تو میں بھی نہیں بلانے کا

﴿74﴾ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ش۔۴، "ہوا یہ فائدہ اب تجھ سے جی لگانے کا،
ن۔۱۰، ہوا یہ فائدہ اب تم سے جی لگانے کا
[2] م۔۷، ب۔۷،---------نہ اور جانے کا
[3] ب۔۷، کے ندارد
[4] م۔۸، نسیں
[5] الف۔ ۲ م۔ ۷ ش۔ ۴۴ ن۔ ۱۰ ب۔ ۷ ایک

قطعہ کا لفظ صرف نسخہ "الف" میں لکھا ہے۔

[6] م۔۸، سر بھرا
[7] ا۔۴، سولانے
[8] ش۔۵، ن۔۱۰، کے

﴿75﴾

ہمیں تو شوق ہے اس سے شراب پینے کا
کہ ہوش کچھ نہیں رہتا ہے مرنے جینے کا[۱]
لگا دے سینے سے بے اختیار سینے کو
جو حال ہو تجھے معلوم میرے سینے کا[۲]
دل ایک شے ہے نہ وہ کیں ہو دوست سے تجھ کو
خیال رکھیو[۳] نہ دشمن سے دل میں کینے کا[۴]
تمام سال شرابی ہیں جتنے اے ساقی[۵]
رہے ہے ڈر ہمیں رمضان کے مہینے کا[۶]
کرے ہے دونو کی تائید چرخ دوں پرور
دماغ کیوں نہ فلک پر ہو ہر کمینے کا[۷]
تو اپنی بزم میں دیتا نہیں ہے[۸] غیر کو جا
ترا مزاج عجب شوخ ہے قرینے کا[۹]
پہر پہر نہیں رہتا ہے یونہی اپنا ہوش
نہیں ہے لطف دلا اب شراب پینے کا[۱۰]
جو ایک خم تو پیے دو گلاس اور کو دے
کہ فرض[۱۱] صدقہ ہے اے یار ہر خزینے کا
نہ دیکھی جس نے کہ ہو آفتاب پر شبنم
وہ دیکھے چہرے پہ عالم ترے پسینے کا[۱۲]

کہے ہے دل کہ تو آئینہ دیکھ اے تمکیں
کروں ہوں قصد میں جب حضرت مدینے کا

﴿75﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔، ۵۲، “ہے شوق اس لئے ہم کو شراب پینے کا”
کہ ہوش رہتا نہیں اس میں مرنے جینے کا

[۲] ر۔ شعر ندارد

[۳] م۔، ۵۰، ’رکھو‘

[۴] ر۔ب شعر ندارد

[۵] م۔، ۵۰، سایے

[۶] ر۔ب۔ شعر ندارد

[۷] ر ۔ ب شعر ندارد

[۸] م۔، ۵۰، لفظ “ہے” ندارد

[۹] ر۔ب۔ شعر ندارد

[۱۰] ر۔ شعر ندارد

[۱۱] ر۔، ۵۲، ------------صدقہ فرض------------

[۱۲] ب۔ شعر ندارد

﴾76﴿

جسے کہ ذوق نہ ہووے[1] شراب پینے کا   کوئی یہ پوچھو کہ کیا لطف تیرے جینے کا
رقیب کل سے ہم اس بزم میں نہ آویں گے   لگا ہے دخل یہاں ہونے ہر کمینے کا[2]
ذرا سی بات کو میری[3] پہاڑ کرتا ہے   سبب ہے مجھ سے یہ کیا اُس صنم[4] کے کینے کا[5]
بجائے پا تو رکھے سر کو گر کھلے تجھ پر   مقام و مرتبہ اس مے کدے کے زینے کا[6]
جو بغض رکھے تو لِلّٰلہ رکھ سوا اس کے   کبھی خیال نہ کیجو کسی سے کینے کا[7]
یہ یاد رکھیو کہ آلِ نبیؐ ہے کشتیِ نوح   ق   نہ قصد کیجیو دلا اور تو سفینے کا
جو حق میں ان کے احادیث اور ہیں آیات   سنا نہ اور کا مذکور اس قرینے کا

مدام جان و دل اپنے کا طوف[8] کر غمگیں
جو شوق ہے تجھے[9] کچھ کعبہ و مدینے کا

﴾76﴿ ش-ب-ن-غ- غزل ندارد

[1] ر-، ۴۹، "ہو کچھ"،
خ-۱۰۸ "ہوئے"

[2] ر- شعر ندارد

[3] خ-، ۱۰۸، میر

[4] م-، ۲۹ کو

[5] ر- شعر ندارد

[6] خ- شعر ندارد

[7] خ-ر- شعر ندارد،

[8] ر-، ۴۹ "خوف"

[9] خ-، ۱۰۸، "مجھے"

﴿77﴾

ہائے جس مکھڑے سے ہے یہ دل دلگیر لگا   در و[1] دیوار یہ دی کس نے وہ تصویر لگا
بات اک ایسی کہی غیر نے اُسے[2] شب کو   یار گویا کہ مرے سینے میں اک[3] تیر لگا
تنگی سقفِ فلک نے نہ وفا کی ہمدم   واسطے اپنے جو کچھ کرنے میں تعمیر لگا
ترکش سینہ میرا خالی ہوا آہ تمام   تیر پر آہ کا کوئی نہ بہ تاثیر لگا[4]
مجھ کو دیکھا جو سرِ شام سے در پر اپنے   سو رہا جا کے وہ دروازے[5] کی زنجیر لگا
ہو گیا قتل سے بیزار یہ دل وہ قاتل   جب مری باندھنے آنکھیں دم شمشیر لگا
یوں کہا ہجر کی تقدیر نے گستاخ نہ ہو   دل مرا وصل کی کچھ کرنے جو تدبیر لگا[6]
گو جواب آہ یقیں ہے کہ نہیں لائے گا   قاصد آجانے میں لیکن نہ تو تاخیر لگا
ذبح جو صید کیا اُس نے بحسرت غمگیں
اس کی صورت کو وہی دیکھنے نخچیر لگا

﴿77﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
ا۔ م۔، ۳۶، درو دیوار
۲۔ ب۔، ۲۱، اس نے
۳۔ الف۔ ۲۲ م۔ ۳۶ ب۔ ۲۱ ایک
۴۔ ب۔ شعر ندارد
۵۔ م۔، ۳۶، "در دروازے"
۶۔ ب۔ شعر ندارد

﴿78﴾

گلچیں کے ہاتھ سے جو چمن ٹوٹنے لگا
بلبل کے سر پہ چرخِ کہن ٹوٹنے لگا
حالت میں مے کشی کی شب اس بت کے ہاتھ سے[1]
شیشہ کے ٹوٹتے ہی بدن ٹوٹنے لگا
دم ٹوٹنے لگا مرا جب اس کے ذکر کا
ہمدم کے منہ سے تارِ سخن ٹوٹنے لگا
جب سے کہ بوئے زلف پریشاں ہوئی تری
قیمت میں تب سے مُشکِ خُتن ٹوٹنے لگا
تنگی کا اُس دہن کی جو آیا مجھے خیال
ہر ہر سخن[2] پہ میرا بدن[3] ٹوٹنے لگا[4]
طغیانی دیکھ دیکھ کے اُس چشم زار کی
شرمندگی سے آبِ چمن ٹوٹنے لگا[5]
دستار سرخ پر ترے طرّہ کی تاب دیکھ
تارا فلک سے طرّہ شکن ٹوٹنے لگا[6]
جوں فیل مست اس مری وحشت کے[7] ہاتھ سے
ہر ہر قدم پہ جنگل و بن ٹوٹنے لگا[8]
صدمے کو یہ اٹھا نہ سکا سنگ پر رشک کے
سرخی سے لب کی لعلِ یمن ٹوٹنے لگا[9]
ہنسنے میں اس کی شب دردنداں کی تاب دیکھ
شرمندگی سے دُرِّ عدن ٹوٹنے لگا[10]
غمگیں نہ پوچھ کیا کہیں اب اُس کے ہجر میں
کیا کیا نہ ہم پہ رنج و محن ٹوٹنے لگا

﴿78﴾ ش۔ن۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔، ۵۰، ”میں“
۲۔ م۔، ۳۳، ب۔، ۲۰، ”میں“
۳۔ ایضاً ”دہن“
۴۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ر۔خ۔ شعر ندارد
۶۔ خ۔ شعر ندارد
۷۔ م۔ب۔، ۳۴، ....کی آہ سے
۸۔ ر۔ب۔خ۔ شعر ندارد
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ب۔ شعر ندارد

﴿79﴾

بندہ تو صنم[۱] وفا کرے گا   جو اس میں مرا خدا کرے گا[۲]
کچھ شرم و حیائے دوستی بھی   کب[۳] تک یہ بتا حیا کرے گا[۴]
اپنے[۵] سے بیگانہ جو نہ ہو یار   کیا اُس کو وہ آشنا کرے گا
مجھ سے نہ برا ہو اے صنم تو   اللہ ترا بھلا کرے گا[۶]
جس دن کہ دلا نہ دیکھے اُس کو   اُس دن تو بتا کہ کیا کرے گا
اک[۷] شب رہے وہ صنم میرے پاس   وہ دن بھی کبھی خُدا[۸] کرے گا
ہستی کی دید کا دلا شغل[۹]   اک[۱۰] روز تجھے فنا کرے گا
یہ مجھ کو خبر نہ تھی دغا باز   ے شب کو پلا دغا کرے گا[۱۱]
جرموں کے عوض وہ حشر کے روز   دیکھیں ہمیں کیا عطا کرے گا[۱۲]
منظور ہمیں رضا ہے تیری   ق   تو لاکھ اگر جفا کرے گا
جو اپنی کہ جان سے خفا ہو   وہ شوخ تجھے خفا کرے گا[۱۳]
غمگیں غزل اور جب سنیں گے
جو قافیہ تو جدا کرے گا[۱۴]

﴿79﴾ ب۔ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔، ۵۳، سدا
[۲] ر۔، ۵۳، آگے جو کچھ خُدا کرے گا
[۳] م۔، ۵۵، مجھ سے کب تلک بتا حیا کرے گا
[۴] ر۔ شعر ندارد
[۵] ر۔، ۵۳، بیگانہ جو اپنے سے نہ ہو یار
[۶] ر۔ شعر ندارد
[۷] الف۔ ۳۳ م۔ ۵۵ ایک
[۸] م۔، ۵۵، خُد
[۹] ر۔، ۵۴، یہ شغل بقائے ہستی اے دل
[۱۰] الف۔ ۳۳ م۔ ۵۵ ایک
[۱۱] ر۔ شعر ندارد
[۱۲] ۔ایضاً۔
[۱۳] ۔ایضاً۔
[۱۴] ۔ایضاً۔

﴿80﴾

تو جس سے کہ[1] عشق اے ستم ایجاد کرے گا　　معشوق وہ تاحشر تجھے یاد کرے گا
آباد میرے خانہ ویراں کو بھی کر شوخ　　تا چند خرابوں کو[2] تو آباد کرے گا
اے مغبچہ مے پی نہیں دو روز سے میں نے　　کیا پیر مغاں دیکھیے[3] ارشاد کرے گا[4]
مجنوں ہے نہ فرہاد کہ شاگرد ہوں اپنے　　اب کون ہمیں عشق میں استاد کرے گا[5]
آراستہ رکھتا ہے جو ایسی زنِ فرتوت　　اے چرخ کہن کس کو تو داماد[6] کرے گا[7]
مے پینی فراموش نہ ہو گی اسے اک دم　　اے مے کشو جو مست ہمیں یاد کرے گا[8]
کرتا ہے شب وصل بہتر ہجر سے وہ شوخ　　کیا دیکھیے اور اب ستم ایجاد کرے گا[9]
ہم بندگی[10] تیری سے کوئی ہوتے ہیں آزاد　　تو[11] لاکھ ہمیں شوخ گر آزاد کرے گا[12]
ویراں چمن اے گلچیں تو کب تک نہیں معلوم　　اور خانہ بلبل کو صیاد کرے گا[13]

انساں نہیں وہ ہے غم عشق مجسم
کس طرح سے غمگیں کو کوئی شاد کرے گا

﴿80﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔، ۵۶، بھی
[2] م۔، ۲۶، ہی کو
[3] م۔، ۲۶، دیکھے
[4] ب۔ شعر ندارد
[5] ر۔ شعر ندارد
[6] طبق۔م۔، ۶۲، الف۔، ۳۸ داما
[7] ر۔ شعر ندارد
[8] ایضاً
[9] ر۔ب۔ شعر ندارد
[10] م۔، ۶۴، بندگی سے تیری……………
[11] ر۔، ۵۶، تو لاکھ ہی ہم کو اگر آزاد کرے گا
[12] ر۔ ب۔ شعر ندارد
[13] ایضاً

﴿81﴾

مکھڑا وہ بت جدھر کرے گا   بندہ سجدہ اودھر کرے گا
کرتا ہو جسے کہ خانہ ویراں   دل میں ترے[۱] وہ گھر کرے گا[۲]
برباد نہ ہو گی خاک میری   جب تک کہ نہ تو گزر کرے گا[۳]
وہ لطف اٹھائے گا سفر کا   آپ اپنے میں جو سفر کرے گا[۴]
کس شغل میں عمر کو وہ اپنے   جو مے نہ پیے بسر کرے گا[۵]
واعظ یہ سخن ترا کبھی آہ   ہم میں بھی کچھ اثر کرے گا[۶]
رہوے گی کسے خبر[۷] کہ اس کے   آنے کی مجھے خبر کرے گا
اے شیخ تجھے بتوں سے انکار   واللہ بہت ضرر کرے گا[۸]
مر جاؤں میں بے قضا اگر آہ   تو بھی نہ تو کچھ قدر کرے گا[۹]
رہوے گا اسی مقام میں یار   تا عمر اگر سفر کرے گا[۱۰]
ہو جس کو تمام شب سر شام   کیا وصل میں وہ سحر کرے گا[۱۱]

غمگیں جو[۱۲] بیٹھے اُس کے در پر
وہ اُس کو نہ دربدر کرے گا

﴿81﴾	ن۔ش۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	الف۔، ۳۳،	گھر۔زائد
	م۔، ۵۶،	میرے
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	ب۔ر۔خ۔	شعر ندارد
۴۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ب۔	شعر ندارد
۷۔	طبق۔م۔	
	الف۔، ۳۳،	خبر
۸۔	ب۔ر	شعر ندارد
۹۔	ر۔ب۔خ	شعر ندارد
۱۰۔	خ	شعر ندارد
۱۱۔	ر۔ب	شعر ندارد
۱۲۔	ر۔	شعرندارد

﴿82﴾

جو کہ اُس بت سے دل لگاوے گا　　آخر ایمان سے وہ جاوے گا
غیر کو دی پلا تمام شراب　　مجھے تو زہر کیا پلاوے گا
ہجر کا خوف تھا سو دیکھ لیا　　اے فلک اب تو دکھاوے گا
جو اسے جھوٹ بات ہو کہنی　　تو قسم میرے سر کی کھاوے گا
پینے والے شراب کے ہیں اور　　ق　　ہنس نہ مجھ سے تو کب پلاوے گا
بلکہ مانند شیشۂ مے آہ　　اور الٹا مجھے رلاوے گا
کبھی کعبہ بھی اے صنم غمگیں
یہ قدم چھوڑ کر نہ جاوے گا

﴿83﴾

ایک سے ایک نیا روز طرحدار ملا　　پر سوا اُس کے کسی سے نہ دل زار ملا
میں نے آنکھ اُس سے ملائی تو کہا آنکھوں میں　　مجھ سے محفل میں نہ یوں آنکھ تو ہر بار ملا
جو ترے کوچے میں بیمار پڑا تھا کل تک　　آج دیکھا تو نہ اُس جا پہ وہ بیمار ملا
جی میں آتا[۱] ہے چھری لے کے گلا کاٹ مروں　　عید قرباں کو بھی میرے نہ گلے یار ملا
واں بھی[۲] منہ ڈھانک لیا دیکھیو[۳] اس کا یہ حال[۴]　　خواب میں بھی جو کبھی مجھ سے وہ دلدار ملا
گوہر اشک ہمارے ہیں جہاں میں نایاب　　خاک میں ان کو نہ اے چشمِ گہر بار ملا[۵]
بسکہ میں ظلم رسیدہ ہوں جہاں میں غمگیں
یار جو مجھ کو ملا سو وہ ستمگار ملا

﴿82﴾ ش۔ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
﴿83﴾ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔، ۱۱، آنا
[۲] م۔، ۱۱، ہی
[۳] م۔، ۱۱، دیکھو
[۴] طبق۔ب، ۹،
الف۔۸، ……………………یہ اس کا خیال
[۵] ب۔ شعر ندارد

﴿84﴾

ہر بت پہ نہ کر دل بخدا یار دیوانا   ایسا نہ ہو مشکل ہو تجھے ہوش میں آنا
دن رات بسر ایسے سے کس طرح ہو ہمدم   گر صبح کو[1] وعدہ ہے تو پھر شام بہانا
جب سے کہ تیری نیم نگہ دیکھی ہے مجھ پر   حسرت میں ہے اور رشک میں ہے سارا زمانا[2]
باہر کبھی اُس در کے نہ پھر حشر تک آؤں   اس شوخ کے گر گھر میں میرا اب کے ہو جانا
ق وہ یاد مجھے آتی ہیں جب وصل کی باتیں   تب ہجر میں اے ہمدمو ہوتا ہوں دیوانا[3]
وہ گاہ لپٹنا وہ گہے بیٹھنا ہٹ کر   وہ چھیڑنا کہہ مجھ کو وہ کہہ دھوم مچانا[4]
مٹّی وہ گہے اُس کی لگانی وہ گہے لات   اور اپنا وہ چپ بیٹھے ہوئے پاؤں دبانا[5]
گر خوش ہو تو کہنا کہ میرے پائیں[6] تے پڑ رہ   اور ہونا خفا تو تلے پٹی سے سلانا[7]
ان چوچلوں کا اس کے جو آتا ہے کبھی دھیاں   مشکل مجھے پڑتا ہے بہت جان بچانا[8]

غمگیں کی سڑی باتوں پر مت جائیو کوئی
کہنے کو دیوانہ ہے مگر ایک ہے سیانا

﴿84﴾ ش۔ر۔ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[1] ن۔، ۱۱، تو

[2] شعر برحاشیہ ن۔، ۱۱،
الف۔م۔ شعر ندارد

[3] ن۔ شعر ندارد

[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] م۔، ۳۰۔ ....پاس ہی پڑ رہ

[7] ن۔ شعر ندارد

[8] ایضاً

﴿85﴾

اک[1] دن تو شیخ کو بھی دکھلا جمال اپنا   تا بھول جائے وہ سب کشف و کمال اپنا
ہر اہلِ دل کے دل کو سن کر نہ ذوق آوے   گر حال[2] کے مطابق ہووے نہ قال اپنا
اُس وقت[3] وحال کو ہم پاتے نہیں ہیں ڈھونڈا[4]   ایسا ہوا ہے کچھ گم اب وقت وحال اپنا
سرما میں مہر کو ہو جیسے زوال اس جا   ایسا ہی تو سمجھ لے اے دل زوال اپنا[5]
اے شوخ کیا کروں میں اس دوستی میں تیری   دشمن ہے جاں کا اب ہر بال بال اپنا[6]
یہ غم رہے ہے ہمدم دل خوش کہیں نہ ہووے   بھاتا مجھے ہے ایسا رنج و ملال اپنا
میری قدر کے لایق دیتا نہیں ہے مے تو   ساقی بتا کہ دل ہو کیونکر بحال اپنا[7]
ہے بسکہ انتظاری اور اس پہ بیقراری   گزرے ہے ایک[8] اک دم یہ ماہ وسال اپنا[9]
کہتا ہے تو کہ اس سے ممکن نہیں ہے ملنا   ملنا تجھے ہے شاید واعظ محال اپنا
رہتے ہیں جس جگہ ہم کیا سیر ہے کہ اُس جا   جاتا نہیں ہے ہمدم ہرگز خیال اپنا
مے اُس کی پی گئے ہم دم دے کے مفلسی میں   پیٹے ہے سر دکاں پر بیٹھا کلال اپنا

غمگیں غزل بدل کر لکھ تو ردیف ایسی
ہو جائے جس کو سُن کر کچھ اور حال اپنا

﴿85﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ الف۔ ۴۶ م۔ ۷۷ ب۔ ۴۶ ایک

۲۔ م۔۷۷، چال

۳۔ م۔۷۷، وقت حال

۴۔ م۔ ۷۷ ڈھونڈ

۵۔ ب۔ شعر ندارد

۶۔ ۔ایضاً۔

۷۔ ۔ایضاً۔

۸۔ م۔۷۸، ایک دم

۹۔ ب۔ شعر ندارد

﴿86﴾

کسی صنم پہ کبھی بد نگاہ مت کرنا   دلا خدا کی قسم تجھ کو چاہ مت کرنا
کسی کو چاہیو مت دل لگائیو نہ کبھی[۱]   وگر جو چاہے تو ہرگز نباہ مت کرنا
تو اپنی راہ سے چلتا[۲] نہ ہوجیو گمراہ   کسی کے دل میں دلا دیکھ راہ مت کرنا
پرستش اور کی مت کیجیو جز اُس بُت کے   خدا کے واسطے ایسا گناہ مت کرنا[۳]
اگر جلا کے تجھے خاک وہ کرے غمگیں
سپند کی سی طرح دیکھ[۴] آہ مت کرنا

﴿87﴾

بنتا نہیں[۱] اے ساقی ہر روز کا مے پینا   ناغہ نہیں کرتا میں لیکن شب آ دینا
اس دل سے تو اے ہمدم سو بار رقیب اچھا   یہ دوست[۲] ناداں ہے وہ دشمن دیرینا
اڑ ماپ گیا جو پی[۳] تو غصے سے ساقی نے   ہاتھوں سے میرے خم کو جھنجھلا کے بہت چھینا[۴]
آساں نہایت تھا گر وصل میں مرجاتے   لیکن ترے ہجراں میں مشکل ہے بہت جینا[۵]
وحشت میں مرے دل کے کرتا ہے یہ سو ٹکڑے   اس چاک گریباں کو اے یار ترا سینا[۶]
گر ہاتھ نہ پہنچے گا میرا ترے پاؤں تک   تو سر ہے یہ اے ساقی مے خانے کا[۷] اور زینا
اس شیخ کو اے غمگیں مت جانیو کچھ ابلہ
ظاہر میں فرشتہ ہے باطن میں شتر کینا

﴿86﴾	ر-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱	م-،۱۰،	کبھے
۲	م-،۱۰،	چلیو
۳	ش-	شعر ندارد
۴	م-،۱۱،	تو بھی
﴿87﴾	ن-ش-ع-	غزل ندارد
۱	ب-،۱۸،	بنتا نہیں ہے اے ساقی.....................
۲	خ-،۱۰۸،	دوست تو....................................
۳	ب-،۱۹،	"تو"
۴	خ-	شعر ندارد
۵	شعر حاشیہ بر نسخہ الف ۔ ۲۰	
۶	ب-	شعر ندارد
۷	طبق م- ۳۲- ب- ۱۸ لفظ "کا" ندارد	

﴾88﴿

چشم کے مدِ نظر رہتے نہیں در کے سوا   دھیان وعدے کے سبب جاتا نہیں گھر کے سوا
جتنے یہ قضیے ہیں مشائین و اشراقین[۱] کے   یاں[۲] نہیں ہونے کے فیصل روز محشر کے سوا
لانہایت کی صفاتیں منحصر ہوتی نہیں   دو جہاں میں گو[۳] نہیں اللہ اکبر کے سوا
یاد رکھ اس کو کہ جو جو جنس ہے حیوان کی   ق   اور علم ان کو نہیں ہے اپنے گوہر کے سوا
گوہر عقل ان کی ایسی ہے سمجھ کہتے ہیں جو[۴]
کچھ نہیں غمگیںؔ غرض[۵] کے اور جوہر کے سوا

﴾88﴿ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
ا۔ غمگیںؔ نے اشراقیین کو اشراقین استعمال کیا ہے۔
۲۔ الف- ۱۴ م- ۲۲ ن- ۵ ب- ۱۳ یہاں
۳۔ م-۲۲، کو
۴۔ ن-۶، گوہر عقل ان کا ایسا ہے سمجھ کہتے جو ہیں۔
۵۔ م-۲۲ عرض ن-۶، کچھ نہیں غمگیںؔ غرض کے اور جوہر کے سوا

﴿89﴾

گھر میں دل لگتا نہیں وحشت سے باہر کے سوا　　سوجھتا مجھ کو نہیں ہے جنگل و بر کے سوا
خاک ہو کر بھی نہ جاؤں گا ترے در پر سے میں　　مجھ کو سوئی در نہیں ہے اس ترے در کے سوا
یہ وہ بیماری ہے ہو آرام نشتر سے جسے　　کچھ علاج اس کا نہیں ہے اُس کے خنجر کے سوا
شب کو جو کہنے لگے وہ مجھ سے جاتا ہوں میں گھر　　ہائے شامت کچھ نہ نکلا منہ سے بہتر کے سوا
دو ہی دن اس پاس رہنے میں یہ بھولا سب کو دل　　اب نہیں پہچانتا مجھ کو بھی دلبر کے سوا[۱]
دوست سے دشمن سے مولا سو طرح کی بات ہے　　آشنا شب کو نہ رہیے اپنے بستر کے سوا
اس سر شوریدہ کا ہمدم[۲] کروں میں کیا علاج　　جس کو آتا ہی نہیں آرام پتھر کے سوا
صید لاغر جان کر کرتا نہیں صیّاد صید　　ہائے کچھ مجھ میں نہیں ہے بال اور پر کے سوا[۳]

لکھ غزل اک[۴] اور اے غمگیں پر اس انداز کی
کچھ نہ ہو جس میں عرض کے اور جوہر کے سوا[۵]

﴿89﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] م-، ۶۲، اب نہیں پہچانتا ہے مجھ کو دلبر کے سوا

[۲] ن-، ۸۰، غمگیں

[۳] شعر بر حاشیہ الف- ۱۴
م- شعر ندارد

[۴] الف- ۱۴ م- ۲۲ ایک

[۵] ن- شعر ندارد

﴿90﴾

کہنے کو نور نور سے جس دم جدا ہوا   بندہ ہوا کثیف[۱] ترا لطف خدا ہوا[۲]
جاتی کہاں یہ راہیں ہیں جن میں کہ سالکو[۳]   گمرہ کنندہ کوئی کوئی رہنما ہوا
وقتِ خزاں چمن میں رہا نام کو نہ گل   کیا پرورش کو تیری یہ بادِ صبا ہوا[۴]
ہیہات تنگ کیوں اُسے آغوش میں لیا   جاناں جو مجھ سے اور میں جاں سے خفا ہوا[۵]
دیکھا تجھے جس آہ مسلماں نے اے صنم   مذہب ضرور کفر کا اُس کو روا ہوا
جاتا نہ دل سے تھا مرض کبر اتقا[۶]   مے خانہ میرے واسطے دارالشفا ہوا
پوشیدہ رکھ تو دل میں نہ اظہار کر اسے   پوشیدہ واسطے ترے جو برملا ہوا
بحرِ فنا بقا میں ہمارے جہاز کا   کہتے جسے خدا ہیں وہی ناخدا ہوا
دنیا و دین عشق میں جب[۷] کھوئے اے صنم   اللہ نے کہا ہے مجھے میں گدا ہوا[۸]

ہوتا مشائخوں میں جو شوق طعام ہو
غمگیں شراب پینے کو میں بے نوا ہوا

﴿90﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ا۔، ۴۳، کسیف
[۲] ر۔، ۶۱، بندہ کثیف پر ترا لطف اے خدا ہوا
[۳] ر۔، ۶۱، راہیں کہاں یہ جاتی ہیں جن میں کہ سالکو
[۴] ر۔ب۔ شعر ندارد
[۵] ب۔ شعر ندارد
[۶] ر۔، ۶۱، جاتا نہ تھا جو دل سے مرض کبراتقا
[۷] م۔، ۷۴، لفظ "جب" ندارد
[۸] ب۔ر۔ شعرندارد

﴿91﴾

ظاہر کیا وہ عیب جو مجھ میں برا ہوا
دشمن بھی دوستو مرے حق میں بھلا ہوا
مت ڈر کہ میں نے دیکھ لیا تجھ کو وقت قتل
قاتل مرے ہی ذمے[۱] وہ مرا خوں بہا ہوا[۲]
ڈوبا وہ بحر عشق میں اک[۳] دن نہ ایک دن
جس کا وہ شوخ از تہ دل آشنا ہوا[۴]
وہ گفتگو دروغ تھی اُس بے وفا کی سب
سچ یوں ہے ناصحا کہ تیرا ہی کہا ہوا[۵]
میکش لگائیں گے ترے اس میکدے کو عیب
جو مست ہوشیار کوئی ساقیا ہوا
گالی گلوچ کا نہیں ڈر مجھ کو ہے یہ خوف
مے پیتے پیتے تجھ کو یکا یک یہ کیا ہوا
اک عشق ہو گیا ہے مجھے اپنی شکل سے
صورت پر اس کی جب سے کہ میں مبتلا ہوا
اجمال اس میں کچھ ہے نہ تفصیل شیخ جی
تھا جو کہ مستتر سو وہی برملا ہوا
کھلتے ہی معنی کلمہ طیب کے زاہدا
لا انتہا خداؤں کا میرا خدا ہوا
قابل نہیں بیان کے حقیقت وہ شب کی یار
اُس کی مری نہ پوچھ کہ کیا ماجرا ہوا
خود میں نے ظالموں میں کیا تجھ کو انتخاب
مجھ پر ستم جو تجھ سے ہوا سب بجا ہوا[۶]
صیاد کر نہ مرغ چمن کو قفس میں بند
یہ آپ ہے بہ دامِ رگِ گل پھنسا ہوا
جب سے[۷] اکیلے ساتھ تیرے میں نے پی صنم
اللہ نے کہا ہے کہ میں بے حیا ہوا
پیتا اگر شراب نہ رہتے ریا و کبر
زاہد تجھے حجاب تیرا اتقا ہوا
غمگیں جسے خدا نے کہ دی چشم معرفت
اس کا ہی عیب اس کے لیے رہنما ہوا

﴿91﴾ ش۔ر۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] طبق م۔ ۳۶،
الف۔ ۲۸ منہ
[۲] ب۔ شعر ندارد
[۳] الف۔ ۲۸ م۔ ۳۶ ایک
[۴] ب۔ شعر ندارد
[۵] ۔ایضاً۔
[۶] ۔ایضاً۔
[۷] طبق م۔ ۴۷،
ب۔ ۲۶، / الف۔ ۲۸، مینی

﴿92﴾

شب بھلا چنگا وہ میرے گھر تلک آیا ہوا   سوچ کر الٹا گیا پھر ہائے گھبرایا ہوا
یہ شگفتہ اُس کے کوچے کی ہوا سے ہو تو ہو[۱]   غنچہ دل کو رکھوں کب تک میں کملایا ہوا
اے امیدِ مہر ذرّہ بھی نہیں تیری شعاع   یاس کا ہے تخّل دل پر اس قدر چھایا ہوا
غیر کیا در پر مجھے رکوائے گا درباں بھلا   میں کسی کا بھی نہیں رکتا ہوں رکوایا ہوا
بزم میں شب کو ہوا جو جو نہیں گویا خبر   بولتا ہے اس طرح وہ مجھ سے چندرایا ہوا
ایک بھی مے کا لیا تو نے نہیں پورا گلاس   بہکتا ہے یہ کسی کا صاف بہکایا ہوا
نقدِ دل کو قلب اک[۲] کہتا ہے تو سیمیں بدن   ورنہ یہ کھوٹا نہیں سو جا ہے پرکھایا ہوا
درد دکھ ایسے نہ دینا اے ستمگر تو مجھے   ہائے گر ہوتا کسی سے کچھ بھی دکھ پایا ہوا
لکھ غزل اک[۳] اور اے غمگیں اسی انداز کی
تیرے شعروں پر بہت ہے جی مرا آیا ہوا

﴿92﴾ ش۔ن۔ب۔ح۔ع۔ غزل ندارد

[۱] م۔، ۳۴، "ہوا"

[۲] الف۔ ۲۱ م۔ ۳۴ ایک

[۳] ایضاً

﴾93﴿

دل کسی پر آج کل اُس کا بھی ہے آیا ہوا　　وہ اُدھر میں اور اِدھر پھرتا[۱] ہوں گھبرایا ہوا
گفتگو کل تک نہ تھی یہ مجھ سے جی چاہے سو کہہ　　بولتا ہے تو کسی کا آج سکھلایا ہوا
شرم یہ کچھ اور آتی ہے نظر ہمدم مجھے　　دیکھتا ہے جو کن انکھیوں سے وہ شرمایا ہوا
کیا کہوں ہمدم کہ کیا کیا گدگداتا ہے یہ دل　　گات کا عالم وہ اس کے دیکھ گدرایا ہوا[۲]
ہمدموں کا کیوں نہ دل اکتائے صحبت سے مری　　دیکھتے ہیں جان سے وہ مجھ کو اکتایا ہوا[۳]
اور ہوتا ہے دل بے تاب اس دن بے قرار　　ہائے جس دن دیکھتا ہے اس کو جھنجلایا ہوا
بھاگتے ہیں میرے ہمسائے سے ہمسائے تمام　　مجھ دیوانے کو پری کا کیا کہیں سایا ہوا
چشمِ تر میں یوں ہے یہ لختِ جگر تالاب میں　　نیلوفر کا پھول جوں ہو کوئی کملایا ہوا[۴]
بام سے اٹھ کر نہ جھانکا تو پسِ دیوار آہ[۵]　　صبح تک بیٹھا رہا تیرا میں بٹھایا ہوا

دل لگی کو دل لگی مت جانیو[۶] غمگیں کبھی
اک قیامت ہے کسی پر یار دل آیا ہوا

﴾93﴿ ش۔ر۔خ۔ غزل ندارد
[۱] م۔، ۳۵، لہرتا
[۲] م۔ شعر ندارد
[۳] ب۔ شعر ندارد
[۴] ۔ایضاً۔
[۵] م۔، ۳۵، ب۔، ۲۱، "آ"
[۶] ب۔، ۲۱، "جاننا"

﴿94﴾

اُس سے کیوں شب کو ہم شراب ہوا　　یونہی تا صبح جو خراب ہوا[۱]
وہ جو غیروں سے ہم شراب ہوا[۲]　　کیا ہی جل بُھن کے میں[۳] کباب ہوا
تیرے ملنے میں یہ عذاب ہوا　　آتشِ غم سے دل کباب ہوا[۴]
خط کے آنے سے ہم نے یہ جانا　　صاف اب حسن کو جواب ہوا[۵]
تیرے رونے سے دیکھ دیدۂ تر　　خانۂ مردماں خراب ہوا
اٹھ کے پھر بیٹھنا ہوا مشکل　　اس قدر دل کو اضطراب ہوا[۶]
آپ ہی آپ مجھ سے اے ہمدم　　بارے وہ شب کو بے حجاب ہوا[۷]
اُس کو دیکھا اکیلے اپنے پاس　　خواب میرا بھی انتخاب[۸] ہوا[۹]
غم یہ ہے مجھ کو میرے بعد از قتل　　ہائے وہ دیدۂ پُر آب ہوا[۱۰]
پی کے مے ساتھ اُس کے اے غمگیں　　تو ہی رسوا ہوا خراب ہوا[۱۱]

قتل ناحق کیا جو غمگیں کو
کیا تمھیں اس میں کچھ ثواب ہوا[۱۲]

﴿94﴾ ب-ر- غزل ندارد
۱ـ ن- شعر ندارد
۲ـ م-، ۵، نہ پلائی مجھے جو اس نے شراب
۳ـ م-، ۵، جگر
۴ـ الف-م-ر-ن شعرندارد
۵ـ ش- شعر ندارد
۶ـ شعر حاشیہ برالف-، ۳،
ن- شعر ندارد
۷ـ ش- شعر ندارد
۸ـ م-، ۵، انتحاب
۹ـ ش-ن- شعر ندارد
۱۰ـ ش- شعر ندارد
۱۱ـ -ایضاً-
۱۲ـ حاشیہ الف-، ۵،
م-ن- شعر ندارد

﴿95﴾

گئی نماز بھی یہ نشۂ شراب ہوا   بہت میں جا کے خرابات میں خراب ہوا
چمن میں اُس مرے گُل رو کو دیکھ کر گل رخ[۱]   بدل کے رنگ صبا رشک سے گلاب ہوا[۲]
نہ سمجھے جس کے کہ مضمون[۳] کو فلاطوں بھی   جواب وہاں سے ہو اگر تو وہ جواب ہوا[۴]
خیال اپنا بیگانہ ذرا نہیں رہتا[۵]   تصور اب مجھے اُس کا بجائے خواب ہوا
نماز ظاہری ایسی ہے شیخ بے باطن   سفید ریش کو جیسے تری خضاب ہوا
تمہارے عاشق بے جاں کی دیکھ فرصت عمر   حباب چشم حیا سے برنگ آب ہوا[۶]
مگر وجود مرا اس کی بزم میں ہے عدم   کہ مہربانی نہ مجھ پر کبھی عتاب ہوا[۷]
رقیب[۸] ہو گئے اس دن سے سب فنا فی اللہ   صنم تو ہم سے کہ جس دن سے بے حجاب ہوا[۹]
ہمیشہ خدمت پیر مغاں میں[۱۰] رہ غمگیں
یہ میکدے میں مجھے غیب سے خطاب ہوا[۱۱]

﴿95﴾	ن۔ش۔ع۔خ۔	غزل ندارد
۱۔	م۔،۴۸،	لفظ "بدلہ" زائد
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	م۔ ۴۸	مظمون
۴۔	ر ب	شعر ندارد
۵۔	ر۔،۵۸،	نہ جاگتے میں تھا مطلق خیال دشمن و دوست
۶۔	ب۔ر۔	شعر ندارد
۷۔	۔ایضاً۔	
۸۔	ب۔،۲۷،	لفظ "رقیب" ندارد
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	م۔	"میں" مکرّر لکھا گیاہے۔
۱۱۔	م۔ ۴۸	شعر مکرّر لکھا گیاہے۔

﴿96﴾

دل کے لائق ترے جو کوئی خوش اسلوب[۱] ہوا
ترے نزدیک جہاں میں وہی محبوب ہوا
حوصلے سے ہوئی جس کو کہ محبت غالب
جذبہ عشق سے سالک وہی مجذوب ہوا
بدگماں کہنے لگا شب کو تو جاگا ہے کہیں
جب کہ گریہ سے مری چشم پر آشوب ہوا
خواہشیں میری مجھی میں ہوئیں سب سلب تمام
جب ملاقات کا اُس شوخ سے اسلوب ہوا
جس نے چاہا تجھے یہ سچ ہے کہ اے رشک پری
وہ دیوانہ ہوا وحشی ہوا مجذوب ہوا
اس قدر دیکھ کے اُس شوخ کو تڑپھا یہ دل
کہ مجھے ذوق میں بے تابی کے جاروب ہوا
مے و معشوق کی اور اپنی رہی کچھ نہ خبر
ساقیا شب کے نشے سے میں یہ مغلوب ہوا
مر گیا منتظر وعدہ تیرا، سن کے کہا
وعدہ پورا ہوا اُس کا بھی چلو خوب ہوا
لکھ قوافی کو بدل[۲] اور غزل اے غمگیں
کہ ترا شعر مری طبع کے مرغوب ہوا

﴿97﴾

روبرو اس کے وہ شاید کہیں شمشاد ہوا
کھینچ کر قد الف سرو جو آزاد ہوا
کوئی تا حشر نہ ایجاد کرے گا بخدا
وقت میں وہ دہ ترے اے صنم ایجاد ہوا
خانہ ویرانیِ مرغانِ چمن ہوئی تو ہو
بارے صیاد قفس تیرا تو آباد ہوا
سُن کے مجھ وحشی کی باتیں یہ کہا مجنوں نے
اس فن عشق میں تو میرا بھی استاد ہوا
کچھ خوشی وصل کی پاتی ہی نہیں گنجائش
خانۂ دل یہ غمِ ہجر سے آباد ہوا
جو مجھے دیکھے اُسے یاد تو آجاتا ہے
یاد میں تیری مُجسّم میں تری یاد ہوا
آخرش قتل کیا مجھ کو نہ چھوڑا بسمل
غمگسار آہ مرا میرا ہی جلاد ہوا
کچھ خرابی سی خرابی ہے ترے وحشی کی
جس خرابہ میں گیا ہائے وہ آباد ہوا
دخترِ رز سے عبث میں نے یہ کیوں کی یاری
ہائے جو محتسب شہر کا داماد ہوا
غم گیا بھول خوشی دیکھ کے اُس کو غمگیں
دیکھ کر مجھ کو جو غمگیں وہ بہت شاد ہوا

﴿96﴾ ر۔ب۔خ۔ش۔ن۔ غزل ندارد

[۱] م۔۴۴، اصلوب

[۲] نسخہ "م" میں آدھا مصرع مکرّر لکھا گیا ہے۔

﴿97﴾ ر۔ب۔ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

﴿98﴾

یہ آپ ہی مرا دل جو بے قرار ہوا   قریب سے کہیں شاید گزار یار ہوا
کہیں گئے ہی نہ تھے شب کو آپ گھر میں تھے   قسم نہ کھایئے[1] بس مجھ کو اعتبار ہوا
ترا[2] وعدہ اگر وعدہ قیامت ہے   تو حشر کا مجھے بالفرض انتظار ہوا[3]
چھپائے سے نہ چھپا صدقے دختر رز کے   جو دل میں تھا ترے سو شب کو آشکار ہوا[4]
کہیں جو ٹوٹ گیا مجھ سے ہار اُس گل کا   تو کیا کہوں کہ وہ کیسا گلے کا ہار ہوا[5]
دیا ہے دل تجھے ناچار اس بچارے نے   جو ایک بار بھی تجھ سے کوئی دو چار ہوا[6]
رہیں گے مرقدِ مجنوں پہ چند روز اے دل   تمام جلد اگر موسم بہار ہوا[7]
رہا نہ ہوش کچھ اپنا نہ یار کا مطلق[8]   شراب کا یہ نشہ شب کو بے شمار ہوا[9]
بدل کے قافیہ لکھ جلد اک غزل غمگیں
کہ شعر سن ترے خنداں وہ گل غدار[10] ہوا[11]

﴿98﴾ ر-ش-ب-ع-خ- غزل ندارد
[1] م-۸، کھاو
[2] ن-۱۱، تمھارا
[3] ن-۱۱، مجھے ضرور قیامت کا انتظار ہوا
[4] ن- شعر ندارد
[5] حاشیہ بر الف - ۶/ م- شعر ندارد
[6] ایضاً
[7] ن- شعر ندارد
[8] ن- ۱۱ غمگیں
[9] ن- ۱۱ نشہ شراب کا شب کو یہ بے شمار ہوا
[10] م-۸، خنداں ، گلعذار
[11] ن- شعر ندارد

﴾99﴿

دیکھنا بھی جو تیرا غمگین کو دشوار ہوا
دل ہی دل میں وہ گھٹا[۱] ایسا کہ بیمار ہوا
سو طرحدار جسے میری طرح سے چاہیں
ملتفت مجھ سے بھلا کب وہ طرحدار ہوا
شکل ہے آج تری اور ہی کچھ اے ناصح
جو مجھے ہے سو تجھے بھی وہی آزار ہوا[۲]
بار بار آنا جسے غیر کا کچھ بار نہیں
میرا اک بار کا آنا اسے سو بار ہوا
کچھ عجب شکل کی تصویر وہ صورت ہے کہ آہ
جس نے دیکھا اسے سو نقش بہ دیوار ہوا
اپنے بیگانوں کے طعنوں سے وہ کہتے ہیں مجھے
اُس گھڑی کو نہیں پاتا جو ترا یار ہوا
وعدۂ حشر مبارک رہے تجھ کو زاہد
بارے مجھ کو تو میسر یہیں دیدار ہوا
وہ یہ کہتا ہے تعجب ہے مجھے اے ہمدم[۳]
تجھ سا آزاد مرا ایسا گرفتار ہوا
لکھ غزل اور قوافی کو بدل کر غمگیں
شعر سن سن ترے عالم[۴] سے میں بیزار ہوا[۵]

﴾99﴿	ر-ع-خ-	غزل ندارد
۱-	م-۹۰،	کھٹا
۲-	ب-	شعر ندارد
۳-	ن-٦٠،	اے غمگیں
۴-	م-۹۰،	دنیا
۵-	برحاشیہ نسخہ ا-ش-ن-	شعر ندارد

﴿100﴾

پہنچے کا نہ جہاں خلق کو مقدور ہوا   ان کے نزدیک مکاں وہ ہی بہت دور ہوا
چشمِ بدور وہ اب دیکھے ہے[۱] اور آنکھوں سے   میرا منظور مگر اُس کو بھی منظور ہوا[۲]
دے کے بوتل مجھے بولا کہ گھر اپنے جا پی   بزم میں شب کو بہت جب کہ وہ مخمور ہوا[۳]
چشمِ تر سے اسے کیا خاک دکھائی دیوے   چشمِ سر کا ہی جہاں میں جو دلا کور ہوا[۴]
رنج اک مور کے دینے کی نہیں اب طاقت   شکر حق وجع مفاصل سے میں رنجور ہوا[۵]
کون تھا عشق میں میرے جو موا اس نے کہا   بزم میں کچھ جو جفا کا مری مذکور ہوا[۶]
اور کی شکل تو اپنی سی بنا سکتا ہوں   گو کہ دل آہ مرا خانۂ زنبور ہوا[۷]
عادتِ مے سے جو نادم ہوں میں اب اے زاہد   تو عبادت سے بھی اپنی نہ وہ مغرور ہوا[۸]
عقل گر ہوتی تو کرتا کوئی کوسل داخل   شکر ہے یہ کہ دیوانہ ہی میں مشہور ہوا[۹]

جو تمنا تھی تری یہاں ہوئی حاصل غمگیں[۱۰]
تکیۂ کوہ یہ تجھ[۱۱] کو جبل طور ہوا

﴿100﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ م۔ ۴۴، لفظ "ہے" ندارد
۲۔ ر۔ شعر ندارد
۳۔ ۔ایضاً۔
۴۔ ب۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ۔ایضاً۔
۶۔ ۔ایضاً۔
۷۔ ر۔ ۵۸، میں ہمیشہ رہا ہر نیش زنی سے محفوظ
لاکھ گو عشق میں دل خانہ زنبور ہوا
۸۔ ب۔ ر۔ شعر ندارد
۹ ر۔ شعر ندارد
۱۰۔ م۔ ۲۵، ـــــــغمگیں حاصل
۱۱۔ ب۔ ۲۵، مجھ کو

﴿101﴾

برنگِ لالہ مرا دل جو داغ داغ ہوا   تو دیکھ کر اسے کیسا[۱] وہ باغ باغ ہوا
پتنگ ہو کے گیا دل نکل جو سینے سے   تو مجھ کو اُس سے اسے مجھ سے انفراغ ہوا
لگا دے منہ سے مرے ساقیا گلابی کو[۲]   نہ کر تو فکر شکستہ اگر ایاغ ہوا
ہوا خفیف میں اس گل کو باغ لے جاکر   کہ چہچہے سے وہ بلبل کے بے دماغ ہوا
خفا ہوا وہ بہت شب کو مجھ سے اے غمگیں
کہیں جو ہاتھ سے ٹھنڈا مرے چراغ ہوا

﴿102﴾

علم سے جبکہ میرا مرتبہ مافوق ہوا   نحن اقرب وہیں گردن میں مری طوق ہوا[۱]
کسی صورت سے ہمیں جب نہ ہوئی اس کی شناخت   ناشناسی میں عجب لطف و عجب شوق ہوا
نہ تو مذکور رہا اور نہ ذکر و ذاکر   اس قدر دل کو مرے ذکر میں بس ذوق[۲] ہوا
حال غمگیں یہ ہوا جب نہ رہا کوئی مقام[۳]
جو کہ ماتحت ہے اُس کے وہی مافوق ہوا

﴿101﴾ ر۔ب۔خ۔غ۔ غزل ندارد
[۱] م۔،۸، کیا
[۲] ن۔،۴۔ ش۔،۱۱۸ لگادے منہ ہی سے ساقی میرے گلابی کو
﴿102﴾ ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔،۳، نحن اقرب میری گردن میں ووہیں طوق ہوا،
ب۔۴ ن۔۷، نحن و اقرب، ر۔،۴۴، نحن و اقرب
[۲] ن۔،۷، شوق
[۳] ن۔،۷، حال غمگیں کا یہ پہنچا نہ رہا کوئی مقام

﴾103﴿

گلی میں یار کی[1] جس شخص کا مقام ہوا   بس اُس کو کعبے کا احرام ہوا
بتوں کی میں نے پرستش کی واسطے[2] جس کے   قسم خدا کی وہ کافر نہ میرا رام ہوا
یہ عشق وہ ہے کہ محمود بادشاہ سا شاہ   ایاز تھا جو غلام اُس کا وہ غلام ہوا
مجھے رہا یہی ارمان آہ مصحف رو   نہ مجھ سے تجھ سے کبھی ایک دن کلام ہوا[1]
ہمارے قتل میں دو فائدے ہوئے ساقی   ہمارا کام ہوا اور تیرا نام ہوا[2]
اب اُس کے عشق میں مجھ کو یہ غم ہے اے غمگیں
کہ کام دل نہ بر آیا اور اپنا کام ہوا

﴾103﴿ م۔ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد، حاشیہ برا

۱۔ نسخہ ش۔، ۲، آدھا مصرع آب رسیدہ ہونے کے سبب ناخوانا ہے

۲۔ ر۔، ٦٣، جس کی خاطر سے

۳۔ طبق ن۔، ۸، ا۔ش۔ر۔ شعر ندارد

۴۔ ن۔ش۔ شعر ندارد

﴿104﴾

یاں تک اب اُس کے عشق میں مجھ کو الم ہوا   اس پر بھی کھل گئے یہ قیامت ستم ہوا
کس طرح جائیں[۱] ساقی کہ اُس رشکِ گل بغیر   گلشن ہمارے واسطے باغ ارم ہوا
موجب سبب جہت نہیں معلوم کس لیے   ربط ان دنوں میں اُس کو بہت مجھ سے کم ہوا
دیتا نہیں شراب کوئی ساقیا ترا   یہ مے کدہ مرے لیے دیرو حرم ہوا
جس کا کہ دل تباہ ہوا[۲] اس بت کے قہر سے   لائق ہے اُس کو سمجھ خدا کا کرم ہوا
جو آئے[۳] ان کی عقل میں اس کو وجود ہے   جو فہم میں کہ ان کی نہ آیا عدم ہوا
زاہد کہے ہے جس کو خدا شیخ جی اسے   میں نے خدا کہا[۴] تو وہ میرا صنم ہوا
ہجراں نصیب ہم ہوئے ہوتے ہی عشق آہ   درد و الم پہ[۵] اور بھی درد و الم ہوا

غمگیں اسی[۶] میں دیکھتے ہیں حال دو جہاں
اپنا ہی دل ہمارے لیے جام جم ہوا[۷]

﴿104﴾ ر-ن-ب-ش-خ-ع- غزل ندارد

[۱] م-، ۴۳، چاہئیں

[۲] م-، ۴۳، "ہو"

[۳] م-، ۴۳، آیا

[۴] م-، ۴۳، کیا

[۵] م-، ۴۳، ……………………پر اور ہی

[۶] م-، ۴۳، اس

[۷] نسخہ "م" میں یہ شعر دوبار نقل ہوا ہے۔

﴾105﴿

شکر اللہ کہ آخر میں مسلماں ہوا　　مرگ سے پہلے بتوں پر مجھے ایماں ہوا[۱]
مثل حیواں ہیں[۲] بہت شکل بنی آدم میں　　معرفت جس کو ہوئی حضرت انساں ہوا[۳]
عشق اُس شوخ سے کرتے ہمیں اک عمر ہوئی　　لیکن[۴] اب تک نہ کوئی حسرت و ارماں ہوا
میں سمجھتا تھا کہ ہجراں ہی میں حیرانی[۵] ہے　　وصل میں ہجر سے صد چند میں حیراں ہوا
خطرہ و[۶] وزدی شیطاں سے رہا وہ ایمن　　اپنے جو خانۂ دل کا کہ نگہباں ہوا
واں بھی قسمت سے ہوا دامن صحرا چادر　　میں بیاباں میں بھی دیوانہ[۷] نہ عریاں ہوا[۸]
گر نہ روتا تو وہ محفل سے نہ اٹھواتا آہ　　حق میں ہمدم مرے گریہ مرا طوفاں ہوا[۹]

میں نے دامن کو جو چھیڑا تو وہ بولا غمگیں
میرا دامن بھی مگر تیرا گریباں ہوا[۱۰]

﴾105﴿ ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ نسخہ الف میں غزل کے پہلے دو اشعار کے درمیان نکتے لگا کر دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کو مطلع کا مصرع ثانی بتایا ہے اور مطلع کا دوسرا مصرع دوسرے شعر کا مصرع ثانی جبکہ نسخہ ب میں یہ اصلاً اسی شکل میں ہیں۔

۲۔ م۔، ۷۰، بہت ہیں۔

۳۔ ر۔، ۵۸، معرفت جس کو میسر ہوئی انساں ہوا

۴۔ ر۔، ۵۸، پورا لیکن نہ کوئی حسرت و ارماں ہوا

۶۔ م۔، ۷۱، خرابی

۷۔ طبق م۔، ۷۱، / الف، ”و“ ندارد

۸۔ م۔، ۷۱، دیوانہ و عریاں

۹۔ ر۔ شعر ندارد

۱۰۔ ب۔ شعر ندارد

۱۱۔ ر۔ شعر ندارد

﴾106﴿

اس کی محفل میں جو کچھ دیکھ کر گریاں ہوا   تو مرے رونے پہ[۱] کیا کیا حشر اور طوفاں ہوا
دیکھ حیرت میں مجھے اُس آئینہ رو نے کہا   مجھ میں وہ کیا ہے کہ جس کو دیکھ تو حیران ہوا
بن بلائے اُس کے گھر جاتا ہوں کیا رسوائی ہے   ہائے ذلت کھینچ[۲] کر رخصت جہاں مہمان ہوا
یہ نہ جانا اُس نے یہ ہے کون آیا ہے کہاں   اُس کے گھر میں گر[۳] مرا جانا کسی عنواں ہوا
سو طرح کی فیلسونی سے کیا تھا جس کو یار   ہے ستم ہر طرف غمگیں وہاں سے[۴] وہ درباں ہوا[۵]
جس طرح سے راکھ ہو جاتا ہے انگارا کوئی   اس طرح سے خاک جل کر یہ دل سوزاں ہوا
عید کے دن اُس کماں ابرو سے اے غمگیں یہ کہہ
مجھ کو ہونے دے تصدق میں ترے قرباں ہوا[۶]

﴾106﴿	ر۔خ۔ع۔۔	غزل ندارد
۱۔	م۔، ۱۱،	پر
۲۔	م۔، ۱۱،	کھچکر
۳۔	ش۔۹، / ن۔، الف	اپنا
۴۔	م۔، ۱۱،	بھی
۵۔	ش۔، ۹،	ہے ستم ہر طرف غمگیں وہاں سے اب وہ ہی درباں ہوا
۶۔	ب۔	شعر ندارد

﴿107﴾

آتشِ عشق میں ٹھہرا دلِ بیتاب رہا   قائم النّار یہ کس طرح سے سیماب رہا
خواب میں بھی نہ کبھی چین سے پھر وہ سویا   جو کہ اک[1] رات بھی اُس ماہ سے ہم خواب رہا[2]
خم کے خم پی گئے اور ایک نہ توڑا شیشہ   بارے ہم مستوں سے میخانے کا آداب رہا
کیا ہی دم بند کیا میرا کہ کچھ مت پوچھو   کوئی دم سینے میں جو یہ دلِ بیتاب رہا
جس طرح کاسہء[3] نرگس میں[4] رہی ہے شبنم   یوں بھرا اشک سے یہ دیدۂ پُر آب رہا[5]
تو بھی شاداب رہے دونوں جہاں میں ساقی   مے کے پینے سے میں جیسا تری سیراب رہا[6]

دل سے دنیا کے تعلق نہ چھٹے اے غمگیں
خاک میں ہی ملا یہ گوہرِ نایاب رہا

﴿107﴾ ش-خ-ع- غزل ندارد

[1] الف- ۲، م- ۷ ن- ۲ ب- ۲ ایک

[2] ر- شعر ندارد

[3] ن-، ۲، "کانسہ"

[4] ر-، ۴۵، "رہے"

[5] ب- شعر ندارد

[6] ن-ب-ر- شعر ندارد

﴿108﴾

مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا
دل بھی روپوش مرا ہو کے کہیں بیٹھ رہا
واں طلسم آہ ہے کیا اٹھ کے جو[۱] آیا نہ یاں
جو گیا ہائے وہی زیر زمیں بیٹھ رہا
انتظاری[۲] کا لکھا خط میں[۳] ہے میرے مضموں
نامہ قاصد ہے یقیں کھو کے کہیں بیٹھ رہا[۴]
تجھ کو کیا کام مکاں سے ہے مجھ آزاد کے شیخ
دل لگا آہ جہاں بس میں وہیں بیٹھ رہا[۵]
چھوڑ اب دیروحرم شیخ جی میخانے میں
کرکے برباد دھرم اور میں دیں بیٹھ رہا[۶]
پھر تو منزل کو نہ پہنچے گا دلا یاد رہے[۷]
کارواں سے جو کبھی بازپسیں بیٹھ رہا
عیش درویش وہ کرتا ہے کہ منعم کو نہیں
ساتھ جو صبر کے کھا نانِ جویں بیٹھ رہا[۹]
شام کو غیر کے گھر میں جو گیا وہ ظالم
منتظر در پہ سحر تک میں وہیں بیٹھ رہا[۱۰]
آرزو جس کو تھی آنے کی مکاں میں اپنے
بند کر در وہ مجھے دیکھ مکیں بیٹھ رہا[۱۱]
ایک شب گھر میں رہا بس[۱۲] یہ ترے خانہ خراب
گھر خراب اپنا وہ کر آہ کہیں بیٹھ رہا[۱۳]
منتظر رہنے کا خط میں تھا مرے ذکر ضرور
نامہ بر اس لیے خط کھول کے کہیں بیٹھ رہا[۱۴]
جو ہے کعبے میں وہ غمگیں ہے تیرے تکیے میں
خوب سمجھا کہ تو اے یار نہیں[۱۵] بیٹھ رہا[۱۶]

﴿108﴾ ن-ش-خ-ع- غزل ندارد
۱۔ ب-،۴۷، "ــــــــــجو آیا نہ وہ یہاں"
۲۔ ر-،۵۷، "ــــــــــمنتظر رہنے کا خط میں تھا مرے ذکر ضرور"
۳۔ ب-،۴۷، "یہی"
۴۔ ر-،۵۷، "نام برا اس لئے خط کھو کے کہیں بیٹھ رہا"
۵۔ ر-،۵۷ شعر ندارد
۶۔ ر-ب- شعر ندارد
۷۔ ر-،۵۷، "پھر وہ منزل پہ پہنچ ہی نہ سکا اپنی کبھی"
۸۔ ر- شعر ندارد
۹۔ -ایضاً-
۱۰۔ ر-ب- شعر ندارد
۱۱۔ -ایضاً-
۱۲۔ م-،۹، بس مرے
۱۳۔ م-ب-الف شعرندارد
۱۴۔ ب-،۴۸، یہیں
۱۵۔ ر-،۵۷، "تونے یہ خوب کیا تو جو یہیں بیٹھ رہا"
۱۶۔ م-،۷، ر-،۴۵، ن-،۲، "ہی"

﴿109﴾

یہ کس کے واسطے دن بھر میں بے قرار رہا　　تمام شب مجھے کس کا یہ انتظار رہا
یہ کس کے غم میں گذاری تمام عمر بجبر[۱]　　یہ کس کے عشق میں مجھ کو نہ اختیار رہا
یہ کس کے جوروجفا پر کیا تحمل آہ　　ہمیشہ کس کے لیے مجھ کو اضطرار رہا
یہ کس کے ذوق میں رہتا ہوں اب میں دیوانہ　　وہ کس کے شوق میں دایم میں ہوشیار رہا
وہ کون ہے کہ مری چشم سے ہے پوشیدہ　　یہ کون ہے کہ جو آلان آشکار رہا[۲]
وہ کون ہے کہ یہ سب اعتبار ہیں اُس کے　　وہ کون ہے مجھے جس کا نہ اعتبار رہا
یہ کس کے وصل میں رہتا ہوں روزوشب خنداں　　وہ کس کے ہجر میں دائم میں اشکبار رہا
ہمیشہ کس کی[۳] صفائی رہی مرے جی[۴] میں　　مدام دل میں مرے کس سے یہ غبار رہا[۵]
یہ مے ہے کون سی جس کا سرور ہے مجھ کو　　وہ کیا شراب تھی جس کا مجھے خمار رہا[۶]

وہ کون مجھ سے خفا آج تک ہے اے غمگیں
وہ کون آہ ہے جس کا کہ مجھ پہ پیار رہا

﴿109﴾ ش-ن-خ-ع-　　غزل ندارد
۱- طبق ب ۴۴
الف ۴۳- بجبر　　م- ۷۲ بحر　　ر- ۵۹ بخیر
۲- ر-　　شعر ندارد
۳- م-، ۷۲،　　"سے"
۴- طبق م-، ۷۲،　　ب-، ۴۴،　　ا-، ۴۳،　　"وحی"
۵- ر-　　شعر ندارد
نسخہ "ر" میں اشعار کی ترتیب میں فرق ہے-
۶- ر-ب-　　شعر ندارد

﴿110﴾

ہمدمو[۱] خواب میں مجھ پاس جو وہ دوش رہا
صبح سے شام تلک آہ نہ کچھ ہوش رہا[۲]

اور ہی اور لگا دیکھنے سننے کچھ کچھ
پہلی وہ چشم رہی اور نہ وہ گوش رہا[۳]

نہ تو وہ دل ہی رہا اور نہ میں آہ رہا
شب کو اک[۴] لحظہ جو مجھ سے وہ ہم آغوش رہا[۵]

میری آگاہی گئی ہائے[۶] بدل غفلت سے
اس قدر یاد میں میں اُس کی فراموش رہا[۷]

گل خزاں ہو گئے اور آہ گئی فصل بہار
مجھ دوانے کو خروش اور ہے[۸] وہ جوش رہا[۹]

شیخ کے جبہ و خرقہ کا خدا حافظ ہے
خانقہ میں کوئی دن گر وہ قبا پوش رہا[۱۰]

میکشی ہو چکی تب اُس نے مجھے یاد کیا[۱۱]
مے رہی شیشے میں جب تک میں فراموش رہا

چھوڑ دی سب نے مہِ صوم میں مے اے غمگیں
تو بھی تو آہ خرابات میں مے نوش رہا

﴿110﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
۱- الف- ۴۱- م- ۶۸ -ر- ۵۷- ب- ۴۱- ہمدموں
۲- ر-،۵۷، اس طرح خواب میں وہ مجھ سے ہم آغوش رہا
شام سے صبح تلک اک پل نہ مجھے ہوش رہا
۳- ب-ر- شعر ندارد
الف- ۴۱- م- ۴۸ ب- ۴۱ ایک
۴- ب-ر شعر ندارد
۵- م-،۶۹، "آہ"
۶- ر شعر ندارد
۷- الف- ۴۱ م- ۶۸ دیوانے
۸- م-،۶۹، "ووہی"
۹- ر-ب- شعر ندارد
۱۰- ر- شعر ندارد
۱۱- ر-،۵۷، "ختم جب مے ہوئی تب اس نے مجھے یاد کیا"

﴿111﴾

مرے گھر میں نہ کبھی آکے وہ مہمان رہا　　مرتے مرتے بھی مجھے آہ یہ ارمان رہا
ہاں میاں سچ ہے کہ مجھ میں نہیں انسانیت　　جس نے چاہا تجھے کاہے کو وہ انسان رہا
وہ خفا زندگی اپنی سے رہا تا دم مرگ　　مہربان جس پہ تو اک[۱] روز میری جان رہا
یاد مجھ کو نہ کیا اُس نے کبھی بھول کے آہ　　دھیان جس کا کہ مجھے ہر دم و ہر آن رہا
زندگی ہوتی ہے اُس روز مجھے آہ محال　　گھر میں اُس شوخ کے جس شب کسی امکان رہا[۲]
وصل کا ہم کہو سروا کریں کس برتے پر　　اس سے جس کا کہ نہ وہ عہد نہ پیمان رہا[۳]
گو میسر بھی ہے ملاقات ہوئی اس کی بھی　　مجھ کو کچھ ہوش نہ دل کو مرے اوسان رہا[۴]
میں نے جانا نہ سوا جس کے کسی کو یارو[۵]　　نام سے بھی وہ ستمگر مرے انجان رہا
وہ غزل غمگیں نے لکھی ہے قوافی کو بدل
سن کے خاموش جسے یہ دل نادان رہا[۶]

﴿111﴾ ر-ب-خ-ع-، غزل ندارد

[۱] الف- ۵، م- ۲ ش- ۴ ن- ۹ ایک
[۲] ش-ن- شعرندارد
[۳] -ایضاً-
[۴] -ایضاً-
[۵] ن ۹ غمگین
[۶] ن-ش- ندارد

﴿112﴾

غم اُس کے ہجر کا مرے یوں دل نشیں رہا　　خاتم کے بیچ وصل ہو جیسے نگیں رہا
کوچے سے اُس کے جب میں چلا دل نے[۱] یہ کہا　　اب آپ جائیں یاں سے مگر میں یہیں رہا[۲]
اے ترک چشم تو نے یہ لوٹا کہ میرے پاس　　نے دل رہا نہ مال رہا اور نہ دیں رہا[۳]
کافر کہیں گے اُس کو یہ[۴] سب شیخ و برہمن　　جس کو کہ تیرا عشق جہاں میں نہیں رہا
قدموں[۵] پہ جس نے سر کو رکھا تیرے لاکھ بار　　اس پر بھی مجھ سے یار تو چیں بر جبیں رہا[۶]

آیا نہ شب کو خواب میں وہ ماہ رو کبھی
غمگیں کو یہ خیال دم واپسیں رہا

﴿112﴾ م-ب-ن-خ-ع-　غزل ندارد
[۱] بر حاشیہ ش-، ۳،
[۲] بر حاشیہ ش-، ۳،　یوں
[۳] ر-، ۶۴،　"جائیں یہاں سے آپ مگر میں یہیں رہا"
"دل ہی رہا نہ مال رہا کچھ نہ دیں رہا"
[۴] حاشیہ بر ش-، ۳،　لکا
[۵] -ایضاً-　خفگی کے ہاتھ سے ترے پاؤں پر سر رکھا
[۶] ر-　شعر ندارد

﴾113﴿

ہائے وحشت میں بھی صحرا نہ بیاباں میں رہا
میں خراب اپنے اسی خانہ ویراں میں رہا
یہ نشہ مجھ کو ہوا یار نہ پہنچا گھر تک
آخرش رات کو ساقی ہی کی دکاں میں رہا
مر کے اے ہمدمو[1] میں زندہ جاوید ہوا
بس کہ تا مرگ مرا دم مری جاناں[2] میں رہا[3]
تا سحر شام سے شبنم کے دوپٹے کا حجاب
مجھ میں اے دوستو اور اُس مرے مہماں میں رہا
جام کے دور میں یہ عمر بسر کی جس نے[4]
اپنے نزدیک نہ وہ گردشِ دوراں میں رہا
میں تو وحشت سے بیاباں میں عریاں پہنچا
یار جب تک کہ مرے فکر گریباں رہا[5]
ہوئی جمعیت خاطر نہ مجھ آشفتہ کو
جب تلک دل کہ تری زلف پریشاں میں رہا[6]
نکلے اس عالم امکاں سے یہ واجب ہے تجھے
جو رہا یاں وہ اسی عالم امکاں میں رہا
اُس کی صورت کا تصور[7] یہ تعجب ہے کہ آہ
کس طرح دوستو اس دیدۂ گریاں میں رہا[8]
فارسی شعر بھلا مجھ سے ہو کیوں کر غمگیں
میں نہ توراں کو گیا اور نہ ایراں میں رہا

﴾113﴿ ش-ر-ن-خ-غ- غزل ندارد

[1] ا-، ۳۰، م-، ۴۹، ہمدموں

[2] م-، ۴۹، جاں

[3] ب- شعر ندارد

[4] م-، ۴۹، "میں"

[5] ب- شعر ندارد

[6] -ایضاً-

[7] ا-، ۳۰، ـــــــــیہ تعجب ہے تصور کہ آہ

[8] ب- شعر ندارد

﴿114﴾

قید ہستی میں تو نالاں آہ گلشن میں رہا
مر گئے بر مثل قمری طوق گردن میں رہا
خوف ہے محشر میں وہ قاتل گریباں گیر ہو
داغ خوں یہیات میرا اس کے دامن میں رہا
اُس سے اتنا کوئی کہہ دینا کہ مرے[۱] دم تلک
تیرے چتون کا تصور اپس کے چتون میں رہا
جان سے رکھتا تھا اُس کے ازبسکہ میں صد[۲] چند دوست
جسم سے جب جاں نکلی وہ مرے[۳] تن میں تھا
خاک جب تک یہ دل نالان ہو اُس کے عشق میں
غلغلہ اک[۴] حشر کا سا میرے مدفن میں رہا[۵]
اس کے کوچے کی گئی دل نہ کیفیت مگر
عالم وحشت میں میں ہر شہر اور بن میں رہا[۶]
تو کسی فن میں نہ رہنا تا نہ اُس فن میں رہے
وہ اسی فن میں رہے گا جو کہ جس فن میں رہا
بن تری تائید اے ساقی یہ بحر معرفت
کس طرح اس میرے دل سے چھوٹے برتن میں رہا[۷]
ہائے صد افسوس آتے[۸] ہی خزاں کے ہم صفیر
آشیاں مرغ چمن کا بھی نہ گلشن میں رہا
واسطے اُس کے ہے اے[۹] ہمدم در جنت کشاد
حضرت دہلی میں جو یا پاک پٹن میں رہا[۱۰]
زندگی میں تھا تعلق جس سے اے غمگیں مجھے
وہ ہی بعد از مرگ بھی بس میرے مدفن میں رہا

﴿114﴾ ر۔ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ م۔، ۵۳، ا۔، ۳۲، میرے

۲۔ م۔، ۵۳، چند صد

۳۔ م۔، ۵۳، الف۔، ۳۲، ب۔، ۳۱ تیرے

۴۔ م۔، ۵۳، الف۔، ۳۲، ب۔، ۳۱ ایک

۵۔ ب۔ شعر ندارد

۶۔ ۔ایضاً۔

۷۔ ب۔ شعرندارد

۸۔ م۔، ۵۳، ـــــــافسوس ہے اے

۹۔ طبق ب۔، ۳۱، نسخه الف "اے ہمدم" نداد

۱۰۔ طبق م۔، ۵۲، ب۔، ۳۱، الف۔ شعرندارد

﴿115﴾

ہجراں کے غم سے دم میں مرے دم نہیں رہا　　کس سے کہوں کہ اب کوئی ہم دم نہیں رہا
جانے سے اُس کے دم میں مرے دم نہیں رہا　　جیسا کہ تھا میں پہلے وہ ہمدم نہیں رہا
یاں تک تو روئے چاہ میں اُس کی کہ نام کو　　دیکھو ہماری آنکھ[۱] میں اب نم نہیں رہا[۲]
عالم کی تیرے دیکھتے ہی دیکھتے بہار　　عالم کو دیکھتے ہیں کہ عالم نہیں رہا
مجھ کو تو یاد کوئی نہیں وہ شب وصال　　جس شب کو آہ مجھ سے وہ برہم نہیں رہا[۳]
با وصف ہجر ہے یہ تماشا کہ مجھ سے وہ　　کوئی جگہ نہیں ہے کہ باہم نہیں رہا[۴]
تیرا ہی حسن ایسا ہے جس کو نہیں زوال　　ورنہ کسو پر ایک سا عالم نہیں رہا

جب سے کہ عشق کا ہمیں غمگیں ہوا ہے غم
تب سے کسی طرح کا ہمیں غم نہیں رہا[۵]

﴿115﴾ ش-ب-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ن-،۵، "چشم"
[۲] ر- شعر ندارد
[۳] ر- شعر ندارد
[۴] ر-ن- شعر ندارد
[۵] ن-،۵، تب کے کسی طرح کا ہمیں غم نہیں رہا

نسخہ الف ص- ۵۰ کے حاشیے پر بھی اس غزل کے چار اشعار متن میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ درج ہیں ان کے اختلافات درج کر دیے - ایک شعر الگ تھا وہ درج کر کے نشان دہی کر دی گئی ہے-

برحاشیہ الف- ۵۰ ش-۵

ہجراں کے غم سے دم میں میرے دم نہیں رہا　　کس سے کہوں کہ اب کوئی ہمدم نہیں رہا
یہاں تلک تو روئے چاہ میں تیری کہ نام کو　　پیارے ہماری آنکھ میں اب نم نہیں رہا

﴿116﴾

یوں دل میں وہ بے حجاب آیا　　　جوں ابر میں آفتاب آیا
بیدار[۱] ہو جیسے[۲] خفتہ اس طرح　　　بیداری میں مجھ کو خواب آیا
جو میں نے کیا سوال اُس کا　　　واں سے بھی[۳] وہی جواب آیا
اُس کے ہی نصیب میں ہوئی مے[۴]　　　جو واں سے لیے شراب آیا
تشنہ ہی گیا یہاں سے آخر　　　جو واں سے جگر کباب آیا
آیا ہوں خانقہ سے غمگیں
میخانہ سے جوں خراب آیا

﴿117﴾

بغل میں جام لیے ہاتھ میں شراب آیا　　　الست سے جو خرابات کا خراب آیا
وہ گھر میں شب کو مرے آ گیا تو سب بولے　　　نکل کہاں سے یکایک یہ آفتاب آیا[۱]
اسے جو دیکھ کے غش آ گیا مجھے ہمدم　　　چھڑکنے ہاتھ سے تو اپنے وہ گلاب آیا
پڑے ہیں تب مجھے پینے ہی یار زہر کے گھونٹ　　　پیے ہوئے مرے گھر جب کہ وہ شراب آیا
شراب جس نے کہ پی اس کی بزم میں جا کر　　　گھر اپنے واں سے وہ ہمدم جگر کباب آیا
پیام یاں سے گیا تھا جو اس کو آنے کا　　ق　　یہ کیا[۲] سبب ہے کہ اب تک نہ کچھ جواب آیا
وہ گھر سے اٹھ کے یکایک ادھر نہ آتا ہو　　　کہ بیٹھے بیٹھے مرے دل کو اضطراب آیا
اسے یہ نہ کچھ کہہ کہ لن ترانی کا　　　ذرا میں موسیٰ عمران کو خطاب آیا[۳]
غزل اک اور بھی ایسی ہی تو سنا غمگیں
سخن میں تیرے ہمیں لطف بے حساب آیا

﴿116﴾ ش۔ن۔ر۔ح۔ع　　غزل ندارد
[۱] م۔۷۵،　　پندار جیسے
[۳] م۔۷۵، 　　بھی　ندارد
[۴] ب۔۴۵، 　　اس کے ہی میں لیے ہوئے مے
﴿117﴾ ر۔ش۔ن۔خ۔　　غزل ندارد
[۱] نسخہ ب میں پہلے شعر کے علاوہ بقیہ اشعار اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں۔
[۲] الف۔ ۲۶　　کنیا
[۳] م۔　　شعر ندارد
حاشیہ بر الف

﴿118﴾

وہ بے حجاب پیے شب کو جو شراب آیا   تو بے حجابی سے اس کی مجھے حجاب آیا
ہوا خراب بھی مجھ خانماں خراب کا گھر   نہ در تلک وہ مگر خانماں خراب آیا
مدام میں نے کیا وصل کا سوال اس کے   ولے نہ گنبد افلاک سے جواب آیا
کہا یہ ہنس کے تری بھی عجب ہے روتی[1] شکل   جب اس کے رو برو بادیدہ پر آب آیا
جھکی ہے میرے قدم بوس کو فلک سے یہ شام   جہاں کہ بام پہ وہ رشکِ آفتاب آیا[2]
شراب پینے سے کی مجھ سے رند نے توبہ   ولے نہ شیخ کو شیخی سے اجتناب آیا
خیال و وہم نہ کچھ دل میں جب رہے ہم نے   جہاں کو خوب جو دیکھا نظر سراب آیا
تو آ کے خواب میں اس نے مجھے کیا بیدار   خیال میں کبھی اس کے جو مجھ کو خواب آیا
ہوا میں شیخی سے آزاد جب کہ اے زاہد   ق   تو میرے واسطے ساقی لیے شراب آیا
پلا کہ خوب مجھے میکدے میں پھر یہ کہا
تو خانقاہ سے غمگیں بہت خراب آیا

﴿118﴾ ر-ش-خ-ن-ع-   غزل ندارد
[2] م-، ۳۲،   ہی رو
[3] ب-   شعر ندارد

﴿119﴾

جب انہیں دیکھ غش مجھے آیا   وہ لگے کہنے فیل یہ لایا
دیکھ دیوانہ مجھ کو سب نے کہا   تجھ کو شاید پری کا ہے سایا
دل مجروح نے نمک داں کا   بوسہ لینے میں کیا مزہ پایا
غیر سے ہنس کے تو نے اے مہ رو   رات بھر خوب مجھ کو رلوایا[۱]
کھا لیا غم نے ہم کو اے غمگیں
ہم یہ سمجھے تھے ہم نے غم کھایا

﴿120﴾

لے دل سے آہ تا بہ جگر سب جلا دیا   ساقی شراب میں یہ مجھے کیا پلا دیا
ہمدم میں کیا کہوں کہ ایک[۱] اتنی کی یاد نے   تھا جو پڑھا لکھا وہ مجھے سب بھلا دیا
کیا خاک تو جیے گا کہ پتلا ہے خاک کا   رو رو کے اس پہ تو نے بدن سب گھلا دیا[۲]
وہ بت خدا کرے کہ نہ مجھ پر ہو پھر خفا   یاروں نے اب کی بار تو بارے ملا دیا[۳]
شب کی سی خواب میں بھی نہیں دیکھی ہم نے مے   پیتے ہی دو گلاس کے گویا سلا دیا[۴]
جیتے ہی جی یہاں بخدا دوزخ و بہشت   ہم کو وصال و ہجر نے اُس کے دکھا دیا[۵]
کیا جانے کیا پڑی ہے یہ خو اس نے رات کو   بے وجہ بیٹھے بیٹھے مرا دل دکھا دیا[۶]
پوچھا تھا ہائے ہنسنے کو پرسُن کے میرا حال   رو رو کے اس نے آنکھوں کو اپنی سجا دیا[۷]
کل شب کو بے قراری میں غمگیں کی آہ نے
لے کر زمیں سے تا بفلک ہل ہلا دیا[۸]

﴿119﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ش- شعر ندارد
﴿120﴾ ش-ن-ع- غزل ندارد
[۱] الف- ۲۰ م- ۳۲ ب- ۱۹ ایک
[۲] ر-ب-خ شعر ندارد
[۳] -ایضاً-
[۴] -ایضاً-
[۵] ر-ب- شعر ندارد
[۶] ر-ب-خ- شعر ندارد
[۷] ر-خ- شعر ندارد
[۸] ر-خ- شعر ندارد

﴿121﴾

بتوں کو جس نے کہ یہ حسن اورجمال دیا   اسی نے ہم کو پرستش کا بھی خیال دیا
جہاں کو دولت[۱] دنیا فلک نے دی لیکن   ہمیں یہ[۲] درد دیا، غم دیا، ملال دیا
مدام جس میں سے پیدا ہوغم کے اے شہ حسن   تمہارے عشق نے وہ ہم کو بھی محال دیا[۳]
یہ[۴] طفلِ اشک ہمارا تھا نورِ عین اے چشم   بڑا ستم کیا گھر سے اسے نکال دیا
یہ چشمِ مست تری دیکھ کے[۵] گرا تھا میں   عصائے آہ نے لیکن وہیں[۶] سنبھال لیا[۷]

نہ ٹھہرا آہ کا شعلہ نکل گیا[۸] دل سے
یہ جوشِ[۹] عشق نے غمگیں اسے ابال دیا

﴿122﴾

مرے صیاد نے اک[۱] ظلم یہ ایجاد کیا   بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
جو فراموش کہ تجھ[۲] کو نہیں کرتا اک دم   بھول کر بھی نہ کبھی تو نے اُسے یاد کیا
اس سوا کچھ نہ کہا تو نے یہاں آیا کر   گر کبھی حق میں مرے اُس نے کچھ ارشاد کیا[۳]
عندلیبوں کو کیا تو نے گرفتارِ قفس   فصلِ گل میں یہ ستم کا ہے[۴] کو صیاد کیا[۵]

مجھ کو تامرگ یہ افسوس رہے گا ظالم
اپنے غمگیں کا نہ دل تو نے کبھی شاد کیا

﴿121﴾ م۔ن۔ع۔ غزل ندارد،
نسخہ" ب "کے حاشیے پر یہ عبارت درج ہے "غزل از نسخہ دیگر"
۱۔ ش۔ا۔ دولت و دنیا
۲۔ ر۔،۶۳، تو
۳۔ خ۔ر۔ شعر ندارد
۴۔ ر۔،۶۳، نہ
۵۔ ر۔۶۳، ش۔ا۔ کر
۶۔ خ۔،۱۱۰، اسے
۷۔ الف۔،۴۸، سنبھال
۸۔ نسخہ ش کے آب رسیدہ ہونے کے سبب آدھا مصرع ناخوانا ہے۔
۹۔ نسخہ "ب" میں لفظ "یہ جوش"ندارد
﴿122﴾ م۔ب۔ن۔ع۔خ۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔،۶۴، جو فراموش کہ مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔اک
۲۔ ر۔،۶۴، مفت میں
۳۔ ش۔ شعر ندارد

﴾123﴿

اُس کی باتوں پر اعتماد کیا[۱]   یوں ہی تا صبح دل کو شاد کیا
اور بڑھتی گئی دوئی اُس سے[۲]   میں نے جوں جوں[۳] کہ اتحاد کیا
ایک کافر سے دل لگا ہم نے   جان و ایماں عبث بباد کیا[۴]
کہیں بگڑی ہے ساقیا خُم ِ مے   جو مرے خون نے فساد کیا[۵]
اُس نے بس ایک بات پر مجھ سے   رات بھر جھگڑا اور فساد کیا[۶]
سچ تو یہ ہے دلا کہ تو نے عشق   قیس و فرہاد سے زیاد کیا[۷]
تب حقیقت کھلی ہمیں اپنی   شغل جب مبداء و معاد کیا[۸]
وہی غازی ہے اے مسلمانو   جس نے نفس اپنے سے جہاد کیا[۹]
مذہب عشق خوب مذہب ہے   جو مذاہب میں اجتہاد کیا[۱۰]
ایک سے لاکھ لاکھ سے ہے ایک   لاکھ کو ہم نے جب احاد کیا
اس جنوں نے دماغ میں میرے   موسم ِ گل میں پھر فساد کیا[۱۱]
ابھی بیٹھا تھا میں خوشی غمگیں
بھول کھائی جو اُس کو یاد کیا[۱۲]

﴾123﴿ ن۔ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد
اس غزل کا پہلا اور آخری شعر "نسخہ ء ش" کے صفحہ ۱۲ پر بھی درج ہے۔

[۱] ش۔،۱۲، بات پر اُس کی اعتماد کیا
[۲] م۔،۴، نہ گئی دل سے غیریت اُس کی
[۳] ا۔،۴، جو جو ر۔،۴۵، میں نے ہر چند اتحاد کیا
[۴] ش۔ر۔ شعرندارد
[۵] ش۔ شعرندارد
[۶] الف۔م۔ر۔ شعرندارد
[۷] الف۔م۔ر۔ شعرندارد
[۸] ر۔ شعرندارد
[۹] ۔ایضاً۔
[۱۰] ر۔،۴۵، مذہبوں میں جو اجتہاد کیا
[۱۱] م۔ر۔ شعرندارد
شعر برحاشیہ الف۔،۴،
[۱۲] م۔ر۔ شعرندارد

﴿124﴾

اُس[۱] کے وعدے پر اعتبار کیا   ہائے پھر شب کو انتظار کیا
تو جو بے اختیار ہے اے دل   عشق کیوں تو نے اختیار کیا
یار سب اُس کے ہو گئے اغیار   جس نے اُس بے وفا کو یار کیا[۲]
تیرے مے پینے اور پلانے نے   مجھے کل شب سے ہوشیار کیا[۳]
پھر لگا وہ لگاوٹیں کرنے   پھر مرے دل کو بے قرار کیا[۴]
داغ ہے سیر کو نہ آیا وہ   میں نے گو دل کو لالہ زار کیا[۵]
بے توقع ہوئے بس اُس سے ہم[۶]   اُس نے جس بات کا اقرار کیا[۷]
گور کے پھر وہ ہمکنار ہوا   اُس کو جس نے کہ ہمکنار کیا[۸]
کبھی دیکھا نہ چلتے آہستہ   اُس نے اس کو سے جب گزار کیا[۹]
وصل جس سے محال ہے ہمدم   کیوں اُسے ہائے ہم نے یار کیا[۱۰]
جان سے میں گزر گیا ہمدم   پر نہ اُس نے یہاں گزار کیا[۱۱]
رات کی اُس شراب و عیش نے آہ   دن بھر آخر مجھے خمار کیا[۱۲]

لکھ غزل اور قافیے میں آہ
ہمیں غمگیں نے بے قرار کیا[۱۳]

﴿124﴾ ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔، ۴۴، ترے

[۲] حاشیہ الف۔، ۴،/
ر۔ شعرندارد

[۳] ش۔ شعرندارد

[۴] ر۔ش۔ شعرندارد

[۵] ش۔ر۔ شعرندارد

[۶] م۔، ۴، میں نے جانا کبھی نہ یہ ہوگی

[۷] ش۔ن۔ر شعرندارد

[۸] بر حاشیہ الف۔، ۴،
ر۔ شعر ندارد

[۹] ش۔ر۔ن۔ شعرندارد

[۱۰] ر۔ش۔ شعرندارد

[۱۱] بر حاشیہ الف۔، ۴، ر۔ ندارد

[۱۲] ر۔ش۔ ندارد

[۱۳] ر۔ش۔ ندارد

﴿125﴾

وحشتِ عشق میں کیا میں نے وہ اے یار کیا
جو مجھے وجع مفاصل میں گرفتار کیا
درد روحی پر جو یہ افزود کیا جسمی درد
درد کا درد سے کیا خوب یہ تیمار کیا
عمرِ آگاہی میں کیوں کھوئی یہ اس غفلت سے
مے کی مدہوشی نے ساقی مجھے ہوشیار کیا
جو سزا تو دے سزا وار ہوں میں[1] اس کا ہی
جو کہ کچھ تو نے کہا میں نے وہ ناچار کیا
اس خرابات کی جاروب کشی نے ساقی
بارے اس بار تکبر سے سبک بار[2] کیا
لا تعین کی عبادت میں تعین ہے شرک
مات اے شیخ تیری سبحہ نے زنار کیا
جبر فرمائی کیا اس سے زیادہ ہو اور
فعل کا تم نے مجھے میرے جو مختار کیا
ورنہ اک جرعہ کو محتاج تھے میخانے[3] میں
ساقیا تیرے کرم نے ہمیں خمار کیا
خطِ سبز اپنا میرے زخمِ جگر کی خاطر
وجہ کیا آپ نے جو مرہم زنگار کیا[4]

قحط معشوق جہاں میں ہے مگر اے غمگیں
یار جو تو نے وہ مشہور ستمگار کیا

﴿125﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] طبق-م-،۴۷، الفظ"میں" ندارد

[2] طبق-م-،۴۷، ا-،۴۸، یار

[3] طبق م-،۴۷، ب-،۲۷، ا-،۲۸، بتخانه

[4] ب- شعر ندارد

﴿126﴾

کیا نظر سے ہے گرانا مرا منظور کیا
اپنی جو مست نگہ سے مجھے مخمور کیا
زلفِ مشکیں کو کیا چہرۂ رخشاں پہ دراز
روزِ روشن کو مرے کیوں شب دیجور کیا
اس دلِ زار کو اے شوخ ستمگر تو نے
یہاں تلک رنج دیے آہ کہ دبجور کیا[۱]
مرے نزدیک کے رہنے میں وہ کیا تھا سر درد
تو نے قدموں سے جو اے یار مجھے دور کیا
جام بھر بھر کے اگر پینے تھے یوں غیر کے ساتھ
میرا کس واسطے یہ شیشۂ دل چور کیا[۲]
غم نے جب پائی جگہ دل میں تو رفتہ رفتہ
نیشن دے دے کے اسے خانۂ زنبور کیا[۳]
عشق[۴] میں ہائے جوانوں کے مجھے دیکھ کے پیر
زور[۵] ہی طور سے پھر سر میں مرے شور کیا[۶]
ہجر میں غم نہ رہا مے کے نشے کا ہم کو
دھیان میں ہم نے ترے دل کو یہ مسرور کیا[۷]

نہ ملا دل مجھے غمگیں نہ ملا گھر اُس کا[۸]
گو تلاش[۹] آہ بہت اپنی بمقدور کیا

﴿126﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱- ب- شعر ندارد
۲- -ایضاً-
۳- -ایضاً-
۴- م-۲۰ نے
۵- م-۲۰ الف-۱۳- ن-۷ روز
۶- ب- شعر ندارد
۷- ن- ب شعر ندارد
۸- ن- ۸ نہ ملا دل مجھے غمگیں نہ ملایا یار کا گھر
۹- ن- ۸ تا لاش

﴿127﴾

نہ روز عید بھی قربان کا خیال کیا　　غرض[۱] کہ اُس نے مجھے بن چھری حلال کیا
وہ خاک پر نہیں رکھتا مری قدم ایسے　　کہ تا نہ کھوے کوئی اس کو پایمال کیا
نہ یاد توبہ رہی دیکھ شکل ساقی کی　　پھر اُس سے مے کا اُسی طرح سے سوال کیا
ہوئی نہ دونو جہاں پر جو مجھ سے اس سے صلح　　تو میں نے قضیہ دل و جاں پر انفصال کیا[۲]
دم آہ مجھ میں نہ رنج ریا سے تھا ساقی　　شراب نے تری بارے ذرا بحال کیا[۳]
ادا ہوا نہ ترا شکر مجھ سے یک سرمو　　ہر ایک اپنا زباں میں[۴] نے بال بال کیا[۵]
پہنچ وہ منزل مقصود کو گیا سالک　　دلیل راہ کہ جس نے ترا جمال کیا
سوائے وہم نہ آیا نظر جہاں میں کچھ　　بغور ہمدمو[۶] ہم نے بہت خیال کیا
پلائی شیخ کو ساقی تمام رات شراب　　مرے صنم نے خدا کی قسم کمال کیا[۷]
کہا کسی نے کہ آیا نہ شب کو کیوں غمگیں
تو آپ بولے کہ کل اُس نے انتقال کیا

﴿127﴾ ش۔ر۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔، ۵۱، عرض
[۲] ب۔ شعر ندارد
[۳] م۔، کیا
[۴] الف۔، ۳۱، بتکرار۔میں نے
[۵] ب۔ شعر ندارد
[۶] الف۔ ۳۱ م۔ ۵۱ ہمدموں
[۷] ب۔ شعر ندارد

﴿128﴾

روویں نہ تو اب اُس کے پرستار کریں کیا   وا چشم وہ کرتا نہیں بیمار کریں کیا
ایسی نہیں بیتابی دل جو کہ رکیں وہاں   گر بند ہے در پھاندیں گے دیوار کریں کیا
مے کا نہ نشہ اور وہ گل اپنے نہ ہمراہ   ہم ہمدمو[1] سیر گل و گلزار کریں کیا
وہاں جا نہیں سکتے ہیں گھر اپنے ہی میں ہمدم   مے پی کے پڑے رہتے ہیں سرشار کریں کیا
جاویں تو کہاں جائیں بتا تو ہی ٹھکانا   گر آئیں نہ تجھ پاس تو اے یار کریں کیا
کس طرح نہ بیزار ہوں ہم جان سے اپنی   صورت سے ہماری ہے وہ بیزار کریں کیا
بن دیکھے نکلتا نہیں دم ہجر میں ہمدم   مرنا بھی ہے جز[2] وصل کے دشوار کریں کیا
اُس کوچے میں ہم اور سنیں لوگوں کی باتیں   دل قابو میں اپنے نہیں ناچار کریں کیا
کہتے ہیں طبیب اس کی دوا اپنے نہیں پاس
غمگیں کو تو ہے اور ہی آزار[3] کریں کیا

﴿128﴾	ر۔ن۔ب۔ش۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	الف۔ ۲۳ م۔ ۳۷	ہمدموں
۲۔	م۔۳۷،	بن
۳۔	الف۔۲۳،	ازار

﴿129﴾

جب قدم رنجہ نہ گھر میں میری جاناں نے کیا
حشر کے دن جو نہ ہوگا شب ہجراں نے کیا
ہوگئی مجھ کو پریشانی میں جمعیتِ دل
جوں[۱] پریشاں مجھے اُس زلف پریشاں نے کیا
جو کسی سے نہ ہوا اور نہ ہوگا ہمدم
رات کو کام اک ایسا مرے مہماں نے کیا[۲]
گل نرگس کو رہا دیکھ کے وہ بھی حیران
کارِ آئینہ یہ اس نرگسِ حیراں نے کیا[۳]
کارد کند سے گو تو نے ذبح کیا[۴] اسے
پر نہ تڑپھا یہ ادب کیا ترے قرباں نے کیا
حشر کے دن یہ[۵] کسی سے نہ[۶] کرے گا خورشید
جو شب ہجر میں مجھ سے مہ تاباں نے کیا
گردش چشم سے دیکھ اس کی مجھے سرگرداں
ہمدم افسوس بہت گردش دوراں نے کیا[۷]
کوئی کافر بھی مسلماں سے کرے وہ نہ سلوک
مجھ پہ جو جور وستم شب ترے درباں نے کیا[۸]
ایک دم دل سے نہ غمگیں کے کبھی تو بھولا
یار شرمندہ اسے اس ترے احساں نے کیا

﴿129﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ن-، ۵، یہ

[۲] حاشیہ اُ-، ۱۱، حاشیہ پر یہ شعر دوبار نقل کیا گیا ہے-

[۳] ن- شعر ندارد

[۴] م-، ۱۷، کیا ذبح

[۵] ن-، ۵، نہ کسی سے یہ

ن-، ۵، یہ

[۶] ن- شعرندارد

[۷] اُ-، ۱۱، مجھ پہ جو جوروستم شب ترے ہے درباں نے کیا

[۸] م- شعرندارد

﴿130﴾

جب سے وہ ہرزہ گرد خفا ہو ادھر گیا   تب سے خبر نہیں کہ مرا دل کدھر گیا[۱]
کی اس کی عمر نے نہ وفا اب کہے[۲] ہیں وہ   جب تک کہ میں وفا کروں پہلے ہی مرگیا
مدت میں ہائے اس کو[۳] چڑھی تھی شراب پر   موقع ہو جب تلک وہ نشہ ہی اتر گیا
ہمدم ابھی جو ہو گئی دھندلی سے چاندنی   شاید وہ اپنی بام پہ رشک قمر گیا[۴]
دشمن کے وہ نصیب نہ ہو[۵] دوستو کبھی   جو جو کہ اس کے عشق میں مجھ پر گذر گیا
اُس دن سے میں نے آج تلک پھر نہ آہ کی   جس دن سے میری آہ کا ہمدم اثر گیا[۶]

غمگیں خبر ملی نہ کبھی اس کی پھر مجھے
جو شخص میرے یار کی لینے خبر گیا

﴿130﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ طبق م۔۲۲،
الف۔ گدھر
۲۔ ن۔۵ کہیں
۳۔ ن۔۵ آج
۴۔ ب۔ شعر ندارد
۵۔ ن۔۵ ہوں
۶۔ ن۔ شعر ندارد

﴾131﴿

وہ مہماں جو ہائے میرے گھر سے کل گیا   آتے ہی یاد آج کلیجہ[1] نکل گیا
کوچے میں اُس کے شب کو نشے میں شراب کے   پھسلے تھے پاؤں[2] میرے مگر میں سنبھل گیا[3]
پروانے اور شمع کو کل رات دیکھ کر   ایسا کہا کچھ اُس نے کہ جی میرا جل گیا
دل اور یار دونوں ہیں نادان کیا کروں   سمجھایا میں نے اِس کو تو پھر وہ مچل گیا
باوصف وصل اب کہو تدبیر کیا کروں[4]   اس ہجر کے مرض کا نہ ہم سے خلل گیا[5]
رہنے کا تیرے مجکو بھروسا نہیں دلا   جو آج یہاں سے تو نہ گیا یار کل گیا[6]
غصے کے بعد ہنس کے وہ کہنے لگے مجھے   ق   کچھ خیر تھی تری جو میرا جی بہل گیا[7]
معلوم ورنہ ہوتی تجھے قدر عافیت
غمگیں تو سامنے سے میرے خوب ٹل گیا

﴾131﴿	ر۔ب۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ش۔، ۱۱،	کلیجا
۲۔	حاشیہ ش۔، ۱۱،	ھسلا تھا پانوں
۳۔	ن۔، ۹،	پھسلا تھا پائوں میرا مگر میں سنبھل گیا
۴۔	م۔، ۱۳،	کریں
۵۔	ن۔ش۔	شعر ندارد
۶۔	م۔ش۔	شعر ندارد
۷۔	ش۔، ۱۲،	تھی خیر تیری باتوں جو میں بہل گیا
	ن۔، ۹،	تھی خیر تیری باتوں میں جو سنبھل گیا

{132}

دونو عالم سے گذر کر اُس کے کو میں جو گیا　　گو[1] نہ پہنچا اُس t لک پر کام اُس کا ہو گیا
قیس اور فرہاد سے بھی اس کا رتبہ ہے بڑا　　عشق میں معشوق کے جو جان اپنی کھو گیا
میری حالت پر پسیجا تو نہ ہر گز سنگدل　　حالِ دل میرا سنا جس شخص نے سو رو گیا
ناتوانی سے نہ طاقت جب رہی فریاد کی
تب کہا ہمسائے نے شائد کہ غمگیں سو گیا

{133}

شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا　　کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا
واللہ پھر ملا نہ مجھے اب تلک سراغ　　دل اُس صنم کے کوچے میں اے یار جو گیا[1]
لایا وہ اپنا گوہرِ مقصود ہاتھ میں　　اس بحرِ بے خودی میں جو غرقاب ہو گیا
حاصل نہ گو ہوا مجھے کچھ اور ترک میں　　دنیا کے مخمصے[2] سے بھلا چھوٹ تو گیا
ثمرہ ہے اُس کو روزِ جزا وصلِ یار کا　　جو کشتِ دل میں تخم محبت کا بو گیا
اپنی بھی مجھ کو آہ نہ غمگیں رہی خبر
ایسا کچھ اُس کو دیکھ کے مدہوش ہوگیا

{132} م-ن-ر-ب-خ-ع-　　غزل ندارد

[1] نسخہ ش-۴ میں عام طور پر گ پرایک مرکز لگایا گیا ہے مگر یہاں "گو" پر دو مرکز لگائے گئے ہیں-

{133} م-ر-ب-ن-خ-ع-　　غزل ندارد

[1] بر حاشیہ - ش- ۸ "پایا نہ ہم نے کچھ اثر آثار اس کا آہ

مصرع ثانی دو لکھے ہیں ایک تو اوپر شعر کا مصرع ثانی ہے اور دوسرا مصرع ہے-

"کوچے میں محبوب کے میری جان جو گیا"

[2] الف-۴۹　　ش-۸　　مخمصہ

{134}

کارخانہ زہد[۱] و تقویٰ کا وہ ابتر ہو گیا   چھوڑ کر صوفی گری غمگیں قلندر ہو گیا
اب کہاں جاوے[۲] کہ باہر اُس سے جا سکتا نہیں   تیرے دیوانے کو صحرائے عدم گھر ہو گیا[۳]
دل کے جز جز مجھ کو اب کرنے لگے لاانتہا   جس کو دیکھا وہ ہی اس عالم میں دلبر ہو گیا[۴]
روز میں دیتا ہوں تقدیرِ ازل کا یاں حساب   میرے حق میں ہائے یہ عالم ہی[۵] محشر ہو گیا
معرفت کا ذات کے غمگیں سبب ہے یہ ظہور[۶]
احدیت کا عالمِ ناسوت مظہر ہو گیا

{134} ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] طبق ب۔۴۹، الف۔۴۷ م۔۷۹، رندوتقویٰ

[۲] ر۔۶۲، جائے

[۳] ر۔۶۲، ”جس کو بھی دیکھا وہی عالم میں دلبر ہو گیا“

[۴] ر۔۶۲، ”تیرے دیوانے کو صحرائے عدم گھر ہو گیا“

[۵] ر۔۶۲، ب۔۴۹، ”بھی“

[۶] ر۔۶۲، معرفت کاذات کی غمگیں سبب ہے یہ ظہور

﴿135﴾

اُس کے کوچے میں گیا میں سو[۱] پھر آیا نہ گیا
میں نے[۲] وہاں آپ کو ڈھونڈا تو میں پایا نہ گیا
گم ہوا دل مرے پہلو سے کہ پایا نہ گیا
شاید اُس کوچے میں جا اس سے پھر آیا نہ گیا
دم بخود ہو کے موا جس[۳] کی نزاکت کے سبب
آہ و نالہ بھی مجھے اس کو سنایا نہ گیا
اُس نے اک[۴] روز میں سو بار رلایا مجھ کو[۵]
مجھ سے پر[۶] اس بتِ خوش خو کو ہنسایا[۷] نہ گیا
بعد اک عمر کے کیا تجھ سے کہوں اے غمگیں
حالِ دل اُس نے جو پوچھا تو سنایا نہ گیا

﴿135﴾ م۔ن۔ب۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔۶۱ تو

[۲] ر۔۶۱ خ۔۱۱۱۔ "نے" ندارد

[۳] خ۔۱۱۱ اس

[۴] الف۔۵۰ ایک

[۵] ش۔۱۱ "اُس نے جب چاہا وہیں مجھ کو دیا آہ رُلا"

[۶] ر۔۶۱ "مجھ سے لیکن بتِ خوش خو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

[۷] خ۔۱۱۱ مٹایا

ب

﴿136﴾

رہتا ہے پاس تیرے شب و روز یار اب
کیوں بے قرار ہے تو دلِ بے قرار اب
ساقی تری نگاہ کے مدہوش ہیں تمام
اس مے کدے میں کوئی نہیں ہوشیار اب
جس کا کہ منتظر ہے اسے جانتا ہے تو
کس کا پھر اے دلا ہے بتا انتظار اب
اس گل بدن کے ساتھ ہی رہتا ہے غیر آہ
دامن سے گل کے چھوٹے یہ کس طرح خار اب
قدرت نہیں ہے بات بھی کرنے کی یار سے
مضطر ہے اس قدر دل پر اضطرار اب
دست جنون و خار بیاباں کے ہاتھ سے
داماں و جیب[۱] نہ رہا ایک تار اب
ایسا تو کس کے عشق میں بے اختیار ہے
غمگیں تجھے نہیں جو کچھ اختیار اب

﴿136﴾ م-ش-ن-ب-ر-ع- غزل ندارد

[۱] خ-، ۱۱۲، "داماں و جیب میں نہ---------"

﴾137﴿

پیے سے تو نہیں ہوتا ہے کچھ خراب شراب
تری زبان سے دے ہے تجھے جواب شراب[۱]
محک ہوں مے کشو بد نام مجھ کو مت کیجیو
یہ عرض کرتی ہے بادیدۂ پُر آب شراب[۲]
ہوس[۳] شراب کی دل میں ہے شعلہ زن لیکن
جگر کو کرتی ہے تجھ بن مرے کباب شراب[۴]
لگائی منہ سے مرے رشک گل نے جوں بوتل
تمام ہوگئے دوہیں گل[۵] و گلاب شراب[۶]
پیے[۷] بنے ہے نہ اب اور[۸] بن پیے ساقی
بغیر اُس[۹] کے یہ ہے ہر طرح[۱۰] عذاب شراب
اسی نے آہ کیا ہم سے یار کو محجوب
یہی اٹھاتی ہے اب پردہ نقاب شراب[۱۱]
کہاں وہ ہم ہیں کہاں وہ شراب کا عالم
کہاں[۱۲] زمانہ وہ اب ہے خیال و خواب شراب[۱۳]
نشے میں چاہیے گریاں بہت رہے میکش
کہ لطف رکھتی نہیں یار بے سحاب شراب[۱۴]
کیا نہ کام نظر نے نشے کے عالم میں
ہوئی نظارہ رخ کی ترے حجاب شراب[۱۵]
خدا کے واسطے دن کو پیا نہ کر غمگیں
وگرنہ تجھ کو کرے گی بہت خراب شراب

﴾137﴿ ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ نسخہ "ر" میں مطلع یوں ہے تو جس زبان سے کہے گا کہ ہے خراب شراب
اسی زبان سے دے گی تجھے جواب شراب

۲۔ ر۔ شعر ندارد

۳۔ طبق م۔۸۴، الف۔۵۳ ہوس نہ

۴۔ ر۔ب۔ شعر ندارد

۵۔ ن۔۱۳ گل گلاب

۶۔ م۔ر۔ب۔ شعرندارد

۷۔ ن۔۱۳ پیے بنے ہے مجھے اور نہ بن پیے ساقی

۸۔ ر۔۶۵ لفظ "اور" ندارد

۹۔ ر۔۶۵ یار

۱۰۔ ا۔۵۳ طرطرح

۱۱۔ ر۔ب۔ شعرندارد

۱۲۔ ر۔۶۵ کہاں وہ وقت کہ ہر دم تھا نشے کا عالم
کہاں یہ وقت کہ اب ہے خیال و خواب شراب

۱۳۔ ر۔۶۵ شعر ندارد

۱۴۔ ۔ایضاً۔

﴿138﴾

نہ پی ہے ہم نے نہ پیویں گے ایسی یار شراب
پلائی[۱] جیسی کہ غمگیں نے بے خمار شراب

تمام شب مجھے گذری ہے آہ غم کھاتے
یہ زینہار نہیں ساقیا نہار شراب

سوائے رنج کے مجھ کو ہوا[۲] کبھی نہ سرور
تمھاری بزم میں پی میں نے چند بار شراب

خدا کے واسطے تو آج مت پلا ساقی
کرے گی ہجر میں یہ اور بے قرار شراب[۳]

بہار میں بھی نہیں وہ بہار دیوانو
بہار جو کہ دکھاتی ہے بے بہار شراب[۴]

بہت پلائی جو میں نے تو وہ لگے کہنے
وہ بات ہونی نہیں تو پلا ہزار شراب

خدا کے واسطے دے مجھ کو اک جدی بوتل
نہ دے گلاس میں ساقی یہ دور و ار شراب

ہوئی ہے[۵] دشمنِ جاں میری ہجر کے غم میں
وگرنہ ہوتی تھی ہر غم میں غمگسار شراب

تمھارے مے کشو غفلت کے آہ ہنسنے پر
ہر ایک جام پر روتی[۶] ہے زار زار شراب

نسیم صبح کی کچھ اور بو ہے دو دن سے
چمن میں شب کو نہ پیتا ہو وہ نگار شراب

شمار یار[۷] نہ روز شمار ہو جس کا
پلائی پیر مغاں نے وہ[۸] بے شمار شراب

بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل غمگیں
مگر ردیف رہے اس کی یہی یار شراب

﴿138﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ ن۔، ۱۳۰، پلائی غمگیں نے جیسی کہ بے خمار شراب

۲۔ م۔، ۸۰، ہو

۳۔ ب۔ شعر ندارد

۴۔ ۔ایضاً۔

۵۔ ن۔، ۱۳۰، ہیں

۶۔ م۔، ۸۱، روی

۷۔ ن۔، ۱۳۰، غمگیں

۸۔ ۔ایضاً۔ یہ

﴾139﴿

نہ شب کو پی نہ پلا مجھ کو میری جان شراب
کہیں کرے نہ تجھے مجھ سے بد گمان شراب
نکالوں اپنے میں پھر[۱] دل کی حسرتیں کیا کیا
جو پی لے ہائے میرا شب کو مہمان شراب[۲]
عجب[۳] نصیب، ہیں تیرے کہ تو نہیں پیتا
کرے ہے بوڑھے کو اے شیخ نوجوان شراب[۴]
ہزار بات ہے اپنا ہے اور بیگانہ ہے
بہت پیا نہ کرو دن کو مہرباں شراب[۵]
رہے کدر نہ تیرے دل میں اس لیے تجھ کو
میں اپنی پلکوں سے دیتا ہوں چھان چھان شراب[۶]
تمیز شرط ہے ساقی نشے کے عالم میں
وگرنہ[۷] پینے کو پیتا ہے اک جہان شراب[۸]
نشہ اترنے نہ پاوے کبھے ہے یہ ساقی
چڑھی ہی رہوے تجھے ایک ایک آن شراب[۹]
کیا اسی نے اظہار گنج مخفی کو
کرے ہے سر نہاں کو یہ بھی عیان شراب[۱۰]
نشہ میں یار سوا سوجھتا نہیں کچھ اور
یہ چشم دل کی ہے ہمدم[۱۱] نگاہبان شراب[۱۲]

یہ قافیہ نہ ہو ایسی غزل تو لکھ غمگیں
ولے ردیف سے جاوے نہ میری جان شراب[۱۳]

﴾139﴿	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱ـ	ن-۱۴	اس
۲ـ	ن-۱۴	جو پی لے شب کو کبھی میرا میہمان شراب
۳ـ	طبق-م-۸۳	
	الف-۵۳	عجیب
۴ـ	ر-ب-	شعر ندارد
۵ـ	ر-ب-	شعر ندارد
۶ـ	ر-ن-ب-	شعر ندارد
۷ـ	ر-۶۵	ہزار
۸ـ	ن-	شعر ندارد
۹ـ	ر-ب-ن-	شعر ندارد
۱۰ـ	ر-ن-	شعر ندارد
۱۱ـ	ن-۱۳	غمگیں
۱۲ـ	ر-	شعر ندارد
۱۳ـ	ر-۶۵	ردیف میں رہے قائم مگر نشان شراب

﴿140﴾

تم پیو غیر کی مجلس میں شراب	کیوں نہ دل میرا ہو جل بھن کے کباب[1]
میرے گھر میں اُس کو جو لاوے کبھی	عشق تو ایسا نہیں خانہ خراب
وہ جواب خط جو اب لکھتے نہیں	صاف یہ معلوم ہوتا ہے جواب
ایک عالم پہ ہے روشن مثلِ ماہ	اس کے جلوے کا ہے ذرّہ آفتاب[2]

وہ ہمیشہ سے ہے محرم آپ کا
اپنے غمگیں سے نہ کیجیے کچھ حجاب

﴿140﴾ م-ش-ن-ب-ع- غزل ندارد

[1] خ-۱۱۲، کیوں نہ ہو دل میرا جل بھن کے کباب

[2] حاشیہ بر الف-۵۵

﴾141﴿

ملی نہ شب کو خرابات میں بھی ہائے شراب
خدا کرے کہ ہو اس محتسب کا خانہ خراب
عجیب[۱] بزم میں کرتا ہے ہم سے وہ تقریر
سکوت[۲] کر نہیں سکتے نہ دے سکیں[۳] ہیں جواب
ہمارے رونے سے جتنے اٹھے ہیں یاں طوفان
جو عمر نوح ہو تو کر سکے نہ کوئی حساب
رہے وہ پردہ نشیں ایک شب یہاں پنہاں
سبب کرے کوئی ایسا[۴] سبب الاسباب
الٰہی ہجر میں بھی ہو رقیب کے نہ نصیب
رہوں ہوں وصل میں میں اُس کے[۵] جس قدر بے تاب
عوض شراب کے دل دے چکے تجھے ساقی
ہزار[۶] شکر کہ نپٹا یہیں حساب و کتاب[۷]
قسم خدا کی کہ کچھ کھا کے سو رہوں اُس شب
جو آئے ہجر میں تیرے مجھے خیال خواب[۸]
شراب یہ نہیں زاہد وصال[۹] خوباں کی
ہوا ہے شوق میں رز کا دل اور زہرہ آب[۱۰]
ترا جہان سے جوبن ہی کچھ نرالا ہے
نہ صغر سن ہے نہ پیری ہے اور نہ عہد شباب
رہے ہے محو تبسم ترے نمکداں کا[۱۱]
ہمارے دھیان میں واعظ[۱۲] نہیں فلک کو وجود[۱۳]
بدل[۱۴] کے قافیہ لکھ اور ایک غزل غمگیں
کریں ہیں شعر ترے عاشقوں کو مست و خراب

﴾141﴿ ر- ش- خ- ع- غزل ندارد
[۱] م-۸۴ عجب
[۲] ن-۱۳ کہ کر سکتے ہیں سکوت اور نہ دے سکے ہیں جواب
[۳] م-۸۴ سکے
[۴] ن-۱۳ اب
[۵] ن-۱۳ ــــــــــــــاس کے میں جس قدر بے تاب
[۶] ن-۱۳ خدا کا شکرــــــــــــــــــــــ
[۷] ب- شعر ندارد
[۸] ن-۱۳ سزا ہے وصل میں گر حشر تلک رہوں بیدار
کہ آگیا تھا تیرے ہجر میں خیالِ خواب
[۹] -ب- شعر ندارد
[۱۰] ن-۱۳ خیال
[۱۱] ب-ن- شعر ندارد
[۱۲] ن-۱۳ ترا نرالا یہ جوبن ہے اس زمانے سے
[۱۳] ن-۱۳ سے
[۱۴] ن-۱۳ غمگیں
[۱۵] ب- شعر ندارد
[۱۶] ن- شعر ندارد

﴿142﴾

دلا ہوئی تجھے پینے کی کب سے خوئے شراب[۱] بغل میں دابے جو رکھتا ہے تو سبوئے شراب[۲]
ہوا ہے چشم خور خشک اشک سے ساقی مگر گلاس میں دیکھا ہے اُس نے روئے شراب[۳]
اس اپنے ظرف[۴] پہ مت کر تو دخت[۵] رز کی ہوس نہ کھو برائے خدا شیخ آبروئے شراب[۶]
ہوا ہے شوق نہایت نماز روزے کا سنی بہشت میں جب[۷] سے ہے میں نے جوئے[۸] شراب
شراب کی مجھے آتی ہے زلف یار سے بو دماغ میں مرے ایسی بھری ہے بوئے شراب[۹]
تلاش یہ نہ کسی کو ہو دین و دنیا کی رہی ہے جیسے میرے دل کو جستجوئے شراب[۱۰]
تمہارے شیخ جی اس نعرہ ریائی سے پسند ہے مجھے مستوں کی ہاؤ ہوئے شراب[۱۱]
بُری نہیں کوئی لگتی جہان میں صورت نظر پڑا مرے جب سے رُخ نکوئے شراب[۱۲]
شراب ایسی رچی ہے بدن میں غمگیں کے
کہ اب پسینے سے آتی ہے اس کے بوئے شراب[۱۳]

﴿142﴾ ش۔ن۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔، ۶۵، عجیب شان سے دل کو ہوئی ہے خوئے شراب
۲۔ ر۔، ۶۵، بغل میں لے ہوئے پھرتا ہے سبوئے شراب
۳۔ ر۔ شعر ندارد
۴۔ ب۔، ۵۰، طرف
۵۔ م۔، ۸۱، دختر
۶۔ ر۔ شعر ندارد
۷۔ خ۔، ۱۱۱، جیسے ہی
۸۔ م۔، ۸۱، خوئے
۹۔ ب۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۱۰۔ ر۔ شعر ندارد
۱۱۔ ر۔ شعر ندارد
۱۲۔ ر۔خ۔ شعر ندارد
۱۳۔ ر۔، ۶۵، پسینے میں بھی اب آتی ہے اس کے بوئے شراب

﴿143﴾

تمکیں میں تلوین کی کچھ بات نہیں اب   ہیہات کہ وہ شطح وہ طامات نہیں اب
حالات میرے مجھ میں ہی گم ہو گئے آخر   جو پہلے تھی حیرت ہے وہ حالات نہیں اب[۱]
کچھ اور ہی دکھلائی لگا دینے ہمیں واں   کیا جائیں کہ وہ ہائے خرابات نہیں اب[۲]
مے کا وہ نشہ اب ہے نہ وہ کشف[۳] وکرامت   تھی جیسی کرامت وہ کرامات نہیں اب[۴]
منصف ہو ذرا دل میں تو اے شیخ کہ تجھ کو   خاموشی میں کیا حرف و حکایات نہیں اب[۵]
رکھنا ہے تجھے[۶] صبح کو رمضان ہے[۷] روزہ   مے پی سحری[۸] کو نہ بہت رات نہیں اب
کس شغل میں مشغول ہے بتلا مجھے اے دل   جو شب کو دعا صبح مناجات نہیں اب
زاہد مرے کانوں میں تو ان رندوں کی واللہ   سب حمد و ثنا ہے یہ خرافات نہیں اب

پڑھ اور غزل شب کو کہا اس نے کہ غمگیں
ہر روز میری تجھ سے ملاقات نہیں اب[۹]

﴿143﴾ ن۔ش۔   غزل ندارد
[۱] طبق۔م۔ ۸۶
ب۔۵۲   الف۔۵۴   نمکین
[۲] ر۔   شعر ندارد
ر۔   شعر ندارد
[۳] طبق۔م۔۸۶
الف۔۵۴   کشف کرامت
[۴] ر۔ب۔   شعر ندارد
[۵] ایضاً
[۶] ب۔۵۳   مجھے
[۷] ر۔۶۶   کا
[۸] طبق۔م۔۸۶
ب۔۵۳   الف۔۵۴   نہ کو
[۹] ر۔   شعر ندارد

﴿144﴾

محفل میں بھی وہ چھپ کے اشارات نہیں اب　　جانے کی وہاں اپنے کوئی بات نہیں اب[1]
میں جا کے وہاں کیا کروں کن آنکھوں سے دیکھوں　　آنکھوں میں بھی وہ اس کے عنایات نہیں اب
پہر دن سے ہم آئیں گے کہا اس نے مجھے چھوڑ　　رستے میں کوئی دیکھ نہ لے رات نہیں اب
صحبت کی مری کہتے ہیں پھر اس کو ہے خواہش　　ہر چند کہ مدت سے ملاقات نہیں اب
کس بات پہ جاؤں کہ وہاں بزم میں اس کی　　ہونٹوں میں بھی وہ حرف و حکایات نہیں اب[3]
بہلاؤں جو دل اپنے کو اس کوچے میں جاکر　　طاقت مرے پاؤں میں یہ ہیہات نہیں اب[2]
مے خواری وہ کیا شب کی کہیں چھوڑ دی تم نے　　اے شیخ جی جو کشف و کرامات نہیں اب[5]
کس طرح سے احوال کو اپنے کریں معلوم　　اک[4] دم کی بھی فرصت ہمیں دن رات نہیں اب
مے خواری نہ شورش ہے نہ وہ مستی ہے افسوس　　اے ساقی یہ مسجد ہے خرابات نہیں اب

صحبت میں تیری جزے[5] و معشوق کے بس اور
غمگیں ہمیں کچھ وہم و خیالات نہیں اب

﴿144﴾ ن۔ش۔خ۔ع۔　غزل ندارد نسخہ رضا میں ان اشعار کو اس سے پچھلی غزل کے دوسرے حصے کے طور پر لکھا گیا ہے۔ درمیان میں چند نقطے لگا دیے گئے ہیں۔

[1] ر۔　شعر ندارد
[2] ر۔ب۔　شعر ندارد
[3] ر۔　شعر ندارد
[4] ا۔۵۵، م۔۸٦، ب۔۵۳، ایک
[5] ر۔٦٦، مئے معشوق

﴿145﴾

جان ہماری ہے بلب ہجر میں اس کے آہ اب　　ہجر میں اس کے آہ اب جان ہماری ہے بلب
مجھ پہ رہے ہے کیوں غضب میں ہوں غلام تیرا یار　　میں ہوں غلام تیرایار مجھ پہ رہے ہے کیوں غضب
میرے بھی گھر میں ایک شب آن کے رہ تو مہ جبیں　　آن کے رہ تو مہ جبیں میرے بھی گھر میں ایک شب
یارو بتاؤ ایسا ڈھب جس سے مجھے ہو وصل یار　　جس سے مجھے ہو وصل یار یارو بتاؤایسا ڈھب
اس کو تو جانتے ہیں سب تجھ پہ فدا ہے میرا دل　　تجھ پہ فدا ہے میرا دل اس کو تو جانتے ہیں سب
مجھ کو جو تیری ہے طلب اس لئے بھاگتا ہے تو　　اس لیے بھاگتا ہے تو مجھ کو جو ہے تیری ہے طلب
غمگیں کو کیوں نہ ہو طرب جبکہ صنم بغل میں ہو
جبکہ صنم بغل میں ہو غمگیں کو کیوں نہ ہو طرب

﴿146﴾

اب پاس سلاتا ہے وہ مہ رو مجھے ہر شب　　جاگا کہیں کم بخت میرے بخت کا کوکب
مت دل کو پھنسا اپنے وہ گو زلف ہے مشکیں　　اے شیخ تیری ریش بھی[1] ہے عنبر اشہب
اُس اسم کی تحصیل تجھے شرط ہے سن رکھ　　جو اسم کہ اسماؤں سے ہے یار تیرا رب[2]
ناصح[3] تیری ہم[4] عقل کے قائل ہوں اگر تو　　آ جائے وہ ڈھب میں ہمیں[5] بتلا دے کوئی ڈھب
یہ فیل ہیں بوتل کو ذرا منہ سے لگا کر　　تم گالیاں دے بیٹھتے[6] ہو لوگوں کو جب تب
تقریر یہ اب اور کہیں کیجے جاکر　　کافر ہو ترے وعدے پہ[7] ہو جس کو یقیں اب
غمگیں نہیں مے نوشی یہ بے وجہ یقیں جان[8]
وہ جام کو پینے میں لگاتا جو نہیں لب

﴿145﴾ م۔ر۔ب۔ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
﴿146﴾ ش۔ر۔ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] م۔۸۲، “بھی” ندارد
[2] ن۔۱۱ جو اسم کہ اے یار تیرے اسم کا ہے رب
[3] ن۔۱۱ ناصح میں تری عقل کا قایل ہوں اگر تو
[4] م۔۸۲ “ہم” ندارد
[5] ن۔۱۱ مرے
[6] م۔ بیٹھے
[7] ن۔۱۱ کا
[8] ن۔۱۱ مے پینے کا بے وجہ نہیں طور یہ غمگیں

﴿147﴾

کہا میں نے ہے تیرا قامت غضب   تو مجھ پر ہوا وہ قیامت غضب
کہوں کیا میں ہمدم کہ اُس بات سے   وہ شب سے ہے مجھ پر بہ شدت غضب
مری جان بس وقت کے وقت پر   یہ ہے تیری تکرار و حجت غضب
دوا تو نہ کر میرے آزار کی   مرے حق میں ہے یار صحت[۱] غضب[۲]
عدو کی نہیں اُس کو کچھ احتیاج   جسے آہ اُس سے ہے الفت غضب[۳]

کسی کا پڑے منہ میں ان کے نہ نام
بلا کی ہے غمگیں یہ خلقت غضب

﴿147﴾ م--ب-ر-ش-ع- غزل ندارد

[۱] طبق-خ، ۱۱۲
الف-۵۶ صحبت

[۲] حاشیہ بر الف -۵۶
خ- شعر ندارد

[۳] خ- شعر ندارد
بر حاشیہ الف- ۵۶

﴿148﴾

وہ اور کیا ہے دو عالم سوا اسے مرغوب[1]
نہ دل[2] یہ طالب دنیا نہ اس کو دیں مطلوب
صفائی خانۂ دل کی تجھے[3] ہے گر منظور
تو چاہیے کہ سحر و شام کرے تو جاروب
ہمیشہ دیکھے ہے گریاں وہ بد گماں مجھ کو
مگر کہے ہے تری چشم پر ہے کیوں آشوب[4]
کرے ہے آہ پریشاں بشر کو حُب[5] ازل
ہر ایک چیز جہاں کی زبسکہ ہے محبوب[6]
کریں[7] تو کیا کریں ہمدم کہ وصل کا اس سے
کچھ اب ہمیں نظر آتا نہیں ہے طور اسلوب
کسی کے عیب پر اے دل کبھی نہ رکھیو نظر
کہ[8] اعتراض ہے صنعت پہ[9] اُس کی حد معیوب[10]
قیامت آہ لگے ہے یہ تیرے منہ سے بھلا
پھر ایک بار ذرا کہہ لے وا چھڑے کیا خوب[11]
یہ قہر ہے کہ جو وہ بے حجاب ہوتا ہے
تو میں ہوا وہیں جاتا ہوں خود بخود محجوب[12]

بتوں کے عشق میں غمگیں ہے صاف دیوانہ
قسم خدا کی نہ سالک ہے یہ نہ کچھ مجذوب[13]

﴿148﴾	ن۔ش۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔، ۶۶،	ہے آخر اور دو عالم میں کیا اسے مرغوب
۲۔	ر۔، ۶۶،	ہے
۳۔	ر۔، ۶۶،	ــــــــــــــــجو ہو تجھے منظور
۴۔	خ۔ر۔ب۔	شعر ندارد
۵۔	م۔، ۸۵،	جب
	خ۔ر۔ب۔	شعر ندارد
۶۔	خ۔، ۱۱۲،	کیا
۷۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۸۔	ر۔، ۶۶،	کہ اعتراض کو قدرت سمجھتی ہے معیوب
۹۔	ب۔، ۵۲،	پر
۱۰۔	خ۔	شعر ندارد
۱۱۔	ب۔ر۔خ۔	شعر ندارد
۱۲۔	ر۔، ۶۶،	کبھی وہ پردہ نشیں بے حجاب ہوتا ہے تو بے حجابی سے اس کی میں ہوتا ہوں محجوب
۱۳۔	ر۔	شعر ندارد

﴿149﴾

تمہاری کچھ نہیں تقصیر ہیں یہ میرے نصیب　　کہ میرا دل ہی ہوا ہے اب اپنا آپ رقیب
کہوں میں حال دل اُس تند خو سے کیونکر آہ　　نہ دل ہی باندھے ہے ڈھارس نہ باری دے ہے جیب[۱]
ظہور شیخ جی ہے[۲] سب بطون کے تابع　　کرے ہے کام وہ نائب کہ جو کہے ہے منیب
تمام[۳] عمر کی محنت میں اب کہیں ہمدم　　لگا ہوں رہنے میں اس شوخ کے قریب قریب
تجھے کہیں نہ ہو تشخیص سے یہ بیماری　　خُدا کے واسطے میری نہ نبض دیکھ طبیب[۴]
یہ علم اپنے کو مصروف کر حبیب میں یار　　کہ حُب رہے نہ محبّت رہوے اور نہ رہوے حبیب[۵]
عجیب حال کیا مجھ غریب کا اُس نے　　اثر ہے عشق میں اے دوستو عجیب و غریب[۶]
نہ جائیو کبھی نزدیک اس کے دوست سمجھ　　جو شکل اپنی بنا لے کبھی حبیب مہیب[۷]
ذرا تو آن کے اب دیکھ اے مسیح نفس　　علاج سے مرے عاجز ہوئے ہیں سارے طبیب[۸]

دماغ غمگیں کا ہے آسمانِ ہفتم پر[۹]
اگرچہ گردش افلاک سے[۱۰] ہوا ہے غریب

﴿149﴾ ش۔ر۔ب۔خ۔ع۔　غزل ندارد
۱۔ طبق۔ ن۔۱۲　الف۔ ۵۲ م۔ ۸۲　نہ دل ہی بنادھے ڈھارس نہ باری دیے ہے حبیب
۲۔ ن۔۱۳　سب ہے
۳۔ م۔۸۳　تمام عمر محنت کی میں اب کہیں ہمدم
۴۔ ن۔　شعر ندارد
۵۔ ۔ایضاً۔
۶۔ ایضاً
۷۔ ۔ایضاً۔
۸۔ م۔　شعر ندارد
حاشیہ الف۔۵۳
۹۔ م۔۸۳،　دماغ ووہی فلک پر ترا ہے اے غمگیں
۱۰۔ م۔۸۳،　ن۔۱۳، "نے کیا"

پ

﴿150﴾

کبھی پاس گر[1] میرے آتے ہیں آپ   تو حد سے زیادہ ستاتے ہیں آپ
دم سرد بھر بھر کسی کے لیے   بھلا کیوں مرا دل جلاتے ہیں آپ
چھری کو نہیں پاتے اُس وقت کیا   مجھے آہ جس وقت پاتے ہیں آپ[2]
نہیں رہتی تل کے بھی رکھنے کی جا   جب اس چشم۔ دل میں سماتے ہیں آپ[3]
کسی دن تو یہ بھید مجھ پر کھلے   کہاں شب کو چھپ چھپ کے جاتے ہیں آپ[4]
خدا خیر رکھے کہ اُس بت کے پاس   بہت اب[5] دلا آتے جاتے ہیں آپ[6]
سلاتے ہیں کیوں شب کو پھر اپنے ساتھ   سحر اٹھ کے جو منہ چھپاتے ہیں آپ[7]
سنا تھا جو نہ کانوں سے جو میں نے آہ   وہ آنکھوں سے مجھ کو دکھاتے ہیں آپ
مرے دل میں یہ آتشِ عشق آہ   لگاتے ہیں کیوں جو بجھاتے ہیں آپ
بھلا آپ اور چھوڑ دیں غیر کو   دیوانا مجھے کیوں بناتے ہیں آپ[8]

اسی نے جلایا ہے غمگیں کا[9] دل
غزل دوسری کیوں سناتے ہیں آپ

﴿150﴾ ش-ح-ع- غزل ندارد

[1] ر-، ۲۶، ————میرے جو————

[2] ر- شعر ندارد

[3] ر-ب- شعر ندارد

[4] ر- شعر ندارد

[5] ن-، ۱۳، اے

[6] ر- شعر ندارد

[7] ر- شعر ندارد

[8] م-ن-ب- میں یہ شعر اس سے اگلی غزل میں شامل ہے نسخہ الف میں اسی غزل میں شامل ہونے کے سبب اسے اگلی غزل میں شامل نہیں کیا گیا

[9] م-ن-ر-ب- شعر ندارد

[10] م-، ۸۸، ب-، ۵۴، ————کو آہ

﴾151﴿

نئی[۱] طرح سے اب ستاتے ہیں آپ
بلاتے ہیں مجھ کو نہ آتے[۲] ہیں آپ
مجھے یاد وہ[۳] وہ دلاتے ہیں آپ
کہ جو یاد ہے[۴] سب بھلاتے ہیں آپ
شب[۵] وصل میں شمع ساں مجھ کو آہ
جلاتے ہنساتے رلاتے ہیں آپ[۶]
لڑاتے[۷] ہیں غیروں[۸] سے محفل میں آنکھ
جو دیکھوں تو آنکھیں چراتے ہیں آپ
نشے میں سرشار الفت کے میں
شراب اور اُس پر پلاتے ہیں آپ
اُسے[۹] حضرت دل بہ فرمایئے
روٹھاتے ہیں کیوں جو مناتے ہیں آپ
مجھے[۱۰] بات کا آپ کی ہے یقیں
قسم کیوں مرے سر کی کھاتے ہیں آپ[۱۱]
یہ[۱۲] بے وجہ ہر شب نہیں سیر باغ
کوئی تازہ گُل اب کھلاتے ہیں آپ
بھلا اُس نے کیا خُم کو دیکھا نہیں
کہ غمگیں سے یوں منہ چھپاتے ہیں آپ[۱۳]

﴾151﴿ ش۔ غزل ندارد
[۱] ع۔ شعر ندارد
[۲] م۔، ۸۸، آنا
[۳] ع۔، ۱۰۷، وہ
[۴] خ۔، ۱۱۳، میں
[۵] ر۔، ۶۷، شب وصل کیوں صورت شمع بزم
[۶] ع۔ شعر ندارد
[۷] ع۔ر۔ شعر ندارد
[۸] ن۔، ۱۳، ـــــــــــــمحفل میں غیروں سے آنکھ
[۹] خ۔ر۔ع۔ شعر ندارد
[۱۰] ر۔ع۔ شعر ندارد
[۱۱] ر۔ع۔ شعر ندارد
[۱۲] ر۔، ۶۷، جو
[۱۳] ع۔ شعر ندارد

﴿152﴾

مجھے اپنے گھر کیوں بلاتے ہیں آپ   بلا کر تو شب بھر رلاتے ہیں آپ
جسے ایک لحظہ ہنساتے ہیں آپ   اسے عمر بھر تک رلاتے ہیں آپ[۲]
مجھے ہجر کے کم ہیں کیا درد و غم   کہ اب وصل میں بھی کڑھاتے ہیں آپ
میں ہر چند ہوں آپ کے ناپسند   ولیکن مجھے دل سے بھاتے ہیں آپ
نہیں دل کے دکھنے کا کچھ دکھ مجھے
یہ کیا میرا دل دکھاتے ہیں آپ

﴿152﴾ ش-ب-م-ن-خ-ع   غزل ندارد،
حاشیہ الف۔ ۵۶

۲۔ نسخہ "ر" میں یہ شعر پچھلی غزل میں شامل ہے۔

ت

﴿153﴾

ہے شام الٰہی یا سحر رات ہوتی نہیں وصل میں مگر رات
نالاں ہے یہ تو وہ ہے سوزاں سونے نہیں دیتے دل جگر رات[1]
صحبت ہوئی گرم یہ کہ میں وہ تھے دونو عرق میں تربتر رات[2]
شاید کہ کرے وفائے وعدہ کرتے ہیں ہم انتظار ہر رات
جس[3] کا کہ میں منتظر ہوں گھر میں[4] پھرتا ہے وہ ماہ[5] دربدر رات
ہے ہجر کی شب میں زلف کا دھیان کس طرح کٹے یہ رات پر رات[6]
آتی ہے ہنسی جو یاد اُس کی روتا ہوں پڑا پہر پہر رات[7]
پھینکا[8] ہو سوختہ گنجفہ کو دو طاس پڑے جو گل بسر رات[9]
اُس بزم میں بیٹھتے ہی ہمدم معلوم نہیں گئی کدھر رات[10]
اپنے کو کیا گم اور فراموش یاد آئی مجھے جو وہ کمر رات
دیتا نہیں دن کو جو دکھائی آوے تجھے کس طرح نظر رات[11]
نیند آ گئی وصل میں یہ دیکھا بے خوابی ہجر کا اثر رات[12]

پوچھے ہے وہ وصل میں سرِ شام
غمگیں رہی ہوگی کس قدر رات

﴿153﴾ ر-ش-ن-ع- غزل ندارد
[1] ب- شعر ندارد، م-۹۳، سونے نہیں دیتے وصل دل میں جگر رات
[2] ب-خ- شعر ندارد
[3] خ-۱۱۴ جیسا
[4] ب- شعر ندارد
[5] م-۹۳ ماہ ماہ
[6] ب- شعر ندارد
[7] خ- شعر ندارد
[8] ب-۵۷ پھینکا ــــــــــــ کنجفہ
[9] خ- شعر ندارد
[10] ب- شعر ندارد
[11] ب-خ- شعر ندارد
[12] خ- شعر ندارد

﴾154﴿

جیسا میں پاس اُن کے رہا کل تمام رات   دشمن رہے نہ آہ یہ بے کل تمام رات
اس کی گلی میں مثل صحابہ[1] کی آہ کے   مشعل پہ آہ نکلے ہے مشعل تمام رات
محرم گلے میں اس کے وہ ململ کی دیکھ کر   کاٹی ہے میں نے ہاتھ ہی مل مل تمام رات
پوری ہوئی نہ خواہش دل میری وصل میں   رکھی کچھ اس نے ایسی ہے چھل بل تمام رات
اُس شمع رو کی لو[2] میں نہ کچھ پوچھ آہ یار   جوں شمع میں نے کاٹی ہے جل جل تمام رات[3]
زنداں میں کچھ خیال جو مجنوں کا آگیا   دیکھا کیا میں خواب میں جنگل تمام رات
میں مگر چاندنی کی رہا سیر میں وہ ماہ   سویا کیا دوپٹے کی اوجھل تمام رات
کل کل سے اس کی ایک تو بے کل ہوں میں دلا   رکھتا ہے اور اس پہ تو کل کل تمام رات[4]
بے اختیار منہ[5] پہ ترے ماہ چار دہ   کرتا رہا نثار مسلسل تمام رات
رنگت وہ اس کی چھاتی کی آئی جو شب کو یاد   ملتا رہا میں سینہ سے صندل تمام رات
یہ چھیڑتا[6] ہے خواب میں اٹھتا ہوں چونک چونک   دیتا نہیں ہے سونے وہ چنچل تمام رات
آتے ہی ان کے پاس میں[7] بیٹھا جو بزم میں   تو کیا رہی ہے غیروں میں ہلچل تمام رات
وہ مانگ کر گلاس جو شب سو گئے تو میں   جاگا کیا لیے ہوئے بوتل تمام رات

کس مہ کی یاد میں مجھے غمگیں تو یہ بتا
منہ پر پڑا رہا لئے کمل تمام رات

﴾154﴿ ر۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ م۔، ۹۰، صحابی
۲۔ ن۔ ۱۴ کی تو
۳۔ ب۔ شعر ندارد
۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ طبق ن۔ ۱۴ م۔ ۹۱ ب۔ ۵۶
الف۔ ۵۸ منہ پہ تیرے
۶۔ طبق ن ۱۴
الف۔ ۵۸ م۔ ۹۰ ب۔ ۵۵ چھڑتا
۷۔ م۔، ۹۱، ”میں“ ندارد

«155»

وصل کی کیا ہے بھلا ہمدمو۔ کچھ رات میں رات   جو کہ کٹ جاتی ہے بس بات کی اک بات میں رات
بھولنے کا نہیں تا روز قیامت ہرگز   لطف تھا ہائے غضب اُس کی ملاقات میں رات
یہ دعا حضرت باری سے مری ہے ساقی   تجھ سے اک دم نہ جدا ہوں کبھی برسات میں رات
مری[۱] شطرنج سے زچ ہوکے بچا خوب رقیب   فرق رکھا ہی نہ تھا میں نے اسے مات میں رات
کیوں کہی میں نے مری ہائے یہ کیا تھی شامت   جو خفا مجھ سے ہوا یار وہ اک بات میں رات[۲]
لطف کچھ میں نے اٹھایا نہ شب وصل میں آہ   صرف تا صبح رہا اُس کی مدارات میں رات
اپنے احوال کی غمگیں تو غزل اور بھی لکھ
پر تو جس جس کہ رہا یار ہو حالات میں رات[۳]

«155» ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] م-۹۱ میر
[۲] م- شعر ندارد
[۳] ن-۱۵ پر رہا ہووے تو اے یار جس حالات میں رات

﴾156﴿

یہ مزہ دل[1] کو ملا اُس کی ملاقات میں رات   کہ سحر تک رہے ہم دونو اُسی بات میں رات
اک نہ اک روز چڑھے گا ہی تو آخر ڈھب پر   میں بھی رہتا ہوں لگا یار تری گھات میں رات
بزم[2] میں شب کو کسی پر نہ کھلا بھید مرا   قہر یہ اُس نے کیا یار اشارات میں رات[3]
پی کے مے حال بہت شیخ جی شب کو کھیلے   شبہ باقی نہ رہا ان کی کرامات میں رات
ہووے جس میں کہ ملاقات مری اُس مہ سے   اے فلک ایسی بھی ہے اس ترے دن رات میں رات
دن کو پھر اُس سے ملاقات بھی ہوگی کہ نہیں   میری گذری ہے اسی وہم و خیالات میں رات
صبح میں ہونے ہی دیتا نہ کبھی اے غمگیں
کیا کروں زلف نہ تھی اُس کی مرے ہات میں رات

﴾156﴿	ر۔ش۔ن۔خ۔ع۔	غزل ندارد
ا۔	ب۔۵۷	دیکھو
۲۔	ن۔۱۵	بھیدمحفل میں کسی پر نہ کھلا اس کا میرا
۳۔	ب۔	شعر ندارد

﴿157﴾

رہی یہ وصل میں کل اُس کی بے قراری رات
کہ یاد ہجر کی آئی وہ پیاری پیاری رات
وہ درد و رنج شب ہجر کے گئے ہم بھول
مگر نہ بھولیں گے یہ وصل کی یہ تمھاری رات
مقدمہ وہیں[۱] اُس روز کا رہا ہمدم
نہ[۲] ہوئی ہائے میرے اُس کی روبکاری رات[۳]
تمام شب مجھ اٹھتے ہی بیٹھتے گذری
عجب قلق سے ہوئی ہائے بے قراری رات[۴]
یقین ہے شام تک آتا[۵] ہی ہے وہ گھر میرے[۶]
کہ حد سے مجھ کو زیادہ تھی اضطراری[۷] رات
بلایا مجھ کو کہا آئیں گے وہ درباں نے
انھیں تو وہاں رہی یہاں مجھ کو انتظاری رات[۸]
شراب خوب پلایا کیا وہ غیروں کو ق
جب آئی دور کی محفل میں میری باری رات
کہا تب اُس نے وہیں جام اپنے ہاتھ سے رکھ
اب اور کوئی ہو ساقی پڑی ہے ساری رات
اسی زمیں میں غزل ایک اور لکھ غمگیں
کہ تا اسی سے کٹے ہجر کی یہ بھاری رات

﴿157﴾ ن-ش-ر-ع- غزل ندارد
[۱] خ-۱۱۴ وہی اسی
[۲] خ-،۱۱۴، ہوئی نہ
[۳] ب- شعر ندارد
[۴] خ- شعر ندارد
[۵] م-،۹۶، آتا ہے
خ-،۱۱۴، آتا ہی ہو
[۶] ب- شعر ندارد
[۷] م-۹۶ اضطرابی،
خ-،۱۱۴، بیقراری
[۸] ب-خ- شعر ندارد

﴿158﴾

نہ پوچھ[1] وصل میں جیسی[2] کٹی ہماری رات
کہ صبح کا ہی رہا انتظار ساری رات
خبر نہ مجھ کو ہوئی صبح کب ہوئی کب شام
یہ اُس کے وعدے پہ کی میں نے انتظاری رات[3]
سیاہ پوشی سے معلوم اس کی ہوتا ہے
کہ دن کی رکھتے[4] ہیں شاید یہ سوگواری رات[5]
بٹھا کے شام سے در پر سحر وہ پوچھے ہے
کہ کیسی گذری بتاؤ ہمیں تمھاری رات
یہ دن پہاڑ ہوا مجھ کو وعدہ شب پر
کہ جس طرح کسی بیمار پر ہو بھاری رات
اُسے جو خواب میں دیکھا تو آہ چونک اٹھا
میں کیا کہوں کہ رہی کیسی بے قراری رات[6]
ظہور میں ہے بطون اس طرح سے پوشیدہ ق
رہے ہے روز میں جس طرح سارے تاری[7] رات
مشاہدہ ہے[8] جنھیں ایک سا وہ دیکھیں ہیں
تمام روز اُسے جیسے ویسے ساری رات
شراب کا ہی رکھا شغل صبح تک غمگیں
غرض کہ ہجر میں ہر کیف سے[9] گزاری رات

﴿158﴾ ش۔ر۔ن۔ح۔ع۔ غزل ندارد

١۔ ب۔۵۹ پوچھو

٢۔ ۔ایضاً۔ جیسے

٣۔ ب۔ شعر ندارد

۵۔ م۔۹٦، رکھتی ہے

۴۔ ب۔ شعرندارد

٦۔ ایضاً

٧۔ یہاں "تاری" قافیے کی وجہ سے لایا گیا ہے لیکن "تاری رات سے مراد تاروں بھری رات ہے

۵۔ ا۔٦٢ ب۔،۵۹

٦۔ م۔۹٧ لفظ "سے "ندارد

﴿159﴾

تصور میں جو ہم رکھتے ہیں اپنے یار سے صحبت
تو خالی ہاے[۱] وہ ہوتی نہیں اغیار سے صحبت
کہیں آچک بھی اے ظالم کہ تیری انتظاری میں
کہاں تک آہ رکھوں میں درودیوار سے صحبت
مجھے ڈر ہے مسلمانوں کو تو مے کش نہ کر ڈالے
خدا کو مان مت رکھ شیخ مجھ مے خوار سے صحبت
سوا اُس شوخ کی الفت کہ وہ ہی یارومونس[۲] ہے
نہیں رکھتا ہوں میں بے کس کسی غمخوار سے صحبت
کیا آخر خراب افسوس مجھ وحشی کو مجنوں نے
نہیں لایق دیوانے کو رکھے ہوشیار سے صحبت
رہی ہے بزم میں اُس بت کی مرے دل کو جمعیت
پریشاں ہو نہ رکھے سبحہ گر زنّار سے صحبت
عبث بیزار ہے اے گل بدن تو میری صحبت سے
نہ ہوگی حشر تک موقوف گل کی خار سے صحبت
اکیلا ہو تو وہ ڈھب پر[۳] چڑھے اے ہمدمو[۴] میرے
رہے ہے روزوشب اُس شوخ کو دوچار سے صحبت
کیا اُس چشم مستانہ نے آخر مست اے غمگیں
یہ سچ ہے آہ کچھ اچھی نہیں سرشار سے صحبت

﴿159﴾ ر ن ش خ ع غزل ندارد
۱۔ م۔۹۵ وہ پھر
۲۔ ایضاً یار مونس
۳۔ م۔۹۵ پر ہی چھڑا
۴۔ الف۔ ۶۱ م۔ ۹۵ ہمدموں

﴿160﴾

نہیں ہے مجنوں کو کچھ[۱] مجھ خراب سے نسبت
بھلا دھتورے کو کیا ہے شراب سے نسبت[۲]
تمام عمر جلا اور اب[۳] تلک ہے خام
ہمارے دل کو نہ دے[۴] تو کباب سے نسبت
یہ خرقہ تخت کی شب شیخ جی رکھو گے رہن
جو دخت رز کی ہوئی اس جناب سے نسبت[۵]
جو عقل تم کو ہے ہمدم تو چرخ اخضر کو
بھلا بتاؤ تو کیا ہے حباب میں نسبت[۶]
ہوائے عقل ہے گر سر میں تو ہمیں بتلا
کہ کیا فلک کو ہے ہمدم حباب سے نسبت[۷]
یہ کس سے ہائے لکھایا ہے اُس نے خط قاصد
کہ میرے خط کی نہیں کچھ جواب سے نسبت[۸]
ثواب[۹] روز جزا کو مثال ذرہ کے
نہیں ہے ہجر کی شب کے[۱۰] عذاب سے نسبت
جو عمر[۱۱] بھر کوئی سووے تو میں نہ دوں ہرگز
اس اپنے طالع خفتہ کی خوب سے نسبت[۱۲]
نشہ[۱۳] سے اُس کے جوانو بہت رہو ہوشیار
کسی نشے کو نہیں ہے شباب سے نسبت[۱۴]
کہیں تو تند نہ ہو گل بدن مجھے ہے یہ خوف
ترے پسینے کو گر دوں گلاب سے نسبت[۱۵]

بہت کی سیر دواوین ہم نے کی غمگیں
مگر اسدؔ کے نہیں انتخاب سے نسبت

﴿160﴾	ش–خ–ع–	غزل ندارد
۱ـ	م–۸۹	لفظ "کچھ" ندارد
۲ـ	ر–ب–	شعر ندارد
۳ـ	ر–،۶۷،	ـــــــخام ہے اب تلک
۴ـ	ر–،۶۷،	دو تم
۵ـ	ر–	شعر ندارد
۶ـ	بر حاشیہ الف–۵۷/	
	ب–م	شعر ندارد
۷ـ	ر–ن–	شعر ندارد
۸ـ	ن–ر–ب–	شعر ندارد
۹ـ	ر–۶۷	عذاب
۱۰ـ	ر–۶۷	کو
۱۱ـ	م–۸۹	جو پہر کوئی
۱۲ـ	ن–ر–	شعر ندارد
۱۳ـ	م–،۸۹،	نشہ کے لئے ـــــــ
۱۴ـ	ن–ب–ر–	شعر ندارد
۱۵ـ	ن–ر–ب–	شعر ندارد

﴿161﴾

پہنچی ہے جان لب پر اور مرگ کی ہے نوبت   اے شاہ حسن تیرے اس عشق کی بدولت
اے آفتاب عالم بن دیکھے تیرے مجھ میں   اب صبر کی نہیں ہے اک[1] ذرہ آہ طاقت
ابرو ہلال چہرہ ہے ماہتاب تیرا   اور لب ہیں آب حیواں خط ہے بجائے ظلمت
تیر مژہ سے تیرے ہے کام میرا آخر   ابرو کے کھینچنے کی قاتل نہیں ہے حاجت
فتنہ اٹھائے دل میں بس دیکھتے ہی اس کو   قامت نہیں ہے تیرا ہے آہ یک[2] قیامت
کعبے میں ہم نے زاہد پایا نہ ایسا جلوہ   جو کچھ کہ ان بتوں میں دیکھی خدا کی قدرت
گو رندومست ہیں ہم بخشے گا ہم کو خالق   کرتا عبث ہے واعظ تو اس قدر نصیحت

چاہ ذقن میں تیرے اے یوسف زمانہ
غمگیں کا دل ہوا ہے آخر غریق رحمت

﴿161﴾ م۔ب۔ر۔ن۔ غزل ندارد

[1] حاشیہ بر الف ۔ ٦٠ ش۔ ١٣ ایک

[2] ش۔ ١٣ ایک

﴾162﴿

کہا خدا سے نہ کیوں واعظا یہ روز الست   کہ خلق کر نہ خرابات[1] اور بادہ نہ مست
ہر ایک کا ہے خرابات میں طریق جدا   کوئی پرستش بت میں ہے کوئی بادہ پرست
نماز شب میں تجھے زاہدا اٹھے جب لطف   کہ میکدے میں کوئی دن ہو میری تیری نشست کا
عجب ہے لطف نشے کا شراب میں اُس کی   جسے[2] کہ پہنچی ہے پیر مغاں سے دست بہ دست
رہا نشے میں میرا صرف اک[3] دماغ بلند   وگرنہ سب ہوئے ہے خوار پیتے پیتے پست[4]
نہ میں ہوں وحشی نہ مجنوں نہ آہ دیوانہ   پھروں ہوں کس کے لیے ناحق خراب دشت بہ دشت
نماز روزہ نہ ہوگا درست اے غمگیں[5]
نہ آئے جب تلک اے یار تیرے دل کو شکست[6]

﴾162﴿ ر-ش-ن-ع- غزل ندارد

[1] طبق م-۹۴ / خ-۱۴۴
الف- ۶۰ خرافات

[2] خ-۱۱۴ کہ جیسے

[3] الف ۶۰ م ۹۴ ایك

[4] ب-خ- شعر ندارد

[5] حاشیہ الف میں صرف ایك مصرع لکھا گیا ہے۔
"یہ باب عشق ہو کس طرح ختم اے غمگیں"

[6] ب-م- شعر ندارد

﴿163﴾

هر گز نہیں دل صبور اے دوست   تو بخش مرا قصور اے دوست
غائب ہے تو گو ہزار مجھ سے   پر میں ہوں ترے حضور اے دوست
مجھ پیر سے پنجہ آزمایئے   ہے تو بھی جوان زور اے دوست[1]
آیا نہ تیرے خیال میں گاہ   میرا ہی ہے[2] یہ قصور اے دوست
جس دل میں ہو عشق کا تیرے زور   ق   جس سر میں ترا ہو شور اے دوست[3]
آتا نہیں اُس کے صبر نزدیک   عقل اور[4] رہے ہے دور اے دوست[5]
غمگیں تجھے صبر ہے یہ مت پوچھ
عاشق ہے کہیں صبور اے دوست

﴿164﴾

نزدیک ہوں تجھ سے دور اے دوست   غائب ہوں ترے حضور اے دوست
ہر وادی ہے مجھ کو ایمن اے یار   ہر سنگ ہے کوہ طور اے دوست[1]
ہوں تیری ہوا میں ذرّہ ذرّہ   کر مہر ذرا[2] ظہور اے دوست
زندہ ہوں اگر ہوں تیرے نزدیک   مردہ ہوں میں تجھ سے دور اے دوست[3]
پُر ہے ے عشق و سنگ غم سے   گو شیشہ دل ہے چور اے دوست
ہو جاتی ہیں اُس کی[4] چار آنکھیں   گر دیکھ لے تجھ کو کورا اے دوست
اب اور غزل میں کچھ کہے حال
غمگیں کو ہوا ضرور اے دوست[5]

﴿163﴾ ر-ب-ش-خ-ع- غزل ندارد
۱- خ- شعر ندارد
۲- ن- یہ ہے-
۳- خ- شعر ندارد
۴- ن-۱۵ اور عقل
۵- خ- شعر ندارد
﴿164﴾ ب-ر-ش- غزل ندارد
۲- ن-۱۴ "ہر جا مجھے امن کا ہے وادی" / نسخہ خ میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے-
۳- م-۹۱ ذرا
۴- نسخہ خ-،۱۱۳، میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے-
۵- ن-۱۴ سے
۶- نسخہ خ،۱۱۳، میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے-

﴿165﴾

بس ہے ہم مستوں کے سجدے کو خرابات کی خشت چاہیے کس کو حرم اور کسے دیر و کنشت
واعظا چھوڑوں کہے تیرے سے کیونکر میں شراب آب و گل سے مے و میخانہ کے ہے میری سرشت
میں وہ وحشی ہوں کہ صورت ہی سے کچھ نفرت ہے نیک ہو بد ہو کوئی خوب یا خواہ ہو زشت
کیوں نہ واعظ کروں میخانے کی جاروب کشی میری قسمت کی ازل سے ہے یہی آہ نوشت[ا]
صرف اس پر ہی گزارا ہے ترے مستوں کا رہے تا حشر خرابات کی سر سبز یہ کشت
سخت تشنہ ہوں کرو جام سے اپنے سیراب تشنگی بجھتی نہیں ہے مری اے ساقی چشت
چھوڑیو مے کو نہ نسیاں سے بھی تو اے غمگیں
ایک دم مستی میں جو گزرے تو ہے نقد بہشت

﴿166﴾

نہیں آتے جو یہاں حضرت سلامت دھرا کیا ہے وہاں حضرت سلامت
جو عالم آپ کے منہ پر عیاں ہے نہیں ہوتا بیاں حضرت سلامت
مجھے کچھ ہوش رہتا ہی نہیں ہے تمہیں دیکھا جہاں حضرت سلامت
مکاں کا اپنے کچھ دیجیے پتا آپ کہاں ہے لامکاں حضرت سلامت
نشاں ہے یہ میری خاطر نشاں ہے کہ تم ہو بے نشاں حضرت سلامت
خلافت ہووے قائم جو ابھی، میں کروں آہ و فغاں حضرت سلامت
زمین و آسماں کا فرق ہے آہ کہاں میں تم کہاں حضرت سلامت
کرو پیری پہ غمگیں کی ذرا رحم
کہ تم ہو نوجواں حضرت سلامت

﴿165﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[ا] ب- شعر ندارد
﴿166﴾ م-ب-س-ن-خ-ع- غزل ندارد حاشیہ ا-۶۱

﴿167﴾

اپنے ہاتھ سے بیڑا منہ میں غیر کے صاحب دیجیے مت[1]   بندے کا یہ خون ناحق اپنے سر پر لیجیے مت
حکم نہیں جو میں کچھ بولوں آپ[2] مجھے جو چاہیں کہیں   آخر میں بھی بولا چاہوں میرے ہونٹ تو سیجے مت
تیری آہ گرم سے ناداں موم نہیں جو پگھلے[3] گا   اے دل وہ ہے سنگیں دل تو اُس پر دیکھ پسیجے مت
پیجے تو اک طور سے پیجے کم کم پیجے[4] لطف کے ساتھ   ق   شہر میں جس سے ہو بدنامی ایسی شرابیں پیجے مت
غمگیں کی[5] سب یاروں سے ہے عرض یہی اب جوڑ کے ہاتھ
میری خرابی جس میں ہووے ایسی باتیں کیجیے مت

﴿168﴾

مری آنکھوں کے نیچے ہوگیا اندھیر اک[1] عالم   دوپٹہ جوں لیا اُس ماہ نے منہ پر دکھا صورت
جفائے ہجر سے تیری قریب مرگ پہنچا ہوں   دم آخر تو دکھلا دے مجھے اے باوفا صورت
ترے[2] نقشے سے میں تشبیہ دوں آئینہ روکس کو   کہ دیکھی ہی نہیں میں نے کہیں ایسی صفا صورت
خدا جانے کہ دیکھا یا نہ دیکھا یاد ہے اتنا   کہ باندھے ٹکٹکی میں دیر تک دیکھا کیا صورت
یہ صورت آہ غمگیں جس کے نہ دیکھے ہوئی میری
دکھاوے اُس صنم کی پھر کہیں جلدی خدا صورت

﴿167﴾ ر-ب-ش-ع- غزل ندارد
[1] خ-۱۱۳ "اپنے ہاتھ سے بیڑا صاحب غیر کے منہ میں دیجیے مت"
[2] ن-۱۳ "ـــــــــــــان کا جو جی چاہے کہیں"
[3] ا-۵۸ پگلے
[4] م-۹۰ پیجئے ندارد
[5] خ-۱۲۳ کے
﴿168﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
(اس غزل کا مطلع نہیں ہے لیکن یہ ردیف ت کی غزل ہے
حاشیہ بر الف- ۵۸
[1] الف-۵۸، ایک

﴾169﴿

دل لگا جب سے کہ اس نرگس حیران کے ساتھ
حیرت آجاتی ہے بس اس کے مجھے دھیان کے ساتھ
ہمدمو[1] دور کرو اس کو اسی پر چھوڑو
کون ہر بات پہ بکھنے دلِ نادان کے ساتھ
آہ کس طرح رکھے دل کو کوئی اس سے لگا[2]
سو ادا نکلے ہے جس شوخ کی ہر آن کے ساتھ
نیند آتی ہی نہیں ہمدمو اس دن سے مجھے
ہائے جس رات سے سویا ہوں میں جاناں کے ساتھ
پاک الفت سے میں گستاخ ہوں اے مصحف رو
ہاتھ ناپاک لگاتا نہیں قرآن کے ساتھ
ہائے دو روز رہا گھر میں وہ میرے لیکن
ایک شب سو نہ سکا اپنے میں مہمان کے ساتھ
لکھ غزل اور اسی طرح کی تو اے غمگیں
کر نہ تکرار بہت یاروں کے فرمان کے ساتھ

﴾170﴿

نیند آتی نہیں گر سوؤں نہ جاناں کے ساتھ
ہمدمو[1] جائے گی عادت یہ میری جان کے ساتھ
عشق پنہاں کو یہ اک[2] روز کرے گا ظاہر
طفلِ اشک آہ ہوا ہے دل نادان کے ساتھ
بام پر بیٹھ کے گھڑیوں میں اسے دیکھوں ہوں
انس کچھ دل کو ہے ایسا ترے[3] دالان کے ساتھ
گو مرا بس نہیں پر یہ ہی دعا ہے شب و روز
ہو محبت نہ کسی کو کسی انسان کے ساتھ
ایسا بگڑا وہ صنم مجھ سے نہ دکھلائے خدا
ہائے کیوں شب کو ہوا اس کو میں پہچان کے ساتھ
سچ ہے جو وہ کہے اے شوخ میں ہی ہوں جھوٹا
میری چلنے کی نہیں غیر کے بہتان کے ساتھ
ایک شب ساتھ نہ سویا ترے افسوس مری
جان جاوے گی اسی حسرت و ارمان کے ساتھ
گفتگو جان کے کرتا ہے وہ ایسی مجھ سے
جو کرے کوئی نہ غمگیں کسی انجان کے ساتھ

﴾169﴿ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔ ۲۰۴ م۔ ۳۲۲ ن۔ ۵۱ ہمدموں
۲۔ م۔ ۳۲۲ نگاہ
﴾170﴿ ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔ ۲۰۴، م۔ ۳۲۲، ن۔ ۵۲ ہمدموں
۲۔ ایضاً ایک

ٹ

﴿171﴾

اُس پری پہ کیوں نہ ہو میرا دل و جاں لوٹ پوٹ
نام پر ہوتے ہیں جس کے انس و جاں لوٹ پوٹ
دیکھ کر میرے دموں پر اپنا درباں لوٹ پوٹ
ہنستے ہنستے ہو گیا وہ میرا جاناں لوٹ پوٹ
زندگی بخشے ہے جوں انسان کو آب حیات
ان لبوں کا یوں کرے ہے آب حیواں لوٹ پوٹ
اب بہ ہر صورت پہنچ سکتا ہوں اُس کے گھر میں میں
میری باتوں پر ہوا ہے اس کا درباں لوٹ پوٹ
خاک عشاقاں کہیں ہووے نہ دامن گیر یار
ہے زمیں پر آج ازحد تیرا داماں لوٹ پوٹ
اُس کی چشم مست کو جو کوئی دیکھے مے کشو
جوں شرابی وہ نہ ہو یہ کیا ہے امکاں لوٹ پوٹ
عید قرباں ہے چھری میرے گلے پر پھیر دے
خوب ہوں تا میں زمیں پر تیرے قرباں لوٹ پوٹ
تیرے مکھڑے کی مگر عاشق ہے جو رخسار پر
رات دن رہتی ہے یہ زلفِ پریشاں لوٹ پوٹ
اک اشارے میں کرے شق القمر جو آفتاب
حسن پر اُس کے نہ غمگیں کیوں ہو انساں لوٹ پوٹ

﴿172﴾

تڑپھہ کے شاخ سے بلبل گئی ہے خاک میں لوٹ
جب اُس کے روبرو گلچیں نے گل[1] کی باندی[2] پوٹ
دلا جو دیکھے بہ از رز ہے مس بھی اپنی جا
کسی کے قلب کو بد جانتا ہے اپنی کھوٹ[3]
کسی کے زخمِ جگر کا وہ کیا علاج کرے
لگی ہو عشق کی جس کے نہ آہ دل پر چوٹ[4]
خبر نہیں انھیں کچھ عقل سے جو کہتے ہیں ق
خُدا کو جا کر فرشتے دیا کریں گے رپورٹ
کہیں ہیں اور ہی کچھ کچھ[5] حدیث کے معنی
وہ جانے کیا کہ ہے غمگیں پہاڑ تل کے اوٹ

﴿171﴾ ب۔م۔ر۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
حاشیہ بر الف۔ ٦٢

﴿172﴾ ن۔ش۔ر۔ع۔ غزل ندارد

[1] خ۔۱۱۵ اس کی

[2] م۔۹۷ باہی

[3] خ۔ شعر ندارد

[5] ب۔ شعر ندارد

[6] خ۔۱۱۵ اور

ث

«173»

دے جلد مے نہ دیکھ لیں مے خوار الغیاث
ساقی ہوا ہے[۱] ہائے میں ہشیار الغیاث

کچھ شرم بھی ہے تجھ کو کہ ہوشیار دیکھ کر
چھیڑیں ہے ساقیا مجھے سرشار الغیاث[۲]

ہوتے ہی اُس کے سامنے حیرت سی آ گئی
ہم دیکھنے بھی پائے نہ دیدار الغیاث

کہتا ہے الحفیظ یہ کیا سخت جان ہے
سنتا ہے جب کہ میری[۳] وہ دلدار الغیاث

دن رات میرے نالہ و زاری کے ہاتھ سے
کرتے ہیں گھر کے سب در و دیوار الغیاث[۴]

نازک مزاج ہے وہ بہت شوخ پر غرور
کوچے میں اُس کے نہ کر دل زار الغیاث[۵]

عادت ہوئی جور کی تیرے بہت ہمیں
ہاتھوں سے اب ترے ہے کم آزار الغیاث[۶]

یہ وقت رہنمائی ہے اس رہ[۷] میں خضر عشق
میں پا برہنہ دشت ہے پرخار الغیاث[۸]

ہمسائے جوش گریہ سے تیرے یہ خوف ہے
کرتے پھریں نہ دیدہ خونبار الغیاث[۹]

سنتا ہی وہ نہیں مری فریاد حسرتا
میں کیا کروں نہ گر کروں ناچار الغیاث

غمگیں شراب بھی مجھے بن اُس کے زہر ہے
کیونکر کروں نہ دیکھ کے گلزار الغیاث

«173»	ن۔ش۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔۶۸	ہوں
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	ر۔۶۸	مجھ سے وہ
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۶۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۷۔	ر۔۶۸	منزل
۸۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۹۔	۔ایضاً۔	

﴿174﴾

جو کہ اٹھ اٹھ کے جگاوے[1] مجھے ہر رات عبث   دن کی[2] ایسے سے سراسر ہے ملاقات عبث
خارج از عقل ہے گر اُس کو کسی کا ہو خیال   باندھنے ہیں[3] یہ تیرے وہم خیالات عبث
حالِ دل مجھ سے سرمو نہیں پنہاں ہرگز   آپ ظاہر کی کیا کیجیے عنایات عبث
پہنچے جس جا نہ کسی طرح تر دست خیال   ہاتھ ملتا ہے تو کیوں دیکھ کے وہ گات عبث[4]
خیر کی دینی ہے توفیق بھی اُس کی رحمت   جان ظاہر کی نہ یہ یار عبادات عبث[5]
میں نے کی دست درازی تو لگے وہ کہنے   ق   ان دنوں ہم سے نہ اس طرح کی کر بات عبث
کیا کہیں تجھ سے تو سمجھا بھی کیا کرغمگیں
پاؤں پڑتے[6] ہیں لگا دیکھ نہ تو ہاتھ عبث

﴿174﴾ ب-ش-ن-ر-ع- غزل ندارد
[1] خ-۱۱۵ ------جگا دے ہر اک رات عبث
[2] -ایضاً- کو
[3] خ-۱۱۵ میں
[4] خ- شعر ندارد
[5] -ایضاً-
[6] خ-۱۱۶ پڑنے میں

﴿175﴾

گھر اُس کے شب ہوئے ہم آہ میہمان عبث　　گماں جو ہم نے کیا تھا وہ تھا گمان عبث
ہم ایسے چور ہیں آنکھوں سے لیں چرا کاجل　　یہ تو نے در پہ رکھے ہیں نگاہبان عبث
سوائے نام کے اور کچھ نہیں ہے جوں عنقا　　کمر کا اس کے یہ کرتے ہیں سب بیان عبث[۱]
ملے گا وہ ہی مقدر میں جو مقرر ہے　　پھرے ہے فکر معیشت میں کیوں جہان عبث[۲]
جو حال کچھ میں کہوں اس سے تو کہے ہے یہ دل　　کہ کر نہ وصل میں تو ہجر کا بیان عبث[۳]
حصول کچھ نہیں دنیا کی فکر میں جز رنج　　تو اُس کے سود میں اپنا نہ کر زیان عبث[۴]
ہوا ہے قید یہ دل دام عشق میں کیوں آہ　　پڑی ہے پھندے میں کیوں میری ہائے جان عبث[۵]
خدا کے واسطے دے دے کے اس قدر دشنام　　زبان فصیح نہ کر اپنی بد زبان عبث[۶]
بجائے جنگل و صحرا ہیں مجھ دیوانے کو　　بنائے تو نے ہیں غمگیں یہ کیوں مکان عبث[۷]

جسے کہ درد نہ ہو آدمی کا اے غمگیں
جلائے ایسے پہ کیوں اپنی کوئی جان عبث[۸]

﴿175﴾ ب۔ر۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] حاشیہ الف۔۶۳/ م۔ شعر ندارد
[۲] حاشیہ الف۔ ۶۳/ م۔ شعر ندارد
[۳] ش۔ شعر ندارد
[۴] ش۔ شعر ندارد
[۵] ۔ایضاً۔
[۶] ۔ایضاً۔
[۷] ایضاً
[۸] م۔، شعر ندارد حاشیہ الف۔۶۳

﴿176﴾

واعظا علم کی کر تو کسی ہوشیار سے بحث   کون سی عقل ہے مجھ مے کش و سرشار سے بحث
ذبح کو فصد پہ کرتا ہے مقدّم وہ آہ   ہے طبیبوں سے یہی[۱] اُس ترے بیمار سے بحث
اُس کی زلفوں پہ تو کر اپنی دکان کو یغما   ہر سحر باد صبا کو ہے یہ عطار سے بحث
دیکھو مت اپنی مشیخت کو لگاؤ بٹہ   شیخ صاحب نہ کرو تم کسی مے خوار سے بحث
آبرو کھو نہ یتیم صدف اپنے کی دیکھ   ابر نیساں نہ کر اس چشم گہر بار سے بحث
جانتا ہوں بخدا سب میں ترے مکروفریب   کس لیے کیوں میں کروں[۲] تجھ بت مکار سے بحث
ان کی چتی نہ ہوئی حق میں میرے پر نہ ہوئے   خوب کی یار نے کل رات کو اغیار سے بحث
راست بازوں سے تو کج رو نہ پھرا کر اے چرخ   ورنہ کر بیٹھیں گے ہم بھی تری[۳] رفتار سے بحث

ایک نالے کی بھی تو ہوگی نہ اے بلبل زار
دیکھ مت کیجیو غمگیں کے دل زار سے بحث

﴿176﴾ ر-ب-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

[۱] م-۱۰۰ بھی

[۲] م-۱۰۰ کیوں کروں میں تجھ

[۳] م-۱۰۱ تیر

﴿177﴾

نشے میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث
پھر آتے ہی یہ گھبرا کر چلے جانے کا کیا باعث
گیا تھا کل بھی اُس کوچے میں تو اور[1] آج جاتا ہے
نہ پہنچے جس جگہ اے دل وہاں جانے کا کیا باعث
وہ ہی قصہ تمہیں کرنا کہیں منظور ہے شاید
مجھے پھر شب کو اپنے گھر میں بلوانے کا کیا باعث[2]
تصدق آپ کے جاؤں عجب تقریر الٹی ہے
بھلا بندے سے صاحب تم کو دکھ پانے کا کیا باعث
بتا ہمدم نہیں اک دم میں میرا دم نکلتا ہے
یکا یک بیٹھے بیٹھے دل کے گھبرانے کا کیا باعث
تمہیں[3] دعویٰ تھا اے غمگیں خدا کو بھی نہ چاہیں گے
پھر اُس کافر صنم پہ دل کے آجانے کا کیا باعث[4]
غزل لکھ اُس زمیں میں آج تو ایک اور اے غمگیں
نہ کہنے کا ترے اب اور کہلانے کا کیا باعث[5]

﴿177﴾ ر-ب-ش-ع- غزل ندارد

[1] ن-۱۶ ---------------اور پھر آج

[2] خ- شعر ندارد
م-۹۷، ن-۱۶ ووہی الف- ۶۲ وہ ہی

[3] خ-۱۱۵ ہمیں

[4] ن- شعر ندارد

[5] م-ب-خ- شعر ندارد

﴿178﴾

نہ پوچھو مجھ سے اشک آنکھوں میں بھر لانے کا کیا باعث
یہ کہیے مجھ پہ ان غیروں کے ہنسوانے کا کیا باعث
اکیلے پاس میرے رات کو آنے کا کیا باعث
نشہ پی کر یہاں سے یار پھر جانے کا کیا باعث
وہ اپنے وقت پر ظالم یقیں ہے آپ آوے گا[۱]
بلا لا غیر کو یہ مجھ سے فرمانے کا کیا باعث
پیو ے تم وہ آپس میں نہ میں لینے نہ دینے میں
لڑوں میں غیر سے کیوں مجھ کو لڑوانے کا کیا باعث
سوا پاؤں دبانے کے میں کچھ بھی شب کو بولا ہوں
یہ دن کو اس طرح پھر تیرے شرمانے کا کیا باعث
ابھی تو غیر کے حق میں کچھ اور ارشاد ہوتا[۲] تھا
یکا یک دیکھ کر اب اس کو گھبرانے کا[۳] کیا باعث
شراب اُن کو پلا جو پاس تیرے شب کو رہتے ہیں
کہاں میں تو کہاں پھر مجھ کو پلوانے کا کیا باعث
نہیں اے شمع رو مجھ سے تجھے الفت تو یہ بتلا
کسی گل رو کو میں دیکھوں تو جل جانے کا کیا باعث[۴]

تمہیں دعویٰ ہے اے غمگیں کسی کو ہم نہ چاہیں گے
پھر اُس کافر پہ ایسا دل کے آ جانے کا باعث[۵]

﴿178﴾ ب-ش-ر-ع-خ- غزل ندارد

[۱] ن-۱۶ وہ اپنے وقت پر آپ ہی یہاں آوے گا اے ظالم

[۲] ن-۱۶ ہوتا م-۹۸ "ہے" زائد

[۳] طبق م-۹۸
الف-۶۲ میں

[۴] حاشیہ الف-۶۲ م-ن- شعر ندارد

[۵] یہ شعر دو تین لفظوں کے فرق سے پچھلی غزل میں بھی شامل ہے۔

﴿179﴾

دل کے جانے کا میاں تم سے کہوں کیا باعث
ایک بڑے قصے ہیں ناحق جو کہوں کیا باعث[1]
جب کہا میں نے کہ تم شب کو رہو یاں تو کہا[2]
تو تو[3] بکتا ہے یونہی کیوں میں رہوں کیا باعث
دل مرا لیجیے کہا میں نے تو ہنس کر بولا
میں[4] اُسے کیا کروں کس واسطے لوں کیا باعث[5]
تیرے سر پر[6] تو چڑھا خوں ہے وہ کہتے ہیں[7]
منہدی پاؤں میں میں تیرے گھر میں ملوں کیا باعث[8]
میں نے ہدم جو کہا چل میرے گھر تو بولا[9]
کیا سبب کیا ہے جہت کیوں میں چلوں کیا باعث
گر کہوں میں ترے قرباں ہوں تو کہتا ہے
اپنے[10] پر سے تجھے قربان کروں کیا باعث[11]
دور ہے فصل بہاری ابھی ہدم مجھ کو
لیے جاتا ہے یہ صحرا کو جنوں کیا باعث[12]
ناخنِ[1] دستِ جنوں رہویں سلامت ناصح
زخمِ[12] دل کس لیے میں آہ سیوں کیا باعث[13]
درد دل جو میرا سنتا ہی نہیں اے ہدم[14]
ایسے بیدرد کے پیچھے میں مروں کیا باعث
مل کے اب تجھ سے کٹھرے سے وہ کہیں ہیں غمگیں
اپنی چھاتی پہ میں کیوں مونگ دلوں کیاباعث[15]

﴿179﴾ ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] ش-۱۴ ن-۱۵ ایک قصہ ہے میں ناحق جو بکوں کیا باعث
[2] ش-۱۴ میں نے کہا آج یہیں رہ تو لگا وہ کہنے
[3] م-، ۹۹، تو بکتا ——————
[4] ن-، ۱۵، میرے کس کام کا کس واسطے لوں کیا باعث
[5] ش- شعر ندارد
[6] م-۹۹ یہ
[7] ن- ۱۵ خون سر پر ہے چڑھا تیرے وہ کہتے ہیں مجھے
[8] ش- شعر ندارد
[9] س-، ۱۴، ایک دن میں نے کہا چل میرے گھر کہنے لگا
[10] ش-، ۱۴، کس لئے جہت ہے کیا کیوں میں چلوں کیا باعث
ن-۱۵ ——————سبب——————
[11] ن-، ۱۶، اپنے پر سے میں تجھے صدقے کروں کیا باعث
[12] ش- شعر ندارد
[13] -ایضاً-
[14] م-، ۹۹، ناخون
[15] ن-، ۱۶، زخم دل اپنا میں کیوں آہ سیوں کیا باعث

ج

﴿180﴾

نہ تو جانے کی واں ہے قدرت آج   اور رہنے کی یہاں نہ طاقت آج[۱]
صاف کہتا نہیں ہے کیوں مجھ سے   ترے دل میں ہے کچھ کدورت آج
صبح مکھڑا کہیں وہ دیکھا تھا[۲]   مجھے دن بھر رہی ہے حیرت آج
عاشقِ زار ہوں ازل سے ترا   مجھے تجھ سے نہیں محبت آج
کل کے لڑنے سے اُس کے اے ہمدم   اور کچھ بڑھ[۳] گئی ہے الفت آج
روٹھ کر مجھ سے وہ گیا ہے گھر   تو منا لا اسے بہ منت آج
یار ہے اور مے[۴] ہے اے غمگیں
کیجئے خوب عیش و عشرت آج

﴿181﴾

کل ہی کا دن تو ہے یہ اے یار آج   کل کا پھر کرتا ہے تو اقرار آج
کل کی شب کا ہے بہت مجھ کو خمار   ساقیا کر دے مجھے سرشار آج
ہوں ازل سے آہ میں بے اختیار   عشق سے تیرے نہیں ناچار آج
حشر میں مشکل ہے جس کا دیکھنا   دیکھتا ہوں اُس کا میں دیدار آج
دور میں اُس نرگسِ مخمور کے
کون ہے غمگیں بتا ہوشیار آج

﴿180﴾ ب۔ش۔س۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱؎ ن۔۱۷ اور نہ رہنے کی گھر میں طاقت آج
۲؎ ن۔۱۷ صبح دیکھا تھا منہ کہیں اس کا
۳؎ الف۔۶۵ ن۔۱۷ بڑہ
۴؎ ن۔۱۷ ـــــــشراب ہے غمگیں
﴿181﴾ م۔ب۔س۔ع۔ غزل ندارد

﴿182﴾

بھر دے ہمارے خم کو مئے ارغواں سے آج   ساقی پھریں نہ خالی تری ہم دکاں سے آج[1]
ہمسایہ اُس کے جا کے جہاں بیٹھتے تھے ہم   قسمت سے یار بھی وہ اٹھا اُس مکاں سے آج[2]
یہ اوشغلے اٹھانے کا ناصح نہیں ہے وقت   بیزار آپ بیٹھے ہیں ہم اپنی جاں سے آج[3]
کی گرم ایسی اُس بت بے مہر نے نگاہ   دل سرد کر دیا مرا دونو جہاں آج[4]
اُس شب کی وہ جو بات تھی مدت کے بعد یار   قائل ہوا وہ آپ ہے اپنی زباں سے آج[5]
بہتر ہے سو برس کی عبادت سے ایک جام   تحقیق بات یہ ہوئی پیر مغاں سے آج[6]
جنت کہوں بہشت کہوں جو کہوں سو ہے   کیا گھر بھلا لگے ہے میرے میہمان[7] سے آج[8]
پھر حشر کو ہی دیوے تو خط کا جواب دے   جاوے مرا وہاں کبھی قاصد یہاں سے آج[9]
کل[10] واں[11] جو میں نے ضبط کیا نالہ حزیں   آتی صدائے نے ہے ہر اک[12] اُستخواں سے آج

باوصف پیری اپنے سے میں بدگماں ہوا
غمگیں دو چار[12] ہوتے ہی اُس نوجواں سے آج

﴿182﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ ر۔۶۸ ساقی پھریں گے خالی نہ تیری دکاں سے آج
۲۔ ر۔ شعر ندارد
۳۔ ر۔ شعر ندارد
۴۔ ر۔ب۔ شعر ندارد
۵۔ ر۔ شعر ندارد
۶۔ ر۔،۶۸، ثابت ہوا یہ صحبت پیر مغاں سے آج
۷۔ طبق م ۱۰۴ الف۔ ۶۶ مہماں
۸۔ ر۔ب۔ شعر ندارد
۹۔ ۔ایضاً۔
۱۰۔ م۔،۱۰۵، کل جو میں نے وہاں ــــــــــــــــ
۱۱۔ الف۔ ۶۶ م، ۱۰۴ ب۔ ۶۱ وہاں
۱۲۔ ایضاً ایک
۱۳۔ ب۔،۶۲، کے چار

﴿183﴾

اس قدر مجھ کو کیوں ملال ہے آج　　کل سے میرا کچھ اور حال ہے آج
میرے گل رو کی سیر باغ سے دیکھ　　باغباں ہر شجر نہال ہے آج
ساقیا مے دے اجرت روزہ　　عید کا دیکھ لے ہلال ہے آج
منتظر حشر پر ہے تو جس کا　　جلوہ گر دیکھ وہ جمال ہے آج
دیکھ رنگ حنا کف پا کا　　پنجہ خور بھی پایمال ہے آج
کل مری بات کا دیا وہ جواب　　دیکھیے ہائے کیا سوال ہے آج
کل سے سنسان ہے جوائے غمگیں
یار تیرا کدھر خیال ہے آج

﴿183﴾ ن- ش ر ب خ ع غزل ندارد

﴿184﴾

طالع جو مہربانی[۱] ہوئی پھر ادھر[۲] ہے آج   برسوں کے بعد چاند یہ نکلا کدھر[۳] ہے آج
اے ہم نفس نہ کیوں ہو مرے دل کو بے کلی[۴]   اُس گل کے باغ جانے کی پھر شب خبر ہے آج[۵]
ہر ایک صحن خانہ میں سوتا ہے رات کو   گریے سے میرے خوف یہ اب گھر بہ گھر ہے آج[۶]
یہ دن بدن زمانے کا بڑھتا ہے کچھ[۷] مرض   ہر روز دیکھتا ہوں کہ کل سے بتر ہے آج
اے دل بتا کہ کل سے کہاں ہے ترا خیال   اے چشم کہہ کہاں تری مدنظر ہے آج[۸]
ہے جی میں انتظار قضا بھی نہ کیجیے   بیزار زندگی سے یہ دل اس قدر ہے آج[۹]
وہ سب چہل پہل مرے مہماں کے ساتھ تھی   کیسا اُداس دیکھو[۱۰] لگتا یہ گھر ہے آج
میری[۱۱] تو زندگی نے دیا ہر طرح جواب   قاصد[۱۲] کے ہائے آنے کی ہمدم خبر ہے آج
تقصیر دیکھو غیر کی کل اُس نے کی معاف
ایسا ہماری چاہ میں غمگیں اثر ہے آج[۱۳]

﴿184﴾ ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ب۔۶۱ مہربان
[۲] ن۔، ۱۷، ایدھر
[۳] ن۔، ۱۷، سے
[۴] ن۔، ۱۷، اس دل کی بے کلی کا سبب یار پوچھ مت
[۵] ر۔ شعرندارد
[۶] ایضاً
[۷] ر۔۶۸ کیوں
[۸] ر۔ شعر ندارد
[۹] ۔ایضاً۔
[۱۰] م۔۱۰۳ دیکھو
[۱۱] ر۔۶۸ اپنی
[۱۲] ر۔۶۸ پیغامبر کے آنے کی لیکن خبر ہے آج
[۱۳] ر۔، ۶۸، منظور کرنے والے ہیں وہ التجائے دید
غمگیں ہماری چاہ میں ایسا اثر ہے آج

﴿185﴾

گر کہوں ایسا کسی بھی بے وفا کا ہے مزاج
تو کہے ہے وہ کہ غمگیں اپنا اپنا ہے مزاج

گالیاں کیا کیا بُری دیتا ہے اُس کو بزم میں
اُس سے گر پوچھے کوئی اتنا کہ اچھا ہے مزاج

شب کو میں کیونکر یہ کہتا پیجیے اب مت شراب
جانتے ہو خوب تم جیسا تمھارا ہے مزاج

آکے بیٹھا ہوں ابھی میں آپ جھنجھلانے لگے
کیا ہوا کیوں خیر ہے کچھ آج کیسا ہے مزاج

غیر سے کہنے لگا وہ کل مری تعریف میں
اُس دیوانے کا مرے کیا[1] پیارا پیارا ہے مزاج

ہے طبیعت یوں تری اے رشک گل باغ وبہار
غنچہ ساں مے سے تر کیوں آہ ہوتا ہے مزاج[2]

وہ نشے میں شب کو میرے کان میں کہنے لگا
ان دنوں تیری طرف از حد ہمارا ہے مزاج

پھر اُسے ہرگز نہیں کچھ سوجھتا جو اُس کی شکل
جب کسی اچھی سی صورت پر یہ آتا ہے مزاج[3]

وہ یہ کہتے ہیں نہ لگ چل دیکھ اے غمگیں بہت
سخت بھونڈا حد برا واللہ اپنا ہے مزاج

﴿185﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] طبق م-۱۰۵ ب-۶۲
الف-۶۷ کیا کیا

[2] ب- شعرندارد

[3] ب شعر ندارد

186

بیمار ہجر کی نہیں تیرے[1] دوا علاج
آتا نہیں تو ہائے بھلا اس کا کیا علاج
تخفیف کچھ بھی ہوئی نہ تیرے مریض کو
ہر چند سب طبیبوں نے کیا کیا کیا علاج[2]
مجھ سے ترا علاج ہوا ہے نہ ہو سکے
ہے اُس کو یاد خوب تیرا دلا علاج[3]
تیری جگہ پہ غیر کو اس نے دیا قرار
اے دل قرار واقعی تیرا ہوا علاج[4]
مرنے دو مجھ مریض کو اُس بُت کی یاد میں
اب واسطے خدا کے کرو مت مرا علاج
تدبیر جس کی ہو نہ سکے[5] فیلسوف سے
کہتے ہیں وہ تیرا کروں ایسا برا علاج[6]
جز ذبح یہ مرض کبھی ہوتا نہ رفع آہ
قربان جاؤں تیرے کہ اچھا کیا علاج[7]
ہر روز مجھ کو آہ دہرا کر کہے ہے وہ
کرتا ہوں دیکھ تو سہی میں کیا ترا علاج[8]
مہندی لگی گر اُس کے کف پا کی ہاتھ آئے
ہے درد چشم کی مرے بس وہ حنا علاج
ہے شربتِ وصال ہی غمگیں تری دوا
ہر گز نہیں ترا کوئی اس کے سوا علاج

---

186 ب-ر-ش-ع- غزل ندارد

[1] خ-١١٦ تیری

[2] خ- شعر ندارد

[3] خ-١١٦ اُس کو ہے یاد خوب ہی تیر دلا علاج

[4] خ- شعر ندارد

[5] م-١٠٢ کسی

[6] خ- شعر ندارد

[7] خ- شعر ندارد ن-١٦

جز ذبح مرض رفع نہ ہوتا کبھی یہ آہ
قربان آپ کے میرا اچھا کیا علاج

[8] ن- شعر ندارد

﴿187﴾

گر دیکھے کوئی میرے طرحدار کی سج دھج　　پھر اُس کو نہ بھاوے کسی دلدار کی سج دھج
جو دیکھتا، رہتا نہ اسے ہوش دو عالم　　اے یارو گر اک بار مرے یار کی سج دھج
چل دیکھ کے جو بھنتے کبھی بھنتے ہیں[۱] اُس پر　　اب ہو گئی ایسی ترے بیمار کی سج دھج
رستم بھی بھچک رہوے مگر عاشق بیدل　　دے دیکھ کے جاں اُس بت خونخوار کی سج دھج

کافر ہوا اور مے کو پیا غمگیں نے افسوس
دیکھی جو کہیں اس بت سرشار کی سج دھج

﴿187﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
غزل بر حاشیه الف- ٦٥

[۱] "ش" ہے

﴿188﴾

جو[1] آپ پیوے تو غمگیں اسے شراب سمجھ　　جو اتقا کہ ہو تجھ میں اسے خراب سمجھ
جو مہر و لطف کرے تجھ سے وہ بت کافر　　تو اس کو چاہیے تو قہ اور عتاب سمجھ
یہ بحر ہستی جو مشہور تجھ کو ہوتا ہے　　جو ہوشیار ہے تو تو اسے سراب سمجھ[2]
وہ بے حجاب ستمگر ہو جس قدر تج[3] سے　　جو ہوش ہے تو نہ اس کو بے حجاب سمجھ
جو کان میں ترے آوے کریہہ[4] و خوش آواز　　تو ذوق و شوق سے ہیں اور اسے رباب سمجھ[5]
برنگ گل جسے خنداں تو دیکھے عالم میں　　بسان چشم اسے دیدہ پر آب سمجھ[6]
شراب جوں جوں تجھے بے حساب دے ساقی　　تو محتسب کا اسے یار احتساب سمجھ
نہ ذرہ کل ہے نہ کچھ جز و مہر ہے لیکن　　ہر ایک ذرے کو تو یار آفتاب سمجھ

تو دیکھتا ہے یہ بیدار جس قدر غمگیں
حواس گر ہیں تو اس کو خیال و خواب سمجھ

﴿188﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[1] ر- ۱۲۰ پیے جو آپ تو غمگیں---
[2] ب شعر ندارد
[3] ر- ۱۲۰ مجھ
[4] م- ۳۳۰ کریہہ و خوش
[5] ب- ر- شعر ندارد
[6] ایضاً

چ

﴾189﴿

جس کو کہ نہ ہو عشق وہ ہے ہائے بشر ہیچ   گل اور ثمر جس میں نہ ہو[1] ہے وہ شجر ہیچ
دیدار جو اُس کا کہ نہ اس چشم سے دیکھے[2]   تو مردمکِ چشم یہ ہے نور بصر ہیچ[3]
ہر دم اگر اُس نور کی تائید نہ ہووے[4]   اک[5] دم میں یہ ہو جائیں[6] ابھی شمس و قمر ہیچ
تو[7] نام و نشاں لینے سے[8] کیا اُس کے ہے حاصل   نزدیک[9] تمہارے کہو عنقا ہے اگر ہیچ[10]
کیا پھل ملے قمری کو بتا سرو چمن سے   الفت کا شجر ہے دلا دیکھ ثمر ہیچ[11]
اے نالہ شب تجھ میں بھی تاثیر نہیں آہ[12]   اے[13] آہ سحر نہیں تجھ میں اثر ہیچ[14]
مجھ پر نہ پسیجا کبھی اس بت کا ذرا دل   واللہ کہ اے آہ نہیں تجھ میں اثر ہیچ[15]
اُس کے لب و دنداں کا رہے جس کو تصور   نزدیک یہ اُس کے ہیں دلا لعل و گہر ہیچ[16]

﴾189﴿ ش۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ م۔، ۱۰۵، ہوئے
۲۔ ن۔، ۱۷، جو اس کا کہ دیدار نہ اس چشم سے دیکھے
۳۔ ب۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۴۔ ر۔، ۶۹، ہوئے
۵۔ ر۔، ۶۹، واللہ یہ ہو جائیں
خ۔ ۱۱۶ ایک
۶۔ ب۔، ۶۳، جائے
۷۔ ر۔، ۶۹، پھر
۸۔ ن۔، ۱۷، کا
۹۔ ر۔، ۶۹، نزدیک ترے طائر عنقا ــــــــــــــــ
۱۰۔ خ۔ شعر ندارد
۱۱۔ خ۔ شعر ندارد،
ر۔ ۶۹ قمری کو کبھی پھل نہ ملا سرو چمن سے
ہے ہر شجرِ عشق کا دنیا میں ثمر ہیچ
۱۲۔ ر۔، ۶۹، کچھ
۱۳۔ ر۔، ۶۹، اے آہ سحر ہو گیا تیرا بھی اثر ہیچ
۱۴۔ ن۔ شعر ندارد
۱۵۔ م۔ب۔ن۔ شعر ندارد
۱۶۔ م۔ب۔ن۔خ۔ شعر ندارد

اے دل یہ ترا[۱۷] کوچے میں اُس کے ہے گزر ہیچ[۱۸]   پہنچا ہے نہ پہنچے کبھی اُس پردہ نشیں تک
تو فکر کبھی بھول کے مت کیجیو اس کا[۱۹]
غمگیں یہ رہے یاد کہ[۲۰] اُس کی ہے کمر ہیچ

﴿190﴾

بڑھ گئی اس شوخ کی جب سے محبت اور کچھ   میری یہ صورت ہے اور اس کی حقیقت اور کچھ
کیا کریں پیری ہے جز[۱] اک نوجواں کے عشق آہ   ہو نہیں سکتی ہے واعظ ہم سے طاعت اور کچھ
دین و دنیا میں سوا اس شوخ کے دیدار آہ   اب نہیں باقی ہے ہمدم ہم کو حسرت اور کچھ
جس کو کہتے ہیں قیامت ہے وہ عین وصل یار   شیخ کے[۲] وہم و گماں میں ہے قیامت اور کچھ
دیکھ کر حالت مری وہ شوخ بھچک[۳] رہ گیا   دیکھ کر اس کو ہوئی جو میری حالت اور کچھ
دور رہنے سے مرے گو خوش ہوا تو اے رقیب   پر ہوئی نزدیک اس کے میری عزت اور کچھ
باغ و صحرا میں نہیں لگتا ہے دل جاؤں کدھر   اب کے فصل گل میں ہے، ہے ہے یہ وحشت اور کچھ
تیری کج فہمی ہے زاہد صاف جو سمجھے ہے تو   میرا مذہب اور کچھ اور اپنی ملت اور کچھ
دھول دھپے کو ہوئے تیار رندوں سے وہیں   مولوی جی سے بن آئی جب نہ حجت اور کچھ
رند و مستوں کو بھی ایک مے پلانے کے سوا   ساقیا مجھ سے نہ ہوگی آہ خدمت اور کچھ
کیا قیامت کو میں دوں تشبیہ قامت سے تری   تا قیامت تیرا ہوگا قد و قامت اور کچھ
دوستی کا ہے کی ہے ہے دشمنی سے یہ بتر   تیری خواہش اور کچھ اس کی مشیت اور کچھ
واسطے اللہ کے جز اس صنم کی بات کے[۴]
بات غمگیں مجھ سے تو اس وقت کر مت اور کچھ

---

[۱۷] خ۔۱۱۶،   ہو
[۱۸] م۔ب۔ن۔   شعر ندارد
[۱۹] ن۔۱۷،   ب۔۶۳، کی
[۲۰] خ۔۱۱۶،   کہ ہے اس کی کمر ہیچ
﴿190﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
[۱] طبق م۔ ۳۲۴   جو
[۲] م۔ ۳۲۴   کو
[۳] ایضاً   بہچکر
[۴] م۔ ۳۲۵   بس

﴿191﴾

اس نخل[1] میں ہستی کے ثمر ہم کو نہیں کچھ　　آثار دو عالم سے اثر ہم کو نہیں کچھ
کس برتے[2] پہ ہم جائیں خرابات سے[3] ساقی　　مے خواری سوا یاد ہنر ہم کو نہیں کچھ
دن رات وہیں رہتے ہیں یہ سخت ہے حیرت　　لیکن تیرے کوچے میں گذر ہم کو نہیں کچھ
دیوانگی لیں دے کے دل اک رشک پری کو　　اس سودے میں جز سود ضرر ہم کو نہیں کچھ[4]
کیوں خاک خرابات پہ ہم لوٹے ہیں ساقی　　کیفیت مے آہ اگر ہم کو نہیں کچھ
ہر چند اکیلے میں گلے لگتے ہیں ہمدم　　معلوم مگر اس کی کمر ہم کو نہیں کچھ[5]
صد سال کریں راہ میں گر تیرے سفر ہم　　مانند مقیموں کے سفر ہم کو نہیں کچھ
کیوں جیتے ہیں ہم ہجر میں امید قضا پر　　گر وصل کی اے شوخ قدر ہم کو نہیں کچھ[6]
نفی اپنی میں مشغول یہاں تک ہیں کہ غمگیں
اثبات کی واللہ خبر ہم کو نہیں کچھ

﴿191﴾ ش۔ ر۔ن۔ خ۔ ع۔　　غزل ندارد

[1] ب۔ ۱۸۹　　کل

[2] طبق م ۔ ۳۲۷ / ب۔ ۱۸۹
الف۔ ۲۰۷۔ بر

[3] ب۔ ۱۸۹　　کو

[4] ب　　شعر ندارد

[5] ایضاً۔

[6] ایضاً۔

ح

﴿192﴾

پہنچے یہ اُس کے کان تلک بات کس طرح   اب شب کو ہائے ہوگی ملاقات کس طرح[1]
اے خضرِ عشق تجھ سے کھلے تو کھلے یہ بھید[2]   اٹھ جائے دل سے پردہ ظلمات کس طرح
مرنا[3] نہ تھا نصیب میں ہونا تھا شرمسار   تو ہجر کی نہ پوچھ کٹی رات کس طرح
گھر میں کبھی وہ اپنے بلاتی نہیں پری   دیکھوں میں آہ سیر طلسمات کس طرح[4]
روز ازل سے کعبہ مقرر ہے یہ مرا   اے[5] شیخ چھوڑوں طوف خرابات کس طرح[6]
جو بات بات میں ہو خفا مجھ سے بے سبب   اُس ڈھب کی اُس سے یار کروں بات کس طرح[7]
بتلا مجھے تو پیر مغاں کوئی اُس[8] کی راہ   ق   دنیا کے دور ہوں یہ خیالات کس طرح[9]
بولا شراب کا نہ ہو گر مبتدی کو شوق   جاویں[10] پھر اُس کے دل سے یہ خطرات کس طرح

غمگیں رقیب دیکھے ہے چھپ چھپ مجھے اُسے
محفل میں اب کروں میں اشارات کس طرح[11]

﴿192﴾	ش۔ع۔	غزل ندارد
۱؎	ر۔۶۹	پہنچاوں کان تلک ترے یہ بات کس طرح اب شب کو ہو گی تجھ سے ملاقات کس طرح
۲؎	م۔۱۰۷	بھید عشق
۳؎	ن۔۱۸	مرتا
۴؎	ب۔ر۔خ۔	شعر ندارد
۵؎	ن۔۱۸	چھوڑوں بھلا میں طوف خرابات کس طرح
۶؎	خ۔	شعر ندارد
۷؎	ب۔م۔	شعر ندارد
۸؎	ر۔۶۹	اُس راہ کی
۹؎	ب۔م۔	شعر ندارد
۱۰؎	ر۔۶۹	جائیں
۱۱؎	ر۔	شعر ندارد

﴿193﴾

پھر مجھ سے روٹھ وہ گئے اُس رات کی طرح بس اب نہیں ہے کوئی ملاقات کی طرح
گر سووے پھر وہ پاس مرے رات کی طرح کیا خوب گھٹ کے ہووے ملاقات کی طرح
اس پر بھی آہ خانہ دل میں لگی ہے آگ آنکھوں سے اشک جاری ہیں برسات کی طرح
کرتا ہے اک اشارے میں سب عاشقوں کے کام یہ یاد کچھ اسے ہے اشارات کی طرح
اپنی ہی فکرِ نفی[1] میں بھولوں ہوں آپ کو مجھ کو بھی خوب یاد ہے اثبات کی طرح
چبھنے لگے ہے کچھ مرے سینے میں دیکھ کر ہے قہر ہی نکیلی تری گات کی طرح
بے اختیار چھاتی میں لگتا ہوں کوٹنے آتی ہے یاد جب مجھے اُس گات کی طرح[2]
غمگیں تو کیا کرے جو کسی روز وہ صنم[3]
چڑھ جائے تیرے[4] ڈھب پر اگر رات کی طرح

﴿193﴾ ش۔ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[1] طبق م۔، ۱۰۶، الف۔۶۸ میں نفی

[2] م۔ شعر ندارد

[3] ن۔۱۸ کیا کچھ کروں میں غمگیں کسی دن جو وہ صنم

[4] ن۔۱۸ میرے

﴿194﴾

دیکھ کر اُس آئینہ رو کے کل[1] میں گھر کی طرح   رہ گیا حیرت میں بس دیوار اور در کی طرح
میری وحشت کی نئی صورت ہے اب کی فصل میں   باغ و آبادی لگے ہے جنگل و بر کی طرح
اشک جو باہر نہیں آتے صدف سے چشم کے   منعقد ہو رہ گئے شاید وہ گوہر کی طرح
آتش ہجراں سے جل کر جسم خاکستر[2] ہوا   دل مگر سوزاں ہے اس میں اب بھی اخگر کی طرح
چاندنی میں شب کو اُس ماہ کا جو آیا کچھ خیال   رہ گئیں آنکھیں کھلیں یا صبح اختر کی طرح
اے پریرو تیرا دیوانہ ہے[3] یہ نازک مزاج   لڑ کے گر گل پھینکیں تو لگتا ہے پتھر کی طرح
گھر میں ایک آیا ہے مہماں آج کل تو رکھ معاف
اب نہیں آنے کی غمگیں کوئی باہر کی طرح

﴿194﴾ ش۔ب۔ن۔ر۔ غزل ندارد
[1] م۔، ۱۰۹، میں کل
[2] ا۔، ۷۰، خاکستر
[3] م۔، ۱۰۹، یہ ہے

﴿195﴾

وہ سوجھتی نہیں کوئی تدبیر کی طرح   برعکس ہجر جس سے ہو[1] تقدیر کی طرح
صحرا سے بھی تو اے دلِ وحشی گریز کر[2]   یہاں نقش پائے مور ہے زنجیر کی طرح
جتنے تھے آہ یار وہ اغیار ہو گئے   ہے میرے عشق کی نئی تاثیر کی طرح[3]
قاتل وہ تیغ ابرو سے زخمی بھی ہے ترے   لب پر ہے اُس کے دم دم شمشیر کی طرح
جو کچھ کہ پیش آئے سمجھ اپنی آرزو   یہ سب مرض کے حق میں ہے اکسیر[4] کی طرح
جھوٹ اور سچ چھپا نہیں رہتا ہے[5] گو صنم   حق[6] یوں ہے خوب تری تقریر کی طرح[7]
اس گنبد فلک کو کہیں دور پھینک دے   تا لازوال ہو تری تعمیر کی طرح
غمگیں تو اٹھ کہ ایک جگہ لے چلوں تجھے
گھر میں پڑا ہے کس لیے دلگیر کی طرح

﴿195﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
ا۔	ب-۲۴	ہوئے
۲۔	ن-۱۸	رکھ
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	ا-۲۹	اکثیر
۵۔	ن-۱۸	اے
۶۔	ن-۱۸	واللہ خوب ہے
۷۔	ب-	شعر ندارد

﴾196﴿

دیکھی ہے جب سے اُس بت جاناں کی طرح
واللہ وہ رہی نہیں ایمان کی طرح
دشمن ہو جان کا یہ ہے ناآشنا وہ شوخ
اُس سے اگر کوئی کرے پہچان کی طرح
نکلے ہے دیکھ دیکھ کے دم آن آن میں
ہر آن اور ہے تری ہر آن کی طرح[۱]
تم غیر کی طرح سے نہ سمجھا کرو مجھے
ہوتی جدی جدی ہے ہر انسان کی طرح
ہوتا[۲] نہیں جدا جو کبھی مجھ سے ایک دم
رہتا ہے ہائے مجھ سے وہ انجان کی طرح[۳]
آیا میں پاس آپ کے کس وقت شب کو واہ[۴]
یہ بھی عجیب ہے نئی بہتان کی طرح[۵]
رہوے وہ تا بحشر پریشان روزگار
جو دیکھے اُس کی زلف پریشان کی طرح[۶]
اک[۷] شب بھی وہ پری رہے مجھ پاس تو اسے
شیشے میں لوں اتار بنے جان کی طرح
روتا ہے تجھ کو دیکھ کے غمگیں کہا اسے
سوجھی ہے کیا یہ غیر کو طوفان کی طرح[۸]
غمگیں لکھ اور قافیے میں ایک اب غزل
کھلتی ہے گفتگو سے ہر انسان کی طرح[۹]

﴾196﴿ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ب۔ شعر ندارد

[۲] ن۔۱۸ رہتا نہ تھا جدا جو کوئی

[۳] ۔ایضاً۔ اب مجھ کو دیکھتا ہے وہ انجان کی طرح

[۴] ن۔۱۸ آیا تھا شب کو پاس میں کس وقت آپ کے

[۵] ب۔ شعر ندارد

[۶] ۔ایضاً۔

[۷] الف۔ ۶۹ م۔ ۱۰۸ ن۔ ۱۸ ب۔ ۶۴ ایک

[۸] ب۔م۔ شعر ندارد

[۹] ن۔ شعرندارد

﴿197﴾

اور ہی کچھ ہو گئی ہے میرے جانی کی طرح
اب[۱] نظر آتی ہی نہیں ہے زندگانی کی طرح
دیکھتے ہیں لوگ گھڑیوں اُس کے رکھ نتھنوں پر ہاتھ
ہے ترے بیمار کی یہ ناتوانی کی طرح
جی میں ہے لختِ جگر اور خونِ دل کچھ جمع ہو
کیجیے تو عشق کی پھر میہمانی کی طرح[۲]
رنگ کو اپنے چھپا مل جائے ہر ایک رنگ میں
آدمی کو چاہیے ہو جائے پانی کی طرح
حال میرا سُن کے سوتے وقت وہ کہنے لگے
مجھ کو بھاتی[۳] ہے بہت تیری کہانی کی طرح[۴]
اس زمانے میں نہیں وہ ورنہ تیرے سامنے
میں سکھاتا کوہکن کو جانفشانی کی طرح[۵]
زندگی مجنوں کو صحرا میں وبالِ جاں ہوئی
دیکھ آبادی میں میری زندگانی کی طرح[۶]
ہجر کے غم میں یہ بھولا ہوں کہ یاد اب تک نہیں
وصل میں پوچھوں ہوں اس سے شادمانی کی طرح[۷]
نوجوانوں کی سی آجاتی ہے پیری میں امنگ
دیکھتا غمگین ہوں جب اس کی جوانی کی طرح

﴿197﴾ ب۔ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ن۔۱۸ آب
[۲] م۔ شعر ندارد
حاشیہ بر الف۔ ۶۸
[۳] م۔۱۰۷ بھاتا
[۴] ن۔ شعر ندارد
[۵] ۔ایضاً۔
[۶] ۔ایضاً۔
[۷] ۔ایضاً۔

﴿198﴾

رہتا ہوں میں شراب میں سرشار بے طرح
نکلیں[۱] ہیں اب زبان سے اسرار بے طرح
جتنے کہ طرح دار تھے اس تیرے عہد میں
سب[۲] ہائے ہوگئے وہ طرح دار بے طرح
کاجل کی کوٹھڑی ہے ولا گنبد فلک
داغ دوئی سے بچیو یہ ہے وار بے طرح[۳]
اے ذوق و شوق قتل مبارک تمہیں یہ دن
ہے آج اُس کے ہاتھ میں تلوار بے طرح[۴]
وحشت کہاں خراب کرے دیکھیں اب کی فصل
پھولا ہے اپنی آنکھ میں گلزار بے طرح[۵]
پکڑے نہ دخت رز سے کسی شب کو محتسب
رکھتا ہے تیری تاک میں دو چار بے طرح[۶]
تھا عشق پاک مجھ کو تو[۷] پردہ نشیں ترا
عالم میں ہو چلا ہے وہ اظہار بے طرح
جو شرم سے کبھی نہ ملاتا تھا مجھ سے آنکھ
ب گھورتا ہے ہائے وہ دلدار بے طرح[۸]
غمگیں خدا ہی رکھے تو ایماں رہے مرا
کرنے لگا بتوں کو یہ دل پیار بے طرح

﴿198﴾ ش۔ن۔ب۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ م۔۱۱۰ نکلے
۲۔ ر۔۷۰ سارے ہی
۳۔ ر۔ شعر ندارد
۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ ۔ایضاً۔
۶۔ ر شعر ندارد
۷۔ م۔۱۱۱ ر۔۷۰، ”جو“
۸۔ ر۔ شعر ندارد

﴿199﴾

تو میرے قتل کی کیا پوچھتا ہے یار[1] صلاح   الست[2] سے میری ضمان خون عاشقاں ہے مباح
پیاب بحر دو عالم نہ مجھ ضعیف سے ہو   نہ آشنا ہو میرا عشق سا اگر صلاح[3]
تو یاد رکھ یہ دل و جاں یہ ہند پیر مغاں   شراب قفل دع عال کے حق میں ہے مفتاح
وہ شوخ شام سے لے صبح تک رہے مجھ پاس   کشادہ کام میرا ہو یہ خالق الاصباح
نہ جب تلک کہ تو دعوں جہاں سے مفلس ہو[4]   یقین جان کہ تیری نہ ہوگی یار فلاح
ہوا ہے ابر ہے سبزہ ہے مسم گل ہے   درنگ ساقی نہ کر جلا دے پیالہ راح
سمجھ تو[5] رندوں کی خاک قدم کو سرمہ چشم   گر اپنے نفس پہ منظور ہووے تجھ کو نجاح
میرا قدح بھی لبالب شراب سے کر تو   بھرے ہیں جیسے کہ مستوں کے ساقیا اقداح
ہماری چشم سے وہ بحر اشک ہے جاری   نہ جس میں کر سکے مطلق شناوری ملاح
سیاہی چشم کی بس ہوئی سفید تمام   ترے جو ہجر میں روتا رہا میں شام و صباح
مرے جو سینے میں یہ گنج غم ہے اے غمگیں   میں اُس کے عشق میں اب جانتا ہوں اس کو فلاح

سوائے تیرے نہ دیکھ کسی کو عالم میں
یہ دعا ترے غمگیں کی اب ہے شام[6] صباح[7]

﴿195﴾ ش-ن-ر-خ-غ   غزل ندارد

[1] م-۱۱۱،   ب-۶۵   مجھ سے

[2] حاشیہ الف میں پہلا شعر دوبارہ لکھا گیا ہے- جس میں مصرع ثانی یوں ہے:
"میاں ہمیشہ سے ہے خون عاشقاں کا مباح"

[3] ب-   شعرندارد

[4] م-،۱۱۱،   ہو مفلس ہو-

[5] ب-،۶۵،   زندوں

[6] بر حاشیہ الف   ۷۱   ش-   ۱۲

[7] ایضاً

[8] ایضاً

[9] م-،۱۱۱،   ب-۶۵،   شام و صباح

[10] نسخہ ع میں یہ ایک ہی شعر شامل ہے

﴿200﴾

اگر شراب کشی یار ظاہرا ہے قبیح
مگر[۱] ہر ایک دل مردہ کے واسطے ہے مسیح
سوائے گالی کے کرتا نہیں کسی سے بات
تری[۲] زباں بھی اے شوخ ہے کمال فصیح[۳]
جگر کے زخم کے جاتے ہیں ٹوٹ سب ٹانکے
وہ دیکھتا ہے میری طرف جب[۴] ملیح ملیح
سوائے بیخودی جاتا نہیں تعین شرک
تیرا بھی شیخ یہ زُنّار ہے تری تسبیح[۵]
کیا ہے خلق اسے حق نے اپنی صورت پر
تم آدمی جسے کہتے ہو اُس کی ہے تشریح
کبھی نہ دوست ہوئے دونوہ دل و دیدہ
ہر ایک دشمن جاں ہے میں کس کو دوں ترجیح[۶]
ہزار جان ہے میری اس شہید کے قرباں
کیا ہے وصل کی شب یار تو نے جس کو ذبیح[۷]
کرے مقابلہ مکھڑے سے تیرے مصحف رو
جو چاہے خوب کلام مجید کی تشریح[۸]
شراب جو کوئی پیتا ہے چھپ کے پیتا ہے
یہ سخت عیب ہے غمگیں میں جو پیے ہے صریح

﴿200﴾ ش-ن-ع- غزل ندارد

[۱] ر-، ۷۰، یہ اک

[۲] م-، ۱۱۰، تیری زباں ہے اے شوخ کمال فصیح

[۳] ر-ب- شعر ندارد

[۴] ر-، ۷۰، جو

[۵] ر-خ- شعرندارد، ع-میں صرف یہی شعر ہے

[۶] ر-ب- شعرندارد

[۷] خ-، ۱۱۷، "پر"

[۸] ر-ب- شعر ندارد

[۹] خ- شعر ندارد

خ

﴿201﴾

کبھی تو دل کو کر اپنے قرار سے گستاخ   بہت رہا یہ[۱] ترے انتظار میں گستاخ
جگر[۲] ترا وہیں سیماب پارہ پارہ ہو   اگر ہو میرے دل بے قرار سے گستاخ
ادب سے رکھیو قدم عشق کا[۳] ہے یہ وادی   دلا نہ آبلہ پا ہو[۴] خار سے گستاخ
سزا ہے گل کی کہ اب تک گلاب کھچتا ہے   کہیں ہوا[۵] نہ ہو اُس گلعذار سے گستاخ
مرے دماغ میں شور جنوں تو ہونے دے   خزاں ابھی تو نہ ہو[۶] نوبہار سے گستاخ[۷]
ہوئی نہ ہدمو یہ طاقت توانائی   کہ ہو سکے وہ مری چشم[۸] زار سے گستاخ[۹]

شراب خوب نہ جب تک چڑھے مجھے غمگیں[۱۰]
بھلا سمجھ تو[۱۱] کہ کیونکر ہوں یار سے گستاخ

﴿201﴾ ش-ر-ع- غزل ندارد
۱؎ ن-۱۹ نہ
۲؎ خ-۱۱۸ جگر میں وہ ترا-------------
۳؎ خ ۱۱۸ کی
۴؎ ن ۱۹ دلا نہ ہو کف پا دیکھ----
ب-۶۸ --------- ہوئے -----------
۵؎ ن-،۱۸، ہوا تھا
۶؎ ب-،۶۸، تو
۷؎ ن-خ- شعر ندارد
۸؎ م-،۱۴، جسم زار
۹؎ ن-خ- شعر ندارد
۱۰؎ ن-،۱۹، نشہ شراب کا جب تلک نہ خوب ہو غمگیں
۱۱؎ ن-،۱۹، بھلا بتا کہ میں-------------

﴿202﴾

اُس کی مژگاں سے ہیں یوں میرے جگر میں سوراخ   خاک تو وہ کے ہوں جوں تیروں سے بر میں سوراخ[۱]
دیکھیں اس مہ کے بنا گوش اگر یہ دونو   رشک سے ہو جگر شمس و قمر میں سوراخ[۲]
ہائے افسوس کہ آیا ہے وہ ہمسائے میں پھر[۳]   کسطرح دیکھوں نہ دیوار نہ در میں سوراخ
گر یہی شدت گریہ رہی اے چشم تو بس   خانہ دل میں ہوئے شام و سحر میں سوراخ[۴]
کچھ[۵] یہ ناسور نہیں دل میں غم عشق نے اب   آنے جانے کو کیا اپنے ہی گھر میں سوراخ
راہ کر دل میں کسی صاحب دل کے پیدا   کیا ہنر ہے جو کیا تو نے گہر میں سوراخ[۶]
یوں مشبک ہے ترے تیر مژہ سے یہ دل[۷]   جوں اناس[۸] کے ہوتے ہیں ثمر میں سوراخ[۹]
لخت دل گوہر اشک اپنے ہیں اک اک انمول[۱۰]   یار[۱۱] ہو گر کبھی ان لعل و گہر میں سوراخ
دے نہ دکھلائی یہ ظاہر کا تماشا ہرگز   ق[۱۲] ہو نہ ہم چشمو[۱۳] اگر چشم بشر میں سوراخ
سیر باطن جو ہو منظور کسی کو تو کرے   سوزن عشق سے دل اور جگر میں سوراخ

ہو ترا دل کبھی فولاد سا[۱۴] ابھی اے غمگیں[۱۵]
وہ کرے تیز نظر ایک نظر میں سوراخ

﴿202﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱ـ ر- شعر ندارد
۲ـ -ایضاً-
۳ـ ن-۱۹ پر
۴ـ ر- شعر ندارد
۵ـ ایضاً
۶ـ نسخہ ر میں یہ غزل اس شعر سے شروع ہوتی ہے-
بر حاشیہ الف-۷۲ ن-ر- شعر ندارد
۷ـ ن-،۱۹، ب-،۶۷، یوں مشبک تیری مژگاں سے ہوا ہے یہ دل
ن- ۱۹ عن الناس
۸ـ م-۱۱۴ شعر ندارد
۹ـ ن-۱۹ لخت دل اور گہر اشک ہیں میرے انمول
۱۰ـ ب-،۶۷، گر کبھی یار ہوں-------------
۱۱ـ ر شعر ندارد
۱۲ـ ب- لفظ قطعہ ندارد
۱۳ـ الف-۷۲ ب-۶۷ ن-۱۹ م-۱۳ ہم چشموں
۱۴ـ طبق ب-۶۷
الف-۷۲، م-۱۱۳ سی
۱۵ـ ن-،۱۹، ہو اگر دل ترا فولاد کا غمگیں تو بھی

﴿203﴾

عاشقوں کے سر پہ جو تو اک نیا لاتا ہے چرخ   یہ نہیں معلوم تیرے ہاتھ کیا آتا ہے چرخ
طفل مکتب ہے دلا تو اور وہ پیر کہن   وصل کیا امید دے دے تجھ کو بہلاتا ہے چرخ
دل دکھاتا ہے کسی کا یہ کسی کی لے ہے جان   عاشقوں کے حق میں کیا کیا رحم فرماتا ہے چرخ
وہ اگر آوے ادھر یہ اُس کو لے جاوے اُدھر   ایسی حرکاتوں سے کج رفتار کہلاتا ہے چرخ
جس کے بدلے میں کیا قدموں سے اُس کے ہم کو دور   ہاتھ سے ہم بیکسوں کے کیا تو[۱] دکھ پاتا ہے چرخ
بارِ خوں گردن پہ یاں تک ہے ہوا یہ کوزہ پشت   سیکڑوں سر اس پہ عشاقوں کے کٹواتا ہے چرخ
گو اکیلے ہیں مگر ے کا نشہ ہے ہم کو خوب   برق[۲] و ابر و رعد سے کیا مجھ کو دھمکاتا ہے چرخ
روز ہجراں کے تو غمگیں یہ چلے ہے جوں کی چال
وصل کی شب اس قدر کیوں جلد پھر جاتا ہے چرخ

﴿203﴾ ن۔ب۔ر۔خ۔ش۔ع غزل ندارد
۱۔ م۔۱۱۵ لفظ "تو" ندارد
۲۔ م۔۱۱۵ برق ابر

﴿204﴾

پھر وہاں آہ میں کہاں اے شوخ میں نے دیکھا تجھے جہاں اے شوخ
گو کہیں ہیں کہ ہم خُدا ہیں ولے تیرے بندے ہیں سب بتاں اے شوخ[۱]
تری تعریف جو کروں میں آہ ہے بیاں کی کہاں زباں اے شوخ[۲]
میں بہر شکل دیکھتا ہوں تجھے گو بظاہر ہے تو نہاں اے شوخ
تیرے کوچے میں آرہوں گا میں تنگ[۳] مجھ پر ہے آسماں اے شوخ[۴]
نہیں لگتا سراغ دل تجھ بن میں نے ڈھونڈا کہاں کہاں اے شوخ[۵]
جو مجھے آہ درد ہے پنہاں نہیں تجھ پر مگر عیاں اے شوخ[۶]
گر[۷] نہ ہو وصل تو یہ ہجر کی آہ ساری محنت ہے رایگاں اے شوخ[۸]
خاک میں جب تلک کہ[۹] میں جاؤں سر ہے اور ترا آستاں اے شوخ[۱۰]
اپنی صورت دکھا کسی صورت منتظر ہیں سب انس و جاں اے شوخ[۱۱]
دوسری بھی غزل میں غمگیں کے
صرف تیرا ہی ہے بیاں اے شوخ[۱۲]

﴿204﴾ ش-ن- غزل ندارد
[۱] ع-خ-ر-ب- شعر ندارد
[۲] ر- شعر ندارد
[۳] م-، ۱۱۲، ننگ
[۴] ر-ع- شعر ندارد
[۵] ع- شعر ندارد
[۶] ع- شعر ندارد
[۷] ر-، ۷۰، جو—————————شب
[۸] ع-خ شعر ندارد
[۹] ب-، ۶۶، نہ مل جاوں
[۱۰] ر-ع- شعر ندارد
[۱۱] ب-ع-خ- شعر ندارد
[۱۲] ع- شعر ندارد

﴾205﴿

ہم[1] نے دیکھا بہت وہاں اے شوخ
شب کو تو تھا بتا[2] کہاں اے شوخ
بات مانوں میں کس طرح تیری
اک زباں میں ہے سو زباں اے شوخ
یہ بھی ایک اتفاق حسنہ ہے
میں کہاں اور تو کہاں اے شوخ
تونے غیروں کو وہاں کیا بسمل[3]
میں تڑپتا رہا یہاں اے شوخ
کیا کہوں حال رات کا مت پوچھ
کہ نہیں قابلِ بیاں اے شوخ
میں بیاں کیا کروں ترا عالم
سارے عالم میں ہے عیاں اے شوخ
بد گماں مجھ سے اس قدر ہو تو
مجھے ایسا نہ تھا گماں اے شوخ[4]
مثلِ شبنم ہو گم وجود مرا
ذرہ[5] گر تو ہو مہرباں اے شوخ[6]
ایک مجھ پر نہیں مقرر ہے[7]
تیرا عاشق تو ہے جہاں اے شوخ [8]
ایک غمگیں ہی کچھ نہیں صدقے
تیرے قرباں ہے دو جہاں اے شوخ

﴾205﴿ ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] ش-، ۱۷، میں

[2] م-، ۱۱۲، لفظ "بتا" ندارد

[3] ش-، ۱۷، کیا غیروں کو تونے قتل وہاں

[4] ب-ش- شعر ندارد

[5] ب-، ٦۷، ذرہ

[6] ش- شعر ندارد

[7] ش-، ۱۷، ایک غمگیں پہ کیا مقرر ہے

[8] ب- شعر ندارد

﴿206﴾

وہ رنگ کب کسی یاقوت و لعل کا ہے شوخ　　　جو رنگ لب پہ ترا سرخ چھپا ہے شوخ
بتان آذری بندے ہیں سب ترے بخدا　　　خدا گواہ ہے اس کا کہ تو خدا ہے اے شوخ
وہ جان بوجھ کہ ہنستا نہیں ہے شوخ مزاج　　　کہ اک[1] بلا کا ہمارے بھی مدعا ہے شوخ
شراب پیوے گرے پر نہ پاک دامن سے　　　عجب طرح کا ترا بھی یہ اتقا ہے شوخ
نہ دیکھی ہم نے دو عالم میں ایک شے تجھ بن　　　کمال مرتبہ تو آہ خود نما ہے شوخ
بجا نہیں ہے مرا ان دنوں دل و ایماں　　　تو مرے حق میں کہے تو وہ سب بجا ہے شوخ
کیا ہے تو نے ہی ہر شیخ و برہمن گمراہ　　　شرابیوں کا تو ہی آہ رہنما ہے شوخ
مدام عشق میں ہم بھی ترے ہیں محو و فنا　　　ہمیشہ حسن کو تیرے اگر بقا ہے شوخ

خفا ہے کس لیے تو اُس پر اس قدر جاناں
کہ اپنی جان سے غمگیں ترا خفا ہے شوخ

﴿206﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] الف- ۷۳ - ۱۱۵ ایک

و

﴿207﴾

دست گلچیں سے ہے[1] یہ مرغ چمن کی فریاد
یا الٰہی کہیں اس باغ میں آوے صیّاد
سب کو راس آتی ہے یہ آب و ہوا ہی یاں[2] کی
کیوں خرابات نہ ساقی ہو ہماری آباد[3]
ایک تھا سنگدل اور اک[4] نرا مجنوں تھا
عشق سے کچھ نہ خبر رکھتے تھے قیس و فرہاد[5]
یہ ہوا جی میں ہے شاید کہ وہاں تک پہنچے
مرگ کے بعد مری[6] خاک کر دینا برباد
جان آسانی سے دیتی مری ہجراں میں دیکھ
رشک سے مار کے تیشے کو گیا مر فرہاد[7]
کون استاد میاں کون ہے کس کا شاگرد
اپنے جو کام میں مصروف ہو وہ ہے استاد[8]
دل کی رکھ اپنے خبر دل کو کسی کے نہ دُکھا
ہے یہی ہادی و مولا کا ہمارے ارشاد
وہی وہاں[9] اُس کو ملا جس نے کیا جو کہ پسند
وہ گلہ مند ہیں غمگیں کہ نہیں جن کو یاد

﴿207﴾ ش-ن-ر-ع- غزل ندارد
[1] خ-۱۱۸ یہ ہے
[2] الف- ۷۵ م- ۱۱۸ ب- ۷۰ خ- ۱۱۸ یہاں
[2] خ- شعر ندارد
[4] الف- ۷۵ م- ۱۱۸ ب- ۷۰ ایک
[3] ج شعر ندارد
[4] م-۱۱۷ لفظ "بعد" دومرتبہ لکھا ہے۔
[5] ب- شعر ندارد
[6] ب-خ- شعر ندارد
[7] الف- ۷۵ م- ۱۱۸ ب- ۷۰ وہاں

﴿208﴾

کچھ عجب آہ ہے مرا صیاد   توڑ کر پر مجھے کیا آزاد
کس سے یہ حال دل کہوں جا کر   کوئی سنتا نہیں مری فریاد
روتے روتے تمہارے ہجراں میں   خانۂ چشم ہو گیا برباد
ملک[1] دل خوب ہے کیا ویراں   حق رکھے آپ کے تئیں آباد[2]
تیرے سنگ ستم سے میں خوش ہوں   اس سے محکم ہے عشق کی بنیاد
گو[3] فراموش کر دیا تو نے
لیکن غمگیں ہے تری یاد میں شاد

﴿208﴾ م-ب-ن-ر-ع- غزل ندارد
[1] الف-۷۷ برباد
[2] خ- شعر ندارد
[3] خ-۱۱۸ گر

﴿209﴾

جو طالب مطلب ہو نہ مطلب کو کرے رو[1]
آزاد اُسے کہتے ہیں لا رڈ ولا کد
تھا میم جو باطن میں وہ[2] ظاہر ہوا آخر
احمد ہے احد اور احد ہے یہی احمد
جو نیک ہے دکھلائی اسے دیتے ہیں سب نیک
جو بد ہے سمجھتا ہے ہر انسان کو وہ بد
غفلت میں کہیں بھول کے اسراف نہ کیجو
آگاہی میں کر خرچ[3] ہر اک[4] دم کی تو آمد[5]
کم جتنے تعلق ہوں انھیں جان غنیمت
گر غور کرے تو تو ترا[6] جسم ہے ازید
نقطے میں حروفوں کی حقیقت کو جو سمجھے[7]
اس عقل کا قائل تری ہو جاؤں میں ابجد
مرجاؤں رہوں تو بھی نہ اُس کون ومکاں میں
جو اس میں رہے اُس پہ دلا تنگ ہو مرقد[8]
میں مر کے بھی رہنے کا نہیں کون و مکاں میں
یہ مور کے گڑنے کے موافق نہیں مرقد[9]
اس شوخ سے بس[10] مجھ سے نہ کچھ پوچھ نشے میں
لتھ[11] پتھ رہی کل اور رہی خوب ہی گد بد[12]
جس کی کہ نہایت ہو نہ حد آہ ہو غمگیں[13]
تعریف کروں اُس کی نہیں ہے یہ مری حد[14]

﴿209﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱ـ	ن-۲۰	مطلب کا نہ طالب ہو نہ مطلب کو کرے رد
۲ـ	ن-۲۰	وہ آخر ہوا ظاہر
۳ـ	ن-۲۰	م-۱۱۷ چرخ
۴ـ	الف-۷۴	م-۱۱۷ ن-۲۰ ب-۶۹ ایک
۵ـ	ر-	شعر ندارد
۷ـ	ن-۲۰	نقطے کا حروفوں میں اگر بھید تو سمجھے
۸ـ	ب-ن-ر	شعر ندارد
۹ـ	ب-ر-م	شعر ندارد
	برحاشیہ الف-۷۴	
۱۰ـ	ن-۲۰	اور
۱۱ـ	ن-۲۰	کل خوب سی لتھ پتھ رہی اور خوب سی گد بد
۱۲ـ	ب-ر	شعر ندارد
۱۳ـ	ن-۲۰	ہے نہ محدود ہے غمگیں
۱۴ـ	ب-۷۰	اے
	ر-۷۳	نہ حد ہو کوئی غمگیں

﴿210﴾

کیوں گریباں سے مجھ عریاں کے ہے اغیار کو ضد
کہ نہیں دامن صحرا سے کسی خار کو ضد
چشمِ بیمار کو مردم سے ہے جیسا پرہیز
ایسے پرہیز سے ہے اُس ترے بیمار کو ضد
ترے انکار سے وہ مجھ کو نہیں وعدہ خلاف
جیسی مجھ سے ہے ترے وعدہ و اقرار کو ضد
اک[۱] زمانہ ہے مرا دشمنِ جانی اے دوست
کچھ ترے عشق میں مجھ سے نہیں دوچار کو ضد
ساتھ اُس گل کے گیا کس لیے گلشن میں میں آہ
جو ہوئی مرغ چمن سے گل و گلزار کو ضد
میں ہوں اے ہمدمو[۲] اک مہر و وفا کا پتلا
مجھ سے کس طرح نہ ہو مرے جفا کار کو ضد
بات بھی ٹھہرے دیتا یہ نہیں وصل کی آہ
ہے یہ سرگشتوں سے کیوں دورہ دوار کو ضد
قتل کو جوں جوں جھکاتا ہوں میں[۳] گردن اپنی
اور بھی ہوتی ہے مجھ سے مرے خونخوار کو ضد
عین بے علمی ہے یہ علم ترا اے واعظ
یہ غلط ہے کہ خموشی سے[۴] ہے گفتار کو ضد
شیخِ دوبین کو ہے غمگیں موحد سے یہ ضد
روزِ روشن سے نہیں جو کہ شب تار کو ضد

﴿210﴾	ن-ب-ش-خ-ر-ع-	غزل ندارد
۱	الف-۷۵ م-۱۱۹	ایک
۲	الف-۷۵ م-۱۱۹	ہمدون ایک
۳	م-۱۱۹	لفظ "میں" ندارد
۴	م-۱۱۹	لفظ "سے" ندارد

﴿211﴾

کچھ نہ کچھ بھید مرا اُس پہ کھلا میرے بعد ⠀ کہ کھلے رکھنے لگا بند قبا میرے بعد
سب ہوئے ست وفا ظلم سے عاشق اس کے[۱] ⠀ سخت آوارہ ہوئے[۲] مہر و وفا میرے بعد
اس کے اب ہاتھ سے کی سب نے وفا سے توبہ ⠀ نہ رہے اہلِ وفا اہلِ جفا میرے بعد
اپنے مرنے سے میں خوش ہوں مگر اتنا[۳] غم ہے ⠀ کس پر اس طرح سے ہوگا تو خفا میرے بعد[۴]
بعد مجنوں کے رکھا دشت کو میں نے آباد ⠀ ایسے ویرانے میں کون آ کے رہا میرے بعد[۵]
بزم سے اٹھ کے میں بیٹھا پس دیوار رہا ⠀ ذکر مرا بھی کسی نے نہ کیا میرے بعد[۶]

ہے مگر مجھ سے ہی عالم کو بقا اے غمگیں
کہ یہ آخر ہے یقیں جان فنا مرے بعد[۷]

﴿211﴾ ش۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔۴۷ سست سب ظلم و جفا سے ہوئے اس کے
[۲] خ۔۱۱۸ ہوئی
[۳] ن۔۲۰ ہے غم
[۴] ن۔۲۰ کس پر اے شوخ تو ہووے گا خفا میرے بعد
[۵] ر۔ب شعر ندارد
[۶] ۔ایضاً۔
[۷] ر۔۴۷ ذکر میرا نہ کسی نے بھی کیا میرے بعد
[۸] ن۔۲۰ کہ یہ ہوجائے گا ایک دم میں فنا میرے بعد

﴿212﴾

کھلا بھید ہم پر یہ مدت کے بعد　　کہ راحت نہیں آہ الفت کے بعد
نہ دیکھا اُس آئینہ رو کو وہاں　　جب آیا مجھے ہوش حیرت کے بعد
قیامت تلک میں قیامت کے رنج　　جو آرام ہے تو قیامت کے بعد
قیامت کی حسرت ہے اور آرزو　　کہ دیکھیں گے اُس کو قیامت کے بعد[۱]
جو صورت سے گزرے[۲] دلا تو تجھے　　سمندر ملے شہر صورت کے بعد[۳]
وہ کہتے ہیں مجھ کو کہ تو یاد رکھ　　پشیماں نہ ہوجیے محبت کے بعد[۴]
پلنگ پر رہا شام تک میں پڑا　　سحر ہمدموں اُس کی رخصت کے بعد[۵]
وہ مجھ سے مکدر بہت تھا مگر　　صفا اب ہوا اُس کدورت کے بعد[۶]
کیا ہوشیاری نے وحشی مجھے　　ہوا جب میں ہشیار وحشت کے بعد[۷]
دلا عیش و عشرت میں[۸] مت رکھ خیال[۹]　ق　بتا کیا ہے پھر عیش و عشرت کے بعد
یہ سب رنج اوّل ہی ہیں عشق میں　　پھر آخر کو راحت ہے محنت کے بعد

نہ تھی قدر غمگیں کی کہتے ہیں وہ
تاسف ہے اب اُس کی صحبت کے بعد

﴿212﴾ خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ش۔ شعر ندارد
[۲] ش۔، ۱۲۱، آگے چلو تو تمہیں
[۳] ر۔ شعر ندارد
[۴] ا۔ب۔م۔ن۔ر۔ شعر ندارد
[۵] ر۔ شعر ندارد
[۶] ر۔ب۔ شعر ندارد
[۷] ش۔ن۔ شعر ندارد
[۸] ش۔ ۱۲۱ کا
[۹] ر۔ ۱۷ نہ رکھ عیش و عشرت کا اے دل خیال

﴿213﴾

قبا کے وہ نہیں کرتا وا بند   نہ جب تک دیکھ لے ہمدم ہوا بند
کرے ہے پہلے وہ جب مجھ کو پابند   تو پھر باندھے ہے ہاتھوں کو حنا بند
کھلا اُس سے نہ جب یہ غنچۂ دل   رہی چلنے سے تب باد صبا بند
لکھا کیوں دل کی بے تابی کا مضموں   ہوا پرزے جونہی خط کو کیا بند
نہیں جاتا تصور دل سے اُس کا   پری کے میں نے شیشے میں ہے کیا بند
کوئی فقرا کی حاجت اہلِ دنیا   نہیں رکھتا مرا حاجت روا بند
گلو مت بند کر شیشے کا ساقی   تو اُس کے بدلے مرا کر گلا بند[۱]
یہ ضد ہے مجھ سے اُس کو دور سے دیکھ   کرے ہے در بھلا چنگا کھلا بند[۲]
اسیر اپنی ہی وحشت میں ہوں میں آہ   نہیں کچھ دشت کا مجنوں میں پابند

زیادہ اب زبانِ شکوہ مت کھول
کر اپنے منہ کو اے غمگیں ذرا بند

﴿213﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ب- شعر ندارد

[۲] -ایضاً-

{214}

رکھیں مے کش ہیں سب بوتل کو سربند   جو مے پیوے تو اپنے منہ کو کر بند
کرو گلشن میں مجھ وحشی کو مت قید   نہیں ہو جائے گی باد سحر بند
مقید جو نہ مطلق ہو اسے میں   تصور میں کروں کیوں کر نظر بند
جو باطن ہے اسے ظاہر ہی میں دیکھ   تو اپنی چشم اے ہمدم نہ کر بند
نہ کیفیت ہو حاصل دخت رز کی   پری بھی کیجیے شیشہ میں گر بند
کرے گر تو نہ کچھ خطرے کا خطرہ   تو ہو جاویں ابھی[1] تیرے خطر بند
کروں پرواز کیا اے ہم صفیرو   بہت مدت رہے ہیں مرے پر بند
در اسرار رکھ یوں دل میں اپنے   صدف میں جس طرح رہوے گہر بند
تجھے دیکھا کہیں رشک بہار آہ   پڑے ہیں شہر میں جو گھر کے گھر بند
بدل کر قافیہ پڑھ اور کچھ شعر
نہ کر غمگیں سخن کا دیکھ دربند

{214} ن-ش-ر-ح-ع- غزل ندارد

[1] م-،۱۲۱، بھی

﴿215﴾

آزردگی دیوانوں سی اے گلعذار چند   بتلا کہ جوش پر یہ رہے گی بہار چند
دے وعدۂ دروغ سے تسکیں چند روز   مضطر رہے یہ مرا دل برقرار چند
اُس فصل بھی چمن میں نہ تو ٹھہری عندلیب   امسال اُس سے نالہ مرا ہے ہزار چند
مستوں میں شرمسار نہ کر ساقیا مجھے   اس مے کدے میں تیرے رہوں ہوشیار چند
باہر کبھی تو گھر سے نکل سیر رقص کو   کوچے میں منتظر ہیں ترے دل فگار چند
وعدے کی حد بتا دے اگر حشر تک بھی ہو   مشکل نہ تا ہو مجھ کو ترا انتظار چند
ہے صرف جبر تجھ کو نہیں یار اختیار   گر اختیار ہے تو بتا اختیار چند
انصاف کر کہ مجھ کو دیے تو نے چند جام   شب کی شراب کا نہیں ساقی خمار چند
غمگیں یہی ہے مجھ کو بھی[1] اب انتظار آہ
دیکھوں کرے دروغ وہ قول و قرار چند

﴿216﴾

وہ گرم گرم اُس سے ملاقات ہے پسند   جاڑے کی ان دنوں مجھے حد رات ہے پسند
چھپتی نہیں دو شالے میں گو سو طرح چھپائے   وہ اس کی ابھری ابھری مجھے گات ہے پسند
کس طرح تجھ پہ ہاتھ نہ ڈالوں کہ مری جان   دینا جھٹک[1] ترا یہ مجھے ہاتھ ہے پسند
فرصت کہاں کہ بات کروں تم سے ہمدمو   کل آج مجھ کو فکرِ خیالات ہے پسند
وہ خود بخود نکلے[2] سخن بے خودی میں آہ   مستوں کی شطح اور وہ طامات ہے پسند
مے کا نشہ ہو جن کو وہ رووِیں نہ کس طرح   سب موسموں میں مستوں کو برسات ہے پسند
غمگیں نشے میں مے کے جو گزرے ہے آہ دم
بس مجھ کو جان و دل سے وہ اوقات ہے پسند

﴿215﴾ ب-ش-ن-ر-ح-ع-   غزل ندارد
[1] م-۱۲۱   "بھی" ندارد
﴿216﴾ ش-ب-ن-خ-ع-   غزل ندارد
[1] طبق م-۱۱۸، الف-۷۴   چھٹک
[2] م-۱۱۸   نہ نکلنے

﴿217﴾

حق میں مجھ وحشی کے ظالم زلف تیری ہے کمند　　مرے اعضا مو بہ مو ہیں اس کے ہر یک مو سے بند
شعلہ رُو آ جلد یاں[1] ہے عشق کا بازار گرم　　تا کروں اس دل کو تیری آتش رو پر سپند
ہو رسائی کس طرح مجھ ناتواں کی تجھ تلک　　دست ہے کوتاہ مرا اور تیرا در ہے[2] بلند
مجھ سے اسے کس طرح صحبت موافق ہو بھلا　　میں تو ہوں عزت طلب اور آہ وہ ہے خود پسند
تیری قامت سے نہیں طوبیٰ کو نسبت اے نگار　　کیا کہوں اب اور ہوتا ہے سخن مرا بلند
ہمدمو[3] کیا پوچھتے ہو حال مجھ غمگین کا
روز و شب اس عشق کے ہاتھوں سے ہوں میں دردمند

﴿217﴾ م۔ن۔ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد،
غزل بر حاشیہ الف ۔ اس غزل سے خصوصاً پتا چلتا ہے کہ نسخہ الف میں اضافے بھی اسی خط میں ہیں جو نسخہ ش کا ہے۔

[1] الف ۷۶ یہاں
[2] ش۔ ۱۷ ہائے
[3] الف۔۷۶ ش۔ ۱۷ ہمدموں

﴾218﴿

مکھڑا ہے ترا شوخ گلستان کی مانند   اور زلف ہے یہ سنبل و ریحان کی مانند
یہ لعل و گوہر پھیکے ہیں بے آب ہیں اُن کو   کیونکر کہوں تیرے لب و دندان کی مانند
جو مجنوں مقید ہے ترے ہجر میں اُس کو   صحرا و گلستان ہے زندان کی مانند
خورشید کا مہتاب ہمیشہ ہے طفیلی   تجھ کو کہوں کیونکر مہ کنعان کی مانند
بت خانۂ چیں کو نہیں دینے کا میں تشبیہ   کب ہے وہ صنم اس ترے دالان کی مانند
بس نوح کے طوفاں کی یہ تعریف نہ کیجے   ہو گا نہ مرے دیدۂ گریان کی مانند
دو باتوں میں تم غیر کی مجھ سے نہ رہے وہ   تاثیر کسی میں نہیں بہتان کی مانند

یہ عمر کٹی عشق میں جس شخص کے غمگیں
جانے ہے وہ اب تک مجھے انجان کی مانند

﴾219﴿

ہو میسر کہ جسے اُس گل رخسار کی دید   خار ہے آنکھ میں اُس گل و گلزار کی دید
دید عقبیٰ میں ترا وہم ہے صرف اے زاہد   ہمیں دنیا ہی میں موجود ہے اُس یار کی دید
جس طرح ہو سکے اُس طرح دلا مان کہا   ایک بار اور بھی کر اپنے طرحدار کی دید
جو تری دید میں آوے اُسے دیدار سمجھ   تجھ کو گر کرنی ہے اے دل اسی[۱] دلدار کی دید
چشم بد دور نہ ہو جائے دلا تو بیمار   کیجیو دیکھ نہ اُس نرگس بیمار کی دید
ایک دم اشک جو دو دن سے نہیں تھمتے آہ   کیا روا یار مرے دیدہ خونبار کی دید

ہے ارادہ کہ خرابات میں جا کر غمگیں
خوب مے پی کے کریں اُس بتِ سرشار کی دید

﴾218﴿ م۔ب۔ن۔ر۔ش۔خ۔ع غزل ندارد

﴾219﴿ م۔ب۔ر۔ن غزل ندارد

حاشیہ الف۔، ۷۵

[۱] ش۔۵۵ ترے

﴿220﴾

جو سمجھے تو کہ نہیں مجھ سے وہ قریب و بعید   تو شب برات ہو شب تجھ کو روز، روز عید
یقیں ہے پہنچے وہ تحقیق کے مقام کو یار   جو مجھ سے وحشی و دیوانے کی کرے تقلید
مرید کی نہیں ممکن کہ ہو حصول مراد   کرے نہ پیر ہر اک[۱] آن جب تلک[۲] تائید
بتر ہے عاشقو واللہ سات دوزخ سے   ہزار مرتبہ ہجراں کا عذابِ شدید[۳]
خبر نہیں ہمیں پیر مغاں سوا اس دم   گزاری ہم نے ہے کس شغل میں یہ عمر مدید
دیت میں ملتی ہے اک[۴] عمر جاوداں اُس کو   جو اُس کے ہدموں تیر نگاہ کا ہو شہید[۵]
دلا فنا ہے ترے حق میں فاتح الابواب   ہزار قفل کو یہ کھولتی[۶] ہے ایک کلید
فروخت کر تو دل اپنا خرید جام شراب   نہیں جہاں میں بہ از اس کے کچھ فروخت خرید

صفات و ذات ہیں غمگیں یہ لازم و ملزوم
عبث ہے کثرت و وحدت کی یار گفت و شنید

﴿220﴾ ن۔ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] الف۔ ۱۲ب۔ ۷۰/ م۔ ۱۱۹ الف۔ ۷۶ ایک

[۲] طبق ب
الف۔ ۷۶ م۔ ۱۱۹ تک

[۳] ب۔ شعر ندارد

[۴] الف۔ ۱۲ب۔ ۷۰/ م۔ ۱۱۹ الف۔ ۷۶ ایک

[۵] ب۔ شعر ندارد

[۶] م۔، ۱۲۰، کھولے

ذ

﴿221﴾

اک[1] ذرا دل کو نہیں کچھ دو جہاں سے التذاذ
پھر اسے رہتا ہے ایسا یہ کہاں سے التذاذ
اس قدر ہے لطف مجھ وحشی کو کوچے میں ترے
جس قدر بلبل کو ہووے گلستاں سے التذاذ[2]
دید میں اُس شوخ کی جس کو کہ لذت آ گئی
پھر نظر جس پر کرے ہو اُس کو وہاں سے التذاذ[3]
دیکھنے میں خوب رویوں کے نہیں وہ حظ ہمیں
جو کہ آتا ہے ترے ذکر و بیاں سے[4] التذاذ
لذت اُن کو کچھ یقین کی سالکو مطلق نہیں
اپنے جو رکھتے ہیں اس وہم و گماں سے التذاذ
خوب رویوں کے نہیں وہ تکیہ زانو میں لطف
جو مرے سر کو ہے اُس کے آستاں سے التذاذ[5]
قند کا اپنی زباں پر وہ نہیں ہے ذائقہ
جو مجھے گالی میں ہے اُس کی زباں سے التذاذ[6]
مہر سے لذت ہے کیا شبنم کو جو ہوتی ہے گم
کاش ہو وہ ہم کو اپنے مہرباں سے التذاذ
وحشیو جس کارواں میں ناقۂ لیلیٰ تھا آہ
آج تک مجنوں کو ہے اُس کارواں سے التذاذ[7]
اب کسی شے میں نہیں لذت ہمیں جز مے کشی
اٹھ گیا غمگیں زمین و آسماں سے التذاذ

﴿221﴾ ش-ن- غزل ندارد
[1] م- ۱۲۴ ایک ذرا کچھ دل کو نہیں-------
[2] ب-ر- شعر ندارد
[3] ب- شعر ندارد
[4] م-۱۲۵ میں
[5] ب-ر- شعر ندارد
[6] ب-ر- شعر ندارد

﴿222﴾

یوں خفا ہو کر نہ جا اے میرے جانی العیاذ　　موت سے بد تر ہے تجھ بن زندگانی العیاذ
گر خفا ہو جاؤ تو کیا کیا کرم فرماؤ آہ　　آپ کی مشفق ہو جب یہ مہربانی العیاذ[۱]
ساقیا ابر سیہ آیا ہے تو مے دے کہ تا[۲]　　بدلے رحمت سے یہ قہر آسمانی العیاذ
آہ اُس پردہ نشیں کو پھر بھی[۳] دیکھوں گا کبھی　　جان[۴] لے ہے مری یہ درد نہانی العیاذ
گر بقا ہوتی تو کیا[۵] کیا حشر تو کرتی بپا　　ہاتھ سے ہے تیرے اے دنیائے فانی العیاذ[۶]
کوہکن کی جاں کنی تھی صرف اک تیشہ سوا　　کام کچھ آئی نہ اُس کے تیشہ رانی العیاذ

صبر غمگیں کو نہیں اب[۷] آہ بن دیکھے ترے
اور[۸] سننے کی نہ طاقت لن ترانی العیاذ

﴿222﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
ا۔ ر۔ شعر ندارد
۲۔ طبق م۔۱۲۳ ب۔۷۲،
الف۔۷۸ تاکہ
۳۔ م۔۱۲۳ لفظ "بھی" ندارد
۴۔ ر۔۷۳ جان جو لیتا ہے مرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ ر۔۷۳ تو کیا تو حشر کر دیتی بپا
۶۔ ب۔ شعر ندارد
۷۔ ر۔۷۳ اک آن
۸۔ ر۔۷۳ اور نہ ہے سننے کی طاقت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۹۔ ب۔ شعر ندارد

﴿223﴾

گر کسی ڈھب سے مرا وہاں کبھی جاوے کاغذ[1]   پرزے پرزے کرے[2] پر وہ نہ پڑھاوے کاغذ
مجھ کو یہ فکر ہے یہاں خیر سے قاصد پہنچے   یہ یقیں کس کو ہے جو وہاں سے وہ لاوے کاغذ
وہ سنے کانوں سے جو کچھ نہ سنا ہو اُس نے   اُس کو جو کوئی مرا جا کے پڑھاوے کاغذ
نامہ بر نے جو دیا نامہ مرا تو بولا   میں[3] نہ لوں گا اسے یہ چولھے میں جاوے کاغذ
اُس کو کیا بھید لکھوں اپنے میں دل کا ہمدم   غیر سے آہ مجھے جو کہ لکھاوے کاغذ[4]
تاؤ جو کھاوے مرا نام سنے سے ہمدم[5]   ایسے بدخو کو مرا کون سناوے کاغذ
ایک غزل اور بھی کاغذ کی تو لکھ رکھ غمگیں
وہاں سے اُس کا کہ یہاں جب تلک آوے کاغذ[6]

﴿223﴾ ب-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

[1] ن-۲۰ اس تلک گر کسی ڈھب سے میرا جاوے کاغذ

[2] ایضاً- ------------------لیکن نہ پھر آوے کاغذ

[3] ن-، ۲۰، میں نہیں لینے کا-----------

[4] ن- شعر ندارد

[5] ن-، ۲۱، غمگیں

[6] ن- شعر ندارد

﴿224﴾

گر مرا ناز سے وہ شوخ جلاوے کاغذ[۱]   دل کو مرے جل کر وہ دکھاوے کاغذ[۲]
جو کہ لکھے کوئی مضمون مرے نامے کا[۳]   اس سے کہہ دیجیو آنسو سے بچاوے کاغذ
ہاتھ میں اُس کے یہ تو دیجیو خط اے قاصد   کہیں ایسا نہ ہو کچھ گل یہ کھلاوے کاغذ
گر پڑا ہو کہیں کاغذ تو سمجھ کر مرا   خاک میں پاؤں سے اپنے وہ ملاوے کاغذ
جان کا اپنی کروں دوستو اُس کو تعویذ   نامہ بر لے کے وہاں سے اگر آوے کاغذ
ہول دل جائے یہ جب ہاتھ کا اُس کے لکھا   گھول کر مے میں کوئی مجھ کو پلاوے کاغذ
جی نہ بھاری کہیں سن کے مجھے ہے یہ ڈر   ق   سنگدل ہو تو اسے بھی یہ رلاوے کاغذ
زعفرانی کسی کاغذ پہ لکھوں میں نامہ   تا اُسے رونے کے بدلے میں ہنساوے کاغذ

کوئی محرم نہیں وہاں[۴] شرم بہت ہے اس کو
کیسے غمگیں وہ بھلا تجھ کو لکھاوے کاغذ

﴿224﴾ ب۔ش۔ر۔خ۔ع۔   غزل ندارد

[۱] ن۔، ۱۲۱،   ناز سے گرچہ وہ گل میرا جلاوے کاغذ

[۲] ن۔، ۱۲۱،   اور ہی رنگ جلے پر وہ دکھاوے کاغذ

[۳] ن۔، ۱۲۱،   جو کہ مضمون لکھے نامے کا میرے ہمدم

[۴] ن۔، ۱۲۱،   اور

﴿225﴾

جس کے خیالِ لب سے ہو کام و دہاں لذیذ　　کیونکر نہ اُس کے منہ سے لگیں گالیاں لذیذ[۱]
لذت جو اُس کے ذکر سے آتی ہے دل کو آہ　　ایسا جہاں میں کوئی نہیں ہے بیاں لذیذ[۲]
ہوش و حواس کھاتے ہی پرواز کر گئے[۳]　　ایسے لگے ہما کو مرے استخواں لذیذ[۴]
ظاہر ہوئے پہ دوستو پھر وہ مزہ کہاں　　لگتا ہے دل کو جیسے کہ عشق نہاں لذیذ[۵]
وحشت میں جو خموشی سے آتا ہے مجھ کو لطف　　ہو گی نہ یہ دیوانے کو آہ و فغاں لذیذ[۶]
شیرینی اُس دہن کی اگر کیجیے بیاں　　لب بند سامعوں کے ہوں کام و دہاں لذیذ[۷]
دے گا کمال لطف نشے میں شراب کے　　ہے یہ کباب دل بہت اے[۸] ثمری جاں لذیذ
مجھ کو مزہ خموشی میں ایسا ہے ہمدمو[۹]　　لگتے[۱۰] ہیں جیسے عشق میں آہ و فغاں لذیذ[۱۱]
لگتی ہیں جیسی دل کو تیری گالیاں لذیذ　　ہے قند کام طفل میں ایسا کہاں لذیذ[۱۲]

غمگیں جو غم کے کھانے کی لذت بیاں کرے
ہو جائیں[۱۳] دردمندوں کے کام و زباں[۱۴] لذیذ

﴿225﴾　ن۔ر۔ع۔　غزل ندارد
۱۔　ش۔　شعر ندارد
۲۔　۔ایضاً۔
۳۔　خ۔۱۱۹　گئی
۴۔　ش۔　شعر ندارد
۵۔　ب۔ش۔خ۔　شعر ندارد
۶۔　۔ایضاً۔
۷۔　ب۔خ۔　شعر ندارد
۸۔　م۔ ۱۲۴　"اے" ندارد
۹۔　الف۔ ۷۹۔ م۔ ۱۲۴ ب۔ ۷۲ ہمدموں
۹۔　حاشیہ ش۔۱۸　جیسے کہ عاشقوں کو ہو آہ و فغاں لذیذ
نسخہ ش میں یہ دونوں مصرعے موجود ہیں
۱۰۔　ب۔م۔ج۔　شعر ندارد
حاشیہ الف۔۷۹
۱۱۔　م۔ب۔ج۔　شعر ندارد
حاشیہ الف۔۷۹
یہ نسخہ ش میں پہلے دو اشعار کے مصرع ثانی ہیں جنہیں نسخہ الف میں مکمل شعر کی صورت میں لکھا گیا ہے۔
۱۲۔　خ۔،۱۱۹،۱۱　جائے
۱۳۔　ایضاً۔　وہاں

ر

﴿226﴾

اتنا تو رکھ دل[1] اُس کی عداوت کا اعتبار   جتنا کہ اُس کو ہے تری الفت کا اعتبار
نادر ہے جو مشاہدہ ہو بے مجاہدہ   اس رہ میں ہے مشقت و محنت کا اعتبار
عارف کی چاہیے رہے معنی ہی پر نظر   اے دل کبھی نہ کیجیو[2] صورت کا اعتبار
گر غور سے حقیقت وحدت کو دیکھیے   یہ صرف اعتباری ہے کثرت کا اعتبار
جب تک مشاہدے میں نہ حاصل ہو تجھ کو ذوق   ہرگز نہیں دلا تری حیرت کا اعتبار
وہ لوگ بھی کمال ہی بے اعتبار ہیں   رکھتے ہیں جو کہ حشمت و دولت کا اعتبار
میں مر کے آہ خاک ہوا جس کے عشق میں   اُس کو ہوا نہ مری محبت کا اعتبار[3]
وہ نذر امتحان ہوا اک[4] نگاہ میں   جس دل کی آہ تھا ہمیں طاقت کا اعتبار
ہرگز نہیں ہے ان کی کچھ الفت کا اعتبار   ناداں ہو جو کرے کسی عورت کا اعتبار[5]
وہ اور اس قدر سے مجھے چاہنے لگے   لوگوں کو کیوں نہ اُس کو ہو صورت کا اعتبار[6]
پا لے میت خاں کے پڑے یاالٰہی وہ   جس کو کہ ہو نواب کا، نفرت کا اعتبار[7]
ہیں سانپ کے سپولیے یہ بات یاد رکھ   کیجیو دلا یہ میری کرامت کا اعتبار[8]

اُس شوخ کی اسے قدوقامت کو دے دکھا
غمگیں نہ جس کو ہووے قیامت کا اعتبار

﴿226﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد	
۱	ب-۷۸	تو	
۲	ن-۲۱	کیجیے	
۳	ب-	شعر ندارد	
۴	ن- ۲۱	یک	
۵	م- ب- ن	شعر ندارد	شعر بر حاشیہ الف
۶	ایضاً		
۷	ایضاً		
۸	ایضاً		

﴾227﴿

سنگِ طفلاں سے مرا سر ہے برنگ لالہ زار　　　گل کھلایا ہے جنوں نے آئے ایام بہار
برگ لالہ سے ذرا ملنے دے آنکھیں باغباں　　　یاد آئے ہیں مجھے وہ ناخن پائے نگار
دل تڑپتا ہے مرے پہلو میں جو بسمل پڑا　　　روز و شب ہے بے قراری سے اسے یار و قرار
تھوڑی تھوڑی ہجر کی کرتا ہوں خو ہر روز میں　　　دل چھڑا لینا بہت مشکل ہے اُس سے ایک بار
اس سے کیا پرسش ہے پھر روز جزا اے واعظا　　　رات دن جس کو رہے ساقی سے اور مطرب سے کار
اے مسلمانو پرسش جس کی کرتا ہے یہ دل　　　پھر خدا دکھلائے[۱] اُس کافر صنم کو ایک بار
نیند آتی ہے نہ وہ آتا ہے نہ ہوتی ہے صبح
یہ شب فرقت ہے غمگیں یا یہ ہے روز و شمار

﴾227﴿ ب-م-ن-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ش-۲۲ دکھلاوے

﴿228﴾

کب تلک دیدار کا تیرے رہوں میں انتظار   اے قرار دل ترے بن ہے بہت دل بے قرار
خالی گرمی سے محبت کے نہیں ہے کوئی شے   عشق کی آتش سے دیکھو سنگ میں بھی ہے شرار
جبکہ تھا ہوشیار میں تب دل مرا بے ہوش تھا   جب ہوا بے ہوش میں تب دل ہوا یہ ہوشیار
دل ہی جب اپنا نذر[۱] ہم نے کیا اُس یار کے   دین و دنیا[۲] کو تو پھر رہنے دے ناصح درکنار[۳]
ہجر میں اُس گل بدن کے تو ہی کہہ اے ساقیا   کیونکر مری آنکھ میں سرسبز ہو باغ و بہار
سامنے ہوتے ہی اس خورشید رو کے ہدموں[۴]   مثل شبنم اڑ گیا دل سے مرے صبر و قرار
عقل مری[۵] چرخ میں ہے ہاتھ سے اس چرخ کے   اک[۶] نئی گردش دکھلاتا ہے مجھ کو روزگار
لکھ غزل اس بحر[۷] میں غمگیں پر اس انداز کی
سنگدل کا بھی پسیجے دل سنے گر ایک بار[۸]

﴿228﴾ م-ن-ب-ر- غزل ندارد
[۱] الف-۸۷ ش- ۲۲ نظر
[۲] طبق ش- ۲۲
ش-۲۲ درکار
[۳] ش-۲۲ ایلک ذرا سا آہ اوس خورشید رو کو دیکھ کر
عکس اُس خورشید رو کا دیکھنے سے ہمدموں
[۴] الف- ۸۷ ش- ۲۲ ہمدموں
[۵] ش-۲۲ غمگیں
[۶] ا-۸۷ بہر
[۷] ش- شعر ندارد
[۸] الف- ۸۷ ش- ۲۲ ایک

﴿229﴾

پوچھتے ہیں یار آ دیوار اور در کی خبر　　پر نہیں لیتا کوئی اس دیدۂ تر کی خبر
دمبدم بھر بھر کے دے تو ساقیا جام شراب　　دم کی اپنے اں نہیں ہے ہم کو دم بھر کی خبر
ہائے اُس برگشتہ قسمت پر پھرا اب تک نہیں　　جب سے دل لینے گیا ہے اپنے دلبر کی خبر
وہ سراپا جب سے دیکھا بس یہ حالت ہے کہ آہ　　کچھ نہیں ہے ہم کو اپنے پاؤں اور سر کی خبر
دیکھو اس بے خودی کو سو جگہ جاتے ہیں بھول　　جب کبھی جاتے ہیں لینے اُس کے ہم گھر کی خبر
وائے وحشت ہائے جس دن سے گئی فصل بہار　　دی نہ گرد و باد نے بھی جنگل و بر کی خبر[1]
کون اُس مجمع میں مرے سے کہے گا اُس کو دیکھ　　تفرقہ سا آگیا ہے سُن کے محشر کی خبر
تجھ کو ہو مطلوب آتش اور دے اخگر کوئی　　بجھ[2] نہ جاوے وہ کہیں رکھنا اُس اخگر کی خبر
ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ ڈھونڈیں ہیں مجھے　　یار جو آتے ہیں لینے مرے بستر کی خبر
میں نے کچھ جل کر کہا تو بولے وہ ہو کر خفا　　آپ کو رہتی ہے شاید سب کے گھر گھر کی خبر

تشنگی[3] کا حشر کی تب سے نہیں اُس کو ہراس
جب سے غمگیں نے سنی ساقی کوثر کی خبر[3]

﴿229﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] ب- شعر ندارد
[2] م-،۱۳۷، بہج
[3] نسخہ ع ۱۱۱ میں یہ ایک ہی شعر درج ہے-

﴿230﴾

دلا عاشق ہو تو آہ ایسے قدوقامت پر   کہ جس کا دیکھنا موقوف ہے روز قیامت پر
عیاں رو رو کیا[۱] محفل میں اُس کے عشق پنہاں کو   دیا آنکھوں نے پانی پھیر مردم مری محنت پر
سوا اُس سنگدل کے اور کی خواہش نہیں اُس کو   یہ دل ایسا ہوا مٹی پڑیں پتھر اس الفت[۲] پر
وہ روٹھا[۳] کیا ہماری بندگی ہی اب نہیں لیتے   بہت نازاں تھے جن کی آہ ہم صاحب سلامت پر
ہزار افسوس اُس کو رحم کچھ ہرگز نہیں آتا   تاسف غیر بھی کرتے ہیں ہمدم مری حالت پر[۵]
دل بیتاب نے بے صبرو طاقت کر دیا ظالم   وگرنہ یار بھی نازاں تھے اپنے صبر و طاقت پر[۶]
ہزاروں گنبد نیلی بسان ذرّہ ہیں اس میں   نظر صاحب دلو کیجیو ذرا اس دل کی وسعت پر
میں اپنی شکل جب[۷] آئینے میں دیکھوں ہوں کہتا ہوں   ہوا کس واسطے عاشق بھلا میں اُس کی صورت پر

مکدر رتھا کئی دن سے ولیکن بات سے شب کی
ہوئی اُس کو کدورت اور بھی غمگیں کدورت پر

﴿230﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱۔ م-۱۳۰ لفظ "کیا" ندارد
۲۔ ن-۲۲ محبت
۳۔ ب-۷۷ روٹھے
۴۔ ن-۲۲ انھیں بھی آہ کہتا ہے کہ اس پر رحم مت کھاو
تاسف غیر کرتے ہیں کبھی گر میری حالت پر
۵۔ ب- شعر ندارد
۶۔ -ایضاً-
۷۔ م-۱۳۱ آئینے میں جب

﴾231﴿

کشتہ ہوا ہے بس کہ وہ اک گلعذار پر
منصور کا ہے خون ہر اک نوک خار پر
وعدے پر اپنے ہو کبھی اے کاش منتظر
تا رحم آئے اُس کو مرے انتظار پر[۱]
جب بزم میں وہ چشم سے کرتا ہے حکم[۲] صبر
اک[۳] قہر ٹوٹتا ہے دل بے قرار پر[۴]
ہمراہ اے جنوں ترے صحرائے بخد کے
ہے جی میں سیر کیجیے اب کی بہار پر[۵]
سحری کو گر صبوحی کا رمضاں میں ڈر نہ ہو
تو ساقیا پیا کریں شب کے خمار پر[۶]
جب تک فریب و مکر کی اے دل نہ ہو تمیز
غصے پہ خوف رکھ نہ امید اُس کے پیار پر[۷]
در میں سے جھانک جھانک کے جاتا ہے آہ پھر
وہ شوخ آئے بھی کبھی اپنے قرار پر[۸]
قاتل خدا کے واسطے آ اب تو رحم کر
یہ سر ہے آہ بار مرے جسم زار پر[۹]
پیری میں چاہیے رہے مے کا نشہ چڑھا
اب نشہ جوانی ہے غمگیں اتار پر[۱۰]

﴾231﴿ ش-ن- غزل ندارد

[۱] خ- شعر ندارد

[۲] م-، ۱۳۴، حلم

[۳] خ- شعر ندارد

[۴] ب-خ-ع- شعر ندارد

[۵] خ-ع- شعر ندارد

[۶] خ- شعر ندارد

[۷] خ- شعر ندارد

[۸] ب-ع- شعر ندارد

[۹] ع- شعر ندارد

﴿232﴾

پتھر پڑیں دلا ترے اس نام و ننگ پر پھر خاک تو نے ڈال دی اُس شب کی جنگ پر
دل کس طرح کشادہ ہو نرگس کو دیکھ کر مرتا ہوں مردم آہ میں اُس چشم تنگ پر[1]
آتی ہے یاد سخت ولے اُس صنم کی جب ملتا ہوں اپنے سینے کو ہر ایک سنگ پر
آزاد شیخ ہوں میں ترے دوجہان سے کرتا عبث ہے طعن تو مجھ سے نہنگ پر
بے اختیار دل نے کہا ہاتھ ڈال بیٹھ اُٹھتی[2] وہ اُس کی گات جو دیکھی پلنگ[3] پر
دریا کو بند کوزہ دل میں نہ گر کروں کرتی یہ چشم طعن جمن اور گنگ پر[4]
گر چھیڑوں کچھ نشے میں تو کہتا ہے مجھ کو وہ پھر دیکھ آ گیا تو وہی اپنے ڈھنگ پر
غمگیں بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل
لیکن بشرط اُس کے کہ ہو اور رنگ پر

﴿232﴾ ش۔ر۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ب۔ شعر ندارد
[2] م۔۱۳۳ ب۔۸۰ اُٹھی
[3] ایضاً۔ اُمنگ
[4] ب۔ شعر ندارد

﴾233﴿

دیتا ہے جان دل یہ مرا اُس کی آن پر
یہ آن کیسی آن بنی مری جان پر
طرّے کو موتیوں[1] کے ترے دیکھ کان پر
پرویں کی آنکھ جھپکی ہے اب آسمان پر
جھنجلا کے دے کے گالی وہیں ماری ایک لات
جوں ہاتھ جا پڑا مرا بھولے سے ران پر
دامن تلک نہ تو بھی تیرے دسترس ہوئی
ازبسکہ خاک پہنچی مری آسمان پر[2]
وہ[3] جا ہو مرتبہ میں نہ کیوں عرش سے بلند
رکھے تو اک ذرا بھی قدم جس مکان پر[4]
شب کو جو اپنی مانگ میں موتی وہ بھر کے آئے
اک تیرگی[5] سی آئی وہیں کہکشان پر[6]
ہے اپنے اپنے وقت پہ ہر چیز کا ظہور
موقوف عشق کچھ نہیں پیرو جوان پر[7]
دیر و حرم کی طرف اٹھایا نہ پھر قدم
جب سے کہ سر رکھا ہے ترے آستان پر[8]
گوشہ نشینی کی ہے مرے دل نے اختیار
قرباں ہوا ہے جب سے اُس ابرو کمان پر[10]
اب ایسا ناتواں ہوں غم[11] سے کہ بعد مرگ
رو دے[12] گا آسمان بھی مرے اوستخوان پر[13]
غمگیں[14] نے خاک چھان کے پایا ہے اُس کو آہ
تم کو بتاؤں کیا کہ مرے ہے کیسی آن پر
غمگیں غزل تو ایسی ہی اب کہہ سنا ہمیں
سن کر جسے غزل نہ چڑھے دھیان پر[9]

﴾233﴿ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱ـ طبق ب۔۷۳
الف۔ ۸۰ موتیا
۲ـ نسخہ ش صفحہ ۱۹ میں یہ شعر غزل ۲۳۵ میں شامل ہے۔
۳ـ ش۔۲۰ رتبہ ہو اس جگہ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴ـ ب۔ شعر ندارد
۵ـ م۔۱۲۶ تیرہ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۶ـ ب۔ شعر ندارد
۷ـ ش۔ب۔ن۔ شعر ندارد
۸ـ ش۔ن۔ شعر ندارد
۱۰ـ ش۔ب۔ن۔م۔ شعر ندارد
۱۱ـ ن۔، ۲۲، غمگیں
۱۳ـ ن۔، ۲۲، روویے گا آہ ہما بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخہ ن میں یہ شعر بطور مقطع درج ہے
۱۲ـ ب۔م۔ شعر ندارد
۱۴ـ الف۔ ۸۰ میں نے تو
۵ـ ب۔ شعر ندارد
۱۰ ش۔ ن شعر ندارد

﴿234﴾

رکھے قدم وہ شخص تیرے آستان پر   اڑنے کی دسترس ہو جسے آسمان پر
ایسی خروش کی مری آہ و فغان پر   پھرتی نہیں جو بھی کہیں اُس کے کان پر
دو بار شب کو مجھ سے کہا اُس نے بزم میں   اک روز ہم بھی آئیں گے تیرے مکان پر[1]
جی[2] جانتا ہے جس طرح آیا ہوں تم تلک   ہونا خفا نہ صبح کہیں پاسبان پر
عاقل کہیں ہیں سُن کے کہ وحشت ہے اُس کو کچھ   جو دل کی بات آتی ہے[3] کوئی زبان پر
بلبل کیا کر آتشِ گل سے ذرا حذر   آتا ہے ترس مجھ کو ترے آشیان پر[4]
جب دیکھتا ہوں اور ہی دکھلائی دے ہے رنگ   کس طرح اُس کی شکل چڑھے مرے دھیان پر
رہتا نہیں ہے آنکھ میں ذرہ اُسے وجود   پڑتی ہے جب نظر مری کون و مکان پر
غمگیں تری شراب نے یہ کیا کیا نشہ
گا ہے زمیں پر ہوں گہے[5] آسمان پر

﴿234﴾ ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ب۔ شعر ندارد
[2] م۔۱۲۶ "جی" ندارد
[3] طبق م۔، ۱۲۶۔ ب۔۷۴

الف۔، ۸۰، لفظ "جو" زائد

[4] ب۔ شعر ندارد
[5] م۔، ۱۲۶، کبھی

﴾235﴿

قرباں کیا ہے دل کو اس ابر و کماں پر   مرا جگر سراپے کھیلا ہوں جان پر
آتا ہے ماہ جیسے رگِ ابر کے تلے   اس طرح زلف بکھری ہے اس تیرے کان پر
جس کہ کے بال ہیں سو وہ جی کا وبال ہیں   بال اس کے بال ہیں کہ جو پڑتے ہیں[۱] ران پر
جب تک جئیں غلامی کریں بندگی کریں   قائم رہیں جو آپ بھی اپنی زبان پر
وعدے پر اُس کے کیا اسے آتا ہے اعتبار   مرتا ہوں یار[۲] اپنے دلِ بدگمان پر
غمگیں غزل اک اور بھی لکھ اس طرح کی اب
تیرے تو یار شعر دھرے ہیں زبان پر[۳]

﴾235﴿ ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ش-، ۱۹، لفظ "ہیں" ندارد

[۲] ایضاً- غمگیں

[۳] ش- شعر ندارد

﴿236﴾

تھی[1] سب کی نظر رات کو اُس ماہ جبیں پر　　اور اُس کی نگہ[2] پڑتی تھی[3] واللہ ہمیں پر[4]
رہتے ہیں فلک پر مہ و حور صدقے شب و روز　　جلوہ کہیں دیکھا ہے ترا یار زمیں پر[5]
مشکل ہے جو اُس کوچے[6] میں گزر ہووے بشر کا　　آساں ہے پہنچا اُسے گو عرش بریں پر
جس دل میں کہ ہے نام ترا نقش مری جان　　ہے فوق اُسے مہر سلیماں کی نگیں پر[7]
ہوتا ہے ترے آنے سے یہاں لوگوں میں چرچا[8]　　ہم[9] شب کو بلائیں[10] گے تجھے اور کہیں پر
یہ ضدی ہے وہ بت کہ خدا کی بھی نہ مانے[11]　　جو اُس کی طبیعت کبھی آجائے نہیں پر[12]

جس کی[13] دو عالم میں نہ ہے مثل نہ مانند[14]
عاشق نہ ہو غمگیں کہو کیوں ایسے حسیں پر

﴿236﴾ ر۔ب۔ع۔ غزل ندارد
[1] خ۔، ۱۱۹، ”ہے“
[2] م۔، ۱۳۰، نظر
[3] خ۔، ۱۱۹، ”ہے“
[4] ش۔ شعر ندارد
[5] ش۔، ۵۵، جلوہ تیرا شاید کہیں دیکھا ہے زمیں پر
خ۔ ۱۱۹، جلوہ ترا دیکھا ہے تیرا یار زمیں پر
[6] ش۔ ۵۵ کوچے میں انساں کا گزر ہو
[7] خ۔ شعر ندارد
[8] ن۔، ۲۲، ش۔، ۵۵، وہ کہتے ہیں گھر میں تیرے آنے کا ہے چرچا
[9] ش۔، ۵۵، میں شب کو بلاوں گا تجھے اور کہیں پر
[10] خ۔، ۱۱۹، بلاویں
[11] ش۔، ۵۵، یہ ضدی ہے مانے ہی نہیں میری بھی وہ بات
[12] خ۔ شعر ندارد
[13] خ۔، ۱۱۹، کا
[14] ن۔، ۲۲، ش۔، ۵۵، عالم میں نہیں مثل کہیں حسن کا جس کے

{237}

رات کو وہ کہتے ہیں مجھ سے پاس ہمارے آیا کر
دن بھر غمگیں دل کو اپنے ادھر ادھر بہلایا کر
راست میں تجھ سے کہتا ہوں موجود نہیں جز ایک وجود
الٹی الٹی باتیں واعظ خلق کو مت سمجھایا کر
سِر[۱] عشق سے مرے ترے اب تک واقف کوئی نہیں
بزم میں دیکھ تو اے المستی مجھ کو مے نہ پلایا کر
برسوں سے ہم دیکھتے تجھ کو چھٹیوں جہات میں پھرتے ہیں
چھٹی چھماہی[۲] مکھڑا اپنا ہم کو بھی دکھلایا کر
جھوٹی قسمیں مرے سر کی ہر وعدے پر کھاتے ہیں
میں گر سچی کھاؤں کہیں ہیں مری قسم مت کھایا کر
زندہ رہا تو مرتے دم تک یہ احسان نہ بھولوں گا
جب تک میں بیمار ہوں ہمدم روز اسے یہاں لایا کر[۳]
شب کو نشے میں باتیں مری سن کر غمگیں وہ بولے
تجھ کو قسم ہے مرے سر کی کبھی کبھی آ جایا کر

{237} ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] م-۱۳۷ سیر
[۲] ایضاً- چھمائی
[۳] ب- شعر ندارد

﴾238﴿

غمگیں سحر و شام تو مے خوب پیا کر
پلکوں سے خرابات کی جاروب کشی کر
گر عشق ہو تجھ کو تو حقیقت پڑے معلوم
مستوں کے نہ یوں رونے پر اے شیخ ہنسی کر[1]
یہ میں نہیں کہتا ہوں کر[2] اثبات خدا کا
پر[3] نفی میں اپنی تو نہ اے یار کمی کر
دل مفت دیا ہاتھ سے کچھ ہاتھ نہ آیا[4]
قدموں تلک اے شوخ تیری دست رسی کر[5]
کیا تجھ کو پلاؤں مجھے کہتا ہے یہ ساقی
لاتا ہے بہت قُل تو ایک تھوڑی سی پی کر[6]
ہر ایک سے ہر ایک طرح چھین لیا دل
ہر ایک سے ہر ایک طرح جلوہ گری کر[7]
ق[8] یہ یاد رہے دوست کہ دشمن سے بھی اپنے
گر ہو نہ سکے تجھ سے بھلی تو نہ بُری کر
وہاں بزم میں چڑ کھا[9] کر وہ کہے ہے
جو تجھ کو کہ ہو اے یار ابھی کر[10]
رکھ متہم اس نفس کو تو[11] غمگیں ہمیشہ
بہتانوں سے لوگوں کے ذرا دل کو بَری کر

﴾238﴿	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱ـ	ر-	شعر ندارد
۲ـ	طبق -م-ب-ر-	
	الف-	کہ
۳ـ	ر-۷۳	زنہار نفی میں نہ تو اے یار کمی کر
۴ـ	ر-	شعر ندارد
۵ـ	الف- ۸۱ م- ۱۲۸ ب- ۷۵	ایک
۶ـ	ر-	شعر ندارد
۷ـ	الف	شعر ندارد
۸ـ	ب-ر-	لفظ "قطعہ" ندارد
۹ـ	الف- ۸۱	چھڑا
۱۰ـ	حاشیہ الف-۸۱	ر-م-ب- شعر ندارد
۱۱ـ	طبق م-	
	الف-۸۱	تو ندارد

﴿239﴾

اس طرح سے ہر ایک کو گالی نہ دیا کر   بھلمنسی سے تو گفتگو اے یار کیا کر
اوروں کی طرح پینے سے ہوتی نہیں تسکین   ساقی تو مجھے جام بہت بھر کے دیا کر
میں سینے کو پھر چاک کیے بن نہ رہوں گا   جراح نہ درزی کی طرح سینہ سیا کر
ہو جس میں ریا خیر نہیں شر سے بتر ہے   ہرگز نہ کبھی خیر میں اے یار ریا کر[۱]
میں اُن کی بلائیں جو لگا لینے تو بولے   میں صدقے تیرے مری بلائیں نہ لیا کر
مرنے سے اگر پہلے ہی مر جائے تو اے دل   تو حشر تلک چاہیے مری جان جیا کر[۲]
ہوشیار اگر کام میں اپنے ہے تو ہمدم   جب تک کہ رہے ہوش مئے ناب پیا کر[۳]
جی چاہے ہے اگر تیرا نشہ کرنے کو ہمدم[۴]   تو مے کے سوا اور نشہ کچھ نہ کیا کر[۵]

غمگیں جو غزل لکھے قوافی کو بدل کر
اسرار بیاں تھوڑے بہت اُس میں کیا کر[۶]

﴿239﴾ ر-خ-ر-ع- غزل ندارد

[۱] ش-ن- شعر ندارد

[۲] ش-ب-ن- شعر ندارد

[۳] ش-ن- شعر ندارد

[۴] ن-، ۲۱، غمگیں

[۵] ب-م- شعر ندارد
بر حاشیہ الف

[۶] ش- شعر ندارد

﴿240﴾

نادم ہوں جس قدر کہ ترے گھر میں آن کر   پچھتانا[۱] تو نہیں وہ مجھے مہمان کر[۲]
انجان ہائے آج تلک ہے وہ مجھ سے شوخ   یا اپنی شیطنت سے انجان جان کر
بوتل گلاس بیٹھتے ہی[۳] جو لیا اٹھا   آیا ہے آج دیکھیں وہ کیا جی میں ٹھان کر
ہوں جی میں اپنے سخت پشیماں کہیں ہیں وہ   کم بخت میں نشے میں تری بات مان کر
ہے تجھ سے عشقِ پاک مجھے یہ یقین جان   اے بدگماں کچھ اور نہ دل میں گمان کر[۴]
اُس شوخ کی تلاش میں پھر دربدر نہ تو   اپنے ہی بیٹھے بیٹھے ذرا دل میں دھیان کر
دے کر قسم کہے ہے وہ کر نیچی اپنی آنکھ   شب کی کسی بات نہ تو کان و کان کر[۵]
کل واں[۶] گئے تھے پرسوں وہاں آج دیکھیے   کیا کیا وہ چھیڑتا ہے مجھ جان جان کر

شاید لڑائی پھر ہوئی اُس تند خو سے ہائے
غمگیں پڑا ہے منہ پہ جو کمل کو تان کر

﴿240﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ ب۔۷۴ پچھتایا

۲۔ ایضاً۔ "کر" ندارد

۳۔ م۔ لفظ "ہی" ندارد

۴۔ ب۔ شعر ندارد

۵۔ الف۔۸۱ نکر

۶۔ الف۔ ۸۱ م۔۱۲۷ ب۔۷۴ وہاں

﴿241﴾

رمضاں[۱] ہے ہائے ساقی پیویں شراب کیونکر　　اور اُس سے بن پیے ہم ہوں بے حجاب کیونکر
اس سے زیادہ دل کو اب[۲] مت جلا تو ساقی　　اس لطف پر رہے گا پھر یہ کباب کیونکر
گھر اپنے گر گئے تم ڈھنڈار[۳] ایسے گھر میں　　مرا یہ دل لگے گا خانہ خراب کیونکر[۴]
سامع رہے ہے اُس کی آواز کی طلب میں[۵]　　دے لطف ہم کو مطرب چنگ و رباب کیونکر
جرم و گنہ کی خاطر پیدا کیا ہے ہم کو　　واعظ بھلا کریں ہم کارِ ثواب کیونکر
جاتی نہیں ہے ہم سے تاب رخ اُس کی دیکھی　　دیکھیں اگر نہ ہمدم ہو دل کو تاب کیونکر[۶]
جس کو نہ ہووے حاصل غمگیں فنائے فعلی
جنت میں جائے گا وہ پھر بے حساب کیونکر

﴿241﴾ ش-ن-خ-ع-　　غزل ندارد
[۱] ر-۴۷　　''ہے ماہ صوم ساقی پئیں ہم شراب کیونکر
[۲] -ایضاً-　　------------ناحق جلا نہ ساقی
[۳] الف- ۸۲ م- ۱۲۹ ب- ۷۷ ڈنڈہار
[۴] ر　　شعرندارد
[۵] ر-،۴۷،　　سامع رہے دل اُس آواز کی طلب میں
[۶] ب-ر-　　شعر ندارد

﴿242﴾

پینے دے اب تو پیوں اگر میں شراب پھر   اے محتسب یہ کیجیو تو احتساب پھر
گر دیکھے شب کو حسن میرے ماہتاب کا   نکلے نہ دن کو شرم سے یہ آفتاب پھر
جو چاہتے ہو کہتے ہو میں کچھ اگر کہوں   اک[۱] بات کا بھی آئے نہ تم کو جواب پھر
فریاد و نالہ سن کے مرا اُس نے یہ کہا   آیا گلی میں میرے وہ خانہ خراب پھر
پیری میں عشق نے یہ دیا ہے مزا مجھے   آنے نہ دوں جو آئے وہ عہد شباب پھر
گر میرے حال سے نہ تغافل کرے وہ شوخ   شاید کہ تو نہ مجھ کو ہو یہ اضطراب پھر
فرصت سے اپنی عمر کی گر ہو خبر تجھے   نظروں میں تیرے ٹھہرے نہ ہرگز حباب پھر
غالب کے انتخاب کو جو دیکھے غور سے   دیواں سے اپنے کیا وہ کرے انتخاب پھر
توبہ سے تیری توبہ کہ توبہ کیے پر آہ
پیتا ہے مے کدے میں تو غمگیں شراب پھر

﴿242﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] الف-۸۷ م- ۱۳۸ ایک

﴿243﴾

ہر یک قدم کو رکھ دل سرشار دیکھ کر[۱]　　گمرہ نہ لوگ ہوں تری رفتار دیکھ کر
کل بزم مے کشی میں اُس الست نے شراب　　کیا کیا مجھے پلائی ہے[۲] ہوشیار دیکھ کر
کیا کیا ترا ہنسے ہے وہ بیمار ہجر آہ[۳]　　روتے ہیں جوں جوں اُس کو پرستار دیکھ کر
تھا جی میں خوب دل کی نکالیں گے ہم بھڑاس　　پر چپ ہی ہو رہے تری گفتار دیکھ کر[۴]
ممکن نہ تھا کہ شب کو وہ رہتا یہاں مگر　　ناچار رہ گیا مجھے ناچار دیکھ کر[۵]
اے وائے شوق دیکھوں ہوں جوں جوں کہ تجھ کو یار　　بڑھتی ہے اور حسرتِ دیدار دیکھ کر[۶]
صیّاد نے بھی دام سے آخر رہا کیا　　اپنا بس آپ مجھ کو گرفتار دیکھ کر
غمگیں میں رشکِ رنج سے بیمار ہو گیا
غیروں کے اُس کو در پے آزار دیکھ کر

﴿243﴾ ش-خ-ع- غزل ندارد
۱ ر- ۷۵ رکھ ہر قدم تو اے دل سرشار دیکھ کر
۲ م- ۱۳۱ ہے
۳ ن- ۲۳ کیا کیا ہنسے ہے وہ ترا بیمار ہجر آہ
ر- شعر ندارد
۴ ب- شعر ندارد
۵ ب-ر- شعر ندارد
۶ ر- شعر ندارد

﴿244﴾

دور سے اے ہمدم اُس کے آستاں[۱] کو دیکھ کر   رہ گیا حسرت سے میں بس آسماں کو دیکھ کر
کیوں ہوا مفتوں نزاکت پر مری کہنے لگا   ضعف کی حالت میں وہ مجھ ناتواں کو دیکھ کر
ہوئے وہ پردہ نشیں بھی میری چالاکی پہ لوٹ[۲]   بام سے کودا جب اُس کے پاسباں کو دیکھ کر
ہم نفس اُس رشک گل بن لے نہ چل تو باغ میں   دم نکل جاوے نہ میرا گلستاں کو دیکھ کر[۳]
اُس کے گھر جاتے ہی جو گھر میں گیا اے ہمدمو   رہ گیا حیران سا اپنے مکاں کو دیکھ کر[۴]
عشق اُس کا کیا رہے جس کا نہ عالم ایک سا   مجھ کو آتی ہے ہنسی بلبل خزاں کو دیکھ کر[۵]
ساقیا دو آتشہ مجھ کو پلا جلدی شراب   ہو گیا دل سرد میرا دو جہاں کو دیکھ کر[۶]
مجھ سے بن پوچھے یکایک دل نشانہ ہو گیا   ہاتھ میں اُس شوخ کے تیرو کماں کو دیکھ کر
بزم خوباں میں گیا اُس کو جو کرتا میں تلاش   اور وہم آیا مرے اُس بدگماں کو دیکھ کر

اس زمیں میں ایک اے غمگیں غزل لکھ اور تو
حیرت آتی ہے ہمیں تیرے بیاں کو دیکھ کر

﴿244﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱ـ	م-۱۳۵	آستانہ
۲ـ	ب-۸۰	پر
۳ـ	ب-	شعر ندارد
۴ـ	-ایضاً-	
۵ـ	-ایضاً-	
۶ـ	-ایضاً-	

﴿245﴾

ہر مکاں میں اپنے[1] ہمدم لامکاں کو دیکھ کر
ہم نے کیا کیا ہے دہرایا آسماں کو دیکھ کر

باغ سے صیّاد اُس کو لے چلا جب دام میں
مر گئی حسرت سے بلبل گلستاں کو دیکھ کر

کیا کن انکھیوں سے گیا ہے دیکھتا زیر زمیں
بام پر خورشید میرے مہرباں کو دیکھ کر[4]

ہجر میں مرتا ہوں میں مرنے پر اپنے دوستو
مرگیا کیوں میں نہ ہے ہے اس جواں کو دیکھ کر[5]

یہ ہی جی کہتا ہے ہر دم کیجیے اس کعبے کا طوف
ساقی اپنے مے کدے کے آستاں کو دیکھ کر

ناقہ لیلیٰ سے اُس میں جب نہ پایا کچھ سراغ
قیس مجنوں ہو گیا تب کارواں کو دیکھ کر[1]

گفتگو شب بزم میں غیروں سے کرتا تھا وہ شوخ
رہ گیا خاموش میں اُس کی زباں کو دیکھ کر[2]

دل میں سو سو طرح کے[3] آتے ہیں بس وہم وگماں
بزم عشرت میں اُس اپنے بدگماں کو دیکھ کر

لائے یہ آفت نہ غمگیں سر پہ پیری میں کہیں
کیا تڑپہہ جاتا ہے دل اُس نوجواں کو دیکھ کر

﴿245﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] م-۱۳۶۰، ہمدم اپنے
[2] ب- شعر ندارد
[3] -ایضاً-
[4] ایضاً
[5] -ایضاً-
[6] م-۱۳۶۰، لفظ "کے" ندارد

﴾246﴿

قاصدا نامہ یہ اُس کا نہیں تحریر ہے اور
کچھ زبانی بھی نہیں اُس کی یہ تقریر ہے اور
زلف خوباں کی دیوانو نہیں زنجیر یہ آہ
جس میں دل ہوتے مقیّد ہیں وہ زنجیر ہے اور
یوں تو مس ہر کسی اکسیر[1] سے زر ہوتا ہے
جس سے اکسیر مہوِس ہو وہ اکسیر ہے اور
بے تطابق نہیں کچھ فکر سے ہوتا حاصل
گرچہ تقدیر تو ہے کچھ تری تدبیر ہے اور
زلف کا اور اور اُس رخ کا جدا ہے عالم
اور ہے آہ سحر نالۂ شب گیر ہے اور
یہ کبھی دیکھ دلا دل پہ نہ لاتا تو خیال
کہ خدا اور رسول اور ترا پیر[2] ہے اور
یوں تو رکھتی ہے اثر ہر کسو ساقی کی شراب
پر مئے ناب میں غمگیں ترے تاثیر ہے اور

﴾247﴿

نہ کر خورشید رو مجھ پر تو یہ جور
مرے احوال پر ذرا تو کر غور
ہوئے ہم خاک اس گردش سے یا رب
فلک کا دیکھیے کب تک رہے دور[1]
بچے گا ہجر کے دم سے یہ دیکھیں
کچھ اس دل کا ہے اپنے طور بے طور
خفا ہو ہم سے اوروں سے رہو خوش
ہوئے بس اور اپنے اور ہم اور
ترے اب ہجر میں مرتا ہے غمگیں
جو تو جاوے تو وہ جیتا ہے فی الفور

﴾246﴿ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] الف-۸۵ م-۱۳۴ اکشیر
[2] م-۱۳۴ پر
﴾247﴿ ب-م-ر-ن-ع- غزل ندارد
[1] خ-۱۲۰ زور

﴿248﴾

زشت ہو صورت کوئی یا مثل حور   فرق کرنا اُس میں اپنا ہے قصور
حق[۱] نے قرآں میں خبر دی ہے ہمیں   جو یہاں اندھا ہے وہی وہاں ہے کور
جب تلک غائب نہ ہو اپنے سے تو[۲]   تجھ کو ہونے کا نہیں اُس کا حضور[۳]
تیری بے ہوشی ہی ہوشیاری ہے بس   بے شعوری تیری اے دل ہے شعور[۴]
لطف کچھ دیتی نہیں فصل بہار   ہو جنوں کا جب تلک سر میں نہ شور[۵]
وحشت اُس کی خام ہے پختہ نہیں   دونو عالم سے نہ ہو جس کو نفور[۶]
ان[۷] نقوش حادثہ کو یار تو[۸] ق   صفحۂ دل سے کر اپنے دور
جو حقیقت پھر تجھے مکشوف ہو[۹]   ان[۱۰] نقوشوں کو سمجھ اُس کا ظہور
حال جس کا اس طرح غمگیں رہے[۱۱]
ہے اسے ہر سنگ مثل کوہ طور

﴿248﴾ خ-ع- غزل ندارد
۱۔ ن-۲۲ حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے ہمیں
۲۔ ر-۷۳ غائب اپنے سے نہ جب تک ہو گا تو
۳۔ ش-ن- شعر ندارد
۴۔ ش-ب-ن شعر ندارد
۵۔ ش-ن-ر شعر ندارد
۶۔ ش-ن شعر ندارد
۷۔ ش-۲۱ اس
۸۔ ر-۷۳ ان نقوش حادثات دہر کو
۹۔ ر-۷۳ تا حقیقت کچھ تجھے کلشوف ہو
۱۰۔ ر-۷۳ سارے نقشوں
۱۱۔ ش-۲۱ جس کو حاصل ہووے اے غمگیں یہ بات

{249}

نہ کرو یارو[۱] قید کی تدبیر   میری وحشت ہی ہے[۲] مری زنجیر
ہیں یہ پھیلاؤ ایک نقطے کے   آپ جو چاہیں سو کریں تحریر[۳]
خالی پھرتے ہیں سینکڑوں صیاد   ہاتھ آتا نہیں ہے اک نخچیر[۴]
ہم بہت معتقد ہیں شیخ ترے   ے سے کم بھی ہو تجھ میں گر تاثیر[۵]
ملتی فرصت اگر بسان حباب   تو نہ رہتے ہوائے سر میں اسیر[۶]
ہے حقارت اُسی[۷] کی وہ اے دل   سمجھے جو کوئی دوسرے کو حقیر[۸]
سچ کہا تم[۹] نے یہ غریب نواز   آپ کے عاشقوں میں میں[۱۰] ہوں شریر
نہ نصیحت کرے مجھے ناصح   گر وہ جانے کہ کیوں ہوں میں دلگیر[۱۱]
دل کی پروانے اور بلبل کے   گر خبر اُن کو ہووے عشر عشیر[۱۲]
توڑے گلچیں نہ باغ میں گل کو   شمع کا گل نہ لیوے[۱۳] پھر گل گیر[۱۴]
کس پہ عاشق ہوا نصیبوں سے   اے مری قسمت اے میری تقدیر[۱۵]
یہ جو مضموں ہے میرے شعروں کا   اور کی آہ یار ہے تقریر[۱۶]

تو جو غمگیں رہے ہے حیرت میں
کیا کہیں اُس کی دیکھ لی تصویر

{249} ن-ش-ع- غزل ندارد
[۱] ب-۷۹ یار
[۲] -ایضاً- مجھے
[۳] خ- شعرندارد
[۴] ر- شعرندارد
[۵] ر-خ- شعرندارد
[۶] خ- شعر ندارد
[۷] م-۱۳۲ اس
[۸] ر-خ- شعرندارد
[۹] ر-۷۵ آپ نے
[۱۰] -ایضاً- ہوں میں
[۱۱] ر-ب-خ- شعر ندارد
[۱۲] ب-ر-خ- شعرندارد
[۱۳] خ-۱۲۰، لیویں
[۴] ب-ر- شعرندارد
[۱۵] -ایضاً-
[۱۶] -ایضاً-

ڑ

«250»

کیجیے مت باتیں اس قدر منہ توڑ ورنہ ہم بھی کہیں گے توڑ کے جوڑ
آنکھ اٹھا سامنے وہ کب دیکھے بیٹھے میری طرف سے جو منہ موڑ
چور ہیں نقد دل کے یہ خوباں اپنے لے لیجیے آپ مجھ سے دہڑور[۱]
میں نہ دوں گا جواب تو کہہ لے ایک سے لے کر مجھ کو تا بہ کروڑ
دل مرا توڑ اور مروڑ کے[۲] آہ ق اب[۳] کہو نہ مجھ کو توڑ مروڑ
میں نے چھوڑا نہ ہجر میں بھی تمہیں وصل میں تم کو کس طرح دوں چھوڑ
وہ کہے ہے کہ پھر میں آؤں گا مجھے اب تو خدا کے واسطے چھوڑ
کام رونے کا جیب سے گذرا اب تو دامن پہ آ رہا ہے نچوڑ[۴]
تو نہیں پاکباز اے غمگیں
صاف کہتا ہے سب میں وہ منہ[۵] پھوڑ

«250»	ب-ش-ر-ع-	غزل ندارد
۱ـ	خ-	شعرندارد
۲ـ	م-۱۳۹	کر
۳ـ	خ-۱۲۰	آپ کیوں
۴ـ	م-	شعرندارد
۵ـ	خ-۱۲۰	دل

﴿251﴾

دھیان میں بندے کے صاحب ہیں تمہارے توڑ جوڑ
یہ اڑائے آپ نے ہیں سب ہمارے توڑ جوڑ[۷]

یہ شکستہ گر ہوا تو پھر نہ ہووے گا درست
وہ نہیں یہ شیشہ دل جس کو پیارے توڑ جوڑ

در پہ درباں اُس نے اب ایسا رکھا ہے فیلیا
ہم بھی ہمدم کرتے کرتے جس سے ہارے توڑ جوڑ

ہم اڑا دیں گے دھوئیں اُس کے بھرے میدان میں
غیر کے رہ جائیں گے یہ سب کنارے توڑ جوڑ

غیر کا کیا منہ ہے جو کچھ چیں بھی ہم سے کر سکے
انگلیوں[۸] میں ہیں ہماری اس کے سارے توڑ جوڑ

کان پر جوں بھی نہیں پھرتی ہے ان باتوں سے کچھ
مجھ کو اے ہمدم نہ تو اُس کے سنارے توڑ جوڑ

توڑ جوڑ اُس پر نہیں چلنے کے تیرے اے رقیب
سیکھ لے تو اور غمگیں سے بچارے توڑ جوڑ

﴿251﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۷] نسخہ "ن" میں اس غزل کی ردیف توڑوجوڑ ہے

[۸] ب۔۷۳ انگلوں

ز

﴿252﴾

نہ رکھیو چشمِ زدن دید سے تو چشم کا باز   یہ غیب سے مرے آتی ہے کان میں آواز
کمال حسن و ادا شوخ ختم ہے تجھ پر   یہ جو کہ دید میں آتا ہے ہے ترا اعجاز
سوا جہاں میں اُس ایک دشمن جاں کے   نہ کوئی دوست ہے اپنا نہ مونس و دمساز
ترا ہی دل ہے تری جان بھی ترا ایمان   کرے ہے کس کے لیے شوخ غمزہ و انداز
نظر کوئی نہیں آتا ہے آہ اے غمگیں   یہ کس کی کان میں آتی ہے دمبدم آواز
ہوئے تلاش میں عنقا کے طعمۂ عنقا   بزور بے پر و بالے یہ ہم نے کی پرواز
سوائے اس دل بے تاب و دیدہ گریاں   نہیں ہے بزم میں اُس کی کوئی ترا اغماز
رکھا قدم نہ کبھی خاک کشتگاں پر آہ   نہیں ہے خوفِ خدا تجھ کو اے بتِ طنّاز
کرے ہے پیری دو عالم سے عقل کو کوتاہ
رکھے ہے صرف یہ ہی ایک وصف عمردراز

﴿252﴾ م-ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

﴿253﴾

طریق عشق میں جو کچھ کہ ہیں نشیب و فراز　　بیاں میں خاک نشیں کیسے اب کروں وہ[۱] راز
یقیں ہے قصہ مجنوں کو بھول جاوے جہاں　　جہاں جنوں کی کروں اپنے داستاں آغاز
جو اُس کے ابرو کے محراب پر نظر نہ رکھیں　　درست کب ہو بھلا محتسب ہماری نماز
مجھے یقیں ہے نہیں روٹھنے کا وہ ہر گز　　اگرچہ لاکھ لگایا کریں پڑے غماز
بغیر دیکھے اب اُس گل کے آہ ہم نفساں　　تن قفس سے کرے ہے یہ مرغ جاں پرواز
جو راہ عشق میں آگے قدم بڑھاتے ہیں　　وہ کب خیال میں لاتے ہیں کچھ نشیب و فراز
کروں میں کس سے بیاں دل کی اب پریشانی　　جز اُس کی زلف کے کوئی نہیں ہے محرمِ راز

اگرچہ حسن میں ثانی نہیں ترا کوئی
تو عشق بازوں میں غمگیں بھی ایک ہے ممتاز

﴿253﴾ غزل بر حاشیہ الف۔ ۸۹

م۔ ب۔ ن۔ رخ۔ ع　　غزل ندارد

[۱] ش۔ ۲۴　　یہ

﴿254﴾

نہ مغنّی ہوں میں نہ مطرب ساز　　ہے یہ در پردہ اور کی آواز
محو رکھ دل شراب و شاہد میں　　بابِ توبہ ہے تا قیامت باز
اے ہمہ دلبر و ہمہ جاں بخش　　وے ہمہ ناز وے ہمہ انداز[۱]
چھوڑ اک[۲] دم چمن میں اے صیاد　　نہیں کہتا کہ کر مری پرواز[۳]
دست قسمت ہی ہے مرا کوتاہ　　ہاتھ کیونکر وہ آئے زلف دراز[۴]
کیوں نہ ہر دم ہو مجھ[۵] کو موت و حیات[۶]　　وہ تو جاں بخش اور میں جانباز
لو رفیقوں میں اپنے پھوٹ پڑی　　دیدہ و دل بھی ہوگئے غمّاز[۷]
آسمان و زمین کا اے دل　ق　گر برابر ہو یہ نشیب و فراز[۸]
جب کہ ہو جائے گی یہ رہ ہموار　　کشف منزل کے ہوں گے تب سب راز[۹]
جب کہا اُس نے مجھ سے کون ہے تو　ق　عرض کی میں نے تب بعجز و نیاز
در پہ چندے[۱۰] سے آپ کے ہوں مقیم　　ایک مسافر ہوں میں غریب نواز

نہ تو میں پارسا ہوں اے غمگیں
نہ نمازی نہ رند شاہد باز[۱۱]

﴿254﴾	ش۔خ۔	غزل ندارد
[۱]	ر	شعر ندارد
[۲]	ب۔ر۔ع	شعرندارد
[۳]	الف۔ ۹۰ م۔ ۱۴۱	ن۔ ۲۴ ایلک
[۴]	ب۔ر۔ع	شعرندارد
[۵]	نسخہ ب	میں پہلی بار ”مجکو“ لکھا گیا ہے۔
[۶]	ن۔۲۴،	کچھ عجب گرم آہ صحبت ہے۔
[۷]	ب۔ر۔ع	شعرندارد
[۸]	۔ایضاً۔	
[۹]	۔ایضاً۔	
[۱۰]	ر۔۷۶	کچھ دن سے
[۱۱]	ن۔۲۴	نہ شرابی ہوں اور نہ شاہد باز

﴿255﴾

نہیں[1] بھولتا ہائے فرقت کا روز   مجھے یاد ہے وہ قیامت کا روز
کٹے کس طرح ہجر میں ہمدمو[2]   غضب کی ہے شب اور آفت کا روز
نکلتے نکلتے رہا شب کو دم   تری یاد آیا جو صحبت کا روز[3]
اگر لاکھ تو رنج اب دے مجھے   نہ بھولوں گا تیری عنایت کا روز[4]
ہوا تھا مجھے عشق جب[5] تجھ سے یار   نہ تھی وصل کی شب نہ فرقت کا روز
غم و رنج یہ بھی گذر جائیں گے   کٹا جس طرح عیش و عشرت کا روز
خفا ہو کے شب کو گیا ہے وہ گھر   نہیں آج ناصح نصیحت کا روز[6]
وہ آئینہ رو تجھ سے یوں[7] ہے بہم
یہ کیا آج غمگیں ہے حیرت کا روز

﴿255﴾ ش۔ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔۷۵، فراموش کیسے ہو
[2] الف۔ ۹۰ م۔ ۱۴۰ ن۔ ۲۳ ب۔ ۸۳ ہمدموں
[3] ر۔ شعر ندارد
[4] ا۔م۔ر۔ب۔خ۔ شعر ندارد
[5] ر۔۷۵، جب آپ سے
[6] ر۔ شعرندارد
[7] ر۔۷۵، خود

﴿256﴾

فروغ حسن ہے اے گلعذار روزبروز   بڑھے ہے سبزہ خط سے بہار روز بروز
نہ تھی یہ چشم مجھے یوں پھرے گی اُس کی چشم   بتر ہیں پر مرے لیل و نہار روز بروز
جہاں تلک کہ تپ عشق میں پیئیں تبرید   بڑھے ہے اور زیادہ بخار روز بروز
کیا ہے غیر نے بیزار اُس کو جس دن سے   کم آہ ہونے لگا مجھ پہ پیار روز بروز
زیادہ ہجر سے صد چند وصل میں اے دل   میں دیکھتا ہوں تجھے بے قرار روز بروز
کرے نہ ملکِ دل اے عشق تو مرا تسخیر   بڑھے ہے ہائے تیرا کاروبار[1] روز بروز
شب وصال میں غمگیں سے کیا ہوئی تقصیر
خفا زیادہ جو رہتا ہے یار روز بروز

﴿256﴾ ش-ب-ن-ر-خ-ع-   غزل ندارد

[1] م-۱۴۰   کاربار

﴾257﴿

شراب چلتی تھی اُس کی مری جہاں ہر روز
نشست غیروں اب آرہی ہے وہاں ہر روز

امام ہو نہ کہیں مقتدی کہ مسجد میں
نماز کے لیے آتا ہے وہ جواں ہر روز

کہیں بھی کاش کسی شکل سے اسے دیکھوں
پھروں ہوں اس لیے اب میں کہاں کہاں ہر روز

چمن میں ہم نفساں جور باغباں سے آہ
نیا بناتی ہے بلبل اک[۲] آشیاں ہر روز

ہزار بار خفا ایک شب میں جو ہووے
محال ہے وہ رہے مجھ پہ مہرباں ہر روز[۳]

پھٹکنے صبح وہ دیتے نہیں ہیں اب در تک
بلانے مجھ کو جو آتے تھے پاسباں ہر روز

گہے کرے ہے خفا اُس کو مجھ سے گاہ جدا
نیا ہی چرخ یہ لاتا ہے آسماں ہر روز[۴]

خدا کی راہ کبھی ہم کو بھی پلایا کر
عروج پر رہے ساقی تری دکاں ہر روز[۵]

اس امتحان میں نہ ہو جاؤں میں بہشت نصیب
کرے ہے اب وہ نیا ایک امتحاں ہر روز

شراب حصے کی سب کے پیا نہ کر غمگیں
ترا کریں ہیں گلہ[۶] یار مے کشاں ہر روز

﴾257﴿ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف ۹۱ م ۱۴۳ ب ۸۵ ایک
۲۔ ب۔ شعرندارد
۳۔ ۔ایضاً۔
۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ ا۔۹۲، گلا

﴾258﴿

اگرچہ حسن ہے اُس شعلہ رو کا آتش خیز		تو مرے بھی حسنِ دل کو نہیں ہے اُس سے گریز
گلوں کے کھانے کا ہاتھوں پہ اپنے ہے یہ سبب		کہ روز حشر کے کام آئے گی یہ دستاویز
ستارہ جیسے کہ ہوتا ہے ماہ کے نزدیک		تمہارے کان میں موتی ہے اس طرح آویز
مجھے جو خواب میں اس نے دیا ہے جام شراب		پیالہ عمر کا شاید ہوا مری لبریز
تجھے ہے جتنی کہ نفرت شراب و مطرب سے		مجھے تجھ سے ہے اتنا ہی محتسب پرہیز
صباح و شام نیا ایک گل کھلاتا ہے
فلک کے دیکھے نہ اے غمگیںؔ تو نے رنگ آمیز

﴾259﴿

ہمارے گھر میں وہ آیا ہے مہمان عزیز		دریغ ہم کو نہیں جس سے اپنی جان عزیز
تجھی کو سمجھے زلیخا کہ ماہ کنعاں ہے		اگر ہو مصر کبھی اور ہو زمان[۳] عزیز
اگر وہ پردہ نشیں ایک دم رہے مجھ پاس		کروں نثار میں اُس پر سے دو جہان عزیز
وہ دل کے دل میں رہے جب عزیز کو دیکھا		کئے تھے ہائے زلیخا نے جو گمان عزیز
اسیر کرکے زلیخا نے آہ یوسف کو		کہا کہ مجھ کو یہ زنداں ہے بوستان عزیز
مدام فکر میں رکھ اُس کے اپنے دل کو پر		ہمیشہ ذکر میں رکھ اُس کے تو زبان عزیز
کہے ہے پیری میں غمگیں کہ ہو جیے عاشق
نظر پڑے ہے جب اُس کے وہ نوجوان عزیز

﴾258﴿ م-ب-ر-ش-ن-خ-ع		غزل ندارد
﴾259﴿ ب-ش-ر-خ-ع-		غزل ندارد
[۳] ن-،۲۴،		زبان
[۴] ن-		شعر ندارد

﴿260﴾

نشہ ہے ایک دھواں دھار اس میں شور انگیز
دو آتشہ سے بھی غمگیں تری شراب ہے تیز
بھرا ہے جیسے کہ شوق شراب سے یہ دل
مجھے تو جام دے ایسا ہی ساقیا لبریز
بعید اپنے سے ہوتا ہوں جب قریب ہو وہ
خودی کو میری خدا جانے کیوں ہے اُس سے گریز[1]
یہ مے کدے میں مرے رسم ہے کہ تشنہ کو
کبھی گر آپ پلاویں تو ہو شراب آمیز
شراب و یار ہے واعظ مرے مقدر میں
نہیں ہے ہاتھ سے قسمت کے[2] مجھ کو پائے گریز
خزاں سے پہلے وہ مے دے کہ پھر نہ ہوں ہوشیار
چمن میں چلنے لگی ساقیا ہوا گلریز
نصیب میں نہیں تیرے شراب اے زاہد
تو جانتا ہے کہ مجھ[3] کو ہے اتقا پرہیز
کوئی نہ کوئی حسیں وہاں نکل ہی آتی ہے
گوالیار میں جو دہا کی منڈی ہے زن خیز[4]
تو فصل گل میں گل اپنے کے ساتھ اے غمگیں
کہے ہے شیخ کے مت چھوڑ بادۂ گل بیز

﴿260﴾ ش۔ن۔ع۔ غزل ندارد

[1] خ۔ شعر ندارد

[2] طبق م۔، ۱۴۳، ب۔، ۸۵، ا۔، ۱۹، "سے"

[3] خ۔، ۱۲۱، ہے مجھ کو

[4] خ۔ شعر ندارد

﴿261﴾

عجب شرابی ہیں پیر مغاں یہ شور انگیز   پکارتے ہیں تہِ خاک جو بریز بریز
سکھائی کون سی بدخونی فارسی یہ تجھے   کہ اپنی بزم سے کہتا ہے تو مجھے برخیز
وہ مے پسند ہے آگاہ ہو مجھے ساقی   نشہ ہو جس میں کہ مستانہ بے خود آمیز
جو دس کے کپڑے رنگے تم نے شیخ جی تو کیا   ہمیشہ ریش سے درماندہ اپنی ہے رنگریز
دو آتشہ مجھے تو ساقیا شراب پلا   کہ تشنگی سے جگر میں پھنکی[1] ہے آتش تیز[2]
سوائے اُس کی طرف کوئی پھر کہاں جاوے   رہے نہ دستِ تعدّی سے جس کے پائے گریز
مرض وہ کیا ہے تجھے زاہدا بتا مجھ کو   کہ جس کے واسطے مے سے ہے اس قدر پرہیز
مجھے ڈرا نہ قیامت سے آہ اے واعظ   کہ دمبدم ہے یہاں عاشقوں کو رستا خیز
تو اُس کے چھلے کے گل کھالے ہاتھ پر اے دل   کہ روز حشر کے کام آئے گی یہ دستاویز[3]
غزل ایک اور بھی مستانہ آج لکھ غمگیں   ہر ایک شعر پر اُس کا ہو یار شوق انگیز

لکھ اور تو قوانی میں اب غزل غمگیں
نہ کرتو شعر کے کہنے سے اس قدر پرہیز[4]

﴿261﴾ ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

[1] الف ۹۰ م- ۱۴۲ پھونکی

[2] ب- شعر ندارد

[3] یہ مصرع حاشیہ الف-۹۰ پر لکھی غزل میں بھی مصرع ثانی کے طور پر درج ہے-

[4] ب-م- شعر ندارد

بر حاشیہ الف- ۹۱

س

﴿262﴾

جب سے غمگیں رہے ہے وہ مجھ پاس اور بھی اڑ گئے ہیں ہوش و حواس
اے صبا واسطے خدا کے بتا آج تجھ میں ہے کس کی یہ بو باس[۱]
مے کو کس طرح چھوڑوں اے زاہد اور کوئی نشہ نہیں مجھے راس
پھر کسی کی نہیں مجھے پروا ہو اگر پاس بوتل اور گلاس
ہو گئی یاس آہ سب امید اب یہ چھایا ہے دل پہ عالم یاس[۲]
جو کہ مفلس ہیں اپنے آپے[۳] سے اُن پر آتا نہیں کبھی افلاس
روز وشب وہ رہے ہے گو مجھ پاس نہیں اُس پر بھی دل کو ہوش و حواس[۴]
ہجر کی اس کے پوچھ مت غمگیں
وصل میں آہ جو رہے ہے[۵] اداس

﴿263﴾

یوں خط ہے تیرے چاہ زنخداں کے آس پاس ظلمات جوں ہو[۱] چشمہ حیواں کے آس پاس
جیسے کہ کاہ چشمہ جاری کے گرد ہو یوں ہیں مژہ یہ دیدہ گریاں کے آس پاس
اٹھ اٹھ پڑو گے چونک کے اے یارو خواب سے سونا نہ کوئی اس دل نالاں کے آس پاس
ہے خاک کشتگاں کی ترے آرزو یہ یار ہر ہر قدم جو گرد ہے داماں کے آس پاس
مرغ چمن نے دام میں صیاد سے کہا افسوس میں پھرا نہ گلستاں کے آس پاس
آتا ہے خوف جانے کوئی جاگتا نہ ہو سوتے ہیں لوگ سب میرے مہماں کے آس پاس[۲]
کس طرح بات کیجیے غمگیں کہ اب رقیب
اک[۳] دو گھڑی ہی رہتے ہیں جاناں کے آس پاس

﴿262﴾	ن-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	ب-	شعر ندارد
۲	ب-خ-	شعر ندارد
۳	خ-، ۱۲۲،	آپ ہی
۴	برحاشیہ الف- ۹۳	
۵	-ایضاً-	ہیں
﴿263﴾	ش-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	م-۱۴۴	ہوں
۲	ن-	شعر ندارد

﴿264﴾

ہیں کئی طرح کے ہمدم مجھے دلدار کے پاس　　ورنہ بیٹھا ہوں میں ہر یک بت عیّار کے پاس[1]
کر چکے بند پرستار جب اُس کے، آنکھیں　　تب وہ آیا کہیں اُس عاشقِ بیمار کے پاس
دیکھ سکتا نہ غمِ ہجر میں ایسا بے تاب　　زہر بھی آہ جو ہوتا مرے غم خوار کے پاس[2]
فصلِ گل میں بھی نہ صیّاد نے چھوڑا ورنہ　　آشیاں ہم بھی بناتے کسی گلزار کے پاس[3]
مجھ میں طاقت نہیں اس بار کم آزاری کی　　لے چلو مجھ کو کوئی میرے دل آزار کے پاس[4]
مجھے دیوانہ کیا صحبت ہوشیاروں نے　　وائے اے عقل نہ بیٹھا کسی سرشار کے پاس
دیکھ کر گل کو مرے سیر ہے یہ مرغ چمن　　ٹھہرتا ایک نہیں ہے گل و گلزار کے پاس[5]
مر گیا داغ جگر کو وہ سمجھ کر گلشن　　کیوں میں کم بخت گیا مرغ گرفتار کے پاس
سب علاج سر شوریدہ تیرا ہو غمگیںؔ[6]
اس کے جب[7] بیٹھنے دیوے کوئی دیوار کے پاس

﴿264﴾ ب-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] ر- شعر ندارد
[2] ایضاً
[3] ایضاً
[4] ایضاً
[5] ر- شعر ندارد
ن-۲۵ سیر ہوتے ہی چمن چھوڑ کے جب مرغ چمن
آن بیٹھے ہیں سرے اس گل رخسار کے پاس
[6] -ایضاً- سر شوریدہ کا ہو جائے علاج اے غمگیںؔ
[7] -ایضاً- گر

﴿265﴾

بیٹھتے تھے چھیڑنے کو جس کے ہم مل مل کے پاس
اب کھڑے رہنے نہیں دیتا ہے وہ محفل کے پاس
روح مجنوں اب تلک بھی کاروانِ نجد کے
ایک گرد و باد سی رہتی ہے ہر محمل کے پاس
دوستو مانع نہ ہو اس وقت میرے قتل کے
آج آنکھیں باندھنے کو کچھ نہیں قاتل کے پاس
یہ تماشا بھی ہے عجوبہ تو اے قاتل ذرا
رقص بسمل دیکھ اپنے ٹھہر کر بسمل کے پاس[۱]
تا تجھے معلوم کچھ اپنا ہو نقصان[۲] و کمال
کر بسر اوقات چندے تو کسی کامل کے پاس
یہ طرح ہے اُس مسلماں کی جو بے ایماں مرے
ڈوبتا ہے آ کے کوئی جس طرح ساحل کے پاس[۳]
مجھ کو یہ دھڑکا ہے تجھ کو ہو نہ جاوے ہول دل
ہاتھ مجھ بے تاب کے لانا کہیں[۴] ہمت دل کے پاس
خیر اپنے دین و ایماں کی اگر درکار ہے
دوستو مت بیٹھو تم عالم جاہل کے پاس[۵]

شاید اے غمگیں نہیں بحر فنا کے وار پار
جو شناور کوئی پہنچا ہی نہیں ساحل کے پاس

﴿265﴾ ش-ر-ن-ع- غزل ندارد

۱۔ ب- شعر ندارد

۲۔ طبق م-۱۴۷، ب- ۸۸
الف-۹۴ ”نقصان کمال“

۳۔ خ- شعر ندارد

۴۔ ب-۸۸ نہیں

۵۔ خ- شعر ندارد

﴿266﴾

کہیں جنوں نہ ہو ہجراں میں ہے یہ خوف و ہراس   ہزاروں آتے ہیں اس دل میں خود بخود وسواس
زباں ہو بر بنِ مُو گر مرا ادا مجھ سے   نہ اُس کی لذت آزار کا ہو شکر و سپاس
اسی پہ دعویٰ دیدار تھا دل کم ظرف[۱]   اُڑے بس ایک نگہ میں ہیں[۲] ترے ہوش و حواس[۳]
نہ بھولیو کبھی دل سے معانی لاحول   کرے ہے دخل ہر انساں میں دمبدم خنّاس
امید جتنی تھی وہ بھی تمام یاس ہوئی   ہوا یہاں تلک اس دل کو ذوق حسرت و یاس[۴]
مجھے وہ بزم میں جب دیکھتے ہیں کہتے ہیں   یہ لوگ آتے ہیں کم بخت کس لیے مجھ پاس

کمر[۵] وہ ہاتھ مرے آئے کس طرح غمگیں
نہ کر سکے جسے چشم خیال بھی احساس

﴿266﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ن-، ۲۴، اسی پہ ذوق تھا دیدار کا دل کم ظرف
[۲] طبق ن-، ۲۴،
الف-۹۲ م-۱۴۵ "ہے"
[۳] ا-۹۲ ہواس
[۴] ب- شعر ندارد
[۵] ن-۲۴ "مگر"

﴾267﴿

جس کو ہوا[1] ہجر کا آزار بس　　　پھر نہ جیا[2] ہائے وہ بیمار بس
دل تو دیا جان میں دوں کس طرح　　　جان پہ میرا نہیں دلدار بس
قید دو عالم سے میں آزاد ہوں　　　آپ ہی اپنا ہوں گرفتار بس
نوح کا طوفاں بھی کیا تو نے مات　　　بس مرے اے دیدہ خونبار بس
ساقی پلا جتنی کہ چاہے شراب　　　میں نہ کہوں گا کبھی اے یار بس
آرزو اب[3] ہے یہی وقت اخیر　ق　پھر میں تجھے دیکھ لوں اے[4] یار بس
جنت و دوزخ سے نہیں کام کچھ　　　مجھ کو واں ہے ترا دیدار بس

جتنا کہ مدہوش ہے غمگیں ترا
اتنا تو میخوار ہو ہوشیار بس

﴾267﴿	م-ن-ب-ر-ع-	غزل ندارد
۱؎	ش-،۲۵،	عشق
۲؎	-ایضاً-	بچا
۳؎	خ-،۱۲۲،	رہے اب
۴؎	-ایضاً-	ایک

﴿268﴾

آنے کی احتیاج نہیں تیرے یار بس   کرنا[1] ہے ہم کو صرف تیرا انتظار بس
سینے میں ٹھہرتا نہیں دم اضطراب سے   کب تک یہ اضطراب دل بے قرار بس[2]
بیزار کل کی طرح نہ ہو صبح پھر کہیں   رہنے دے مجھ کو یونہی بہت کر نہ پیار بس[3]
تو خم کے خم پلا دے اگر ساقیا مجھے   کم ظرف کی طرح نہ کہوں ایک بار بس
مت اور ہوش رکھ طلب مے کشی سوا   مے کش زیادہ اس سے نہ رہ ہوشیار بس[4]
اب واسطے خدا کے نہ دبواؤ پنڈلیاں   کل کے ہی دابنے سے ہوں میں شرمسار بس[5]
ہے مے کشوں میں فرق یہ اب مجھ خراب میں   ساقی نشے کو ان کے ہے میرا خمار بس[6]
آنا تمہارے گھر میں ہے مجھ پر بھی جبر اب   دل پر مگر[7] نہیں ہے میرا اختیار بس[8]
ساقی نے خم کے خم تجھے غمگیں پلا دیے
لیکن کبھی نہ تو نے کہا میرے یار بس

﴿268﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
[1] ب-۸۸ کرتا
[2] ر- شعر ندارد
[3] ایضاً
[4] -ایضاً-
[5] ر-ب- شعر ندارد
[6] ر-،۷۶، آنا تمہارے گھر میں بھی ہے مجھ پہ اب جبر
[7] -ایضاً- نہیں مگر
[8] نسخہ ع میں اس غزل کے صرف دو شعر ہیں

﴿269﴾

دل مرا نالاں ہے اُس کے ہجر میں مثل جرس
پر میری فریاد کا کوئی نہیں فریاد رس
نیشکر میں بھی نہیں ہوتا یہ ہے شیریں دہن
اس شکرخند میں ترے ہم نے جو دیکھا ہے رس[1]
اس جنوں کے ہاتھ سے ہے اس قدر یہ جاں بتنگ
جسم بھی اپنا مجھے معلوم ہوتا ہے قفس
ہے عصائے آہ بس مونس ترا اے ناتواں
چل طریق عشق میں کیا دیکھتا ہے پیش و پس
اے مہوس صبر ہی اکسیر ہے حق میں ترے
کیمیا کے واسطے پھرتا ہے کیوں تو بوالہوس
مرغ دل میرا بھی آخر اس میں آکر پھنس گیا
ہم صفیرو دام الفت میں نہیں چلتا ہے بس
تیرے ان شیریں لبوں کی ایسی خواہش ہے مجھے
قند کی رکھتے ہیں جیسے آرزو مورو مگس
رشک سے ہوتا ہے دل خوں اے حنا تو ہاتھ میں
اس کے رہوے اور میری پا تک نہ[2] ہووے دسترس
گو کہ تھا مجنوں تڑپھتا انتظاری میں ولے
محملِ لیلیٰ سے آئی پر نہ آواز جرس

نکلے مرتے وقت دل سے نام تیرے دوست کا
اب جنابِ حق میں غمگیں کے یہی ہے ملتمس

﴿269﴾ ن-م-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] ش- شعر ندارد

[2] ش-،۲٦، ہوی

﴿270﴾

لے گئی ایسی اڑا کر رہ سے منزل کی ہوس
کارواں سے اب نہیں آتی ہے آوازِ جرس
زاہدا میں تو پیا کرتا ہوں روزوشب شراب
کچھ تو قاضی ہے میرا یا محتسب ہے یا عسس
دونو عالم سے تجھے جب تک فراموشی نہ ہو
یاد سے غافل نہ رہ اُس شوخ کی تو یک نفس
مجھ سے تشنہ کام و بے تسکین کو تو ساقیا
آپ ہی دیتا ہے مے اور آپ ہی کہتا ہے بس
عقل کے ہاتھوں سے یہ مرغ دل وحشی ہے تنگ
جسم بھی[1] اپنا اسے معلوم ہوتا ہے قفس
ہے گرفتاری نصیبوں کی قفس ہو خواہ باغ
کیا کریں اے ہم صفیر اب کیا کریں اے ہم نفس
ساقیا جس کے لیے پوشیدہ رکھتا ہے شراب
پینے والا مے کدے میں کون ہے ہم سے سرس[2]
یوں کہا مرغ چمن نے دیکھ گلشن کو خراب
صید گلچیں کاش ہم ہوتے کہیں اے ہم نفس[3]
حوصلہ اُن کا عجب تھا من[4] و سلویٰ چھوڑ کر ق
مانگتے تھے جو خدا سے فوم و قثا و عدس
گر دلا بے جهد تیرے ہاتھ آوے نان خشک[5]
تو برنج و مرغ کی ہرگز نہ کرنا کچھ ہوس

ہم گئے ایسے کڈھب رستے کہ راہ عشق میں
کوئی بھی سالک ملا ہمیں نہ ہرگز پیش و پس[6]

﴿270﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
[1] ب-۸۷ ہی
[2] ر- شعر ندارد
[3] -ایضاً-
[4] طبق م-۱۴۷ ب-۸۷ ر-۷۷
الف- لفظ "و" ندارد
[5] ر-۷۷ ہاتھ آجائے اگر بے جہد اے دل نان خشک
[6] ر- شعر ندارد

﴿271﴾

لے کے دل ہر چند نکلی میرے جانی کی ہوس　　پر مرے جی میں ابھی ہے جانفشانی کی ہوس
وصل کی شب کی تمنا روز ہجراں میں مجھے　　یوں ہے جوں پیری میں ہووے نوجوانی کی ہوس
دین و دنیا کی کچھ اے ہمدم نہیں خواہش مجھے　　صرف ہے اس ماہ رو کی مہربانی کی ہوس[1]
در سے اس کے میرے اٹھنے کا ہے زور خود　　اس لیے مجھ کو بہت ہے ناتوانی کی ہوس[2]
دیکھ وہ چاہ زنخداں خشک یہ ہوتے ہیں لب　　کس طرح تشنہ کو ہمدم ہو نہ پانی کی ہوس
تیری تسکیں کو نشانی کم ہے کیا داغ جگر　　اور کیوں کرتا ہے اے دل تو نشانی کی ہوس
آرزوئے مرگ ہے اس ہجر کے ہاتھوں سے آہ
اب نہیں غمگیں مجھے کچھ زندگانی کی ہوس

﴿272﴾

مال و زر کی جس کے دل میں یار آتی ہے ہوس　　جان ہی پھر اُس کی لے کر[1] آہ جاتی ہے ہوس
جس کے دل میں کچھ دنیا کی ہوس ہوتی ہے آہ　　گھر بہ گھر اور در بدر اُس کو پھراتی ہے ہوس
عیش و عشرت پر کسی کی جو حسد کرتے ہیں یار　　خون دل اُن کو بجائے مے پلاتی ہے ہوس
دیکھ تو اس بحر دنیا میں کہ مانند حباب　　کشتیوں کی کشتیاں ہمدم ڈوباتی ہے ہوس
جو سمجھتے ہیں کہ ہے یہ دولت باطن کی چور　　ان سے البتہ ذرا آنکھیں چراتی ہے ہوس[2]
اس ردیف اور بحر میں غمگیں غزل اک[3] اور لکھ[4]
تیرے دل میں شعر کہنے کی گر آتی ہے ہوس

﴿271﴾ م-ب-ر-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
[1] برحاشیہ الف۔ ۹۵
[2] -ایضاً-

﴿272﴾ م- ب- ر- ن- خ- ع- غزل ندارد
[1] ش-۱۲۵ کے
[2] حاشیہ الف-۹۵
[3] الف- ۹۵ ش- ۱۲۵ ایک
[3] ش-۱۲۵ لکھ غزل اور بحر میں غمگیں نہ اس انداز کی

ش

«273»

کہیں آ بھی چکے بہار اے کاش
ہو جنوں مرا پردہ دار اے کاش
مفت کر بیٹھے جان کا نقصان
کرتے دل کا نہ کاروبار اے کاش
صید لاغر کہیں نہ کہلاؤں
کر چکے جلد وہ شکار اے کاش
دونو عالم سے ہو گیا بیزار
ہائے کرتا نہ اُس کو پیار اے کاش[۱]
ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھا
مجھ سے ہوتا نہ وہ دوچار اے کاش
رنج کیا کیا اٹھائے وہاں جا کر
دل نہ کرتا یہ بے قرار اے کاش[۲]
رو جہاں تک ہو گرم گرم اے چشم
نکلے دل کا کہیں بخار اے کاش[۳]
ہے یہ اب آرزو کہ مجھ کو رہے
اُس کی باتوں پر اعتبار اے کاش
ہوئے غمگیں نظر میں سب کی حقیر
واں[۴] نہ ہم جاتے بار بار اے کاش

«273» ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ب- شعرندارد

[۲] -ایضاً-

[۳] -ایضاً-

[۴] الف- ۹۸ م- ۱۵۱ ب- ۹۱ وہاں

﴿274﴾

نہ پیر کرتے تجھے کہتے ہیں مرید اے کاش
تماشہ بیں ہے غمگیں تو صاف اور اوباش[۱]
نہ متقی ہی کہا جائے نے خراباتی
عجیب وضع کی تیری یہ ہے خراش و تراش[۲]
نہ ہو سکے گی تلاش اُس کی تم سے اے یارو
تلاش اُس کی کرو جس نے کی ہو اُس کی تلاش
نہ جب تلک کہ ہو اعیان علم میں اُس کی
بنائے نقش کو کس طرح واعظا نقاش[۳]
قدم نہ کوچہ جاناں میں بے سروپا رکھ
رکھے نہ ہاتھ پہ جب تک تو اپنے سر کو تراش[۴]
شراب سے اسے دھوتا رہا ہوں میں ہر دم
ہوئی ہے جب کہیں کچھ کم یہ زخم دل کی خراش
امید و بیم سے ہجراں و وصل کے اے دل
کبھی نہ کھائیو غم تو نہ ہوجیو بشاش[۵]
شراب کا تجھے[۶] کیسا ہی ہو نشہ لیکن
نہ راز دل کو کبھی کہیو تو اپنے فاش
عجب ہے عقل جو ہوتے ہیں منکر صانع
نقوش کون بناوے[۷] اگر نہ ہو نقاش
جو جان بوجھ کے مضموں چرا کسی کا لے
وہ شاعروں میں نہیں یار کچھ کم از نباش[۸]
وہ میزبان ہے تیرا تو ہے مہماں غمگیں
جو تجھ کو دے اسے بے شبہ کر تو اپنی معاش

﴿274﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ر- شعرندارد

[۲] -ایضاً-

[۳] ر-ب- شعر ندارد

[۴] -ایضاً-

[۵] -ایضاً-

[۶] ب-۹۲ کبھی

[۷] ر-۷۸ بنائے

[۸] ر- شعر ندارد

﴿275﴾

بلبل ہے اگر بہار سے خوش   ہم اپنے ہیں گلعذار سے خوش
دنیا میں جو غور کرکے دیکھا   کوئی نہیں اپنے یار سے خوش
گو آئینہ ساں کھلی ہیں آنکھیں   لیکن ہوں میں انتظار سے خوش
وعدہ تو کرو وفا نہ کیجیو   تا دل ہو مرا قرار سے خوش
اُس گل کا دیوانہ جو ہے غمگیں
کیا خاک ہو وہ بہار سے خوش

﴿276﴾

تصور میں جو آیا شب کو وہ دوش   رہا میں وا کیے تا صبح آغوش
اگر پینا تجھے وہ جام مے ہے   فلک کا لے اٹھا سر پر سے سرپوش
دہن کی اُس کے ہمدم بات مت پوچھ   سخن گو سے یہاں خوش گو ہے خاموش
خدا جانے کہ مجھ کو کیا ہوا ہے   پڑا دو دو پہر رہتا ہوں بے ہوش
دیوانو لو خدا حافظ تمہارا   کہ ہے اس فصل میں گل بر سر جوش
نہ دیکھیں جو سنے اُس کی نہ آواز   تو پھر کس کام کے ہیں دیدہ و گوش
نہ کیوں ہو گھر مسلمانوں کے ماتم   ہوا ہے ہائے وہ کافر سیہ پوش
رہے یہ بزم و شب تا روز محشر   کہ میں تو مطرب و ساقی ہیں مدہوش
نہیں[1] جز نام حق غمگیں کو کچھ[2] یاد
پڑھا جو تھا ہوا وہ سب فراموش

﴿275﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد
﴿276﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] نسخہ ع میں اس غزل کا آیک یہی شعر شامل ہے
[2] ن-۲۵۰، اب

﴿277﴾

کس[۲] بت سے میں رہتا ہوں یہ دن رات ہم آغوش[۱]
ہر گز نہیں واللہ کچھ اس کا[۲] بھی مجھے ہوش
شر خیر کی کرتا نہیں عالم پر[۳] اضافت
یہ پیر مغاں مے کشو بت کا ہے خطا پوش
آگاہ ہوں حالات سے کس طرح ہم اپنے
اُس شوخ کی ہوتی ہی نہیں یاد فراموش
ہر آبلۂ دل میں ہوا ہے مرے سوراخ
دیکھا ہے تیرا جب سے کہ لولوئی بنا گوش
مجھ تشنہ کو سیراب کرو آب عنب سے
اے مغبچو اس فصل میں رز کا ہے بہت جوش
دے وار کے سر پر سے مجھے اپنے تو اک[۴] جام
مشہور ہوں مے خواروں میں تاخاص بلانوش[۵]
وہ گوش جو ہوتا ہے تو ہوتا ہوں میں سامع
سامع جو وہ ہوتا ہے تو ہوتا ہوں میں پھر گوش
اُس رشک گل اپنے کی جہاں ہوتی ہے آمد
سب مرغ چمن باغ میں رہ جاتے ہیں خاموش[۶]
غمگیں کو رہی قدر نہ کچھ خرقے کی اپنے
دیکھا ہے[۷] تجھے جب سے کہ اے شوخ قبا پوش

﴿277﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
۱- ر-،۷۷، کس شوخ سے رہتا ہوں میں دن رات ہم آغوش
۲- ر-،۷۷، اس شے کا مجھے ہوش
۳- ر-،۸، پہ
۴- الف- ۹۷ م- ۱۵۰ ب- ۹۰ ایک
۵- ر- شعر ندارد
۶- -ایضاً-
۷- ر-،۷۸، ہو

﴾278﴿

ساقی وہ ہم کہاں ہیں کہاں ہے وہ ناؤ نوش   یاں[١] مے کشی کے کس میں رہے ہیں حواس و ہوش
دیکھا جہاں تجھے نہیں رہتا ہے مجھ کو علم   ہر طرح میرا علم ہوا تیرا پردہ پوش[٢]
مے کا جہاں میں کوئی خریدار ہی نہیں   بیٹھے ہیں سب دکانوں[٣] میں بے کار مے فروش
دل کا کسی کے حال اگر تجھ پر کشف ہو   لایق ہے اُس کے شکر میں تو رہوے پردہ پوش
وہ آہ و نالہ آہ کہاں درد دل کہاں   ق   وہ[٤] جوش نوجوانی کہاں اور وہ خروش
دل سے بھی بات کرنے کی طاقت نہیں مجھے   بیٹھا رہوں ہوں بند کئے چشم بس خموش[٥]
اس کی شنید و دید کے اب[٦] اشتیاق میں   اپنا[٧] تمام جسم سراپا ہے چشم و گوش
غمگیں غزل لکھ اور اسی قافیے میں تو
لیکن نہ ہو یہ بحر رکھ اتنے حواس و ہوش[٨]

﴾279﴿

جسے بس دیکھتے ہی جائیں اڑ ہوش   رہے کب صبر جب وہ ہو ہم آغوش
ترے اس عشق کی آتش سے ہر دم   اٹھے ہے شعلہ رو دل میں مرے جوش
شب ہجراں میں بس جز نالہ و آہ   نہیں رہتا یہ دل اک دم بھی خاموش
ہمیشہ یاد ہے غمگین کو تیری
کیا ہے گو اسے تو نے فراموش

﴾278﴿ ش۔   غزل ندارد

[١] الف۔ ٩٦ م۔ ١٣٩ ن۔ ٢٥ ب۔ ٨٩   یہاں

[٢] ع۔   شعر ندارد

[٣] خ-ن-ع۔   شعر ندارد

[٤] ن۔٢٥   وہ اب کہاں جوانی کہاں جوش اور خروش
ر۔٧٧   وہ جوش نوجوانی کہاں وہ کہاں خروش

[٥] ر۔   شعر ندارد

[٦] خ۔١٢٢   بس

[٧] م۔١٥٠   اپنا یہ جان و جسم--------------------
ن۔٢٦   غمگیں کا جان و جسم سراپا ہے چشم و گوش

[٨] ن-ع۔   شعرندارد

﴾279﴿ م-ب-ن-ر۔   غزل ندارد
غزل بر حاشیہ الف۔ ٩٩

﴿280﴾

گر دل تجھے ہو اُس گل رخسار کی خواہش　　پھر باغ جہاں کی نہ ہو گلزار کی خواہش
ہو شربت دیدار اسے جلد میسر　　ہے یہی ترے ہجر کے بیمار کی خواہش
کعبہ وہی جاتا ہے صنم چھوڑ کے اپنا　　اے شیخ جسے ہو در و دیوار کی خواہش
باری نہیں آتی ہے مرے قتل کی افسوس　　پوری ہو الٰہی کہیں خونخوار کی خواہش
تاحشر نہ پھر ہوش ہو وہ جام دے ساقی　　بس یہ ہی ہے میرے دل سرشار کی خواہش
قاتل میری آنکھوں کو دم قتل نہ کر بند　　بر لاتے ہیں سب اپنے گنہگار کی خواہش
بوسے کی بہت اس سے کیا کر نہ تمنّا　　اُس شوخ سے اچھی نہیں ہر بار کی خواہش
بیمار سے بد تر ہے وہ دل ہمدمو[ا] واللہ　　جس دل کو نہ ہو عشق کے آزار کی خواہش
لکھ اور غزل غمگیںؔ قوانی کو بدل کر
ہے ہم کو نہایت ترے اشعار کی خواہش

﴿280﴾　ش۔ن۔خ۔ع۔　غزل ندارد
ا۔　الف۔ ۹۹　ہمدموں

﴿281﴾

مت ڈر کہ نہیں اور کسی بات کی خواہش　　　گر ہے تو تیری صرف ملاقات کی خواہش[1]
بیمار ہے وہ دل کرے پرہیز سے پرہیز　　　جس دل[2] کو نہ ہو یار خرابات کی خواہش[3]
عالم میں جو کرتا ہے بہت عشرت و عیش آہ　　　مضمر اسے ہوتی ہے مکافات کی خواہش[4]
جس طرح گذرتی ہے ترے وصل میں میری　　　کم بخت ہو جس کو ہو اس اوقات کی خواہش
اس راہ میں یہ دام ہیں[5] ہونا نہ گرفتار　　　اے دل نہ کبھی کیجیو کرامات کی خواہش[6]
ہے آرزو اُس وقت کی دیکھوں تجھے جس وقت　　　کچھ دن سے غرض مجھ کو نہ کچھ رات کی خواہش[7]
ہم مستوں کو خود[8] مے کی بھی خواہش نہیں زاہد　　ق　　ہو[9] تجھ کو مبارک یہ عبادات کی خواہش
طاعت اسے کہتے ہیں کہ اپنے سے نہ جانے　　　طاعت کو بھی تو اور یہ طاعات کی خواہش[10]

نقصان کی تکمیل ہوئی جب سے کہ غمگیں
تب سے نہیں کچھ ہم کو کمالات کی خواہش

﴿281﴾	ش-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱ـ	ب-	شعر ندارد
۲ـ	طبق م-۱۵۱	ب-۹۱
	الف-۹۷	جس جس
۳ـ	خ-	شعرندارد
۴ـ	خ-ب-	شعرندارد
۵ـ	خ-۱۲۳	میں ہوتا
۶ـ	ب-	شعرندارد
۷ـ	خ-	شعرندارد
۸ـ	ب-۹۱	کچھ
۹ـ	خ- ۱۲۳	یہ
۱۰ـ	خ-	شعرندارد

«282»

گر دل میں ہو صاحب کے کچھ اُس بات کی خواہش
تو کیجیے بندے سے ملاقات کی خواہش
دابوں ہوں ترے پاؤں جو میں ہاتھ بڑھا کر
ہے سخت مجھے یار تری لات کی خواہش[۱]
واعظ اجی نہ کیجیے یہ پند و نصائح
ہم کو نہیں کچھ ایسی خرافات کی خواہش[۲]
کچھ مجھ کو شب قدر سے مطلب نہیں مہ رو
جس رات ملوں تجھ سے ہے اُس رات کی خواہش[۳]
ان تیری صفاتوں سے اسے کام نہیں کچھ
جس شخص کو ہے صرف تیری ذات کی خواہش[۴]
مقصد کو نہ پہنچیں گے وہ گمراہ ہیں سالک
ہو جن کو کہ اے شیخ کرامات کی خواہش[۵]
کب دن ہو شب ہجر یہ رہتی ہے تمنا
جب روز ہو تب[۶] ہوتی ہے پھر رات کی خواہش[۷]
آنکھوں میں ٹھہرتی ہی نہیں کوئی صفت آہ
ایسی ہے کچھ اس دل کو تری ذات کی خواہش[۸]
وہ عشق نہیں فسق ہے ہو جس میں کہ مطلب
دل میں تو نہ رکھ اُس سے کسی بات کی خواہش[۹]
ہمدم وہ یہ کہتے ہیں کہ محفل میں تو مجھ سے
ہر گز نہ کبھی کیجیو اشارات کی خواہش[۱۰]
جو عشق کہ اُس بت کے کرشمہ سے ہے مجھ کو
زاہد کو نہ ہو گی یہ کرامات کی خواہش[۱۱]
مطلب ہے نہ دنیا سے نہ کچھ دیں کی ہوس ہے
ہے رندوں کو بے شبہ خرابات کی خواہش
ہے عشق مجھے اس سے یہ دونوں نہیں جس جا
کچھ کام نفی سے ہے نہ اثبات کی خواہش
غمگیں غزل ایک اور بھی لکھ دل کو ہمارے
جز شعر نہیں اور کسی بات کی خواہش[۱۲]
محفل میں وہ کہتے ہیں کہ اے غمگین تو مجھ سے
ہر گز نہ کبھی کیجیو اشارات کی خواہش

«282» ر-ش-خ-ع- غزل ندارد
یہ غزل نسخہ الف صفحہ ۹۹ پر بتکرار درج ہے- تین شعر الگ ہیں جو اسی غزل میں شامل کردیے گئے ہیں-

[۱] ب-م- شعر ندارد

[۲] ب- شعر ندارد

[۳] بر حاشیہ الف-۹۷ م-ب- شعرندارد

[۴] -ایضاً-

[۵] ب-ن- شعر ندارد

[۶] ب-۹۱ شب

[۷] ن- شعر ندارد

[۸] -ایضاً-

[۹] -ایضاً-

[۱۰] ب-ن- شعر ندارد

[۱۱] یہ اشعار صفحہ ۹۷ پر ہیں اور اس ردیف و قافیہ کی غزل صفحہ ۹۹ پر بھی ہے -حاشیہ میں ''نوشتہ شد'' لکھا ہے- صفحہ ۹۹ پرمکرر لکھے گئے اشعار کو حذف کردیا گیا ہے-

[۱۲] ب-ن- شعر ندارد

﴿283﴾

وصل کی شب یار سے جو کوئی کچھ پاتا ہے عیش   روز ہجراں وہ ہی اُس پر آفتیں لاتا ہے عیش
بعد عشرت جس کو عسرت آہ ہوتی ہے اسے   غم پہ غم ہوتا ہے جوں جوں یاد وہ آتا ہے عیش
عمر بھر رکھتا ہے سرگرداں اسے اپنی طرح   یہ فلک دو دن کہ جس کو آہ دکھلاتا ہے عیش
عیش و عشرت کا لگے ہے ذکر بھی اُس کو برا   جن کو اے ہمدم غم ہجراں ہو کب بھاتا ہے عیش
مرغ دل رہتا ہے ایسا اس کا کچھ اندوہ گیں
جائے جس محفل میں غمگیں واں سے اڑ جاتا ہے عیش

﴿283﴾ م۔ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

ص

﴿284﴾

کب ایسے ضدی کو مجھ سے ہو پھر دلا اخلاص　　رقیب نہ رکھے میرے جو بھلا اخلاص
کسی طرح سے پلاوے اسے[1] شراب کوئی　　کہے ہے شیخ بتوں سے نہیں روا اخلاص
ہوئے ہیں دشمن جاں آہ اپنے بیگانے　　یقیں ہے مجھ سے کہیں اُس کو کچھ ہوا[2] اخلاص[3]
مجھے تعلق خاطر تو آہ ہو معلوم　　خفا بھی ہوئے[4] وہ اگر کاش وہ رہا اخلاص[5]
تو آشنا نہ کسی کا ہوا نہ ہو گا آہ　　یہ دل کے لینے ہی تک سب ہے دلربا اخلاص[6]
نہیں ہے مجھ سے کوئی اُس کی بزم میں بے قدر　　کہ ضد بھی وہ نہیں رکھتا ہے کچھ چہ[7] جا اخلاص
جو[8] آئینے سے بھی رکھے غبار اے غمگیں　　اسے بھلا کہو کس سے ہو با صفا[9] اخلاص[10]
خفا[11] ہو آئینہ میں دیکھ کو جو اپنا عکس
رکھے وہ غمگیں بھلا کس سے بے وفا اخلاص

﴿284﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱ـ م-۱۵۴ ایسی
۲ـ طبق م-۱۵۴ الف-۱۰۰ ہو
۳ـ ن-۲۶ مگر یہ شکر ہے مجھ سے اسے ہوا اخلاص
۴ـ ب- شعر ندارد
۵ـ ن-۲۶ ہوے
۶ـ ب- شعر ندارد
۷ـ م-۱۵۴ چہ
۸ـ م-۲۶ صفا
۹ـ ن- شعر ندارد
۱۰ـ ایضاً
۱۱ـ حاشیہ الف-۱۰۰ ب-م- شعر ندارد

﴾285﴿

بزم عشرت میں مرے از اخلاص　　مشتری اور زہرہ ہے رقاص
دید گل ترے مرغ دل ہو نصیب　　دام سے زلف سے اگر ہو خلاص
آپ بے فکر ہاتھ صاف کریں　　کون ہم بے کسوں کا لے ہے قصاص[۱]
امتحان کر شراب سے ان کا　　منتظر ساقیا ہیں سب اشخاص
ہے تشخص تمیز کا اے دل　　ورنہ اک[۲] جنس ہے یہ عام و خاص
دل کو یوں کر تو غرق بحر فنا　　جیسے غوطہ لگائے ہے غواص
نہیں رکھتی[۳] ہے ہوش جز معشوق　　مے میں ساقی عجیب[۴] ہے یہ خواص
وہ کہیں ہیں کمال ابتر ہے
کرے غمگیں سے کیا کوئی اخلاص

﴾285﴿　ش۔ب۔ن۔ر۔ع۔　غزل ندارد

[۱] خ۔۱۲۳　کون ہم بے کشوں میں ہے قصاص

[۲] الف۔ ۱۰۰ م۔ ۱۵۴　اك

[۲] خ۔ ۱۲۳　رکھتے ہیں

[۳] م۔۱۵۴　عجب

﴿286﴾

ہے اس دل وحشی کو بیابان سے اخلاص   اور دستِ جنوں کو ہے گریبان سے اخلاص
جاری جو رہے ہے مری آنکھوں سے ہمیشہ   ہے اشک کو اس گوشہ دامان سے اخلاص
چرچا ہے میری چاہ کا اے یارو عبث یہ   ہوتا ہی ہے انسان کو انسان سے اخلاص
تو لاکھ خفا کہنے سے لوگوں کے ہوا کر
غمگیں کو تو ہے تجھ سے دل و جان سے اخلاص

﴿287﴾

جو سمجھے آپ کو ناچیز وہ ہے خاص الخاص   یہ خاکساری ہے رکھتی ہے کیمیا کا خواص
عجب ہے یہ کہ جو دو دن میں قُل نہ ہو اس کا   جسے کہ مصحف رخ سے ترے ہوا اخلاص
جو تو[١] ہی قتل کرے گا مجھے تو اے قاتل   بھلا بتا تو کہ لیوے گا کون مِرا قصاص
تمہارے چاہ ذقن سے نکل نہیں سکتے   اگرچہ عشق کے دریا میں ہم ہیں اک غواص
پھنسا ہو دام میں جس کے ابد سے اے غمگیں
کمندِ زلف سے اُس کے یہ دل ہو کیونکہ خلاص

﴿286﴾ م۔ب۔ن۔ر۔خ۔ع۔   غزل ندارد حاشیہ بر ا
﴿287﴾ غزل بر حاشیہ الف۔۱۰۰
م۔ر۔ن۔   غزل ندارد

[١] طبق ش۔۶۸   الف۔۱۰۰   توہی

﴿288﴾

نہیں ہے وہ[۱] کسی معشوق کی جفا کا[۲] خواص
جو میرے آہ ستمگر کی ہے وفا کا خواص[۳]
بڑھے ہے اپنے مسیحا کو دیکھ بیماری
علاج کیا ہے بدل جائے جب دوا کا خواص[۴]
جو دیکھی اُس بت کافر کے نام میں تاثیر
قسم خدا کی نہ دیکھا کسی دعا کا خواص[۵]
رہا نہ دیکھ مجھے ہوش بات کرنے کا
بلا ہے شوخ تری چشم سرمہ سا کا خواص[۶]
بڑھے ہے جوں جوں کہ دولت یہ اور بڑھتی ہے
عجیب یارو ہے کچھ حرص اور ہوا کا خواص
دکھائی خلق کو دیتے نہیں ہیں عیب سخی
یہ عیب پوش ہے جود اور اس سخا کا خواص
بزرگ سمجھیں ہیں باطن میں گو وہ شیطاں ہو
یہ[۷] سچ ہے زاہد و ظاہر کے اتقا کا خواص
سوا شراب کشی[۸] سوجھتا نہیں کچھ اور
یہ میکدے کی ہمارے ہے کچھ ہوا کا خواص
اثر جو خوبرو انسان میں ہے اے غمگیں
نہ حور میں نہ پری میں ہے اس بلا کا خواص

﴿288﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱ؔ	م-۱۵۵	وہ ہر کسی
۲ؔ	م-۱۵۵	لفظ "کا" ندارد
۳ؔ	ر-	شعر ندارد
۴ؔ	-ایضاً-	
۵ؔ	-ایضاً-	
۶ؔ	-ایضاً-	
۷ؔ	ر-۷۹،	ہے سچ زاہد و ظاہر---------------
۸ؔ	ب-۹۴	کسی

﴾289﴿

جس کے دل و دماغ میں کرتی ہے جائے حرص   آنکھوں سے سوجھتا نہیں اُس کو سوائے حرص
آزار حرص کا نہیں دنیا میں کچھ علاج   گر[1] ہو سکے تو ہے یہ قناعت دوائے حرص
ہوتی اگر نہ حرص تو ہوتا نہ کچھ فساد   جنگ و جدال سب یہ ہوئے ہیں برائے حرص[2]
بحر عدم[3] میں یار تو مثل حباب ہے   لائق نہیں کہ سر میں رکھے تو ہوائے حرص
اس سے زیادہ کوئی جہاں میں نہیں بلا   یا رب تو دور خلق سے کر یہ بلائے حرص[4]
منعم یہ فیل و اسپ غنیمت سمجھ کہیں   ایسا نہ ہو کہ بانس پہ تجھ کو چڑھائے حرص
اے بوالہوس نہ ہو متلاشی کیمیا   ق   کرتا ہے مال و زر کو[5] خبث کیوں[6] فدائے حرص
قاروں کے حال سے نہیں کیا تجھ کو کچھ خبر[7]   کیسی ہی دی ہے اُس کو خدا نے جزائے حرص[8]

بچیو ہوائے نفس سے غمگیں جو ہو سکے
کس واسطے کہ ہے یہ[9] ہوا رہنمائے حرص

﴾289﴿	ب- م- خ- ع	غزل ندارد
[1]	ر-۷۸	جو
[2]	ن-۲۶	سب جنگ اور جدال ہوئے ہیں برائے حرص
[3]	ر-۷۸	فنا
[4]	ر-	شعر ندارد
[5]	طبق م-۱۵۴	
	الف-۱۰۰	کی
[6]	ن ۲۶	تو
[7]	ن-،۲۶،	قاروں کا حال تونے سنا کیا نہیں ہے یار
[8]	ر-ب-	شعر ندارد
[9]	م- ۱۵۴	یہ ہی یہ

ض

﴿290﴾

عمر کھوئی ہے اور کیا ہے ریاض   جمع جب کی ہے عشق کی یہ بیاض
ہاتھ سے اپنے دے دیا دل و دیں   کوئی ہم سا نہیں ہوا فیاض
جوں جوں میں دوڑ دوڑ جاتا ہوں   ووں ووں کرتا ہے مجھ سے وہ اعراض
میرے دل کے یہ پرزے کترے ہے   چشم تیری نہیں یہ ہے مقراض
صدقہ کرتی ہے اُس پہ گوہر اشک
اپنی غمگیں یہ چشم ہے فیاض

﴿291﴾

کچھ حور سے پری سے نہ غلمان سے غرض   غمگیں کو صرف اپنی ہے جانان سے غرض[۱]
مجنوں سے مشورہ تو کبھی پوچھتا ہوں میں   دانا سے مجھ کو کام نہ نادان سے غرض
حاضر ہے لیجیے نہیں تکرار کچھ مجھے   نکلے گر آپ کے دل نالاں سے غرض[۲]
مطلب یہی ہے ان کو کروں تجھ پہ میں فدا   دل سے مجھے ہے اور نہ کچھ جان سے غرض
ہے کام اُس صنم کی پرستش سے بس مجھے   کافر ہوں گر ذرا بھی ہو ایمان سے غرض
پٹکوں[۳] ہوں سرجنوں میں میں اُس در کے سنگ سے   جوں قیس کچھ نہیں ہے بیابان سے غرض[۴]
غمگیں کی ہے یہ عرض[۵] تری ذات کے سوا
یا رب نہ ہو مجھے کسی انسان سے غرض

﴿290﴾ ب-م-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
حاشیہ الف- ۱۰۱
﴿291﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ر- شعر ندارد
[۲] -ایضاً-
[۳] م-۱۵۶ پٹکو
[۴] ر- شعر ندارد
[۵] م-۱۵۶ غرض

﴿292﴾

غیر کے گھر اُس کو کچھ آنے نہ جانے سے غرض   ہمدمو[۱] اک صرف ہے میرے ستانے سے غرض
دل لگائے بن کسو سے جی نہیں لگتا مرا   اس سوا ہرگز نہیں کچھ دل لگانے سے غرض
وقت کا موقع یہی[۲] ہے اے دل اب معذور رکھ   ورنہ غیروں کے بھلا مجھ کو منانے سے غرض
سیر ہو گر دیکھنی منظور تو دیجیے شراب   بس یہی ہو گی تمھیں میرے پلانے کی غرض
کچھ نہ کچھ ایسا کہے گا جو سنے جل جائے دل   کوئی ہو مجھ پر نہیں اُس کو جلانے سے غرض[۳]
آپ نے تکیہ مقرر کر دیا اب یہ مکاں   اور کیا ہے وہ کہو یاں[۴] آنے جانے سے غرض[۵]
نام کا بھی تا نہ ہو تیرے کسی کو اعتبار
ہے[۶] اے غمگیں انھیں تیرے ہنسانے سے غرض

﴿293﴾

دیدۂ تر سے ہے مجھ وحشی کے گلزار کو فیض   آبلہ پائی سے صحرا کے ہے ہر خار کو فیض
کس طرح ہوش میں آوے کہ پہنچتا ہے آہ   دمبدم پیر مغاں سے دل سرشار کو فیض
یاد آتی ہے اسے دیکھ کے وہ آنکھ مجھے   ہے یہ کس چشم سے اس نرگس بیمار کو فیض
آئے کس طرح سوا سرخ کے یہ اشک سفید   ہے حنا اُس کی سے اس دیدہ خونبار کو فیض
منقطع یہ کبھی ہونے[۱] کا نہیں اے ساقی   ہے یہ لاجت سے اس خانہ خمار کو فیض
یوں ہوا بوئے قلندر سے معطر یہ دماغ   روح منصور سے تھا جیسے کہ عطار کو فیض
آئے کس طرح فریبوں میں وہ مرے غمگیں
روح سے خواجہ امر کے ہو جس عیار کو فیض

﴿292﴾ ب۔ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔ ۱۰۱ م۔ ۱۵۶ ہمدموں
۲۔ م۔۱۵۶ بہی
۳۔ خ۔ شعر ندارد
۴۔ الف۔ ۱۰۱ م۔ ۱۵۶ یہاں
۵۔ خ۔ شعر ندارد
۶۔ خ۔۱۲۴ بھی
﴿293﴾ ش۔ن۔ر۔ غزل ندارد، نسخہ ب پر یہ عبارت لکھی ہے۔ "کُنتُ' کنز" مخفی فھُوَ اسلبتُ فخلقتُ الخلق ۱۲
۱۔ م۔۱۵۷ ہو گا ہی نہیں

﴿294﴾

ظاہرا جو کہ ہے میخواروں کو انگور سے فیض
وہ ہی عشاق[1] سے اُس نرگس مخمور کو فیض
رابطہ پیر سے جو[2] رکھے مرید آگاہ
ہے برابر اسے نزدیک سے اور دور سے فیض
فائدہ وہ[3] وہ ہوا اُس بت کافر سے ہمیں
جو[4] جو موسیٰ کو ہوا تھا بخدا طور سے فیض
احولیت کے سوا اور دوبینی کے سوا
شیخ کیا ہو یہ بتا تیرے دل کور سے فیض[5]
دیکھ کر تجھ کو پری رو ہمیں معلوم ہوا
تجھ[6] سے ہے حور کو اور تجھ کو ہے اور نور سے فیض[7]
کوئی چڑھتا ہی بتوں سے نہیں نظروں میں مرے
یہ تو ہاں مجھ کو ہوا اُس بت مغرور سے فیض[8]
فائدہ ذکر سے ذاکر کو نہ ہو[9] یہ غمگیں
جس قدر مجھ کو کہ اُس بت کے ہے مذکور سے فیض

﴿294﴾ ش۔ع۔ غزل ندارد
[1] خ۔۱۲۴ مشتاق
[2] ر۔۸۰ رکھے جو
[3] ایضاً۔ ایسا
[4] ایضاً۔ جیسا
[5] ب۔ر۔خ۔ شعر ندارد
[6] م۔۱۵۷ حور کو اور تجھ کو ہے اُس نور سے فیض
ر۔ ۸۰ حور کی طرح ہوا تجھ کو بھی اس نور سے فیض
[7] ب۔خ۔ شعرندارد
[8] ر۔خ۔ شعر ندارد
[9] ر۔ ۸۰ کہاں

ط

﴿295﴾

غمگیں نہ رکھ تو اس دل نالاں سے ارتباط
عاقل رکھے ہے کوئی بھی ناداں سے ارتباط
وہ اس کو چھوڑتا ہے نہ یہ اس کو بن چھڑائے
داماں سے ہے پہ خار بیاباں سے ارتباط
آنکھوں ہی[۱] پر رکھے ہے شب و روز مردماں
ہے اشک کو یہ گوشہ داماں سے ارتباط
ہوتا نہیں ہے روبرو لوگوں کے سامنے
کیونکر بڑھاؤں اپنے میں مہماں سے ارتباط
یوں مرغ دل کو خانہ صیاد سے ہے عشق
جوں عندلیب کو ہو گلستاں سے ارتباط[۲]
اے دل نہیں ہے دوست وہ دشمن ہے جان کا
کس طرح آہ میں کروں جاناں سے ارتباط[۳]
ناداں ہیں دونو راز نہ غمگیں کریں عیاں
ہے دل سے اور دیدۂ گریاں سے ارتباط

﴿296﴾

مجھ سے تجھ سے اے صنم جب سے[۱] ہوا ہے ارتباط
مر گیا میں پر کیا تو نے نہ ہرگز اختلاط
اشک تو نے راز دل ظاہر کیا یہ کیا کیا
مجھ کو ساری عمر سے اس بات کی تھی احتیاط
اُس کے کوچے میں جو ہم جاتے ہیں عاشق پاک
آہ جا سکتا ہے واں وہ ہی بسانِ پل صراط[۲]
اس قمار عشق میں کیا پوچھتے ہو ہمدمو[۳]
دل ہی پہلے ہار بیٹھے جو کہ تھا اپنی بساط
اے میاں غمگیں کرو تم یاد حق کی روز و شب[۴]
دل نہ دنیا سے لگاؤ کیونکہ ہے کہنہ رباط

﴿295﴾ ش-ب-ن-ر-ع- غزل ندارد
[۱] خ-۱۲۴ آنکھوں پر رکھے ہیں وہ---------
[۲] ن-خ- شعر ندارد
[۳] ن- شعر ندارد
﴿296﴾ م-ب-ن-خ-ع- غزل ندارد
[۱] طبق ش- ۲۹ الف- ۱۰۴ لفظ "سے" ندارد
[۲] ش- شعر ندارد
[۳] ش-، ۲۹، ا-، ۱۰۴، ہمدموں
[۴] ش-، ۲۹، روز و شب

«297»

دل نے کیا ہے ڈھونڈ کے اُس دلربا سے ربط　　بالکل نہیں ہے جس کو کہ مہر و وفا سے ربط[۱]
بندے جو ان کی بندگی کرتے ہیں اختیار　　کیا جانے ان بتوں کو ہے کیا کچھ خدا سے ربط
بحر تعینات نہ ہو گا[۲] پیاب یار　　جب تک رکھے نہ اُس کے کسی آشنا سے ربط[۳]
بے وجہ دوستی نہیں رکھتا کسی سے وہ　　ہوتا ہے جس کے نفس کو حرص و ہوا سے ربط
برگ حنا کو آنکھوں سے ملتا ہوں مرد ماں　　ازبسکہ مجھ کو اس کے نہیں دوست و پا سے ربط[۴]
ہو جائے بے نیاز فنا و بقا سے یار[۵]　　گر چند روز تجھ کو ہو اہل فنا سے ربط
عاشق سے ہونے دیتے نہ معشوق کو جدا　　ہوتا گر آہ[۶] ہم[۷] کو قدر اور قضا سے ربط[۸]
تائید حُبِّ ذاتی نہ جب تک[۹] وہاں سے ہو　　ممکن نہیں کہ بندے کو ہووے[۱۰] خدا سے ربط[۱۱]
غمگیںؔ جسے فنا سے کہ حاصل ہے رابطہ
اُس کو نہیں ضرور کہ رکھے بقا سے ربط

«297»	ب-ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱ـ	ر-	شعر ندارد
۲ـ	ر-۸۰	پایاب کو گا یار
۳ـ	خ-	شعر ندارد
۴ـ	ر-خ-	شعر ندارد
۵ـ	ر-۸۰	تو
۶ـ	م-۱۶۰	"آہ" ندارد
۷ـ	ر-	شعر ندارد
۸ـ	خ-۱۲۵	مجھ
۹ـ	م-۱۶۰	تلک کہ وہاں سے ہو
۱۰ـ	ر-۸۰	ہو کچھ
۱۱ـ	ر-	شعر ندارد

﴾298﴿

خطِ گل سے جو لکھا ہے مجھے دلدار نے خط　　کیا نکالا کہیں اُس کے گل رخسار نے خط
ہائے آیا اُسے اُس وقت اجل کا پیغام　　جو[1] لکھایا تیری خاطر ترے بیمار نے خط
تب خبر مجھ کو ہوئی ہائے نہیں یہ قاصد　　لے لیا ہاتھ میں جس وقت کہ اغیار نے خط
اور بے قدر ہوا دے کے وہ یہ دستاویز　　کیوں غلامی کا لکھا تیرے خریدار نے خط
خار سا دل میں کھٹکتا ہے ہر اک[2] حرف اُس کا　　ہائے کیوں مجھ کو لکھا اُس گل بے خار نے خط[3]
بن کے حجام نہ مونڈے وہ کہیں مجھ کو رقیب　　کاش رکھا ہو مرے ہمدموں دلدار نے خط[4]

اب تک آیا[5] نہیں مضمون سمجھ میں غمگیں
کیا نشے میں ہے لکھا اُس بت سرشار نے خط

﴾298﴿ ش-ر-خ-ع غزل ندارد
[1] ن-۲۷، جوں
[2] الف- ۱۰۲ م- ۱۵۸ ب- ۹۵ ن- ۲۷ ایک
[3] ن-ب- شعر ندارد
[4] ن- شعر ندارد
[5] م-،۱۵۷، ب-،۹۵، ن-،۲۷، "آتا"

﴿299﴾

کچھ نہ کچھ آہ میں اثر ہے شرط   شجر عشق میں ثمر ہے شرط[۱]
ہجر تیرا قضائے عاشق ہے   پر[۲] قضا بھی ہو اس قدر ہے شرط
گو کہ ملتا ہے بے تلاش وہ شوخ   جستجو تجھ کو دربدر ہے شرط
تم نے دھوکے دیے[۳] بہر صورت   میں نہ بھولا وہ اب کدھر ہے شرط[۴]
سیر دل کر[۵] جو عشق ہے مجنوں   اس میں کب سیر بحر و بر ہے شرط[۶]
نقش پا ہو کے مر مٹوں نہ اٹھوں   اُس گلی میں مرا گزر ہے شرط[۷]
ابھی بتلا دوں بیچ کی انگلی   دو دو بوسے کی شوخ پر ہے شرط[۸]
کیا قیامت ہے اس کے وعدے کا   انتظار آہ عمر بھر ہے شرط
سب یہ رنج و الم بجاں ہیں قبول   پر تری مجھ پر اک نظر ہے شرط[۹]

تو بہت بے خبر ہے اے غمگیں
رکھنی سالک کی کچھ خبر ہے شرط[۱۰]

﴿299﴾ ش۔ن۔خ۔ غزل ندارد
[۱] ع۔۱۱۰ شعر ندارد
[۲] ر۔۸۰ ہو قضا بھی اسی-----------
[۳] طبق م۔۱۵۹
ب۔۹۶ ع۔۱۱۰ الف۔۱۰۳ ہوئے
[۴] طبق م۔ ۱۵۹ ب۔ ۹۶ ع۔۱۱۰
الف۔ ۱۰۳ کِدر
[۵] م۔۱۵۹ کو
[۶] ر۔ شعر ندارد
[۷] ب۔ر۔ع۔ شعر ندارد
[۸] ب۔ر۔ع۔ شعر ندارد
[۹] ر۔۸۰ ہاں مگر تری اک نظر ہے شرط
[۱۰] ر۔ شعر ندارد

ظ

﴿300﴾

دیکھ مت اُس کی طرف دیکھے سے جاتا ہے لحاظ　　کیا یہ بے شرمی ہے تجھ کو کچھ بھی آتا ہے لحاظ
میں نے توبہ کی تھی مے پینے سے لیکن کیا کروں　　تیرے فرمانے کا یہ توبہ تڑاتا ہے لحاظ
پاس سے پٹی تلے سونے کی نوبت آ گئی[1]　　آخرش دیکھیں کہاں ہم کو سلاتا ہے لحاظ
غیر مجھ سے ہائے یوں باتیں کرے پی کر شراب　　یہ غم و غصہ مجھے تیرا کھلاتا ہے لحاظ[2]
اُس کی وہ وہ حرکتیں دیکھوں ہوں جو دیکھی نہیں　　ہائے کیا کیا مجھ کو الفت کا دکھاتا ہے لحاظ[3]
چھوڑ دی ہے میں نے اک مدت سے اے ساقی شراب　　پھر یہ دو دن سے ترا مجھ کو پلاتا ہے لحاظ[4]
غیر کا منہ ہے کہ ہنس ہنس کر رلاوے یوں مجھے　　آپ کا ہی صرف یہ مجھ کو رلاتا ہے لحاظ[5]

وہ کہیں ہیں بے لحاظی پی کے مے کرتا ہے تو
اور یہ مری چڑ ہے غمگیں مجھ کو بھاتا ہے لحاظ

﴿300﴾　ب-ر-خ-ع-　غزل ندارد
[1] ش-۱۱۸　پاس سے قدموں پہ سونے کی تو نوبت ہو گئی
[2] ش-　شعر ندارد
[3] ش-ن-　شعر ندارد
[4] -ایضاً-
[5] م-ن-　شعر ندارد

﴿301﴾

نہ بت پرستی میں جس کو نہ کچھ شراب میں حظ　　مزا نہ پیری میں اُس کو نہ کچھ شباب میں حظ
نہیں ہے رونے میں کچھ لطف یار جز غم عشق　　شراب کا نہ نشہ ہو تو کیا سحاب میں حظ
جو جاگنے میں مزا نشہ شراب میں ہے　　ہوا ہے شیخ نہ ہو گا تجھے یہ خواب میں حظ
مرض کے اپنی وہ تدبیر کچھ کرے سالک　　نہ دل کو جس کے ہو جز مطرب و رباب میں حظ
مزہ نہیں ہے وہ شیریں لبوں کے بوسے میں　　جو میرے شوخ کی ہے تلخی جواب میں حظ
نشے میں دل کو کوئی فکر ہی نہیں آتی　　مجھے تو صرف ہے ساقی یہی شراب میں حظ[۱]
زبانی اس کی میں جو جو ہے لطف اے قاصد　　ملا نہ خط کے ہمیں آہ وہ جواب میں حظ[۲]
مزا یہ چوری کے گڑ میں نہیں ہے اے ساقی　　جو محتسب سے ہے اس مے کے اختساب[۳] میں حظ
کسی کے دیکھ نہیں کلیات میں غمگیں
اسد کے یار ہے جیسا کہ انتخاب میں حظ[۴]

﴿301﴾ ش-ن-ر-ب- غزل ندارد
[۱] خ- شعر ندارد
[۲] -ایضاً-
[۳] م-۱۲۱ اجتناب
[۴] خ- شعر ندارد

﴾302﴿

ترے ہیں عشق سے ہم جس قدر دِلا محظوظ   رکھے ہمیشہ بتوں سے تجھے خدا محظوظ
ہوا یہ لطف نہ ہو گا کسی کو وصل میں یار   ترے میں ہجر میں جس لطف سے رہا محظوظ[۱]
اٹھے ہے دل کو عجب حظ کچھ اُس کے حظ سے وہ شوخ   لگا کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جب حنا محظوظ
سرور یہ نہ ہوا خم کے خم پیے مجھ کو   ترے جو ہاتھ کے اک[۲] جام سے ہوا محظوظ
وہیں وہ شوخ کرے بزم مے کشی بے لطف   اگر نشے میں مجھے دیکھ لے ذرا محظوظ
لگا سمجھنے حقیقت کو اپنی وہ عنقا   ہوا یہ کھا کے مرے استخواں ہما محظوظ
کسی کے نظم و نثر میں نہ وہ مزا دیکھا
جو اُس کی گالی نے غمگیں مجھے کیا محظوظ

﴾303﴿

زلف ہے[۱] اُس کی پریشاں الحفیظ   الحفیظ اے دین و ایماں الحفیظ
ہائے شیشے میں نہیں ساقی شراب   اور آیا برق و باراں الحفیظ
یاں[۲] جنوں کا شور[۳] ہے اے ہم نفس[۴]   جوش پر ہے وہاں[۵] گلستاں الحفیظ
تیری ترک چشم سے اے ترک چشم   مانگتے ہیں ترک توراں الحفیظ[۶]
دیکھ ہمسایوں کے مت کر گھر خراب   تجھ سے بس اے چشم گریاں الحفیظ[۷]
تاب بن دیکھے نہ دیکھے سے ہے آہ   تیرے مکھڑے سے ہے جاناں الحفیظ[۸]
اور دردوں کا نہیں غمگیں کو غم[۹]
تجھ سے لیکن دردِ ہجراں الحفیظ

﴾302﴿ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ب- شعر ندارد

301

[۱] م-،۱۲۰، لفظ "ہے" ندارد
[۲] الف- ۱۰۴ م- ۱۲۰ ن- ۲۸ ش- ۲۹ ب- ۹۶ یہاں
[۳] ش-،۳۰، زور
[۴] ر-،۸۱، ہے یہاں شور جنوں اے ہم نفس
[۵] الف- ۱۰۴ م- ۱۲۰ ن- ۲۸ ش- ۲۹ ب- ۹۶ وہاں
[۶] ع- شعر ندارد
[۷] ب-ش-ن-ر-ع- شعر ندارد
[۸] ش-ن-ر-ع- شعر ندارد
[۹] ش-،۳۰، خوف

ع

﴾304﴿

تمام سنگدلی کے جو تیرے ہیں اوضاع   پڑی ہے دل پہ مگر تیرے مہر رخ[۱] کی شعاع
میں زاہدا ہوں وہ قلاش و رند و مست[۲] و خراب   کہ ایک دم کا نہیں خرچ دو جہاں کی متاع
سرود شیخ ہوا اور عشق ہے آتش   پسند آئے نہ کیوں عاشقوں کو وجد و سماع[۳]
سوائے رشک کہ اپنے سے آپ ہے مجھ کو   رہا نہیں ہے کوئی اُس کی دید کا مناع
فراغ دل ہے عبارت اسی[۴] سے اے ساقی   سوائے جام کسی[۵] سے ہو دوستی نہ نزاع
وداع جان تھی یا وقتِ مرگ تھا ہمدم   وہ صبح مجھ سے ہوا جب میں اور اُس سے وداع[۶]
حیا بھی شرط ہے غمگیں نہ دیکھ صنعت کو
کہ روبرو تیرے موجود آپ ہے صنّاع

﴾304﴿	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م-،۱۶۴،	رخ شعاع
۲۔	ا-،۱۰۶،	مہ رخ
۳۔	م-،۱۶۴،	مست خراب
۴۔	طبق م-،۱۶۴،	(ا-،۱۰۶، وجد سماع)
۵۔	م-،۱۶۴،	سی
	ب-،۹۷،	کشی
۶۔	ب-	شعر ندارد

﴾305﴿

یوں اٹھ گئی اس دل سے تری یار توقع　　جوں جینے کی چھوڑے کوئی بیمار توقع
تجھ[۱] سے ہوا ہے نہ کبھی ہو گا یقین جان　　مت[۲] زندگی رکھ اے دل بیمار توقع
کچھ ہاتھ نہ آوے گا ترے اس میں نہیں تار　　دام سے نہ رکھ تو مرے[۳] اے یار توقع
جب دل ہی نہ میرا ہوا انصاف تو ہی کر　　کیا تجھ سے رکھوں اے مرے دلدار توقع
جتنی کہ تھی اُس شوخ سے دو بات میں غمگیں
سب ٹوٹ گئی ہائے وہ اک[۴] بار توقع

﴾305﴿ م۔ب۔ر۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
حاشیہ بر الف۔۱۰۶

[۱] ش۔۳۰ مجھ
[۲] ش۔۳۰ مت زندگی رکھ اے دل سرشار توقع
[۳] الف۔۱۰۶ ش۔۳۰ میرے
[۴] ایضاً۔ اك

﴾306﴿

ملن[۱] میرا ترا[۵] تو ہے بے موقع   اب تو یہ گفتگو ہے بے موقع
ہو نہ جس میں شراب اے ساقی   بزم میں وہ سبو ہے بے موقع
ہو نہ جب تک زبان و دل یکساں   شیخ یہ ہاؤ ہو ہے بے موقع
حال مت پوچھ تندخو میرا   کہ بہت میری خو ہے بے موقع[۲]
غیر پہ تیری مہربانی یہ   صرف اے ماہ رو ہے بے موقع[۳]
موسم برشکال میں ہمدم   ان پہاڑوں کی لو ہے بے موقع[۴]
بات کرنی تو پہلے سیکھ رقیب   تیری یہ گفتگو ہے بے موقع[۵]
اے دلا تجھ سے اسے کیا نسبت   یہ تیری جستجو ہے بے موقع[۶]
داغ لالہ نہ جائے گا شبنم   تیری یہ [کذا] ہے بے موقع[۷]
ہو نہ تاثیر جس کے نعرے میں   اُس کی سب ہاؤ ہو ہے بے موقع[۸]
اپنی کرتا ہے کس لیے تو تلاش   یہ تری جستجو ہے بے موقع[۹]
تو ہی عاشق ہے تو ہی ہے معشوق   اپنی اب آرزو ہے بے موقع[۱۰]
پھر گریباں کو چاک کر غمگیں   جیب میں یہ رفو ہے بے موقع[۱۱]

ساتھ وہ سوئے کس طرح غمگیں
یہ تری آرزو ہے بے موقع[۱۲]

﴾306﴿ ش-ن-ر-ع- غزل ندارد
[۱] ب-۹۸ / م-۱۶۴ / خ-۱۲۵ میں
[۲] ب- شعر ندارد
[۳] م-ب- شعر ندارد
[۴] -ایضاً-
[۵] -ایضاً-
[۶] -ایضاً-
[۷] ب-م-خ- شعر ندارد
[۸] ب-م- شعر ندارد
[۹] -ایضاً-
[۱۰] -ایضاً-
[۱۱] حاشیہ-الف - ۱۷۸
[۱۲] ب-م-خ- شعر ندارد

﴿307﴾

جبکہ محفل میں فروغ حسن سے آتی ہے شمع
دیکھ تب[۱] اُس شعلہ رو کو وہیں جل جاتی ہے شمع
دم نہ مارو اور جل کر خاک ہو میری[۲] طرح
دل جلوں کو طور جلنے کا یہ بتلاتی ہے شمع
پردہ فانوس میں روتی ہے چھپ کر رات بھر
جب بہت جلنے سے پروانوں کے دکھ پاتی ہے شمع
یہ شب ہجراں میں اُس کا طور ہے تا صبح آہ
آپ تو ہنستی رہے[۳] ہے مجھ کو رلواتی ہے شمع[۴]
گر جلاتی ہے تو جلتی بھی ہے پروانے کے ساتھ
اس لیے اے ہمدموں دل سے مجھے بھاتی ہے شمع
رشتہ الفت میں پروانے کی شب سے تا سحر
چٹکیوں میں جو بن[۵] اپنا ہائے اڑواتی ہے شمع[۶]
لکھ غزل اک اور بھی غمگیں اسی انداز کی
شب بہت ہے تجھ پہ فرمائش یہ فرماتی ہے شمع

﴿307﴾ ش-ب-خ-ع- غزل ندارد
۱ـ ر-۸۱ دیکھ کر اس شعلہ رو کو دل میں جل جاتی ہے شمع
۲ـ م-۱۶۲ میطرح
۳ـ ن-۶۸ رہتی
۴ـ ر- شعر ندارد
۵ـ ن-۶۸ اپنا جوبن
۶ـ ر- شعر ندارد

﴿308﴾

روبرو اُس مہ رو کے شب[1] کو جو آتی ہے شمع   دمبدم دُھنتی ہے سر اور آنکھ جھپکاتی ہے شمع
ساتھ پروانے کو دکھلا کر اپنا یہ اختلاط   اور میری آتش دل آہ بھڑکاتی ہے شمع
خانۂ فانوس میں رہتی ہے اس عصمت سے[2] یہ   گر ہوا جاوے[3] وہاں تو اُس سے شرماتی ہے شمع
لالچن ایسی ہے شب کو بے دھڑک گلگیر سی   تاج زریں کے لیے سر اپنا کٹواتی ہے شمع[4]
ساقِ سیمیں دیکھ کے[5] اُس شعلہ رو کی رشک سے   موم کی سی طرح کچھ پگھلی[6] چلی جاتی ہے شمع[7]
عشق میں جو سر پہ گزرے رہ ولا ثابت قدم[8]   یہ زبانِ حال سے اب تجھ کو فرماتی ہے شمع

ساتھ پروانے کے اے غمگیں یہ جل جل کر چھنال
جوں ستی لوگوں میں اپنے ست کو دکھلاتی ہے شمع[9]

﴿308﴾ ب۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔، ۸۱، ---------------جب کبھی آتی ہے شمع
[2] ایضاً۔ ----------کے ساتھ
[3] ر۔، ۸۱، جائے
[4] ر۔ شعر ندارد
[5] م۔، ۱۶۳، کر
[6] طبق ن۔۲۸
الف۔۱۰۶ م۔۱۶۳ پگلی
[7] ر۔۸۶ موم بتی کی طرح فوراً پگھل جاتی ہے شمع
[8] ر۔۸۶ عشق میں جو کچھ بھی گزرے سر پہ رہ ثابت قدم
[9] ر۔ شعر ندارد

﴾309﴿

عشق میں رو رو کے جو یہ داغِ دل دھوتی ہے شمع   رشتۂ الفت کو پروانے سے کیوں کھوتی ہے شمع
دل ہی دل میں جلتے جلتے جل گیا ہے دل مرا   کب مقابل میرے یہ کم ظرف اب[1] ہوتی ہے شمع
مدتوں سے شب کو اپنی ہے گزرتی اس طرح   ایک سو روتا ہوں میں اور ایک سو روتی ہے شمع
ہے یہ شب بیدار اس کو کون کہتا ہے چھنال   رات بھر تو جاگتی ہے سارے دن سوتی ہے شمع[2]
آتش دل سے ذرا غمگیں جلاوے اُس کو تو
ورنہ آہِ سرد سے ٹھنڈی ابھی ہوتی ہے شمع

﴾309﴿ ب-ر-ع- غزل ندارد

[1] خ-۱۲۶ا، آپ

[2] ش- خ شعر ندارد

غ

﴿310﴾

جو منظور ہو آپ کو سیر باغ　　　تو یہاں آ کے دیکھو مرے دل کے داغ
جلے ہے یہ دل میرے سینے میں یوں　　　کہ روشن ہو فانوس میں جوں چراغ
پھرا[۱] تیرے کو میں بہت خاک چھان　　　ملا میرے دل کا نہ مطلق سراغ
ترے ہجر میں آہ غنچہ دہن　　　بھلا میرے دل کو ہو کیونکر فراغ
ہم اُس چشمِ مخمور کی تاک میں　　　سمجھتے ہیں اس خونِ دل کو ایاغ[۲]
ملا تیرا غمگیں اگر خاک میں
و لیکن فلک پر ہے اُس کا دماغ

﴿311﴾

دل دمبدم نشہ سے جو ہوتا ہے باغ باغ　　　ہے ہم شرابیوں کو یہ ہر یک ایاغ باغ
آتا نہیں نظر انہیں جز سیر باغ اور　　　ہے مے کشوں کو ساقی یہ چشم و چراغ باغ
بوئے گل اور نالۂ مرغ چمن سے شوخ　　　مت جا کہیں کرے نہ تجھے بے دماغ باغ
اے ہم صفیرو کس لئے سیر چمن کروں[۱]　　　میرے دل و جگر میں[۲] ہے[۳] ہر ایک داغ باغ[۴]
جو تنگ دل ہو اس کے لیے سیر باغ ہے
غمگیں مجھے تو ہے یہ دل الفراغ باغ

﴿310﴾ م۔ب۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
حاشیہ بر الف۔ ۱۰۸
ا۔ طبق ش۔ ۳۱
الف۔ ۱۰۶ پھر
۲۔ الف۔ شعر ندارد
﴿311﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
ا۔ ن۔۲۹ سیر چمن کا میں نہیں محتاج ہم سفر
۲۔ ن۔۲۹ کا
۳۔ الف۔۱۰۷ ہیں
۴۔ ب۔۹۸، داغ

﴿312﴾

کہیں دیکھ پائے[1] جو اس دل کے داغ　　گیا بھول وہ رشک گل سیر باغ[2]
جو وہ کام میرا ہو اے خضر عشق　　جلاؤں[3] میں دریا پہ گھی کے چراغ[4]
وہ دلبر گیا جب سے گھر اپنے آہ　　ملا میرے دل کا نہ مطلق سراغ
تیرے ہجر سے آہ[5] جو ہو بہ تنگ　　بھلا اس کے دل کو ہو کیونکر فراغ
ہم اُس چشم مخمور کے عشق میں　　سمجھتے ہیں اس خون[6] دل کو ایاغ[7]
قیامت ہے محشر حساب[8] و صراط[9]　　نہیں مرگ کے بعد بھی انفراغ[10]
ملا خاک میں گو کہ غمگیں ترا[11]
ولیکن فلک پر[12] ہے اُس کا دماغ[13]

﴿312﴾ ب۔ش۔ع۔ غزل ندارد
[1] ن۔۲۹، پایا
[2] ر۔۸۲، فراموش اس گل کو ہو سیر باغ
[3] خ۔۱۲۶، چڑہاوں
[4] ر۔ شعر ندارد
[5] ر۔۸۲، جو کوئی ہو بتنگ
[6] خ۔۱۲۶، چشم
[7] ن۔ شعر ندارد
[8] خ۔۱۲۶، حساب و کتاب
[9] ر۔۸۶، قیامت میں بھی ہے حساب و کتاب
[10] ر۔۸۲/خ۔۱۲۶۔ اب فراغ
[11] ن۔۲۹، ملا تیرا غمگیں اگر خاک میں
[12] ر۔۸۲، مگر آسماں پر ہے اس کا دماغ
[13] ا۔۱۰۸، لفظ "پر" ندارد

﴿313﴾

دیکھے جو تازہ تر مرے ہر ایک دل کے داغ   کیا کیا دکھائے ہیں مجھے اُس گل نے سبز باغ
دو نور جب تلک کہ نہ ہوں دو بدو تو پھر   آتا نہیں ہے کام ترا دیدہ و چراغ
آئے ہیں یاد وہ لب مے گون و چشمِ مست   ساقی شتاب مجھ کو لبالب دے اک ایاغ
ہوتا فراغ ایک دم اپنے[1] سے ہدمو   اے کاش دو جہاں سے نہ ملتا مجھے فراغ
کب دیکھوں میرے اس شب، ہجراں کو خواب سے   کب ہووے روز وصل کو سونے سے انفراغ[2]
عالم ہے اور آہ میرا لو لئے فلک   رقص و سرود کا نہیں اس دم مجھے دماغ[3]
اثبات حق پہ لاتے ہیں یہ لوگ تو دلیل   جوں ڈھونڈے کوئی مہر کو لے ہاتھ میں چراغ
میری خودی تو گم ہوئی اُس کی تلاش میں
غمگیں ملا نہ گو کہ کچھ اُس کا مجھے سراغ

﴿313﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

[1] م-۱۲۶، اپنے اس دل سے----------

[2] ب- شعر ندارد

[3] -ایضاً-

﴿314﴾

آوازِ عندلیب سنے یہ کہاں دماغ   ہوتا ہے گل کے کھلنے سے آشفتہ یہاں دماغ
در پردہ اُس سے حال دل اپنا کروں جو عرض   اتنا کہاں رکھے ہے مرا مہماں دماغ[۱]
اُس گل کی یاد کا بھی نہیں ہے دماغ و دل   میں اور سیر باغ یہ ساقی کہاں دماغ[۲]
بستر سے سر اٹھانے کی طاقت نہیں ہے یار   ایسا ہوا ہے آہ میرا ناتواں دماغ[۳]
ساقی شراب کیا پیئوں ہجراں کے غم سے آہ   کوئی نہیں درست[۴] مرا دل نہ جاں دماغ
بے شبہ کچھ نہ کچھ ہے خلل اُس دماغ میں   مسرور جو کہ مے سے نہ ہو زاہداں دماغ[۵]
بچتا ہے مجھ سے ساقی بہت شیخ خشک مغز   جس سے کہ تر ہو دے وہ مے ارغواں دماغ[۶]

تیرے سوا جو عشق کسی اور سے کرے
غمگیں کو اس قدر ہے کہاں بدگماں دماغ

﴿314﴾ ش۔ب۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔ شعر ندارد
۲۔ ۔ایضاً۔
۳۔ ۔ایضاً۔
۴۔ ر۔۸۳، دوست
۵۔ ر۔ شعر ندارد
۶۔ ایضاً

◆315◆

قفس میں بلبل دستاں پھنسی ہزار دریغ   چمن میں اور یہ ہو جوش پر بہار دریغ[۱]
وہ گھر میں غیر کے دن سے چلے گئے ہمدم   تمام رات کیا میں نے انتظار دریغ[۲]
جنوں نے پہلے ہی داماں کے تار تار کیے   ملا نہ خار بیاباں کو ایک تار دریغ
نشے میں جو کہ نہ کہنی[۳] تھی وہ کہی میں نے   پلا کے مے وہ ہوئے مجھ کو شرمسار دریغ
تڑپھہ کے بلبل و قمری نے جان دی آخر   گیا جو باغ میں وہ سرو گلعذار دریغ[۴]
نشے میں دیکھے جو عالم تمہارے مکھڑے کا   نہیں ہے[۵] بزم میں اب کوئی ہوشیار دریغ
کیا ہے دل میں اثر ان کے آہ نے ہیہات   مجھے نہ دیکھیں تو ہوتے ہیں بے قرار دریغ[۶]
بسانِ نقشِ قدم پھر نہ آؤں میں لیکن   نہیں ہے کوچے میں اُس کے مرا گزار دریغ[۷]

ہوئی ہے کیا تری الفت میں شکل غمگیں کی
تجھے کبھی نہیں آتا ہے اُس پہ پیار دریغ

◆315◆ ب۔ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱ـ ر۔ شعر ندارد
۲ـ ۔ایضاً۔
۳ـ م۔ ۱۲۶ ---------کہتے تھے وہ کہی میں نے
ر۔۸۲ ---------کہنے تھے وہ کہی میں نے
۴ـ ر۔ شعر ندارد
۵ـ م۔۱۲۲ لفظ "ہے" ندارد
۶ـ حاشیہ بر الف ۔۱۰۷/م شعر ندارد
۷ـ ۔ایضاً۔

ف

﴿316﴾

بتوں کو جو کہیں حق و اعظار رکھ اُن کو معاف سوا خدا کے نہیں کوئی قاف سے تا قاف
ہر ایک ذرّے میں لاکھوں ہیں سرّ نہاں اس کے صنائع اور بدائع کے کس سے ہوں اوصاف
نہ دخل جس میں کدر کو نہ کچھ صفائی کو قیامت آہ وہ مکھڑا بھی صاف ہے شفاف[۱]
نہ گرمی تیرے سخن میں نہ اور کچھ تاثیر بکے ہے کیوں یہ بھلا واعظا کزاف و گزاف[۲]
نہ چھوڑ یو تو دلا آستانِ پیرِ مغاں شراب خانہ میں ہر یک نہیں یہ صاف صحاف[۳]
یہاں تو کس لیے آیا ہے کیا کرے ہے تو ذرا تو دل میں بھی منصف کبھی ہو بے[۵] انصاف[۶]
حقیقت ایک ہے باطن میں سب کی اے زاہد اگرچہ مذہب و ملت میں ظاہرا ہے خلاف
تجلیات سے یہ جل کے خاک ہو جاویں[۷] اگر نہ شامل عشاق ہوں ترے الطاف
غزل اک[۸] اور بھی لکھ[۹] ڈال جلد اے غمگیں
کہ تا کدورتِ دنیا سے دل ہو اپنا[۱۰] صاف

﴿316﴾	ن۔ش۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔	شعر ندارد
۲۔	۔ایضاً۔	
۳۔	الف۔ ۱۰۹ ب۔ ۹۹ قحاف	
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	طبق ب۔ ۹۹	
	الف۔ ۱۰۹	لے انصاف
۶۔	ر۔	شعر ندارد
۷۔	ر۔ ۸۳	جائیں
۸۔	م۔ ۱۶۸	بھی
۹۔	م۔ ۱۶۸ / ب۔ ۹۹	"کہہ"
۱۰۔	ر۔ ۸۳	تیرا

❴317❵

برنگ آئینہ ہے رنگ گو ترا شفاف　　مری طرف سے ہے چہرہ مگر مکدر صاف
کہاں ہے دل میں صفاتوں کی تیرے گنجائش　　کہاں زباں ہے بیاں[۱] جو کروں ترے اوصاف
نہیں ہے کوہ اسے جان لے تو قاف حق　　محیط ہشت طرف جو زمین کے ہے قاف
امید وصل میں تو بیم ہجر میں مت رہ　　کہ تا وہاں نہ کہیں تیرے جائے ہو اعراف
چڑھے ہیں خوب نشوں[۲] پر کمی نہ کر ساقی　　ہمیں تو چاہیے ہر روز دے شراب اضعاف[۳]
خدا گواہ ہے رہ جائیں قیل و قال میں ہم　　اگر نہ شاملِ احوال ہوں ترے الطاف
شراب وہ ہے کہ جنت میں نہر ہے جس کی　　خدا کے واسطے واعظ نہ بک لاف[۴] وگزاف[۵]
دل آہ جس سے موافق ہے میرا اے ہمدم　　عجب ہے یہ کہ بجان وہ رکھے ہے مجھ سے خلاف[۶]
صفا کدر رہے خلقت کی اُس کو آئینہ
رکھے جو آئینہ دل کو اپنے غمگیں صاف

❴317❵ ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔۸۳۔ جس سے ہوں ترے اوصاف
[۲] م۔۱۲۹ میں
[۳] ر۔ شعر ندارد
[۴] طبق ر۔ ۸۶
[۵] ب۔ شعر ندارد
[۶] ب۔ر۔ شعر ندارد

﴿318﴾

آتا نہیں بیان میں غمگیں بیان عارف　　ہے بس زبان حق کی گویا زبان عارف
اس کون اور مکان سے عارف رہے ہے برتر　　ہے لا مکاں سے آگے واللہ[۱] مکان عارف
نام و نشاں نہیں ہے اس کا جہاں میں زاہد[۲]　　جو بے نشاں کو جانے جانے نشان عارف
دونو جہان تیرا ہو مہمان خانہ　　اک[۳] شب دلا رہے تو گر مہمان عارف[۴]
اُس کا مکاں جدا ہے اُس کا جہاں جدا ہے　　نہ یہ مکاں ہے اُس کا نہ یہ جہان عارف[۵]
دونو جہاں ہیں[۴] اے دل گو جسم و جان اُس کے　　لیکن نہ یہ سمجھنا ہے جسم و جانِ عارف[۶]
لے عرش سے سرا تک غمگیں یہ یاد رہوے[۷]
جو کچھ تو دیکھتا ہے سب[۸] یہ نشانِ[۹] عارف

﴿318﴾　ب-ن-خ-ع-　غزل ندارد
۱۔　ش۔ ۳۱　یارو
۲۔　ش۔ ۳۱،　عارف کا اس جہاں میں نام و نشاں نہیں ہے
۳۔　الف۔ ۱۱۱ م۔ ۱۷۱ ش۔ ۳۱　ایک
۳۔　ر-ش-　شعر ندارد
۴۔　ر-　شعر ندارد
۵۔　م۔ ۱۷۱،　ہی
۶۔　ر-ش-،　شعر ندارد
۷۔　ر۔ ۸۴،　رکھنا
۸۔　ر۔ ۸۴،　سب ہے نشان عارف
۹۔　م۔ ۱۷۱،　شان

﴾319﴿

ڈال دے چشم سے جو کچھ ہے عیاں اور طرف تا[1] رہے مد نظر تیرے نہاں اور طرف
جس کے در سے نہیں جاتے دل و جاں اور طرف اب مری طرف سے اس کا ہے گماں اور طرف[2]
پوچھے ہے مجھ سے دوراہے میں کدھر جاؤ گے اس طرف گر کہوں ہوتا ہے رواں اور طرف
جو اُسے دیکھے یہ حیرت ہے کہ بس اُس کے سوا دیکھ سکتا ہی نہیں پھر وہ وہاں اور طرف
میں بھی کن انکھیوں[3] سے پھر دیکھ ہی لیتا ہوں اسے اک[4] ذرا آنکھ ہوئی اُس کی جہاں اور طرف
تیر یاراں اسے اس طرف ہو کرنا جس کو تو وہ کرتا ہے رخ تیر و کماں اور طرف[5]
مجھ سے گو لاکھ کرے یار تو ظاہر داری ہے عیاں یہ کہ ترا دل ہے نہاں اور طرف[6]
غیر کو بعد ترے میں نے بہت دوڑایا تو گیا اور طرف سے وہ دواں اور طرف
اور بھی طرف ہے عالم میں سوا گھر تیرے تو ہی بتلا دے کہ جاؤں میں جہاں اور طرف
اُس کی صحبت میں نہیں فائدہ غمگیں جس کا
دل تو ہو اور طرف اور زباں اور طرف

﴾319﴿	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م-۱۷۱/ب-۱۰۱	یارہے
۲-	م-ب-	شعر ندارد
۳-	طبق م۱۷۱-/	
	الف-۱۱۰-	کن آنکھوں سے
۴-	الف-۱۱۰ م-۱۷۱ ب-۱۰۱	ایک
۵-	ب-	شعر ندارد
۶-	ب-	شعر ندارد

﴿320﴾

دیکھتے ہیں جبکہ ہم وحشت میں اُس گھر کی طرف
بے تحاشا بھاگتے ہیں جنگل و بر کی طرف
پاس میرے گھر اکیلا بھی کبھی بیٹھے وہ آہ
دیکھتا رہتا ہے بس دیوار اور در کی طرف
اُس کی گر مرضی نہ ہو ہمدم تو یہ تو یاد رکھ
بد نظر دیکھے تو کوئی ایک مچھر کی طرف
ہائے کیا شامت تھی کیوں لایا میں بستر پر اسے
ہکا بکا رہ گیا جو دیکھ بستر کی طرف
پاؤں پیدل دوڑ دوڑ آتے تھے جو بے اختیار
جبر ہے اُن کو کریں منہ گر میرے گھر کی طرف
کھائے جاتا ہے کن انکھیوں ہی کن انکھیوں میں وہ آہ
گھور کر دیکھوں اگر میں اپنے دلبر کی طرف
خیر کی صورت نہیں دیتی دکھائی بزم میں
یہ طبیعت آ گئی ہے اُس کی کچھ شر کی طرف
وہ پری رو مجھ پریشاں حال و دیوانے کے آہ
دیکھتا ہے دمبدم کیوں پاؤں اور سر کی طرف
دل کو رکھ غمگیں ہمیشہ تو مے و معشوق میں
آنکھ اٹھا کر دیکھ مت اس دولت و زر کی طرف

﴿320﴾ ش-ب-ن-خ-ع- غزل ندارد

﴿321﴾

مائل یہ دل نہ کفر نہ اسلام کی طرف
الّا شراب و شاہد[۱] گلفام کی طرف
اک عضو بھی نظر نہیں آتا ہے خوب طرح
جوں جوں میں دیکھوں اپنے گل اندام کی طرف[۲]
بلبل نہ چھوڑ گل کو قفس میں پھنسے کبھی
میلان دل نہ ہووے اگر دام کی طرف[۳]
راحت اسی میں صرف ہے دونو جہان کی
گر کچھ غور شرع کے احکام کی طرف
جھنجلا کے دل کہے ہے نہ دیکھ آسمان کو
جب دیکھتا ہوں اُس کے لب بام کی طرف[۴]
لازم ہے آدمی کو کہ آغاز عشق میں
اپنا رکھے خیال نہ انجام کی طرف[۵]
شب کو کہا ہے اُس نے کچھ ایسا کہ صبح سے
آنکھیں لگی ہوئی[۶] ہیں سر شام کی طرف[۷]
کھل جائے سب حقیقت ذاتی یہ سیر ہے
گر غور کیجے گردشِ ایام کی طرف

غمگیں نہیں جہان میں بے کار تجھ سوا
مصروف اپنے اپنے ہیں سب کام کی طرف[۸]

---

318 ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
۱ـ -ایضاً- شاہد و گلفام
۲ـ ر- شعر ندارد
۳ـ -ایضاً-
۴ـ -ایضاً-
۵ـ ر-، ۸۴،- اپنے خیال کو رکھے انجام کی طرف
۶ـ م-، ۱۷۲، ب-، ۱۰۲، ہوئیں
۷ـ ر- شعر ندارد
۸ـ ر- شعر ندارد

﴾322﴿

جو دلارام[۱] سے نہیں واقف   وہ دل آرام سے نہیں واقف[۲]
جس کو دل چاہتا ہے اے یارو   اُس کے ہم نام سے نہیں واقف[۳]
واں ہے اپنا مکاں جہاں کوئی   سحر و شام سے نہیں واقف[۴]
جو کہ بندے ہیں عشق کے زاہد   کفر و اسلام سے نہیں واقف
جز و کل کو میں جانتا ہوں ایک[۵]   خاص اور عام سے نہیں واقف
جس کو اثبات[۶] ہو گیا ہے وہ   الف[۷] و لام سے نہیں واقف[۸]
مست ہیں جو شراب عشق میں وہ   کچھ مے و جام سے نہیں واقف[۹]
ایسے ناکام ہیں ہم اے غمگیں
کہ کسی کام سے نہیں واقف

﴾322﴿

۱۔ ش۔۳۲ دل آرام
۲۔ ع۔ شعر ندارد
۳۔ حاشیہ الف۔۱۱۰
م۔ب۔ن۔ح۔ر۔ شعر ندارد
۴۔ ش۔۳۳ ن۔۲۹ اپنا وہاں ہے مکان جہاں کوئی
صبح اور شام سے نہیں واقف
۵۔ ش۔۳۳ ن۔۲۹ کل کو اور جز کو جانتا ہوں ایک
۶۔ خ۔۱۲۷ اثبات
۷۔ ن۔۲۹ الف اور لام۔ ب۔۱۰۰ الف لام
۸۔ ش۔ ع شعر ندارد
۹۔ ش۔ن۔ شعر ندارد

﴾323﴿

اُس سے کیا بر آئے گو کیسا ہو انساں فیلسوف جس کے کوچے کا ہے ہر یک طفل ناداں فیلسوف
روز دم دیتا ہے اور شب کو کبھی آتا نہیں ہے قیامت وہ مرا خورشید تاباں فیلسوف
سادہ لوحی سے بسر تو اس سے آنے کا نہیں اے دلا ہے ایک آفت تیرا جاناں فیلسوف
روز و شب گردش نئی دکھلائے ہے عشاق کو ہے بڑا پیر کہن یہ چرخ دوراں فیلسوف
جی میں خوش ہوتی ہے اور روتی ہے اُس کو دیکھ دیکھ ہے بلا اے مردماں یہ چشم گریاں فیلسوف
پھیر دیتا ہے سواری روز اُلٹی دے کے دم ہمدمو[1] ہے کچھ عجائب میرا مہمان فیلسوف
غیر لڑوا کر انھیں تقصیر کرواتا ہے معاف[2] مجھ پہ کس حکمت سے یہ کرتا ہے احساں فیلسوف
دخترِ رز کو مغبچہ[3] نے مجھ سے ملوا ہی دیا یہ بھی اپنے وقت کا ہے مثل لقماں فیلسوف
ہم ترے قائل ہوں غمگیں جو اس سے تو گانٹھ لے
اور اک[4] سگ رکھا ہے اس نے در پہ درباں فیلسوف

﴾323﴿ م۔ن۔ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[1] الف۔۱۱۲ ش۔۱۲۴ ہمدموں

[2] ش۔۱۲۴ عفو

[3] ش۔۱۲۴ مغبچہ

[4] ر۔۱۱۲، ش۔۱۲۴، ایک

﴿324﴾

شب وصال ہے اُس ماہتاب پر موقوف
بسان روز کہ ہے آفتاب پر موقوف
کھلیں[1]گے بھید نہ یوں کچھ مرے ترے دل کے
یہ گفتگو رہے شب کی شراب پر موقوف
صدا[2] سب ایک ہے قانون عشق میں اے دل
نہیں ہے چنگ و سرودو رباب پر موقوف[3]
دلا یہ باغ جہاں کی ہے جتنی سر سبزی
سب عاشقوں کی ہے[4]چشم پر آب پر موقوف[5]
ہمیں ہے عشق فقط اُس صنم سے اے زاہد
ترا ہے زہد عذاب و ثواب پر موقوف[6]
جو میں نہ ہوں تو وہ پھر بے حجاب ہوتا ہے
حجاب یار ہے مجھ بے حجاب پر موقوف
عنایت ازلی ہو تو ہو وہ[7] پیری میں
نہیں ہے عشق دلا کچھ شباب پر موقوف[8]
خیال و وہم ترا صرف ہے یہ اے واعظ[9]
کہ اُس کی دید کو رکھتا ہے خواب پر موقوف
مجھے ہے دختر[10] رز سے درست عقد اے شیخ
یہ مسئلہ ہے فقط اس جناب پر موقوف
تمام کار خرابات آہ اے غمگیں
ہے ان دنوں مجھی خانہ خراب پر موقوف

﴿324﴾ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ش۔۱۱۸ ن۔۱۹ کھلے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا
[2] ن۔۲۹ ب۔۱۰۰ صد آسیب ایلک
[3] ن۔۲۹ ش۔۱۱۹ نہیں ہے بین پہ اور کچھ رباب پر موقوف
[4] م۔۱۷۰ ہم
[5] ب۔ شعر ندارد
[6] نسخہ ع میں صرف یہ دو شعر شامل ہیں۔
[7] ش۔۱۱۹ یہ
[8] نسخہ ع۔۱۱۳ میں شامل ہے
[9] ش۔۱۱۹ ن۔۲۹ تیرا خیال ہے اور وہم ہے یہ اے واعظ
[10] ب۔۱۰۱ دخت

﴿325﴾

عزیزو پوچھیے یوسف سے یار کی توصیف
وہی ہے خوب کرے جس کی خوب رو تعریف

نصیب ایسے پھرے اب کہ آ نہیں پھرتے
بدل کے بھیس جو لاتے تھے رات کو تشریف[۱]

نہ آئی راس مجھے عشق کی یہ آب و ہوا
نہ آہ سے ہوئی فرصت نہ گریہ سے تخفیف

کلی کا زہرہ ترق[۲] جائے رشک سے فی الفور
جو اُس دہن کی کروں جا کے باغ میں تعریف[۳]

وہ شوخ دوست ہو جس کا پھر اُس کو اے یارو
کچھ احتیاج نہیں ڈھونڈنے کی اور حریف

عذاب روز جزا کا رہا نہیں کچھ ڈر
شب فراق میں کھینچی ہے اس قدر تکلیف[۴]

وہ[۱۰] کام اس کے ہیں جو طفل بھی نہیں کرتے[۵]
عرض کہ دل کی بھی ہے واہ کیا ہی ذات شریف[۶]

قضا[۱] بھی آئے تو زندہ اُسے نہ پہچانے
ترا ہے عاشق بیمار یہ ضعیف و نحیف[۷]

بتا[۲] تو آوے مجھے خواب کس طرح ہمدم[۸]
خیال اُس کے سے جب ایک دم نہ ہو تخفیف[۹]

سحر کو دیتے ہیں طعنہ مجھے سب اے ہمدم[۱۰]
اس آہ و نالہ سے ہوتا ہوں شب کے سخت خفیف[۱۱]

بجائے یا تو الف قافیہ میں لا غمگیں
غزل اک[۱۲] اور بھی لکھ جلد قابل تعریف[۱۳]

﴿325﴾ م-ب-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ر- شعر ندارد
[۲] ش-، ۳۲، زہرا ترق
[۳] ر- شعر ندارد
[۴] ر-ن- شعر ندارد
[۵] ش-، ۳۲، وہ کام کرتا ہے----------
[۶] ر- شعر ندارد
[۷] ر-ن-ش- شعر ندارد
[۸] ش-۳۲ بتا تو غمگیںؔ کہ کس طرح مجھ کو خواب آوے
[۹] ر شعر ندارد
[۱۰] ش-، ۳۲، غمگیںؔ
[۱۱] ر- شعر ندارد
[۱۲] الف- ۱۰۹ ش- ۳۲ ن- ۳۰ ایک
[۱۳] ش-ن- شعر ندارد

ق

﴾326﴿

یاں تلک ہے یہ دل آہ یار کا مشتاق   کہ ہو گیا ہے ہر اک بے قرار کا مشتاق
تمھیں ہے ظرف بہت مے کشو میں ہوں کم ظرف   کہ تم شراب کے ہو میں خمار کا مشتاق
نہ رکھ تو بحرِ محبت میں وار پار سے دھیان   جو آشنا ہے تو رہ مانجھدار[۱] کا مشتاق
بہ وصف شوق یہ چشمِ حیا ہے اس دل کو   کہ چشم سے نہیں اس کی دوچار کا مشتاق[۲]
مجھے تو اب یہ تمنا ہے وہ خفا ہو کاش   کہ میں رہا ہوں بہت اُس کے پیار کا مشتاق[۳]
خدا کو مان یہ اقرار[۴] و قول اور سے کر   کہ میں نہیں ترے قول و قرار کا مشتاق
مجھے خزاں و بہار ایک سی ہے اے غمگیں
دیوانہ میں نہیں جو ہوں بہار کا مشتاق

﴾326﴿	ش۔ر۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ب۔۱۰۲	مانجھدہار
۲۔	ر۔ن۔ش۔	شعر ندارد
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ن۔۳۰	اقرار قول

﴿327﴾

یہ کور چشم کن آنکھوں سے اُس کے ہیں مشتاق
بھرا ہے حسن سے جس شوخ کے تمام آفاق
تو ہی طلاق دے دنیا کو شیخ ہم آزاد
کریں نکاح کسی سے نہ دیں کسی کو طلاق[1]
جو نخل ذکر ثمر دے تجھے تو ہو سامع
کریں ہیں حمد سب اپنی زبان میں اوراق
جو قید ہستی سے آزاد ہو تو تو جانے
نہیں جہاں میں مقید کوئی علی الاطلاق
تمام نور رخ شمع کا ہوا کافور
ہمارے ماہ جبیں کی جو دیکھی سیمیں ساق[2]
رکھے ہے دختر رز سے رات دن نمٹ پٹ
کمال پیر مغاں کا ہے ان دنوں اشفاق[3]
کبھی نہ دیکھ کے وہ چشم تر ہوا ہم کو
ہوئے ہیں عشق میں ہم آہ جن کے سوکھ کے قاق[4]
جو میرے واسطے دیتے تھے مے پلا دس کو
اب ایک جام پلانا انھیں ہے مجھ کو شاق[5]
ذمیمہ دور کر اپنے سے خصلتیں غمگیں
حمیدہ تیرے نہ نزدیک ہوں اگر اخلاق

﴿327﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
[1] ر- شعر ندارد
[2] ر-ب- شعر ندارد
[3] -ایضاً-
[4] -ایضاً-
[5] ر- شعر ندارد

﴿328﴾

فدا جو تجھ پہ مثال چکور ہیں عشاق   بسان[۱] ماہ ہوا ہے تو شہرۂ آفاق
اثر کیا ہے میرے دل میں زہر ہجراں نے   ترا وصال ہی اب اس کے حق میں ہے تریاق
اب[۲] اُس کے کوچے سے میں ناتواں اٹھوں کیونکر   کہ مجھ ضعیف کی بس[۳] ہو گئی ہے طاقت طاق
جمال اپنا دکھادے اب اُن کو اے پیارے   کہ تیرے حسن کے عاشق ازل[۴] سے ہیں مشتاق
یہ دل ہے ایسے ستمگر پر ہدمو عاشق   نہ جس میں مہر[۵] و وفا ہے نہ انسیت اخلاق[۶]
تمام شمع کی ٹھنڈی ہو گرم بازاری   اگرچہ دیکھے مرے شعلہ رو کی سیمیں ساق
جہاں میں منعم و شاہ و گدا سے اے غمگیں
طمع نہ کیجیے ہرگز کہ ہے خدا رزاق

﴿328﴾	م-ن-ب-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔۸۶	بہ شان
۲۔	ش۔۳۴	بس
۳۔	ایضاً	اب
۴۔	ایضاً	ابد
۵۔	طبق ش۔۳۴	
	الف۔۱۱۵	مہر و وفا
۶۔	خ۔	شعر ندارد

﴿329﴾

نہیں باطل سخن اُس کا کہے جو کچھ وہ ہے برحق   مقید میں مقید جو رہے مطلق میں بس مطلق
ترے غل سے بہت ہے فائدہ آواز میں خم کے   مجھے بھاتی ہے واعظ اس تری حق حق سے وہ لق لق
کتان دیکھے سے مہ کے ٹکڑے ٹکڑے یار ہوتا ہے   تعجب ہے ترے بن دیکھے دل میرا ہے کیوں شق شق
کہاں جاؤں یہ حالت ہے مری اب بعد وحشت کے   کہ آبادی نظر آتی ہے جوں جنگل کوئی لق[1] دق
خیال آیا مگر اُس مہر رو کو کیا[2] ترا غمگیں
یکایک ہو گیا اس ہجر کی شب کا جو منہ فق فق

﴿330﴾

کہاں تلک کروں معمول کی شراب میں فرق   کسی طرح نہیں اُس کے کہیں حجاب میں فرق
تو اونگھ اونگھ کے کرتا ہے معتقد کس کو   بہت ہے زاہد ناداں فنا و خواب میں فرق
دیا ہے اُس کے مگر تو نے ہاتھ میں مکتوب   نظر پڑے ہے جو قاصد ترے جواب میں فرق
کرے ہے بارے وہ چن چن کے انتخاب ستم   ہزار شکر نہیں اپنے انتخاب میں فرق
ربودگی یہ کہاں ہے گلاب کی بو میں   بہت ہے شوخ عرق میں ترے گلاب میں فرق
نشے میں ہو کم و بیشی وگرنہ اے ساقی   سب ایک سے ہیں نہیں کچھ کسی خراب میں فرق
یہ پند پیر مغاں مے کشو رکھو تم یاد   کبھی نہ کیجیو معمول کی شراب میں فرق
پھنسا ہے دختر رز سے یہ محتسب شاید   کہ آج کل ہے بہت اس کے احتساب[1] میں فرق
نہیں ہے چشم کی وا کی بھی فرصت اے غمگیں
فنا بقا میں بس اپنے ہے یہ حباب میں فرق

﴿329﴾	ن۔ر۔ش۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	م۔، ۱۷۴،	لق ودق
۲۔	ایضاً	ہوا
330	ش۔ن۔ر۔ب۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	م۔ ۱۷۷	اجتناب

﴿331﴾

پیر مغاں الست سے ہوں میں خراب عشق　　رکھتا ہے کیا دریغ تو مجھ سے شراب عشق
میں منکر و نکیر سے کیوں[1] واعظا ڈروں　　ہوگا تو صرف مجھ سے سوال و جواب عشق
تا حشر نیند پھر نہ تجھے آئے زاہدا　　آوے کبھی خیال میں گر تیرے خواب عشق[2]
جاری تو احتساب نہ کر مجھ پہ محتسب　　ظالم یہ کچھ شراب نہیں ہے گلاب عشق[3]
یاراں یہ رنج[4] جتنے کہ ہیں دو جہان میں　　یہ یاد رکھو صرف ہیں یہ سب عذاب عشق[5]
پایاب بحر عشق قدم رکھتے ہی ہوا　　پہنچا نہ سر تک اپنے صد افسوس آب[6] عشق[7]
محجوب تو نہ اس سے نہ وہ تجھ سے بے حجاب　　یہ جس قدر حجاب ہے سب ہے حجاب عشق
ہر آن آن اور ہی معشوق کا ہے حکم　　ہر دم ہے تازہ ہم کو عتاب و خطاب عشق[8]
نخل جہاں کے عاشقو ہو جائے بیخ خشک　　برسا جہاں میں نہ کرے گر سحاب عشق[9]
معشوق تند خو ہیں جہاں میں بہت مگر　　وہ تجھ کو چاہیے کہ ہو[10] جس پر عتاب عشق[11]

لب بند لذت اُس کی سے میں[12] کیا بیاں کروں
شہد و شکر سے شیریں ہے غمگیں عذاب عشق

﴿331﴾ ش۔ن۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب۔۱۰۴ خ۔۱۲۷ کیا
۲۔ ب۔ر۔ شعر ندارد
۳۔ ب۔ر۔ شعر ندارد
۴۔ ب۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۵۔ ر۔خ۔ شعر ندارد
۶۔ الف۔۱۱۴ اب
۷۔ ر۔خ۔ شعر ندارد
۸۔ ایضاً
۹۔ ر شعر ندارد
۱۰۔ م۔، ہے کہ جس
۱۱۔ ب۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۱۲۔ ب۔ ہیں

{332}

مہمان[1] دل میں کسی کے گر[2] کبھی آتا ہے عشق
ساتھ اپنے صاحب خانہ کو لے جاتا ہے عشق
دل کو اُس کی زلف میں کا ہے کو الجھاتا ہے عشق
یہ پریشانی مرے کیوں سر پہ تو لاتا ہے عشق[3]
مرشد و ہادی و مولا وہ[4] ہے ہم سب ہیں مرید
وہ ہی[5] ہم کرتے ہیں جو اے یار فرماتا ہے عشق
رہ نوردِ بے خودی ہی میں ہوئے ہم تو فنا
کون سی اب راہ دیکھیں ہم کو دکھلاتا[6] ہے عشق[7]
جب تلک ہے دم میں دم ہرگز نہ چھوڑوں گا اُسے
دوستو! میں سچ کہوں دل سے مجھے بھاتا ہے عشق
تو یہ کیا کہتا ہے غافل اُس پری رو سے نہ رہ
میں دیوانہ ہوں بھلا جو مجھ کو سمجھاتا ہے عشق[8]
شوق مٹی کے کھلونوں کا نہیں اس دل میں کچھ
کیا میں لڑکا ہوں مجھے تو ان سے بہلاتا ہے عشق[9]
عاشقوں نے اس کو العشق[10] وھو اللہ ہی کیا
اس خبر سے زاہد[11] کچھ اور کہلاتا ہے عشق
بے خودانہ بے خودی میں جو فنا ہوتا ہوں میں
عشق سے میں اور مجھ سے کیا ہی گھبراتا ہے عشق[12]
شکل جس پردہ نشیں کی آج تک دیکھی نہیں
اب بہر صورت اسے غمگیںؔ کو دکھلاتا ہے عشق[13]

{332}	ب۔ س۔ ض۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔۵۸	یہاں
۲۔	ایضاً	جب
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	ر۔ ۸۵	یہاں
۵۔	ایضاً	ہم وہی
۶۔	م۔۱۷۳	بتلاتا
۷۔	ر۔	شعر ندارد
۸۔	ر۔۸۵	کیا میں دیوانہ ہوں جو تو مجھ کو سمجھاتا ہے عشق
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	ر۔۸۵	العشق ہو اللہ
۱۱۔	ایضاً	شیخ جی
۱۲۔	ر۔م۔	شعر ندارد
۱۳۔	ر۔۸۵	غمگیںؔ اس پردہ نشیں کو لا کے دکھلاتا ہے عشق

﴿333﴾

لعل لب پر ہے مسی یا یہ ہے شام و شفق[1] گل پہ شبنم ہے یا عارض پہ ہے تیرے عرق
واعظا دو پاٹ پڑھ[2] کر کیا کرے ہے قیل و قال آ شراب عشق پی جس سے کھلیں چودہ طبق
ترے اُس بیمار ہجراں میں نہیں باقی ہے کچھ دیکھنے کو پر ترے آنکھوں میں جاں ہے اک رمق
حال دل کر کر بیاں روتا ہوں میں اس طرح سے طفل ناداں جس طرح روتا ہے پڑھنے میں سبق
تو بھی تو عاشق ہے اے غمگیں مجھے اتنا بتا
سارے عشاقوں کو کیا ہوتا ہے ایسا ہی قلق

﴿334﴾

جس قدر مجھ کو بتوں کی ہے دلا چاہ کا شوق کسی مومن کو نہیں ہائے یہ اللہ کا شوق
حاجیوں کو رہ کعبہ سے نہ ہو گا یہ انس مجھ کو جیسا کہ ترے کوچے کی ہے راہ کا شوق
تجھ سے جو کچھ کہ مجھے عشق ہے اے رشک قمر یہ چکور اور کتاں کو ہے کہاں ماہ کا شوق
کچھ مجھے دیر و حرم کی نہیں خواہش اے شیخ حضرت دل کی مگر صرف ہے درگاہ کا شوق
آستانے سے صنم تیرے نہ جاؤں گا کہیں مجھے لایا ہے حرم سے تری درگاہ کا شوق
فصلِ گل میں نہ ہو نالے سے یہ بلبل کو ذوق
جو کہ غمگیں کو ترے ہجر میں ہے آہ کا شوق

﴿333﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] ش-، ۳۴، لبِ لعل پر ہے مسّی یہ یا یہ ہے شام و شفق

[2] الف-۱۱۴ پڑ

ش-۳۴ پڑھ

﴿334﴾ م-ب-ن-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد،

بر حاشیہ الف-۱۱۵

﴿335﴾

طریق عشق میں اپنا نہیں ہے کوئی رفیق
مگر یہ درد ہی مونس ہے اور آہ شفیق
مرا تو ملت و مشرب ہے صرف میخانہ
کسی کی راہ حرم ہے کسی کا دیر طریق[1]
تجھے تو کعبہ خوش آتا ہے شیخ ہم کو دیر
جو تیری راہ ہے وہ تو ہمارا یہ ہے طریق[2]
ترے دہان و کمر کا ہے فکر دل کو پیچ
یہ اس ضعیف سے کب ہو سکا خیال دقیق[3]
تمھارے فندقِ پا کا جو ہے خیال مجھے
تو اشک چشم سے بہتے ہیں سرخ مثل عقیق[4]
حقیقت اپنی کو پہچانے محال ہے یہ
ہزار بار گر انسان کرے خیال دقیق[5]
عجیب[6] رنگ ہے اُس خندق حنائی کا
چمک یہ ناخن پا کی ہے جوں نگین عقیق
جو ایک رشحہ زمین پر گرے تو ہووے غرق[7]
بھرا ہے کوزہ دل میں مرے وہ بحر عمیق[8]
عذاب قبر کا خطرہ[9] نہیں رہا مجھ کو
ہوا ہوں گنبد افلاک میں یہ آہ مضیق[10]
نہیں ہے ہوش کئی دن سے کچھ مجھے ساقی
عجب طرح کی تری آہ ہے شراب رحیق[11]
اب اُس کے چاہ زنخداں کی یاد میں[12] اے دل
ہماری چشم سے جاری ہے ایک بحر عمیق[13]

بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل غمگیں
کہ کور دل کو بھی سن کر ہو دید کی توفیق[14]

﴿335﴾ ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ش۔ شعر ندارد
[2] م۔ب۔ر۔ شعر ندارد بر حاشیہ الف۔۱۱۳
[3] م۔ب۔ر۔ شعر ندارد
[4] ر۔ ش شعر ندارد بر حاشیہ الف۔۱۱۳
[5] ش۔ر۔ شعر ندارد
[6] م۔۱۷۵ عجب
[7] م۔۱۷۵ غرلق
[8] ش۔ شعر ندارد
[9] الف۔۱۱۳ / م۔ ۱۷۵ ب۔ ۱۰۴ خطرا
[10] ش۔ شعر ندارد
[11] ۔ایضاً۔
[12] ش۔ غمگیںؔ بر حاشیہ الف۔ ۱۱۳
[13] م۔ر۔ب۔ شعر ندارد
[14] ش۔ر شعر ندارد

ک

﴿336﴾

سمندِ فکر ہمارا ہے اس قدر چالاک　　　که ایک دم میں پہنچتا ہے بر سر افلاک
وہ زور و شورِ جنوں جبکہ یاد آتا ہے　　　کہے ہے[۱] عقل کہ کر ڈال پھر گریباں چاک[۲]
مزار پر وہ میرے ہائے کس طرح آوے　　　کھٹکتی آنکھ میں اب تک ہے جس کے میری خاک[۳]
مجھے تو ہوتی ہے بے دخت رز کے سیر حرام　　　نظر پڑے ہے کہیں باغ میں جو سایہ تاک[۴]
شراب ناب سے ہر دم طہارت دل کر　　　کہ پاک تا رہے خطروں سے اور تو بیباک[۵]
جو تیرے[۶] حسن کو اُس مرتبے میں پہچانے　　　نہ چشم کو یہ[۷] بصارت نہ دل کو یہ ادراک

جو گریہ میں کروں غمگیں تو یار ہنستا ہے
مگر[۸] یہ اس کی خوشی ہے کہ یہ رہے غمناک[۹]

﴿336﴾	ن-ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۱۱۷	لفظ "ہے" ندارد
۲-	ش-ر-	شعر ندارد
۳-	-ایضاً-	
۴-	ب-ر-ش-	شعر ندارد
۵-	ش-	شعر ندارد
۶-	ب-۱۰۶	تیری چشم
۷-	ش-۳۶	نہ
۸-	ر-۸۸،	ہمیشہ اُس کی خوشی ہے کہ میں رہوں غمناک
۹-	ب-۱۰۶،	نمناک

﴿337﴾

سمند جس کا مثال نسیم ہے چالاک
اب اپنا ہاتھ ہے اور اُس سوار کا فتراک[1]
نسیم صبح سے آتی ہے گر کبھی وہ بو
برنگِ گل وہیں کرتا ہوں میں گریباں چاک
تمھارے ہجر سے پامال ہوگیا لیکن
نہ پہنچی وصل کے دام تلک بھی میری خاک
مری یہ جان بھی قرباں ہے اے کماں ابرو
ترے خدنگ نگہ سے نہیں ہے دل کو باک
برنگ لالہ کے داغ اور بطور سرو کے آہ
اُگے ہیں مزرعہ دل میں عجب ہے یہ املاک
شراب عشق سے رہتا ہے پر سبو[2] دل کا
ہماری جب سے کہ اُس چشم مست پر ہے تاک

﴿338﴾

بھلا اس ناتوانی میں میں کیونکر جاؤں دلبر تک
مرا نقشہ بھی اُٹھنے کا نہیں ہے روز محشر تک
تو اُس کوچے میں اے بادصبا کیوں خاک اڑاتی ہے
اڑا سکتے نہیں مجھ ناتواں کی خاک صرصر تک
پلائی وقت رخصت اور دروازے میں ہی[1] ظالم
گیا میں شب کو پہنچانے نشے میں اُس کے جو گھر تک
ہوا دیوار کی مانند جس کی انتظاری میں
نہ آیا اپنے وعدے پر کسی شب وہ مرے در تک
نشے میں مجھ کو دم دے کر گیا وہ چھوڑ رستے میں
رہا میں اُس کے گھر جانے سے پہنچوں کاش بستر تک
میرا خط پاس اُس پردہ نشیں کے کون لے جاوے
کہ اُڑ کر[2] قاصدا واں جا نہیں سکتا کبوتر تک
خدا جانے کہ اُس دلبر نے دل کو کیا کیا میرے
کہ آتا ہی نہیں ہے ہائے ہمدم اپنے دلبر تک
گئی دیوانگی دل سے نہ میرے اُس پری رو کی
کئی تعویذ اور طومار، لے جنتر سے منتر تک
یہاں تک ناتواں ہیں حشر میں بھی ہم نہ اٹھیں گے
فرشتے گر اٹھا لے جائیں غمگیں ہم کو محشر تک

﴿337﴾ ب-م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد
برحاشیہ الف-۱۱۷
[1] برحاشیہ ش- ۳۶
[2] ش-۳۶ صبو

﴿338﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] م-۱۸۲ بھی
[2] ایضاً- اُڑ قاصد

﴿339﴾

لے کر زمیں سے غمگیں اٹھ جائے آسماں تک   جو ہرزہ ہے آہ دل میں آوے اگر زباں تک
عالم حجاب ہو گا اے شیخ تجھ کو ہم کو   دے ہے وہی دکھائی پھینکیں نظر جہاں تک[1]
جی چاہتا نہیں اب جو اس سے بات کیجے   سمجھاؤں آہ دل کو ہر دم کہاں کہاں تک[2]
ساقی وہ مے دے جس سے رہ جاؤں مے کدے میں   آتا ہوں مشکلوں سے اس تیرے آستاں تک[3]
محفل میں اُس کی جا کر مشکل ہے آہ آنا   سو سو خرابیوں سے آتے ہیں واں سے یاں تک[4]
احوالِ راہ و منزل آئینہ ساں ہے مجھ کو   قاصد اگر صبا ہو تو بھی نہ پہنچے واں[5] تک[6]
اپنے سوا کسی کو دیکھا کہیں نہ غمگیں
کون و مکاں سے بس ہم ہو آئے لامکاں تک

﴿339﴾ ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

[1] ر- شعر ندارد

[2] ب- شعر ندارد

[3] ر-۸۸ پھر جا سکوں نہ اٹھ کر اس تیرے آستاں تک

[4] الف- ۱۱۷ م- ۱۸۰ ب- ۱۰۶ وہاں سے یہاں تک

[5] ایضاً وہاں

[6] ب-ر- شعر ندارد

﴿340﴾

کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک   عمر اک چاہیے یہ عمر بسر ہونے تک
خانہ آباد کہیں دیکھ نہ ہو گھر[۱] برباد   دل میں اُس بت کی وفا کا ترے گھر ہونے تک[۲]
مثل شبنم نہیں[۳] کچھ ہستی موہوم اپنی   کہ ترے مہر کی ٹھہرے یہ نظر ہونے تک
خوں نہ ہو اے دل بیتاب میں قرباں ترے   صدف چشم میں ان[۴] اشک[۵] گہر ہونے تک
بخشنے کا میں نہیں حشر میں خوں اے قاتل[۶]   اور کو قتل کیا میرے اگر ہونے تک[۷]
اثر آثار بھی تیرا نہ رہے گا اے دل   تری[۸] باتوں سے دل اُس کے میں گھر ہونے تک[۹]
آئے بھی اور گئے دل بھی وہ لے کر غمگیں
ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

﴿340﴾	ش۔خ۔	غزل ندارد
۱۔	ع۔۱۱۳	کر
۲۔	ن۔۳۰	اُن کے دل میں تری اس چاہ کا گھر ہونے تک
۳۔	ایضاً۔	نہ ہو یہ----------------------
۴۔	ر۔۸۷	اشکوں کے گہر ہونے تک
۵۔	ع۔۱۱۱	اشک کے ----------
۶۔	ن۔۳۰	میں نہ بخشوں گا تجھے حشر میں خوں اے قاتل
۷۔	ع۔ر۔	شعر ندارد
۸۔	ن۔۳۱	ان کے دل میں تری باتوں کا اثر ہونے تک
۹۔	ع۔ر۔	شعر ندارد

﴿341﴾

دیکھا نہیں ہے دل نے وہ دیدار اب تلک
واقف نہیں دوا سے یہ بیمار اب تلک
عابد ہے شرک تیری عبادت میں مستتر
تسبیح میں رکھے ہے تو زنّار اب تلک
کیوں میں نے پیار آنکھوں میں اُس کو کیا کہ وہ
جب سے ہے آہ آنکھوں میں بیزار اب تلک
اک عمر مے کدے میں شب و روز پی شراب
لیکن ہوئے نشے میں نہ سرشار اب تلک
دونو جہاں سے گو کہ گئے ہم گزر ولے
اُس بزم کے نہیں ہیں سزا وار اب تلک
کس بات پر کرے ہے ستمگر وہ مجھ کو قتل
اک بات کا نہیں میں گنہگار اب تلک
تھا وعدہ شب اُس کو ہوئے آج پانچ روز
بیٹھا ہوں ہائے گھر میں میں ناچار اب تلک
صیاد فصل گل گئی، گزری قفس میں پر
تڑپے ہے ہائے مرغ گرفتار اب تلک
ہمدم نہ پوچھ وصل کی ہے ہجر سے بتر
وہ ہی ہے اُس کی حجّت و تکرار ان تلک
کوئی کہ دے عندلیب قفس کو کہ غل نہ کر
محفوظ ہے خزاں سے یہ گلزار اب تلک[۱]
اخفا نہیں ہے کوئی تیری بات مجھ سے یار
تجھ سے کیا نہیں مگر اب اظہار اب تلک[۲]
شب گزری صبح ہو گئی اور شام پھر ہوئی
دیکھوں ہوں راہ تیری میں اے یار اب تلک[۳]
تو اپنے قول پر نہ رہا یار برقرار
اور برقرار ہے مرا اقرار اب تلک[۴]
دیکھا تھا اس نے غیر سے ہنستے کہیں اُسے
گریاں ہے جب سے چشم گہر بار اب تلک[۵]
تو اپنے بال کھول کہ کھلے مرے ہوش[۲]
دیکھی نہیں ہے میں نے شب تار اب تلک[۶]
کیا کیجیے اک نگاہ سے اُس چشم مست کے
بے ہوش ہے مرا دل سرشار اب تلک[۷]
دیکھا تھا اُس کے ہجر میں گلزار کو کبھی
آنکھوں میں میری چبھتے ہیں وہ خار اب تلک[۸]

پی تھی شراب شب کو یہ غمگیں نے کس کے ساتھ
اتنا چڑھا ہے دن نہیں ہوشیار اب تلک

﴿341﴾ ب-ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد
[۱] برحاشیہ -الف-۱۱۶ م- شعر ندارد
[۲] -ایضاً-
[۳] -ایضاً-
[۴] -ایضاً-
[۵] -ایضاً-
[۶] -ایضاً-
[۷] -ایضاً-
[۸] -ایضاً-

﴿342﴾

دیکھوں تجھے نہ آنکھوں سے اے یار جب تلک   ہو گا نہ گور میں مجھے آرام تب تلک
اب تو خدا کے واسطے آ وقت ہے اخیر   پہنچی ہے جان اے بت خونخوار لب تلک
وعدہ کیا ہے اُس نے کہ آؤں گا میں ولے   کیونکر پڑے گا چین مجھے ہائے شب تلک
مُلّا قسم خدا کی ذرا فال دیکھ تو   اُس بت سے میری[1] ہوگی ملاقات کب تلک
غمگیں پہ کی تھی مستی میں اُس شوخ نے نگاہ
اترا[2] نہیں ہے اُس کو نشہ یار اب تلک

﴿342﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
حاشیہ-الف- ۱۱۷
[1] ش-۳۵ ہو گی میری
[2] ایضاً- اوتارا

343

ہم جستجوئے یار میں پہنچے وہاں تلک
انسان کا گزر نہیں ہوتا جہاں تلک
پیری میں اک جواں سے ہے دل بستگی ہمیں
مشہور شیخ جی ہے یہ پیر و جواں تلک[۱]
یہ حال ضعف سے ہے مرے حال کا طبیب
جو جو ہے دل میں وہ نہیں آتا زباں تلک[۲]
موجود کی تلاش میں ہم ہو گئے عدم
اپنا بھی[۳] علم جہل سے پہنچا کہاں تلک
جو بدگماں ہوں میں وہ نہیں مجھ سے بدگماں
میں بدگماں ہوں اپنے بھی[۴] وہم و گماں تلک[۵]
اپنا خیال بھی[۶] نہیں آتا ہمیں کبھی[۷]
تیرا خیال یار رہے ہے یہاں تلک
کس طرح اپنی جان کہوں اُس کو ہمدمو[۸]
جس پر سے میں نثار کروں اپنی جان تلک[۹]
جاگا بہت میں گھات میں راتوں کو ہمدمو[۱۰]
پر دسترس نہ اپنی ہوئی مہماں تلک[۱۱]
آخر پھر آ کے اپنے ہی دل میں ملا سراغ
ہم ڈھونڈ آئے اُس کو کہاں سے کہاں تلک[۱۲]
دیکھا تو بس جہاں تھے وہیں کے وہیں ہیں ہم
طے کر کے سب مقام جو پہنچے وہاں تلک[۱۳]
غمگین وہ نور نامتناہی ہے یاد[۱۴] رکھ
جو نور ہے زمیں سے لگا آسماں تلک

﴾343﴿ ش۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ع۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۲۔ ع۔خ۔ شعر ندارد
۳۔ ب۔۱۰۶ ر۔۸۸ ہی
۴۔ خ۔۱۶۸ ہی
۵۔ م۔۱۸۱ لفظ "تلک" ندارد
ر۔ شعر ندارد
۶۔ ر۔۸۸ ہی
۷۔ ن۔،۳۱، پھروں خیال اپنا بھی رہتا نہیں ہے آہ
۸۔ الف۔۱۱۷/ م۔۱۸۱ ب۔۱۰۶ ہمدموں
ن۔۳۱ بد زیب ہے جو یارو کہوں اُس کو اپنی جان
۹۔ ر۔ شعر ندارد
۱۰۔ ا۔،۱۱۷، م۔۱۸۱ ب۔۱۰۶ ہمدموں
۱۱۔ ب۔ع۔ر۔خ۔ شعر ندارد
۱۲۔ ع۔ شعر ندارد
۱۳۔ ۔ایضاً۔
۱۴۔ ر۔۸۸ م۔۱۸۱ ع۔۱۱۲ ب۔۱۰۷ "دھیان"

﴾344﴿

یہ کس کی جاگتے سوتے میں دیکھی ہائے جھلک   کہ اب تلک نہیں لگتی مری پلک سے پلک
ہوا کرے ہے یہ دن رات نیلا پیلا آہ   بہم جو اُس کو مجھے دیکھتا ہے دون فلک
صفات جتنی جلالی ہیں اُن کو عین سمجھ   کہ تا سلوک میں تیرے نہ آوے[1] کوئی اٹک
جو بسرّ کہ اس میں نہاں ہیں کرے ہے یہ ظاہر   شراب یار ہر انساں کے واسطے ہے محک
وہ شوخ بزم میں کیا کیا اُسے اڑاتا ہے   بنا کے غیر جب آتا ہے اپنی نوک پلک
جو دل میں ہو نہ کدورت تو غور کر اے شیخ   بتوں میں صاف خدا کی نظر پڑے ہے جھلک
رخ ملیح نے کی ہے بہت نمک پاشی   ترا مرے دلِ مجروح پر ہے حق نمک
وہ کیا شراب پلائی تھی ساقیا تو نے   کہ ہوش دونو جہاں کا نہیں ہے آج تلک
یہ اپنے عہد میں غمگیں ہے دیکھ پیر مغاں
کرے ہے کس لیے واعظ تو اس سے یہ بک بک

﴾344﴿ ب-ش-ن-ر- غزل ندارد

[1] م-۱۸۲ آئے

﴿345﴾

ہوتے ہیں مے کشی میں تو وہ ہم بہم شریک
لیکن ہوا نہ یہ کہ کبھی ہوویں غم شریک
اُس کا نہیں شریک کوئی دو جہان میں
گر ہے تو صرف ایک یہ تیرا ہے دم شریک
کیونکر نہ اعتبار کریں اُس کی بات کا
ہر یک سخن میں جس کے ہو سو سو قسم شریک[۱]
کوئی نہ تھا رفیق ترے ہجر میں مرا
سو خون دل سے پر یہ رہی چشم نم شریک[۲]
جور بتاں سے زندگی مشکل ہو ہمدمو[۳]
ہووے نہ گر ہمارے خدا کا کرم شریک
یہ یاد رہوے تجھ کو برے وقت میں دلا
دشمن تو خیر دوست بھی ہوتے ہیں کم شریک[۴]
تنہائی ہجر کی میں نہ مونس نہ کوئی یار
گر ہیں تو اُس کی طرف سے درد والم شریک[۵]
فرہاد و قیس کو نہ کروں کس طرح سے یاد
تھے مجھ ستم زدہ کے وہ دونو ستم شریک[۶]
کیا[۷] اُن کو کوئی عاشق مومن جواب دے ق
کہتے ہیں یہ بتاں کہ خدا کے ہیں ہم شریک
مطلق نہیں شریک کوئی اُس کی ذات کا
ہوتا نہیں وجود کے ہرگز عدم شریک

لکھ اور ہی ردیف[۸] قوافی میں اب غزل
غمگیں ہوں تیرے درد کے تا سُن کے ہم شریک

﴿345﴾ ب۔ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔ شعرندارد

[۲] ۔ایضاً۔

[۳] الف۔ ۱۱۵ م۔ ۱۷۸ ہمدموں

[۴] ر۔ شعرندارد

[۵] ۔ایضاً۔

[۶] ایضاً

[۷] ر۔ کیا کوئی ان کو

[۸] م۔۱۷۸ بھی ردیف و قوافی

﴿346﴾

پاؤں چلنے سے رہے اس تری رفتار کو دیکھ
بند لب ہوگئے شیرینیِ گفتار کو دیکھ

آگیا شیخ بھی کل بیچ میں سر سے اپنے
پہن کے عمامہ دیا اس تری دستار کو دیکھ[۱]

شب تصور میں ترے نقشے کے حیراں میں رہا
اُس تصور سے مصور در و دیوار کو دیکھ

اے مسلمانو خدا جانے یہ کیا ہے کہ مجھے
ہوش رہتا ہی نہیں اس بُتِ سر شار کو دیکھ

شب کو مے پی کے نہ گلیوں میں پھرا کر اے شوخ
خوف آتا ہے مجھے اس ترے اطوار کو دیکھ[۲]

جلوہ گر اُس کے نہ ہونے کا گلہ پھر کیجو
پہلے آئینۂ دل اپنے کے زنگار کو دیکھ[۳]

دونو عالم پہ بھی راضی نہیں ہوتا مجھ سے
اور قیمت وہ بڑھاتا ہے خریدار کو دیکھ

رودیا آہ طبیبوں نے بھی ہمدم میرے
اس تن زار کو[۴] بس عشق کے آزار کو دیکھ[۵]

رو برو اپنے قفس رکھے ہے جس کا صیاد[۶]
رشک آتا ہے بس اس مرغ گرفتار کو دیکھ[۷]

یاد رہتا نہیں کچھ جور و جفا اے غمگیں
بھول جاتا ہوں ستم اپنے ستمگار کو دیکھ

﴿346﴾ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر شعر ندارد
۲۔ ب۔ ر شعر ندارد
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ ن۔ ۵۱ اور
۵۔ ب۔ ر شعر ندارد
۶۔ ن۔ ۵۱ رو برو اپنے قفس جس کا رکھے ہے صیاد
۷۔ ر شعر ندارد

﴿347﴾

غش ہوں میں اُس کی نوجوانی دیکھ   سُن ہے وہ میری ناتوانی دیکھ
شوقِ دیوانگی ہے گر تجھ کو   لیلیٰ مجنوں کی تو کہانی دیکھ
دم میں آجائیو نہ تو اے دل   گفتگو اس کی یہ زبانی دیکھ
دم ہے آنکھوں میں اب تو تو آکر   اک[۱] نظر میری جاں فشانی دیکھ
ہے بہت دور یار کا کوچہ   تو ہی اپنی ناتوانی دیکھ
لوگ خواہش کرے ہیں مرنے کی   ہجر میں میری زندگانی دیکھ
غیر کیا کیا جلا ہے اے غمگیں
مجھ پر اُس مہ کی مہربانی دیکھ

﴿347﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

غزل برحاشیہ، الف۔ ۲۰۹ برحاشیہ، ش۔ ۶۳

[۱] الف۔ ۲۰۹۔ ش۔ ۶۳۔ ایک

گ

﴿348﴾

گلچیں سے جیسی بلبل بیداد ہے بہ تنگ[۱]
ویسا ہی اس کے صید سے صیاد ہے بہ تنگ
گر بس چلے تو باغ سے ہو جائے وہ ہوا
اُس سرو قد سے آہ یہ شمشاد ہے بہ تنگ
جو شاد ہے بتر ہے وہ ناشاد سے بھی آہ
دنیا سے میرا کیا دل ناشاد ہے بہ تنگ[۲]
شیریں تو تنگ خسرو کی آغوش میں ہے آہ
شیریں[۳] کے اور ہاتھ سے فرہاد ہے بہ تنگ
حیرت سے یک قلم ہے وہ تصویر کی طرح
نقشے کے ہاتھ سے ترے بہزاد ہے بہ تنگ
رہتا نہیں ہے حرف سبق ایک مجھ کو یاد[۴]
نسیاں سے اب مرے بہت استاد ہے بہ تنگ
غمگیں بہت ہی تنگ ہے یہ گنبد فلک[۵]
رہنے سے اس میں یہ دل آزاد ہے بہ تنگ

﴿348﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ن۔۳۱ جیسی قفس میں بلبل بیداد ہے بہ تنگ
م۔۱۸۳ گلچیں سے بلبل

[۲] ب۔ شعر ندارد

[۳] ب۔۱۰۷ شرین

[۴] ن۔۳۱ رہتا نہیں سبق کا مجھے ایک حرف یاد

[۵] ن۔۳۱ غمگیں یہ سقف نیلی بڑی تنگنائے ہے

﴿349﴾

جو دیکھ کے اُس بت کو ہوا ہائے میرا رنگ   ایسا نہ کسی کا کرے اللہ بُرا رنگ
کس رنگ سے انداز سے جی کوئی بچاوے   لاتی ہے نیا اُس کی ہر اک آن و ادا رنگ[۱]
ہو جیسی کہ صورت اسے ویسی ہی نظر آئے   دل کا ترے جوں آئینہ ایسا ہو صفا رنگ
اُس دستِ حنائی کو سرِشام جو دیکھا   تو پنجہ خور کا وو ہیں بس زرد ہوا رنگ[۲]
جس کا کہ نہ کچھ رنگ نہ کچھ ڈھنگ نہ صورت   ہر رنگ میں دیکھوں ہوں میں اُس کا بخدا رنگ
اے دل یہ یقیں جان کہ بے رنگ ہے صانع   ہر ایک جو شے کا نظر آتا ہے جدا رنگ
ساقی مے گلگوں کے نشے میں ترے یہ دل   وہ رنگ دکھاتا ہے جو دیکھا نہ سنا رنگ[۳]
کیا خاک کسی وحشی کی برباد کی تو نے   ہے مثل بگولے کے ترا جو کہ صبا رنگ[۴]
ہے فیضِ تلون تری صحبت سے یہ[۵] اے شوخ   لاتا ہے جو دل مجھ سے مرا روز نیا رنگ
رنگ اُس کے ابھی بزم[۶] میں کب دیکھے ہیں غمگیں
بس ایک ہی صحبت میں ہوا ہے یہ ترا رنگ

﴿346﴾ ب۔ن۔ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔ شعر ندارد
۲۔ ر شعر ندارد
۳۔ ۔ایضاً۔
۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ م۔۱۸۵ لفظ "یہ" ندارد
۶۔ م۔۱۸۵ ر۔۸۹ رنگ اس کی بزم کے

﴿350﴾

مجھ سے آزردہ جو اُس گل رو کو اب پاتے ہیں لوگ
اور ہی رنگت سے کچھ کچھ آکے[۱] فرماتے ہیں لوگ
جب سے جانا بند میرا ہو گیا اے ہمدمو[۲]
تب سے اُن کے گھر میں ہر ہر طرح کے آتے ہیں لوگ
میری آہ سرد کی تاثیر اُس کے دل میں دیکھ
ہائے کس کس طرح مجھ پر اُس کو گرماتے ہیں لوگ
جب وہ گھبراتے تھے مجھ سے تب تھے اُن کے گھر کے خوش
اب جو وہ خوش ہیں تو اُن کے گھر کے گھبراتے ہیں لوگ[۳]
پاس خاطر اُن کی اُس سے بھی بہت کرتا ہوں میں[۴]
اُس کے گھر کے جب کبھی مجھ پاس آجاتے ہیں لوگ[۵]
کوئی سمجھاؤ انھیں بہر خدا اے مومنوں
اُس صنم کے عشق میں جو مجھ[۶] کو سمجھاتے ہیں لوگ
میرا دشمن کر دیا جن دوستوں نے اُس کو آہ
دوست اس کے اب وہی افسوس کہلاتے ہیں لوگ
روز ہجراں تو دکھایا سو فریبوں سے مجھے
دیکھیے اب اور کیا کیا ہائے دکھلاتے ہیں لوگ
جو لگاتے تھے بجھاتے تھے ہمیشہ ان سے آہ
وہ ہی سب ناچار غمگیں مجھ سے شرماتے ہیں لوگ

﴿350﴾ ب۔ر۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ طبق م۔۱۸۴ ش۔۱۱۹ ن۔۳۱ خ۔۱۲۸
الف۔۱۱۹ "آتے"
۲۔ ش۔۱۱۹ میرا جانا بند جب سے ہو گیا اے ہمدموں
۳۔ ن۔۳۲ جب وہ رکتے تھے تب تھے ان کے گھر کے مجھ سے خوش
۴۔ ش۔۱۲۰ کیسے کیسے ان کی کرتا ہوں خوشامد ہمدمو
۵۔ خ۔ شعر ندارد
۶۔ ن۔۳۲ مجھ کو جو

❴351❵

جھونٹھ سچ کہہ کر یہ اپنی بات کیوں کھوتے ہیں لوگ
میرے درپے اُس سے ہمدم کس لیے ہوتے ہیں لوگ
اُن کو مجھ سے پاؤں دبوانے میں ہنستے دیکھ کر
اپنے سر پر ہاتھ دھر دھر اب بہت روتے ہیں لوگ
مجھ کو اُس کو دیکھ سوتے نیند ان کی اڑ گئی
کوئی اب آرام سے کیا اپنے گھر سوتے ہیں لوگ
میں جو جا سکتا نہیں وہاں کیا خوشی ہو ہو کے آہ
داغ دل پہلے مرے اشکوں سے اب دھوتے ہیں لوگ
جو یہاں بونا ہے وہاں اُگتا ہے وہ ہی جان کر
کشتِ دل میں اپنے کیوں تخم بدی بوتے ہیں لوگ[۱]
حال و استقبال سے اپنے نہیں آگاہ کچھ
اس قدر غافل بھلا کس نیند یہ سوتے ہیں لوگ[۲]
قافیہ کو اب بدل کر لکھ غزل اک[۳] اور بھی
شعر سن کر ترے غمگیں خوشی ہوتے ہیں لوگ

❴351❵ ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ن۔ شعر ندارد

[۲] ن۔ شعر ندارد

[۳] الف۔ ۱۹۹ م۔ ۱۸۳ ن۔ ۳۱ ش۔ ۱۲۵ ایک

ل

﴿352﴾

نہیں میں اب ترے ہجر و[1] وصال کے قابل   کہ ہجر و وصل[2] نہیں میرے حال کے قابل[3]
دلا خموش ہی بیٹھا وہاں رہا کر تو   نہیں وہ بزم جواب و سوال کے قابل[4]
خیال یار تیرا صرف ہے یہ وہم و خیال[5]   یہ وہم چھوڑ نہیں وہ خیال کے قابل
یہ ایک عشق تو کیا لاکھ عشق ہو مجھ کو   مگر کہاں ترے حسن و جمال کے قابل
برا بھلا نہ کہا کر شرابیوں کو شیخ   یہ گفتگو نہیں تیری کمال کے قابل[6]
نہ مجھ سے قرب کے وہ اور نہ بُعد کے لائق   ق[7]   نہ انفصال کے اور اِتّصال کے قابل
عجیب دیکھ یہ قضیہ[8] ہے آہ اے غمگیں
کہ تا بحشر نہیں انفصال کے قابل[9]

﴿352﴾ ش۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[1] م۔۱۸۸ ہجر وصال

[2] ایضاً۔ وصال

[3] ر۔۸۹ وصال و ہجر نہیں میرے حال کے قابل

[4] ب۔ شعر ندارد

[5] ر۔۸۹ خیال یار تو تیرا ہے صرف وہم و خیال

[6] ر۔ شعر ندارد

[7] طبق ب۔۱۰۹
الف۔ لفظ "قطعہ" ندارد

[8] ن۔ ۳۳ عجیب طرح کا یہ قضیہ

[9] ر۔ شعر ندارد

﴿353﴾

رکھے سالک جو اک دم با خدا دل　　دو عالم کو ہو اس کا رہنما دل
کہے جو آپ ہے میرا برا دل　　لگا مت اُس کے دل سے تو ولا دل[1]
مقرر اُس ستم گر پر ہے کیا آہ　　نہ ہو ہمدم کسی پر مبتلا دل
غرض اسے نہ کچھ تو جان وہ جان　　نہ کچھ تجھ سے ہے مجھ کو مدعا دل[2]
ہوا کرتے ہیں دو دل بھی کسی کے　　جو پھر مانگے ہے تو اے دلربا دل
تجھے دل چاہیے ہر روز تازہ　　کہاں سے لاؤں میں نت نت نیا دل[3]
خفا ہوتا ہے اس سے جب کہ وہ شوخ　　تو کیا کیا مجھ سے ہوتا ہے خفا دل[4]
ترے کوچے تلک تو تھا میرے ساتھ　　نہیں پھر ہوش مجھ کو کیا ہوا دل
صنم مت چھیڑنا مطلب کی کچھ بات　　نہایت ہے میرا پر مدعا دل[5]
یہ بیگانہ ہے[6] واقف تھا نہ گویا　　ہوا اُس کا ہے جب سے آشنا دل[7]

خوشی گالی سے اُس کی گر نہ ہوں میں
کرے ہے دل میں غمگیں تو گلہ[8] دل[9]

﴿353﴾ ش۔ب۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔ شعر ندارد
[2] ۔ایضاً۔
[3] ۔ایضاً۔
[4] ر شعر ندارد
[5] ۔ایضاً۔
[6] م۔۱۹۲ بھی
[7] ر۔۹۰ ہوا ہے جب سے اس کا آشنا دل
[8] الف۔۱۲۴/ م۔۱۹۳ گلا
[9] ر۔ شعر ندارد

﴿354﴾

کس واسطے اُس بت کا تو یار ہوا اے دل   جو دین اور ایمان سے بیزار ہوا انے دل
بے فکری سے یاروں میں پیتا تھا شرابیں تو   اب عشق میں اُس کے کچھ ہوشیار ہوا اے دل
کچھ ہوش تجھے اپنا اور کچھ نہ بیگانے کا[۱]   ایسا[۲] تو نشے میں اب سرشار ہوا اے دل
جو کوئی دوا تجھ کو تاثیر نہیں کرتی   اُس چشم کا کاہے کو بیمار ہوا اے دل
چھوڑا تجھے تجھ پر ہے غمگیں نے نہ پھر آخر
ہاتھوں سے یہ تیرے وہ ناچار ہوا اے دل

﴿355﴾

روز سرکش ہی رہے مجھ سے ہے اُس رات سے دل   پاؤں بس دیکھتے ہی اُس کے گیا ہاتھ سے دل
جز تری ذات دکھائی نہیں دیتی ہیں صفات   محو دیدار ہے بس اب یہ تیری ذات سے دل[۱]
شاہد و مے کی بھی تعریف کیا کر واعظ   سخت بیزار ہے اس تیری خرافات سے دل[۲]
یہ ترا ناز و کرشمہ و ادا ہے آفت   ہائے کس طرح بچاؤں میں ان آفات سے دل
مجھے معلوم ہو تو تجھ سے کہوں اُس کا حال   اب نہیں پاس مرے تیری عنایات سے دل
بیٹھنے جب سے کہ مستوں کی لگا صحبت میں   اٹھ گیا دونوں جہاں کی یہ ہر اک بات سے دل
شیخ صاحب تمہیں گر عالم دل سے ہو خبر   تو لگاؤ نہ کبھی کشف و کرامات دے دل
آب و گل اُس کی ہے زاہد مے و مے خانہ کی   جائے کس جا پہ میرا آہ خرابات سے دل
حسب حال اپنے تو لکھ اور غزل اے غمگیں
سن کے تا خوش ہو مرا اس[۳] تیرے حالات سے دل

﴿354﴾	م-ب-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
[۱]	ش-۳۷	سے
[۲]	ایضاً-	ایسا تو ہے الفت میں
﴿355﴾	ش-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
[۱]	م-۱۱۸	محو دیدار ہے یہ تری ذات سے دل
[۲]	ب-	شعر ندارد
[۳]	م-۱۸۹	ان

﴾356﴿

گرم صحبت نہیں اُس سے بھی وہ کل رات سے دل   ہائے یہ سرد ہوا سب کی ملاقات سے دل
اُس نے بات ایسی کہی شب یونہی بیٹھے بیٹھے   اٹھ گیا ہائے میرا ہمدمو سب بات سے دل
وائے حسرت کہ وہ لگا نہیں لگنے دیتا   ورنہ خوب اُس کی لگاتا میں تجھے گات سے دل
فیلسوفی میں ہم استاد ہیں لیکن ہمدم   لے گیا پر نہیں معلوم وہ کس گھات سے دل
کوئی لے جا کے مجھے قدموں پر اُس کے ڈالے   ورنہ جاتا ہے ابھی ہائے میرا ہاتھ سے دل
سو جگہ جائے ہے مسجد سے ترا دل اے شیخ   میرا جاتا ہی نہیں ہائے خرابات سے دل
اختیار اُس کو نہ کرتا یہ کبھی روز الست   عشق کے گر ہو خبردار مکافات سے دل
شیخ جی ہمت عالی سے نہ جب تک وہ آئے   مطمئن آپ کی ہو گا نہ کرامات سے دل
ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُس شوخ کو ہم اے غمگیں
پہنچے اس جا کہ وہاں اپنے رہا سات سے دل

﴾356﴿ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

{357}

واں سے یاں[۱] آتے ہوئے آہ[۲] یہ گھبرائے ہے دل　　راہ میں سے بھی پھر اُلٹا وہیں پھر جائے ہے دل
دشمن جان کو ہر اک اپنے سمجھتا ہے دلا　　دوست بن بن کے عبث مجھ کو تو سمجھائے[۳] ہے دل
گر نہ دیکھے اُسے اک[۴] دم تو نہ دکھلائے خدا　　ہائے کیا کیا کہوں جو جو مجھے دکھلائے ہے دل
گر وہ یہاں آئے مدارات کو اُس کی مجھ پر　　دم میں سو سو نئی فرمائشیں فرمائے ہے دل[۵]
اُس کے بھلانے کی گر یہاں کروں تدبیر تو آہ　　مجھے بھلا کے عجب ڈھب سے وہاں جائے ہے دل
جو زبردست ہے اُس پر تو نہیں چلتا زور　　مجھ کو کمزور بہت جان کے جھنجھلائے ہے دل[۶]
اُس کے آنے کی سنی اس نے جہاں سو سو بار　　صحن میں گھر کے اُدھر جائے ادھر جائے ہے دل[۷]
وہ نہ وہاں ٹھہرنے دیتا ہے نہ میں یہاں اس کو　　تو[۸] گل بازی کی کیا طرح یہ کملائے ہے دل

اور اُس شوخ کی کیا پوچھوں اب اس سے غمگیں
مجھ سے بات اُس کی بھی کرتے ہوئے شرمائے ہے دل

{357} ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔ ۱۲۰ م۔ ۱۸۵ ب۔ ۱۰۷ وہاں سے یہاں
۲۔ م۔۱۸۵ لفظ "آہ یہ" ندارد
۲۔ م۔۱۸۵ سمجھا ہے
۳۔ الف۔ ۱۲۰ م۔ ۱۸۵ ب۔ ۱۰۷ ایک
۳۔ ب۔ شعر ندارد
۴۔ ۔ایضاً۔
۵۔ ایضاً
۶۔ الف۔۱۲۰ سب تو

﴿358﴾

کرتا ہوں جس کے مکھڑے کو میں پیار آج کل جو اپنی شکل سے ہوں یہ[۱] بیزار آج کل
اب بزم میکشی میں لگا ہونے واں[۲] ہجوم ایسا نہ ہو کہ لڑ مریں دو چار آج کل[۳]
اُس کو بلا کے سامنے دے لیجیے سزا مرتا ہے قید میں وہ گنہگار آج کل
جا سکتے رو برو نہیں اُس خندہ رو[۴] کے ہم باندھا ہے ہائے گریہ نے یہ تار آج کل
مسجد میں شیخ جائے ہے اُس بت کے گھر[۵] کی راہ تسبیح سے نکالے نہ زنّار آج کل[۶]
کیونکر کٹے گی دیکھیے برسات کی بہار رہتا ہے بند خانہ خمار آج کل[۷]
وہ تو کہے ہے دن کو میں کہتا ہوں رات کو آنے میں اُس کی ہے یہی تکرار آج کل[۸]
نکلا نہ منہ سے تیرے نشے میں ہو کچھ دلا رہتا بہت وہ شوخ ہے[۹] ہوشیار آج کل[۱۰]
اس دل کے اور ہدمو جاناں کے ہاتھ سے ہے اپنی زندگی مجھے دشوار آج کل
آنے کی میرے ایسی منائی ہے بزم میں اُس کا در اپنے حق میں ہے دیوار آج کل[۱۱]
دشمن وہ کیا ہوا کہ کوئی دوست آشنا اپنا نہیں ہے آہ روادار آج کل

غمگیں تمھاری گھات میں رہتا ہے محتسب
نکلا کرو نشے میں نہ سرشار آج کل[۱۲]

﴿358﴾	ب۔ش۔ن۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔، ۹۰،	میں
۲۔	الف۔ ۱۲۰ م۔ ۱۸۶	وہاں
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	طبق م۔۱۸۶ ب۔۱۰۸	
	الف۔۱۲۰	لفظ "رو" ندارد
۵۔	ب۔۱۰۸	سے آ
۶۔	ر۔	شعر ندارد
۷۔	۔ایضاً۔	
۸۔	۔ایضاً۔	
۹۔	م۔۱۸۶	لفظ "ہے" ندارد
۱۰۔	ر۔	شعر ندارد
۱۱۔	۔ایضاً۔	
۱۲۔	۔ایضاً۔	

﴿359﴾

ہم بتا دیں تمھیں دنیا میں کہ کیا ہے مشکل　　دل کو اُس بت سے لگانا بخدا ہے مشکل
جان تو واں[۱] ہے مری اور ہے یہ جسم[۲] یہاں　　اب مجھے ہجر میں مرنا بھی ہوا ہے مشکل
کروں کیونکر یہ دعا شیخ بتوں کا ہو نہ عشق　　مجھے یہ حفظ نہ رہوے گی دعا ہے مشکل[۳]
میں ہوں تو تو نہیں گر تو ہو تو میں آہ کہاں　　سخت ملنا مجھے اے شوخ ترا ہے مشکل[۴]
چاک خرقہ نہ کرے شیخ تیری دیکھ کے دھج　　میرے نزدیک یہ اے تنگ قبا ہے مشکل
چھوڑ دینا بہت آساں ہے دلا دنیا کا　　اس کدورت سے مگر ہائے صفا ہے مشکل
کہہ دے اُن لوگوں کو غمگیں کہ اُسے یاں[۵] تک لائیں
جو مرے[۶] درد کی کہتے ہیں دوا ہے مشکل

﴿359﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] الف۔ ۱۲۳ م۔ ۱۹۱ ب۔ ۱۱۲ وہاں
[۲] طبق۔ب۔۱۱۲
الف۔۱۲۳، / م۔۱۹۱ چشم نہاں
[۳] خ۔ شعر ندارد
[۴] ۔ایضاً۔
[۵] الف۔ ۱۲۳ م۔ ۱۹۱ ب۔ ۱۱۲ یہاں
[۶] خ۔ ۱۲۹ ترے

﴾360﴿

روزہ نماز سے کب ہوتا ہے کوئی کامل   جب تک کرے نہ دل سے عشق بتاں کو حاصل
کہہ[1] عشق[2] عاشقی کی کچھ اب حدیث واعظ   باغ بہشت پر تو خلقت کو کر نہ مائل[3]
کافر کہیں گے اُس کو تا شیخ و برہمن سب[4]   جو ایک دم بھی رہوے اپنے صنم سے غافل
گر یار کی طرف سے جور و[5] ستم بھی ہووے   مہر و وفا سے اُس کو بہتر سمجھ تو اے دل
ہوں انتظار تیرے دیدار کا ابد سے   دکھلا جمال اپنا اے بادشاہ عادل
جز حیرت و خموشی مطلق نہیں ہے اُس جا   تصویر کا ہے عالم اے ہمدمو[6] وہ محفل[7]
کر یاد حق کی غمگیں مذکور دہر مت کر
یہ ذکر و فکر[8] دنیا جتنا ہے سب ہے باطل

﴾360﴿ ب-خ-ع-ر   غزل ندارد
[1] ن-۳۲   گر عشق و عاشقی
م-۱۸۷   عشق و عاشقی
[2] ش-۲۶   مثله مثالئوں پر خلقت کو کر نه مایل
ن-۳۲   مسئله مسائلوں ---------
[3] ش-۳۷   ن-۳۲، تلک
[4] م-۱۸۷   جورستم
[5] ایضاً۔   ازل سے
[6] الف-۱۲۱ / م-۱۸۷ / ش-۳۶ / ن-۳۲   ہمدموں
[7] ن-   شعر ندارد
[8] طبق-م-۱۸۷
الف-۱۲۱   ذکر فکر

﴿361﴾

کہتے ہیں وہ کہ شب کی ملاقات ہے قبول   منظور جو تجھے ہے وہ ہی بات ہے قبول
اُس سر کی اب قسم کہ نہیں عذر کچھ مجھے   جس میں خوشی ہو تیری وہ دن رات ہے قبول
واعظ نہیں قبول مجھے تیری قیل و قال   رندوں کی مے کدے کی خرافات ہے قبول
مسجد سے کچھ غرض ہے نہ کچھ بت کدے سے کام   جو دخت رز ملے تو خرابات ہے قبول
تو پیر میں مرید ہوں دے ساقیا شراب   تیرا تو جان و دل سے مجھے ہات ہے قبول
مدہوش ایک جرعہ میں کر دے دلا تجھے   پیر مغاں کی ایسی کرامات ہے قبول
مے نے دیا یہ لطف ہمیں اس بہار میں   بارہ برس جو برسے تو برسات ہے قبول
غمگیں جو ہاتھ پہنچے میرا اُس کی ران تک
تو ایک لات کیا مجھے سو لات ہے قبول

﴿362﴾

سوائے جہل نہیں ہوتے علم سے مشغول   طبیعت اپنی بھی غمگیں کمال ہے مجہول
نہ[۱] ہست رہ نہ دلا نیست رہ کبھی ہرگز   نہ بندہ رہ نہ خدا رہ یہ راہ ہے مقبول
زیادہ پینے کی توفیق گر نہ ہو اے دل   تو چاہیے کہ نہ ناغہ کرے[۲] مے معمول[۳]
شراب اور بڑھا دی سبب سے عادت کے   نشہ ہمیں نہیں کرتا ہے ساقیا معمول[۴]
سوا بھلے کے کبھی کیجیو نہ کام برا   مگر برے کو دلا سمجھیو نہ نا معقول
نہیں ہے ضعف سے اب دسترس زمیں تک آہ   غبار دل سے اڑاتا ہوں سر پہ خاک اور دھول
سمجھ کے شعر کہا کر دلا کہ اک عالم   کرے نہ ملحد و زندیق پر تجھے محمول
دوام حال میسر رہے مجھے تا حشر   جناب پیر مغاں میں یہی ہے اب مسئول
سوا شراب و غم عشق مے کدے میں مرے   نہ کچھ ضرورت مشروب ہے نہ کچھ ماکول
خدا کو بت نہ بنانا کبھی تو اے غمگیں
بتوں کو جان خدا کر یہ عرض میری قبول

﴿361﴾	ش-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
﴿362﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۱۱۱	لفظ "نہ" ندارد
۲۔	م-۱۲۳	کر
۳۔	ب-۱۱۱	محمول
۴۔	ب-	شعر ندارد

﴿363﴾

صنم ہزاروں جہاں میں ہیں یوں شکیل[1] جمیل   خدا گواہ ہے تیرا نہیں نظیر و عدیل
تمھارے عشق میں کیا بے کسی ہے صد افسوس   کوئی نہ دشمن و اغیار ہے[2] نہ یار و خلیل
ذلیل جس کو کرے تو کبھی نہ ہو وہ عزیز   عزیز جس کو کرے تو نہ ہو کبھی وہ ذلیل
یہ فخر کم نہیں کچھ مجھ کو دوست دشمن میں   کہ تیرے دست مبارک سے میں ہوا ہوں قتیل[3]
ہر ایک صنع[4] سے ظاہر وجود صانع ہے   زیادہ اس سے نہیں آشکارا[5] کوئی دلیل
دلا یہ یاد رہے وصل یار کا مجھ سے   سوائے تیرے نہیں دو جہاں میں کوئی محیل[6]
جو عشق ہے تجھے تو سر کو رکھ بجائے قدم   گر اُسے ملنے کی ہاتھ آئے تیرے کوئی سبیل[7]
سوائے وجہ ضروری نہ جمع کر اس کو   متاع عالم دنیا بہت ہے قدر قلیل
صنم سے اپنے دلا رہ تو اس قدر آگاہ   کوئی خدا کا رکھے دھیان جیسے وقت رحیل
لکھو اب اور قوافی میں اک غزل غمگیں
کہ شغل ذات کے ہو واسطے ہمیں وہ دلیل[8]

﴿363﴾ ش-ن-ر- غزل ندارد
[1] طبق-م-۱۹۰ ر-۸۹ خ-۱۲۹ ب-۱۱۱
الف-۱۲۳ شکیل جمیل
[2] خ-۱۲۹ بھی
[3] ب-ر- شعر ندارد
[4] خ-۱۲۹ وضع
[5] ر-۹۰ آشکار
[6] ر-خ- شعر ندارد
[7] ر-خ- شعر ندارد
[8] ر- شعر ندارد

م

﴿364﴾

یار جس مست کو ہے جام سے کام   کیا اسے ننگ اور نام سے کام
جو تری زلف و رخ کی دید میں ہیں   نہ سحر سے انھیں نہ شام سے کام
جو پرستش کریں ہیں اُس بت کی   انھیں چھمن سے کچھ نہ رام سے کام
شب کہا میں نے ہو وہ عرض قبول   ق   تم کو صاحب ہے گر غلام سے کام
تو وہ بولے مرا نہیں کچھ درد
تجھے غمگیں ہے اپنے کام سے کام

﴿365﴾

مجھ سے یوں روٹھ کر نہ جاؤ تم   صدقے[۱] جاؤں ذرا پھر آؤ تم
یا تو مجھ کو وہیں بلاؤ تم   یا یہیں میرے پاس آؤ تم
روبرو میرے ہائے صد افسوس   ق   غیر تو روٹھے اور مناؤ تم
اور مجھ سے غلام کو صاحب   آتش رشک سے جلاؤ تم
اب تو وہ بھی کہیں ہیں غمگیں سے
ہم کو دو پیالیاں پلاؤ تم

﴿364﴾ م-ب-ن-ش-ر-ع- غزل ندارد
﴿365﴾ ب-م-ن-ر-ع- غزل ندارد
[۱] ش-۳۸ پہلا آدھا مصرح نا خوانا

366

پہلے عاشق دیکھ اچھی شکل پر ہوتی ہے چشم　　　پھر کیے کو اپنے آخر مردماں روتی ہے چشم
ہجر کی شب کو کبھی جو ایک پل سوتی ہے چشم　　　چونک کر تب وہیں خون دل سے منہ دھوتی ہے چشم
دیکھ کہتا ہوں بہت مت رو ذرا تو کر حجاب[۱]　　　کیوں تو ہم چشموں میں میری آبرو کھوتی ہے چشم
داغ دل کو عشق کا لگ کر بھلا چھٹتا ہے کب　　　روز و شب رو رو کے اس کو کیوں عبث دھوتی ہے چشم
عشق میں اوّل ترے جاری تھا ایسے بحرِ اشک　　　آخر اب سو خون دل سے ذرا تر ہوتی ہے چشم
وہیں دیتا ہے جگا آ کر اسے اُس کا خیال
ایک پل بھی شب کو غمگیں جو کبھی سوتی ہے چشم

﴿366﴾ ب-م-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱۔ ش-۳۸ حیا

﴾367﴿

کیوں دل نے اٹھائی ہے یہ محنت نہیں معلوم
کس کی ہے اسے آہ محبت نہیں معلوم

اے[1] آئینہ رو دیکھتے ہی دیکھتے تجھ کو
کیوں مجھ[2] کو یہ آ جاتی[3] ہے حیرت نہیں معلوم

اب میری حقیقت کی یہ پہنچی ہے حقیقت
اپنی بھی حقیقت کی حقیقت نہیں معلوم[4]

جاہل ہوں یہاں تک کہ اب اپنا بھی[5] نہیں علم[6]
تم پوچھو ہو وحدت مجھے کثرت نہیں معلوم

غم کا نہ مجھے غم نہ خوشی کی ہے خوشی کچھ
ایسی ہے[7] کدھر میری طبیعت نہیں معلوم

جو درد ہے اُس درد کی آخر ہے نہایت
کیا درد ہے یہ جس کی نہایت نہیں معلوم

کیا تم کو بتاؤں میں طریقت کی طریقت
مجھ کو ہی[8] طریقت کی طریقت نہیں معلوم

ہو دل کی خبر اور کے کس طرح سے مجھ کو
اپنے ہی مجھے دل کی حقیقت نہیں معلوم[9]

جز رنج و غم و درد[10] کی صعوبات کے غمگیں[11]
کیا چیز ہے فرحت ہمیں فرحت نہیں معلوم

﴾367﴿ خ-ع- غزل ندارد

[1] ب-۱۱۲ لفظ "اے" ندارد

[2] ر-۹۰ تجکو

[3] م-۱۹۳ آ جائے حیرت

[4] م- شعر ندارد

[5] ر-۹۱ ہی

[6] ش-۳۹ / ن-۳۵ اپنا بھی مجھے علم نہیں ایسا ہوں جاہل

[7] م-۱۹۳ لفظ "ہے" ندارد

[8] ن-۳۵ بھی

[9] ر- شعر ندارد

[10] ب-۱۱۳ م-۱۹۳ درد و صعوبات

[11] ش-۳۹ ن-۳۵ جز غم کے اور اندوہ کے اور درد کے غمگیں

﴿368﴾

کیونکر اُس پردہ نشیں کے کہو گھر جاتے ہم
دین و دنیا سے نہ جب تک کہ گزر جاتے ہم
تیرے قرباں کے لیے عید کے دن اے دلبر
گر نہ یہ جان ہو تو شرم سے مر جاتے ہم[۱]
دو گھڑی اس دل بے تاب کے بہلانے کو
کوچہ یار نہ ہوتا تو کدھر جاتے ہم[۲]
یار رہ جاتے وہیں منزل مقصود سے باز
گر کبھو[۳] راہ میں اک[۴] دم بھی ٹھہر جاتے ہم
روز محشر سے تو کچھ ڈرتے نہیں اے واعظ
گر ڈراتا شب ہجراں سے تو ڈر جاتے ہم[۵]
قیس و فرہاد کے مانند دلا اپنا نام
گر نہ گمنامی پسند آتی تو کر جاتے ہم[۶]
چلتے چلتے کبھی[۷] پی لیتے دلا اور شراب
بزم سے اُس کی[۸] خدا جانے کدھر جاتے ہم
بے خبر ہوتے ہیں خود راہ میں غمگیں ورنہ
اُس دل گم شدہ کی لینے خبر جاتے ہم

﴿368﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ب-ر- شعر ندارد
[۲] ر- شعر ندارد
[۳] ب-۱۱۸ کبھو
[۴] الف- ۱۳۲/ م- ۲۰۵ / ب- ۱۱۸ ایک
[۵] ب- شعر ندارد
[۶] -ایضاً-
[۷] ر-۹۴ جو
[۸] ایضاً- کے

﴿369﴾

پیتے جو ان دنوں میں بہت ہیں شراب ہم   توکیا خراب رہتے ہیں خانہ خراب ہم
تو بھی تو دیکھ سکتے نہیں ہیں غضب ہے یہ   منہ سے اگر اٹھائیں بھی اُس کے نقاب ہم
جس دن سے آئی تیرے پسینے کی ہم کو بو   اُس دن سے جانے[1] نہیں عطر[2] و گلاب ہم
کرتا[3] ہے وہ سوال کہ جس کا نہ ہو جواب   دیں اُس کی بات کا تو وہ کیا دیں جواب ہم[4]
ہم نے نہ کچھ کیا ہے نہ کچھ کام کر سکیں   روز جزا کے دیویں گے کس[5] کا حساب ہم[6]
معلوم جس کی کچھ بھی حقیقت نہ ہووے آہ   کس طرح ایسے شوخ سے ہوں کامیاب ہم[7]
تو وصل میں بھی دیکھنے دیتی نہیں ہے آہ   بیزار تجھ سے سخت ہیں چشم پر آب ہم[8]

ہوش و حواس ہم کو نہ آویں گے حشر تک[9]
اک روز ایسی پیویں گے غمگیں شراب ہم

﴿369﴾ ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[1] ن۔۳۴ / م۔۱۹۴ جانے لگے
ش۔۴۰ سونگھتے نہیں

[2] ن۔۳۴ اور

[3] ش۔۴۰ ایسا سوال کرتا ہے--------

[4] ش۔۴۰ دیویں تو اس کی بات کا کیا دیں جواب ہم
ن۔۳۴ گر دیں تو اُس کی بات کا کیا دیں جواب ہم

[5] ش۔۴۰ جس کو
ن۔۳۴ کو

[6] نسخہ ش میں قلمزد کیا ہوا یہ شعر ہے ۔
ہم کس قطار میں ہیں ہمیں پوچھتا ہے کون
روز جزا کے کا ہے کا دیں گے حساب ہم

[7] ن۔ش۔ شعر ندارد

[8] بر حاشیہ الف۔۱۲۶
م۔ن۔ شعر ندارد

[9] ن۔۳۴ / ش۔۴۰ محشر تلک بھی پھر نہیں آنے کا ہم کو ہوش

370

کس طرح آب و نمک سے ہوں ترے آزاد ہم   تو اگر چھوڑے نہ چھوڑیں تجھ کو اے صیّاد ہم
اک ذرا تو ہی تامل سے ستم ایجاد دیکھ   کرتے ہیں کیا کیا[۱] وفائیں اب نئی ایجاد ہم[۲]
آتش الفت نے کر ڈالا جلا کر آہ خاک[۳]   ہو گئے آخر ہوائے عشق میں برباد ہم
دھیان اُس کا آکے کر دیتا ہے ویرانہ[۴] اگر   خانہ دل سو خرابی سے کریں آباد ہم[۵]
قید ہستی سے نہیں آزاد جو درویش آہ   کس طرح اُن کو کہیں بے قید اور آزاد ہم
یاد میں اُس کے فراموشی ہے اپنی زندگی   مر ہی جاویں گر کریں اک دم بھی[۶] اُس کو یاد ہم[۷]
دھیان میں اُس قد وقامت کے یہ جی کہتا ہے آہ   خوب ہی رودیں چمٹ کر تجھ سے اے شمشاد ہم
اپنے شیریں لب سے کس ڈھب سے ملیں جز عشق آہ   کچھ ہنر آتا نہیں ہے کیا کریں فرہاد ہم[۸]
نیم بسمل چھوڑ کر کرتا ہے کیا یہ گفتگو   تو ہی بتلا دے کریں کس سے تری فریاد ہم[۹]

نا امیدی ایک دم میں ہائے کرتی ہے خراب
گر عمارت وصل کی غمگیں کریں بنیاد ہم

370	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	طبق م-۲۰۲	
	الف-۱۳۰	کیا
۲-	ب-ر-	شعر ندارد
۳-	ر-۹۴	ہم کو
۴-	ب-۱۱۷	دیوانہ
۵-	ر-	شعر ندارد
۶-	م-۲۰۳	------- دم نہیں اس کی یاد ہم
۷-	ر-	شعر ندارد
۸-	ب-ر-	شعر ندارد
۹-	-ایضاً-	

﴾371﴿

یار نشے میں تو ہیں سرشار ہم　　کام میں پر اپنے ہیں ہوشیار ہم
ہم کو یہ ہم چشموں[1] نہ تھی اُس سے چشم　　جس کی ہوئے چشم کے بیمار ہم
کوئی[2] بھی گاہک ہو تو یہ جنس دل　　بیچ ہی دیں بر سر بازار ہم
یہ جو ہیں مشہور بہتّر فریق　　ایک سے رکھتے نہیں انکار ہم
ڈر ہے کہ اُس بت کی محبت میں شیخ　　مانگ نہ لیں سبحہ سے زُنّار ہم[3]
جان نہ نکلے گی یقیں جان لے　　دیکھیں نہ جب تک ترا دیدار ہم
ایسی ہی غمگیں تو غزل اور لکھ
یار تجھ سے کہہ چکے سو بار ہم

﴾371﴿ ب۔ر۔ش۔ غزل ندارد

[1] م۔۱۹۷ / ن۔۳۵ ہم چشموں

[2] م۔۱۹۷ کو

[3] ن۔۳۵ باندھ نہ لیویں کہیں زنّار ہم

﴿372﴾

کرتے ہیں جس دن سے تجھے پیار ہم
زندگی اپنی سے ہیں بیزار ہم
بزم میں کہہ تیری ہی بیٹھا کریں
گھر میں پڑے رہتے ہیں بیکار ہم
سچ ہے کہ محفل میں تیری رشک گل
اور تو سب گل ہیں مگر خار ہم
مرضی ہو تیری تو یہیں مر رہیں
مے[1] میں بہت آج ہیں سرشار ہم
اُس کے تو اقرار بھی انکار ہیں
کس سے کریں وعدہ[2] و اقرار ہم
ہو گئے دیوار کی مانند آہ
بیٹھ کے تیرے پس دیوار ہم
ہو نہ تیرے گھر ہمیں آنا نصیب
تجھ سے جو باہر ہوں کبھی یار ہم
شب کو یہیں رہ ہمیں تیری قسم
گر کریں اُس بات پہ تکرار ہم
پاؤں نہ رکھتے تیرے گھر میں کبھی
ہاتھ سے اس دل کے ہیں ناچار ہم
عشق کسی شوخ سے غمگیںؔ کریں[3]
بیٹھے کہاں تک رہیں بیکار ہم

﴿372﴾ ب-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

[1] ن-۳۵ جی

[2] ایضاً- قول اور اقرار ہم

[3] ن-۳۵ غمگیںؔ کسی بت کی پرستش کریں

﴿373﴾

معلوم نہیں دل ہے یہ کس بات سے برہم
جو اُس کی بھی ہوتا ہے ملاقات سے برہم
آشفتگی اپنی کی حقیقت کہوں میں کیا
وہ مجمع حسن آہ ہے کل رات سے برہم
ہوں ارض و سمٰوات یہ برہم کہیں جلدی
رہتا ہے یہ دل ارض و سمٰوات سے برہم[۱]
گر عالم اجسام نہیں وہم و خیالات
ہوتا ہے یہ کیوں وہم و خیالات سے برہم
کرتے ہیں اُسے اپنی حقیقت سے یہ محجوب
عارف نہ ہو کیوں کشف و کرامات سے برہم[۲]
جز اُس کو فنا عشق میں کچھ لطف نہیں یار
عاشق نہ ہو جو عشق کی آفات سے برہم[۳]
مت وقت کی پوچھو مجھے ملتا ہی نہیں وقت
یہ وقت میرا ہے مرے حالات سے برہم
درہم نہ ہوئے سینے سے میرے کبھی اے شوخ
کیونکر نہ میرا دل ہو تیری گات سے برہم
کس طرح کروں بزم میں اُس شوخ سے میں بات
جو چوری[۴] چھپے کے ہو اشارات سے برہم
گر آئے وہ گھر میرے تو کیا[۵] لطف ہو غمگیں
جو شوخ کہ ہوتا ہے مدارات سے برہم

﴿373﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ب- شعر ندارد

[۲] -ایضاً-

[۳] -ایضاً-

[۴] م-۲۱۳ چوچھی

[۵] ب-۱۲۴ عجب

﴿374﴾

آزماویں اپنی کل پرسوں میں پھر[1] تقدیر ہم
اور ملنے کی نکالیں اُس سے اب تدبیر ہم
بال بیکا کر نہیں سکتے ہیں اُس کی زلف کا
توڑتے وحشت میں ہیں لوہے کی گو زنجیر ہم[2]
کیا خرابی ہے کہ وہم ہجر کرتا ہے خراب
وصل کی بنیاد جب کرتے ہیں کچھ تعمیر ہم
اُس کے نقشے کے تصور نے کیا یہ محو آہ
رہ گئے حیرت میں مثل صورت تصویر ہم
ہیں[3] دیوانے جس پری پر اُس کی گر ہاتھ آئے زلف
ڈالنے کاہے کو دیں پھر پاؤں میں زنجیر ہم
بس رہو چپ کے خفا ہو کر ابھی اٹھ جاؤ گے
گر نشے کی شب کی کر بیٹھیں گے کچھ تقریر ہم[4]
دل میں لا لا اُس کی زنجیر طلائی کا خیال
ہو گئے ہاتھوں سے اپنے پائے در زنجیر ہم[5]
بے وفائی زندگی نے کی نہ کی تو نے وفا
ورنہ دکھلاتے تجھے اس عشق کی تاثیر ہم
ہے دریغا کچھ نہیں معلوم ہوتا کیا کریں
خود بخود رہتے ہیں ہمدم کس لیے دلگیر ہم
اور ہی لکھ قافیہ میں آج اے غمگیں غزل
نظم کی دیکھیں کہ کیسی ہے تری تحریر ہم

﴿374﴾ ش-ن-ر-ع- غزل ندارد
[1] م-۲۰۲ لفظ "پھر" ندارد
[2] خ- شعر ندارد
[3] خ-۱۳۱ میں
[4] خ- شعر ندارد
[5] -ایضاً-

﴿375﴾

جا کے کریں کیا حرم و دیر ہم   بیٹھے خرابات میں بس خیر ہم
ایک حقیقت ہے دو عالم کی یار   اس میں بھلا کس کو کہیں غیر ہم
دوستو دشمن ہو ہمارا خدا   رکھتے بتوں سے ہوں اگر بیر ہم
یہاں سے نہیں کرنے کے حرکت کہیں   اب تو تیرے در پہ رہے ٹھہر ہم
دام محبت میں ہیں اب یاں اسیر   روضۂ رضواں کے ہیں گو طیر ہم[۱]
دیکھیں کہ کیا اور دکھاتا ہے عشق   کر چکے آفاق کی بس سیر ہم[۲]
باغ جہاں کی ترے غمگیں مدام
کرتے ہیں ہر روز نئی سیر ہم

﴿375﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد
[۱] ن- شعر ندارد
[۲] -ایضاً-

﴿376﴾

ہیں کہاں اور کس مکاں[1] میں ہم نہ زمیں میں نہ آسمان میں ہم
اپنے آپے کو جان کر کافر ہوئے مشہور سب جہان میں ہم
دیکھ رہتے ہیں واعظ و زاہد کچھ کہیں اپنی گر زباں میں ہم[2]
پھر گئیں ہم سے اُس کی اب آنکھیں باتیں کرتے تھے جس کے کان میں ہم[3]
حال آتا نہیں ہے قال میں یار لاویں سو طرح گر بیاں میں ہم[4]
شام تک جو نہ پہنچیں منزل پر ق نہیں[5] کچھ ایسے رہرواں میں[6] ہم
جس سے آگے کوئی مقام نہیں واں پہنچتے[7] ہیں ایک آن میں ہم
کون ہیں ہم کھلا تب اپنا حال ق ثانی[8] رہے مدت جب اپنے دھیان میں ہم
تھی غلط فہمی صرف وہ غمگیں
اپنے جو کچھ کہ تھے گمان میں ہم

﴿376﴾	ش-ن-ر-ح-	غزل ندارد
ا۔	ع-۱۱۳	مکاں
۲۔	ع-	شعر ندارد
۳۔	-ایضاً-	
۴۔	ع-ب-	شعر ندارد
۵۔	ع-۱۱۳	کچھ نہیں
۶۔	ایضاً-	ہیں
۷۔	ع-۱۱۳	پہنچے
۸۔	طبق ب-۱۱۶	قطعہ ثانی

377

نہ تو بندے نہ کچھ خدا ہیں ہم   ہم نہیں جانتے کہ کیا ہیں ہم
نہ گرفتار قید ہستی ہیں[1]   قید ہستی سے نے رہا ہیں ہم[2]
نہ شرابی نہ کچھ نمازی ہیں[3]   رند ہیں[4] کچھ نہ پارسا ہیں ہم
نہ قلندر ہیں کچھ نہ دنیادار   نہ مشائخ نہ بے نوا ہیں ہم
نہ تو ہم ہیں امیر اور[5] فقیر   نہ گدا ہیں نہ بادشاہ ہیں ہم
نہ تو گمرہ کنندہ زہاد   مے کشوں کے نہ رہنما ہیں ہم[6]
نہ تو ہم درد ہیں نہ کچھ درماں   نہ کسی درد کی دوا ہیں ہم
نہ کسی شے میں ہیں نہ کچھ شے ہیں   نہ کسی شے سے کچھ جدا ہیں ہم[7]
نہ تو ہم محتسب نہ کچھ ساقی   نہ امجی صاحب قضا ہیں ہم[8]
دوستو آہ ہر پری رو سے   دل لگانے کو بد بلا ہیں ہم[9]
جان اس کو یقین تو غمگیں
دونو عالم سے ماورا ہیں ہم

---

377 ش-ن-خ- غزل ندارد
[1] ع-۱۱۷ میں
[2] ر-۹۳ اور نہ اس قید سے رہا ہیں ہم
[3] م-۲۰۸ نہ نمازی نہ کچھ شرابی ہیں
[4] ایضاً- نہ کچھ
[5] م-۲۰۸ اور نہ فقیر
[6] ر- شعر ندارد
[7] ع- شعر ندارد
[8] ر- شعر ندارد
[9] ر-ع- شعر ندارد

﴿378﴾

بے تعلق غرض کمال ہیں ہم   یعنی اُس شوخ کا خیال ہیں ہم
ہم سے محشر میں کیا سوال و جواب   آپ اک صورت سوال ہیں ہم
نہ تو ماضی ہیں کچھ نہ استقبال   نہ مضارع ہیں اور نہ حال ہیں ہم
زندگی ہو گئی ہے ہم کو حرام   اپنے قاتل پہ جو حلال ہیں ہم
کیوں نہ ہم رحمت مجسم ہوں   کہ گنہگار بال بال ہیں ہم
ہم میں مطلق نہیں ہے کوئی کمال   شکر اللہ[۱] کہ لازوال ہیں ہم
یہ جو موجود ہیں ہم اے غمگیں
اور اپنے عدم پہ دال ہیں ہم

﴿378﴾ ش۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

[۱] ب۔۱۱۵/ ن۔۳۳ للہ

﴿379﴾

بے قراری میں کبھی جو اس تلک جاتے ہیں ہم[1]
سو خرابی سے کہیں پھر اپنے گھر آتے ہیں ہم
اُس کے چُپ رہنے کے وہ انداز جب آتے ہیں یاد
دل کی بے تابی سے کیا کیا ہائے چلّاتے ہیں ہم[2]
سچ تو یوں ہے دیکھ لو ہم کو پسینا آ گیا
جھوٹ تو تم بولتے ہو اور شرماتے ہیں ہم[3]
جبکہ ہم چشموں سے وہ چشمک زنی کرتے ہیں آہ
بے بسی سے اشک بس آنکھوں میں لاتے ہیں ہم
جب ہمارا مہمان جاتا ہے اپنے گھر کبھی
کیا اکیلے اپنے گھر میں ہائے[4] گھبراتے ہیں ہم[5]
ہم سے یہ دیکھا نہیں جاتا صنم اس بزم میں
لے خدا حافظ ترا اب اپنے گھر جاتے ہیں ہم[6]
نقشہ عالم کا اٹھ جاتا ہے اس دل سے ورق
اُس کی صورت جبکہ اپنے دھیان میں لاتے ہیں ہم
گات کا لاتے ہیں گاہے گاہ مکھڑے کا خیال
دل کو اُس بن ہائے کس[7] کس طرح بہلاتے ہیں ہم[8]
مجھ[9] کو سمجھانے کو کیا تیار یہ ہوتے ہیں لوگ
کوئی یہ کہتا نہیں اُس کو بھی سمجھاتے ہیں ہم[10]
ہم نے غم کیا خاک کھایا غم نے ہم کو کھا لیا
لوگ اے ہمدم[11] سمجھتے ہیں کہ غم کھاتے ہیں ہم[12]
اک غزل غمگیں خیالی کیجیے تصنیف اور
بعد مدت تم پہ فرمائش یہ فرماتے ہیں ہم[13]

﴿379﴾ ش۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔۹۱ بے قراری میں جو اس بت تلک کبھی جاتے ہیں ہم
۲۔ ن۔ شعر ندارد
۳۔ خ۔ شعر ندارد
۴۔ ن۔۳۴ آہ
۵۔ ر۔ب۔ شعر ندارد
۶۔ رخ۔ب۔ شعر ندارد
۷۔ م۔۱۹۵ کس طرح
۸۔ ب۔ن۔خ۔ شعر ندارد
۹۔ ر۔۹۱۔ میرے
۱۰۔ ن۔ شعر ندارد
۱۱۔ ن۔۳۴ غمگیں
۱۲۔ م۔ر۔خ۔ب۔ شعر ندارد نسخہ "ر" میں یہ شعر اس سے اگلی غزل میں شامل ہے۔
برحاشیہ الف۔۱۲۶
۱۳۔ ن۔ شعر ندارد

﴾380﴿

اُس کی صورت کا تصور دل میں جب لاتے ہیں ہم
خود بخود اپنے سے ہمدم آپ[۱] گھبراتے ہیں ہم[۲]

دل کی بے تابی سے گھبرا کر ٹھہرتا ہی نہیں
گر خیال اپنے میں[۳] کچھ بھی اُس کو ٹھہراتے ہیں ہم[۴]

ہوش گر رہتا ہو تجھ کو ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
جب وہ یاں[۵] آتا ہے اے دل تب کہاں جاتے ہیں ہم

بے خودی ایسی ہے کچھ رہتا نہیں ہے صبح یاد
واں[۶] سے کب اٹھتے ہیں شب کب اپنے گھر آتے ہیں ہم[۷]

بیٹھے بیٹھے کیوں یکایک ہائے دل کھویا گیا
ہمدم اس کا کچھ سبب ڈھونڈا[۸] نہیں پاتے ہیں ہم[۹]

خود بخود کل شب کو وہ بولے اٹھا منہ سے نقاب
جو نہ دیکھا[۱۰] ہو کسی نے تجھ[۱۱] کو دکھلاتے ہیں ہم[۱۲]

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ کہیں ہیں ہم کو لوگ
عقل کو کچھ اپنی جس دن کام فرماتے ہیں ہم[۱۳]

بے سبب ہو کر خفا جب کچھ سناتا ہے وہ شوخ
جی ہی جی میں اپنے اوپر ہائے جھنجھلاتے ہیں ہم[۱۴]

تیری غمگیںؔ غزل بھی عاشقانہ تم پڑھو
چاہتے ہیں ایک بت[۱۵] کو اس سے فرماتے ہیں ہم

﴾380﴿	ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق-م-۱۹۶	
	الف-۱۲۶	اب
۲۔	ر-۹۲ / ب-۱۱۴	خود بخود بے خود ہوئے غمگیںؔ چلے جاتے ہیں ہم
۳۔	طبق -م-۱۹۶ / ب-۱۱۴	
	(الف-۱۲۶	بھی
۴۔	خ-ر-	شعر ندارد
۵۔	الف- ۱۲۶ / م- ۱۹۵ / ب- ۱۱۴	یہاں
۶۔	ایضاً	وہاں
۷۔	خ-ر-	شعر ندارد
۸۔	خ-۱۳۰	ڈھونڈے
۹۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	م-۱۹۵	لفظ "ہو" ندارد
۱۱۔	خ-۱۳۰	مجھ
۱۲۔	ر-	شعر ندارد
۱۳۔	خ-ر-	شعر ندارد
۱۴۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۵۔	م-۱۹۶	بات

﴿381﴾

دھیان اُس بت کا اگر دل میں کبھی لاتے ہیں ہم
پھر خدا جانے کہاں جاتے ہیں اور آتے ہیں ہم[۱]
آپ ہی گھبرا کہ ہمدم ہم انھیں کرتے ہیں تنگ
تنگ جب ہوتے ہیں وہ تب ہائے گھبراتے ہیں ہم[۲]
بیٹھے بیٹھے بس یکایک اٹھ کھڑے رہتے ہیں آہ
پھر نہیں کچھ جانتے ہمدم کدھر جاتے ہیں ہم
شام کو ساقی کبھی آتا ہے گر تیرا خیال
صبح تک بھی ہوش میں اپنے نہیں آتے ہیں ہم
ہم نے غم کیا خاک کھایا غم نے ہم کو کھا لیا
لوگ اے ہمدم سمجھتے ہیں کہ غم کھاتے ہیں ہم[۳]
جام لے کر مجھ سے وہ کہتا ہے اپنے منہ کو پھیر
روبرو یوں تیرے مے پینے سے شرماتے ہیں ہم[۴]
دل دکھانے سے ترے ہوتا نہیں کچھ ہم کو دکھ
دکھ نہ دینے سے ترے اے شوخ دکھ پاتے ہیں ہم[۵]
اے لے آیا اے لے آیا ہے وہ شوخ
اس دل ناداں کو کیا کیا ڈھب سے بہلاتے ہیں ہم[۶]
جز[۷] کلامِ عشق یہ ہرگز سمجھتا ہی نہیں
دل کو سو سو طرح غمگیں ہائے سمجھاتے ہیں ہم

﴿381﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد،

[۱] اس غزل کا پہلا اور پانچواں شعر نسخہ "ر" میں پچھلی غزل میں شامل ہے۔

[۲] م-ر- شعر ندارد

[۳] نسخہ "الف" میں یہ شعر پچھلی غزل میں بھی شامل ہے۔
باقی نسخوں میں صرف اسی غزل میں شامل ہے۔

[۴] ر- شعر ندارد

[۵] -ایضاً-

[۶] -ایضاً-

[۷] طبق ب-۱۱۵/ ر-۹۶ جز

﴿382﴾

وہ یہ کہتے ہیں ترے گھر آ نہیں سکتے ہیں ہم   اس پر اپنے گھر سے باہر جا نہیں سکتے ہیں ہم
کس طرح دیکھوں وہ کہتے ہیں کسی صورت سے آہ   اپنی صورت بس تجھے دکھلا نہیں سکتے ہیں ہم
رات کو کہتے ہیں کچھ تو دن کو پھر کہتے ہیں کچھ   لیکن اُن کی بات کو دلکھا نہیں سکتے ہیں ہم[1]
بھولی بھولی اُس کی جب[2] صورت کی آ جائے[3] ہے یاد   پھر کسی صورت سے دل بہلا نہیں سکتے ہیں ہم
خوف ہے ہم پر نہ کر بیٹھے کہیں وہ ہاتھ صاف   غیر کی باتیں اسے سمجھا نہیں سکتے ہیں ہم
مجھ کو رُلوا کر نشے میں ہنس کے وہ کہنے لگے   مینہ بغیر از ابر کیا برسا نہیں سکتے ہیں ہم[4]
بات پر شب کی نہ رکھوا سر پر اپنے ہاتھ یار[5]   تیرے قدموں کی قسم بھی کھا نہیں سکتے ہیں ہم
بندگی کی[6] دل نے صاحب آپ کی جو اختیار   کام کو اپنے اسے فرما نہیں سکتے ہیں ہم
گر انھیں شرمائیں تو شرما کے لیویں بات مان   شرم سے لیکن انھیں شرما نہیں سکتے ہیں ہم
زلف میں اُس کی یہ الجھا ہے کچھ اپنا آہ دل   لاکھ سلجھاتے ہیں پر سلجھا نہیں سکتے ہیں ہم

کھوئے جاتے ہیں ہم ایسے ہائے اُس کی بزم میں
اپنے آپے کو بھی غمگیںؔ پا نہیں سکتے ہیں ہم

﴿382﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	ب-	شعر ندارد
۲	م-۲۰۳	صورت جب
۳	ب-۱۱۸	جاتی
۴	ب-	شعر ندارد
۵	ب-۱۱۸	یار ہاتھ
۶	م-۲۰۴	لفظ "بندگی" ندارد

﴿383﴾

دل سے اپنے بھی ترستے ہی رہے بات کو ہم   بے مزہ سخت رہے وصل میں کل رات کو ہم
بحر خاموشی کی ہوتی ہیں یہ موجیں معلوم   دل سے جب غور کہ کرتے ہیں ان اصوات کو ہم
وقت اُس کا کوئی اے یار مقرر ہی نہیں   جائیں کس وقت وہاں اُس سے ملاقات کو ہم
وہاں سے آتے ہیں کہ جاوے نہ جہاں وہم وخیال   دور دل سے کریں کیونکر کہو خطرات کو ہم
پاؤں دبوائے جو اُس شوخ نے ہم سے سرِ شام   رات بھر چومتے ہی اپنے رہے ہات کو ہم[1]
اپنے اپنے ہے نصیبوں کی یہ خوبی پیارے   بات غیروں سے ہو اور آہ صعوبات کو ہم
خانقہ میں بھی کبھی چھپ کے ملے ہم کو شراب[2]   چھوڑ دیں تو ابھی اے شیخ خرابات کو ہم
جس عبادت میں کہ زاہد ہو شریک اپنا وجود   کفر بس جانتے ہیں ایسی عبادات کو ہم
تب کہیں عالم جہاں ہمیں بھی عالم   جب دلیل آہ کریں مہر کے ذرات کو ہم
قلعہ جسم سے ہے جی میں نکل بھاگیں آہ   کب تلک روکیں کہو عشق کے حملات کو ہم[3]

موج دریائی[4] میں جدائی ہو[5] اگر اے غمگیں
غیر بے شبہ سمجھنے[6] لگیں خطرات کو ہم

﴿383﴾ ش۔ن۔ر۔ح۔ع۔ غزل ندارد

[1] ب۔ شعر ندارد

[2] م۔۲۱۳ / ب۔۱۲۴ خانقہ میں کبھی چھپ کر بھی ملے ہم کو شراب

[3] ب۔ شعر ندارد

[4] ب۔۱۲۵ م۔۲۱۴ دریا

[5] ب۔۱۲۵ ہے

[6] م۔۲۱۴ سمجھیں لکھیں

﴿384﴾

چھپ کے جس پاس رہا کرتے تھے ہر رات کو ہم
دن کی اب اُس سے تڑپتے ہیں ملاقات کو ہم
کیا کریں آہ کہ بیٹھا ہی یہ دل جاتا ہے
اٹھے اٹھے ترے جب دیکھتے ہیں گات کو ہم
دسترس ایسی کہاں ہم سے[۱] سراسیموں کو
پاؤں تک اُس کے جو پہنچائیں دلا ہات کو ہم[۲]
شب بہم ملنے کی جو کرتے تھے چھپ چھپ باتیں
اُن سے اب آہ ترستے ہیں پڑے بات کو ہم[۳]
خوب انصاف کیا آپ کے صدقے جاؤں
ساتھ مے پینے کو وہ مُنّی کو اور لات کو ہم[۴]
جب وہ آتا ہے تو جاتے ہیں[۵] وہیں شرم سے ہوش
بس کہ کچھ رکھتے نہیں اُس کی مدارات کو ہم
پی گئے دے کے دل و جان اور ایمان شراب
چھوڑیں افلاس میں کیا شیخ خرابات کو ہم
رہ گیا شب کو وہ یہاں ہمدموں بارش کے سبب
دوست اس دن کے لیے رکھتے ہیں[۶] برسات کو ہم[۷]
غیر یوں بزم میں مے پیویں مخادیم بنے
اور اوپر کی پھریں دوڑتے خدمات کو ہم
جو جو باتیں ہیں تری طرف سے دل میں اپنے
پوچھ مت کون سی اُن میں سے کہیں بات کو ہم
اور لکھ ڈال بھلا ایک غزل اے غمگیں
جس سے دریافت کریں کچھ ترے حالات کو ہم

﴿384﴾	ن۔ش۔ر۔خ۔ع۔	غزل ندارد
ا۔	طبق م۔۲۱۲	
	الف۔	”کو“
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	۔ایضاً۔	
۴۔	۔ایضاً۔	
۵۔	م۔۲۱۲	لفظ ”ہیں“ ندارد
۶۔	م۔۲۱۳	تھے
۷۔	ب۔	شعر ندارد

﴿385﴾

چین جن ہاتھوں سے شب دیتے تھے اُس دلبر کو ہم
اب انھیں ہاتھوں سے دن بھر پیٹتے ہیں سر کو ہم
قتل کی کچھ وجہ اے قاتل بتا رکھ ہم کو تو
تا جو پرسش ہو تو پھر وہی کہیں محشر کو ہم
اٹھ نہیں سکتے ہے و معشوق بن فرقت کے غم
کس طرح تنہا اٹھاویں ہائے اس چھیر کو ہم
ساتھ لے چل تو چلیں ورنہ بس اپنے حق میں آہ
جانتے دیوار ہیں اے شوخ تیرے در کو ہم
کس طرح کاٹیں بھلا دن ہجر کا ہے اک پہاڑ
کوہکن ہیں کیا[ا] کہ ٹالیں سر سے اُس پتھر کو ہم
خاک بعد از مرگ اُس در سے نہ دے برباد تا
دوست اپنا کر رکھیں ہیں جی میں یہ صرصر کو ہم
جس قدر کثرت ہے سب کی اصل وحدت ہے دلا
نیشکر سمجھیں ہیں صرف اس مصری و شکر کو ہم
دل کہے ہے ہائے کیوں اس نے کیا ہے یہ سنگار
دیکھتے ہیں جب بدن پر اُس کے کچھ زیور کو ہم
جب سے وہ پردہ نشیں غمگیں گیا ہے اپنے گھر
بد تر از زنداں سمجھتے ہیں اس اپنے گھر کو ہم

﴿385﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[ا] م-۲۰۹ لفظ "کیا" ندارد

﴾386﴿

یاں تک ہیں تنگ اپنے بتِ بے وفا سے ہم — گھبرا کے پانچ وقت لڑیں ہیں خدا سے ہم
کرتا نہیں تو جو رو جفا بھی یہ ظلم ہے — آزردہ کچھ نہیں ترے جور و جفا سے ہم[1]
دل سا عزیز چھوڑ گیا وائے بے کسی — ناحق ہیں شکوہ مند بچاری قضا سے ہم
ایسے خفا مرض سے بھی اپنے نہیں ہیں آہ — جو اے طبیب[2] تنگ ہیں تیری دوا سے ہم
لے جائے سیر باغ وہ ساتھ اپنے کس طرح — بھاگیں ہیں کوسوں جو کہیں تیری ہوا سے ہم[3]
دُزدیدہ دیکھ دیکھ کے جو لے گیا ہے دل — پھرتے ہیں ہائے چور بن اُس دلربا سے ہم
ہیں اُس پری کے عشق میں یہ زندگی سے تنگ — پیدا جہاں میں کاش نہ ہوتے بلا سے ہم[4]
کوچے میں اُس کے جلد پہنچتا ہے ہم میں کون — یہ شرط آج باندھیں گے بادصبا سے ہم[5]
غمگیں کرے ہے باتیں وہ کچھ ایسی بزم میں
شرمائے ہائے جاتے ہیں اُس کی حیا سے ہم

﴾386﴿	ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔	غزل ندارد
ا۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	ب۔	طیب
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ب۔	شعر ندارد
۵۔	۔ایضاً۔	

﴾387﴿

بتر ہیں دیکھ لے تو سوختہ کباب سے ہم
جلے ہیں ایسے ترے شعلہ رو جواب سے ہم

نشے میں نا خوشی آتی ہے اس سے خواہ نخواہ
بلا سے توبہ کہیں کر چکیں شراب سے ہم

جو شب کو خواب میں آیا وہ وائے اے حسرت
تو چونک اٹھے وہیں بے اختیار خواب سے ہم

ہوئے ہیں کون سی رشکِ پری پہ دیوانے
پھریں ہیں وحشیوں کی طرح جو خراب سے ہم[۱]

نہیں ہے ترس خدا تجھ کو اس قدر ہرگز
جو خوف رکھتے ہیں ظالم ترے عتاب سے ہم[۲]

غلط ہے گر کریں پیری میں عشق کا شکوہ
کہ اس بلا میں گرفتار ہیں شباب سے ہم

ترے چمٹنے سے جو بو ہوئی نہ یہ ہوتی
ہزار بار نہاتے اگر گلاب سے ہم

نشے میں شب کو ہوئے بے حجاب ہم ایسے
کہ منہ دکھا نہیں سکتے اسے حجاب سے ہم

یقین جانو یہ یارو کہ زیست ہے دوزخ
نجات دیکھیے کب پاویں اس عذاب سے ہم[۳]

بدل کے قافیہ لکھ تیسری غزل غمگیں
کہ فکرِ دل کے نکل جائیں[۴] پیچ و تاب سے ہم

﴾387﴿ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

[۱] ب- شعر ندارد

[۲] -ایضاً-

[۳] ب- شعر ندارد

[۴] ب-۱۲۳ جاویں

«388»

صلح جی میں ہے کریں اُس بت بے باک سے ہم   جیت لیں جنگ دلا گردش افلاک سے ہم
در پر اُس شوخ کے جوں نقش قدم گر بیٹھے   پھر نہیں اٹھنے کے جب تک نہ اٹھیں خاک سے ہم
وائے اے شوخ کہ وہ رو برو بیٹھا ہے مگر   دیکھ سکتے نہیں اُس کے خطر و باک سے ہم[1]
بیٹھ کر تاک کے سایے میں پئیں کیوں نہ شراب   اُنس رکھتے ہیں بہت دخت رز و تاک سے ہم[2]
حشر برپا نہ ہو مرقد پہ ہماری مت بیٹھ   اٹھ کھڑے رہویں نہ اے شوخ کہیں خاک سے ہم
پہلے ہم پر ہی کرے ہاتھ کو اپنے وہ صاف   آرزو رکھتے ہیں یہ اُس بت سفاک سے ہم[3]
کندہ ایسا ہے ترا نام نگین دل پر   شرط کرتے ہیں جو حک کر سکے حکاک سے ہم

کوئی دشمن سے بھی ناخوش یہ نہ ہو اے غمگیں
جیسے بیزار ہیں اپنے دل غمناک سے ہم

«388» ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
[1] ب- شعر ندارد
[2] -ایضاً-
[3] -ایضاً-

﴿389﴾

ہوئے ہی جاتے ہیں بے ہوش اُس جمال سے ہم
گلے ملیں تو ملیں کس طرح خیال سے ہم
کبھی کیا ہی نہیں یار سے سوال[۱] و جواب
جواب اپنے طلب کرتے ہیں سوال سے ہم
وہ بھولتا ہی نہیں اُس کے پاس کا سونا
پڑے نہ گھر میں رہیں کس طرح نڈھال سے ہم[۲]
یہ وصل ہجر کے بھی آہ کاٹتا ہے کان
اُس اپنے ہجر میں اچھے تھے اس وصال سے ہم[۳]
رہیں ہیں محو ہمیشہ اس ایک نقطے میں
نظر اٹھا نہیں سکتے ہیں اُس کے خال سے ہم
ہزار حیف کہ باتوں میں ڈھل گئی دوپہر
خبر نہ رکھتے تھے کچھ اپنے اس زوال سے ہم
شراب بن نہ کٹیں گے یہ دن جدائی کہ
بلا سے دوستی کر لیں کسی کلال سے ہم
عجب طرح کی وہ اٹھکیلیوں سے چلتا ہے
ہوئے ہی جاتے ہیں کچھ ہائے پائمال سے ہم[۴]
پڑے نہ رہوے سر راہ کس طرح اے شوخ
امیدوار نہایت ہیں تیری چال[۵] سے ہم
لکھ اور قافیے میں ایک اب غزل غمگیں
کہ یار ہوویں خبردار تیرے حال سے ہم

﴿389﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
۱۔ ب-۱۲۱ سوال جواب
۲۔ ب- شعر ندارد
۳۔ ب- شعر ندارد
۴۔ -ایضاً-
۵۔ م-۲۰۹ جمال

﴿390﴾

یقین جان کہ عاجز رہیں بیان سے ہم   جو سرّ ہیں دل میں انھیں گر کہیں زبان سے ہم
نہیں ہے عشق تیرا گر ہمیں تو عالم میں   برے ہوئے ہیں بھلا کس لیے جہان سے ہم
ہمیں وصال میسر مدام ہے لیکن   خراب ہجر میں صرف اپنے ہیں[۱] گمان سے ہم
ہم اپنی چشم سے دیکھیں ہیں واعظ اس کے سوا   سنے ہیں وعظ تیری جس قدر کہ کان سے ہم[۲]
فلک کو دیکھ کے آتی ہیں حسرتیں کیا کیا   کبھی گزرتے ہیں جب اُس کے[۳] آستان سے ہم[۴]
لگائیں گے کہیں دل سچ کہہ یہ جی میں ہے   بتنگ آہ نہایت ہیں اس مکان سے ہم
زبان دل کے مطابق نہیں ہے اے زاہد   سمجھ لیے تری تقریر اور بیان سے ہم[۵]
تمھارے وعدے کے[۶] جس دن سے آہ ہیں نوکر   گھر اپنے بیٹھے رہے ہیں نگاہبان سے ہم
زبان و دل نہ مطابق ہو جس میں اے واعظ   خموشی جانتے اولیٰ[۷] ہیں اُس بیان سے ہم
خبر نہ تھی ہمیں دن رات کی جہاں جز عشق[۸]   ہزار حیف کہ اٹھ آئے اُس مکان سے ہم
خفا قفس میں تھی یہ کوئی ہو نہ ہم نفساں   ق   چمن میں تنگ جو اپنے ہیں آشیاں سے ہم
یہی ہے جی میں کہ گلچیں کے ہاتھ سے اک روز   رہیں گے جا کسی جنگل میں گلستاں سے ہم

تقیدات یہ سب توڑے ہم نے گو غمگیں
مگر ابھی نہیں چھوٹے ہیں قید جان سے ہم

﴿390﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
۱۔ م۔ ۲۱۰ ہے
۲۔ ب۔ شعر ندارد
۳۔ م۔ ۲۱۰ لفظ "کے" ندارد
۴۔ برحاشیہ ۔الف۔ ۱۳۵
۵۔ ب۔ شعر ندارد
۶۔ ب۔ --------کی جس دن سے آہ ہے امید
۷۔ ا۔۱۳۵ اولا
۸۔ م۔ ۲۱۱ عیش

﴿391﴾

ہیں نشاں یار بے نشان کے ہم
ہیں مکیں عین لا مکان کے ہم
نہیں معلوم ہیں کہاں کے ہم
نہ زمیں کے نہ آسمان کے ہم[۱]
ایک ہیں دونوں عاشق و معشوق
جان رکھ دل ہیں اپنی جان کے[۲] ہم[۳]
حالِ دل کی ہوئی ہے دشمن جاں
دوست کیونکر ہوں اس زبان کے ہم[۴]
ہوئے پیری میں نوجوان پھر آہ
دھیان میں اپنے نوجوان کے ہم[۵]
پاس اپنے بھی جو نہ دیکھ سکے
صدقے ایسے ہیں بدگمان کے ہم
عشق میں مومنو بس اک بت کے
نہ رہے ہائے دو جہان کے ہم
ہوئے مانندِ مو خیال میں آہ
اُس کے اے ہمدمو میان میں ہم[۶]
دوستی دل کی جائے چولھے میں
ہو گئے دشمن اپنی جان کے ہم[۷]
جام پیتے ہی ہو گئے مستو
معتقد مرشدِ مغان کے ہم[۸]
اُس پری رو کی ہائے یاری میں
ہوئے اغیار انس و جان کے ہم[۹]
عشق میں اپنے شوخ کے آہ
ہوئے یاں[۱۰] کے نہ اور وہاں کے ہم[۱۱]

﴿391﴾ ش۔ن۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔۹۳ نہ زمیں کے نہ آسمان کے ہم
نہیں معلوم ہیں کہاں کے ہم
[۲] ب۔۱۲۰ لیے
[۳] ر۔ شعر ندارد
[۴] ۔ایضاً۔
[۵] ب۔ شعر ندارد
[۶] ب۔ر۔ شعر ندارد
[۷] ب۔ شعر ندارد
[۸] ب۔ شعرندارد
[۹] ب۔ر۔ شعر ندارد
[۱۰] الف۔ ۱۳۳ / م۔ ۲۰۷ / ب۔ ۱۲۰ یہاں
[۱۱] ر۔۹۴ نہ جہاں کے نہ ہیں وہاں کے ہم

﴿392﴾

آج گھر خیر سے گر جائیں گے ہم — پھر نہ محفل میں تیری آئیں گے ہم
لوگ باندھیں ہیں یہ جھوٹے بہتان — تجھ کو کیوں دیکھ کے غش کھائیں گے ہم
چین بن دیکھے نہ ہوگا ہم کو — لاکھ دکھ تجھ سے اگر پائیں گے ہم
اور ہی لطف ہے ہجراں میں ہمیں — کیوں ترے ہجر سے گھبرائیں گے ہم
غیر کے ساتھ نہ پیویں گے شراب — زہر کہنے سے ترے کھائیں گے ہم
گھر سے اُس بت کے ملے گا نہ جواب — سو اذانیں کبھی دلوائیں گے ہم
اُس کے گھر جا کے پھر آنا ہے ستم — یوں تو جانے کو چلے جائیں گے ہم
تو تو جاتا ہے سمجھتا ہی نہیں ق دل کو کس طرح سے سمجھائیں گے ہم
ہے یہ دیوانہ پری رو تیرا — کوئی لڑکا ہے کہ بہلائیں گے ہم

بچ گئے ہجر سے تو اے غمگیں
شکل کیا پھر اسے دکھلائیں گے ہم

﴿393﴾

در[1] ترا چھوڑ کہاں جائیں گے ہم — یار ہر[2] پھر کے یہیں آئیں گے ہم
حشر کو تا یہ رہے دستاویز — ہاتھ پر ایک تو گل کھائیں گے ہم
مان تو لیں گے[3] ہماری وہ بات — جو بہت سا انھیں[4] شرمائیں گے ہم
ان سے باتوں میں تو ابھرا ہے غیر — پر اسے خوب ہی پچکائیں گے ہم
اب تو جاتے ہیں تیری محفل سے — آپ میں آئے تو پھر آئیں گے ہم
تم یہ[5] کہتے تھے ہمیں تجھ کو شراب ق ساتھ اپنے کبھی پلوائیں گے ہم
گر پلاؤ گے تو پھر دیکھو گے — کیا تماشا[6] تمہیں دکھلائیں گے ہم

ہو پسند آپ کے غمگیں یہ غزل
تو غزل اور بھی کہہ لائیں گے ہم

﴿392﴾ ب۔ر۔خ۔ع۔ش غزل ندارد
﴿393﴾ ش۔ب۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
[1] ن۔۳۴ تیرا در
[2] م۔۱۹۸ پھر پھر کے نہیں
[3] ن۔۳۴ لے گا
[4] ایضاً۔ اسے
[5] م۔۱۹۸ تو
[6] ن۔۳۴ تماشے،

﴿394﴾

بن آئے جو مر بھی جائیں گے ہم　　تو بھی نہ تجھے بلائیں گے ہم
کعبہ ہو اگر صنم ترا گھر　　واللہ کبھی[۱] نہ آئیں گے ہم
جو آج کی رات بچ گئے تو　　کل کیا اُسے منہ دکھائیں گے ہم[۲]
راتیں وہ[۳] گئیں گئیں وہ باتیں[۴]　　ممکن ہے کہ اب منائیں گے ہم[۵]
گو جان یہ رہوے خواہ جاوے　　پر تجھ سے نہ دل لگائیں گے ہم[۶]
وہ کہتے ہیں دیکھ اپنی صورت　　کیا تجھ کو بھلا ستائیں گے ہم[۷]
تو پیوے[۸] اگر شراب غمگیں
آنکھوں سے تجھے پلائیں گے ہم

﴿394﴾ خ۔ غزل ندارد
۱؎ ع۔۱۱۲ نہ کبھی
۲؎ ر۔ شعر ندارد
۳؎ م۔۱۹۴ لفظ "وہ" ندارد
۴؎ ش۔۳۳ / ن۔۳۳ وہ راتیں گئیں، گئیں وہ باتیں
۵؎ ع۔ر۔ شعر
۶؎ ع۔ن۔ب۔ش۔ر۔ شعر ندارد
۷؎ ن۔ش۔ شعر ندارد
۸؎ ن۔۳۳ / ش۔۴۰ پیوے گا گر

﴿395﴾

اک[1] دل تھا سو تیری زلف میں کھو بیٹھے ہم
فارغ البال دو عالم ہی سے ہو بیٹھے ہم

کیا کریں گر نہ خرابات میں جاویں اے شیخ[2]
نفل کب تک پڑھیں[3] مسجد میں کہو بیٹھے ہم

بزم سے گاہ اٹھاتا ہے بٹھاتا ہے کبھی
کب تک اس طرح کی دیکھیں تری خو بیٹھے ہم

تجھ کو پینی ہے تو پی چک کہیں حاضر ہے شراب
ہاتھ میں کب سے لیے ہیں یہ سبو بیٹھے ہم

رات دن خوب ہی کٹتا جو رفو ہوتا یاد
چاک سینے کو کیا کرتے رفو بیٹھے ہم

یہ ہی حسرت رہی وہ آنکھ اٹھا کر دیکھے
پاس اُس شوخ کے جا کر کبھو بیٹھے ہم

جان جاؤ کہ رہو جو کہ نہ ہونا ہو سو ہو
پھر نہیں اٹھنے کے در پر ترے جو بیٹھے ہم

کشتی حسرت و ارمان و امید اپنی آہ
ہدمو یاس کے دریا میں ڈبو بیٹھے ہم

گھر کسی کے وہ گیا ہائے اُسی دن مہماں
اُس کی دیوار کے جا سایے میں جو بیٹھے ہم

جس نے پوچھا کہ تیری شکل یہ کیا ہے غمگیں
بے تحاشا اُسے بس دیکھ کے رو بیٹھے ہم

﴿395﴾ ب-ر-خ-ش-ع- غزل ندارد

[1] الف۔ ۱۳۱ / م۔ ۲۰۴ ایلک

[2] م۔، ۲۰۴، واعظ

[3] الف۔، ۱۳۱، پڑیں

﴾396﴿

بیماری میں خدمت سے جو محروم رہے ہم   جی جانے ہے بس جیسے کہ مغموم رہے ہیں ہم[1]
صدقے تری رحمت کے ہو کس طرح نہ مر جائیں   جو زندگی اپنی ہی میں مرحوم رہے ہم
وہ کون ہے معلوم نہیں دھیان میں جس کے   موجود رہے آہ نہ معدوم رہے ہم
ہر چند گناہوں سے نہ محفوظ رہے آہ   صد شکر ثوابوں سے تو معصوم رہے ہم[2]
جب تھوڑی بہت یار کھلی دل کی حقیقت   اک[3] عمر تلک چین سے تا روم رہے ہم[4]
قابل نہ حکومت کے ہوئے شکر خدا کا   ایسے[5] ترے اس عشق کے محکوم رہے ہم[6]
جب سے کہ وطن چھوڑ کے اس شہر میں آئے   کیا کیا کہیں جو آہ کہ مغموم رہے ہم

یہ جہل میں بے خود ہوئے مجہولی سے اپنی
غمگیں رہے عالم میں[7] نہ معلوم رہے ہم[8]

﴾396﴿ ش-ن-خ-ع-   غزل ندارد
[1] ع-   شعر ندارد
[2] ر-   شعر ندارد
[3] ب-ر-ع-   شعر ندارد
[4] الف- ۱۲۹ م- ۲۰۱ ب- ۱۱۶ ایک
[5] ر-۹۲   کچھ ایسے ترے عشق----------
[6] ع-   شعر ندارد
[7] م-۲۰۱ ب-۱۱۷ ہی
[8] ع-ر-   شعر ندارد

﴿397﴾

اس شوخ سے ملنے کی طرح جان گئے ہم   اس اپنے فنا ہونے کے قربان گئے ہم
حسرت تھی کہ مہمان وہ کبھی ہم کو بلاوے[۱]   اب داغ ہے کس واسطے مہمان گئے ہم
کیا قہر ہے بس اپنے بھی ہو جاتے ہیں دشمن   گر دھیان میں اُس کے کسی عنوان گئے ہم[۲]
حسرت کی نہ کچھ پوچھ تری بزم سے ہر روز   کیا کیا نہ لیے حسرت و ارمان گئے ہم
مدت تلک اپنا نہیں رہتا ہے ہمیں ہوش   ہمدم کبھی اُس پاس گر اک[۳] آن گئے ہم
ہر شب کو گلا کاٹنے لگتے ہیں صد افسوس   کیوں عید کے دن اُس کے نہ قربان گئے ہم[۴]

عاشق ہے تو جس پر اسے دیکھے ہے[۵] شب و روز
غمگیں تری ان آنکھوں سے پہچان گئے ہم

﴿397﴾ ش۔ن۔ غزل ندارد
[۱] ر۔۹۳ بلاتے
[۲] ع۔ شعر ندارد
[۳] الف۔ ۱۲۹ م۔ ۲۱۰ ب۔ ۱۱۷ ایک
[۴] ب۔ر۔ع۔ شعر ندارد
[۵] م۔۲۰۲ لفظ "ہے" ندارد

ن

﴿398﴾

جان کر جان کھو نہ میری جان　　مان کہنا تو میرا کہنا مان
مجھ کو تو ان دنوں میں ذبح نہ کر　　عید کے روز کیجیو قربان
بولتے تھے جو چھیڑ کر مجھ سے[۱]　ق　اب نہیں بولتے کسی عنوان
جانتے تھے مجھے جو اپنا دوست　　اب وہ یوں دیکھتے ہیں جوں انجان
میں نے یہ ایک دن جو اُن سے کہا　ق　میں بلاؤں گا آپ کو مہمان
تو مرے منہ کو دیکھ دیکھ کے وہ　　ہنس کے کہنے لگے یہ کیا امکان
گالیاں اور دیجیے غمگیں کو[۲]
اس کے منہ میں تو ہاں نہیں ہے زباں

﴿399﴾

اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں　　پھر نہیں ممکن کہ وہ ٹھہرے وہاں
یوں جو تڑپتا ہے دلا رات دن　　کیا کہیں عاشق تو ہوا میری جاں
گردش ہجراں بھی دکھائی مجھے　　اپنی بدی سے نہ پھرا آسماں
جو کہ گزرتی ہے ترے ہجر میں　　ہو نہیں سکتی وہ حقیقت بیاں
غمگیں سے کیا پوچھے ہو تو حالِ دل
دیکھ لے منہ پر ہی ہے اس کے عیاں

﴿398﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ع　　غزل ندارد

[۱] نسخہ "ش" میں اس مصرعے کے نیچے ذرا خفی الفاظ میں لکھا ہے "چھیڑ کر جو کہ بات کرتے تھے"

[۲] ش ۴۲　"گالی آپ دیجیے نہ غمگیںؔ کو"　ذرا خفی خط میں دوبارہ یہ مصرعہ لکھا ہے۔
"گالیاں اور دیجیے غمگیںؔ کو"

﴿399﴾ م۔ب۔ن۔ر۔خ۔ع　　غزل ندارد

﴿400﴾

میں کہاں[۱] اور سیر باغ کہاں   بوئے گل کا یہاں دماغ کہاں
ہم کریں جو امید روز وصل   شب فرقت سے انفراغ[۲] کہاں[۳]
اب کہاں وہ جنوں کہاں وہ بہار   اب کہاں دل وہ اور داغ[۴] کہاں
اب کہاں ہے وہ ذوق و شوق[۵] شراب   اب وہ مینا کہاں ایاغ کہاں
گم ہوا دل تو دور کر غمگیں
میں ہوں اب درپے سراغ کہاں

﴿401﴾

ہجر[۱] سے اس کے اب فراغ کہاں   دل کہاں آہ اور دماغ کہاں
مجھ کو نسبت نہ دے تو غیر سے یار   صورت بلبل کہاں دماغ[۲] کہاں
میرے دل کا یہ داغ جلتا ہے   شمع موی کہاں چراغ کہاں
اس کے کوچے میں میں نے پایا جب
دل کا غمگیں ملے سراغ کہاں

﴿400﴾	ش-ن-ع	غزل ندارد
۱ـ	خ- ۱۳۲	اور کہاں
۲ـ	ایضاً	اب فراغ
۳ـ	ر	شعر ندارد
۴ـ	خ- ۱۳۲	دماغ
۵ـ	ایضاً	شوق و شراب
﴿401﴾	م- ب- ن- ر- ش- ع	غزل ندارد
۱ـ	خ- ۱۳۴	میں
۲ـ	ایضاً	ایاغ

﴿402﴾

ممکن ہے کہ جو تو نہ ہو سرشار کسی دن   غمگیں تجھے دیکھا بھی ہے[۱] ہوشیار کسی دن
ہم آنکھ بچا کر کہیں دربان کی اے شوخ   گھس آئیں نہ گھر میں ترے ناچار کسی دن [۲]
پہلے ہی سے دل اس سے اٹھا بلبلِ شیدا   آخر ہے خزاں یہ گل و گلزار کسی دن [۳]
اے پردہ نشیں چھپ کے ملاکر کبھی ورنہ   ہوجائے گی الفت مری اظہار کسی دن [۴]
راتوں کو کہا مان اکیلے نہ اٹھا کر   بیٹھیں نہ تری گھات میں دو چار کسی دن [۵]
نکلا کرو رستے میں نہ منہ کھول کے پیارے   ہوجائیں کہیں[۶] بند نہ بازار کسی دن
ہے چشم مرے شوق سے یہ جسم سراپا   اس کے بھی مقدر میں ہے دیدار کسی دن [۷]
صر صر میں نہ بیٹھا کرو تم بال سکھانے   فریاد نہ کرتے پھریں عطار کسی دن [۸]
اس پیار سے اُس شوخ کی لگ چلیو نہ اے دل   ہووے نہ کہیں پیار میں بیزار کسی دن [۹]
غمگیں کہیں رہتا ہے مگر شیشۂ مے[۱۰] آہ
تھمتے نہیں جو دیدۂ خونبار کسی دن [۱۱]

﴿402﴾ ش- ن- خ- ع   غزل ندارد
۱۔ ر- ۱۱۰   نہ ہوشیار
۲۔ ر   شعر ندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً
۵۔ ب- ر   شعر ندارد
۶۔ ر- ۱۱۰   کبھی
۷۔ ب   شعر ندارد
۸۔ ایضاً
۹۔ ب- ر   شعر ندارد
۱۰۔ م- ۲۷۴   دل
۱۱۔ نسخہ "ع" میں اس غزل کا صرف مقطع شامل ہے

﴿403﴾

تجھ بن بتا تو اے بت گمراہ کیا کروں　　مجھ میں تو غم سے دم ہی نہیں آہ کیا کروں
پہلو سے دل چلا ہے تو اے جان تو بھی جا　　تیرے سوا اب اس کے میں ہمراہ کیا کروں
اس خون دل کے پینے سے کیونکر بچے گی جان　　ہاتھوں سے عشق کے مرے اللہ کیا کروں
مطلق نہیں ہے آہ! اثر آہ میں مری　　جب آہ بے اثر ہو تو پھر آہ! کیا کروں
میں نے دل اپنا جان کے غمگیں نہیں دیا
وہ دل کو میرے لے گیا ناگاہ کیا کروں

﴿404﴾

جی[۱] میں ہے اس بدن کو دور کروں　　ہڈی[۲] ہڈی کو چور چور کروں
بعد دل کو کروں ترے قربان　　پھر فدا جان کو ضرور کروں[۳]
تیرے عشاق کے لیے ہر سنگ　　گر[۴] کہے تُو تو کوہ طور کروں
تو مری جاں تو ہی[۵] ہے حور نہیں　　تجھ سے ملنے میں جو قصور کروں[۶]
تجھ سوا میں اگر نظر بھر کر　　حور کو دیکھوں تو قصور کروں[۷]
اس شعور اور عقل سے اے دل[۸]　　جی میں ہے تجھ کو بے شعور کروں[۹]
کشتی بادۂ فنا میں بیٹھ　ق　بحرِ ہستی سے میں عبور کروں[۱۰]
اپنے آپے میں آپ اے غمگیں
آپ کا کب تلک ظہور کروں

﴿403﴾ الف۔ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
﴿404﴾ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ش۔ ۵۳ کس طرح اس------
۲۔ م۔ ۲۱۴ ہڈہڈی
۳۔ ش۔ شعر ندارد
۴۔ ش۔ ۵۳ میرا بس ہوتو
۵۔ ن۔ ۳۸ لفظ "ہی" ندارد
۶۔ ش۔ الف۔ ب۔ شعر ندارد
۷۔ الف۔ ن۔ م۔ شعر ندارد
۸۔ ن۔ ۳۸ 'اے دل تیری اس بے شعوری سے'
۹۔ ش۔ شعر ندارد
۱۰۔ ایضاً

﴿405﴾

اپنا اگر میں ہر بن مو سو زباں کروں   اس حسن لابیان کو کیونکر بیاں کروں
جتنا کہ تو بلند ہے اتنا ہی پست ہے   تعریف اور کیا میں تری آسماں کروں
اس جنس دل کے سودے میں ہرگز نہیں ہے سود   کیا فائدہ کہ جان کا اپنی زیاں کروں[۱]
وہم[۲] و گماں سے ہے تو اے یار بے نیاز   میرا ہی وہ گماں ہے جو تجھ پر گماں کروں
پاتا نہیں ہوں جس کو وجود و عدم میں آہ!   پیر مغاں تلاش میں اس کی کہاں کروں
ہوتا ہے اور یاروں کے دل پر تو جلوہ گر   جوں جوں کہ اپنے دل میں تجھے میں نہاں کروں
گر بس ہو تو بہار میں ہر شاخ نخل پر   آباد بلبلوں کو میں اے باغباں کروں[۳]
تیری سمجھ میں قصہ عشق آئے گا نہ یار   گر میں ہزار اس کی بیاں داستاں کروں[۴]
غمگیںؔ غزل میں دوسری ہی یہ ہے جی میں آج[۵]
جو جو نہاں ہے دل میں اُسے میں عیاں کروں

﴿405﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ر- شعر ندارد
[۲] م- ۲۵۳ وہم کمانسی
[۳] ب- ر- شعر ندارد
[۴] ب- ر- شعر ندارد
[۵] ر- ۱۰۲ ”غمگیںؔ غزل ہو دوسری یہ بھی ہے جی میں آج“

﴿406﴾

آمد شد اپنے دم کی نہ میں رایگاں کروں[۱]
بھولوں اگر خدا کو تو یادِ بتاں کروں
ہر ذرّے اور مہر سے ہو جلوہ گر یہاں[۲]
اپنی جلا کے خاک اگر استخواں کروں
ہے جی میں پہلے مر رہوں اے یار قتل سے
قاتل کو اپنے کس لیے کیوں سرگراں کروں[۳]
بے لامکاں کے ٹھہرتی اُس کی بنا نہیں
تعمیر گر خیال سے اپنا مکاں کروں[۴]
جاتا ہوں خوبرویوں کی مجلس میں اس لیے
لوگوں کو اس کے عشق سے تا بدگماں کروں[۵]
ساقی و مے کدے کو اگر چھوڑوں[۶] واعظا
پھر سجدہ گاہ کس کا بتا آستاں کروں
واللہ کچھ علاج بتاوے نہ جز شراب
پیرِ مغاں سے درد گر[۷] اپنا بیان کروں
قاضی جی دختِ رز سے پڑھو گر میرا نکاح
تو مے کدے کا آپ کو پیرِ مغاں کروں[۸]
وہ بزم عیش[۹] ہوتی ہے ماتم سرا تمام
غمگیںؔ بیان حال میں اپنا جہاں کروں

﴿406﴾ ش-ن-خ- ع- غزل ندارد
۱۔ ر-۱۰۲ دم کی نہ اپنی آمد و شد رائیگاں کروں
۲۔ ایضاً جہاں
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضاً
۶۔ ر- ۱۰۲ چھوڑ دوں میں شیخ
۷۔ ر- ۱۰۲ اگر
۸۔ ر- شعر ندارد
۹۔ ب- ۱۵۰ عشق

﴿407﴾

برباد میں چمن سے اگر آشیاں کروں
وہ عندلیب ہوں کہ قفس گلستاں کروں

ہمسایے میرے نالوں سے از حد بہ تنگ ہیں
صحرا کو چل کے اے دل نالاں فغاں کروں [۱]

قاضی و محتسب کا بھی جی کلبلا پڑے
اسرار مے کشی کے اگر میں بیاں کروں [۲]

جس کو کہ دیکھتا ہوں اسی کا ہے اس کو عشق
کس طرح میں کسی پہ بھلا بدگماں کروں

دیوانہ اس لیے ہوں کہ تعریف تیری یار
کوئی نہ اعتبار کرے میں جہاں کروں

ایسا ہوں پاک باز کہاگر گل کو بد نظر
بلبل بھی دیکھ لے تو خراب آشیاں کروں [۳]

اسرار عشق جب کہوں تجھ سے کہ یار تب
پیدا نیا اک اور زمیں آسماں کروں [۴]

محروم عام و خاص نہ رہویں [۵] یہ جی میں ہے
بازار میں شراب کی ساقی دکاں کروں

غمگیں غزل تو تیسری مستانہ اور لکھ
تا مے کشوں میں خوبی تری میں بیاں کروں

﴿407﴾	ش- ن- خ- ع	غزل ندارد
۱	ب	شعر ندارد
۲	ر	شعر ندارد
۳	ب- ر	شعر ندارد
۴	ر	شعر ندارد
۵	ر- ۱۰۲	ہوئیں

﴿408﴾

مے سے توبہ ترے کہنے سے کروں یا نہ کروں　　پھر جو تو آپ پلاوے[1] تو پیوں یا نہ پیوں
آپ رلوائے جو روؤں تو نہ رونے دے مجھے　　ایسے رونے پہ بھلا یار ہنسوں یا نہ ہنسوں
ہے دم نزع تو اک بار دکھادے مکھڑا　　پھر ترے صدقے سے میں اس میں جیوں یا نہ جیوں
زندگی ہجر میں جب میری تجھے ہو منظور　　تو یہ فرما کہ میں بن آئی[2] مروں یا نہ مروں
اس کی صورت سے میں پوچھوں ہوں کیے آنکھیں بند　　کہ تصور سے بھی میں تیرے ملوں یا نہ ملوں[3]
غیر کو ہاتھ سے جب اپنے پلاوے وہ شراب　　زہر کے گھونٹ میں اے یار پیوں یا نہ پیوں[4]
میں گھر چھوڑ دیا تم نے نہ آنا چھوڑا　　اب میں جنگل میں بھی اے یار رہوں یا نہ رہوں[5]
وہ تو منتے ہی نہیں روٹھ کے مجھ سے ہمدم　　میں اگر روٹھوں تو پھر ان سے منوں یا نہ منوں[6]
کارکردہ ہے تو اس عقدے کو حل کر ہمدم[7]　　وہ اگر مجھ سے کھلے تو میں کھلوں یا نہ کھلوں[8]

گر ردیف اور قوافی میں لکھے تو غمگیں
تو غزل تیری میں اے یار سنوں یا نہ سنوں[9]

﴿408﴾ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔ ۹۸ پلائیے
[2] ب۔ ۱۳۶ آدھا مصرع ناخوانا ہے
[3] ر۔ شعر ندارد
[4] ب۔ ر شعر ندارد
[5] ر۔ شعر ندارد
[6] ر۔ ب شعر ندارد
[7] ن۔ ۴۲ غمگیںؔ
[8] ر۔ شعر ندارد
[9] ن۔ شعر ندارد

﴿409﴾

ہے وہ معشوق مرا کیوں اسے گھر لا نہ سکوں[۱]   کوئی عاشق تو نہیں ہے جسے سمجھا نہ سکوں
کہیے سو بار میں جا کعبے پھر آؤں زاہد   کوچہ یار ہے کیا جاکے جہاں آ نہ سکوں[۲]
قیدِ ہستی سے عدم کو میں ابھی جاتا ہوں   اس[۳] کا وعدہ ہے کہ کیا گھر سے کہیں جا نہ سکوں
زخم تلوار کا کھانا تری کیا مشکل ہے[۴]   زخم ہجراں یہ نہیں کہ جسے کھا نہ سکوں[۵]
کچھ نہ کچھ دل بے تاب ٹھہر جاوے گا   یہ ملاقات نہیں اس کی کہ ٹھہرا نہ سکوں
طفلِ اشک اپنے کو بہلا ہی میں لوں گا ہمدم   کیا یہ وہ شوخ ہے ناداں جسے بہلا نہ سکوں
مجھے جب چاہے تو آغوش میں لے رشک پری   تیرا سایہ نہیں آغوش میں جو آ نہ سکوں
ہاتھ کے گل تو دکھادیں[۶] گے اسے اے غمگیں
داغ دل کچھ یہ نہیں ہے جسے دکھلا نہ سکوں

﴿409﴾ ش- ر- خ- ع- غزل ندارد
۱ ن- ۴۲ ”میرا معشوق ہے کیوں اُس کو میں گھر لا نہ سکوں“
۲ ایضاً ”اس کا کوچہ ہے کہ کیا جاکے وہاں آ نہ سکوں“
۳ ب- ۱۳۶ وعدہ اس کا ہے کہ ----
۴ م- ۲۳۴ ہیں
۵ ب- شعر ندارد
۶ ن- ۴۲ دوں گا

❁410❁

مقابل تیرے گر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں
بشر تو کیا اگر شمس و قمر ہووے تو میں جانوں[۱]
تجھے جز سود مے سے کچھ ضرور ہووے تو میں جانوں
قیامت کو بھی پرسش اس کی گر ہووے تو میں جانوں
ذرا صورت کو اپنی[۲] آرسی میں غور سے دیکھو
تمھیں[۳] پھر کچھ اگر اپنی خبر ہووے[۴] تو میں جانوں
کسی نے یہ غلط تجھ سے کہا ہے، ہے کمر اس کی
کمر ہرگز[۵] نہیں اُس کی اگر ہووے تو میں جانوں[٦]
سوا اس کے کہ جس کو تو بلاوے آپ سے پیارے
کسی کا تیرے کوچے میں گزر ہووے تو میں جانوں
تو میرے گھر میں اے پردہ نشیں مہمان ہے رہ شب کو
کسی پر راز یہ افشا اگر ہووے تو میں جانوں
ترے تیر مژہ کے روبرو جز میرے سینے کے
کماں ابرو اگر کوئی سپر ہووے تو میں جانوں
مجھے کہتا ہے یوں ناصح کہ تیرے آہ و نالے کا
کبھی[۷] اس سنگ دل کو کچھ اثر ہووے تو میں جانوں
مرے دل کو گلے کا اپنے تم تعویذ کر رکھو
کسی کی پھر تمھیں گر بد نظر ہووے تو میں جانوں[۸]
جنون و عشق کا چل بدرقہ ہمراہ تو لے کر
تجھے پھر راہ میں سالک خبر[۹] ہووے تو میں جانوں[۱۰]
بھلا اٹھتا ہے کیوں تو مے کشی کی یار صحبت سے
ابھی گر رات آئے دوپہر ہووے تو میں جانوں[۱۱]

سیہ بختی سے غمگیں اپنی یہ معلوم ہوتا ہے
اگر اس ہجر کی شب کی سحر ہووے تو میں جانوں

❁410❁ ب- ن- ر- خ- ع غزل ندارد
۱ـ م- شعر ندارد
نسخہ "ش" میں یہ مطلع ہے۔ "الف" میں غزل کے آغاز میں حاشیے پر اضافہ کیا گیا ہے۔
دوسرا شعر بطور مطلع درج ہے۔
۲ـ نسخہ م میں لفظ "اپنی" بہ تکرار دو بار لکھا گیا ہے
۳ـ ش- ۴۶ جو پھر اگر
۴ـ م- ۲۶۳ ہوئے
۵ـ ش- ۴۷ غمگیںؔ /
شعر حاشیہ الف- ۱۶۵
٦ـ ش- م شعر ندارد
٦ـ ش- ۴۶ "ڈر نہ کچھ مطلق"
۷ـ ش- ۴۷ "جو اس کے سنگ دل میں"
۸ـ ش- شعر ندارد
۹ـ م- ۲۶۳ خطر
۱۰ـ ش- شعر ندارد
۱۱ـ ایضاً۔

﴿411﴾

دیکھ کر کل اس کو اپنی بے قراری کیا کہوں   اور اس کی ہائے وہ غفلت شعاری کیا کہوں
قیس و لیلیٰ کا ابھی قصہ کہوں گر حکم ہو   پر کہانی میں بھلا اپنی تمھاری کیا کہوں
جام پر میں جام مے دے دے کے آخر تھک گیا   اور اس پر اس کی ہمدم ہوشیاری کیا کہوں
میں جھکا بوسے کو اتنے میں کھل گئی اس کی آنکھ   ہمدمو[1] اس وقت کی میں شرمساری کیا کہوں
عقل نے مطلق مقید کردیا تھا مجھ کو آہ!   بن تیرے گذری جو اے فصل بہاری کیا کہوں
تار رونے کا ہے واں[2] بھی جو جگہ ہنسنے کی ہو   ہجر میں اس کے میں اپنی اشک باری[3] کیا کہوں
پردہ دار اس کے ہیں پہلے تو مرے ہوش و حواس   اور اس پردہ نشیں کی پردہ داری کیا کہوں
وصل کے دن تو صنم للہ مجھ سے پوچھ مت   ہجر کی شب جس طرح گزری گزاری کیا کہوں
پھر گئے وہ آکے میں ہوں منتظر کا منتظر
اور اے غمگیں میں اپنی انتظاری کیا کہوں

﴿411﴾ الف۔ م۔ ب۔ ن۔ش ۔خ۔ ع   غزل ندارد
[1] الف۔ ۱۵۸ م۔ ۲۵۰   ہمدموں
[2] م۔ ۲۵۰   وہاں

﴿412﴾

دل کو بدعا میں جان کو بکام دیکھوں   اُس رشک ماہ و خُور کو گر صبح شام دیکھوں
مقصود سے پھر اپنے رہ جاؤں باز سالک   اس کی تجلیوں کو گر میں مدام[۱] دیکھوں
دیکھی ہی گات اس کی جاتی نہیں ہے ہے ہے   ہاتھوں سے دل کو کب تک میں تھام تھام دیکھوں
ہرگز کبھی نہ لوں میں پھر نام بندگی کا   اپنے سے واعظا میں اگر اپنے کام دیکھوں
کافر ہوں شیخ جی میں اسلام گر نہ چھوڑوں   کچھ بھی گر اس صنم کو اپنے سے رام دیکھوں
ساقی بغیر اس کے اپنے مکاں میں کب تک   یوں طاق میں دھرے[۲] ہوں مینا و جام دیکھوں
ہر شب سحر کا وعدہ کرتا ہے تو ستم گر   کب تک میں راہ تیری تا شام و شام دیکھوں
جس میں بھلا ہو جس کا کہتا ہوں کوئی پوچھے   مطلب غرض مجھے کیا جو خاص و عام دیکھوں
ساقی ہوں مے پلانا ہے صرف کام میرا   کیا کام مجھ کو جو میں پختہ و خام دیکھوں
لکھ ایک غزل بدل کر تو قافیے کو غمگیں
زندانہ[۳] تاکہ تیرا میں بھی کلام دیکھوں

﴿412﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع   غزل ندارد

[۱] طبق م۔ ۲۸۶
الف۔ ۱۷۸   مدام

[۲] طبق م۔ ۲۸۶
الف۔ ۱۷۹   لفظ "ہوں" ندارد

[۳] طبق م۔ ۲۸۶
الف ۔ ۱۷۹   زندانہ

﴿413﴾

ساقی میں ماہ رمضاں کیا رو سیاہ دیکھوں
مے سے دھلا تو منہ کو تا یک نگاہ دیکھوں
ہے زندگی عبارت تیرے ہی دیکھنے سے
مرجاؤں شوخ تجھ کو گر گاہ گاہ دیکھوں
مے پی کے ساتھ تیرے اک شب یہ ہے تمنا
دل کو خراب دیکھوں جاں کو تباہ دیکھوں
اس کا کرم ہے مطلق میرے گنہ مقید
کیونکر مقابلے میں واعظ گناہ دیکھوں
یہ آرزو ہے دل میں محشر کے روز ظالم
اپنی طرح سے تجھ کو میں داد خواہ دیکھوں
مرجاؤں روز و شب کے اعمال کا گر اپنے
کاغذ محاسبے کا شام و پگاہ دیکھوں
اپنے نباہ سے میں گزروں نہ اے ستم گر
گر بے وفائی میں بھی تیرے نباہ دیکھوں
پردہ نشیں وہ ہم دم بے پردہ بھی اگر ہو
تو یہ بتا میں اس کو کس منہ سے آہ دیکھوں
کیا قہر ہے کچھ اپنا گر حال میں کہوں تو
کہتا ہے وہ کسی کو میں بھی تو چاہ دیکھوں
یہ آرزو ہے میری وعدہ کرے وہ غمگیں
اور اپنے گھر میں بیٹھا میں اس کی راہ دیکھوں

﴿414﴾

عابد جو ہوں تو میں ہوں معبود ہوں تو میں ہوں
ساجد جو ہوں تو میں ہوں مسجود ہوں تو میں ہوں
آدم جو ہوں تو میں ہوں شیطان ہوں تو میں ہوں
مقبل[1] جو ہوں تو میں ہوں مردود ہوں تو میں ہوں
موسیٰ جو ہوں تو میں ہوں فرعون ہوں تو میں
پشہ جو ہوں تو میں ہوں نمرود ہوں تو میں ہوں
کعبہ جو ہوں تو میں ہوں اور دیر ہوں تو میں ہوں
قاصد جو ہوں میں تو میں ہوں مقصود ہوں تو میں ہوں
ظاہر جو ہوں تو میں ہوں باطن جو ہوں تو میں ہوں
معدوم ہوں تو میں ہوں موجود ہوں تو میں
عاشق جو ہوں تو میں ہوں معشوق ہوں تو میں
شاہد جو ہوں تو میں ہوں مشہود ہوں تو میں
عالم جو ہوں تو میں ہوں بے علم ہوں تو میں ہوں
ہوں بود میں ہی غمگیں نابود ہوں تو میں ہوں

﴿413﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع غزل ندارد
﴿414﴾ م-ش-ن-ر-ك-ع غزل ندارد
نسخہ ب حاشیہ پر غزل سے قبل " غزل نسخہ ثانی" رقم ہے۔

[1] ب-۱۴۲ مقبول

﴿415﴾

مژگاں کہے ہے اس کی گر تیر[1] ہوں تو میں ہوں
اور دل کہے ہے میرا نخچیر ہوں تو میں ہوں
سیماب سا جو دل ہے کہتا ہے صبر اس کو
اب حق میں تیرے اے دل اکسیر[2] ہوں تو میں ہوں
دل تو کہے ہے میرا دیوانہ میں ہوں یارو
کاکل کہے ہے اس کی زنجیر ہوں تو میں ہوں
ہجراں میں تیرے ظالم آ دیکھ میری حالت
بیمار ہوں تو میں ہوں اور پیر ہوں تو میں ہوں
عالم خدا کا خوش ہے یہ کیا ستم ہے یارو
غمگیں ہوں تو میں ہوں دل گیر ہوں تو میں ہوں

﴿416﴾

صوفی و ترسا و شیخ و رند میخواروں میں ہوں
کیوں نہ ہوں سب میں کہ دخت رز کے میں یاروں میں ہوں
کاش میں وحشی دیوانہ مست و سودائی ہوں آہ
ساقیا لیکن نہ ہو ایسا کہ ہوشیاروں میں ہوں
فکر دنیا میں ہے کوئی ہے کسی کو فکرِ دیں
سارے عالم میں میں ہی کم بخت بیکاروں میں ہوں
بزمِ خوباں میں کہا اس نے یہ جھک کر کان میں
سچ بتا کیا بھلا میں ان طرح داروں میں ہوں
دھیان اس کے ابروؤں کا ایک دم جاتا نہیں
رات دن رہتا گھرا میں ہائے تلواروں میں ہوں
بے کسی کا اپنی جب لاتا ہوں دل میں کچھ خیال
تب یہ غم کہتا ہے میں سو طرح غم خواروں میں ہوں
شب نشے میں میں نے جو چھیڑا تو وہ کہنے لگے
آپ شاید جانتے ہیں میں بھی سرشاروں میں ہوں
سب متاع دار دنیا کھو ہوا نادار آہ
مے کدے میں تیرے ساقی میں بھی حق داروں میں ہوں
دل سے باہر بھی کبھی جاتا نہیں تیرا خیال
وہم ہے جو تو سمجھتا ہے کہ شطاروں میں ہوں
مکر کا دعویٰ نہ کر اس بت کے تو ہے رند و مست
ہے بجا گر شیخ یہ کہوے کہ مکاروں میں ہوں
گو کثافت[1] کے سبب شکل مجسم ہوگیا
محو لیکن اب بھی اپنے لطف انواروں میں ہوں
اس لیے پی میں نے غمگیں تادمِ آخر شراب
روزِ محشر تا نہ ہو ایسا کہ ہوشیاروں میں ہوں

﴿415﴾ ب۔م۔ن۔ ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد
ا۔ طبق ش
الف۔ ۱۸۱/ لفظ "تیر" ندارد
۲۔ الف۔ ۱۸۱/ ش۔ ۴۴ اکثیر
﴿416﴾ ب۔ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ا۔ الف ۱۸۱ / م ۲۹۰ کسافت

﴿417﴾

چاہے جس بت کو چاہ اے غمگیں　　ہے ہر اک یہاں الہٰ اے غمگیں
بس ہے یہ اسمِ ذات کا عرفان　　آخر اس کی ہے آہ اے غمگیں
علم کو اپنے علم میں گم کر　　وصل کی ہے یہ راہ اے غمگیں
غیر حق جاننا کسی شے کو　　ہے کبیرہ گناہ اے غمگیں
ہے اگر تو موحدِ صادق
شرع کا کر نباہ اے غمگیں

﴿418﴾

جو کچھ ہے وہ سب خدا[1] ہے غمگیں　　گر یہ نہیں وہ تو کیا ہے غمگیں
ہے عشق یہ عالم آہ جس میں　　جو شے ہے وہ دلربا ہے غمگیں
رکھ دم کو تو حبس تا بہ مقدور　　کہتے ہیں کہ دم ہوا ہے غمگیں
اثبات وجود پر یہ رکھ یاد　　موقوف فنا بقا ہے غمگیں
ہر حال میں چاہیے رہے خوش　　بس اس کی یہی رضا ہے غمگیں
مت کر تو کسی سے چشم پوشی
جب تک کہ یہ چشم وا ہے غمگیں[2]

﴿417﴾ ش-م-ب- ر-ن-خ-ع　　غزل ندارد
﴿418﴾ م- ن-ش- ر- خ　　غزل ندارد
برحاشیہ ب- ۱۴۱

[1] الف ۱۸۲ خد
[2] ع شعر ندارد

﴿419﴾

دل ایک سا رکھا کر غمگیں خلا ملا میں   آجائے گی کدورت ورنہ ترے صفا میں
دیکھے سے جس کے ہم نے دیکھا ولا[1] خدا کو   کس طرح فرق جانے اس بت میں اور خدا میں
اس بندش کمر کا ہم پر کھلا نہ عقدہ   حیرت ہے ہائے کیوں کر دی ہے گرہ ہوا میں
جو بھیجتا بلا ہے آگاہ اس سے رہنا   تا عمر بھر نہ آوے غافل کسی بلا میں
دشمن ہو کوئی تیرا یا دوست ہے یہ لائق   جیسا کہ روبرو ہو ویسا ہی رہ خفا میں
سو دل نہ خون ہوں جب تک لاوے نہ رنگ تب تک   یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تیری ہے اس حنا میں
شاہد میں اور مے میں گذری ہے اب یہ میری   کاٹی جوانی ہم نے ہر چند اِتّقا میں
جذب و سلوک طے کر معلوم یہ کیا بس   جو ابتدا میں تھا میں ووہی ہوں انتہا میں
آتی صفت ہے اس میں ایک ایک کے بعد واللہ   اتنا ہی فرق زاہد ہے بندہ و خدا میں

لائق ہے شیخ جی کو خرقہ کو پھینکیں غمگیں
گرمی نہیں وہ اس میں جو ہے تری قبا میں

﴿419﴾ ش۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد

[1] م۔ ۲۳۵ بھلا

﴿420﴾

حسن اس کا ہے نہاں اس طرح شیخ و شاب میں   آب نیساں جس طرح ہو گوہرِ نایاب میں
آشکارا بِرِّ انساں تو ابھی کردیں [1] دلا   پر شریعت کے خلل آجائے گا آداب میں
جو جو اس میں ہے وہی آتا ہے بس اس کو نظر   خواہ بیداری میں دیکھیں [2] خواہ دیکھیں [3] خواب میں
ہے دل بے تاب کو ایسی لیاقت عشق کی   قابلیت جیسی ہو اکسیر [4] کی سیماب میں
دل میں سو خطرے ہیں تیرے ہو وہ کیوں کر جلوہ گر   صاف عکسِ مہ نظر کب آئے موجِ آب میں
عشق ذاتی ہے وہی جس میں نہ [5] ہووے کچھ سبب   فسق ہے وہ عشق جو ہے عالمِ اسباب میں
اپنے ہم آپے میں ہیں اب آپ یوں بے اختیار   جس طرح رہتی ہے گردش آب کو گرداب میں
چشمِ گریاں میں تصور ہے ترا اے شعلہ رو   آب و آتش ہے بہم اس دیدہ پر آب میں [6]
بزم میں اس آئینہ رو کی گیا کیوں ان کو لے   جو کدورت دیکھتا ہوں صورت احباب میں [7]
عشق سے اس کے ہے ہمدم یوں [8] اب اپنی زندگی   جس طرح خورشید سے ہے روشنی مہتاب میں

لکھ غزل ایک اور اے [9] غمگیںؔ بدل کر قافیہ
شرط ہے پر یہ کہ وحدت ہو بیاں آداب میں

﴿420﴾	ش- ن- خ- ر- ع	غزل ندارد
١ـ	ر ۹۹	کردوں مگر
٢ـ	م- ۲۴۳ / ر- ۹۹	دیکھے / دیکھے
٣ـ	الف- ۱۵۴	اکثیر
٤ـ	ر- ۱۰۰	سبب مطلق نہ ہو
٥ـ	ب	شعر ندارد
٦ـ	ر	شعر ندارد
٧ـ	ر- ۱۰۰	اب یوں
٨ـ	الف- ۱۵۴ / م- ۲۴۳ / ب- ۱۴۳	ایک
٩ـ	ر- ۱۰۰	غمگیںؔ اب

﴾421﴿

آتا خیال سا ہے نظر جو نقاب میں
شب بھر دکھائی دے ہے وہی مجھ کو خواب میں[۱]
دوں گا جواب کیا میں کل اس کے سوال کا
گم ہورہا ہوں آپ میں اپنے جواب میں[۲]
تشبیہ جس طرح کہ[۳] مری ہے مجھے حجاب
تنزیہہ میں وہ اپنی[۴] سے یوں ہے حجاب میں
محروم دید گل سے رہے گا تو ہم صفیر
پھنسا نہ دام زلف کے تو پیچ و تاب میں[۵]
جس کو نہ ذوق و شوق ہو ہر یک صدا سے آہ
کیا لطف یار اس کو ہو چنگ و رباب میں[۶]
مانند مے حرام ہے طامات اور شطح
جب تک کہ مست خوب نہ تو ہو شراب میں
شوقِ مشاہدہ کے سوا کچھ سبب نہیں
لخت دل اب جو آئے ہے چشمِ پر آب میں
پیری میں جو یہ رنج اٹھانے پڑے ہمیں
اے کاش دیکھتے نہ اُسے ہم شباب میں[۷]
وہ دیکھتا[۸] ہے اپنی خود ہی چشم کرکے[۹] وا[۱۰]
فرصت میں فرق میرے اتنا حباب میں
غمگیں جو آہ و زاری[۱۱] میں عاشق کو ہے مزا
مے کش کو لطف وہ نہیں برق و سحاب میں

﴾421﴿ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد
۱۔ ر- مطلع ندارد
۲۔ ر- ۱۰۹ "گم ہوں جب آپ خود ہی میں اپنے جواب میں"
۳۔ ر- ۱۰۹ کی
۴۔ ر- ۱۰۹ اپنے
۵۔ ر- ب شعر ندارد
۶۔ ر- شعر ندارد
۷۔ ر- ۱۰۹ شوق و مشاہدہ
۸۔ ر- شعر ندارد
۹۔ ب- ۱۷۰ دیکھ لے
۱۰۔ ر- ۱۰۹ "وہ دیکھ لے نہ اپنی ہی خود چشم کرکے وا"
ب- شعر ندارد
۱۱۔ طبق ب- ۱۷۰ / م ۲۸۳
الف - ۱۷۷ آہ زاری

﴿422﴾

لڑتا ہے مجھ سے روز جو وہ بات بات میں
گھر جا کے کیا ہوا یہ اُسے ایک رات میں

دن رات آہ و نالہ سے رہتی ہے یہاں وہ سیر
جو سیر تو نے دیکھی نہ ہو شب برات میں[۱]

آفت ہوں ایک میں بھی کب آتا ہوں ان کے ہات
ہر چند لوگ رہتے ہیں واں[۲] میری گھات میں

ایک جام پی کے اٹھ ہی گیا اس کی بزم سے
ٹھہرا نہ غیر میری ذرا دوت و دات میں

کیوں کر میں تیرے پاؤں سے اپنا اٹھاؤں سر
ہیہات دل مرا ہی نہیں میرے ہات میں

جو کچھ کہے ہے وہ وہی کہتا ہے مجھ سے یہ
ویسا ہی رہ کے دل بھی ہوا اُس کے سات میں[۳]

رہ رہ کے اس کے کوچے میں پامال ہوگئے
پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اپنے ہات میں[۴]

بے رحم جب کہ تو نے ہے تقصیر کی معاف
تب شبہ کیا رہا ہمیں واں کی نجات میں

مستی[۵] میں کیوں جوانی کی ڈارھی منڈائی ہائے
مجنوں کی ورنہ بیٹھے ہم بھی برات میں

پہنچا ہے درد کیا تجھے غمگیں یہ سچ بتا
رو رو پڑے ہے ہائے جو تو بات بات میں

﴿422﴾ ب- ش- ن- خ- ع غزل ندارد

[۱] ب- شعر ندارد

[۲] الف- ۱۵۴ م- ۲۴۴ ب- ۱۴۲ وہاں

[۲] ب- شعر ندارد

[۳] ایضاً

[۴] ب- ۱۴۳ وحشت

﴿423﴾

آتی کسی ہی طرح نہیں میرے ہات میں   اس کے سوا کچھ عیب نہیں تیری گات میں
وحدت وجود چھوڑ دوں کس طرح بولنا   میری تو صرف یہ ہی ہے ایک کائنات میں
ہیہات چھوٹنا وہ مکان قدم شریف   کیا سیر ہائے رہتے تھے بارہ وفات میں
آنکھیں جنھیں ہیں دیکھ لے اے شیخ کور چشم[1]   جلوے اُسی کے دیکھیں ہیں لات و منات میں
کب ہوش اس کو آہ رہے ہے صفات کا   جو رات دن کہ محو رہے اس کی ذات میں
دو چار جام صبح پیا کر شراب کے   تا دے تجھے دکھائی وہی شش جہات میں
یہ بست و ہشت حرف ہیں نقطے میں جس طرح   یوں[2] علم مستتر ہے وہ اس کائنات میں
اب جرم میرے لکھیں گے کس طرح کاتبین   مطلق رہی سیاہی نہ ان کی دوات میں
غمگیں ہمارے واسطے لکھ اور اک غزل
یہ تو غزل ہے لطف ہے یوں[3] تیری بات میں

﴿423﴾ ش- ن- خ- ع غزل ندارد

[1] نسخہ" ر" میں پہلے تین اشعار نہیں ہیں-

[2] ر- ۹۹ یوں مستتر رہے ہے------

[3] ایضاً ہر

﴿424﴾

نہ بیٹھو شیخ جی للہ ہم رندوں کی صحبت میں
کہیں[۱] اک روز فرق آوے[۲] نہ قبلے کی مشیخت میں
مجھے عالم کا نقشہ اور ہی دکھلائی دیتا ہے
دیوانہ[۳] ہوگیا شاید کہیں اس کی محبت میں[۴]
قسم ہے اس کی جو اس کے سوا دکھلائی دیتا ہو
یہ عالم ہوگیا ہے اب مرا س کی محبت میں[۵]
خبر ہو تو ہمیشہ ہونٹ ہی چاٹا کرے منعم
مزا جو جو کہ آتا ہے فقیروں کو[۶] قناعت میں[۷]
ہوا کرتے ہیں ان سے شب کو جب سب ہم نشیں رخصت
تامل تب وہ کیوں کرتے ہیں ہمدم میری رخصت میں
نہ طاقت زندگی[۸] کی ہے نہ قدرت آہ مرنے کی
پڑا رہتا ہوں بسترے پر عجب سکتے کی حالت میں
بتا اے آئینہ رو تو یہ کیا ہے منعکس قضیہ[۹]
کہ میں دیکھا کروں ہوں تیری صورت اپنی صورت میں
نہ کیوں تعریف میں اس کی زباں ہو لال سوسن کی
کف پا جس کی برگ گل سے خوشتر ہے نزاکت میں[۱۰]
ترے کچھ قرض ہیں[۱۱] بوسے میں مرتا ہوں ابھی لے لے
نہیں لینے کے دینے آخرش ہوں گے قیامت میں
نہیں یہ لطف سیری کا کسی نعمت سے منعم کو
تہی دستی مزا جو دے ہے فقرا کو قناعت میں[۱۲]
یہ ہے اب حکم ساقی کا کہ مے خانے میں مستوں کے
امامت تو ہی اے غمگیں کیا کر اس جماعت میں

﴿424﴾ ش۔ر۔خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ن۔ ۴۳ نہیں
[۲] ایضاً گا
[۳] م۔ ۲۸۰ دیوانہ ہوگیا ہوں ہائے کیا اس کی محبت میں
[۴] ن۔ شعر ندارد
[۵] حاشیہ بر الف
ب۔ م۔ شعر ندارد
[۶] طبق۔ م ۲۸۱ الف۔ ۱۷۵ کی
[۷] شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۷۵
[۸] ن۔ ۴۳ نہ طاقت زندگانی کی نہ قدرت آہ مرنے کی
[۹] طبق ب ۱۶۸ / م ۲۸۰ / ن ۴۳
الف۔ ۱۷۵ لفظ "پر" ندارد
[۱۰] ن۔ ۴۳ بتا آئینہ رو مجھ کو یہ کیا ہے منعکس قضیہ
"ب" ۱۶۸ بتا آئینہ رو مجھ کو تو یہ کیا ہے منعکس قضیہ
طبق م۔ الف ۱۷۵ لفظ "یہ" ندارد
[۱۱] ب شعر ندارد
[۱۲] م ۲۸۰ ہوں
[۱۳] بر حاشیہ الف۔ ب۔ م شعر ندارد

﴿425﴾

علم بھی اپنا نہ تھا تھے جب کہ ہم ہاہوت میں　　علم آتے ہی یکایک آگئے لاہوت میں
دیکھ کر اپنی صفاتیں[۱] اور اپنے حسن کو　　اپنے عاشق ہوگئے ہم آپ ہی جبروت میں
حسن اپنا دیکھ کر کی یاں[۲] تلک حمد و ثنا　　ہوگئے جسم لطیف اس عالم ملکوت میں
عشق کی بے تابیوں سے آکے یاں[۳] غمگیں ہوئے　　ہم بہر[۴] صورت نما ہنگامہ ناسوت میں
جمع ہیں تجھ میں یہاں بھی[۵] یار پانچوں مرتبے　　گاہ ہے ناسوت میں[۶] تو گاہ ہے ہاہوت میں
کیا سبھی بتلادیا ہم نے تجھے مبدا معاد
پھر اسی صورت سے جانا سوت سے ہاہوت میں

﴿426﴾

محو ہیں ہم تو ترے دیدار میں　　فرق کرے کون گل و خار میں
مانگ کے اس ماہ کے موتی مجھے　　تارے گناتے ہیں شب تار میں
زندہ ہے ناچار کہ بالکل نہیں　　مرنے کی طاقت ترے بیمار میں
میں نے کہا دل ہے یہ مفلس کا مال　ق　فائدہ کیا حجت و تکرار میں
بوسے کے بدلے بہت ارزاں ہے　　عقل ہو گر کچھ بھی خریدار میں
ہنس کے کہا اس نے کہ چل ایسے دل　　دمڑی کے دس بکتے ہیں بازار میں
باتیں نہ غمگیں کی طرح کر رقیب
فرق ہے سرشار میں[۱] ہوشیار میں

﴿425﴾　ش۔ ن۔ خ۔ ع　غزل ندارد
[۱]　ر۔ ۱۰۰　صفت کو
[۲]　ایضاً　اس قدر
الف۔ ۱۵۵ م۔ ۲۴۴ ب۔ ۱۴۴ یہاں
[۳]　ایضاً　یاں
[۴]　ایضاً　ہوئے
[۵]　ر　۱۰۰　اے
[۶]　ایضاً　اور
﴿426﴾　ش۔ ر۔ خ۔ ع　غزل ندارد
[۱]　ن۔ ۴۲　اور

﴿427﴾

ہوش اپنا کیوں نہیں رہتا ترے سرشار میں
ہے یہ جی میں ایک دن پوچھیں گے اس سے پیار میں
دیکھنے کو جس کے عالم سے اٹھائی ہم نے آنکھ
اب نظر آتی ہے وہ صورت درودیوار میں
آنکھ میں چبھتے ہیں دونو اپنے اپنے رنگ پر
فرق کچھ چنداں نہ دیکھا ہم نے گل اور خار میں
لن ترانی[1] کے مزے میں اڑگئے موسیٰ کے ہوش
ہے حلاوت کچھ عجب معشوق کے انکار میں
اُس سے تنہائی میں صحبت کی پڑی کیوں آہ خو
بیٹھنا باہم جو اب دشوا ر دوچار میں
ہے[2] یقیں ہمدم وہ کب آتا ہے یاں وعدہ خلاف
پر تسلی تو ہے دل کو قول اور اقرار میں
وہ[3] جو دل مانگیں گے تو میں ہائے کیا دوں گا جواب
خوں نہیں دکھائی دیتا دیدہ خونبار میں
نیم ابرو کھینچ اس نے کردیا دل کو دو نیم
کاٹ یہ دیکھا نہیں ہم نے کسی تلوار میں [4]
زندگی [5] میں کر نہ باہر ے کدے سے یا خدا
موت بھی آوے تو آوے خانہ خمار میں
کبک کی قسمت میں ہیں یہ استخوان آتشیں
آگ لگ جاوے نہ تیری اے ہما منقار میں

تو ہی پہلے پی لے اے غمگیں کہ ضدی ہے وہ شوخ
رات آخر ہو نہ جاوے حجت و تکرار میں

﴿427﴾	ش۔ر۔ن۔ خ۔ع	غزل ندارد
ا۔	ب۔ ۱۳۹	ناخوانا
۲۔	ایضاً	
۳۔	ایضاً	
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ب۔۱۳۹	ناخوانا

﴿428﴾

عیب جو جو کچھ عیاں ہیں مے کش و مخمور میں — ہیں نہاں وہ واعظا سب خوشہ انگور میں
مے کدے میں ہے وہی رندوں کی سب گفت وشنید — جو کلیم اللہ کیا کرتے تھے کوہ طور میں
ہاتھ جنت میں بھی آنا ہے ترا امر محال — اے صنم ہے فرق کتنا دیکھ تجھ میں حور میں[۱]
ہے اسی کا عشق تجھ کو گو کسی کا عشق ہو — کچھ نہیں ہوتا تجزی و تبغض[۲] نور میں
اختیار اس کا ہے جو مجبور ہے بے اختیار — فرق بس اتنا ہی ہے مختار اور مجبور میں
دمبدم چبھتے ہیں میرے دل میں ہمدم نیش غم — آگ لگ جاوے کہیں اس خانۂ زنبور میں[۳]
اور بیماروں کو اپنے مجھ سے مت تشبیہ دے — فرق ہر یک رنج میں ہے اور ہر رنجور میں[۴]
جسم و دل جان و جگر کچھ بھی نہیں رکھتے ہیں آہ — عشق کی قدرت کہاں اب ہم سے بے مقدور میں[۵]

وہ اناالحق اور تو اب صرف کہتا ہے انا
بس یہی ہے فرق غمگیںؔ تجھ میں اور منصور میں

﴿428﴾ ش۔ن۔خ غزل ندارد
نسخہ "ع" میں صرف مطلع اور مقطع شامل ہیں۔

[۱] ب۔ر شعر ندارد
[۲] نسخہ الف میں اتنا حصہ خالی ہے۔
[۳] ب۔ر شعر ندارد
[۴] ب۔ر شعر ندارد
[۵] ایضاً

﴾429﴿

وہ پردہ نشیں جب سے کہ مہمان ہے گھر میں　　میں جسم سے باہر[۱] ہوں میری جان ہے گھر میں
بتلادی کسی نے تجھے اس کوچے کی کیا راہ　　رہتا جو دلا تو نہیں اک آن ہے گھر میں
اب ایسی حکومت تو کیا کرتا ہے گویا　　اس کشورِ دل کا ترے فرمان ہے گھر میں [۲]
شاید کہ ہوا ہے ترے مکھڑے کے مقابل　　آئینہ جو اس طرح حیران ہے گھر میں [۳]
جو گھر میں مجھے میرے ہی[۷] رہنے نہیں دیتا　　آنے دے مجھے اپنے وہ امکان ہے گھر میں [۴]
گو دونو بہم رہتے ہیں ہم ایک ہی گھر میں　　میں اس سے ولے مجھ[۵] سے وہ انجان ہے گھر میں
ہے شور نمک کا ترے عالم میں نہایت　　گویا کہ ملاحت کی ترے کان ہے گھر میں
ہے درد[۶] و غم و رنج و بلا نالہ و فریاد　ق　اور اس کے سوا اور بھی سامان ہے گھر میں
اس جنس کے پیدا نہ ہوئے اور خریدار[۷]　　گو عشق کے سودے کی یہ دکان ہے گھر میں

غمگیں[۸] کو کوئی آنے نہ دینا مرے نزدیک
ان کا بھی[۹] اب لوگوں کو فرمان ہے گھر میں

﴾429﴿	ر۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ب۔ ۱۲۸	بار
۲۔	خ۔	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	م۔ ۲۲۱	لفظ "ہی" ندارد
۵۔	خ۔	شعر ندارد
۶۔	م۔ ۲۲۱	مجھے
۷۔	حاشیہ ش ۵۳/ ن ۴۴	رنج و غم و درد
۸۔	حاشیہ ش / ن ۴۴ / ب ۱۲۹	"اس جنس کا پیدا نہ ہوا کوئی خریدار"
۹۔	ش ۔ ۵۴ / ن۴۴	"تم جانو گے جو آنے دیا غمگیں کو در تلک"
۱۰۔	م ۲۲۱ / ب ۱۲۹	یہی

﴿430﴾

بے طرح قید آ ہوا ہوں زلف کی زنجیر میں
کاش ہووے مخلصی لکھی مری تقدیر میں
کھینچ لاتا اس کو ہمدم وہیں آدھی رات کو
جذب کچھ ہوتا اگر اس نالہ شب گیر میں
ہوش سے کر بات چھوڑا میں نے اس خط کا جواب
اور بو آتی ہے قاصد اس تری تقریر سے
مت لگا باتوں میں جانے دے کہیں اس بت کے پاس
ڈال مت میری نماز اے شیخ تو تاخیر میں
دیکھ اے دل کر نہ تعمیر خرابی کی بنا
سو خرابی مستتر دنیا کی ہے تعمیر میں
وہ کہیں ہیں چھپ کے میں سو بار آیا ترے پاس
پر میرا کیا بس ہے گر ملنا نہ ہو تقدیر میں
اس کی وہ نوبت وہاں ہے میری یہ حالت ہے یہاں
کچھ عجب تاثیر دیکھی عشق کی تاثیر میں
دل کی دل میں ہی نہ رہ جاویں کہیں یہ حسرتیں
فرق وہ لاتا نہیں اب تک میری توقیر میں
خوبی قسمت سے ملنا گر نہ ہو تو کیا کریں
روز و شب کٹتا ہے اے غمگیں اسی تدبیر میں

﴿430﴾ ب- ر- ش- ن- خ- ع غزل ندارد

﴿431﴾

بس میں نہیں کچھ اپنے ہیں صیاد کے بس میں
ورنہ نہ کبھی رہتے ہم اس تنگ قفس میں
شاید کہ ہے اس قافلے میں [۱] محمل لیلیٰ
وحشت سی مجھے آتی ہے آواز جرس میں
سچ کہتے ہو تم سب مگر اتنا تو سمجھیے
میں سو میں ہوں بدنام اگر آپ ہیں دس میں
گریاں وہ مجھے دیکھ کے ہنس کے [۲] لگے کہنے
بارش یہ ہوئی اب کے ہے دس پانچ برس میں
کہتا ہے کہ شب کو بھی نہ رکھ دختر رز کو
قصہ نہ ہو کس طرح بھلا مجھ میں عسس میں [۳]
گر پہلے یہ ہوتیں [۴] تو نہ ہوتا کوئی عاشق
جو تو نے نکالی [۵] ہیں نئی ظلم کی رسمیں
ہوتے نہ ترے دامِ محبت میں گرفتار
پر کیا کریں بے بس ہیں کہ ہم اپنے نہیں [۶] بس [۷] میں
آگاہی حضوری میں اگر رہوے تو غمگیں
کیا کسب و کمالات ہوں ہر یک نفس میں

﴿431﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۳۷ میں ہی
۲۔ م ۲۳۷ / ب۔۱۳۹ کر
۳۔ ب شعر ندارد
۴۔ م۔ ۲۳۸ ہوتی
۵۔ ایضاً لگالیں
۶۔ ن ۳۷ ہیں
۷۔ ب ناخوانا

﴿432﴾

قوت نالہ و زاری کس میں   طاقت شکوہ گزاری کس میں
قلقل شیشہ کی کس کو ہے ہوا[۱]   ہوس بادۂ[۲] بہاری کس میں
اس کمر پر تو بندھا بھی نہ خیال   ہے کمر بند یہ بھاری کس میں [۳]
مرگئے پر بھی نہ معلوم ہوا   خواہش دل ہے ہماری کس میں [۴]
زندگی کا ہے یہاں کس کو خیال   فرصت[۵] روز شماری کس میں[۶]
جان و دل دونو سے بیزار ہوں میں   ہے تری کار براری کس میں [۷]
دل کو بہلائیں تصور سے مگر   طاقت [۸] نقش [۹] و نگاری کس میں
دو جہاں کا نہ کیا ایک بھی کام [۱۰]   عمر یہ ہم نے گزاری کس میں
ہم سے پوچھے ہے دمِ نزع وہ شوخ   جان اٹکی ہے تمھاری کس میں[۱۱]
جائے گھر یا رہے غمگیں شب کو
ہے خوشی کہیے تمھاری کس میں[۱۲]

﴿432﴾ ش-ع غزل ندارد
۱۔ ن-۴۰ قلقل شیشہ کا کس کو ہے دماغ
۲۔ ایضاً بادہ بہاری
۳۔ ر- خ شعر ندارد
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ ن-۴۱ قدرت
۶۔ ب شعر ندارد
۷۔ ایضاً
۸۔ ن-۴۱ ہوش یہاں
۹۔ خ-۱۳۲ نقش و نگار
۱۰۔ ن-۴۱ دونوں عالم کا کیا ایک نہ کام
۱۱۔ ر- شعر ندارد
۱۲۔ ایضاً

﴿433﴾

ایک[1] ایک ذرہ مقید یہ جو ہے آفاق میں   دیکھیو کیا محو ہر یک اپنے ہے اطلاق میں
کیا کریں تعریف اب تک معرفت ہم کو نہیں   اپنے اپنے یار کی تعریف ہے عشاق میں
شیخ جی محراب ابرو اس کی گر دیکھو کبھی   عقل تہہ کر کر کسی مسجد کے رکھ[2] دو طاق میں
دل میں پاؤں دابنے کا شب کو گذرا تھا خیال   درد تو سچ کہہ نہیں ہے تیری سیمیں ساق میں
ہائے گر نامہربانی ہو تو پھر کیا قہر ہو   جب کہ یہ رنج و تعب ہیں آپ کے اشفاق میں
تیری جو آنکھوں میں ہے تاثیر اے عیسٰی نفس   یہ اثر دیکھا نہ ہم نے زہر اور تریاق میں
عقل ہوجاتی ہے پتا ہوش ہوتے ہیں ہوا   اک شجر کی فکر گر کیجے کبھی اوراق میں
جان بن جاناں کے دیکھے یوں نہ دوں گا تجھ کو میں   یہ ہی جھگڑا ہے فرشتے اور ترے مشتاق میں
عین مطلق ہے مقید دیکھ اے زاہد[3] یہ تو   فرق کچھ مطلق نہیں تقید اور اطلاق میں

قافیے کو تو بدل کر لکھ غزل غمگیںؔ کہ تا
شعر مستانہ ترے مشہور ہوں آفاق میں[4]

﴿433﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد

[1] م۔ ۲۳۷   ایلک ذرہ

[2] طبق ب۔ ۱۳۸ / م۔ ۲۳۷ / ن۔ ۴۴
الف ۱۵۱   رکھو

[3] حاشیہ ن۔ ۴۴   غمگیںؔ

[4] ن   شعر ندارد

﴿434﴾

رہوں یوں منتظر ہجراں میں تیرا یار کب تک میں
نہیں ہوں گر تو ہوں گا قابل دیدار کب تک میں
یہ کیا مے ہے وہ مے دے جس میں مردافگن نشہ ہووے
ہوا کے اسپ پر ساقی رہوں اسوار کب تک میں[1]
مجھے ہاتھوں سے وحشت میں نہیں ڈھب تنکے چننے کا
بیاباں کے چنوں پاؤں سے اپنے خار کب تک میں[2]
یہ ہوشیاری مری بدتر ہوئی ہے آہ غفلت سے
رہوں غفلت سے اے پیرِ مغاں ہوشیار کب تک میں
پلادے خم کے خم ساقی بہت ہے زندگی تھوڑی
اس اک اک[3] جام میں ہوں گا بھلا سرشار کب تک میں
نہ مومن ہوں نہ کافر ہوں مگر ہے ایک سے الفت
رکھوں اے شیخ اس تسبیح میں زنار کب تک میں[4]
بتا اتنا مقید ہتھکڑی بیڑی میں اے ظالم
رہوں وجع مفاصل کے ترا بیمار کب تک میں[5]
تصور میں ترے اس سبزہ خط کے بھلا گل رو
لگاؤں داغ دل پر مرہم زنگار کب تک میں
وہ مے دے ساقیا جس سے مٹے بنیادِ ہستی کی
خرابی کی عمارت کا رہوں معمار کب تک میں
خیال اپنے تو باطن میں نہیں رکھتا ہے کیوں ہمدم
کروں اظہار تجھ سے واں کے یاں[6] اسرار کب تک میں
بہار آوے کہیں غمگیں کہ دل کی بے کلی جاوے
رہوں دیوانہ اپنے کام میں ہوشیار کب تک میں

﴿434﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ م شعر ندارد

۳۔ الف۔ ۱۷۲ م۔ ۲۸۰ ب۔ ۱۲۸ ایک ایک

۴۔ ب شعر ندارد

۵۔ ایضاً

۶۔ الف۔ ۱۷۲ م۔ ۲۸۰ ب۔ ۱۲۸ وہاں کے یہاں

﴿435﴾

فائدہ کیا تجھ کو واعظ ہم سے قیل و قال میں
آپ ہی ہیں ہم شرابی مست اپنے حال میں
پھر نہ بس ہوگی رہائی تجھ کو دام زلف سے
ڈال مت اے دل تو اپنی جان اس جنجال میں
دیکھنے پائے نہ مکھڑے کی حقیقت اور ہم
ہوگیا گم نقطہ علم آہ اُس کے خال میں[1]
جو ارادہ تو کرے اے یار یہی وقت ہے
ورنہ کچھ ہوتا نہیں ماضی و استقبال میں
کنگھی چوٹی اور مسّی کاجل جو اب ہوتا نہیں
کچھ نہ کچھ ہے سچ بتا اے شوخ کالا دال میں
کیجیے کس شغل میں ساقی بسر عمر عزیز
ہاں مگر یہ مے کشی بہتر ہے سب اشغال میں
کیا ہوا عارض کو میرے جب ہی جانے دے بتا
پوچھتا شوخی سے ہے وہ رکھ کے بیڑی گال میں[2]
تیری یہ مشکل نہ آساں ہوگی اے دل جب تلک
تو حقیقت ایک دیکھے گا نہ سب اشکال میں
اپنے مذہب میں نہیں صدیق ہے زندیق وہ
یار جس کے فرق ہو افعال اور اقوال میں
دیکھنے سننے میں جتنا فرق ہو اے واعظا
فرق اتنا ہی ہے میرے حال[3] تیرے قال میں
کیا ہوا مجھ کو وہی ہوں میں و لیکن وہ نہیں
میں بھی حیراں اپنے اے غمگیں ہوں اس احوال میں

﴿435﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد
[1] ب شعر ندارد
[2] ایضاً
[3] م ۲۸۴ حال اور قال

﴿436﴾

کیوں کر نہ فکر محو ہو اُس کے جمال میں   آتا نہیں ہے جس کا تصور خیال میں
میں کچھ کہوں ہوں اور تو کہتا ہے کچھ کا کچھ   کیا لطف ہے نشے کے جواب و سوال میں[۱]
واعظ عبث تو ہم سے کیا کر نہ قیل و قال   ہم رند لوگ مست ہیں آپ اپنے حال میں
دستار و ریش و دانہ تسبیح دیکھ کر   اے شیخ ہم پھنسیں گے نہ اس تیرے جال[۲] میں
اے مرغ دل نہ ہو جو گرفتار زلفِ یار   پنہاں ہزار جال[۳] ہیں ہر بال بال میں
حیراں ہیں ہائے دیکھیں گے کس طرح وہ جمال   ہم محو آج تک ہیں بس[۴] اس رخ کے خال میں[۵]
شاداں[۶] بھی رشک کھاتے ہیں اندوہ گیں ترے   ایسا مزہ اٹھاتے ہیں رنج و ملال میں[۷]
اے دل نہ دوست جان کے کرنا کچھ التفات   اُس شوخ کو جو دیکھے تو شان جلال میں[۸]
غمگیں تو گھر میں اپنے نہ حبہ[۹] بھی رکھ کبھی
برکت ہی صرف تاکہ رہے تیرے مال میں

﴿436﴾ ش-ن-خ-ع غزل ندارد
[۱] ب-ر شعر ندارد
[۲] م- ۲۵۱ حال
[۳] م-۲۵۱ ر ۱۰۱ دام
[۴] طبق م- ۲۵۱/ ب ۱۴۷
الف- ۱۵۹ لفظ "بس" ندارد
[۵] ر شعر ندارد
[۶] م- ۲۵۱ شادی
[۷] ر- ب- شعر ندارد
[۸] ر شعر ندارد
[۹] م- ۲۵۱ جبہ

﴿437﴾

کچھ کہہ گیا ہے جب سے کہ غیر اس کے کان میں — تب سے نہیں ہے ہائے مری جان جان میں
ملکوت چرخ جھانکیں ہیں اس کو زمین پر — یہ لوگ جس کو کہتے ہیں، ہے آسمان پر
دیکھا وہ اپنی آنکھوں سے اس عشق میں ترے — جو کچھ نہ تھا کہیں مرے وہم و گمان میں
گلچیں نے جو قدم گل و گلزار میں رکھا — بلبل تڑپھہ کے مرگئی بس آشیان میں
جوں [1]گردباد مجنوں کے رہتی ہے روح گرد — گر لیلیٰ وش ہو کوئی کسی کاروان میں
ہم مے کشوں کو جہلی تو واعظ کہے ہے کیا — آیات ظلم و جہل[2] ہیں عاشق کی شان میں
تعریف اس کے حسن کی جز اس کے کیا کروں — آتا کسی طرح نہیں ہرگز بیان میں
مطلع لکھ اس غزل کا تو ایسا اخیر اب — غمگیں رہے غرور نہ پیرو جوان میں
تجھ سا نہیں ہے کوئی زمین آسمان میں
پھونکا ہے یہ فرشتے نے ہر یک کے کان میں

﴿437﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

ا۔ طبق لفظ "مجنوں" ندارد
الف۔ ۱۷۳ کی

۲۔ نسخہ "ب" ۱۴۶ کے حاشیے میں حوالہ لکھا ہے۔ "آیت ظلو من جہولا"

﴿438﴾

کچھ دم نہیں ضعف سے بدن میں　　اک گرد ہے جامہ کہن میں
جو جز کہ نہ منقسم ہو اس کا　　بطلان ہے تیرے ہر سخن میں
بلبل میں رہا نہ ہوش جب دام　　صیاد نے رکھ دیا چمن میں
زنداں میں نہ تنگ ہو وہ وحشی　　جو ہم ہیں بہ تنگ[۱] تن بدن میں
غیروں سے کہے ہے وہ مجھے دیکھ　　ہوشیار ہے یہ دیوانہ پن میں
یوں پھُکتی ہے دل میں آتشِ عشق　　دون لگتی ہے جس طرح کہ بن میں
اس تن کی میں جو کہوں نزاکت　　یہ تاب و تواں نہیں ہے تن میں[۲]
اس رشک پری کو مے پلا کر　ق　شیشہ میں اتار ہر سخن میں
لایا ہے گھر اپنے جب وہ بولا　　تو اک بلا ہے اپنے فن میں
کہتا نہیں کوئی اس کو سلوا　ق　سو چاک اگر ہوں پیرہن میں
جو چاہو کہو سنو کسی کو　　کچھ قید نہیں دیوانہ پن میں
وہ جن سے خلا ملا ہے ان کو　ق　خلوت ہے ہمیشہ انجمن میں
مستغرقِ ذات جو ہیں غمگیں
ہر دم ہے انھیں سفر وطن میں

﴿438﴾ ش- ن- ر- خ- ع　غزل ندارد
[۱] ب ۱۵۱　یہ تنگ
[۲] ب　شعرندارد

﴿439﴾

جب چوری سے ممکن نہ ہو کچھ بات کروں میں　　کس برتے پر[1] اس سے ملاقات کروں میں
کیا سہان ہے اب تک بھی سمجھتا ہے نملغ　　حقے کی بھی گر اس سے مدارات کروں میں
ہو نفس میرا معتقد اے شیخ جی صاحب　　گر آپ کی اظہار کرامات کروں میں
آتی ہی تصور میں نہیں آہ وہ صورت　　سو شکل سے گو فکر و خیالات کروں میں
بے چین ہوں ایسا کہ نہیں ہوتی تسلی　　ہجراں کے یہ دن وصل کی گر رات کروں میں
جو پاؤں سے گرمی میں اتارے نہ جرابیں　　کس طرح دراز اس کی طرف ہاتھ کروں میں
انسان تو انسان ہے پتھر بھی پگھل جائے　　رو رو کے بیاں اپنے جو حالات کروں میں
وہ سنگدل اس پر بھی پسیجا نہ پسیجے　　کیا ایسے سے اے ہمدمو[2] ہیہات کروں میں
پہچان بھی اب تک نہیں جس شوخ سے غمگیں
کس طرح بھلا اس سے اشارات کروں میں

﴿440﴾

رہوں[1] ہوں عشق میں اس سنگدل کے میں پہاڑوں میں　　دیوانوں کی طرح جا بیٹھتا[2] ہوں گاہ جھاڑوں میں
کوئی کس طرح جاوے رات دن دربان اب اس کا　　بچھائے ہی رہے ہے چارپائی کو کیواڑوں میں
کبھی جاتے ہیں واں[3] تو کیا اداسی دل پر آتی ہے　　ملا کرتے تھے اس سے آہ جن پیڑوں کی آڑوں میں
جہاں سے اپنے میں پردہ نشیں کو دیکھ لیتا تھا　　کسی[4] نے ہائے چونا بھر دیا ان سب دراڑوں میں
یقیں ہے مجھ کو شاید اس پری رو پر ہے دیوانہ
سڑی بن بن کے جو غمگیں پھرے ہے تواجاڑوں[5] میں

﴿439﴾ ب۔ش۔ر۔ن۔ خ۔ ع　　غزل ندارد
[1] م ۲۴۶　　پہ
[2] الف۔۱۵۶/ م۔ ۲۴۶　　ہمدموں
﴿440﴾ ش۔ر۔خ۔ع　　غزل ندارد
[1] ب ۱۳۲　　رہو
[2] م ۲۲۵ / ب ۱۳۲　　بیٹھا
[3] الف۔ ۱۴۴ / م۔ ۲۲۵ / ب۔ ۱۳۲ /ن۔ ۳۹　　وہاں
[4] ب۔ ۱۳۲　　کس
[5] ب ۱۳۲　　آجاڑوں

«441»

مجھ کو مطلق نہیں غم اس سے بہت شاد ہوں میں
نہ مقید ہوں نہ مطلق[۱] ہوں نہ آزاد ہوں میں
تری فریاد کروں حشر کو کیا ممکن ہے
پر اسے کی کروں جو صورت فریاد ہوں میں
جاؤں کس طرح تمھیں چھوڑ کے میں دیر و حرم
نہ[۲] دیوانہ ہوں نہ مجنوں ہوں نہ فرہاد ہوں میں
دیکھیں کس طرح نپٹتی[۳] ہے کہ کہتا ہے وہ شوخ
تو تو مرشد ہے و لیکن ترا استاد ہوں میں [۴]
یاد میں تیری ہر اک عضو کی ہر عضو ہے محو
اک مجسم تری اے شوخ ہوا یاد ہوں میں[۵]
لطف صحرا مجھے اس خانہ ویراں ہی میں ہے
تیرے صدقے سے گھر اپنے ہی[۶] میں آباد ہوں میں [۷]
گر کہوں میں کہ گرفتار محبت ترا
تو وہ کہتا ہے کہ کیوں کیا ترا صیاد ہوں میں [۸]
لوح دل پر تیرے بن دیکھے ہے کھنچی[۹] تصویر
وقت کا اپنے بہ از مانی و بہزاد ہوں میں
دھیان کس سرو کی ہے مجھ کو قدو قامت کا
جو کھڑا ایک جگہ صورت شمشاد ہوں میں
لکھ ردیف اور بدل کر تو غزل اے غمگیں
دونو عالم سے جسے سنتے ہی آزاد ہوں میں

«441»	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱	ر- ۱۰۸	بندہ
۲	ر- ۱۰۹	نہ ہوں دیوانہ
۳	م- ۲۶۵	نبٹی
۴	ر	شعر ندارد
۵	ایضاً	
۶	م- ۲۶۴	ہی آباد
۷	ر	شعر ندارد
۸	ب- ر	شعر ندارد
۹	ر- ۱۰۹	تصویر کھنچی

﴿442﴾

عاشق زار ہوں قائل دیدار ہوں میں
لایق دار ہوں میں سخت گنہگار ہوں میں

رندو مستوں کی نظر میں تو گل و گلزار[1] ہوں میں
برہمن و شیخ کی آنکھوں میں مگر خار ہوں میں[2]

یار سمجھے تو میری بات کو مانے یہ دل
اس کے نزدیک تو اے ہمدموں اغیار ہوں میں[3]

ہو چکے جلد یہ اے کاش خرید اور فروخت
وہ خریدے ہے مجھے جس کا خریدار ہوں میں

جو جو تو مجھ کو دکھاوے وہ بجا ہے اے شوخ
دیکھنے کا ترے اک[1] بار گنہگار ہوں میں [2]

اختیار آہ مرا جبر ہے گر غور کرے
اپنے افعال کا ہر چند کہ مختار ہوں میں

ٹھہرتا جاکے نہ اس بزم میں ایک[3] دم ہمدم
کیا کروں اس دل بے تاب سے ناچار ہوں میں[4]

ہے نشہ یہ بھی کہوں گر کہ نہیں مجھ کو نشہ
پر بہت ساقی نشے ایسے سے ہوشیار ہوں میں

ہوں سو ہوں کیا کہوں میں کون ہوں کیا ہوں غمگیں
گنج مخفی کا عیاں دیکھ لے اسرار ہوں میں

﴿442﴾ ن۔ ش۔ خ۔ ع غزل ندارد
[1] طبق م۔ ۳۶۶ ر۔ ۱۰۳
الف۔ ۱۶۷ گلغدار
[2] ب شعر ندارد
[3] ب۔ ر شعر ندارد
[5] الف۔۱۶۷/ م۔ ۲۶۶/ ب۔ ۱۵۷ ایك
[6] ر شعر ندارد
[7] الف ۱۶۷، م۲۶۶، ب ۱۵۸ ایك
[8] ب ر شعر ندارد

﴿443﴾

بستۂ زلف رخ یار ہوں میں   سو بلاؤں میں گرفتار ہوں میں
بے خبر مجھ سے نہ رہنا ساقی[۱]   کہیں ایسا نہ ہو ہوشیار ہوں میں
حکم دل پر ہے نہ اس شوخ پر آہ   ہاتھ سے دونو کے ناچار ہوں میں
دل کو ہر وقت جو مانگے ہے تو   سچ بتا کیا ترا دلدار ہوں میں
تم کو جو بھید نہ کھلا ہو پوچھو   آج گنجینۂ اسرار ہوں میں
مردماں میری عبث ہے تدبیر   چشم بیمار کا بیمار ہوں میں[۲]
پہروں رہتا نہیں اپنا بھی خیال   اس قدر ہائے دل افگار ہوں میں[۳]
خوب ہی یاری[۴] بجا لائے واہ   تم تو کہتے تھے ترا یار ہوں میں
گر ہوں آزاد تو بتلا غمگیں
اپنا کیوں آپ گرفتار ہوں میں

﴿443﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب ۱۴۱ مجھ سے ہوشیار تو رہنا ساقی
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ طبق م ۲۴۱ (الف ۱۵۳۔ یار)

﴿444﴾

بغیر تیرے[۱] نہیں کوئی یار آنکھوں میں　　پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں
ہمیشہ رو رو کے دھوتا ہوں میں کدورتِ دل　　ولیکن اس کے ہے اب تک غبار آنکھوں میں[۲]
جو غم سے ہجر کے رویا کرے بتا ظالم　　نہ ہووے کیوں کہ پھر اس کے غبار آنکھوں میں[۳]
بغیر اس[۴] کے مجھے اس چمن میں اے ساقی　　خزاں لگے ہے یہ ساری بہار آنکھوں میں
یہ طفل اشک کو ہر چند کوئی بہلاوے　　بھرا ہی آئے ہے بے اختیار آنکھوں میں
خیال خواب ہو گر چشم میں تو آوے نیند　　یہاں ہے صرف ترا انتظار آنکھوں میں [۵]
نہ دیکھے اس کو تو ہمدم کبھی ہے سینے میں　　کبھی ہے ہائے دل بے قرار آنکھوں میں [۶]
ملے ہے پتلی سے جب اس کی پتلی اے ہمدم　　تو ہائے ہوتی ہے کیا ہمکنار آنکھوں میں[۷]
کہے ہے وہ کہ میں بیزار ہوں بہت تجھ سے　　کیا [۸] نہ کر تو مجھے دیکھ پیار آنکھوں میں[۹]
ملی تھی ہائے کبھی اس کی چشم مست سے چشم　　ہمارے آج تلک ہے خمار آنکھوں میں[۱۰]

جمالِ یار نہیں بھولتا تجھے غمگیںؔ[۱۱]
رہے ہے وہی ترے گلعذار آنکھوں میں

﴿444﴾ ن-ب-ر-خ-ع غزل ندارد
۱۔ م۔ ۲۴۹ تیرے بغیر
۲۔ ش۔ شعر ندارد
۳۔ م۔ شعر ندارد
شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۵۸
۴۔ ش۔ ۴۴ تیرے
۵۔ ش۔ شعر ندارد
۶۔ ایضاً
۷۔ ایضاً
۸۔ طبق م۔ ۲۵۰
الف۔ ۱۵۸ کہا
۹۔ ش۔ شعر ندارد
۱۰۔ ش۔ شعر ندارد
۱۱۔ ش۔ ۴۴ "خیال اُس کا نہیں بھولتا تجھے غمگیںؔ"

﴾445﴿

ہجر ہے ہمراہ جدھر جاؤں میں　　ہاتھ سے اب اس کے کدھر جاؤں میں[۱]
لے نہ چلو کوچے سے اس کے مجھے　　جان سے جب تک نہ گذر جاؤں میں
آپ کی مرضی ہو تو کچھ ڈر نہیں　　غیر کی گھرکی سے بھی ڈر جاؤں میں[۲]
روز کے جلنے سے تو اے ہمدموں　　چولھے میں جاؤں کہیں مرجاؤں میں
دور ہی سے دیکھ کے پھیرے[۳] ہے منہ　　پاس کبھی اُس کے اگر جاؤں میں
کعبہ و بت خانہ ہے یکساں مجھے　　تو کہے اے یار جدھر جاؤں میں
پھر نہ کوئی نام لے معشوق کا[۴]　　اپنا[۵] بیاں حال جو کرجاؤں میں
جس کا ٹھکانہ نہ ہو غمگیں کہیں
اس کی کہاں لینے خبر جاؤں میں

﴾445﴿ ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع　　غزل ندارد

[۱] ن۔ ۴۵　　"اس کو کہاں چھوڑوں کہاں جاؤں میں"

[۲] حاشیہ بر "الف" ۱۴۵

م۔ ن　　شعر ندارد

[۳] م۔ ۲۲۶　　پھیرلے

[۴] ن۔ ۴۵　　"نام نہ معشوق کا پھر لے کوئی"

[۵] طبق۔ ن ۴۵

الف۔ ۱۴۵ م۔ ۲۶۲　　اپنی

﴾446﴿

وصل میں بھی اس پر از بس جو نہیں قدرت ہمیں   دیکھ کر آتی ہے کیا کیا آہ بس حسرت ہمیں
خاص ہم کو ہی برا کہتے ہیں یہ سب خاص و عام   مے کشی سے یار اتنی ہے خصوصیت ہمیں
کون ہے وہ ہمدمو[۱] یہ بھی خبر ہم کو نہیں   جس سے ایسی محویت کی ہائے ہے الفت ہمیں
دو جہاں کا کام اے واعظ کریں کس وقت ہم   شاہد و مے سے نہیں ہے یک نفس فرصت ہمیں
اس کے نقشے کے تصور میں یہ صورت ہے کہ آہ   ہمدمو دو دو پہر رہتی ہے بس حیرت ہمیں
مال دنیا ہم شرابی اس لیے رکھتے نہیں   تا زکوٰۃ و حج کی اے واعظ نہ ہو حاجت ہمیں
بس گذارہ آہ صحرائے فنا میں ہو تو ہو   جسم سے بھی اپنے اب آنے لگی وحشت ہمیں
تجھ کو یہ چلّہ کشی رہوے مبارک زاہدا   ہے ہمیشہ انجمن میں یار سے خلوت ہمیں
بے قراری سے وہ ناخوش تو نہ ہوتا بے وفا   کاش ہوتی ہائے ہمدم صبر کی طاقت ہمیں[۲]

جب سے ہم آئے ہیں اے غمگیں مقام انس میں
تب سے اپنے سے بھی کچھ آنے لگی وحشت[۳] ہمیں

﴾446﴿ ش۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف ۱۷۵۔م ۲۷۹۔ب ۱۶۷ ہمدموں
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ م ۲۸۰ دہشت

﴿447﴾

دم بھی لینے کی نہیں ہے ضعف سے طاقت ہمیں
سیر آفاقی کی اس پر بار ہے قدرت ہمیں
دین کی الفت نہ دنیا کی نہ اپنے نفس کی
ہے الگ وہ کون ان[۱] سے جس سے ہے الفت ہمیں
مست[۲] و دیوانہ کرے ہے آج کل بوئے شراب
مے کے پینے کی کہاں اب ساقیا قوت ہمیں
جس بیاباں دشت میں پہنچے ہیں جی لگتا نہیں
لے نہ جاوے یہ کہیں دشتِ عدم وحشت ہمیں
ہو دو عالم کو نہ فرصت اپنے سجدے سے کبھی
ایک سجدے کی اگر اس بت کے ہو فرصت ہمیں
کس طرح مرجائیں[۳] ہجراں میں بھلا اے ہمدمو[۴]
قتل کی ہے اس کے ہاتھوں سے بہت حسرت ہمیں
وہ ہوئی تم کو نہ کعبے میں نہ ہووے[۵] شیخ جی
مے کدے میں آج ہے جو عزت و حرمت ہمیں
دل جو لینا ہو تو لے بوسہ نہ دینا ہو نہ دے
یاد تیری سے نہیں ہے حیلہ و حجت ہمیں[۶]
خود بخود بے خود ہوئے جاتے ہیں اے پیر مغاں
مے کشی کی اب نہیں واللہ کچھ حاجت ہمیں
دیکھ کر حیراں سے رہ جاتے ہیں ہر ذرے کو آہ
اپنی اس حیرت سے اور آنے لگی حیرت ہمیں
جلوہ دیدار تیرا دیکھ لیں مانند برق
اس قدر حیرت سے[۷] ملتی ہی نہیں فرصت ہمیں [۸]
قتل کا کچھ غم نہیں پر آنکھ پر پٹی نہ باندھ
تا نہ رہ جاوے ترے دیدار کی حسرت ہمیں[۹]

لکھ غزل اک[۱۰] اور اے غمگیںؔ ہمارے واسطے
جس کو سن اس شوخ کی بڑھ جائے اور الفت ہمیں

﴿447﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ م ۲۷۹ جس سے ہے الفت ہمیں
۲۔ ب ۱۶۶ مست دیوانہ
۳۔ م ۲۷۹ جاویں
۴۔ الف ۱۷۴۔ م ۲۷۹۔ ب ۱۶۶ ہمدموں
۵۔ م ۲۷۹ ہوگی
۶۔ ب۔ شعر ندارد
۷۔ ایضاً
۸۔ م ۲۷۹ ہے
۹۔ ب شعر ندارد
۱۰۔ حاشیہ بر الف ۱۷۵ م۔۲۷۹ب۔۱۶۶۔ ایک
ب۔م شعر ندارد

﴾448﴿

ساقی رہا ہے ہوش بس اب اس قدر ہمیں   آتا نہیں ہے اُس کے سوا کچھ نظر ہمیں
اپنی تو اپنی شیخ تو واللہ یقین جان   مدت سے اس صنم کی نہیں کچھ خبر ہمیں[1]
کی صومعہ میں جس کی عبادت تمام عمر   وہ مے کدے میں ساقی ہوا جلوہ گر ہمیں
منظور جس طرف کہ نہ ہو دیکھنا اسے   بٹھلائے ہے وہ بزم میں اپنی اُدھر ہمیں[2]
کچھ ہم کو اختیار نہیں ہے کشاں کشاں   لے جائے ہے وہ چاہے ہے زاہد جدھر ہمیں[3]
سمجھیں ہم اپنے نالے کو کس طرح بے اثر   کرتا ہے آہ و نالہ ہمارا اثر ہمیں
کرنے لگے ہے بزم میں جو وہ کسی سے بات   تو پہلے دیکھ لے ہے اُدھر اور اِدھر ہمیں[4]
آئی بہار دل میں نہ رہ جائے آرزو   صیاد چھوڑ باغ میں بے بال و پر ہمیں[5]
بے لن ترانی و اَرنی مثلِ کوہ طور[6]   تکیے کے اپنے ہیں یہ شجر اور حجر ہمیں

غمگیں غزل اک اور تو ایسی سنایے ہمیں
ہو دردِ عشق کا جسے سن کر اثر ہمیں

﴾448﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ر شعر ندارد
[2] ب۔ ر۔ شعر ندارد
[3] ر شعر ندارد
[4] ایضاً
[5] ایضاً
[6] طبق ب۔ ۱۵۳ م ۲۵۸ بے لن ترانی و ارنی مثال کوہ طور
الف ۱۶۳ زاہد و مانند ب۔۱۵۳۔ر ۱۰۲ بے لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور
[7] ر ۱۰۲ سنادے ہمیں

﴿449﴾

وہ ستمگر تشنہ لب اور تفتہ دل پاکر ہمیں
پھینکتا ہے خاک پر مے جام دکھلا کر ہمیں
کیا قیامت ہے اٹھاتے ہیں اب اپنی بزم سے
پاس بٹھلاتے تھے گھر سے جو کہ بلوا کر ہمیں
اب اکیلا سو رہے ہے ہائے بے کھٹکے وہ شوخ
جو چمٹتا تھا ذرا[۱] کھٹکے سے گھبرا کر ہمیں
منہ ہی منہ میں ہائے کیا کیا کہ کے رہ جاتا ہے چپ
بزم میں گر بولیں کچھ اس سے تو جھنجھلا کر ہمیں
بات کل شب کے نشہ کی کچھ نہ کچھ ہے اس کو یاد
دیکھتا ہے جو کہ کن انکھیوں سے وہ شرما کر ہمیں
ساتھ مے پینے کی کھائی تھی قسم اک بات پر
پھر پلائی اس نے شب باتوں میں بہلا کر ہمیں
وائے بے تابیِ دل وہ گھر میں جا کر شام سے
صبح تک باہر نہ آیا در پہ ٹھہرا کر ہمیں
بے خودی نے کی رفاقت ورنہ اس کے پاس واں[۲]
اڑ گئے سب عقل و ہوش و علم پہنچا کر ہمیں
بسملوں کو تیرے اے قاتل تڑپتے دیکھ کر
کیا ہی مارا رشک نے حسرت سے تڑپا کر ہمیں
کھینچتا اب تک نہیں ہے ہاتھ ایذا سے وہ آہ
سونے مرقد میں نہ دے گا پاؤں پھیلا کر ہمیں
کہتے کس حسرت سے ہیں صیاد کو مرغِ چمن
ذبح کرنا[۳] ہے تو کر گلشن میں لے جا کر ہمیں
گر نشے میں بھی کہیں اب تو اٹھا منہ سے نقاب
تو وہ دکھلاتا ہے غمگیں آئینہ لا کر ہمیں

﴿449﴾ ش۔ ن۔ ر۔ غزل ندارد

[۱] م ۲۴۵ ذرا

[۲] الف ۱۵۶۔م۔۲۴۵۔ب۱۴۵ وہاں

[۳] م۔۲۴۷۔ب ۱۴۶ کرتا

﴿450﴾

جان مت لے اپنی صورت کو تو ترسا کر ہمیں   قتل کرتا[1] ہے تو کر مکھڑے کو دکھلا کر ہمیں
کیا پشیمانی ہوئی ہے واں سے یاں[2] آکر ہمیں   ہائے پھینکا ہے کہاں اس عشق نے لا کر ہمیں
کیا غضب ہے دیکھ کر وہاں ہم کو رہ جاتے ہیں چپ   گالیاں دیتے تھے سو سو جو کہ یاں آکر ہمیں
وائے حسرت کیا نصیبہ ہے کہ اس کی بزم میں   سخت شرمندہ کیا اس دل نے لے جا کر ہمیں[3]
ہم کو سمجھا کر گئے جب اُس کے سمجھانے کو آہ   کیا ہی[4] شرمندہ ہوئے ہیں یار سمجھا کر ہمیں
کیوں خوشی سے وہ[5] نہ اٹھواویں ہماری نعش کو   جو کہ پچھتاتے تھے اپنے در پہ بٹھلا ہمیں
چتونوں[6] میں وہ کہیں ہیں ہم کو یہ لگتا ہے تلخ   میٹھی آنکھوں سے تو محفل میں نہ دیکھا کر ہمیں
باٹ کا روڑا ہوئے کوچے میں تیرے سنگدل   پر گیا ہرگز نہ رستے سے تو ٹھکرا کر ہمیں[7]
ہم نے ٹھہرائی وہاں جانے کی اتنا دے کے دم   خوب دوڑایا کل اُس نے ہائے دوڑا کر ہمیں
جو نہ کہتا تھا وہ سب پہلے کہا لوگوں میں آہ   پھر گلے ہمدم لگایا اُس نے پچھتا کر ہمیں[8]
ہاتھ اٹھاؤ عشق سے میرے وہ بھلمنسی کے ساتھ   ہائے سمجھاتے ہیں کیا کیا پاس بٹھا کر ہمیں
منہ چڑھیں ہم اس کے کیوں کر ہمدم[9] جس کے کہ آہ   منہ لگاتے ہی نہیں ہیں نوکر و چاکر ہمیں[10]

عاشقانہ دوسری بھی تم لکھو غمگیں غزل
پھر سنانا[11] تم اکیلے شب کو گھر آکر ہمیں

﴿450﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ب ۱۴۴ کرتا
[2] الف۔۱۵۵م۔۲۴۴۔ب۔۱۴۴ وہاں سے یہاں
[3] ب شعر ندارد
[4] م ۲۴۴۔ لفظ "ہی" ندارد
[5] م ۲۴۴۔ لفظ "وہ" ندارد
[6] م ۲۴۴ چتون
[7] ب شعر ندارد
[8] الف ۱۵۵م۲۴۴۔ب ۱۴۴۔ ہمدموں
[9] ب شعر ندارد
[10] ایضاً
[11] ب ۱۴۵ سناتا

﴿451﴾

ہو جستجو کسی کی سوا تیرے گر ہمیں   تو ہو جیو نہ وصل ترا ہدگر ہمیں
مفتوں ہوئے ہیں جب سے کہ اُس سبزہ رنگ پر   کیا کیجیے زہر بھی نہیں کرتا اثر ہمیں
مجنوں کبھی نہ دشت میں رہتے تری طرح   ملتا گر اس کے کوچے میں رہنے کو گھر ہمیں[1]
جو اس پری سے ہم کو ملاوے بزورِ زر   ایسا کوئی بھی کاش ملے معتبر ہمیں
ہمدم اسے سمجھتے ہیں ہم لاکھ فائدے   جو کچھ کہ پہنچے عشق میں اُس کے ضرر ہمیں
کیا سیر ہے کہ دل میں ہی اس کا ملا نشان   جس کے لیے پھرائے ہے دل در بدر ہمیں
بے وعدہ وہ بھی آتی نہ آیا مگر وہ شوخ   ہوتا گر انتظار قضا اس قدر ہمیں
آتش نہاں جو واں[2] تھی ہوئی وہ عیاں یہاں   اُس سنگدل سے پہنچے نہ کیوں کر شرر ہمیں[3]
جاویں تو تیرے کوچے سے جاویں کدھر سے آہ   دیتا نہیں دکھائی کوئی رہگذر ہمیں
پہنچائے بے روشِ چمنِ بے خزاں[4] میں جو   جُز بے خودی ملا نہ کوئی راہبر ہمیں

غمگیں بدل کے قافیہ لکھ تیسری غزل
رکھتا ہے دل سے دوست بہت تو اگر ہمیں

﴿451﴾ ر۔ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ب شعر ندارد

[2] الف ۱۶۳۔ م۔ ۲۵۸۔ وہاں

[3] ب شعر ندارد

[4] طبق ب ۱۵۳

(الف - م- ہجراں) نقطوں کے بغیر ہجراں لکھا معلوم ہوتا ہے لیکن کچھ تامل کے بعد بیخزاںمیں ہی سمجھ آتا ہے

{452}

یار اپنا دکھا جمال ہمیں[1] کہ رہے تا وہی خیال ہمیں
وصل میں ہجر[2] ہجر میں ہے وصل ایک ہے فرقت[3] و وصال ہمیں
جی[4] ترا چاہے پی نہ پی واعظ نہیں بھاتی[5] یہ قیل و قال ہمیں
اشتیاقِ وصال میں ہمدم اک اک[6] دم ہے ماہ و سال ہمیں
ہے یہ اے یار اب ہمارا حال نہیں معلوم اپنا حال ہمیں[7]
دو جہاں سے نکل کے آئے[8] ہیں اپنے گھر سے نہ تو نکال ہمیں[9]
فکر نے تیری چال کے ہیہات[10] کردیا ہائے پائمال ہمیں[11]
فیصلہ کس طرح کریں اُس سے نہیں منظور انفصال ہمیں[12]

اک غزل اور بھی تو لکھ غمگیں
کہ ترا منکشف ہو حال ہمیں[13]

{452} ش- خ- ع- غزل ندارد

۱ـ ن ۳۶ اپنا دکھلا دے تو جمال ہمیں

۲ـ ن ۳۶ / م ۲۳۶/ ب ۱۳۷ - ہجرو ہجر

۳ـ ر ۹۹ فرقت وصال / ن ۳۶- ہجر اور وصال

۴ـ ن ۳۶ تیرا جی چاہے

۵ـ ر ۹۹ بھاتا

۶ـ ر ۹۹ ایک اک

۷ـ ر شعر ندارد

۸ـ ن ۳۶ آئیں

۹ـ ایضاً گھرسے تو اپنے مت نکال ہمیں

۱۰ـ ایضاً دھیان نے اس کی چال کے ہیہات

۱۱ـ ب ر شعر ندارد

۱۲ـ ر شعر ندارد

۱۳ـ ن ۳۶ تاہو معلوم تیرا حال ہمیں

﴾453﴿

اس قدر ہے ترا خیال ہمیں   کہ نہیں ہجر میں ملال ہمیں
تیرے بیت الحرام کے قرباں   در پر اپنے ہی کر حلال ہمیں
خاک سے اپنی کیوں اُگے نہ حنا   تھی تمنائے پایمال ہمیں
سب ہے یکساں نہیں پسند تری   یہ سلامت روی کی چال ہمیں[۱]
اس قدر یاد آئے اُس کے جواب   بھول اپنا گیا سوال ہمیں
مرگئے کیوں نہ دیکھتے ہی اُسے   زندگی سے ہے انفعال ہمیں[۲]
تیغ ابرو وہ اور کھینچے ہے   دیکھ کر ہمدمو[۳] نڈھال ہمیں[۴]
زندگی کیا کہ تیرے بن دیکھے   موت بھی آہ ہے محال ہمیں
محتسب سے یہ گٹھ کے اے غمگیں
کہیں پھنسوا نہ دے کلال ہمیں

﴾453﴿ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ب شعر ندارد

[۲] ایضاً

[۳] الف ۱۵۰ م ۱۳۶ ن ۳۷ ہمدموں

[۴] ب شعر ندارد

﴾454﴿

حسرت ہے تری یاد کی آرامِ جاں ہمیں   نسیاں سے لیکن اتنی ہے فرصت کہاں ہمیں
اُس رہ سے پہنچے منزلِ مقصود سالکو   جس راہ میں ملا نہ کوئی کارواں ہمیں
جتنے ہیں رند میکدہ سب کی ہیں خاکِ پا   پیرِ مغاں نہ تم کہو اے مے کشاں ہمیں
اس سنگدل کی بات وہ کم کم سبک سبک   لگتی ہے کوہ سے بھی زیادہ گراں ہمیں
ہمراہی سے تمھاری جو رہ جائیں پیش و پس   مت بھول جائیو کہیں اے ہمرہاں ہمیں
اُس بام پر پہنچنے کی کیونکر رکھیں اُمید   لگتا ہے آہ دور بہت آسماں ہمیں
جو فصلِ گل میں حظ ہے تجھے عندلیب آہ   دیتی ہے وہی لطف بہار و خزاں ہمیں[ا]
شب کو ہمارے ساتھ کیا اُس نے وہ سلوک   اُس بے وفا سے آہ نہ تھا جو گماں ہمیں
یکساں ہے ہمدمو ہمیں یہ زندگی و موت   جو کچھ وہاں ہے وہ بخدا ہے یہاں ہمیں

غمگیں غزل چہار ہی لکھ قافیہ بدل
بھاتی بہت ہے سرسری تیری زباں ہمیں

﴾454﴿ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
[ا] ب شعر ندارد

﴿455﴾

کہتے نہ تھے زباں سے جو ہوں سے توں ہمیں   گردن پکڑ وہ کرتے ہیں اب سرنگوں ہمیں
نزدیک اُن کے اب نہیں سودائیوں سے کم   جو لوگ جانتے تھے بہت ذوفنوں ہمیں
در سے نہ اس کے جائیں گے صحرا و باغ کو   ہے اب کی فصل اور طرح کا جنوں ہمیں
دیکھی ہے جب سے آئینۂ دل میں اس کی شکل   ہوتی ہے اپنی شکل سے حیرت فزوں ہمیں
لاتا[1] کب ایسی وادی لق دق میں کوئی آہ   وحشت ہی اپنی یار ہوئی رہنموں میں
اُس چشمِ پُر فسوں نے جو ہم پر کیا ہے سحر   کیا کچھ کریں وہ یاد اگر ہو فسوں ہمیں
مے[2] پی کے اس کے ساتھ مکافات میں اب آہ   پینا پڑا ہے اپنے جگر دل کا خوں ہمیں
زخم گراں سوا نہیں فصاد[3] کچھ علاج   ہے اب کی فصلِ گل میں بہت جوشِ خوں ہمیں
وا اور بند چشم کی غمگیں نہیں ہے قید
ہر چیز کا ہے ایک دروں اور[4] بروں ہمیں

﴿455﴾ ب- ن- ش- ر- خ- ع- غزل ندارد
۱ـ م ۲۶۱ لاتا ہے کب
۲ـ م ۲۶۱ پی
۳ـ م ۲۶۱ فساد
۴ـ م ۲۶۱ درون و برون

﴿456﴾

ملنے کی تیرے صرف نہیں آرزو ہمیں
وہ حسرتیں ہیں جو نہ ہوئیں تھیں کبھو ہمیں

غیبت میں جو نہ کہتے تھے ہم[1] کو برا بھلا
صلوٰتیں وہ سناتے ہیں اب دو بدو ہمیں

بستر پر اپنے شب کو نہیں ایک دم قرار
کیا جانے ہائے کس کی ہے یہ جستجو ہمیں

جس دن تلک کہ مکھڑے کو دیکھیں گے تیرے یار
کیا کیا دکھائے گا نہیں معلوم تو ہمیں

ہونے کی آرزو کی نہ کچھ ہم کو آرزو
اور آرزو نہ یہ کہ نہ ہو آرزو ہمیں

جس کی شمیمِ زلف سے جاتے ہیں اپنے ہوش
آتی نہیں وفا کی ذرا اُس سے بو ہمیں[2]

اس تند خو کی بزم میں رونا نہ دیکھ چشم
اپنی بہت عزیز ہے یہ آبرو ہمیں[2]

دو چار جام سے نہ نشے ہوں گے ساقیا
دس پانچ خوب بھر کے پلا تو سبو ہمیں[3]

کیا سیر ہے وہ پردہ نشیں دل میں ہے نہاں
پھرنا پڑا ہے جس کے لیے کوبکو ہمیں

بیٹھے ہوں تو اٹھا کے بٹھاتا ہے اپنے پاس
دیتا نہیں وہ بیٹھنے کیوں روبرو ہمیں[4]

آتا ہے محتسب کہیں چھپیے، شراب کا
دینا پڑے نہ ہاتھ میں اُس کے کدو ہمیں

غمگیں نشے چڑھیں گے نہ دو چار جام سے
دس پانچ خوب بھر کے بلا تو سبو ہمیں[5]

غمگیں بدل کے قافیہ لکھ پنجمیں غزل
حالات اُس میں اپنے سنا مو بہ مو ہمیں[6]

﴿456﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ب ۱۵۴ مجھ
[2] ب شعر ندارد
[3] ایضاً
[4] ایضاً
[5] ایضاً
[6] الف۔ م۔ شعر ندارد (ب أ ۱۵۵)
[7] ب شعر ندارد

﴿457﴾

خط کا جواب گو کہ نہ مرقوم ہو ہمیں　　پر کچھ سبب تو لکھیے کہ معلوم ہو ہمیں
ساقی سوائے اتنے نشے کچھ نہیں ہوس　　موجود جس قدر ہے یہ معدوم ہو ہمیں[۱]
ظلم و ستم کرے ہے وہ دن رات آہ پر　　کہتا نہیں ہے کوئی کہ مظلوم ہو ہمیں[۲]
ساقی ہزار شب سے زیادہ تو دے شراب　　ہوگا وہی نشہ کہ جو مقسوم ہو ہمیں
شر خیر کا نہیں ہے ہمیں گو کہ اختیار　　کہتا مگر کوئی نہیں معصوم ہو ہمیں
ہر چند درد و رنج زیادہ ہیں ہجر سے　　پر کون وصل میں کہے مہموم ہو ہمیں
ہم تجھ کو کس طرح سے صنم کہویں یا خدا　　اقرار شرط جب ہے کہ مفہوم ہو ہمیں
خاطر نہ اپنی جمع کبھی حشر سے ہو آہ　　گر یاں[۳] فرشتہ فان[۴] کہے مرحوم ہو ہمیں[۵]
ایمان[۶] و جان و دل وہ مرا لے کے شوخ آہ　　کہتا ہے شوخی دیکھیو تم شوم ہو ہمیں[۷]
غمگیں ہمارا نام ہے یہ جانتے ہیں سب
پھر پوچھتے ہیں کس لیے مغموم ہو ہمیں

﴿457﴾ ش- ن- خ- ع-　　غزل ندارد

[۱] ب - ر-　　شعر ندارد
[۲] ب　　شعر ندارد
[۳] الف- ۱۷۷- م- ۲۸۳-ب- ۱۷۰- یہاں
[۴] ب　　۱۷۰　　خان
[۵] ر　　شعر ندارد
[۶] الف　　۱۷۷　　وہ
[۷] ب- ر　　شعر ندارد

﴿458﴾

گاہ بہ گاہ جو مکھڑا وہ دکھاتا ہے ہمیں   رحم بے چارگی چشم پر آتا ہے ہمیں
بے جہت بے سبب افسوس ہے اے یار وہ شوخ   کس لیے کاہے کو کیوں آہ ستاتا ہے ہمیں[۱]
بزم کے لوگ چلے جاتے ہیں گھروں سے تمام   اپنی محفل میں وہ جس شب کو بلاتا ہے ہمیں
آتشِ عشق سے ہم جل کے ہوئے خاک ولے   اپنی جانب میں وہ اب تک بھی جلاتا ہے ہمیں
گالیاں جتنی تجھے دینی ہوں دے لے اے شوخ   کیوں شراب اپنے بھلا ساتھ پلاتا ہے ہمیں[۲]
دل کے جلنے پہ نہ کس طرح بھریں ٹھنڈی سانس   گرم و سرد اپنی ول الفت کے سکھاتا[۳] ہے ہمیں[۴]
ہے یقیں جس کے گرفتار ہیں رفتہ رفتہ   قیدِ ہستی سے وہ اک روز چھڑاتا ہے ہمیں
ہم سمجھتے ہیں ترے جال بچھانے کی طرز   دام میں کس لیے صیاد پھنساتا ہے ہمیں[۵]
اپنے احوال پر آتی ہے ہنسی اے غمگیں
جوں جوں وہ شوخ جفا کار رلاتا ہے ہمیں

﴿458﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ب شعر ندارد
[۲] ایضاً
[۳] م ۲۶۹ سکھاہے
[۴] ب شعر ندارد
[۵] ایضاً

﴿459﴾

عشق تو ہمدمو نہیں ہے ہمیں　　　دل لگی سی مگر کہیں ہے ہمیں
غیر سے وہ چناں چنیں ہے بہم　　　ہم کہیں کچھ تو ہم چنیں ہے ہمیں
جب سے دیکھا مکینِ کعبہ کو　　　شیخ جوں کعبہ سب زمین ہے ہمیں
جنت و دوزخ اور حشر و صراط[۱]　　　جو وہاں ہے وہ سب یہیں ہے ہمیں
جب سے دیکھی ہے ہم نے شوکتِ دل　　　یہ سلیمان کا نگیں ہے ہمیں
اک سوا تیرے اے صنم بخدا　　　نہ تو دنیا نہ اور دیں ہے ہمیں
دوستو لوگ جس کو کہتے ہیں　　　دشمنِ جاں وہ ہم نشیں ہے ہمیں[۲]
ہے بغل کا یہ ہمدمو[۳] گھونسا　　　صرف اس دل سے اپنے کیں ہے ہمیں[۴]
اپنی دل سوز آہ اور دم ساز　　　یار یہ نالہِ حزیں ہے ہمیں

جس جگہ دیکھتے ہیں اے غمگیں
حاصل مدعا وہیں ہے ہمیں

﴿459﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] طبق م ۲۵۵ ۔ ب ۱۵۰۔
الف۔ ۱۶۱ حشر صراط

[۲] ب شعر ندارد

[۳] الف۔ ۱۶۱ ب۔ ۱۵۰۔ م۔ ۲۵۵۔ ہمدموں

[۴] ب۔ شعر ندارد

﴿460﴾

خوف ہے دیکھوں میں کیوں کر اسے اک بار کہیں   دیکھتے دیکھ نہ لیویں مجھے دو چار کہیں
بزم کے گرد ترے غیر ہیں یوں اے گل رو   جیسے گلشن کی حفاظت کو[1] رکھیں خار کہیں
گر وہ کافر کبھی جا بیٹھے بھی صنم خانے میں   برہمن ہو کہیں، ہو بت کہیں، زُنّار کہیں
سن کے تصویر اتروانے کی یہ خوف ہے آہ   میری صورت سے نہ ہوجائے وہ بیزار کہیں
بال اس طرح ہوا میں نہ سکھا رشکِ ختن   سر پہ رکھ ہاتھ رہیں بیٹھ نہ عطار کہیں
زیرِ دیوار میں بیٹھ اُس کے دعا مانگوں ہوں   گرے سر پر مرے اس گھر کی یہ دیوار کہیں[2]
ابرِ باراں کی طرح بزم میں مت رو اے دل   گالیوں کی نہ کرے تجھ پہ وہ بوچھاڑ کہیں
اپنے گھرے میں پلاتا ہوں کم اس واسطے شوخ   ہو نہ جاوے تو چڑھے گھوڑے پہ اسوار کہیں[3]
بزم میں اُس کی جفاؤں پہ نظر رکھ غمگیں
کہ نہ آجائے تجھے اُس پہ بہت پیار کہیں

﴿460﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] طبق م۔ ۲۵۲ / ب ۱۴۸
(الف ۱۶۰ کے)

[2] ب شعر ندارد

[3] ب۔م۔شعر ندارد۔ حاشیہ بر الف ۱۶۰

﴿461﴾

یہ میرے کہنے سے وہ ہو نہ خفا اور کہیں   یہاں تو یہ جور و جفا، مہر و وفا اور کہیں
ہرزہ گردی نہ کریں اس کے جو گھر جاویں   گھر میں ملتا بھی ہے وہ شوخ سوا اور کہیں
کس جگہ اس دل بے تاب کو ٹھہراؤں میں   کہ ٹھہرتا ہی نہیں جز یہ فنا اور کہیں
خم کو دے منہ سے لگا جام نہ دے اے ساقی   مجھے جانا ہے کہیں جلد پلا اور کہیں
ہاتھ اٹھا کر یہ دعا اے بت کافر[۱] ہے مری   تیرے قدموں سے نہ لے جائے خدا اور کہیں
بزم میں اپنی دہرا کو مجھے کہتا ہے وہ شوخ   تو تو مجھ پاس ہے پر دل ہے ترا اور کہیں
ہمدمو[۲] کیا کہوں اُس کوچے میں رکھتے ہی قدم   دل کہیں جان کہیں میں آہ رہا اور کہیں
گھر میں اب اپنے نہیں لطف پئیں لاکھ شراب   یارو دیتی تھی یہ کیا لطف و مزا اور کہیں
ترے بیمار کو عیسیٰ سے نہ ہوگا آرام   تجھ سوا یار نہیں اُس کی دوا اور کہیں[۳]

دل لگی چھوڑ دی کیا اپنی خوشی غمگیں نے
اس ستم گر کے سوا دل نہ لگا اور کہیں

﴿461﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
[۱] م ۲۴۷   کافر مری
[۲] الف ۔۱۵۷۔م ۔۲۴۷۔   ہمدموں
[۳] شعر بر حاشیہ الف   ۱۵۷

﴾462﴿

تو اٹکا ہے جس سے غمگیں وہ اٹکا ہے اور کہیں
تو بھی کسی سے دل کو لگا دل اس کا لگا ہے اور کہیں

تیرے دم سے اے ہمدم کب دل سے بات یہ جاتی ہے
میرا کہنا باور کر دل اس نے دیا ہے اور کہیں

کچھ تو سنا ہے اُس نے کسی سے مجھ کو سنا کے جو کہتا ہے
لطف[1] ہے وہ مجھ پاس کہاں جو کچھ کہ مزا ہے اور کہیں

دل ہی ٹھکانے اب نہیں ہمدم الفت میں اس شوخ کی آہ
باتیں تجھ سے کرتا ہوں پر جی مرا ہے اور کہیں

مجھ سے گلہ[2] ہے ناحق اس کا اپنی اپنی قسمت ہے
جورو و جفا ہے ہم پر ظالم مہر و وفا ہے اور کہیں[3]

میری آنکھ سے آنکھ ملا تو رات کو گھت میں سوتا تھا
اس کی قسم لے میں کہتا[4] ہوں شب کو رہا ہے اور کہیں[5]

آپ خدا تو ہو کر بندہ کس لیے ناحق بنتا[6] ہے
ہم کو بتا زاہد وہ خدا جو تیرے سوا ہے اور کہیں[7]

اِس کو بتا کیا کہتے ہیں اے شیخ[8] ستم گر مجھ سے آہ
لوگوں میں تو یہ ٹھکو ہے شرم و حیا ہے اور کہیں[9]

غمگیں تیری باتوں سے معلوم ہمیں یہ ہوتا ہے
تو بیٹھا ہے پاس ہمارے دل تیرا ہے اور کہیں

﴾462﴿ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ن ۳۸ وہ لطف بھلا۔۔۔۔

۲۔ الف۔۱۳۲۔م۔۲۲۲۔ب۔۱۲۹ گلا

۳۔ ن شعر ندارد

۴۔ م ۲۲۲ کہاتا

۵۔ ب۔ ن۔ شعر ندارد

۶۔ طبق ب۔ ۱۲۹۔ م۔۲۲۲۔
الف۔ ۱۳۲۔ تنتا

۷۔ ن شعر ندارد

۸۔ م ۲۲۲ ب ۱۲۹ شوخ

۹۔ ن شعر ندارد

﴾463﴿

اس دل بے کل کو آہ پڑ بھی چکے کل کہیں
کاش مٹے اس کے یہ وعدے کی کل کل کہیں
دھڑکے ہے سینہ مرا اس کو گلے سے اتار
بوجھ کمر پر نہ دے یہ تری ہیکل کہیں
ہائے وطن کے مرے بیچ میں دریا ہے یہ
اب چڑھوں کشتی پہ گر اترے یہ جُمل کہیں
خاک میں دل گو ملا سر میں ہے وہی ہوا
جل گئی رسی تو کیا کاش جلے بل کہیں[1]
دیکھ کے تو اس کی گات مان میری اتنی بات
چھیلیو حسرت سے ہاتھ سخت نہ ململ کہیں[2]
کوچے میں اس کے جا[3] رو نہیں سکتا دلا
راہ میں اس بت کے تا ہووے نہ دلدل کہیں
اک سوا کر یقیں دوسرا کوئی نہیں
تا تری چشم دوبیں ہووے نہ احول کہیں[4]
مان میرا یہ کہا زلف میں جی مت پھنسا
ہم ہیں مسافر دلا آج کہیں کل کہیں
کوچے میں تو اس کے لا خاک یہ رکھیو صبا
ڈھونڈ کے لانا اڑا ہو مرا مقتل کہیں
اور ہو کچھ یا نہ ہو فکر تم اتنا رکھو
یارو نہ ہوجائے وہ آنکھ سے اوجھل کہیں
راہ میں غمگیں بہت رکھیو سنبھل کر قدم
چھین نہ لے محتسب ہاتھ سے بوتل کہیں

﴾463﴿ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
[1] ب شعر ندارد
[2] ایضا
[3] ب ۱۴۶ ذرا
[4] ب شعر ندارد

﴿464﴾

ہم نے دیکھا ہے اُسے جب سے کہ مہمان کہیں   ہائے لگتا ہی نہیں دل کسی امکان کہیں
تفرقہ دیکھ کے تجھ کو یہ پڑا مجمع حسن   میں کہیں دل کہیں اور آنکھ کہیں کان کہیں
اسم اے یار نودنہ رہیں یہ انساں کی صفت[1]   شیخ کے کہنے میں مت آئیو نادان کہیں
بزم میں اپنی مجھے دیکھ کے کہتا ہے وہ شوخ   وہ وہ یہاں آتے ہیں جو جان نہ پہچان کہیں
سخت دشوار ہے اس پردہ نشیں سے ملنا   میری مشکل ہو الٰہی یہ اب آسان کہیں
بزم میں اس کی بناتا ہوں میں ہنستی صورت   مجھ پہ تا رونے کا لے کوئی نہ طوفان کہیں
کر تصور نہ دلا اس کی بہت صورت کا   مثل تصویر نہ رہ جائے تو حیران کہیں
دیکھ سکتا ہی نہیں دیکھ کے اس شوخ کو آہ   ایسے کچھ جاتے رہے ہیں مرے اوسان کہیں
قتل کا خوف نہیں مجھ کو یہ ڈر ہے قاتل   بھرے دامن نہ ترا خوں سے میں قربان کہیں[2]
ہوگئی فجر مرے حق میں شب وصل اے شوخ   اب تو وا کر تو ذرا بند گریبان کہیں
بزم خوباں میں بھی ہم بیٹھ لیے اے ہمدم   دل یہ لگتا ہی نہیں ہے کسی عنوان کہیں

لکھ قوافی کو بدل کر تو غزل اے غمگیں
تا کہ خاموش ہو جب تک دل نادان[3] کہیں

﴿464﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] م ۲۵۱ صفت میں
[2] ب شعر ندارد
[3] م ۲۵۲ نالان

﴾465﴿

سخت حسرت ہے کہ دن سے مجھے بلوا کے کہیں
سو رہا رات کو اے ہمدمو[۱] وہ جا کے کہیں
پوچھ مت دیکھ کے کیا ہوتی ہے میری حالت
گالیاں دینے لگے گا ابھی جھنجھلا کے کہیں
زیر دیوار تو اس پردہ نشیں کے اے دل
آہ کر بیٹھو ایسا نہ ہو چلا کے کہیں
ہائے کیا کیجیے قسم دے ہے وہ اپنے سر کی
گر چمٹ جایئے تنہا بھی اسے پا کے کہیں
ساقیا دیر نہ کر مجھ کو پلا جلد شراب
مے کدے سے تیرے اٹھ جاؤں نہ اکتا کے کہیں[۲]
ہجر میں ہمدمو[۳] اس پردہ نشیں کے اک رات
مر رہیں گے یہی اب جی میں ہے کچھ کھا کے کہیں
رہ گیا چپ ہی چمٹنے سے مرے خوف ہے یہ
مجھ سے بدلہ وہ صنم لیوے نہ دم کھا کے کہیں[۴]
خوف سے[۵] دیکھ میں سکتا نہیں ہمدم کہ وہ شوخ
ہائے لیوے نہ چھپا مکھڑے کو دکھلا کے کہیں
میرے بہلانے کو باتیں یہ کیا کرتے ہیں یار
کوئی لاوے بھی یہاں تک اسے بہلا کے کہیں
میں نے مے چھوڑ دی پر خوف رہے ہے زاہد
کوئی کہہ دے نہ خرابات میں یہ جا کے کہیں
بزم میں پاس نہ تو بیٹھ کے کر تنگ اسے
کچھ وہ کہہ بیٹھے دلا تجھ کو نہ گھبرا کے کہیں
لکھ غزل قافیہ غمگیں تو بدل کر لیکن
لفظ کی جس کے نہ ہو خرد[۶] ردیف آ کے کہیں

﴾465﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔۱۶۷۔ م ۲۶۷۔ ب۔ ۱۵۸۔ ہمدموں
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ الف۔۱۶۷۔ م ۲۶۷۔ ب۔ ۱۵۸۔ ہمدموں
۴۔ ب شعر ندارد
۵۔ ب ۱۵۸ ہے
۶۔ ب ۱۵۸ / م ۲۲۷ جزو

﴿466﴾

دیکھ مت آئینہ ایسا نہ ہو پچھتائے کہیں   جیسی صورت ہے مری تیری نہ ہو جائے کہیں
رشک آتا ہے جس انداز سے دیکھا میں نے   اس طرح اور کو مکھڑا نہ وہ دکھلائے کہیں
ان دنوں غیر بہت دوستی کرتا ہے خرچ[1]   اور کا اور نہ کچھ اس کو یہ سمجھائے کہیں[2]
دونو عالم سے نظر اٹھ گئی جس کی خاطر   کاش اک بار بھی مجھ کو وہ نظر آئے کہیں
حال دل سن کے وہ بولا کہ یہاں پر کیا ہے   جس جگہ بہلے دل اپنا کوئی بہلائے کہیں
پاؤں پر ہاتھ بہت اس کے یہ دوڑائے ہے دل   کوئی آفت نہ نئی سر پر[3] میرے لائے کہیں
خود بہ خود میکشو دل میرا بھرا آتا ہے   کوئی خم خالی نہ ساقی مجھے بتلائے کہیں
صبر کا حکم تغافل سے ہے اس کے یہ خوف   دل بے تاب کو ایسا نہ ہو فرمائے کہیں
کس طرح[4] وعدہ پہ تکرار کروں اے غمگیں
خو ہے یہ کہ وہ اپنی قسم کھائے کہیں

﴿466﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد۔

[1] م ۲۶۸ چرخ

[2] ب شعر ندارد

[3] ب ۱۵۸ پہ

[4] ب ناخوانا

﴿467﴾

یارو [۱] اغیار آہ دونو دنگ ہیں   گفتگو اپنی کے اور ہی ڈھنگ ہیں
کوہکن سے کم نہیں میں سرگذشت   آپ شیریں سے اگر ہم سنگ ہیں
تنگ ہوں میں ان کی آغوشی سے آہ   وہ مری آغوش میں جو تنگ ہیں
ووہی اب ہونے لگیں اس بزم میں   ہائے جن باتوں کی ہم کو ننگ ہیں
میرے نالوں کے سر اور وین سنو   آپ تو سنتے بہت آہنگ ہیں[۲]
ٹکڑے ٹکڑے کرکے لے جاتے ہیں دل   اس قدر یہ شوخ، شوخ و شنگ ہیں[۳]
دیکھ غمگیں غور سے ہر رنگ کو
تیری بے رنگی[۴] کے یہ سب رنگ ہیں

﴿467﴾ ش- ب- ر- خ- ع-   غزل ندارد
[۱] ن ۴۵ یار اور اغیار
[۲] ن شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] ن ۴۵ نیرنگی

﴿468﴾

کون و مکاں میں ہم ہیں نہ کچھ لامکاں میں ہیں
اور یار جانتے ہیں کہ ہم[۱] اس جہاں میں ہیں

میں جل کے خاک عشق کی آتش سے ہوگیا
لیکن وہ آج تک بھی[۲] مرے امتحاں میں ہیں

احوال سے نہیں ہے میرے ایک کو خبر
اور لوگ اپنے اپنے ہی وہم و گماں میں ہیں[۳]

جاتے کہاں ہیں آئے کہاں سے ہیں سالکو
مطلق خبر نہیں ہمیں جس[۴] کارواں میں ہیں

ہے کس میں آسمان و زمین ان سے پوچھیے
جو لوگ جانتے ہیں زمین و زماں میں ہیں[۵]

رغانِ باغ کو نہ قفس میں ہو رنج و غم
گر یہ سمجھ ہو ان کو[۶] کہ کس گلستاں میں ہیں[۷]

اتنا بھی ہوش شب کو نشے میں نہ تھا ہمیں
گھر میں ہیں اپنے ساقی کہ تیری دکاں میں ہیں[۸]

آزاد آپ اور یہی[۹] بے قید ہے[۱۰] فقیر
مولانا[۱۱] ہم سے پوچھو[۱۲] کہ کس خانداں میں ہیں

آتی ہے بوئے عطر سے جو آج مجھ میں جان
قطرے ترے پسینے کے کیا عطر داں میں ہیں[۱۳]

پردہ ہے مجھ سے آج تک اس عیب کے سوا
کیا کیا نہ وصف آہ! مرے مہماں میں ہیں[۱۴]

بیضے ہی میں ہنوز ہے جن کا کہ مرغ روح
کیوں کر کہیں نہ وہ کہ[۱۵] ہم اس آسماں میں ہیں[۱۶]

غمگیں وہ امتحاں میں مرے آگئے تمام
جو جو کہ[۱۷] شخص یار مرے امتحان میں ہیں

﴿468﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ب۔ ۱۷۲ ۔ ر۔ ۱۰۴ لفظ "ہم" ندارد
[۲] ب۔ ۱۷۲ ہیں
[۳] ایضاً ہیں
[۴] ب۔ ر۔ شعر ندارد
[۵] م۔ ۲۸۷ کس
[۶] ر شعر ندارد
[۷] ب ۔ ۱۷۲ ہیں
[۸] ر شعر ندارد
[۹] ب۔ ۱۷۲ ہے بے قید یہ فقیر
[۱۰] م۔ ۲۸۸ یہاں
[۱۱] الف۔ ۱۸۰ ۔ ب۔ ۱۷۲ مولانہ
[۱۲] ب۔ ۱۷۲ ہیں
[۱۳] ر۔ ب۔ شعر ندارد
[۱۴] ایضاً
[۱۵] ب۔ ۱۷۲ ہیں
[۱۶] ر۔ شعر ندارد
[۱۷] ب۔ ۱۷۲ تھے

﴿469﴾

اک اپنے دل کے واسطے سو دل کو دکھائیں ہیں[۱]   یہ لوگ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیں ہیں
گھبراہٹیں تب اُن کی کوئی دیکھے ہدمو[۲]   بستر جب ان کے در پہ[۳] ہم اپنا جمائیں ہیں
رو رو کے گر کہوں مجھے مکھڑا تو دو[۴] دکھا   ہنس ہنس کے وہ[۵] تو اٹھ کے میرا منہ دھلائیں ہیں
دن رات دل میں لیتے ہو تم میری چٹکیاں   میں ایک لوں تو آپ ابھی تلملائیں ہیں[۶]
کچھ حسرتیں سی حسرتیں آتی ہیں ہدمو   گھر کی طرف سے میرے کہیں جب وہ جائیں ہیں
کیا خو پڑی ہے اُن کو نشہ پی کے بزم میں   سب کی نظر چرا کے میرا منہ چڑائیں ہیں
پہچانتے نہیں ہیں کسی شکل سے ہم آہ   سو سو طرح سے اپنی وہ صورت دکھائیں ہیں
غمگیں وہاں نہ جائیو شب کو کہ تجھ کو دیکھ
دربان اُن کے آج بہت کڑ کڑائیں[۷] ہیں

﴿469﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ن ۳۶ اپنی غرض کے واسطے سو دل دکھائیں ہیں

[۲] یہ شعر اسی غزل میں مصرع اولیٰ کے فرق سے دو بار درج ہے
ن ۳۶۔ الف ۱۴۸۔ "سو سو طرح کے دیتے ہیں لالچ کہ یہ ٹلے"

[۳] ب ۱۳۴ پہ

[۴] ن ۳۶ ذرا

[۵] ب ۱۳۵ تو وہ

[۶] ب شعر ندارد

[۷] ب ۱۳۵ گڑ گڑائیں

﴿470﴾

شیخ جی جس کے لیے جا کے حرم دیکھیں ہیں   اپنے ہم کعبہ دل میں وہ صنم دیکھیں ہیں
رنج کچھ ہم کو نہیں وصل کی امید میں یار   تیرے ہجراں کے جو یہ جور و ستم دیکھیں ہیں
جستجو جس کی میں ہے برہمن و شیخ خراب[۱]   روز و شب اس کو ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں
اپنے اعمالوں سے ہے تجھ کو امید اے زاہد   ہم گنہگار نرے[۲] اس کے کرم دیکھیں ہیں
ہے وہ دلدار کہ جیسا یہ دلا یاد رہے[۳]   ایسے انسان بہت خلق میں کم دیکھیں ہیں
جس کی مسجد مین پرسش تو کرے ہے عابد   بتکدے میں بھی ہمیشہ اسے ہم دیکھیں ہیں
سر میں خواہش کوئی ان کے نہیں[۴] رہتی غمگیں[۵]
جو کہ اس شوخ کے دن رات قدم دیکھیں ہیں

﴿471﴾

اس کو جس وقت ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں   پھر نہ کچھ درد نہ کچھ رنج و غم دیکھیں ہیں
یہ تمنا ہے کروں سر کو میں اپنے قرباں   ترے جس روز سے اے یار قدم دیکھیں ہیں
جیسا دربان رکھا اس نے ہے در پر غمگیں
ایسے مکّار بہت خلق میں کم دیکھے ہیں

﴿470﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ن ۴۰ جس کی تالاش میں ہیں برہمن و شیخ خراب

۲۔ ایضاً نرا

۳۔ ایضاً جیسا دلدار کہ تیرا ہے دلا یاد رہے

۴۔ م ۲۲۴ رہتی نہیں

۵۔ ن ۴۰ سر میں رہتی نہیں اے غمگیں کوئی ان کے ہوس

﴿471﴾ م۔ ب۔ ر۔ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

غزل حاشیہ بر الف۔ ۱۵۵

﴿472﴾

دوست دشمن سے اذیت ہے تری یاری میں   یار دکھ دیتے ہیں کیا کیا مجھے غمخواری میں
کیا تماشا ہو مری آہ شرر بار سے یار   پھول وہ جھڑتے ہیں جو دیکھے نہ گلکاری میں
ہے مرا وہ بھی گرفتار ہوا یہ معلوم   دیکھ صیاد کو بلبل کی گرفتاری میں
درد و ایذا میں مزا مجھ کو بہت ہے یارب   موت بھی ہو تو اسی عشق کی بیماری میں
حشر کا یاں[1] سے بھی دھڑکا ہے زیادہ مجھ کو   کون میرے سے کہے گا تری رو‌داری میں
اٹھ گیا بیٹھتے ہی ہائے قیامت ہے وہ شوخ   میں مدارات کی جب تک رہوں تیاری میں[2]
شیخ جی خواب میں بھی تم نے نہ دیکھا ہوگا   جو جو آتا ہے نظر مستوں کو بیداری میں
ہوش میں ساتھ ترے پی کے وہ کب ہو سرشار   ساقیا ہوش رہے جس کو کہ سرشاری میں[3]
غم تو کھا کھا کے یہ دن کاٹے کر[4] چندے غمگیں
دل لگالیویں کسی شوخ سے بے کاری میں

﴿472﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد
[1] الف ۱٦۷، م۲٦٦، ب ۱۵۷ یہاں
[2] ب شعر ندارد
[3] ایضاً
[4] الف۔۱٦۷۔ کرے۔ ب ۱۵۸۔ گئے

﴿473﴾

ممتاز دلبروں میں گو ہے وہ دلبری میں   آفت ہے بد بلا ہے لیکن ستم گری میں
اب سامنے میں کس کے رو رو کہوں حقیقت   دل لے گیا وہ میرا یارو ہنسی ہنسی میں
اس واسطے ہیں باندھی قاتل نے میری آنکھیں   تا دیکھنے کی حسرت رہ جائے اس[1] کے جی میں
پہنچا یہ خاک میری بادِ صبا وہاں تک   تیرا اگر گذر ہو اس شوخ کی گلی میں
سایہ مرا بھی مجھ سے رہتا ہے اب گریزاں   کوئی نہیں ہے اپنا سچ ہے کہ[2] بے کسی میں
ہوتا بہت ہے ظالم دل میرا نہوڑا نہوڑا   لڑنے لگے ہے جب تو بے وجہ اک ذری میں
عالم یہی کہے ہے عالم کو دیکھ تیرے   عالم نہ ہم نے دیکھا ایسا کسی پری میں
میں بھی سنوں ستمگر ہے مجھ کو سخت حیرت   جاتا ترا ہے آتے یہاں کیا کبھی کبھی میں[3]
اک[4] اور بھی غزل لکھ غمگیں کہ دل کو میرے
لاتے ہیں شعر تیرے کیفیت و خوشی میں

﴿473﴾ ب ن ش ر غزل ندارد

[1] م ۲۶۹ جی کی جی میں

[2] م ۲۶۹ لفظ "کہ" ندارد

[3] خ شعر ندارد

[4] الف ۔ ۱۶۹ ۔ م ۔ ۲۶۹ ۔ ایک

﴾474﴿

نازوادا و غمزہ ہے یوں تو ہر پری میں   اس کی سی آن لیکن ہرگز نہیں کسی میں
اب سامنے میں کس کے رو رو کہوں[1] حقیقت   دل میرا لے گیا وہ یارو ہنسی ہنسی میں
اس واسطے ہیں باندھی قاتل نے میری آنکھیں   تا دیکھنے کی حسرت رہ جائے اس کے جی میں
پہنچا[2] یہ خاک میری بادِ صبا وہاں تک   تیرا اگر گذر ہو اس شوخ کی گلی میں
یوں عشق میں تمھارے کہتے ہیں مجھ کو ہمدم
غمگیں تجھے نہ دیکھا ہم نے کبھی خوشی میں

﴾475﴿

ہم وحشیوں[1] نے جلوہ دیکھا ہے وہ کسی میں   خورشید میں نہ مہ میں زہرہ نہ مشتری میں
عالم ترابیاں میں اے شوخ کیوں کر آوے   جن میں نہ وہ ملک میں انساں میں نہ پری میں
جتنے کہ دلربا ہیں ان کا ہے تو ہی دلبر   کوئی نہیں ہے[2] تیرے مانند دلبری میں
کل کا کیا ہے وعدہ اس نے یہ ہے قیامت   برسوں گذر گئے ہیں جس کی ابھی ابھی میں
عارف وہی ہے کامل باوصف سکر جس کو   باقی تمیز رہوے اے دل بھلے برے میں
ہے روز عید قرباں ہاتھوں سے اپنے دل کو   قرباں کروں میں تجھ پر ہے آج یہ ہی جی میں
سایے کو اپنے کیوں کر آغوش میں میں لاؤں   جو ہو ملاپ مجھ میں اور آہ اس پری میں
بس ہو اگر ہمارا بے بس ہی ہم رہیں بس   ایسا مزا اٹھا یا ہے ہم نے بے بسی میں
دینے میں ایک بوسہ جاتا ہے کیا گرہ کا   کچھ فائدہ نہیں ہے اے شوخ جز رسی میں
یوں عشق میں تمھارے کہتے ہیں مجھ کو ہمدم
غمگیں تجھے نہ دیکھا ہم نے کبھی خوشی میں

﴾474﴿ م ب ن ر غزل ندارد
[1] خ ۱۳۴ کہیں
[2] ش ۴۶ پہنچایا
﴾475﴿ ن ش ب ر خ ع غزل ندارد
[1] م ۲۷۰ وحشیو
[2] م ۲۷۰ لفظ "ہے" ندارد

﴿476﴾

رہیں نہ بندوں سے ایسے یہ سب بے وفائی میں   مجھے ہو دخل بتوں کی اگر خدائی میں
کریں ہیں آہ ترحم اب اپنے بیگانے   تباہ دیکھ مجھے تیری آشنائی میں
اسے ہے فکر جہاں اس کو غم نہیں اپنا   کہو کہ چین ہے شاہی میں یا گدائی میں
ہر آن دیکھ چشم خور چمکتی ہے   یہ تاب ہے ترے اس پنجہ حنائی میں
مرے گلے سے لپٹ جا ذرا ترے صدقے   کہوں ہوں اس کے تصور سے یہ جدائی میں
بغور دیکھ کہ آئینہ رو ترا مکھڑا   ہمارے دل کے مقابل نہیں صفائی میں
مریض عشق ترا کس طرح علاج کرے   مزا جو درد میں ہے وہ نہیں دوائی میں
خراب یہ نہ ہو یارب کوئی خراباتی   خراب ہم ہوئے جیسے کہ پارسائی میں

روا یہ کون سے مذہب میں ہے کہ تو غمگیں
کرے ہے خلق کو گمراہ رہ نمائی میں

﴿476﴾ ب- ش- خ- ع- غزل ندارد

﴿477﴾

کچھ بھلائی تو ہے بھلائی میں   کیا بھلا ہے بھلا برائی میں
قدر مطلق نہ ہو صفائی کی   گر کدورت نہ ہو صفائی میں
کاش بیگانہ اس سے میں رہتا   مرگیا ہائے آشنائی میں
آپ سے آپ آوے وہ مجھ پاس[۱]   ہے یہ قدرت تری خدائی میں
دوستی کی ہے تو کرو محکم   فائدہ کیا ہے جگ ہنسائی میں
وہ دوا آہ اور میں ہوں درد   ضد ہے کیوں درد اور دوائی میں[۲]
وصل میں وہ مزا نہیں ہمدم[۳]   جو مزا آہ ہے جدائی میں
لکھ غزل اور بحر میں غمگیں[۴]
پر بتوں کی ہو بے وفائی میں[۵]

﴿477﴾ خ۔ ع۔ غزل ندارد
غزل بر حاشیہ ش۔ ۴۹
۱۔ ش ۴۹ آپ سے آوے وہ مرے گھر میں
۲۔ ش شعر ندارد
۳۔ ش ۴۹ غمگیں
۴۔ ش ۴۸ غمگیں
۵۔ ش شعر ندارد

﴿478﴾

ہوائے ترش رو کافر وہ تازہ آشنائی میں
خدا حافظ میاں غمگیں پڑے تم بھی کھٹائی[۱] میں
شمیم زلف سے جب سے معطر ہے دماغ اپنا
بساندھی سی لگی بو آنے اس مشک خطائی میں
تجلی پر تجلی ایسی[۲] ہر یک آن حاصل ہے
وہ کافر ہے جسے شک ہو بتوں کی کچھ خدائی میں
وہی جانے صفائی جس نے اس مکھڑے کو دیکھا ہے
کہ سرتاپا کدر رہے آئینہ تیری صفائی میں
بہ دل جو کچھ کہ ہے وہ جان پر ظاہر میں بندہ رہ
خروش و جوش واللہ کچھ نہیں ہے خود نمائی میں
کسی معشوق کی ہرگز وفا میں یہ نہیں لذت
ہمیں جو جو کہ لطف آتا ہے اس کی بے وفائی میں[۳]
دوا سے درد پر اک درد پیدا اور ہوتا ہے
ازل سے درد بھی مخلوط ہے میری دوائی میں
قدم گر عشق میں رکھتے تو وہاں[۴] کچھ دسترس ہوتی
برہمن شیخ کے کیا ہاتھ آیا جبہ سائی میں
رسائی جس جگہ ہوتی نہیں ان نارساؤں کی
رسائی اپنی واں کی میں نے پیدا نارسائی میں
فلک پر جاکے یہ لطف آہ آتش یار دیتی ہے
ستارے جس طرح چھوڑے کوئی بھر کر ہوائی میں
بھبک مے کی چلی آتی ہے منہ سے تیرے[۵] اے غمگیں
تردد کچھ رہا ہم کو نہ تیری پارسائی میں

﴿478﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] نسخہ ب میں اس پوری غزل کے آخری آدھا حصہ (misprint) ہے

[۲] ب ۱۴۰ ان سے

[۳] ب شعر ندارد

[۴] م۔ ۲۴۰ ۔ ب۔ ۱۴۱ کچھ رہاں

[۵] م۔ ۲۴۰ تیرے غمگیں

﴿479﴾

مہجور اپنے کچھ نہیں پردہ نشیں سے میں
درپردہ دیکھتا ہوں اسے اب یہیں سے میں
میرا وہ حال سن کے جو ہونے لگا خفا
کچھ ذکر اور کرنے لگا بس وہیں سے میں
ہمسایہ جب کہ ہائے وہ آتا ہے میہمان
پھرتا ہوں کوٹھوں کوٹھوں کہ دیکھوں کہیں سے میں[۱]
اس مہ کی سرد مہری سے ایسا ہوا ہوں سرد
جلتا نہیں ہوں اب نفسِ آتشیں سے میں [۲]
محفوظ لوح میری نظر سے نہیں مگر
سب نیک و بد کو دیکھوں ہوں اس کی جبیں سے میں
تیر[۳] نگاہ سے نہیں وہ تیرے مجھ کو خوف
ڈرتا ہوں اپنی جیسے کہ آہِ حزیں سے میں [۴]
جھوٹے بھی گر کوئی مجھے واں[۵] دے ترا نشاں
پہنچوں ہوا ہو دم میں فلک پر زمیں سے میں[۶]
ہر چند مجھ سے دور ہے اے شوخ تو ولے[۷]
نزدیک دیکھتا ہوں دل دور بیں سے میں
بے راہ راہ کا ہو جسے ذوق و شوق یار
کم اُس کے واسطے نہیں حبل المتیں سے میں
کچھ نیک و بد میں اب مجھے ہدم نہیں تمیز
بیزار کس طرح نہ ہوں اپنے یقیں سے میں[۸]

آتا ہے کہتے اس سے بھی غمگیں مجھے حجاب
کیا حال دل کو اپنے کہوں ہم نشیں سے میں

﴿479﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ طبق م ۲۷۸ (الف ۱۷۴ تیری)

۴۔ ب شعر ندارد

۵۔ الف ۔۱۷۴۔م ۔۲۷۸۔وہاں

۶۔ ب شعر ندارد

۷۔ م ۲۷۸ مگر

۸۔ برحاشیہ الف/

ب م شعر ندارد

﴿480﴾

ساقیا تھوڑے ہی دن پاس تیرے آنے میں
اور کچھ دے ہے دکھائی ہمیں مے خانے میں[۱]
برہمن و شیخ کرو[۲] دیر نہ یہاں آنے میں
کعبہ و بتکدہ غمگیں کے ہے کاشانے میں[۳]
سامنے سے یہ گیا کون جسے دیکھ کے آہ
ہائے باقی نہ رہا جان کے کچھ جانے میں[۴]
ہدمو چوری چھپے میں میں وہاں جاؤں گا
گر[۶] قباحت ہے بہت اس کے یہاں آنے میں[۵]
دیکھے اُس وقت کوئی دست درازی ان کی
گدگدی لگتی ہے جب تلوے[۷] کے سہلانے میں[۸]
دشمنوں کی کہیں چتی نہ ہوں اے دوستو آہ
دل دھڑکتا ہے مرا یہاں اُنھیں بلوانے میں[۹]
شب کی اس شرم و حیا کو بھی ذرا کیجیے یاد
شرم آتی ہے مجھے آپ کے شرمانے میں
ہٹ گیا خوبوں سے عالم کے یہ دل دیکھ کے آہ
اس کے وہ در سے ذرا جھانک کے ہٹ جانے میں[۱۰]
دوسری اور بھی لکھ ایک غزل اے غمگیں
کر نہ تقصیر تو کچھ یاروں کے سمجھانے[۱۱] میں

﴿480﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ ر شعر ندارد
۲۔ ر ۱۰۵ نہ ہو دیر
۳۔ ر ۱۰۵ کعبہ و بتکدہ ہے غمگیںؔ کے کاشانے میں
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ م ۲۷۱ کہ
۶۔ ر ب شعر ندارد
۷۔ م۔ ۲۷۱۔ب۔ ۱۶۰۔ تلووں
۸۔ ر شعر ندارد
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ب۔ ۱۶۰۔ فرمانے

﴿481﴾

ایک دو روز خرابات کے بس جانے میں
دل نہ کعبے ہی میں لگتا ہے نہ بت خانے میں
دیکھیں وحشت اسے امسال کہاں لے جاوے
زوروشور[۱] اور ہی کچھ ہے ترے دیوانے میں
چھوڑ دوں مے کو میں کس طرح کہ جتنی ہے عمر
اتنی ہی مے بھی بھری ہے مرے پیمانے میں
غیر کا منہ ہے کرے رو برو اپنے کچھ بات
ہم دھمکنے کے نہیں آپ کے دھمکانے میں[۲]
زاہدا! سچ کہوں میں زندگی یہ صرف مری
مے کے پینے میں ہے اور عشق کے غم کھانے میں
صبح آنا تجھے ہوگا یہ یقیں جان ضرور
دیر کی شب کو گر اے شوخ یہاں آنے میں[۳]
خوف آتا ہے تیرے روبرو کہتے بے درد
لطف جو جو کہ ہمیں تجھ سے ہے دکھ پانے میں[۴]
نیند آتی ہی نہیں جب سے لگی اس سے آنکھ
آنکھ لگتی نہیں کیا آنکھ کے لگ جانے میں
دوستی خرچ نہ کر یار میں مر جاتا آہ
زندگی ہوگئی اس شوخ سے مل جانے میں[۵]
ٹکٹکی باندھے ہوئے گھور تو اس کو اے دل
کیا سے کیا ہو نہ کہیں آنکھ کے جھپکانے میں[۶]
رات دن تیرے تصور میں اب اے ماہ جبیں
حاجت شمع نہیں میرے سیہ خانے میں[۷]

ساقیا خاک کو غمگیں کی پس از مرگ تو خرچ
خم میں یا کیجیو یا کیجیو پیمانے میں

﴿481﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

[۱] طبق-م ۲۷۲ / ب ۱۶۲
الف - زورشور

[۲] ب ر شعر ندارد

[۳] ر شعر ندارد

[۴] ایضاً

[۵] ایضاً

[۶] ایضاً

[۷] ب ر شعر ندارد

﴿482﴾

اب رہا کیا ہے جان جانے میں   تم نے جو دیر کی ہے آنے میں
میں ہی جاؤں وہاں کسی ڈھب سے   ہوگا چرچا یہاں بلانے میں [۱]
کسی کھانے میں وہ نہیں لذت   ہے مزا جو کہ غم کے کھانے میں [۲]
تم منا لاؤ دوستو [۳] اس کو   ہے قباحت [۴] میرے منانے میں [۵]
جی ہی ہوتا نہیں ترا ٹھنڈا [۶]   مجھ سوا اور کے جلانے میں [۷]
تم کو میں چاہتا [۸] ہوں اے صاحب   ق   ہے یہ مشہور سب زمانے میں
کچھ سمجھ میں مرے نہیں آتا   اب ہے کیا فائدہ چھپانے میں
دین و دنیا کو بھی نہ لوں ہمدم [۹]   اپنے یوسف کے میں [۱۰] بیعانے میں [۱۱]
زاہدا! [۱۲] دیکھ حال غمگیں کا [۱۳]
لطف یہ ہے شراب خانے میں

﴿482﴾ ر ع غزل ندارد

[۱] ش ۴۱ یہ

[۲] ش ۴۱ "جو مزہ دیکھا غم کے کھانے میں"

[۳] خ ۱۳۱ دوستوں

[۴] ایضاً قیامت

[۵] ر شعر ندارد

[۶] ش ۴۱ / ن ۳۵ "ان کا ہوتا نہیں ہے جی ٹھنڈا"

[۷] ع ر شعر ندارد

[۸] خ ۱۳۱ جانتا

[۹] ن ۳۶ غمگیںؔ

[۱۰] طبق ن ۳۶

[۱۱] شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۳۸

[۱۲] طبق م ۲۱۵ / ب ۱۲۶ (الف ۱۳۸ زاہد)

[۱۳] ر ۹۵ "دیکھ اے شیخ حال غمگیںؔ کا"

﴿483﴾

ہم دیوانے جو نکل جاتے ہیں ویرانے میں[۱] عقل پھر گھیر کے لے آتی ہے مے خانے میں
اس کو منظور ہے ہر بال میں دل الجھانا ہے یہی پیچ دلا زلف کے سلجھانے میں[۲]
مثل اس شمع کے جس سے کہ جلیں لاکھ چراغ کچھ کمی بیشی کبھی ہوگی نہ خم خانے میں
آبِ کوثر میں ہے[۳] جو لطف وہاں اے ساقی وہ مزا ہے ترے یاں[۴] بادۂ مستانے میں[۵]
اس کا چھلّہ وہ نہ تھا سن کے جلا ہے کیا دل مفت بدنام ہوئے ہاتھ پہ گل کھانے میں[۶]
چشم مست اُس کی نہ کیوں دیکھ کے دل ہو مدہوش طاقتِ دید نہیں شمع کے پروانے میں[۷]
بولتے بولتے رک رک کے نہ بول اے ظالم دم نہ رک جائے مرا اُس ترے رک جانے میں
میں جو محفل میں گیا شب کو تو دیکھ اے ہمدم وہ بھی گھبرا گئے کچھ لوگوں کے گھبرانے میں[۸]
کیا کہوں تم سے کہ اس شوخ سے کہہ کر اک بات سخت شرمندہ ہوا اُس کے میں شرمانے میں[۹]
شب بہت گذری ہے اے شوخ کہا مان مرا لطف جز رنج نہیں کچھ تیرے گھر جانے میں[۱۰]

چوتھی لکھ ایسی غزل سن کے جسے اے غمگیں
ہوش[۱۱] رہوے نہ کسی عاقل و فرزانے میں

﴿483﴾ ن۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر۔ ۱۰۶ ہم سے دیوانے نکلتے ہیں جو ویرانے میں
۲۔ ر۔ ۱۰۶ پیچ اے دل ہے یہی زلف کے سلجھانے میں
۳۔ م ۲۷۲ جو ہے لطف
۴۔ الف۔ ۱۷۰۔ م۔ ۲۷۲۔ ب۔ ۱۶۱۔ یہاں
۵۔ ر۔ ب شعر ندارد
۶۔ ایضاً
۷ ر شعر ندارد
۸۔ ایضاً
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ر۔ ۱۰۶ نہ رہے ہوش

﴾484﴿

واعظا میں چلوں کیونکر ترے فرمانے میں　　روح بھی میری رہے گی سے[۱] و سے خانے میں
جو بہار اور خزاں میں وہ کرے آہ تمیز　　اس قدر ہوش کہاں ہے ترے دیوانے میں
حکمتیں عشق کی سکھلائیں ہم افلاطوں کو　　دل[۲] کے بیٹھیں کبھی دو روز بھی خم خانے میں
تو ہی فرما جو کیا اپنی خوشی ہو کچھ کام　　دل کے میں حکم میں اور دل ترے فرمانے میں
جو جو کہنا[۳] نہ تھا دل نے بہت اس سے کہا　　ہائے اس شوخ کے تھوڑے ہی سے رک جانے میں[۴]
دھیان میں باغ کے مصروف ہیں یہ[۵] اے صیاد[۶]　　کہ خبر ہم کو نہیں ہم ہیں قفس خانے میں
بہکتا جب میں نشے میں ہوں تو ہمدم اس کے　　غیر تقصیر نہیں کرتے ہیں بہکانے میں[۷]
کھولے گر منہ کو تو بوتل کے لب اپنے کر بند　　لطف اے یار نہیں بات کے کھل جانے میں
ہائے[۸] ہم یہاں کے رہے اور نہ وہاں کے افسوس　　اپنے وہاں جانے میں اور کے یہاں آنے میں[۹]

تیسری تو غزل اس طرح کی لکھ اے غمگیں
عقل آجائے جسے سنتے ہی دیوانے میں

﴾484﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ا۔ ر ۱۰۲ مٹی ہے خانے کی
۲۔ ب ۱۲۱ اگرچے
۳۔ م ۲۷۱ کہنا کہ نہ تھا
۴۔ ب شعر ندارد
۵۔ م۔ ۲۷۱۔ سیرِ دنیا میں مصروف ہیں یہ اے صیاد
۶۔ ر ۱۰۲ پر
۷۔ ر شعر ندارد
۸۔ م ۲۷۲ / ب ۱۲۱ آہ
۹۔ ر شعر ندارد

﴿485﴾

ہم ہی عابد ہیں ہمیں معبود ہیں   ہم ہی قاصد ہیں ہمیں مقصود ہیں
ہم ہی آدم ہیں ہمیں شیطان ہیں   ہم ہی مقبل ہیں ہمیں مردود ہیں
ہم ہی موسیٰ ہیں ہمیں فرعون ہیں   ہم ہی پشہ ہیں ہمیں نمرود ہیں
ہم ہی کعبہ ہیں ہمیں بت خانہ ہیں   ہم ہی ساجد ہیں ہمیں مسجود ہیں
ہم ہی عالم ہیں ہمیں بے علم ہیں
بود ہیں غمگیں ہمیں نابود ہیں

﴿486﴾

بات دیکھوں مجھ سے وہ کرتا ہے یا کرتا نہیں   جور کرنے کو بھی دل جس کا وفا کرتا نہیں
آنکھ میں ان کے ہی آجاتا ہے اسے[1] ساقی حجاب   وہ کسی ے کش سے کچھ شرم و حیا کرتا نہیں
تو وفا سے بے وفا[2] یہ ظاہرا بیزار ہے   مستتر جس میں وفا ہو وہ جفا کرتا نہیں
وصل کی شب کیا کوئی دل کھول کر اس سے ملے   صبح تک بھی جو کہ وا بندِ قبا کرتا نہیں
بے ادائی میں عجب کچھ[3] اُس کی نکلے ہے ادا   دیکھ کر جو وہ مجھے ناز و ادا کرتا نہیں
خونِ مقتولوں سے اُس قاتل کو یہ پرہیز ہے   آشنا ہاتھوں سے اپنے وہ حنا کرتا نہیں
اُس کی اک[4] پنہاں نظر ہر دم بنی رہتی ہے یار   کیا ہوا مجھ پر نگہ وہ برملا کرتا نہیں
بات کہتا ہوں کہ دل دینا کسی کو ہے ستم   آپ کا صاحب یہ بندہ کچھ گِلہ کرتا نہیں
اس کے بوسے کی تمنا ہے عبث غمگیں تجھے
جو کہ تیرا نام لب سے آشنا کرتا نہیں

﴿485﴾ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
﴿486﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ م ۲۷۵ لفظ "اے" ندارد
۲۔ طبق م
الف۔ ۱۷۲۔ ہوتا
۳۔ طبق م
الف۔ ۱۷۲ لفظ "کچھ" ندارد
۴۔ الف۔ ۱۷۲۔ م۔۲۷۵۔ ایک

﴾487﴿

کچھ تڑپنے کی مرے صیّاد کو پروا نہیں   ہم صفیر و فصلِ گل ہے کیا کروں پروا نہیں
میری اس کی دوستی کے تو دمامے بج گئے   کون سا گھر شہر میں ہے جس میں یہ چرچا نہیں
چھوڑ کر مجھ کو لگایا جس نے دل اک[۱] اور سے   کیا خرابی ہے کہ اس بن جی مرا لگتا نہیں[۲]
جو وہاں جاؤں تو وہ ملتا نہیں ہے اپنے گھر   اور بن جائے بھی واں[۳] میں ہائے رہ سکتا نہیں
کیا نکالوں حسرتیں دل کی اگر ہو بس مرا   بس میں ہوں[۴] میں اس کے اس پر ہائے بس میرا نہیں[۵]
ایک دن تو بات میری تم اکیلے میں سنو   روبرو لوگوں کے میں وہ بات کہہ سکتا نہیں[۶]
اپنی یہ صورت ہوئی ہے دیکھنے کو جس کی شکل   آج تک بھی ہم نے دیکھا ہائے وہ مکھڑا نہیں[۷]
شب کو جو میں ارادہ نے اور کچھ غمگیں کیا
تو وہ بولے ہم نہیں ہے ہے نہیں ہا ہا نہیں

﴾487﴿ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] الف۔ ۱۴۴۔ ش۔۴۴۔ م۔ ۲۲۵۔ ایک

[۲] ش۔۴۴۔ میرا جی

[۳] ش۔۴۴۔ وہاں

[۴] م۔ ۲۲۵ ہوں اس

[۵] ش شعر ندارد

[۶] م شعر ندارد

[۷] ش شعر ندارد

﴿488﴾

نہ بولوں اس سے تو اس دل کو ہائے تاب نہیں   جو کچھ کہوں تو مری بات کا جواب نہیں
تجھے ہی[ا] ہو نہ لیاقت تو کیا کرے ساقی   غلط ہے یہ کہ خرابات میں شراب نہیں
جو شب کو ساتھ وہ سووے تو منہ لپیٹ کے آہ!   سحر کو پھر کہے تجھ سے مجھے حجاب نہیں
یہ کیا غضب ہے اسے جب سے خواب میں دیکھا   ہماری چشم کو تب سے خیالِ خواب نہیں
وہ کون سا ہے دل اے شوخ خوں نہیں تجھ بن   وہ کون سا ہے جگر سخت جو کباب نہیں
وہ چشم کس کی ہے جو منتظر نہیں تیری   وہ جان کس کی ہے جس کو کہ اضطراب نہیں
وہ صوفی مجھ کو بتا جو نہ مست ہو تیرا   بتا وہ شیخ مجھے تو کہ جو خراب نہیں
بتا وہ دن کہ خفا مجھ سے تو نہ ہو دس بار   بتا وہ رات کہ سو بار جو عتاب نہیں

شراب پیویں وہ کہتے ہیں کیا ترے ہم ساتھ
تری تو آنکھوں میں غمگیں یونہی حجاب نہیں

﴿488﴾ ش- ن- ر- خ- ع-   غزل ندارد
ا   م-۲۶۱   ہوئی ہے

﴿489﴾

کون سا گھر ہے کہ[1] ویران اور آباد نہیں — پر یہ دل جس میں کہ ان دونوں کی بنیاد نہیں
یاد میں اس کی فراموش ہوا ہوں ایسا — کہ مجھے شکل بھی اُس شوخ کی اب یاد نہیں
صدمہِ سنگ جفا میں رہے کب تک ثابت — شیشہِ دل مرا آئینہِ فولاد نہیں[2]
ہے بجا گر کہیں پتلا ہے تو ایجادوں کا — کون سی شے ہے ترا جس میں کہ ایجاد نہیں[3]
بن چھری جو کہ گلا کاٹے ہے عشاقوں کا — کیا تماشا ہے وہ کہتا ہے میں جلاد نہیں[4]
کوئی کہتا نہ کبھی ان کو مصور نقاش — وقت میں تیرے مگر مانی و بہزاد نہیں
تیری قامت نے کیا بے قدر ایسا اس کو — گر دوا کو کہیں اب ڈھونڈیں تو شمشاد نہیں[5]
کیازمانہ ہےوہ سرّ پوچھتے ہیں اب ہم سے مرید — جن کے ارشاد کو مرشد کا بھی ارشاد نہیں
پہلے ہی روز وہ کرتا جو کیا وقت اخیر[6] — عہد میں تیرے صد افسوس کہ فرہاد نہیں

گر کہیں لوگ کہ غمگیں ہے ترا دیوانہ
تو وہ کہتے ہیں کہ میں کوئی پری زاد نہیں[7]

﴿489﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ر۔ ۱۰۹۰ جو

[2] ب۔ر شعر ندارد

[3] ر شعر ندارد

[4] ب۔ ر۔ شعر ندارد

[5] ر ندارد

[6] ر۔ ۱۰۹ نضر

[7] ر شعر ندارد

﴿490﴾

آپ سے میں یہ بے قرار نہیں　　مجھے اپنے پہ اختیار نہیں
ترے وصل و وصال کا اپنے　　کون ہے جس کو انتظار نہیں
اے صبا خاک میری اس در سے　　کیوں اڑاتے ہیں گر غبار نہیں

﴿491﴾

غم تو غم جس کو خوشی بھی ہے وہ دلشاد نہیں　　جو کہ ہستی میں مقید ہے وہ آزاد نہیں
وہم سے اپنے جو تیار کروں اک جنّت　　آپ کی طرح سے میں شیخ جی شداد نہیں
آہن دل کو کروں موم اب[1] اس کے کس طرح　　کچھ میں داؤد نہیں ہدمو[2] حداد نہیں[3]
جو کروں آپ کی میں طرح[4] سے دعویٰ وجود　　کچھ میں فرعون نہیں شیخ جی شداد نہیں[5]
کند[6] ذہنی سے مریدوں کو تلقیں نہ کرے　　پیرے[7] اے شیخ وہ کچھ قابل[8] ارشاد نہیں
وقت پر اپنے عیاں ہوتے ہیں مستور قدیم　　لوگ ایجاد جو کرتے ہیں کچھ ایجاد نہیں
تری صورت کو تصور سے میں کھینچوں کس طرح　　کچھ مُصوّر نہیں مانی نہیں بہزاد نہیں[9]
زندگی موت میری ہاتھ ترے ہے قاتل　　مار کر تیشہ جو مرجاؤں میں فرہاد نہیں[10]
میں دل افتادہ فلک پر ہے دماغ اس مہ کا　　یارو ملنے کی کوئی آہ اب افتاد نہیں[11]

اے ستمگر نہ خفا ہو کہ تیرے غمگیں کا
نعرہ ذوق ہے یہ نالہ و فریاد نہیں

﴿490﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
حاشیہ بر الف۔۱۵۳

﴿491﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر ۱۱۲ میں
۲۔ الف۔ ۱۸۰۔م۔۲۸۸۔ ب۔ ۱۷۲۔ ہمدموں
۳۔ ب شعر ندارد
۴۔ ر ۱۱۲ مانند میں
۵۔ ب شعر ندارد
۶۔ طبق۔م ۲۲۸۔ ب ۱۷۲
الف ۱۸۰۔ کن
۷۔ م ۲۸۸ پھر
۸۔ طبق۔م۔۲۸۸۔ الف۔۱۸۰۔ قائل
۹۔ ب۔ ر شعر ندارد
۱۰۔ ب شعر ندارد
۱۱۔ ر شعر ندارد

﴿492﴾

یہ عبادت تری مذموم ہے محمود نہیں
جو تری فہم میں عابد ہے وہ معبود نہیں
وہ ہوا اور نہ ہوگا کبھی مقبولِ خدا
دین و دنیا کا ولا[1] جو کوئی مردود نہیں
اور ہی طرح کے ہوتے ہیں نشے مے سے تری
کیا سبب ساقی وہ کیفیت معہود نہیں
واعظا سوچ کے کر بات تو بکتا ہے کیا
اور موجود یہ کیا ہے جو وہ موجود نہیں
تلخ اے شیخ ہے سخت اس لب شیریں کا عشق
آپ[2] جو نوش کریں حلوہ[3] بے دود نہیں
کم بہت آپ میں اُس شوخ کے گھر جاتا ہوں
آمدورفت واں کچھ مری مسدود نہیں[4]
اس تامل سے تو دیتا ہے عبث جامِ شراب
ساقیا مجھ کو نشہ حد سے کچھ افزود نہیں[5]
جو کہ معدوم ہوتا ہی نہیں اُس کو وجود
جو کہ موجود ہے ہوتا ہی وہ نابود نہیں
جب سے مے پینے لگے بزم میں ساقی[6] تیری
اپنے شاہد کے سوا کچھ ہمیں مشہود نہیں

اپنے آپے سے یہ مفلس ہو کہ نابود ہو تو
اس سوا اور میں غمگیں تری بہبود نہیں

﴿492﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
ا۔ ر ۱۰۴ جوائے دل
نسخہ ر میں ترتیبِ شعر مختلف ہے۔
۲۔ طبق ب ۱۷۱۔
الف / م۔ آب
۳۔ م ۲۸۵ جلوہ
۴۔ ب- ر- شعرندارد
۵۔ ر شعر ندارد
۶۔ ر ۱۰۴ تیری ساقی

﴿493﴾

قدرداں کوئی مرا جز غمِ دلدار نہیں   خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں
جو کسی اور کا جز اُس کے طلبگار نہیں   دین و دنیا سے اسے کچھ بھی سر و کار نہیں[۱]
دل میں ہے اُس سے میں یہ پوچھوں کہ اے عیسیٰ دم   کیوں تری چشم کا بچتا کوئی بیمار نہیں
اے عزیزو یہ کہو عشق کے بازار میں اب   میرے یوسف کا بھلا کون خریدار نہیں
جو مےِ عشق سے ہے مست برابر اُس کے   محتسب سارے جہاں میں کوئی ہوشیار نہیں[۲]
آرسی ہاتھ سے اس کے بھی نہیں چھٹتی ہے   دامِ الفت میں غرض میں ہی گرفتار نہیں[۳]

یہ جو قاتل ہے مرا اس کے سوا اے غمگیں
اور سے روزِ جزا کی[۴] مجھے درکار[۵] نہیں

﴿493﴾ م۔ ب۔ ن۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

۱۔ ش   شعر ندارد
۲۔ ر   شعر ندارد
۳۔ ش۔ ر   شعر ندارد
۴۔ ر   ۱۰۸   کوئی مجھے کار نہیں
۵۔ ش   ۴۸   کچھ کار

﴿494﴾

کیا پوچھتے ہو دل کی کدھر ہے کدھر نہیں
میں دل کی کیا کہوں مجھے اپنی خبر نہیں
رہتی ہے دور دور شب ہجر میں بھی آہ[1]
نزدیک کچھ قضا کے بھی میری قدر نہیں
وہ دل خراب ہو جسے تیرا نہ ہو خیال
وہ چشم کور ہو جسے تجھ پر نظر نہیں
رہتے تھے ایک گھر میں شب و روز جس کے پاس
کوچے تلک بھی اس کے اب اپنا گذر نہیں[2]
میں تیرے در کو چھوڑ کے اب جاؤں کس کے در
مجھ کو تو تیرے در کے سوا کوئی[3] در نہیں
اس کی جو صبح ہو تو قیامت کے روز ہو
اپنی شب فراق کی ہمدم سحر نہیں[4]
دل کون سا ہے جس کو نہ ہو تیرا اشتیاق
وہ جان کون سی ہے کہ مشتاق تر نہیں
غمگیں کو وہ یہ کہتے ہیں جس بات کا ہے شوق[5]
میں کیا کروں کہ میری طبیعت ادھر نہیں[6]

﴿494﴾ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ر۔ ۹۷ رہی ہے شام ہجر میں بھی دور دور آه

[2] ر شعر ندارد

[3] ب۔ ۱۳۲ اور

[4] ر۔ ب۔ شعر ندارد

[5] ن۔ ۴۱ کہتے ہیں وہ کہ غمگیں کو جس بات کا ہے شوق

[6] ر شعر ندارد

﴾495﴿

رشتۂ غم سے بندھی ہے[1] میری پرواز نہیں[2]
باغ نزدیک ہے پر طاقت پرواز نہیں
نعش پر میری اسے ڈھونڈ کے لاویں وہ لوگ
اس زمانے میں جو کہتے ہیں کہ اعجاز نہیں
اک گھڑی جوڑ کے سر شیشہ ساعت کی طرح
خالی کیجیے غم دل پر کوئی دمساز نہیں
دیکھیے عشق میں کیا اس کے ہو اپنا انجام
سبزہ جس کے گل رخسار پر آغاز نہیں[3]
ناز ہر چند ترا خوب ہے ظالم لیکن
واسطے میرے اک[4] آفت ہے یہ کچھ ناز نہیں[5]
سیر گلشن کو وہ گل رو کہیں آیا ہے کہ آج
ہم نے بلبل کی سنی باغ میں آواز[6] نہیں[7]
وہ تو محرم ہے ترا اس سے نہ[8] کر کچھ پردہ
تیرے غمگیں سے چھپا کوئی تیرا راز نہیں

﴾495﴿ نسخہ ر ۹۵ کے مطابق یہ غزل دیوان سابق کی ہے اور اپنے استاد رنگین مرحوم کی غزل پر غزل لکھی ہے۔

[1] طبق ش۔ ۴۶ / ن۔ ۳۹
الف۔ ۱۴۰۔ ہیں
[2] ر۔ ۹۵ رشتہ غم سے بندھے ہیں مرے پر باز نہیں
[3] ش۔ ۴۶/ ن ۳۹ جس کے رخسار پر سبزہ کا بھی آغاز نہیں
ب۔ ر۔ شعر ندارد
[4] الف۔۱۴۰۔م۔۲۱۷۔ر۔۹۵۔ب۔۱۲۷۔ ش۔۴۶۔ن۔۳۹۔ایک
[5] ر۔ ن۔ ش۔ ب۔ شعر ندارد
[6] م۔ ۲۱۷ آوز
[7] ر۔ ن۔ ش۔ ب شعر ندارد
[8] ش۔ ۴۶ . ن ۳۹ کچھ کر

﴿496﴾

اگرچہ ملنے کی کچھ اس سے ہم کو آس نہیں ولیکن اپنے کہیں[۱] یاس آس پاس نہیں[۲]
تڑپتے دیکھ کے گھبرائے تو نہ اے قاتل یہ خوف ہے مجھے کچھ جان کا ہراس نہیں
وہ اور ہمدمو[۳] اس وقت آئے میرے پاس ہزار سچ ہو مگر چاہتا قیاس نہیں
غمِ فراق سے ایسا مرا دماغ ہے بند کہ اس میں وصل کی آتی ہی بوئے باس نہیں[۴]
مجھے تو دفن در میکدہ ہی پر کرنا سوائے اس کے کچھ اے ساقی التماس نہیں
نہ پوچھو ہمدمو احوال بزم کا اُس کی کہ رات سے مجھے کچھ ہوش اور حواس نہیں[۵]
سرود و مے سے ہے زاہد بجا ترا انکار ہوا[۶] و آبِ خرابات تجھ کو راس نہیں
خدا کے واسطے جلدی سے اے صنم مجھ کو لگا لے چھاتی سے اب کوئی آس پاس نہیں
صفائی ہوگئی کیا شب کو اس سے اے غمگیں
جو آج صبح سے چہرہ ترا اداس نہیں

﴿496﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] طبق م ۲۷۴
(الف ۱۷۱۔ نہیں)

[۲] ب ۱۶۳ ولیکن اپنے کہیں یار آس پاس نہیں

[۳] الف۔ ۱۷۱۔م۔ ۲۷۴۔ب۔ ۱۶۳۔ ہمدموں

[۴] ب شعر ندارد

[۵] ب ۱۶۳ / م ۲۷۴ کہ رات سے مجھے ہوش اور کچھ حواس نہیں

[۶] ب۔ ۲۷۴۔ ہوا وہ اب

﴿497﴾

گر کہوں وصل ہے تو وصل نہیں   فصل کیوں کر کہوں کہ فصل نہیں
تو بتادے یہ کیا ہے پیرِ مغاں   کام کرتی ہماری عقل نہیں[۱]
اپنے آپے سے کیا ہے وصل و فصل[۲]   اصل یہ ہی ہے اور اصل نہیں
تو کہے ہے جسے خدا اس کی   تیری[۳] صورت ہے اور شکل نہیں[۴]
جان ایمان اس غزل کو تو
میری غمگیں غزل یہ ہزل[۵] نہیں

﴿497﴾ ن۔ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ش۔ ۵۳ میری کچھ کام کرتی عقل نہیں
۲۔ ش۔ ۵۳ اپنے آپے کا وصل کیا اور فصل
۳۔ ش۔ ۵۳ یہی
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ ش۔ ۵۳ حزل

﴾498﴿

ہجر میں جس کے مری جان میں اب جان نہیں
وصل ہو اُس سے کسی طرح یہ امکان نہیں

مثلِ تصویر ہے نقشہ[۱] یہ ترا آئینہ رو
کون سا شخص ہے جو دیکھ کے حیران نہیں

عشق میں جس کے مری عمر ہوئی آہ تمام
اب تک اُس پردہ نشیں سے مجھے پہچان نہیں

تجھے اے رشکِ پری دیکھ کے رہوے جسے ہوش
ہم کو ایسا نظر آتا کوئی انسان نہیں[۲]

چھوڑوں کہنے سے ترے دخترِ رز کو واعظ
میں دیوانہ نہیں جاہل نہیں نادان نہیں[۳]

بت پرستی سے جسے[۴] شوق نہ ہو اے زاہد
میرے نزدیک وہ کافر ہے مسلماں نہیں

رات دن لپٹے پڑے رہتے ہیں جس سے اس کا
دیکھنا ہم کو میسر کسی عنوان نہیں[۵]

ہوگئے آہ کوئی دن کے ہم آپ ہی مہمان
گھر میں جا کر جو دیکھا کہ[۶] وہ مہمان نہیں

کیا کروں گا میں ترے ہجر میں یہ تو ہی بتا
وصل میں میری یہ صورت ہے کہ اوسان نہیں[۷]

آج آواز سناوے تو سنالے[۸] اے دل[۹]
در پر اس پردہ نشیں کے کوئی دربان نہیں[۱۰]

تیسری اور بھی لکھ ایک غزل اے غمگیںؔ
کون ہے جس کو سخن کا ترے ارمان نہیں[۱۱]

﴾498﴿ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ن۔ ۴۴ نقشہ مرا اے آئینہ رو

[۲] ر شعر ندارد

[۳] ایضاً

[۴] ن۔ ۴۵ کا

[۵] ر شعر ندارد

[۶] طبق م۔ ۲۲۴ / ن۔ ۴۴ / ب۔ ۱۳۰
الف۔ ۱۴۳۔ تو

[۷] نسخہ "ش" میں یہ شعر اس سے پچھلی غزل میں شامل ہے

[۸] م۔ ۲۲۴ دے

[۹] ن۔ ۴۴ آج آواز سنادے تو شتابی غمگیںؔ
ش۔ آج آواز سناوے تو سنالے غمگیںؔ

[۱۰] نسخہ "ش" میں یہ شعر اس سے پچھلی غزل میں شامل ہے

[۱۱] ن۔ش شعر ندارد

﴿499﴾

کوئی نادان بھی تجھ سا دلِ نادان نہیں [۱]
دشمن و دوست کی کچھ بھی تجھے[۲] پہچان نہیں
دھیان جس کا ہے مجھے اس کو مرا[۳] دھیان نہیں
اور کا درد نہ ہو جس کو وہ انسان نہیں
کوئی ممکن ہے کہ اک[۴] آن وہ بیٹھے مجھ پاس[۵]
چین دل کو مرے جس بن کہیں اک[۶] آن نہیں[۷]
لاکھ میں سر کو رکھوں پاؤں پر اُس کے لیکن
ہاتھ وہ مجھ کو لگانے دے یہ امکان نہیں[۸]
اس کو عارف نہیں کہتے ہیں کہ جو ہو عارف
اس کو تم جان لو عارف جسے عرفان نہیں
کوئی ایسا نہیں ہندو و مسلمان[۹] واللہ[۱۰]
اے[۱۱] صنم جس کو ترا[۱۲] حسرت و ارمان نہیں[۱۳]
ق ہے یہ آواز اُسی پردہ نشیں کی زاہد
کس طرح ہائے سنے تو کہ ترے کان نہیں[۱۴]
اور بے پردہ دکھائی وہ تجھے دیتا ہے
پر تری چشم کو اس حُسن کی پہچان نہیں[۱۵]
وہ کہیں ہیں کہ غزل ایسی ہی لکھ اے غمگیں[۱۶]
لیکن ایسا نہ ہو کہہ بیٹھے مری جان نہیں[۱۷]

﴿499﴾ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ش۔ ۴۸ / ن۔ ۳۷ تجھ سا نادان بھی کوئی اے دل نادان نہیں
[۲] م۔ ۲۲۲، ن۔ ۳۷ جیسے
[۳] الف۔ ۱۴۲، م۔۲۲۲، ش۔ ۴۸، ب۔۱۲۹، ن ۳۷ میری
[۴] الف۔ ۱۴۲، م۔۲۲۲، ش۔ ۴۸، ب۔۱۲۹، ن ۳۷ ایک
[۵] ن۔ ۳۷ ہائے ممکن ہے کبھی وہ بیٹھے مجھ پاس
ش۔ ۴۸ یہ تو ممکن نہیں ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
[۶] الف۔ ۱۴۲، م۔۲۲۲، ش۔ ۴۸، ب۔۱۲۹، ن ۳۷ ایک
[۷] ر شعر ندارد
[۸] ن۔ ۳۷ ہائے ممکن ہے کبھی وہ بیٹھے مجھ پاس
[۹] ر۔ شعر ندارد
[۱۰] ب۔ ۱۲۰ ہندو و مسلمان
[۱۱] ن۔ ۳۷ جس کو ملنے کا ترے حسرت و ارمان نہیں
[۱۲] ر۔ ۹۵ ترے
[۱۳] ش شعر ندارد
[۱۴] ش۔ر شعر ندارد
[۱۵] ش شعر ندارد
[۱۶] ر۔ ۹۶ کہتے ہیں وہ کہ غزل ایسی ہی لکھ اے غمگیں
[۱۷] ش شعر ندارد

﴿500﴾

اس میں ہم مستوں کی گذرے کوئی امکان نہیں
ہائے جس شہر میں مے کش[۱] کی بھی دکان نہیں
جو اذیت کہ مجھے دیجیے بجا ہے صاحب
آپ انسان ہیں بندہ تو کچھ انسان نہیں
معرفت پوچھو[۲] نہ اُس پردہ نشیں کی مجھ سے
ان حسابوں سے تو اپنی مجھے پہچان نہیں
ان کے گھر کا وہ رہا ہی نہیں ہمدم نقشہ
اب ملاقات کی صورت کسی عنوان نہیں[۳]
وہ تو وہ ہے مگر ہم[۴] سے جو پوچھو ہمدم
دل لگانا کسی معشوق سے آسان نہیں
لاکھ منت سے جو ہوتے تھے کبھی یہاں مہمان
اب کوئی گھر نہیں جس میں کہ مہمان نہیں[۵]
وصل و ہجر[۶] آہ ترا صرف ہے[۷] وہم و خیال
اُس سوا اور کوئی اے دلِ نادان نہیں
دھیان گم مجھ میں مرا آپ ہوا جاتا ہے
آج کل آہ کچھ اُس کا بھی مجھے دھیان نہیں
ہوں کہاں، کون ہوں معلوم کروں حال اپنا
فرصت اس شوخ سے اتنی مجھے اک آن نہیں
جیب میں ٹکڑوں کو دامان کے سیتے سیتے
ناصحا اب مرے دامان و گریبان[۸] نہیں

منہ بنائے ہوئے آتا ہے نظر آج اداس
بگڑی کچھ اس سے کہ غمگیں خوش و خندان نہیں

﴿500﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱ـ ر۔ ۹۷ ساقی
۲ـ الف۔ ۱۴۳، پونچھوں / م ۲۲۴ / ر۔ ۹۷ پوچھ
۳ـ ر شعر ندارد
۴ـ ر۔ ۹۷ مجھ
۵ـ ر شعر ندارد
۶ـ ب۔ ۱۳۱ وصل ہجر
۷ـ ب۔ ۱۳۱۔ ر۔ ۱۳۱ ہے یہ
۸ـ م۔ ۲۲۵ دامان گریبان

﴿501﴾

ہرجائی کا میرے جو مقرر مکاں نہیں　　وہ کون سی جگہ ہے مرا دل جہاں[۱] نہیں
باتیں وہ شب کی جتنی کہ کرتا ہے بدگماں[۲]　　مجھ کو نشے میں اپنے سی ایسا گماں نہیں
کہتے ہیں وہ کہ مجھ سے تکلف کیا نہ کر　　میرا ہے یہ مکاں میں ترا مہماں نہیں[۳]
کیوں روزِ جمعہ مسجدِ جامع میں جاؤں مَیں　　کیا مے کدے کا شیخ مرے آستاں نہیں
مشکل سے میں نے اپنے تغافل شعار کو　　اتنا کیا ہے گرم وہ کچھ بد زباں نہیں
اک تو ہی رہ گیا ہے سوا تیرے آہ[۴] دل　　کوئی حجاب اس کے مرے درمیاں نہیں
جو سب جگہ ہو اور نہ ہووے کسی جگہ　　میں اُس کو کیا کہوں کہ کہاں ہے کہاں نہیں
وہ بدگمانیاں مجھے اپنے سے آپ ہیں　　اُس بدگماں کو جو جو کہ مجھ سے گماں نہیں[۵]
غمگیں نہ بول مجھ سے ٹھکانے نہیں ہے دل[۶]
اب چند روز سے جو وہ رہتا یہاں نہیں

﴿501﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] نُسخہ ب۔ ۱۴۰ میں پوری غزل میں مصرع ثانی کے آخری دو لفظ **misprint** ہیں

[۲] ن۔ ۴۴ جیسا کہ شب کا حال وہ کہتا ہے بدگماں

[۳] الف۔ م۔ ب شعر ندارد

[۴] ن۔۴۴ اے دلا

[۵] ن۔ ۴۴ جو جو کہ اس کو ہمدمو مجھ سے گماں نہیں

[۶] ایضاً غمگیں نہ مجھ سے بول ٹھکانے نہیں ہے دل

﴿502﴾

ہر بات پر کہے ہے تو شب کو نہیں نہیں   یہ ہی نہیں نہیں ہے تو اک دن ہمیں نہیں
دشمن ہوں اس کی جان کا میرا جو دوست ہو   کہتے ہیں وہ کہ اور سے کچھ مجھ کو کیں نہیں
مدت سے تیرے وعدے کے ہوں انتظار میں   کس طرح بات کا مجھے تیرے یقیں نہیں
دل خانۂ خدا ہے تو آگاہ اِس سے رہ   یہ وہ مکاں نہ جان کہ جس میں مکیں نہیں
دوراں کی سرد مہری سے جو دے ہمیں نجات   ساقی وہ مے کدے میں مے آتشیں نہیں
ہے چشم کون سی وہ نہیں جس میں جلوہ گر   دل کون سا ہے جس میں وُہ پردہ نشیں نہیں
وہم و گماں کو آپ کے[۱] اس میں نہیں گزر   یہ مے کدہ ہے شیخ جی عرشِ بریں نہیں
اپنے بیگانے ظاہر و باطن میں کی تلاش   اس کا سراغ ہمدمو[۲] ملتا کہیں نہیں
بے اختیار شب کو میں اُس سے چمٹ گیا   کہتا ہی رہ گیا وہ نہیں رے نہیں نہیں
غمگیں کی مجھ کو کہتے ہیں وہ خُو ہے یہ پسند
میری جفا و جور سے اندوہ گیں نہیں

﴿502﴾ ش۔ ن۔ ر۔ ب۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
[۱] طبق م۔ ۲۸۵
الف۔ ۱۷۸۔   کو
[۲] الف ۱۷۸۔م ۲۸۵۔   ہمدموں

﴾503﴿

ہرزہ گرد آہ مرا یارو کہاں آہ نہیں   ایک میں آہ جہاں ہوں وہ وہاں آہ نہیں
اُس کی تعریف کی ہے دل کو تمنا ہمدم   پر بیاں کی اسے کم بخت زباں آہ نہیں[۱]
عمر آخر ہوئی اے ہمدمو[۲] اب تک لیکن   عشق کا میرے اسے وہم و گماں آہ نہیں
آشیاں مرغ دل ان مستوں کے کرتے ہیں جہاں   گلستاں زاہدو ہرگز وہ یہاں آہ نہیں
بزم میں روبرو کیوں غیر کے کرتے ہو سبک   گر ملاقات مری تم کو گراں آہ نہیں[۳]
منع مت کر کہ مجھے اس[۴] میں فوائد ہیں بہت   میرے ملنے سے اگر تجھ کو زیاں آہ نہیں
صرف مضغہ ہے وہ دل جو نہیں تیرا مشتاق   جان ہے وہ محض ہوا جو نگراں آہ نہیں
دو جہاں میں ہو تو کچھ تجھ کو نشاں دیں وہاں کا   ہم جہاں رہتے ہیں زاہد وہ جہاں آہ نہیں
دل ہی رہتا ہے مرے سینے میں نالاں غمگیںؔ
ایک مدت ہوئی وہ آہ و فغاں آہ نہیں

﴾504﴿

ترے مکھڑے سا مہر و ماہ نہیں   زلف سے کوئی شب سیاہ نہیں
یہ بتا مجھ کو اے مرے یوسف   کون سے دل میں تری چاہ نہیں
ہجر میں تیرے اے ستم گر اب   طاقت صبر مجھ کو آہ نہیں
سجدہ کرنا[۱] بتوں کو اے زاہد   کافرِ عشق کو گناہ نہیں
تیرے عاشق[۲] کی اے مرے دلبر   تجھ سوا اور پر نگاہ نہیں[۳]
اس میں سب خوبیاں[۴] ہیں اے غمگیںؔ
بات کا اپنی پر نباہ نہیں[۵]

﴾503﴿	ش- ن- ر- خ- ع-	غزل ندارد
۱	ب	شعر ندارد
۲	الف ۱۸۰-م ۲۸۹، ب ۱۷۳	ہمدموں
۳	ب	شعر ندارد
۴	ب- ۱۷۳	ان
﴾504﴿	م- ب- ر- ن- خ- ع-	غزل ندارد
۱	خ- ۱۳۳	کرتا
۲	ش- ۴۲	غمگیںؔ
۳	حاشیہ الف- ۱۸۲ - خ	شعر ندارد
۴	خ- ۱۳۳	خوبئے بیاں
۵	ش	شعر ندارد

﴿505﴾

بات اُس کے وصل کی دل سے مرے جاتی نہیں   کون سی حسرت ہے اُس شب کی جواب آتی نہیں
گات اس کی دیکھ کر کیا کیا امنگ آتی ہے آہ   لوں لگا سینے سے لیکن یہ مری چھاتی نہیں
آئینہ دکھلا نہ ہمدم جب سے دیکھی ہے وہ شکل   اور کی اور اپنی صورت کچھ مجھے بھاتی نہیں[۱]
ذوقِ دل تنگی سے اس کو وجد ہے بے اختیار   دام سے بلبل یہ اے صیاد گھبراتی نہیں
سر بصحرا مجھ دیوانے کو پھراتی ہے مگر   ہائے یہ تاثیر الفت اس کو[۲] یاں لاتی نہیں[۳]
زندگی و موت کچھ[۴] ہی وقت پر موقوف ہے   ہجر[۵] سے مہلک مرض میں بھی قضا آتی نہیں
ایک دن بھی ہائے وہ مکھڑا نہ دکھلایا مگر   اُس کی فرقت شب کو کیا کیا مجھ کو دکھلاتی نہیں
بے حجابی کا کبھی دے دختر رز مشورہ   تو اسے شرم وحیا یہ حکم فرماتی نہیں

مے کدے سے روز و شب باہر نہیں آتا ہے وہ
اور تو کہتا ہے غمگیں میں خراباتی نہیں

﴿505﴾ ر-ش- ن- خ- ع- غزل ندارد

[۱] ب شعر ندارد

[۲] الف - ۱۶۶ - م - ۲۶۵ - ب - ۱۵۷ - یہاں

[۳] ب شعر ندارد

[۴] ب - ۱۵۷ سچ ہے

[۵] ایضاً کے

﴿506﴾

لاکھ منت میں کروں دن کو بھی آتا ہی نہیں[۱]   خوف اس کے دل سے[۲] اس شب کا وہ جاتا ہی نہیں[۳]
پاس میرے اس کو سونا ہائے بھاتا ہی نہیں   رات کو وہ اس لیے گھر میرے آتا ہی نہیں[۴]
میری چھاتی سے لپٹنا اس کو بھاتا ہی نہیں   عید کے دن اس لیے تشریف لاتا ہی نہیں[۵]
صبر کو جیسی کہ ضد مجھ سے ہے اُس کو بھی نہیں   وہ تو آ جاتا ہے لیکن صبر آتا ہی نہیں[۶]
رات کی باتیں تری سب سچ ہیں بس قسمیں نہ کھایے   تو قسم جھوٹی کبھی اے یار کھاتا ہی نہیں
دیکھنے کا عشق جس پردہ نشیں کے ہے مجھے   کس طرح دیکھوں کہ دیکھا اس کو جاتا ہی نہیں
آگ لگ جاتی ہے میرے تن بدن میں جب کہ آہ   مجھ سے وہ کہتا ہے میں تجھ کو جلاتا ہی نہیں
کیا غضب ہے دل رقیبوں کے دکھاتا ہے وہ شوخ   پر سوا اُس دکھ کے دل میرا دکھاتا ہی نہیں[۸]
دل لگاؤں اور سے کس طرح اے ہمدم بھلا   کوئی آنکھوں میں سوا اس کے سماتا ہی نہیں [۹]
نالہ میرا جب پس دیوار سے سنتا ہے آہ   تب وہ آواز اپنی بے[۱۰] گالی سنتا ہی نہیں[۱۱]
جام بھر بھر صوفیوں کو ہائے دیتا ہے شراب[۱۲]   ہم سے مستوں کو وہ اے مستو پلاتا ہی نہیں [۱۳]
قافیے کو تو بدل ہم کو سنا غمگیں غزل
بھید جن شعروں میں ہو وہ تو سناتا ہی نہیں[۱۴]

﴿506﴾ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۴۱ لاکھ منت میں کروں وہ دن کو آتا ہی نہیں
۲۔ ن۔ ۴۱ ---------------وہ اس شب کو جاتا ہی نہیں
۳۔ ش۔ شعر ندارد
۴۔ م۔ ب۔ شعر ندارد۔ شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۴۰
۵۔ "ش" میں یہ بطور مطلع لکھ کر قلم زد کرنے کے بعد (م) صحیح کی علامت لگائی گئی ہے۔
۶۔ ش۔ ۵۱ / ن۔ ۴۲ وہ کبھی آتا ہے لیکن صبر آتا ہی نہیں
۷۔ ایضاً رات کی باتوں کا باور ہے مجھے قسمیں نہ کھا
۸۔ ب شعر ندارد
۹۔ ن۔ ش شعر ندارد
۱۰۔ م۔ ۲۲۰ گالی
۱۱۔ ب۔ ن۔ ش شعر ندارد
۱۲۔ ش۔ ۵۲ جام بھر بھر اور سرشاروں کو دیتا ہے شراب
۱۳۔ ایضا اپنے غمگیں کو وہ محفل میں پلاتا ہی نہیں ن۔ ۴۲---------- بلاتا-------
۱۴۔ ن۔ ش شعر ندارد

﴾507﴿

وعدہ شب ہے مگر دن ہائے ڈھلتا ہی نہیں
یہ پہاڑ اے ہمدمو چھاتی سے ٹلتا ہی نہیں
دل لگانے کو ہم ایک آندھی تھے ہر یک گل سے یار
اب کسی کے رنگ بو پر جی یہ چلتا[۱] ہی نہیں
ساقیا سچ ہے کہ راہ عشق[۲] میں مستانہ وار
سو جگہ یہ گر نہ لے جب تک سنبھلتا ہی نہیں
دل کے بہلانے کو وہ تصویر کیوں دیکھی کہ آہ
اب کسی صورت سے دل میرا بہلتا ہی نہیں
مثل قمری کیوں ہوا اس سرو قامت پر فدا
میری الفت کا شجر جو ہائے پھلتا ہی نہیں
شب نشے میں میں نے چھل بل کی تھی دل لینے کو آہ
تو تو کہتا ہے کسی کا دل[۳] میں چھلتا ہی نہیں
کیوں جلے ہے یاد میں اس زلف کے دل گر چراغ
سامنے کالے کے کہتے ہیں کہ جلتا ہی نہیں
مجھ سے سو سو رنگ دم دم میں بدلتا ہے وہ[۴] شوخ[۵]
پر مرا دل کیا کہوں اُس سے بدلتا ہی نہیں
دم نکلتا ہے مرا بن دیکھے غمگیں جس کو ہائے
گھر کے باہر اپنے وہ ظالم نکلتا ہی نہیں

﴾508﴿

جو کہ یارو اس بُتِ عیار سے ڈرتے نہیں
وہ جہاں میں پھر کسو مکّار سے ڈرتے نہیں
آتشِ دوزخ سے اے واعظ عبث تو مت ڈرا
یار سے ڈرتے ہیں ہم اور نار سے ڈرتے نہیں
جو کہ اُس کے تیغ ابرو کے ہیں گھائل اے طبیب
وہ کسی کے خنجر و تلوار سے ڈرتے نہیں
جو طریقِ عشق میں رکھتے قدم ہیں بے دھڑک
وہ کسی دشت و بیاباں خار سے ڈرتے نہیں
کون سے رستم ہیں اے غمگیں ذرا ہم کو بتا
جو کہ اس کے ابروئے خم دار سے ڈرتے نہیں

﴾507﴿ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] م۔ ۲۲۰ جلتا
[۲] ایضاً عشق مستانہ وار
[۳] ایضاً دل چھلتا
[۴] م۔ ۲۲۱ لفظ "وہ" ندارد
[۵] الف۔ ۱۴۱ سوخ
﴾508﴿ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

﴿509﴾

وہ ہمارے گھر میں گر آویں تو آسکتے نہیں   اور ہم چاہیں کہ واں[۱] جاویں تو جاسکتے نہیں
ہائے کیوں زندہ رہے ہم ہجر کی شب کو جو اب   شرم کے مارے کسی کو مُنہ دکھا سکتے نہیں
خاک بر سر در بدر پھرتے ہیں دیوانوں کی طرح   اس پری کے در تلک جاویں تو جاسکتے نہیں
مجھ کو آکر تو نصیحت ناصحا کرتے ہو اور   رو برو اس کے زباں بھی تم ہلا سکتے نہیں
ہم جو روٹھیں تو منالیویں وہ جب چاہیں ہمیں   اور وہ روٹھیں تو ہم[۲] ہرگز مناسکتے نہیں
گھر میں وہ پردہ نشیں دیتا ہے لاکھوں گالیاں   ہائے ہم آواز باہر سے سنا سکتے نہیں[۳]
جب کہ ہم قابو میں تھے کیا کیا ستاتا تھا وہ شوخ   اب جو وہ قابو میں ہے تو ہم ستا سکتے نہیں[۴]
وہ پلادے جس قدر چاہے ہمیں ساقی شراب   ہم اگر اک جام بھی چاہیں پلا سکتے نہیں[۵]
جز فنا مانندِ نقش پا کے اے بادِ صبا   اس کے کوچے سے بس اب ہم اٹھ کے جاسکتے نہیں[۶]

اُس شہِ خوباں تلک غمگیں گذر ہو کس طرح
جس کے کوچے کے گدا بھی ہم کہا سکتے نہیں

﴿509﴾ ر- ب- خ- ع- غزل ندارد

[۱] الف-۱۳۹-م-۲۱۷-ش-۴۵-ن-۴۳-وہاں

[۲] ن ۴۲ ہرگز ہم

[۳] ن - ش- شعر ندارد

[۴] ایضاً

[۵] ایضاً

[۶] م- ن شعر ندارد

﴿510﴾

اس کو جو دوست کہ دیکھ آتے ہیں   وہی دشمن مرے ہو جاتے ہیں
مجھ کو ناکام سمجھتے ہیں وہ   غیر کو کام کو فرماتے ہیں[1]
بن نہیں آتی ہے ہم سے کچھ بات   جو اکیلا بھی اُنھیں پاتے ہیں[2]
یاد میں اُن لب و دنداں کے ہم   اپنے لب کاٹ کے رہ جاتے ہیں[3]
یہ غضب دیکھو[4] ڈرتا ہوں میں   اور پر جبکہ وہ جھنجھلاتے ہیں
دل کی بیتابی کے باعث ہم آہ   ق   گاہ بہ گاہ[5] جو وہاں جاتے ہیں
کوئی سمجھاؤ انھیں بہر خدا   جو مجھے آن کے سمجھاتے ہیں[6]
مسکرا کر وہ یہ کہتے ہیں ہمیں   آپ کس کے لیے یہاں آتے ہیں[7]
وہ[8] کہیں ہیں کہ برا ہو اُن[9] کا
جو [10] مجھے غمگین سے لڑواتے ہیں

﴿510﴾ ر۔ خ۔ غزل ندارد

نسخہ الف میں یہ الگ غزل کے طور پر درج ہے جبکہ "ش" میں یہ تمام اشعار ایک ہی غزل کے طور پر درج ہیں۔ نسخہ "ب" میں پہلا شعر پچھلی غزل میں ہے ۔باقی اس میں شامل ہیں۔ نسخہ "ع" میں ایک شعر پچھلی غزل میں ہے۔ باقی اس میں شامل ہیں

۱ـ ع شعر ندارد
۲ـ ایضاً
۳ـ ایضاً
۴ـ م ۲۱۹ دیکھو/ ش ۵۰/ ن ۳۶۔ دیکھو کہ
۵ـ ع ۱۱۶ گاہ گاہ
۶ـ الف۔ م۔ ن۔ ب۔ ع۔ شعر ندارد
نسخہ ش میں قلمزد کرنے کے بعد اس شعر پر صحیح کا لفظ لکھا ہے
۷ـ ش ۵۰ وہ یہ کہتے
۸ـ طبق ۔م ۲۱۸ / ن ۳۶ / ب ۱۲۷ / ع ۱۱۶۔
الف۔ اُس
۹ـ ش ۵۰ مجھ کو جو۔۔۔۔

نسخہ "ش" میں یہ شعر قلمزد کردیا گیا ہے اور باقی کسی نسخے میں بھی یہ شعر نہیں ہے۔

گھر کے لوگ اُن کے یہ کہتے ہیں ہمیں
آپ کس واسطے یہاں آتے ہیں

﴿511﴾

گر[۱] کبھی خواب میں وہ آتے ہیں   ہم تعجب سے چونک جاتے ہیں
مجھے کہتے ہوئے[۲] گل نہ کھایا کر   آپ پھر کیوں حنا لگاتے ہیں
وہ جو بیمار ہے ترا اُس کے   منہ میں پھوؤں سے مے چواتے ہیں
بزم میں وہ نشے کی کیوں ہمدم   میری باتوں پہ مسکراتے ہیں
اس کو چھیڑ اس کو چھیڑ کر وہ آہ   مجھے کس کس طرح ستاتے ہیں[۳]
جان جاتی ہے آہ یاں میری   دیکھیے واں سے کب وہ آتے ہیں[۴]
اب تلک بھی وہ مجھ سے اے غمگیں
دیکھتے ہیں تو منہ چھپاتے ہیں

﴿511﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] طبق م ۲۳۱ / ب ۱۳۳ / ن ۴۱۔ /
(الف ۱۴۷ گھر)

[۲] ایضاً
(الف ۱۴۷ ہیں)

[۳] ن۔ ب شعر ندارد

[۴] ایضاً

﴿512﴾

خفا اُن کو جو مجھ پر ان دنوں میں یار پاتے ہیں   تو کس کس ڈھنگ کی[۱] آ کے یہاں باتیں بناتے ہیں
جو گل ہم ہاتھ پر کھا کھا کے گلدستہ بناتے ہیں   تو گھر میں اپنے اپنے غیر[۲] کیا کیا گل کھلاتے ہیں
سکھائیں اور بتلائیں ہیں جن کو سیکڑوں باتیں[۳]   تماشا ہے کہ اب وہ ہم کو باتوں میں اڑاتے ہیں
نشے میں جب بہم بگڑے ہے تب کیا لطف ہوتا ہے   جو[۴] وہ ہم کو مناتے ہیں تو[۵] اُن کو ہم مناتے ہیں
کوئی پھینکے ہے پتھر کوئی دیتا ہے ہمیں گالی   دیوانے بن کے جب زنجیرِ درِ اُن کی ہلاتے[۶] ہیں
نہ دیکھا آہ کیا کیا دیکھنے کے واسطے جن کے   بھلا ہم بھی تو دیکھیں اب ہمیں کیا[۷] کیا دکھاتے ہیں[۸]
رہی کیا دود مانِ تاک کی اب آبرو ہے ہے   کہ مے کش محتسب کو دخترِ رز[۹] سے لگاتے ہیں[۱۰]
بتا ہمدم[۱۱] کہ مجھ سا پا شکستہ کس طرح پہنچے   فرشتے کا گذر جس جا نہ ہو وہ واں بلاتے ہیں[۱۲]

غزل لکھ اور گر غمگیں ہماری تجھ کو خاطر ہے
کہ بے تابانہ تیرے شعر ہم کو دل سے بھاتے ہیں[۱۳]

﴿512﴾ ر۔ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ برحاشیہ ش ۴۲۔۴۳۔
ش۔۴۱ / ن ۳۹ آ آ
۲۔ ایضاً یار
۳۔ ش ۴۱ سکھائیں اور بتائیں ہم نے جن کو سیکڑوں باتیں
۴۔ ش ۴۱ / ن ۳۹ کہ
۵۔ ایضاً اور
۶۔ م ۲۱۵ بلاتے
۷۔ م ۲۱۵ / ن ۳۹۔ وہ
۸۔ ش شعر ندارد
۹۔ م ۲۱۶ دخت زر
۱۰۔ ش شعر ندارد
۱۱۔ ن ۳۹ غمگیں
۱۲۔ ش شعر ندارد
۱۳۔ ایضاً

﴾513﴿

یہاں سے جب اپنے وہ گھر جاتے ہیں   دھیان کیا کیا مجھے تب آتے ہیں
تن بدن کا نہیں رہتا کچھ ہوش   جب وہ مکھڑا مجھے دکھلاتے ہیں[1]
ہے[2] مرے نام سے جن کو نفرت   آہ وہ جی سے مجھے بھاتے ہیں[3]
گر کبھی اُن کو لگاتا ہوں گلے   ہائے کیا کیا اجی گھبراتے ہیں[4]
مسکراتے ہیں وہ جب غیر کو دیکھ   اشک ہم آنکھ میں بھر لاتے ہیں[5]
کس خوشی سے وہ مجھے کہتے ہیں   آپ کس کے لیے غم کھاتے ہیں[6]
کون کہتا ہے کہ تم گھر میں نہ تھے   کس لیے آپ قسم کھاتے ہیں[7]

اک[8] غزل اور بھی پڑھ اے غمگیں
شعر سننے ترے ہم آتے ہیں[9]

﴾513﴿ ر۔ خ۔ غزل ندارد

۱۔ ب۔ع۔ش۔ شعر ندارد

۲۔ نسخہ الف" میں یہ شعر دو بار لکھا گیا ہے۔ ایک بار متن اور ایک بار حاشیے میں۔

۳۔ ب۔ ع شعر ندارد

۴۔ ایضاً
ش ۴۹ / ن ۴۵
جو کبھی ان کو لگاتا ہوں گلے
تو وہ کس کس طرح گھبراتے ہیں

۵۔ ع شعر ندارد

۶۔ م۔ب۔ شعر ندارد
شعر برحاشیہ الف۔ ۱۴۰

۷۔ ن۔م ب۔ شعر ندارد
شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۴۰

۸۔ الف۔ ۱۴۰۔ م۔۲۱۸۔ ش۔۴۹۔ن۔۴۵۔۱

۹۔ ن۔۳۹۔غمگیں

﴿514﴾

جب کہ نشے میں مجھ سے لڑ کر غیر کے گھر وہ جاتے ہیں   سو اندیشے اے غمگیں تب دل میں[۱] میرے آتے ہیں
گہہ ہوتے ہیں چیں بہ جبیں اور ابروگاہ چڑھاتے ہیں   مجھ کو دیکھ کے محفل میں اب کیا کیا وہ جھنجلاتے ہیں
روز کہوں ہوں شب آؤں گا اب تک آیا آہ نہیں[۲]   جھوٹ کا پتلا سچ[۳] ہے میں ہوں آپ یہ حق فرماتے ہیں
یارو جاؤ اپنے گھر تم آج وہ شب کو آویں گے   شرم و حیا ہے ان کو نہایت لوگوں میں شرماتے ہیں
ہم وحشت میں جوں مجنوں اُس آہو چشم کے ہجر میں آہ   صحرا صحرا جنگل جنگل دل کو اب بہلاتے ہیں
دیکھا ہے اُس پردہ نشیں کو تم نے کبھی اے حضرتِ دل   آپ جو ہر دم اس کوچے میں جاتے ہیں اور آتے ہیں
جس کے رنگ نہ صورت کچھ کس رنگ سے اُس کو دیکھو گے   آپ بھی عنقا ہیں اے حضرت[۴] ایسے رنگ جو لاتے ہیں

اور غزل لکھ اے غمگیں اس بحر میں میری خاطر سے
حسب حال یہ شعر ترے بس جی سے مجھ کو بھاتے ہیں[۵]

﴿514﴾ ر۔ ب۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ م ۲۲۱ پر
۲۔ ن ۳۸ روز کہوں ہوں آؤں گا شب کو اب تلک آتا آہ نہیں
۳۔ ن ۳۸ سچ میں ہی ہوں
۴۔ ن ۳۹ غمگیں
۵۔ ن شعر ندارد

﴿515﴾

جو بے تابی کی حالت میں کبھی گھر ان کے جاتے ہیں[1]   تو کیا کیا خفتیں ہم[2] کھینچ کر واں[3] سے آتے ہیں
کہیں ہیں لوگ ان کے ہم جو گھر میں ان کے جاتے ہیں   بھلا یہاں کس لیے حضرت سلامت آپ آتے ہیں[4]
جو اپنے[5] روٹھنے کی بات پر وہ روٹھ جاتے ہیں   تو پھر سو سو طرح کی دل پر ایذائیں اٹھاتے ہیں[6]
جو ان کی اچپلاہٹ کا تصور آن بندھتا ہے   تو کس کس طرح بستر پر پڑے ہم[7] تلملاتے ہیں
جو کہتا ہوں کہ یہ کیوں گرمی صحبت ہے غیروں سے   تو کہتے ہیں کہ تجھ کو کیا کسی کو ہم[8] جلاتے ہیں[9]
جو کہتا ہوں کبھی میری کہانی غور سے سن تو   تو کہتے ہیں کہ چپکا رہ نہیں کچھ ہم[10] سناتے ہیں[11]
ہوئے گم اس قدر ہم دھیان میں اس شوخ کے غمگیں
اگر ڈھونڈے ہیں ہم اپنے کو تو بس اس کو ہی پاتے ہیں[12]

﴿515﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

ا۔ نسخہ "ن" اور "ش" میں پوری غزل میں صیغہ واحد "جاتا ہوں، آتا ہوں" استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ ن۔ ۳۸۔ میں

۳۔ الف۔ ۱۳۹۔م۔۲۱۶۔ش۔۵۰۔ن۔۳۸۔وہاں

۴۔ یہ شعر اس سے پچھلی غزل میں بھی شامل ہے / ن شعر ندارد

۵۔ ن ۳۸ / ش ۵۰ میرے

۶۔ ن ۳۸ / ش ۵۰ تو پھر سو سو طرح سے الٹا ان کو میں مناتا ہوں

۷۔ ایضاً۔ پڑا میں تلملاتا ہوں

۸۔ ن ۳۸ میں جلاتا ہوں

۹۔ ش شعر ندارد

۱۰۔ ن ۳۸ میں سناتا ہوں

۱۱۔ حاشیہ الف۔ ۱۳۹ / م۔ شعر ندارد

۱۲۔ ن ۳۸ تصور میں ہوا میں اُن کے گم ایسا کہ اے غمگیںؔ
اگر ڈھونڈوں میں اپنے کو تو بس ان کو ہی پاتا ہوں

﴿516﴾

ہم تصور تری صورت کا کیا کرتے ہیں — معنوی درد دل اپنے کی دوا کرتے ہیں[1]
میں دل آزردہ جگر خستہ ازل سے خود ہوں — آپ کس واسطے یہ جوروجفا کرتے ہیں
قدر ان مستوں کی ہے فرض تمھیں اے مستو — باادب مستی میں جو اس سے رہا کرتے ہیں[2]
وہ ہی گمرہ ہمیں گمراہ کرے ہے ساقی — تجھ سوا جس کو کہ ہم راہ نما کرتے ہیں[3]
حسرت آتی ہے مجھے دیکھ کے ان کو کیا کیا — روز و شب مے میں جو مدہوش رہا کرتے ہیں
اے خوشا حال کہ جو ہستی کو اپنی اس کے — نقطہ خال میں بس محو و فنا کرتے ہیں
فاعل مے کشی گر میں ہوں تو یہ بھی پیویں — زاہد و شیخ عبث میرا گلہ کرتے ہیں[4]
وہ طرح ہم کو بتا ساقی کہ دیکھیں اس کو — جس کی تعریف کہ ہریک[5] سے سنا کرتے ہیں

بند رہتی نہیں حاجت کبھی ان کی غمگیں
جو کہ حاجت کسی بے کس کی روا کرتے ہیں

﴿516﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ غزل ندارد
[1] ع شعر ندارد
[2] ایضاً
[3] ایضاً
[4] ایضاً
[5] ع ۱۱۵ ایک

﴿517﴾

عشق میں تیرے ہم جو مرتے ہیں   روز و شب آہ آہ کرتے ہیں
ہجر میں اس کے ہمدموں دو چار   زیست کے دن ہم اور پھرتے[۱] ہیں
ہم کو آتی ہیں حسرتیں کیا کیا   اس کے کوچے سے جب گذرتے ہیں
تیری مژگاں کے دونو پر کالے   پرزے دل کے مرے کترتے ہیں
ہم جہاں میں کسی سے اے غمگیں
نہیں ڈرتے پر[۲] اس سے ڈرتے ہیں

﴿518﴾

ہم تو اپنی وفا پہ مرتے ہیں   وہ ہزاروں جفائیں کرتے ہیں
ہے بتوں کو خدائی کا دعویٰ   یہ بھلا کب خدا سے ڈرتے ہیں
آہ! کس شمع رو سے لو باندھی[۱]   ٹھنڈی سانسیں جو آپ بھرتے ہیں
اپنی آنکھیں ملا کروں ہوں میں   جس جگہ وہ قدم کو دھرتے ہیں
اس کے کوچے سے آہ اے غمگیں
لوگ کس طرح سے گذرتے ہیں

﴿517﴾ م۔ ب۔۔ ش۔ ر۔ ن۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ خ ۱۳۳ بھرتے
۲۔ ایضاً پس
﴿518﴾ ر۔ م۔ ن۔ ب۔ ع غزل ندارد
۱۔ خ ۱۳۳ باندھے

﴿519﴾

کچھ آج خیر ہے کیوں مجھ سے آپ لڑتے ہیں　　زباں سنبھالیے کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں
یہی کہے ہے مرا دل مٹے نہ یہ جھگڑا　　وہ مجھ سے جب کہ کسی بات پر جھگڑتے[۱] ہیں
میں اُس کی بزم میں کیوں لے گیا انھیں ہے ہے　　کہ میرے یار مجھے دیکھ کر اکڑتے ہیں
بگڑ گئے تھے نشے میں ہم اُن[۲] سے اک شب کو[۳]　　وہ بات بات میں اُس روز سے بگڑتے ہیں
کریں ہیں بزم میں جب آسماں کی وہ باتیں　　حیا و شرم سے بس ہم زمیں میں گڑتے ہیں[۴]
نصیب یہ نہ ہو دشمن کو دیکھنا یارب　　بہم ملے[۵] ہوئے دو دل جہاں بچھڑتے ہیں[۶]
چڑھیں ہیں ڈھب پہ مرے وہ[۷] تو کیا غریبی سے　　کہیں ہیں چھوڑ ہمیں تیرے پاؤں پڑتے ہیں[۸]

خدا کے واسطے جایا نہ کر وہاں غمگیں
وگرنہ لوگ تجھے آج کل پکڑتے ہیں

﴿519﴾ ش۔ر غزل ندارد

[۱] ب۔۱۳۵۔ بگڑتے

[۲] ب۔۱۳۵۔ اُس

[۳] ن ۴۱ بگڑ گیا تھا نشے میں میں اُن سے اک شب کو

[۴] ن شعر ندارد

[۵] ب ۱۳۵ ملتے

[۶] ن شعر ندارد

[۷] م ۲۳۲ لفظ "وہ" ندارد

[۸] ن شعر ندارد

﴿520﴾

نشے میں بزم سے جب اُس کے اٹھ کے چلتے ہیں   گرے ہی پڑتے ہیں جوں جوں کہ ہم سنبھلتے ہیں
یہ دل میں آتی ہے دنیا سے کاش اٹھ جاؤں   وہ زانو بیٹھتے ہی اپنے جب بدلتے ہیں
جو دے کے دم انھیں لاتا ہوں گھر تو رستے میں   وہ چلتے چلتے کوئی دس جگہ بچلتے ہیں
نہ روؤں خوں نہ ملوں کس طرح کفِ افسوس   کہ اس کے پاؤں میں اب غیر منہدی ملتے ہیں[1]
ہمیں جو دیکھتے ہیں سوزِ عشق میں جلتے   تو دل ہی دل میں بہت اپنے غیر جلتے ہیں
لگے ہے دل کوئی بن تیرے بزمِ خوباں میں   یہ اُن دلوں میں نہیں ہے جو دل بہلتے ہیں
بغیر میرے اکیلا نہ شب کو نکلا کر   کہ دن دیوالی[2] کے اے شوخ جلتے بلتے ہیں[3]
حیا سی آتی ہے پردہ نشیں ترے غم میں   جو باہر اپنے کبھی گھر سے ہم نکلتے ہیں
نشے سے مے کے یہ حالت ہے راہ چلتے میں[4]   سنبھالیں جو ہمیں وہ بھی نہیں سنبھلتے ہیں[5]
نکلتے ہیں نہ ہمیں سن کے گھر سے وہ باہر   بغیر دیکھے نہ ہم ان کے در سے ٹلتے ہیں[6]

رقیق قلب یہ ہیں اس کے عشق میں غمگیں
ذرا سی گرمی سے جوں موم ہم پگھلتے ہیں

﴿520﴾ ش۔ ن۔ ر۔ غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ م ۲۵۶ دیوانے
۳۔ ب شعر ندارد
۴۔ حاشیہ الف ۱۶۲ پر یہی شعر دہرایا گیا ہے۔ اس میں مصرع اولیٰ ہے
"یہ ناتوانی سے حالت ہے راہ چلتے میں"
۵۔ ب۔ م شعر ندارد
۶۔ ب شعر ندارد

﴾521﴿

وہ نہ یہ بند قبا باندھتے ہیں　　میرے سینے کی ہوا باندھتے ہیں
ہم نے دیکھا ہے نہ آتے جاتے　　آہ دوپٹہ بندی وہ کیا باندھتے ہیں
کس نے ان رنگوں[۱] کی باتیں کیں ہیں　　باندھنوں آپ بھلا باندھتے ہیں
جوں جوں سنتے ہیں میرا نالہ و آہ　　اور اپنی وہ ہوا باندھتے ہیں
بیٹھے بیٹھے وہ وہاں ہوتے ہیں تنگ　　ہم تصور یہ بلا باندھتے ہیں
کھولتے[۲] زلف کو بے وجہ نہیں　　مجھے زنجیر بپا باندھتے ہیں
ہمدمو[۳] سخت مجھے حیرت ہے؟　　وہ کمر سے کہو کیا باندھتے ہیں
ان کی رہتی نہیں غمگیں وہ آنکھ
ٹکٹکی ہم جو ذرا باندھتے ہیں

﴾521﴿　ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔　غزل ندارد
۱۔　ن　۴۴　رنگ
۲۔　ایضاً　کھولنا زلف کا۔۔۔
۳۔　الف۔م۔ن۔۴۴　سخت حیرت ہے مجھے اے ہمدم

﴿522﴾

شاہد و مے سے جو دل[۱] اپنا لگا رکھتے ہیں[۲] وہ کدورت میں عجب آہ صفا رکھتے ہیں
پیرہن چاک پڑے پھرتے ہیں سارے صوفی آپ جس دن سے کھلے بند قبا رکھتے ہیں
شور بحروں کی سخا کا ہے نرے پانی سے دُرّ و مرجان یہ سب تہہ میں چھپا رکھتے ہیں[۳]
بن کے دیوانہ کبھے گاہ شرابی اُس کو اپنی آواز بہر کیف سنا رکھتے ہیں[۴]
کان رہتے ہیں لگے کھٹکے پہ بس صبح تلک مجھے گھر اپنے وہ جس شب کو بلا رکھتے ہیں[۵]
جب سے اقرار کیا مجھ سے یہاں آنے کا اپنے پاؤں میں لگائے وہ حنا رکھتے ہیں[۶]
رکھ نہ امید وفا ان سے جو جز بیم جفا جو جو دنیا سے کہ امید وفا رکھتے ہیں
ہائے جس شب کو کریں قصد یہاں آنے کا دل سے سو باتیں وہ اُس روز بنا رکھتے ہیں[۷]
مجھے گھر آتے ہوئے دور سے دیکھیں ہیں تو آہ غیر کو پاس بلا کر وہ بٹھا رکھتے ہیں[۸]
تو تو واعظ ہے کہوں کیا مرے[۹] مے پینے کا اب خرابات میں مے کش بھی گلہ[۱۰] رکھتے ہیں[۱۱]

اپنے غمگیں کے بغیر آپ اٹھانا نہ قدم
دشت و صحرا کی اگر سر میں ہوا رکھتے ہیں

﴿522﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ م ۲۷۷ / ب ۱۶۵۔ دل اپنا جو
۲۔ ر ۱۱۰ جو کہ تشبیہ سے دل اپنا لگا رکھتے ہیں
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ ایضاً۔
۵۔ ایضاً۔
۶۔ ایضاً۔
۷۔ ایضاً۔
۸۔ ب شعر ندارد
۹۔ م ۲۷۸ میر
۱۰۔ م ۲۷۸ / الف ۱۷۴۔ گلا
۱۲۔ ب۔ شعر ندارد

﴾523﴿

عشق اُس پردہ نشیں کا جو نہاں رکھتے ہیں   وہ خموشی میں عجب آہ و فغاں رکھتے ہیں
جن کو دکھلائی کہ دیتا ہی نہیں وہ مکھڑا   اور ہی اور وہ کچھ وہم و گماں رکھتے ہیں
عرض احوال کی گو اس سے نہیں ہم کو زباں   بے زبانی میں مگر لاکھ زباں رکھتے ہیں
سرد مہری سے تری پیر ہوئے ہیں لیکن   گرمیِ عشق سے ہم دل کو جواں رکھتے ہیں[۱]
جس کی دیوار نہ در سقف نہ بنیاد ہے آہ   ہم دیوانے بھی عجب طُرفہ مکاں رکھتے ہیں
اسم کی تیرے ہی آواز کریں ہیں محسوس   جس پر یار میرے ہاتھ جہاں رکھتے ہیں[۲]
خاک سے کیوں نہ اُگے نرگسِ شہلا اپنی   یہاں بھی[۳] در پردہ ہم آنکھیں نگراں رکھتے ہیں
چشمِ بینا توئی[۴] دیوے تو دیکھیں تجھ کو   چشم کو تیری طرف ہم نگراں رکھتے ہیں[۵]
دن کو جو کوچے میں آنے نہیں دیتے ہمدم   شب وہ گھر اپنے بھلا مجھ کو کہاں رکھتے ہیں[۶]
قتل ہاتھ اپنے سے کیوں کر وہ کرے گا کہ ہم آہ   نہ مرے ہجر میں یہ جانِ گراں رکھتے ہیں

ان قوافی کے سوا اور غزل میں غمگیں
عشق کا اپنے ہم اور اس کے بیاں رکھتے ہیں

﴾523﴿ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ طبق ب ۱۶۴
الف / م - ہی

۴۔ م- ۲۷۷- تو

۵۔ ب شعر ندارد

۶۔ ایضاً

﴾524﴿

دوئی دور کر کر لیا جو ہم دیکھتے ہیں   تو ہے ایک دیر و حرم دیکھتے ہیں
یہ کچھ کفر اٹھا ہے دل میں ہمارے   کہ کعبے میں بیٹھا صنم دیکھتے ہیں
خدا کے کرم سے سمجھتے ہیں بہتر   صنم تجھ سے جو ہم ستم دیکھتے ہیں
کسی کو نہیں دیکھتے ہم جہاں میں   اسی کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں
جنھیں دو گھڑی وصل ہوتا ہے حاصل   وہ اک عمر ہجراں کے[۲] غم دیکھتے ہیں
سر ان کا دو عالم سے گذرے ہے پیارے   جو اک[۳] بار تیرے قدم دیکھتے ہیں[۴]
یہ کہتے ہیں ہم چشم مجھ کو کہ تجھ کو   کچھ ان[۵] روز ہم چشم نم دیکھتے ہیں[۶]
خدا دشمنوں کو نہ دکھلائے غمگیںؔ
جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں

﴾525﴿

رات دن ہم شراب پیتے ہیں   ہجر میں بے خودی کی جیتے ہیں
ہے یہی شغل دمبدم دل کو   چاک کرتے ہیں اور سیتے ہیں
بس کہ بیمار ہجر و وصل ہیں ہم   نہ تو مرتے ہیں اور نہ جیتے ہیں
ایک غمگیںؔ پہ کیا مقرر ہے
جتنے عاشق ہیں سب پہ بیتے ہے

﴾524﴿ خ۔ غزل ندارد
۱۔
۲۔ ش ۴۴ کا
۳۔ الف۔۱۳۹، م۔۲۱۶، ش۔ ۴۳، ب۔ ۱۲۶، ن ۳۹ ایک
۴۔ ن۔ ش شعر ندارد
۵۔ ش ۴۴ روزوں
۶۔ ب۔ ع۔ ن۔ ر۔ م۔ شعر ندارد
۷۔ ع۔ ۱۱۹ لفظ "کچھ" ندارد

﴾525﴿ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
حاشیہ الف۔۱۴۳

و

﴿526﴾

جان جاتی ہے یہاں تلک آؤ　　دم نکلتا ہے اب تو مل جاؤ
میرے گھر میں گر آ نہیں سکتے　　اپنے گھر میں ہی[۱] مجھ کو بلواؤ
ابر ہے آج اے کشو مجھ کو　　خوب ہی سے شراب پلواؤ
دل[۲] مرا صاف ہے ہوا سو ہوا　　تم بھی دل میں نہ اپنے کچھ لاؤ
ایک دن کا ہو روز کا جلنا　　دوستی ایسی بھاڑ میں جاؤ
میرے جو جی میں تھا سو عرض کیا　　آپ کے دل میں کیا ہے فرماؤ[۳]
اُس نے وعدہ کیا ہے اے غمگیں[۴]
شام تک اپنے دل کو بہلاؤ

﴿526﴾　ش۔ ر۔ خ۔ ع۔　غزل ندارد
۱۔　م۔ ۲۹۶　مجھے
۲۔　ش۔ ۵۹　میرا دل
۳۔　ب　شعر ندارد
۴۔　ب۔ ۱۷۲　وعدہ اس نے کیا ہے اے غمگیں

﴿527﴾

لے لے کے نام اُس کا کہتے ہو آؤ آؤ   اے عاقلو مجھے تم دیوانہ مت بناؤ
مجھ سوختہ جگر کو جوں بوند ہو توے پر   لوگوں کو مے پلا کر محفل میں یوں چھکاؤ
یہ یہ بُنت بناؤ ہے آج کس کی خاطر   میں سچ پوچھتا ہوں باتیں نہ تم بناؤ
وہ گھر گیا ہے ہمدم کیا جاؤں اپنے گھر میں   دیوار اور در سب کرتے ہیں کھاؤ کھاؤ
میں نے یونہی کہا تھا ہے آج عید کا دن   کچھ یہ نہیں میں کہتا مجھ کو گلے لگاؤ
بدنام ہم ہیں ایسے جو اُن کے گھر میں جاویں   کہتے ہیں لوگ واں کے تم یاں[1] نہ آؤ جاؤ
اُس لیلیٰ وش کے غم میں یہ شکل ہے ہماری   مجنوں کو تم چھپاؤ یارو ہمیں دکھاؤ
کارِ ثواب ہے یہ آخر ہو تم مسلماں   کیا ہو جو مے کشو تم ہم کو بھی مے پلاؤ
آنے سے فائدہ کیا بندے کے گھر[2] میں صاحب   گر میں نہ ہوں تو آؤ میں ہوں تو پھر نہ آؤ
وہ شمع انجمن ہے غمگیں ہر ایک گھر کا
بے فائدہ تم اُس پر جی مفت مت جلاؤ

﴿527﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[1] الف۔۱۹۷۔م۔۳۱۲۔وہاں------------یہاں

[2] م۔ ۳۱۲   گھر

﴾528﴿

مذہب ہے تیرا کیا ہمیں غمگیں یہ[1] بتا تو
ہندو نہ مسلماں نے عارف بخدا تو
ہیں خوب نشے مکھڑے کو مستانہ دکھا تو
اس وقت تو بے دید نہ کر شرم و حیا تو[2]
ساقی کی سنوں یا سنوں واعظ میں[3] تری بات
کے دن سے ہوا ہے یہ بتا دوست مرا تو[4]
انسان نہ ایسا نہ پری حور نہ غلمان
کیا تجھ کو کہے کوئی خدا جانے ہے کیا تو[5]
ہوتا ہی نہیں درد و الم مجھے آہ
کس واسطے کرتا ہے بھلا جور و جفا تو[6]
کیا مجھ کو جلائے گا میں پہلے[7] ہی سے ہوں خاک
باندھے ہے بھلا کس لیے یہ اپنی ہوا تو[8]
وہ مے دے کہ جس سے کسی رہ کا نہ رہے ہوش
اے پیر مُغاں گر ہے میرا راہ نما تو
مے خانے سے قم قم کی چلی آتی ہے آواز
واعظ مجھے مجلس میں نہ اب اپنی بٹھا تو
غمگیں تری وحدت کی ہے تقریر عجب گول
پھر کیا ہے تو بتلا کہ نہ بندہ نہ خدا تو

﴾528﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔ ۱۱۵ لفظ "یہ" ندارد
[2] ب۔ ر۔ شعر ندارد
[3] م۔ ۳۰۵ تری میں بات
[4] ب۔ ر شعر ندارد
[5] ایضاً
[6] ایضاً۔
[7] م۔ ۳۰۶ لفظ "ہی" ندارد
[8] ب۔ ر شعر ندارد

﴾529﴿

اس واسطے ہوا تھا رندوں کا رہ نما تو   تا مے کدے میں غمگیں پھیلائے اتقا تو
وہ بحرِ عشق میں پھر ڈوبے ہے اک نہ اک دن   اس آب سے بس جس کا ہو آشنا تو[۱]
صوفی تو بن کے پیارے جو چاہے گالیاں دے   لیکن شراب پی کر مت کہہ برا بھلا تو
ہے اس کی مہربانی تجھ سے حجاب رکھنا   ورنہ بسانِ شبنم اک[۲] دم میں ہو ہوا تو[۳]
قاصد زبانی میری اس شوخ سے یہ کہنا   جیسا لکھا ہے خط[۴] میں ایسا ہی مجھ سے تھا تو
لے دیکھ وہ کہے ہے گر جائے تجھ سے دیکھا   پر شرط ہے کہ کہیو بندے کو مت خدا تو[۵]
کیا دل لگی سے پیارے چندے کٹے گی صحبت   رونے کو میں ہوں طوفاں ہنسنے کو بد بلا تو
کافر ہو یا مسلماں ہو گبر خواہ ترسا   جس[۶] کا ہے جو کہ مطلب اس کا ہے مدّعا تو
اک عمر گذری سنتے تعریف تیری پیارے   لیکن کھلا نہ ہم پر ہے کون اور کیا تو
محفل میں اس کی جاکر پھر پی شراب بارے   توبہ پر اپنی اے دل ثابت بہت رہا تو[۷]
ہوتا نہیں ہے اے[۸] دل گر قلب ماہیت تو   بندے سے کیوں ہوا ہے بتلا ہمیں خدا تو

لکھ اور بھر میں تو غمگیں غزل و لیکن
محفل میں مے کشی کے اس کو نیں ستا تو[۹]

﴾529﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ب شعر ندارد

[۲] الف۔۱۹۳۔م۔۳۰۵۔ب۔۱۸۱۔ایک

[۳] ب شعر ندارد

[۴] ب۔۱۸۱۔ میں نے

[۵] ب شعر ندارد

[۶] ب۔ ۱۸۱ جی

[۷] ب۔ شعر ندارد

[۸] م۔ ۳۰۵۔ ب۔ ۱۸۱ غمگیں

نسخہ "الف" میں غمگین قلمزد کرکے "اے دل" لکھا گیا ہے۔

[۹] شعربر حاشیہ الف۔ ۱۹۳ م۔ ب شعر ندارد

﴾530﴿

پیری میں اُس جوان پر عاشق ہوا ہے تو   رندوں کا حق[1] امام ہے تو رہنما ہے تو
شب کے تو روٹھنے کو ذرا دل میں یاد کرے[2]   میں تجھ سے بولتا نہیں حد بے وفا ہے تو
مکھڑے کو اُس کے دیکھ کے مطلق رہا نہ ضبط   منہ سے نکل گیا ہے کہ کیا جانے کیا ہے تو
بے حکم ترے ہوئی نہیں شب کو کوئی بات[3]   تقصیر میری کیا ہے کہ مجھ سے خفا ہے تو
یہ سچ ہے سچ بتا تجھے اللہ کی قسم   چاہے ہے اک[4] صنم کو ہم نے سنا ہے تو[5]
میرے تو درد کا نہ ہوا تجھ سے کچھ علاج   کیا جانے کس کے درد[6] کی قاتل دوا ہے تو
موتی جو ہے بے صدف سے اُسے آب یہ کہاں   موتی کے سیپ کا گہر بے بہا ہے تو
سو فیلسوفیوں سے جو شب اُس کے گھر رہا   ق   تو بولی وہ پری کہ دیوانہ ہوا ہے تو[8]
وہ بات ہوئی ہے نہ کبھی ہوگی تا بحشر   جس بات کے لئے مرے گھر میں رہا ہے تو[9]

غمگیں جو تو نے چھوڑ دی یوں لیے شراب
کہہ کس کی چشم مست کا بے خود ہوا ہے تو

﴾530﴿ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

ا۔ ش۔ ۵۸ سچ

۲۔ م۔ ۲۹۲ رکھ

۳۔ نسخہ "ب" ۱۷۴ میں متن میں تو یہی مصرع ہے جبکہ حاشیہ میں یہ مصرع درج ہے۔
"بے حکم کوئی بات ترے شب ہوتی نہیں"

۴۔ ش۔ ۵۸ اُس

۵۔ ب شعر ندارد

۶۔ طبق م۔ ۲۹۲
(الف۔ ۱۸۶ قتل)

۷۔ طبق ش۔ ۵۹
(الف۔ ۱۸۶ ہو)

۸۔ ب شعر ندارد

۹۔ ایضاً

﴿531﴾

یاد تم اپنی دلایا نہ کرو میں جو بھولوں تو بھلایا نہ کرو
مے سے کر بیٹھیں[۱] گے ورنہ توبہ ہمیں[۲] بن اس کے پلایا نہ کرو
صلح گر تم کو ہے ہم سے منظور بزم میں آنکھ لڑایا نہ کرو[۳]
کچھ بھروسا نہیں دم کا ہمدم یوں مجھے چھوڑ کے جایا نہ کرو
لوگ اب کرنے لگے ہیں چرچا ہر کہیں مجھ کو بلایا نہ کرو[۴]
جب میں قائل ہوں نہ یہاں آنے کا[۵] گر مرے دھیان میں آیا نہ کرو[۶]
ہو کسی طرح نہ جس کی برداشت اس طرح کا تو ستایا نہ کو[۷]
دوستو خاطر غمگیں ہے اگر[۸]
شب کو گھر اپنے بلایا نہ کرو

﴿531﴾ ش- خ- ع- غزل ندارد
۱ـ ن- ۵۰ بیٹھوں گا
۲ـ ن- ۵۰ مجھے
۳ـ ر شعر ندارد
۴ـ ر شعر ندارد
۵ـ ن- ۵۰ یہاں نہ آنے کا میں جب ہوں قائل
۶ـ ر- ۱۱۶ دھیان میں میرے گر آیا نہ کرو
ب شعر ندارد
۷ـ ر- ب شعر ندارد
۸ـ ن- ۵۰ دوستو غمگیں کی گر ہے خاطر

﴿532﴾

بھر بھر کے جام دے دلِ خانہ خراب کو مستوں سے کر گریز[1] نہ ساقی شراب کو[2]
قاصد نہ آپ بن کے ہم افسوس واں[3] گئے[4] جو ہائے اپنے کانوں سے سنتے جواب کو
سینے میں ٹھہرتا ہی نہیں میرے ایک دم کیا اضطراب ہے دلِ پُر اضطراب کو
شب کو نشے میں اس کے گلے[5] ہی لپٹ گیا کچھ بھی رہا حجاب نہ مجھ بے حجاب کو
دیکھوں تو کوئی دیکھ[6] بھی سکتا ہے مجھ سوا منہ سے ذرا اٹھا دے تو اپنے نقاب کو
پیری پر اپنی ہائے بس آتا ہے مجھ کو رحم[7] جب دیکھتا ہوں تیرے ستمگر شباب کو
رونے سے اس کو کام ہے ہو ہجر یا وصال مردم یہ کیا ہوا مری چشم پر آب کو[8]
جو ولولہ جوانی میں پیری میں وہ کہاں ہوتا اگرچہ[9] عشق ہے ہر شیخ و شاب کو
لوں میں کہیں نہ راہِ عدم انتظار میں قاصد تو جلد لائیو خط کے جواب کو
غمگیں غزل لکھ ایسی کہ جس میں ہو ذکرِ مے
بھاتی غزل بہت ہے تری[10] مجھ خراب کو

﴿532﴾ ب ۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد

[1] الف۔۱۸۵ / م۔ ۲۹۱ / ن۔ ۴۷ / ش۔۵۷ "عزیز"

[2] ش۔ ۵۷ ساقی نہ کر غریز تو ہم سے شراب کو
لیکن ش۔ ۵۷ کے حاشیے پر مندرجہ بالا مصرع بھی لکھا ہے۔

[3] الف۔۱۸۰۔م۔۲۹۱۔ن۔۴۷۔ش۔۵۷۔وہاں

[4] ن۔ ۴۷ قاصد ہم آپ بن کے نہ افسوس وہاں گئے

[5] خ۔ ۱۳۵ سے

[6] نسخہ "الف" نتکرار "دیکھ بھی" لکھا ہے

[7] ب۔ ۴۷ / ش۔ ۵۷ / غمگیں کی آہ پیری پہ آتا ہے مجھ کو رحم

[8] شعر بر حاشیہ ش۔ ۵۷

[9] حاشیہ ش۔۵۷ اگرچے

[10] خ۔ ۱۳۵ ترے

﴿533﴾

پی جائے جتنی پینے دے ساقی شراب کو
ہم پر تو خود روا تو نہ رکھ احتساب کو

جا جا کے گھر میں غیروں کے اے خانماں خراب
گھر سے نہ کھوئیو کسی خانہ خراب کو

قاصد نہ منتظر ہو کہیں میری طرح آہ
مدت ہوئی یہ خوف ہے خط کے جواب کو

اب تک ہماری آنکھ سے آنسو نہیں تھبا
کل سے بس اس کی دیکھ کے چشمِ پُر آب کو[1]

کیوں عاشقوں کو اپنے نہیں بستروں پہ نیند
کہتے ہیں لوگ دار پر آتا[2] ہے خواب کو

دل بستگی نہ آہ رکھے اُس کی زلف سے
گر میرے دل کے دیکھے کوئی پیچ و تاب کو[3]

اک خاکسار در پہ ترے منتظر ہے شوخ
کہتا نہیں کوئی مرے عالی جناب کو[4]

خود بحرِ نیستی میں نہیں ہے ہمیں وجود
اپنا یہی وجود ہے جو[5] ہے حباب کو[6]

وہ بے حجاب جب ہو کہ غمگیں کسی طرح
محجوب کیجیے اپنے سے اُس کے حجاب کو

﴿533﴾ ن۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ م۔ ۲۹۲ آنا

۳۔ ب شعر ندارد

۴۔ ایضاً

۵۔ طبق م۔ ۲۹۲
الفا۱۸۶ـجود

۶۔ ب شعر ندارد

﴿534﴾

رہنے دے حشر پر تو عذاب و ثواب کو   اس مے کدے میں پی ہی لے زاہد شراب کو
جو لطفِ آرزو ہے ، بر آنے میں وہ نہیں   اے شوخ[۲] اپنے رُخ سے اٹھا مت نقاب کو
یارب نصیب میں ہے خرابی مرے اگر   تو مے سوا کراب نہ کر مجھ خراب کو[۱]
خوف و رجا جو رکھے تو رکھ قُرب و بُعد کا   کر دل سے دور اپنے ثواب و عذاب کو[۲]
برپا یہ حشر پھر ہو خرابات میں کہیں   مطرب نہ لیجیو ہاتھ میں چنگ و رباب کو[۳]
اس اپنی ہوشیاری سے ہے دشمنی بہ دل   رکھتا بجاں ہوں دوست میں اس شراب[۴]
پوشیدہ تو ہو شیشۂ دل میں یہ دخترِ رز   ذرّے میں جو چھپائے کوئی آفتاب کو[۵]
محجوب مرے عشق نے اس سے کیا مجھے   کیا جانتا تھا ورنہ وہ شرم و حجاب کو
ہجراں میں اس کی غمخوری و مے کشی سوا   میں اور جانتا ہی نہیں آتش و آب کو[۶]
واں[۷] خواب میں بھی پیرِ مغاں یہ خیال تھا   کرتا ہوں یاں[۸] خیال جو میں اپنے خواب کو[۹]
امرت ہے واعظا تجھے یہ گھونٹ زہر کا   آنکھوں کو بند کرکے تو پی لے شراب کو
سائل سے کیا سوال کرے جو کریم ہو
ڈرتا عبث ہے حشر کے غمگیں جواب کو

﴿534﴾ ش- ن- ع- غزل ندارد
۱ـ خ- ۱۳۶ شیخ
۲ـ ب شعر ندارد
۳ـ خ شعر ندارد
۴ـ ب- ر- خ شعر ندارد
۵ـ ب- ر- شعر ندارد
۶ـ ر- خ شعر ندارد
۷ـ الف-۲۰۰-م-۳۱۷-ب-۱۸۶-وہاں
۸ـ ایضاً یہاں
۹ـ ب- ر- خ- شعر ندارد

﴾535﴿

بات اک ایسی کہی ہے اُس نے مجھ سے رات کو   جی نہیں اب چاہتا ہرگز کسی سے[۱] بات کو
میری چھاتی ہے جو رہ جاتا ہوں چھاتی کوٹ کر   یاد دلواتا ہے یہ دل جب کہ اس کی گات کو
جی لگا ہے کچھ کہیں ایسا کہ جی لگتا نہیں   آہ کس صورت سے اب کاٹوں میں اس اوقات کو
میری ایذا سے ہے مقصد اور کچھ مطلب نہیں   ہاتھ میں لیتا ہے وہ جو ہر کسی کے ہات کو
اس سے جب کہتا ہوں کچھ کہنا ہے تب[۲] کہتا ہے وہ   اور سب کہنا مگر کہنا نہ تو[۳] اُس بات کو[۴]
میں اکیلے رات کو اس ڈھب سے پہنچا اُس کے پاس   ہوگیا حیراں وہ ہدم دیکھ میری گھات کو[۵]
وصل قسمت میں نہیں تو کاش ہوجاوے وصال   پر نہ اے ہدم[۶] میں دیکھوں ہجر کی آفات کو[۷]
اس ردیف و قافیہ کے لکھ سوا غمگیں غزل
وہ قسم دے کر کہیں ہیں مان میری بات کو[۸]

﴾535﴿ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد

[۱] طبق م۔ ب۔ ش۔ ن۔ (الف۔ ۱۸۷ کی)

[۲] ن۔ ۴۷   جب

[۳] ش۔ ۵۹   تم

[۴] ب   شعر ندارد

[۵] ش۔ ن۔ پ   شعر ندارد

[۶] ش۔ ۵۹ / ن۔ ۴۷   غمگین

[۷] ب   شعر ندارد

[۸] ش۔ ن   شعر ندارد

﴾536﴿

رمضاں کی چھوڑ ساقی تو گفت و شنید کو   محروم مت شراب سے رکھ روزِ عید کو
اے نیک ، بد سمجھو نہ خراباتیوں کو تو   نسبت ہے اس سے ایک شقی و سعید کو
جو مصقلہ سے دم کے کرے زنگِ دل کو صاف   جوں آئینہ وہ دیکھ لے پھر اُس حدید کو
آتا ہے جو کہ دید میں ہے تم کو اُس میں شک   دیکھو گے کس طرح سے تم اس ناپدید کو
ہر شے جدید علم میں اس کے قدیم ہے   ہم ایک جانتے ہیں قدیم و جدید کو
دھو رکھ تو اپنے منہ کو کہ دیکھا نہ جائے گا   اور آنکھیں چاہیے[1] ہیں دِلا اس کی دید کو
لاتی نہیں ہے بُو بھی جو اُس زلف و خط کی آہ   کیا جانے کیا ہوا ہے صبا سے برید کو[2]
آیات اپنے مصحف رو کی یہ یاد ہیں[3]   گویا کیا ہے حفظ کلامِ مجید کو
کافر ہے اور دہری ہے ملحد ہے اور گبر   کہتا ہو جو قدیم کہ واعظ جدید کو
غمگیں بدل کے قافیہ لکھتا ہوں وہ غزل
ارشاد پیر کرتے ہیں جو کچھ مرید کو

﴾536﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] م۔ ۳۰۴ چاہئیں

[2] ب شعرندارد

[3] ب۔ ۱۸۰ میں

﴿537﴾

وہ جب سے گیا ہے اپنے گھر کو   حیراں میں دیکھتا ہوں در کو
جی گھر میں لگا نہ اپنے اُس کا[۱]   دیکھا مری چاہ[۲] کے اثر کو
جتنے میں[۳] وہ شوخ ہووے رخصت   کیا جانیے دل گیا کدھر کو
پڑتا ہے نظر مجھے وہ ہی آہ   دیکھوں ہوں میں آنکھ بھر جدھر کو
دل سانہ عزیز[۴] واں سے جب آئے   تب بھیجوں کسے کہو خبر کو[۵]
کولھے پہ نہ ہاتھ رکھ مری جان   پہنچے نہ لچک کہیں کمر کو[۶]
غمگیں مرے دم میں دم نہیں ہے
جس وقت سے وہ گیا ادھر کو

﴿537﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ن۔ ۴۹ جی اس کا لگا نہ اپنے گھر میں
[۲] ایضاً آہ
[۳] الف۔ ۱۹۰ لفظ "میں" ندارد
[۴] الف۔ ۱۹۰۔م۔ ۳۰۱۔ن۔ ۴۹۔ وہاں
[۵] ن۔ شعر ندارد
[۶] ایضاً

﴾538﴿

کیا مریدی نسبتِ ذاتی نہ ہو جس پیر کو
پیرا مت کر بیٹھنا اے یار بے تاثیر کو
جس کی صحبت میں فنا حاصل نہ ہو وہ شیخ کیا
ہو نہ پیکاں یار جس میں کیا کرے اُس تیر کو
پاس جن کے بیٹھنے سے تجھ کو آجاوے نہ سکر
دور سے ہی کر سلام اُن سب فقیر و پیر کو
وہ ہے مرشد حکم میں جس کے ہو ہمدم قبض و بسط
اور شگفتہ مثلِ گل کر دے دلِ دلگیر کو
یوں مریدوں کو پلاوے دل سے لبنِ معنوی
طفل کو دیتی ہے مادر جس طرح سے شیر کو
گر زباں[۲] سے وہ کرے اپنی بیان معرفت
محو ہووے جو سنے اُس کی کوئی تقریر کو
دل میں رکھے مبتدی کے عشق کی بنیاد وہ
نیست کردے دو جہاں کی دل سے جو تعمیر کو
دل پہ طالب کے کرے گر قصد تو وقتِ سماع
کھول بے ارشاد دے وہ سِرِ بم اور زیر کو
جب تلک صحبت میں اُس کی کچھ نہ ہو تجھ کو اثر
معتقد سن کر نہ ہو لوگوں کی تو تقریر کو
بے تصرف باطنی کے کچھ نہ لانا اعتقاد
دیکھ کر تو ظاہری اوقات اور توقیر کو
گر کمال اُس میں نہ ہو کچھ اور تو اتنا تو ہو
پھر روا ہرگز نہ رکھ بیعت میں تو تاخیر کو
جو مقید خود ہے وہ کس کو کرے آزاد آہ
فکر اپنی ہی رہے ہے پائے در زنجیر کو
جُل میں شیطاں کے نہ آویں گے کہیں ہیں ہوشیار
اس غزل کی تیرے غمگیں دیکھ کے تحریر کو

﴾538﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

ا۔ م۔ ۳۱۸ / ب۔ ۱۸۶ پسر

۲۔ طبق م۔ ۳۱۸۔ ب۔۱۸۷ ۔ ر۔۱۱۷

(الف۔ ۲۰۰ زبانی)

﴿539﴾

کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے جس کو   بہ ہر صورت میں اب دیکھوں ہوں اس کو
جو کیفیت کو اُن آنکھوں کی دیکھے   رہے ہے ہوش اپنا آہ کس کو
نظر پیرِ مغاں کی کیمیا ہے   زرِ خالص کرے ہے قلب مس کو
مجھے جو شب کو آتے اُس نے دیکھا   تو غیروں سے کہا اب یہاں سے کھسکو
بتائی راہ دل کو کس نے واں کی   کہ گھر میں ٹھہرنا مشکل ہے اس کو
خدا محفل میں رکھے میری عزت   وہ یہ کہہ بیٹھتا ہے جس کو تس کو[۱]
میاں غمگیں ذرا آئینہ دیکھو
تمہارا منہ ہے جو دیکھو گے وِس کو

﴿540﴾

شراب کی ہوئی عادت جو آہ ہے تم کو   گناہ ہے یہ مرا کیا گناہ ہے تم کو
جو دوڑ دوڑ کے جاتے ہو اُس گلی میں روز   کسی نہ آہ کسی سے تو راہ ہے تم کو
کہے ہے دیکھ کے وہ مجھ کو بزمِ خوباں میں   کہ ان میں ہم بھی سنیں کس کی چاہ ہے تم کو
نہیں ہے بندے میں جور و جفا کی اب طاقت   یہ عشق کا مرے صاحب نباہ ہے تم کو
ہر آن اُس بتِ قاتل کے عاشقوں کو دیکھ   اجل کہے ہے خدا کی پناہ ہے تم کو
وہ کون پردہ نشین[۱] یاں رہے ہے پردہ نشیں   ہمیشہ اپنے جو دل پر نگاہ ہے تم کو
مرے نہ وصل کی شب کس لیے کہ ہجراں کا   اب آہ پیش یہ روزِ سیاہ ہے تم کو
شب اپنے قول و قسم پر تم آئے پیارے خوب   ہم اور کیا کہیں بس واہ واہ ہے تم کو
سوائے شاہد و مے دو جہاں میں اے غمگیں
کچھ اور کام بھی شام و پگاہ ہے تم کو

﴿539﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[۱] شعربر حاشیه الف۔ ۲۰۱

﴿540﴾ ب۔ ن۔ ش۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[۱] الف۔۱۹۷۔م۔۳۱۶۔   یہاں

﴿541﴾

جاں کا نہ ہوش دل کو نہ دل کا ہے جان کو
دیکھا ہے جب سے میں نے کسی مہمان کو
مت دل لگا تو اس سے کہ دنیا ہے پیرِ زال
گر چاہتا ہے چاہ کسی نوجوان کو
پہروں حواس رہتے نہیں دیکھ کر مرے
آوے اگر کبھی وہ یہاں ایک آن کو
بھولے سے نام لوں اگر اُس کا تو دل کہے
اے کاش دے جلا کوئی ایسی زبان کو
مت ذکر تم کیا کرو وحدت وجود کا
لگتا بہت برا ہے یہ اب میرے کان کو
وہ کام کر کہ جس میں نہ تیرا رہے نشان
بے فائدہ نہ ڈھونڈ وِلا بے نشان کو
گر ہو خبر کہ کون یہ کرتا ہے قتلِ عام
دل چاہے آہ نہ[۱] پھر کسی کا امان کو
کیجیو زیادہ قال نہ تو اپنے حال سے
وہ جانتا ہے یار نہان و عیان[۲][الف] کو
غمگیں نہیں جہاں میں تیرے مثل کوئی شے
مت جھانک تو زمیں کو نہ دیکھ آسمان کو

﴿541﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

[۱] ب- ۱۸۱ پھر نہ

[۲] طبق م- ۳۰۴/ ب- ۱۸۱

[الف] نہان عیان

﴿542﴾

بیاباں سے بھی ویراں گھر ہے اب مجھ خانہ ویراں کو   میں وہ مجنوں نہیں گھر چھوڑ کر جاؤں بیاباں کو۲
وہ اس کی چشمِ کافر دیکھ رو بیٹھا ہوں ایماں۳ کو   ہوا برگشتہ دیں سے دیکھ اُس برگشتہ مژگاں کو۴
کبھی تو چاک کرتا ہے گریباں اور کبھی دامن   نکل جاویں گے ہاتھوں سے جنوں کے ہم بیاباں کو۵
بایں بے اختیاری یہ۶ کرے دعویٰ۷ خدائی کا   حقیقت منکشف اپنی۸ ہو گر ہر ایک انساں کو
اگر وہ مہ قریب شام اپنی بام پر آوے   فلک پر ٹھہرنا مشکل پڑے خورشید تاباں کو
کشش نے چاہ کی کس کے مجھے اس چاہ میں ڈالا   عزیزو یہ ہوا معلوم پیچھے ماہِ کنعاں کو
دمِ آخر ہی صیاد رہ جاوے نہ تا حسرت   قفس میں ہی سے دکھلادے ہمیں سیرِ گلستاں کو
مرے پردہ نشیں کو کچھ خبر اب تک نہیں مجھ سے   بیاں کس سے کروں میں ہائے اپنے دردِ پنہاں کو۹
مجھے۱۰ تم دیکھتے ہو لوگ تم کو دیکھ لیویں گے   بس اے صاحب ذرا بندے کو چلمن میں سے مت جھانکو۱۱

غزل اس طرح کی لکھ اور غمگیں میری خاطر سے
کہ شوقِ دید پیدا جس سے ہو ہر ایک انساں کو۱۲

﴿542﴾ ب- ر- خ- ع-   غزل ندارد
۱- ش- ۱۲۰   نہیں معلوم غمگیں کیا ہے عشرت چشم گریاں کو
که جو خون دل اپنے سے حنا باندھے ہے مژگاں کو
۲- م- ۲۹۹   اماں
۳- ش- ب- ر   غزل ندارد
۴- شعر برحاشیہ الف- ۱۹۰
ن-   شعر ندارد
۵- ن- ۴۷   وہ
۶- ن- ۴۷ - الف- ۱۹۰   دعوا
۷- ن- ۴۷   گر اپنی ہو-----
۸- ش   شعر ندارد
۹- ش-ن   شعر ندارد
۱۰- ش- ۱۲۰ - ن-۴۷   تم اُس کو
۱۱- ش- ۱۲۰- ن-۴۷   خدا کے واسطے غمگیں کو چلمن سے مت جھانکو
۱۲- م- ن- ش   شعر ندارد

(543)

شہود اس کا یہاں تک ہے مری اس چشمِ گریاں[1] کو   کہ اب لگنے نہیں دیتی ہے مژگاں سے یہ مژگاں کو
کہے ہے اس سے تو پہلے یہ کہیو شب کو مت[2] آنا   بلانے کو وہ میرے بھیجتا جس دن ہے درباں کو
سوا دن[3] کے کبھی وہ رات کو رہتا نہیں ہمدم   کسی نے بدگماں ایسا کیا ہے میرے مہماں کو
مجھے مت لے چلو اے ہمدمو خوبوں کے مجمع میں   نہ ہوں آشفتہ میرے دیکھ وہ حالِ پریشاں کو
رہے کیوں کر نہ عریاں اے پری رو تیرا دیوانہ   بجائے طوق بیڑی جانتا ہے جیب و داماں کو
میں گھر میں جاؤں کیا جب سے گیا ہے گھر مرا مہماں   بھرا آتا ہے دل دیکھتے سے خالی گھر کے دالاں کو
حقیقت اپنی جاں کی دید میں مشکل ہے گر آوے   دکھاؤں کس طرح تجھ کو دِلا میں جان کی جاں کو
گریبانِ قبا کا اپنے عالم دیکھ اے ظالم   تعجب سے مرے مت دیکھ تو چاکِ گریباں کو
کوئی وحشی نہ طے جو کر سکا اس رہ کو غمگیں
مگر پایاں نہیں ہے آہ وحشت کے بیاباں کو

---

(543) ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[1] م۔ ۳۰۰   حیران

[2] طبق م۔ ۳۰۰/ ب۔ ۱۷۷   (الف۔ ۱۹۰ تب)

[3] ایضاً   (الف۔ ۱۹۰ اون)

﴿544﴾

ایسے شرابی ہیں یہ غمگیں دیکھ تو ان سرشاروں کو　　مست کیے دیتی ہیں آنکھیں جن کی سب[۱] ہشیاروں کو
رونا ایسا مت رو آنکھو خلق کو جس سے ایذا ہو　　کہتے ہیں یہ سب ہمسایے جوکھوں ہے دیواروں کو
محفل میں دن عید ہو جس کی رات ہو جیسے شب برات　　کون وہاں آنے دیتا ہے ہم سے دل افگاروں کو[۲]
آتش عشق سے جل جل کر جو خاک ہوئے ہیں اے واعظ　　دوزخ کا کچھ خوف نہیں ہے مطلق ان بیچاروں کو[۳]
مے پی اٹھ مے خانے میں چل کر تا معنی ظاہر[۴] ہوں تجھے　　مسجد میں تو بیٹھا عابد مت[۵] پڑھ ان طوماروں کو[۶]
اُس کو مقام و[۷] حال[۸] مرا معلوم پڑے بس اے زاہد　　کوئی موحد[۹] ہو یا صوفی جو دیکھے ان اشعاروں کو
ہجر کی شب کو[۱۰] نیند کہاں اُس ماہ جبیں کے غم میں آہ　　صبح تلک یہ شغل ہے میرا گنا کروں ہوں[۱۱] تاروں کو
پینے سے جو ننگ کریں ہیں ان کو پلاتا ہے وہ شراب　　تشنہ کام رکھے ہے ساقی ہم سے تو[۱۲] میخواروں کو[۱۳]
موسم میں برسات کے جس دن مینہ برسے خالص وہ شراب
خوب ہی پیویں ہم اے غمگیں اور پلاویں یاروں کو[۱۴]

﴿544﴾　ر۔ خ۔ ع۔　غزل ندارد
۱۔　ش۔ ۱۱۱　اب
۲۔　ب　شعر ندارد
۳۔　ایضاً　ش۔۱۱۱
ہجر کی شب کے درد و الم جو کھنچ چکے ہیں اے واعظ
روز جزا کا خوف نہیں ہے مطلق ان بیچاروں کو
۴۔　ش۔۱۱۱　مکشوف
۵۔　ش۔۱۱۱　کیا پڑھتا ہے طوماروں کو
۶۔　ب　شعر ندارد
۷۔　ن۔ ۴۶　اور
۸۔　م۔۲۹۷　حال سے
۹۔　ایضاً　موجد
۱۰۔　ن۔۴۶　میں
۱۱۔　ایضاً　میں
۱۲۔　ب　شعر ندارد
۱۳۔　م۔۲۹۷　تو اب ۔
ش۔ ۱۱۱　اب
۱۴۔　م۔۲۹۷　ہم پیویں خوب بھی اے غمگیں اور پلاویں یاروں کو
ش۔۱۱۱۔ن　ہم بھی پیویں اے غمگیں اور خوب پلاویں یاروں کو

﴿545﴾

بس[1] ہو میرا تو ملا لوں تجھ کو   دے کے دم پاس سلالوں تجھ کو
تشنۂ خوں ہو ابھی تُو میرا   جو کلیجے سے لگالوں تُجھ کو
پھر بہت یار پیوں گا میں شراب   پہلے تھوڑی سی پلالوں تجھ کو[2]
مثلِ پروانہ جلوں گا آخر   شمع ساں پہلے جلالوں تجھ کو
نیند آتی نہیں وہ کہتے ہیں   شب کو جب تک نہ ستا لوں تجھ کو
نورِ دیدہ ہے مرا تو اے اشک   گھر سے کس طرح نکالوں تجھ کو
گر نہ پڑیو تو نشے میں غمگیں
ٹھہر اے یار سنبھالوں تجھ کو

﴿546﴾

چین پڑتا نہیں ذرا مجھ کو   یا الٰہی یہ کیا ہوا مجھ کو
میں بھی اپنے[1] ہوں کام میں ہوشیار   یار دیوانہ مت بنا[2] مجھ کو
میں بھلا کوئی مانتا ہوں برا   تو برا کہہ لے یا بھلا[3] مجھ کو
تجھ سے جس شکل ہو سکے اے یار   اپنی صورت ذرا دکھا مجھ کو
اُس شرابی کی دیکھ کر آنکھیں   ہوش اپنا نہ کچھ رہا مجھ کو
ہوں میں اس وقت جان سے بیزار   دیکھ اے دل نہ تو ستا مجھ کو[4]
ہے یہی آرزو کہ اب تجھ سے   نہ کرے پھر خدا جُدا مجھ کو[5]
دیکھ کر ان بتوں کو اے غمگیں
یاد آتا ہے بس خدا مجھ کو[6]

﴿545﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
[1] الف۔ ۱۸۶ ہوں
[2] م۔ شعر ندارد
﴿546﴾ ب۔ ر۔ ع غزل ندارد
[1] ش ۵۴ ہوں اپنے
[2] ن ۴۸ بتا
[3] خ ۱۳۵ برا
[4] ن ش شعر ندارد
[5] شعر بر حاشیہ الف۔۱۸۵ م۔ خ۔ ن شعر ندارد
[6] ش شعر ندارد

﴿547﴾

یہیں بٹھا کے تو دے محتسب سزا مجھ کو
مگر نہ در سے خرابات کے اٹھا مجھ کو
وضو شراب سے کرتا ہوں مے کدے میں نماز
یہاں[1] تلک تو ہے پرہیز و اتقا مجھ کو
قسم ہے خاکِ خرابات کی کہ تشنہ ہوں
شتاب آبِ عنب ساقیا پلا مجھ کو[2]
غرض تھی دیکھنے تیرے سے تجھ کو دیکھ لیا
نصیب سے نہیں کچھ اپنے اب گلہ[3] مجھ کو[4]
یکا یک آ کے اٹھا ہی دیا شب اُس بت نے
گھر اپنے بیٹھے ہی بیٹھے ملا خدا مجھ کو
مرض رہا نہ مجھے کثرت اور وحدت کا
بس ایک جام میں غمگیں ہوئی شفا مجھ کو[5]
نکالے مجھ سے غریقوں کو بحرِ وحدت سے
ملا نہ ہائے کوئی یار و آشنا مجھ کو[6]
کبھی تو مجھ سے نہ کرتا تھا بات خلوت میں
ق سو اب ہزاروں سناتا ہے برملا مجھ کو[7]
میں جانتا ہوں تری گفتگو ہے در پردہ
یہ لوگ کہتے ہیں جتنا برا بھلا مجھ کو[8]
لپٹ پڑے نہ کہیں دختِ رز سے اے ساقی
دکھائی دیوے ہے غمگیں یہ مبتلا مجھ کو[9]

﴿547﴾ ش-ن-خ- ع- غزل ندارد
[1] ر ۱۱۶ کہ یہاں
[2] ب ر شعر ندارد
[3] م ۳۱۰ اور گلا
[4] ب ر شعر ندارد
[5] نسخہ ب میں یہ شعر دوبار لکھا گیا ہے
[6] ب ر شعر ندارد
[7] ر شعر ندارد
[8] ر شعر ندارد
[9] ر ب شعر ندارد

﴿548﴾

پسند ہے تری اے بے وفا جفا مجھ کو غلط سمجھتے ہیں یہ لوگ با وفا مجھ کو
خدا گواہ ہے نازاں ہوں اپنی قسمت پر ہزار شکر کہ تجھ سا صنم ملا مجھ کو
یہ خیر تھی نہ سنا ورنہ میں چمٹ جاتا بھلا کہو تو وہ پھر تم نے کیا کہا مجھ کو
خبر نہیں کہ وہاں کون کون آتے ہیں سوائے ہجر کے یہ رنج ہے جدا مجھ کو
فراق میں کہیں اے کاش ہو یہ جان ہوا کہ رشک تجھ سے نہ ہو وے یہ اے صبا مجھ کو
جو اُس نے راہ بتائی نہ میں گیا اُس راہ خلاف نفس ہوا یار رہنما مجھ کو
یہ جب سے اُس کے مرے درمیاں ہے دخترِ رز رہے ہے اور ہی کچھ وصل میں نشا مجھ کو
خرابی یہ ہے کہ میں اورچاہتا ہوں آہ نہیں ہے[1] دید پر اُس کی کچھ اکتفا مجھ کو
قفس میں لطف وہ صیاد نے دکھائے آہ کہ یاد باغ نہ اے ہم نفس رہا مجھ کو
غزل تو اور بھی لکھ اس طرح کی اے غمگیں
کہ دردِ ہجر میں ہو جائے وہ دوا مجھ کو

﴿549﴾

کب جدائی کی تاب ہے مجھ کو وصل میں اضطراب ہے مجھ کو
میں تو اپنی خوشی سے[1] جیتا ہوں ورنہ واں[2] سے جواب ہے مجھ کو
حالِ دل کس طرح کہوں اس سے چشم کا اک[3] حجاب ہے مجھ کو
ہجر میں آہ اس کے اے ہمدم زندگی بھی عذاب ہے مجھ کو[4]
عشق میں تیرے یار دنیا میں
آہ غمگیں خطاب ہے مجھ کو

﴿548﴾ ب ـ ن ـ ش ـ ر ـ خ ـ ع غزل ندارد
[1] م ۳۱۰ لفظ 'ہے' ندارد

﴿549﴾ ب ـ م ـ ن ـ ع ـ غزل ندارد
یہ غزل نسخہء الف ص ۱۹۰ کے حاشیے پر اس صراحت کے ساتھ درج ہے کہ " در آخر نوشتہ است" اور ص ۲۰۲ پر بھی بتکرار درج کی گئی ہے۔
[1] ش ـ ۵۸ ـ ہی
[2] الف ۱۹۰ وہاں
[3] ایضاً ایک
[4] خ شعر ندارد

﴿550﴾

داغ قول و قرار ہے مجھ کو   حسرتِ انتظار ہے مجھ کو
خوش تر از صد ہزار ویرانے   سیر باغ و بہار ہے مجھ کو
میٹھی میٹھی[۱] نہ مجھ سے باتیں کر   زہر تیرا یہ پیار ہے مجھ کو[۲]
ضعف دیتا نہیں اٹھانے سر   یار یہ جسم زار ہے مجھ کو[۳]
ہے شبِ مرگ یہ شبِ ہجراں   روز ، روزِ شمار ہے مجھ کو
یار و اغیار مونس و غمخوار   یہ دلِ بے قرار ہے مجھ کو[۴]
گھر سے باہر لگے یہ دل کس طرح   عادتِ انتظار ہے مجھ کو[۵]
بات کی بھی نہیں ہے اب فرصت   ہائے[۶] کیا کاروبار ہے مجھ کو
میں نے مانگا نہ تھا دیا ہے بجبر   یہ جو کچھ اختیار ہے مجھ کو[۷]
تو ہی ساقی ہو آج اے غمگیں
رات کا پھر خمار ہے مجھ کو[۸]

﴿550﴾ ش ر ع غزل ندارد

[۱] خ ۱۳۵ بیٹھے بیٹھے

[۲] ب شعر ندارد

[۳] ب خ شعر ندارد

[۴] ب شعر ندارد

[۵] خ شعر ندارد

[۶] ن ۴۹ وائے

[۷] خ شعر ندارد

[۸] ن ۴۹ تو ہی دے جام گر نہیں ساقی
شب کا غمگیں خمار ہے مجھ کو

﴿551﴾

آرزوئے وصال ہے مجھ کو   کیا خیال محال ہے مجھ کو
خواب ہے یہ خیال ہے کیا ہے[1]   دمبدم یہ خیال ہے مجھ کو[2]
جو گزشتہ ہو اور آئندہ   سب وہ معلوم حال ہے مجھ کو[3]
جب سے چھوٹا ہوں دامِ زلف سے میں   جان اپنی وبال ہے مجھ کو[4]
حال سن کر مرا وہ کہتا ہے   چڑ تری قیل و قال ہے مجھ کو
خواب بھی اب تو خوش نہیں آتا   آہ کس کا خیال ہے مجھ کو[5]
وصل اور ہجر دونوں یکساں ہیں   فرح عین ملال ہے مجھ کو[6]
کہیں آیا کچھ اس کے دل پہ ملال   خود بخود جو ملال ہے مجھ کو[7]
گو کہ ہوں میں کمال نقصاں میں   پر یہ نقصان کمال ہے مجھ کو[8]
روز و شب خواب میں ہی رہتا ہوں   خواب کا یہ خیال ہے مجھ کو[9]
شش جہت صاف اب تو اے دل لکھ[10]   اظہر[11] اس کا جمال ہے مجھ کو
لکھ بدل قافیہ غزل غمگیں
ترا بھاتا یہ قال ہے مجھ کو[12]

﴿551﴾ ش- ب- ر-خ- ع غزل ندارد

[1] ن- ۴۶ کون ہوں میں کہاں اور کیوں ہوں
نسخہ" الف" کے حاشیے میں درج اسی شعر کا مصرع اولیٰ یوں ہے

[2] ش- شعر ندارد

[3] ایضاً

[4] م-ن- شعر ندارد
شعر بر حاشیہ الف ۱۸۶

[5] م- ن شعر ندارد
شعر بر حاشیہ الف ۱۸۶

[6] م- ن شعر ندارد شعر بر حاشیہ الف

[7] ش- شعر ندارد

[8] ایضاً۔

[9] ایضاً۔

[10] ش- ۵۸ - ن- ۴۶ شش جہات صاف اب تو اے غمگیں

[11] ش-۵۸ اس کا اظہر

[12] ش- شعر ندارد

﴿552﴾

عشق کا ہائے نہ ہونا یہ اہم ہے مجھ کو[۱]   سنگ ہر یک بخدا مثلِ صنم ہے مجھ کو
شوقِ مستی میں اب اُس[۲] چشم کے مے خانے میں[۳]   جائے محرابِ دعا ابرو کا خم ہے مجھ کو
ہجر کے خوف میں اب وصل کی امید میں آہ   زیست و مرگ[۴] مری جان بہم ہے مجھ کو
کیوں نہ پہنچوں بسرو چشم[۵] تیرے قدموں تک   خضرِ رہ یار ترا نقشِ قدم ہے مجھ کو
بات آتی ہے نہیں دھیان میں اُس کے کوئی   بات کا اُس کی یہی[۶] درد و الم مجھ کو
نیستی کے میں ہوں اب شوق میں ایسا بیدار   عالمِ ہستی مرا خوابِ عدم ہے مجھ کو
درد کا کچھ نہیں بے درد مرے درد تجھے[۷]   تری بے دردی کا کیا درد یہ کم ہے مجھ کو
رہ گیا بات وہ کیا شب کو تو کہتے کہتے   گر کسی سے میں کہوں تری قسم ہے مجھ کو
پاؤں کچھ ایسے نکالے ہیں مری وحشت نے   روح مجنوں سے بھی اب دشت میں رم[۸] ہے مجھ کو
میں ہوں وہ بلبلِ محزوں کہ گرفتارِ دام   روضۂ خلد ہے اور باغِ ارم ہے مجھ کو

بت کدے کعبے میں جا کر میں کروں کیا غمگیں
خانۂ دل ہی مرا دیر و حرم ہے مجھ کو

﴿552﴾ ب ش ر خ ع غزل ندارد
۱۔ ن ۴۶ اب غمِ عشق نہ ہونے کا یہ غم ہے مجھ کو
۲۔ طبق م ۳۰۱ (الف۔ ۱۹۱ لفظ 'اُس' ندارد)
۳۔ م ۳۰۱ کے
۴۔ ن ۴۶ زیست اور مرگ
۵۔ طبق م ۳۰۱ (الف ۱۹۱ بسر چشم)
۶۔ م ۳۰۱ یہ
۷۔ ن ۴۶ کچھ نہیں درد مرے درد کا ہے درد تجھے
۸۔ م ۳۰۱ ہے رم

﴿553﴾

یارو سمجھاؤ نہ مجھ وحشی و دیوانے کو — ڈھونڈ لو جا کے کسی عاقل و فرزانے کو
مستعد ہوتے ہیں جب کعبہ کے ہم جانے کو — دل یہ کہتا ہے کہ مت چھوڑ[۱] تو مے خانے کو
صوفی ابریق وضو رکھتے ہیں جس طرح کہ پاس — یوں بغل میں لیے رہتا ہوں میں پیمانے کو
کچھ نشہ ہی نہیں ہوتا ہے پئیں لاکھ شراب — کیا بلا ساقی ہوئی ہے ترے خُم خانے کو
اور اُلٹے وہ بناتا ہے ہمیں سودائی — عقل کی بات کہیں کیا ترے دیوانے کو[۲]
آپ ہی آپ سمجھ جاؤں میں کیونکر اے یار — اے نہ وہ آئے کوئی آئے بھی سمجھانے کو[۳]
جو جو ہم کرتے ہیں اُس کو وہی منظور ہے صرف — اور سب حکم ہے ظاہر کے یہ فرمانے کو[۴]
آشیاں پھر نہ بناویں گل و گلزار میں وہ — بلبل[۵] دیکھیں اگر میرے قفس خانے کو[۶]
مجھے وحشت ہے سیہ چشموں سے یہ خوف ہے آہ — کریں آباد نہ آہو مرے ویرانے کو[۷]

مختصر[۸] حد و نہایت ہے یہ ایوانِ فلک
زیب اور[۹] نہیں غمگیں ترے کاشانے کو

﴿553﴾ ش ن شعر ندارد
[۱] م ۳۱۱ چھوڑیو
[۲] ب ر شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] ر شعر ندارد
[۵] م ۳۱۱ بلبلیں
[۶] ب ر شعر ندارد
[۷] ر شعر ندارد
[۸] ب ۱۸۴ منحصر
[۹] ر ۱۱۶

﴾554﴿

یار آتا ہے دیکھیے کیا ہو   دم ہی جاتا ہے دیکھیے کیا ہو
اس بغیر آپ دل مرا مجھ کو   حد ستاتا ہے دیکھیے کیا ہو
چشم کی راہ سے صد خونِ جگر   دل بہاتا ہے دیکھیے کیا ہو
شمع ساں روز مجھ کو محفل میں   وہ جلاتا ہے دیکھیے کیا ہو
باتوں باتوں میں تُجھ کو اے غمگیںؔ
وہ ڈراتا ہے دیکھیے کیا ہو

﴾555﴿

دل ٹھکانے نہ ہو تو کب کچھ ہو   دل ٹھکانے رہے تو جب کچھ ہو
اب کے بگڑی کڈھب ہے اے ہمدم![۱]   پھر[۲] بنے اُس سے، ایسا ڈھب کچھ ہو
کچھ عجب آپ کی حقیقت ہے   ابھی تو کچھ تھے اور اب کچھ ہو
بولتے ہائے کیوں نہیں مجھ سے   سچ کہو آج کیا غضب کچھ ہو[۳]
تو ہے جب تک نہیں ہے کچھ غمگیںؔ
تو نہ ہووے تو یار سب کچھ ہو

﴾554﴿ م۔ ب۔ ن۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد
بر حاشیہ الف۔ ۱۸۸

﴾555﴿ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد
۱۔ ش ۵۴ بتلا یار
۲۔ ش ۵۴ میں ملوں
۳۔ ش شعر ندارد

﴿556﴾

مجھ سے کیوں آہ ہوا ہے وہ خفا مت پوچھو
ذکر کرنا بھی یہ اُس کا ہے جفا مت پوچھو
مرضِ عشق ہے اک پردہ نشیں کا مجھ کو
اُس کی ہر ایک سے پنہاں بھی[1] دوا مت پوچھو
قتل کر مجھ کو جلا خاک بھی پھر[2]، کی برباد
کس کو کہتے ہیں وفا مجھ سے وفا مت پوچھو
ہم نہیں کہنے کے کیوں ناک میں دم کرتے ہو
ہائے[3] جو کان میں کل اُس نے کہا مت پوچھو[4]
خرقۂ صبر کے کیوں ٹکڑے اڑائے میں نے
ہائے یہ حال تم اے تنگ قبا مت پوچھو
چاہتے کس کو ہیں ہم کس کو نہیں اے ناصح
یہ نہ بتلاویں گے ہے اس میں دغا مت پوچھو[5]
نہ تو ہندو نہ مسلمان نہ ترسا نہ یہود
میرے مذہب کی حقیقت بخدا مت پوچھو
اور کا کیا ہے رہا ہوش نہ اپنا بھی مجھے
کیا گیا عشق میں کیا آہ رہا مت پوچھو[6]
نہیں وہ قابلِ اظہار میاں غمگیں آہ
جو جو کچھ اُس نے کہا ہم سنا مت پوچھو

﴿556﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ع غزل ندارد

[1] ر۔۱۱۹ ہے

[2] ایضاً کردی

[3] م۔ ۳۰۸ ہائے کل کان میں جو اس

[4] ر شعر ندارد

[5] ایضاً

[6] ایضا شعر ندارد

﴿557﴾

ہے مجھے کس کی چاہ مت پوچھو   نہ کہوں گا میں آہ مت پوچھو
اپنی چاہت کی جو کہوں[۱] سو کہوں   لیکن اُس کا نباہ مت پوچھو[۲]
قتل ہونے دو مجھ کو پر اُس سے   ہے[۳] مرا کیا گناہ مت پوچھو
نہ بتاویں گے نام اس کا ہم   ہمیں دم دے کے واہ مت پوچھو[۴]
کیوں تباہی میں آہ پڑتے ہو   میرا حال تباہ مت مت پوچھو
جس کو دن رات کی رہے نہ خبر   اس کی شام و پگاہ مت پوچھو[۵]
ہم دیوانوں[۶] سے سالکانِ طریق   عشق کی دیکھو راہ مت پوچھو
کیا کہوں حسن اُس صنم کا میں   ہے خدا کی پناہ مت پوچھو[۷]
ہمدمو دیکھو آہ غمگیںؔ کی
اب ہے کس پر نگاہ مت پوچھو

﴿558﴾

کاہے کی عید آہ جو تم ہی بعید ہو   گھر میرے آؤ تا کہ مرے گھر بھی عید ہو
لختِ دل اس طرح سے مژہ کے ہے درمیاں   ماتم رووں کے حلقے میں جیسے شہید ہو
واللہ اُس کو دونو جہاں کا نہ غم رہے   جو شیخ ان بتوں کا بہ دل آ مرید ہو
کب مجھ سے خاکسار کو دیکھے وہ آنکھ بھر   جس شخص کی کہ عالمِ بالا پہ دید ہو
قربان ہو کے تیرے جو قدموں پہ جان دے
ابرو کمان غمگیںؔ کو اُس روز عید ہو

﴿557﴾ ش۔ ن۔ ع غزل ندارد
۱۔ م ۳۰۶ کہو
۲۔ ب ر شعر ندارد
۳۔ م ۳۰۶ کیا میرا ہے
۴۔ ب ر خ شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ر ۱۱۵ دوانوں
۷۔ ر شعر ندادر
﴿558﴾ م۔ ب ۔ن ۔ ش ۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
غزل برحاشیہ الف۔ ۱۹۳

﴿559﴾

آنکھ میں چبھتے ہیں یہ گلزار جس سے خار ہو   کب میسر دیکھیے اُس کا ہمیں دیدار ہو
چار آنکھیں جس نے اُس سے کیں سو وہ مر ہی گیا   کوئی ہم بچتے ہیں اب اُس چشم کے بیمار ہو
توئی معشوق ہو اُس پر مثلِ بلبل میں فدا   اس جہاں کے باغ میں یوں لاکھ گر گلزار ہو
میں گلے سے ان کے جب چمٹا تو وہ کہنے لگے   ق   ہاتھ کو میرے جھٹک اور مجھ سے وہ بیزار ہو
ہے قسم غمگیں مجھے کہنا نہ مانوں گا ترا
لاکھ تو گر گر پڑے میرے گلے کا ہار ہو

﴿560﴾

کب بھلا سرگشتگی میں مجھ سے پھر تقصیر ہو   ہاتھ مجھ وحشی کے گر ان پاؤں کی زنجیر ہو
میں دیوانہ ہوں بہت اے دوستو نازک مزاج   باغ میں امسال مری قید کی تدبیر ہو
یک قلم نقشہ نہ تیرا کھینچ سکا بہزاد سے   دیکھ تجھ کو رہ گیا حیراں وہ خود تصویر ہو
کاکریزی یوں دوپٹے پر ہے گوٹے کی نمود   ابر کے دامن میں جیسے برق کی تحریر ہو[1]
خاک مجنوں کی ترے برباد دیں گر بعد مرگ   حلقہء موج ہوا ہر ہر قدم زنجیر ہو
سُن کے میرا حال وہ بولا مجھے جب ہو یقیں   اب کے اچھی اور بھی اس سے اگر تقریر ہو
یہ تمنا ہے کہ اس دم آنکھ پر پٹی نہ باندھ   جبکہ قاتل میری اے قاتل تری شمشیر ہو[2]
عشق کے بوتہ میں ہمدم آتش ہجراں سے آہ   جل کے دل گر خاک ہوجاوے تو کیا اکسیر[3] ہو[4]
کیا قیامت ہائے گزرے اُس کے دل پر ہجر میں
جو کہ اے غمگیں ہمیشہ وصل میں دلگیر ہو

﴿559﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔خ۔ ع   غزل ندارد
غزل بر حاشیہ الف۔ ۱۹۵
﴿560﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد
[1] ب   شعر ندارد
[2] ب   شعر ندارد
[3] الف۔ ۱۸، م۔ ۲۹۲ اکثیر   (ن۔ اکسیں)
[4] ب   شعر ندارد

(561)

نہیں دیکھا اسے اگر دیکھو   محو ہو آہ جس قدر دیکھو
چشم دل کھول کر اگر دیکھو   وہ ہی دکھلائی دے جدھر دیکھو
عمر گزری ہے دیکھتا ہوں میں[ا]   کبھی مجھ کو بھی اک نظر دیکھو
پھر کمر کھینچ کھینچ باندھیو تم   پہلے اپنی ذرا کمر دیکھو
نہ کہے بن رہیں گے حال اپنا   تم ادھر دیکھو یا اُدھر دیکھو
یہی اقرار مجھ سے تھے پیارے   آنکھ اٹھا کر ذرا ادھر دیکھو
گر نہ ہو شیخ جی کسی سے کشود   کوئی دن میکشی بھی کر دیکھو
جب فنا ہو تمھاری یہ ہستی   تب بقا کا کہیں اثر دیکھو
نخلِ ہستی عدم نہ ہو جب تک   نہیں ممکن کہ کچھ ثمر دیکھو
اُس کے آنے کی آہ اے غمگیں
کب تلک یہ رہے خبر دیکھو

---

(561) ش ۔ ب ۔ ر ۔ خ ۔ ع غزل ندارد

[ا] م ۳۰۸ تمھیں

﴾562﴿

رات بھر کی شراب کو دیکھو　　تس[1] پر اُس کے حجاب کو دیکھو
نہ رکھو[2] یہ خیال اے آنکھو　　مجھ کو تم اور خواب کو دیکھو[3]
تم کو فرصت ہے دیکھنے کی اگر　　ہمدمو[4] تو حباب کو دیکھو
آتش غم سے یہ جلا ہے دل　　جیسے اچھے کباب کو دیکھو
اُس کے دنداں کی تاب کو دیکھو　　اور موتی کی آب کو دیکھو[5]
گر نہ دیکھا ہو نوح کا طوفاں　　میری چشم پر آب کو دیکھو[6]
بحرِ ہستی میں یوں ہیں ہم اک دم　　ہمدمو جیسے حباب کو دیکھو[7]
دیکھ کر کیا کرو گے مجنوں کو　　مجھے خانہ خراب کو دیکھو [8]
گر نہ دیکھا ہو بے اثر گریہ　　میری چشمِ پُر آب کو دیکھو
میرے پیری میں عشق کو ہے ہے　　اُس کے عہدِ شباب کو دیکھو[9]
مجھ پہ بہتاں ہے صرف اے غمگیں
مجھے دیکھو شراب کو دیکھو

﴾562﴿ ب۔ ش۔ خ۔ ع　غزل ندارد
۱۔ ر۔ ۱۱۸　اور
۲۔ م۔ ۲۹۹　لفظ "یہ" ندارد
۳۔ ن۔ ۴۹　مجھے اور شب کے خواب کو دیکھو
۴۔ الف۔ ۱۸۹۔م۔ ۲۹۹۔ن۔ ۴۹۔ہمدموں
۵۔ شعر بر حاشیہ الف ۱۸۹
م۔ ن ۔ ر　شعر ندارد
۶۔ ن۔ ر　شعر ندارد
۷۔ شعر بر حاشیہ الف ۱۸۹　م۔ ن　شعرندارد
۸۔ م　شعر ندارد
۹۔ شعر بر حاشیہ الف ۱۹۰
م۔ن　شعر ندارد

﴿563﴾

اُس تغافل شعار کو دیکھو   اور مجھ بے قرار کو دیکھو
گل پہ سبزہ اگر نہ دیکھا ہو   خطِ رخسارِ یار کو دیکھو
کفِ پا دیکھو مجھ دیوانے کو   اور صحرا[1] کے خار کو دیکھو
گر نہ دیکھے[2] ہوں روز و شب باہم   زلف و رخسارِ یار کو دیکھو[3]
اس کے وعدے کو[4] ہمدموں تم اور[5]   اس مرے انتظار کو دیکھو[6]
مرے اس اعتبار کو تم اور   اُس کے قول و قرار کو دیکھو[7]
وقتِ رخصت اب اُس کے حضرتِ دل[8]   اس بناؤ سنگھار کو دیکھو
لکھ بدل قافیہ غزل غمگیں
مجھ سے کہتا ہے یار کو دیکھو[9]

﴿564﴾

یارو اُس نوجوان کو دیکھو   اور مجھ ناتوان کو دیکھو
دیکھو ان ماہ و حور کو بہرِ خدا   اور مرے مہربان کو دیکھو
تمھیں اپنا نشاں نہیں معلوم   کس طرح بے نشان کو دیکھو
ہر مکاں میں ہے لا مکاں موجود   یارو تم جس مکان کو دیکھو
اس غزل اور قافیے میں کہو
اپنی اے غمگین شان کو دیکھو

﴿563﴾ ش ر ع غزل ندارد
۱۔ ن ۴۶ بیاباں
۲۔ م ۲۹۸/خ ۱۳۶ دیکھیں
۳۔ ن ۴۶ رخ کو اور زلفِ یار کو دیکھو
۴۔ ن ۴۶ آہ اے یارو
۵۔ ن ۴۶ اور
۶۔ خ شعر ندارد
۷۔ خ ن شعر ندارد
۸۔ الف ۱۸۹ میں اے غمگیں کو قلمزد کر کے حضرت دل لکھا گیا
م ۲۹۸/ن ۴۶/خ ۱۳۶/ ب ۱۷۷۔ اے غمگین
۹۔ ب شعر ندارد
﴿564﴾ م۔ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد

﴿565﴾

غم سے جسے خوشی ہو خوشی سے ملال ہو
معلوم خلق کو کہو کیا اُس کا حال ہو
جس جا کمال یار ہے اس جا زوال ہو
تو رہ وہاں جہاں نہ کمال و زوال ہو
جز بت پرستی کوئی نہیں تجھ میں فعل نیک
تجھ سا خدا کرے نہ کوئی بدخصال ہو
ہرجائی اُس کو کہتے ہیں سب اور فیلسوف
تیری سی شوخ جس کی یہاں چال ڈھال ہو
بیداری اور خواب میں دیکھے ہیں وہ تجھے
جن کو کہ صرف یار تیرا ہی خیال ہو
رہنے دو مجھ شرابی کو نقصِ عمل میں تم
اے شیخ جی تمھیں کو مبارک کمال ہو
نقلِ مکاں کی آرزو ہے لامکان میں
اللہ اس مکاں سے کہیں انتقال ہو
اُس نیک خو سے جس سے کہ بنتی نہیں ہے آہ
مجھ سا جہاں میں کوئی نہ یہ بدخصال ہو
غمگیں غزل ایک اور بھی لکھ میرے واسطے
لیکن ہر ایک شعر ترا حسب حال ہو

﴿565﴾ ب- ن- ر- ش- خ- ع غزل ندارد

﴿566﴾

بن اُس کے گر کسی طرف اپنا خیال ہو   پوشیدہ تو ان آنکھوں سے اُس کا جمال ہو
تاریک سب یہ روشنی تیری ہو مہر گر   ہر ذرّے میں نہ جلوہ گر اُس رخ کا خال ہو[۱]
اے شوخ خوف کیا اُسے منکر نکیر کا   دن رات جس کو تجھ سے جواب و سوال ہو
ہجر اور زندگی سے بہت تنگ ہوں میں آہ   یا وصل ہووے جلد کہیں یا وصال ہو
مے کدے میں شوق ہو گر تجھ کو حال کا   جا مدرسے میں کرنی اگر قیل و قال ہو
اے مبتدی خیال ہے کیا ہجر و وصل کا   ہے کس کو کس سے فصل جو پھر اتصال ہو[۲][۳]
کیونکر نہ سرنکالے وہ ہفت آسمان سے   جو کوئی ترے زیرِ قدم پایمال ہو
مفلس جو اپنے آپے سے رہوے[۴] مدام یار[۵]   درکار اپنے واسطے کیا اُس کو مال ہو
کس طرح میرے شعر کو سمجھے تو مدعی   سمجھے اسے تو جو کہ تیرا حسب حال ہو
غمگیں کے درد کا ہے عبث تجھ کو رنج یار
جس کو خوشی نہیں ہے اسے کیا ملال ہو

﴿565﴾ ش ن ع غزل ندارد

[۱] ب ر شعرندارد

[۲] ایضاً

[۳] ر شعر ندارد

[۴] الف ۱۹۹ رہووے

[۵] ر ۱۱۷ مفلس رہے جو آپے سے اپنے مدام یار

﴾567﴿

کہے ہے ساقی کہ تجھ سا کوئی خراب نہ ہو　　ارے تو کیا کرے جو ایک دن شراب نہ ہو
یہ ڈر ہے اُس کو تغافل کی خو نہ ہو ورنہ　　سوال وہ کروں جس کا کبھی جواب نہ ہو
تمھیں پلاؤں تو خطرہ نہیں مگر ہے یہ خوف　　قط[1]　　کہیں خراب مرے شیخ جی شراب نہ ہو
وہ دل ہی کیا کہ رہے خوں نہ جو برنگِ مے　　وہ کیا جگر کہ تپ عشق سے کباب نہ ہو
وہ جان کیا کہ نہ ہو مثل آتشِ سوزاں　　وہ چشم کیا کہ شب و روز جو پُر آب نہ ہو
وہ کیا ہے عاشقِ بے باک جس کو کچھ[2] ہو حجاب　　وہ کیا صنم ہے ہمیشہ جسے حجاب نہ ہو
وہ کیا شرابی نہ ہو ہوش جس کو عالم کا　　وہ کیا شراب کہ پی کر جسے خراب نہ ہو
وہ وجد کیا کہ خوش آواز کا رہے محتاج　　وہ رقص کیا کہ بے مطرب و رباب نہ ہو
جہاں تلک کہ ہو کارِ ثواب کر غمگیں
بشرط اس کے کہ تیری غرض ثواب نہ ہو

﴾567﴿　ن　ش　ر　خ　ع　غزل ندارد

[1] طبق۱۷۹　الف لفظ قطعه ندارد

[2] م　۳۰۳　ہونے

﴾568﴿

مے ہو مطرب ہو چمن ہو وہ دلارام نہ ہو
خاک اُس عیش میں جو جی[1] ہی کو آرام نہ ہو
دل دھڑکتا ہے قدم رکھنے سے قاصد کے شتاب
اور ڈھب کا مجھے واں[2] سے کہیں پیغام نہ ہو[3]
بزمِ ماتم سے بھی وہ بزم ہے بدتر جس میں
مطرب و ساقی گلفام و مے و جام نہ ہو
وہ ترا عشق کرے اے صنم بندہ نواز
دین و دنیا و خدا سے جسے کچھ کام نہ ہو
پی کے قلبان کبھی دیتا ہی نہیں مجھ کو وہ شوخ
اس کے نا کہنے کو یہ بوسہ یہ پیغام نہ ہو[4]
دل لگا کر کوئی کس طرح سے دل اس سے چھڑائے
حُسن کا جس کے کہ آغاز اور انجام نہ ہو[5]
ہم سے بدکار شرابی نہ ہوں عالم میں اگر
آپ کا خلق میں کچھ شیخ جی اکرام نہ ہو[6]
چشمِ تر سے مری ہووے یہ مشابہ نہ اگر
کبھی بادام میں تو روغنِ بادام نہ ہو[7]
ترے وعدے سے تسلی مجھے جب ہو بدعہد
پیشتر کی سی اگر اب قسم و اقسام نہ ہو[8]
سر بھی اکسانے کو ملتی نہیں اس[9] سقف میں جا
تنگ و پست آہ فلک سا بھی کوئی بام نہ ہو
مستو یہ خوف ہے جس دن[10] بھرے پیمانۂ عمر
مے سے خالی کہیں اس وقت مرا یہ جام نہ ہو
وصل موقوف ہے اُس وقت پر اُس سے غمگیں
دن نہ ہو رات نہ ہو صبح نہ ہو شام نہ ہو

﴾568﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ر۔ ۱۱۹ دل
۲۔ الف۔۱۹۹۔م۔۳۱۶۔ب۔۱۸۵۔ وہاں
۳۔ ر۔ ۱۱۹ کہیں داہب کا وہاں سے مجھے پیغام نہ ہو
ب۔ شعر ندارد
۴۔ ب۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ب شعر ندارد
۶۔ ر شعر ندارد
۷۔ ع شعر ندارد
۸۔ ب۔ ر شعر ندارد
۹۔ طبق م۔۳۱۷۔ ب۔ ۱۸۵
(الف۔ ۲۰۰ اب)
۱۰۔ ر ۱۱۹ مستوں
۱۱۔ م۔۳۱۷۔ ر۔ ۱۱۹۔ ب۔ ۱۸۵ دم

﴿569﴾

بزم میں اس کی دِلا دیکھ تو گریاں نہ ہو   بیٹھے بیٹھے کہیں برپا کوئی طوفان نہ ہو
طوفِ کعبہ ہے[1] اسے فتویٰ عاشق سے حرام   عیدِ قرباں کو ترے جو کوئی قربان نہ ہو
تنگ دل آہ یہاں تک ہوں کہ اس وحشت پر   گھر سے ڈرتا ہوں میں اپنے کہ بیاباں نہ ہو
ذکر و فکر اس کو کسی طرح کا رہتا ہی نہیں   عیش ہے اس کو کہ تیری جسے پہچان نہ ہو
طرف منزل کے قدم بار ہوا ہے رکھنا   رہ کے سامان کا کچھ دل میں میرے دھیان نہ ہو[2]
خانۂ دل میں مرے مجھ کو نہیں گنجائش   یا الٰہی کوئی گھر اپنے میں ویران نہ ہو[3]
دور ہی عشق سے تو رہیو کہ جب تک ہمدم   تیرے نزدیک جو دشوار ہے آسان نہ ہو
ناشناسی ہے مجھے جیسی کہ اس سے اے یار   دوست سے دوست کوئی اس قدر انجان نہ ہو
رہے آوارہ[4] فرقت وہ دلِ پردہ نشیں   وصل کا جس کو ترے حسرت و ارمان نہ ہو[5]
اس کے لوگوں[6] نے کیا ہے کوئی درباں ہر طرف   ہم نے گانٹھا ہے جس سے وہ کہیں دربان نہ ہو
ہوتی مامور مودت نہ بقران یہ خلق   دشمنِ آلِ نبیؐ گر کوئی انسان نہ ہو

اور ہی قافیے میں آج غزل لکھ غمگیں
تا غزل کہنے سے دل تیرا پریشاں نہ ہو

﴿569﴾ ش-ن-ر-خ-ع   غزل ندارد
[1] م۔ ۳۱۵   پھر اسے
[2] ایضاً   نہیں
[3] ب   شعر ندارد
[4] م۔ ۳۱۶   آورہ
[5] ب   شعر ندارد
[6] م۔ ۳۱۶   لوگو

﴿570﴾

نہ تو بس[1] ہم ہیں وہ نہ تم وہ ہو   ہم[2] تم اب ایک ہیں آہا ہو ہو
ساقی ایسی شراب دے خالص   کہ نہ پھر میری تیری میں تو ہو
قید دونو جہاں سے کب نکلے[3]   دل ترا جب تلک نہ سبے[4] سو ہو
شب کو جاویں گے اُس کی بزم میں پھر   اس میں جو ان دنوں میں ہو سو ہو[5]
ہر قدم سر رکھے بجائے قدم   عشق گر تجھ کو یک سرِمو ہو[6]
گل سا خنداں ہو وہ تو کیا ہو لطف   غنچہ لب میں جس کے یہ بو ہو[7]
فیض ہے بوئے زلف سے اُس کی   سارے عالم میں کوئی خوشبو ہو[8]
اب ہوس بس کرو نہ ہوش و حواس   کہیں دیکھ اُس کو تم نہ پھر چھو ہو[9]
نہیں ہجر و وصال سے راضی   کوئی ہم سا نہ آہ بد خو ہو[10]
کیوں نہ سب کو سنائے وہ سیدھی   جس کی الٹی جہان سے خو ہو[11]
اپنا معشوق تو ہی ہو غمگیں
اور اپنا تو آپ دل جُو ہو[12]

﴿570﴾ ب ش ن ر خ ع غزل ندارد
۱۔ ب ۱۷۸ اب
۲۔ ن ۴۹ ہم اور تم ایک ہیں
۳۔ ن ۴۹ چھوٹے
۴۔ ن ۴۹ یکسو
۵۔ ن شعر ندارد
۶۔ ایضاً
۷۔ ن ۴۹ جس کے غنچہ دم میں یہ بو ہو
۸۔ ن شعر ندارد
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ب ن شعر ندارد
۱۱۔ برحاشیہ الف ۱۹۲
۱۲۔ ن ۴۹ اور تو ہی اپنا آپ دل جو ہو

﴿571﴾

بیٹھے بٹھائے محفل سے تم مجھ کو آہ اٹھاتے ہو   غیروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس بٹھاتے ہو
لہرنہیں ہے ذرّہ تم کو ماہ جبیں یہ کیا ہے غضب   جب سے آنکھ لڑی ہے تم سے لیل و نہار رلاتے ہو
راہ کی بات کہوں تم سے جو دل میں غبار نہ گزرے کچھ   کوچے میں اغیاروں کے کیوں شب کو آتے جاتے ہو
کہنے سے میں تمھارے کوئی اُس کے کوسے ٹلتا ہوں
مجھ غمگیں کو اے یارو بے فائدہ آکے ستاتے ہو

﴿572﴾

غمگیں تم اپنے جیسے بُتِ بے وفا سے ہو   مومن بھی آہ کوئی نہ ایسا خدا سے ہو
ہے بوئے زلف سے تری شکوہ مجھے بہت   حاضر ہے یہ صبا جو گلہ کچھ صبا سے ہو
اے رشکِ گل یہ غنچۂ دل وہ نہیں مرا   جو یہ شگفتہ کچھ تری[1] مہر و وفا سے ہو
کل بھی کہیں سے آئے تو چہرہ اداس تھا   تم کس لیے پھر آج بتاؤ خفا سے ہو
پانی بھرے ہے خضر کا آب حیات واں[2]   جو رفع تشنگی کہ تری خاک پا سے ہو
آزردہ تجھ سے میں ہوں یہ کیا ذکر اے صنم   بیزار کس طرح کوئی اپنے خدا سے ہو
زاہد ہمیں قبول نہیں چھوڑنی شراب   ملتا کبھی خدا بھی گر اِس اتقا سے ہو
وہ پہنچنے نہ پائے کہ ہم قتل ہو گئے   قاتل سے تیز دستی نہ دستِ قضا سے ہو
ساقی سے لڑ پڑا میں نشے کے اتار میں   دو اس کی[3] مے کشو مجھے جو کچھ سزا سے ہو
غمگیں ہے در پر اُس سے کسی نے کہا تو وہ
بولا کہ مجھ کو کیا کوئی میری بلا سے ہو

﴿571﴾ م   ب   ن   ر   غزل ندارد
حاشیہ الف ۱۸۷

﴿572﴾ ش۔ب۔ ن۔ ر۔خ۔ ع   غزل ندارد

[1] طبق م۔ ۲۱۲۔ الف۔۱۹۸   میری

[2] الف۔ ۱۹۸، م۔ ۲۱۳   وہاں

[3] طبق م۔ ۲۱۴   (الف، ۱۹۸۔ کو)

﴿573﴾

ہم سے اے حضرتِ دل سچ کہو اب کیسے ہو   ہم تمہیں جانتے ہیں قبلہء من جیسے ہو
جب غرض ہوتی ہے کرتے ہو[1] خوشامد کیا کیا   نکلے جس وقت غرض جیسے کے پھر تیسے ہو
شیخ سے[2] شاب تلک دیتے ہو تم حضرت عقل[3]   کبھی خو لڑکوں کی جیسی کہ نہ ہو ویسے ہو
اور بزرگی کے نشے میں ہیں یہ مدہوش جناب   کہ شرابی کوئی بدمست نہ یہ مے سے ہو
بے مدد غیر کے اٹھ سکتے نہیں[4] تس پر آپ   اپنے نزدیک جواں مرد و[5] شجم و کے سے ہو
جو خساست کہ تمھیں ہے یہ نہ تھی قاروں کو   جو سخاوت کہ تمھیں ہے نہ کبھی طے سے ہو
یہ سمجھتے ہو کہ دی ایک جہاں کی دولت   گر کسی شخص کو دیتے کبھی دو پیسے ہو
اور دو بخش کبھی دونو جہاں ادنیٰ کو[6]   تو یہ کہتے ہو کہ کیا ہم نے دیا ایسے ہو

کچھ غرض آپ سے غمگیں کو نہیں حضرت من
واسطے اپنے ہو تم ایسے ہو یا ویسے ہو

﴿537﴾ ر خ ع غزل ندارد

[1] م ۲۹۷ لفظ "ہو" ندارد

[2] م ۲۹۷ لفظ سے ندارد

[3] ن ۵۰۔ ش۔۱۱۶ شیخ اور شاب کو دیتے ہو کبھی حضرت عقل

[4] م ۲۹۸ لفظ "ہی" ندارد

[5] م ۲۹۸ لفظ "و" ندارد

[6] ن۔۵۰۔ش۔۱۱۶۔اور کبھی دونو جہاں بخش دو اک ادنئ کو

{574}

لے گیا وہ دلربا دل آہ یارو دیکھیو   اور جاں دینے کو ہوں تیار مجھ کو دیکھیو
وہ تو احول[ا] ہے کہ دکھلائی اسے دیتے ہیں دو   تم نہ واعظ کے کہے سے ایک کے دو دیکھیو
عشق کی رہ میں بہت عقبہ ہیں چلیو ہوشیار   یار منزل سے نہ رہ جاوے کہیں تو دیکھیو
دیکھ مجھ وحشی کی صورت غیر سے کہتا ہے وہ   بس اسی منہ سے یہ عاشق ہے مرا لو دیکھیو
شیخ جی دل سے نہیں چھوٹتے دنیا کے داغ   تم انھیں آب عنب سے بھی ذرا دھو دیکھیو
اور کچھ چتون دکھائی ہائے دیتے ہیں مجھے   آج اُس کو گھور کر دیکھو نہ آنکھو دیکھیو
ہو گئی تھی شب کو اُس زلفِ رسا تک دسترس   میرے ہاتھوں کی ذرا اے یار خوشبو دیکھیو
اپنے سائیں کا یہ نکتہ آج تک ہے مجھ کو یاد   شان مرشد کی سمجھیو دیکھ جس کو دیکھیو

دل اڑا جاتا ہے اُس کے وجد سے بے اختیار
اپنے غمگیں کی ذرا ہاہا و ہو ہو دیکھیو

{574} ش ب ن ر خ ع غزل ندارد
ا م ۳۰۷ احوال

ہ

﴿575﴾

سرد مہری سے تری غمگیں کے رشک حور آہ   نام و ننگ و صبر و طاقت ہوگئی کافور آہ
ایک بھی پہچانتا مطلق نہ تھا ہم کو اسے   عشق نے دونوں کو عالم میں کیا مشہور آہ
آہ و نالہ ہے یہ اُس کا ہجر کے باعث سے بس   رنج سے کرتا نہیں کچھ وہ ترا رنجور آہ
دل کو جو جو دوپہر ساقی نہیں آتا ہے ہوش   ہوگیا یہ کس کی چشمِ مست کا مخمور آہ
خوں بہے کا مسئلہ قاتل میں پوچھوں کس سے آہ   میں اکیلا اور تیری طرف ہے جمہور آہ
کیوں نہ ہم آہیں بھریں چبھتے ہیں دل میں نیشِ غم   آپ کر بیٹھیں ابھی کاٹے کوئی زنبور آہ
دل سے جاتا ہی نہیں ہے وصل میں بھی وہمِ ہجر[1]   ہو گیا کیا یہ کلیجے کا مرے ناسور آہ
ہائے کیا ہوگا اگر آوے گی فصلِ نو بہار   ہے ابھی سے یہ جنوں کا سر میں اپنے شور آہ
بحر[2] بے پایاں کی آمد دمبدم ہے اس میں پر   کوزۂ دل یہ مرا ہوتا[3] نہیں مامور آہ
تیرے قدموں کے نہ پہنچا جو کبھی نزدیک شوخ   ہم سے کیا جانے کہ کیا ہے اب اسے منظور آہ

آہ[4] کرنے کی بھی اب طاقت نہیں ہے کیا کریں
ناتوانی کا بہت غمگیں ہے ہم پر زور[5] آہ

﴿575﴾ ب۔ ش۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] م۔ ۳۲۵ لفظ "ہجر" ندارد

[2] طبق م
(الف۔ ۲۰۶۔ پایاں)

[3] م ۳۲۵ ہوتا ہی

[4] م ۳۲۵ آہ اب کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے کیا کریں

[5] ایضاً لفظ "زور" ندارد

﴿576﴾

کس کی لگی ہے دل پہ سنانِ نگاہ آہ   جو درد[۱] سے کراہ رہا ہے یہ آہ آہ
مستوں کے آہ و نالے پہ واعظ عبث ہے طعن   کیا جانے تو کہاں سے ہے اے دل سیاہ آہ
ہر روز آتے جاتے ہیں اور بھولتے ہیں بس   کوچے کی یاد رہتی نہیں اُس کی راہ آہ[۲]
یوسف کو کیا کوئی[۳] بند زلیخا نے بس جھکائے   سچ ہے کہ معتبر نہیں عورت کی چاہ آہ[۴]
طاقت رہی نہ ضعف سے اُس کی بھی ہمدمو[۵]   تسکین دل کو کرتی تھی جو گاہ گاہ آہ[۶]
بس دیکھتے ہی اس کو رہا دل کو پھر نہ ہوش   اتنا ہی منہ سے کہہ کے کہ تیری پناہ آہ
اے شوخ ناز و غمزہ و انداز نے ترے   ق   جان و دل و جگر کیے میرے تباہ آہ
تو ہی نباہے تو نبھے اے دوست دوستی   ممکن نہیں کہ ہم سے ہو اس کا نباہ آہ

کیوں[۷] کروں گناہ کہ بے اختیار ہوں
غمگیں یہ بے گناہی ہے میرا گناہ آہ[۸]

﴿576﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ خ۔ ۱۳۷ دور

۲۔ خ شعر ندارد

۳۔ طبق م۔۳۱۹۔(الف۔۲۰۲۔نہ)

۴۔ خ شعر ندارد

۵۔ الف۔ ۲۰۲، م۔ ۳۱۹ ہمدموں

۶۔ خ شعر ندارد

۷۔ خ۔ ۱۳۷ کیونکر

۸۔ یہ شعر الف۔۲۰۳ کے حاشیے پر درج ہے لیکن اس کی ردیف آہ کے بجائے توبہ ہے۔
اس شعر کے اوپر "مطلع" کا لفظ بھی درج ہے۔
مے کی اس کی سے کل رات کو میری توبہ
میں نے توبہ سے اے پیر مغاں کی توبہ

﴿577﴾

واعظ نصیحت کر اپنی کوتاہ   مے چھوڑیں مجرم استغفراللہ
جان و دل و جسم اُس کے ہیں یہ سب   کیوں درد ہم کو ہے بتلاؤ للہ[۱]
مت مے کدے سے مسجد میں لے جا   رہنے دے مجھ کو اے شیخ گمراہ
دیدار ہم کو حاصل یہیں ہے   الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ
دل مفت اپنا دے بیٹھے اس کو   صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ
رہتا نہیں ہے کچھ ہوش اپنا   اس کا تصور کرتا ہوں ہر گاہ
دیکھا اسے گو جاتا نہیں ہے   جو بت کرے[۲] مرے ہے حسب دل خواہ
مکھڑے پہ کھولے بالوں کو مت پھر   یوں جھٹ سپٹے میں شام و سحر گاہ
کہتا ہے واعظ مے مت پیا کر   توباہ توباہ توباہ توباہ
کیا حسن رکھتے ہیں غمگیں صنم یہ
اللہ اللہ اللہ اللہ

﴿577﴾ ب۔ ن۔ ش۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] خ شعر ندارد
[۲] خ "کیے"

﴿578﴾

مسدود تو نے کی ہے جو یہ کہکشاں کی راہ   کیا اور سلسلے سے ہوئی آسماں کی راہ
جس راہ پر کہ جو چلے ہمدم یہ یاد رکھ   بے شبہ اُس کے واسطے ہے وہ وہاں کی راہ
زاہد خدا کی راہ میں خطرات ہیں بہت   اپنی تو وہ ہی راہ ہے جو ہے بتاں کی راہ
رخصت کر آکے اس کو کہ تا لے رہِ عدم   کھوٹی نہ کر تو اپنے عبث ناتواں کی راہ
پہنچیں گے سب وہ منزلِ مقصود بے گماں   چلتے ہیں اپنے اپنے جو وہم و گماں کی راہ
وہ بام پر اشارے سے کہتا ہے مجھ کو آ   افسوس جانتا نہیں میں آسماں کی راہ
منزل تلک نہ پہنچ تیری ہوگی عمر بھر   جب تک کہ تجھ سے چھوٹے نہ ان ہمرہاں کی راہ
رہنا پڑا ہے کوچے میں اُس بُت کے اب مجھے   چلتا نہیں ہے کوئی مسلماں جہاں کی راہ
غمگیں غزل اک ایسی ہی کہہ اور ہم پر اب
تیرے سخن نے تھی جو نہاں وہ عیاں کی راہ

﴿578﴾ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ا طبق م۔ ۳۲۸
الف۔ ۲۰۷ رہیے

❴579❵

صیاد کس کو یاد ہے اب آشیاں کی راہ
ہم بھول بھی قفس میں گئے گلستاں کی راہ
سامان کا جو فکر نہ کرتے تو خوب تھا
اس زادِ راحلہ نے یہ ہم پر گراں کی راہ
اندوہ بعد مرگ کسی کا نہ کیجیے
یاراں ازل سے ہے یہی سارے جہاں کی راہ
خاطر نشان رکھ اس کا بتاویں گے ہم نشاں
کچھ بے نشاں نہیں ہے دلا بے نشاں کی راہ
پیتے ہیں مے کشوں میں مزے با مزے شراب
ہم کو پسند اپنے ہے پیرِ مغاں کی راہ
کوئی نہیں سوائے شریعت کے سالکو
جو طے ہو[1] ایک رہ میں یہاں اور وہاں کی راہ
سچ یوں ہے واعظا کہ ہمیں بھی نہیں خبر
ہم جو کہ راہ چلتے ہیں ، ہے یہ کہاں کی راہ
اس رہ میں سالکو نہ کبھی رکھیو تم قدم
اپنی جو راہ ہے نہیں ہر رہرواں کی راہ
یارو معاف مجھ کو رکھو[2] تم پیو شراب
میں دیکھتا ہوں اپنے کسی مہماں کی راہ
مجنوں جو پوچھنی ہے تو غمگیں سے پوچھ لے
لیلیٰ کے ڈھونڈتا ہے تو کیا کارواں کی راہ

❴579❵ ب- ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

[1] الف-۲۰۷-م-۳۲۸-ایک

[2] م- ۳۹۲ کرو

﴾580﴿

چشمِ سر سے دم بخود یوں رکھ سویدا پر نگاہ
چشم مردہ جوں[1] رکھے ہے جان شیلا پر نگاہ
بے تمنائی پر اے دل یوں تو رکھ اپنے نظر
آرزو مند اپنی رکھیں جوں[2] تمنا پر نگاہ
تیرے ظاہر پر نظر اُس کی ہے جیسے باطنی
چشمِ پوشیدہ تو یوں رکھ اس ہویدا پر نگاہ
دس سے بہتر تجھ وہ ہو رکھتا ہے چشم خلق میں
دیکھ اے دل کیجیے مت اپنے سے اعلا پر نگاہ
تاکتی ہے پردۂ شیشہ سے دختِ رز ہمیں[3]
ہوش سے رکھیو ذرا تم مستو مینا پر نگاہ
آشکار اس سے ہے صد چنداں دلا جو آشکار
کیوں نہیں رکھتا نہاں اس آشکارا پر نگاہ[4]
یوں تعلق سے نظر میں دل کو رکھ تو اپنے نہاں
جوں مسافر کوئی رکھے اپنے کالا پر نگاہ[5]
دام دنیا میں پھنسے دس پانچ ہیں جس کے سبب
رکھ تو رحمت کی الٰہی میرے ملا پر نگاہ
عاشقوں میں اک رعونت سی لگی آنے مجھے
جب سے اے غمگیں پڑی ہے اپنے رعنا پر نگاہ

﴾580﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ طبق م ۲۳۰۔ ب۔ ۱۹۱
الف۔ ۲۰۹۔ جو
۲۔ ایضاً
الف۔۲۰۹۔ جو
۳۔ ب۔ ۱۹۱ تمھیں
۴۔ ب شعر ندارد
۵۔ ب شعر ندارد

﴿581﴾

بعید ہے جو ترے دل میں مہر ہو اے ماہ
کہ مہر[1] ماہ سے ہے سیکڑوں برس کی راہ
سیاہی دیدۂ گریاں کی یوں سفید ہوئی
کہ جوں سفید بہت برس کر ہو ابرِ سیاہ
یہ بحرِ اشک میں اِس جسم زار کی ہے نمود
دکھائی سیل میں دیتا ہے جیسے برگِ کاہ
پہنچ نہ ہوتی کبھی اُس مقام پر ہرگز
یہ خضرِ عشق نہ ہوتا اگر مرے ہمراہ
جو اُس کی سرمہ آلودہ چشم پر ہو غش
کہو تو ہدمو کیونکر کرے وہ نالہ و آہ[2]
بغیر تیرے دکھائی مجھے نہیں دیتا
نہ اس میں مہر کی تقصیر ہے نہ مہ کا گناہ
دوبارہ زندگی ہوتی ہے میری اے مردم
جو ایک بار بھی مجھ پر کرے وہ نیم نگاہ[3]
جو اُس کے در کے گدا ہیں سو اُن[4] کی اے غمگیں
غلامی کرتے ہیں دائم تمام خسروشاہ

﴿581﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ش۔ ٦٠ / ن۔ ٥٠ مہر و ماہ

[2] الف۔ م۔ ب۔ ن شعر ندارد

[3] ش۔٦٠ نسخہ "ب" (نیم نگاہ) ناخوانا

[4] ش۔ ٦١ اس

﴿582﴾

عشق نے معشوق کو بھی دکھ دکھایا واہ واہ   حق میں یوسف کے زلیخا کی ہوئی وہ چاہ چاہ
مے کشو شیخ و برہمن پر کرو مت اعتراض   اپنی اپنی سب چلے جاتے ہیں دیکھو راہ راہ
جوں تبرک ایک دو قطرے تو دے پیرِ مغاں   چھوڑ مت خالی کہ آتے ہیں ترے در گاہ گاہ
شاہ کوئی بھی نہیں اے دل سوا درویش کے   گو کہ سلطاں کو کہے دنیا کی خلقت شاہ شاہ
کیوں ہوا عاشق تو اس بے نور مہ پر اے چکور   مہ یہ کیا مہ ہے ترا گر ہے تو میرا ماہ ماہ
کیا خزاں نے حال گلشن کا کیا بعد از بہار   اب گلوں کی جا چمن میں[1] رہ گئی ہے گاہ گاہ
زخم دل مت ناصحا سلوا خدا کے واسطے   دیکھ لیتے ہیں ہم اس رخنے سے اُس کو گاہ گاہ
کیا چہل سوجھی تھی گویا کچھ نشہ مے میں نہ تھا   ساقیا اچھی پلائی تو نے شب کو واہ واہ
آپ کو کھووے کرے اُس شوخ کی یاں[2] تک تلاش   عشق میں عشاق کی ہے یہ دلِ گمراہ راہ
نیند ہمسایہ کہیں ہیں رات کو آتی نہیں
آج دو دن ہوچکے غمگیں کو کرتے آہ آہ

﴿582﴾ ش۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
[1] م۔ ۳۲۵   لفظ "میں" ندارد
[2] الف ۔۲۰۶۔م۔۳۲۵۔یہاں

﴿583﴾

رہتا جو روز و شب ہے اب[1] وہ جو آبدیدہ　　دیدہ مگر ہے مرا کیا آب کا ندیدہ
دیکھیں جمال اپنا وہ ماہ کب دکھاوے　　ہوتا غلام جس کا یوسف ہے زر خریدہ
ناچار ہوں کروں کیا تجھ پاس شاہِ خوباں　　اک ناز کا ہے لشکر اور میرا دل جریدہ
دامن سے اس کے کیوں کر ہم ہاتھ اٹھائیں یارو　　جب صبر کا ہمارے ہو پیرہن دریدہ
آنکھوں پہ تیرے عاشق ابرو مگر ہوئے ہیں　　جو دیکھتے ہیں اُس کو یہ اس قدر خمیدہ
گرمی سے حسن کے یوں عارض پہ ہے پسینا　　شبنم کے قطرے[2] گل پر ہوتے ہیں جوں چکیدہ
میں نے دل اور دیں کو قربان کیا ہے تجھ پر　　ابرو کمان اس پر مجھ سے ہے تو کشیدہ
مطلب رکھوں نہ دیں سے اور کام اُس صنم سے　　اس واسطے ہوا ہوں دنیا میں آفریدہ

ہے زخم دل میں کاری آیا ہے یار سر پر
کر جان نثار غمگیں اتنا نہ ہو طپیدہ

﴿583﴾ م- ن- ب- ر- خ- ع- 　غزل ندارد

[1] حاشیہ ش-۶۰ 　یہ دیدہ آبدیدہ

[2] الف-۲۱۰ 　قطرہ

﴿584﴾

جس روز سے پری رو تیرا کیا نظارہ   اس دن سے میرے دل نے سب سے کیا کنارہ
بوئے سخن بھی تجھ میں غنچہ دہن نہیں ہے   یہ بھید تو جہاں میں سب پر ہے آشکارا
برباد ہی[1] کیا ہے اس ملکِ دل کو اپنے   جب سے دیا ہے میں نے اس عشق[2] کو اجارہ[3]
عارض کے پاس تیرے یوں کان میں ہے موتی   نزدیک مہ[4] کے جیسے ہو مشتری ستارہ
سنگ جفا سے تیرے اے سنگدل کہوں کیا   میرا یہ شیشہء دِل ہے آہ پارہ پارہ
عارض برنگِ گل ہیں[5] اور زلف مثلِ سنبل   جوں[6] لعل لب ہیں تیرے اور دل بسان[7] خارہ[8]

غمگیں مرے ہے تجھ بن تو اُس کے پاس جاوے
تو زندگی ہو اُس کی عیسیٰ نفس دوبارہ

﴿584﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد
[1] طبق ش۔ ۶۰ /
(الف۔ ۲۰۹ ہوگیا)
[2] ایضاً
(الف۔ ۲۰۹ کرے)
[3] خ شعر ندارد
[4] ش۔ ۶۱ جیسے مہ کے ہو
[5] ش۔ ۶۱ ہے
[6] خ۔ ۱۳۸ جوں
[7] ایضاً بشان
[8] ش۔ ۶۱ مانند لعل لب ہیں اور دل بسان خارہ

﴾585﴿

تو ہی بندہ ہے اور تو ہی الٰہ — اس کو حق الیقیں سمجھو واللہ
تو ہی آگاہ ہے تو ہی غافل — تو ہی غافل کرے تو ہی آگاہ
تو ہی ہے روز اور تو ہی ہے شب — توئی ہے شام اور تو ہی ہے پگاہ
تو ہی ہے زرد اور سُرخ و سفید — تو ہی ہے سبز اور تو ہی ہے سیاہ
تو ہی حیوان اور تو ہی انسان — تو ہی ہے سنگ اور تو ہی ہے کاہ
تو ہی مریخ ہے توئی زہرہ — تو ہی خورشید اور تو ہی ہے ماہ
تو ہی غمگیں کا اپنے قاتل ہے — تو ہی عُشاق کی ہے پشت و پناہ
تو ہی ہے مے کدہ تو ہی کعبہ — تو ہی ہے راہ اور تو ہی بے راہ

تو ہی شاداں ہے اور تو ہی غمگیں
تو ہی درویش اور تو ہی شاہ

﴾585﴿ ب۔ م۔ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

﴾586﴿

میں جس کے عشق[1] میں جلتا ہوں مثل پروانہ   نہ بھیجا وصل کا اس شمع رُو نے پروانہ
تجھ کو رہوے مبارک بہشت اے زاہد   ہمارے واسطے بس ہے مُغاں کا مے خانہ
یہ ایک جان ہی[2] کیا چیز ہے اگر ناصح   ہزار جان ہو کروں تو نثار جانانہ
ہماری تیری بنے کس طرح سے اے زاہد   تجھے تو کعبہ خوش آتا ہے ہم کو بت خانہ
یہ میرے بخت رمیدہ کی یار خوبی ہے   جو آشنا ہے سو پھرتا ہے مجھ سے بیگانہ
جو اس کے عشق میں دیوانہ ہے سوا ے ناصح   نہ اس کے ساتھ ہے عاقل نہ کوئی فرزانہ[3]
تمہاری نرگسِ مخمور پر ہے جس کی تاک   نہ اُن[4] کو جام ہی آتا ہے خوش نہ پیمانہ
مرے بھی عشق کا غمگیں تو کر یقیں پیارے
کہ بعد مرگ کے ہووے گا ایک افسانہ[5]

﴾586﴿	م۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
ا۔	ش۔ ۶۲	ہجر
۲۔	ایضاً	تو
۳۔	ش	شعر ندارد
۴۔	ش۔۶۲ "اُس"	
۵۔	ش	شعر ندارد

﴿587﴾

چاہے وہ غافل رکھے چاہے رکھے[۱] آگاہ وہ   جانتا ہوں میں کہ ہے ہر حال میں ہمراہ وہ[۲]
جس صنم پر دین اور ایماں کیا میں نے نثار   رام ہو جاوے کسی صورت سے یا اللہ وہ[۳]
شیخ تو کعبے کو جا ہم مے کدے کو جائیں گے   اب ہماری راہ ہے یہ اور تیری راہ وہ
مجھ سے بے مرضی کہیں شب کو ہوئی تھی کوئی بات   روٹھتا ہے دن میں سو سو بار[۴] جب سے آہ وہ
طور اور اطوار سے معلوم ہوتا ہے ہمیں   اب نہیں ہے آپ کے دل میں ہماری چاہ وہ[۵]
کچھ گنہ ہو یا نہ ہو کرتا ہے عشاقوں کو قتل   اب ہمارے وقت کا ہے ہائے نادر شاہ وہ[۶]
جو دیوانہ جائے صحرا چھوڑ کر در یار کا   مثلِ مجنوں ہے نہایت عقل کا کوتاہ وہ[۷]
دوست کا اپنے جو دشمن ہو وہ کیا انسان ہے   تو ہی کر انصاف ہمدم خواہ میں ہوں خواہ وہ [۸]
دامِ الفت میں پھنسے جب سے کہ اس صیاد کے   ہوگیا اے ہم صفیرو ہم سے بے پرواہ وہ[۹]

میں کسی کے ساتھ غمگیں شب کو پیتا تھا شراب
سب نشہ جاتا رہا جوں آگئے ناگاہ وہ

﴿587﴾ ر- خ- ع- غزل ندارد
۱ـ ن- ۵۱ / ش-۱۱۷ کرے
۲ـ ش- ۱۱۷ اس سے کچھ مطلب نہیں پر ہو مرے ہمراہ وہ
۳ـ ب شعر ندارد
۴ـ طبق-م-۳۲۰-ب-۱۸۸-ش-۱۱۷-ن-۵۱-
الف-۲۰۳ لفظ "بار" ندارد
۵ـ ب شعر ندارد
۶ـ م- ب شعر ندارد
۷ـ شعر بر حاشیہ الف- ۲۰۳ -
م- ب شعر ندارد
۸ـ ایضاً
۹ـ برحاشیہ الف-۲۰۳-
م- ر- ب شعر ندارد

﴿588﴾

بولتا ہی نہیں کسی سے وہ　　بسکہ شرمائے ہے ہنسی سے وہ
دل لیا جس سے بے خبر اُس کے　　کہیں جاتا رہے نہ جی سے وہ[۱]
درد و غم[۲] کو مرا کرے ہے رفیق　　تنگ ہو میری بے کسی سے وہ
دل کسی کو دیا ہے کیا تو نے　　مجھ سے پوچھے ہے دلبری سے وہ
جب کبھی میرے بس میں آتا ہے　　گالیاں دے ہے بے بسی وے وہ[۳]
کس سے راضی ہے یہ بتا ہمدم　　نہیں بیزار کچھ مجھے سے وہ[۴]
دل جو بھاگے ہے میرے سایے سے　　کہیں لپٹا کسی پری سے وہ[۵]
ذکر ہے بافت اس کی حیرت میں　　ہے منزہ خفی جلی سے وہ
جب سے اس نے لیا ہے دل ، مجھ کو　　سخت دیکھے ہے بے دلی سے وہ[٦]
آپ عاشق ہے اپنی صورت کا　　انس رکھتا ہے آرسی سے وہ

کیوں تو گریاں ہے اے مرے غمگیں
کاش پوچھے کبھی ہنسی سے وہ

﴿588﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ م۔ ۳۲۸ لفظ "کو" ندارد
۳۔ ب شعر ندارد
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضا
٦۔ م۔ ۳۲۸ سخت حیرت دیکھے ہے بے دلی سے وہ
ب شعر ندارد

﴾589﴿

جب تصور میں مرے اے ہمدم[۱] آتا ہے وہ   سب حواس و ہوش اپنے ساتھ لے جاتا ہے وہ
میں جو اب دیکھوں تو کرلیتا ہے نیچی اپنی آنکھ   ایک شب کے ساتھ سونے پر یہ شرماتا ہے وہ[۲]
غیر رہ جاتا ہے ششدر میری چالیں دیکھ کر   جب کہ تختہ نرد اپنے ساتھ کھلواتا ہے وہ[۳]
دل لگا ہے مجھ سے اُس کا اس قدر کچھ ان دنوں   دو گھڑی کو اپنے گھر جاؤں[۴] تو گھبراتا ہے وہ[۵]
اور باتیں کیا کہوں اس کی اسی[۶] میں لو سمجھ   ایک بوسے پر مجھے سو بار ڈہکاتا ہے وہ[۷]
پھر نہیں رہتی کسی کو تاب و طاقت بات کی   اپنی باتوں پر کبھی جو آہ آ جاتا ہے وہ
جب کہ عاشق دین و دنیا کو کرے اُس پر نثار   تب کہیں جھلکا کچھ اپنا[۸] آہ دکھلاتا ہے وہ
روبرو غیروں کے ہوجاتا ہے جس دم بس خفا[۹]   کیا کہوں ہمدم کہ جو جو مجھ سے فرماتا ہے وہ[۱۰]
جس کو راحت ایک شب ملتی ہے الفت[۱۱] میں کبھی   عمر بھر اے ہمدم[۱۲] پھر آہ دکھ پاتا ہے وہ[۱۳]

اس زمیں میں[۱۴] میں لکھ غزل غمگیں بدل کر قافیہ
مان کہنا اب زباں اپنی سے فرماتا ہے وہ[۱۵]

﴾589﴿ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] الف۔۲۰۳۔م۔۳۲۰۔ن۔۱۵۔ہمدموں
[۲] ر شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] م۔ ۳۲۱ جاوے
[۵] ر شعر ندارد
[۶] م۔ ۳۲۱ اس
[۷] ر شعر ندارد
[۸] ر۔ ۱۲۱ اپنی
[۹] طبق ش ۔۱۲۳
(الف۔۲۰۳ صقا)
[۱۰] برحاشیہ الف ۔ ۲۰۳
[۱۱] م۔ ۳۲۱ لفظ "میں" ندارد
[۱۲] الف۔۲۰۳۔ش۔۱۲۳۔ ہمدموں
[۱۳] حاشیہ الف۔ ۲۰۳
ر۔ م۔ شعر ندارد
[۱۴] م۔ ۳۲۱ لفظ "میں" ندارد
[۱۵] م۔ ش شعر ندارد

﴿590﴾

یہ نہیں معلوم سچ کہتا ہے یا ہنستا ہے وہ   دین و دنیا کے تو بدلے میں بہت ستا ہے وہ
رہ نوردِ بے خودی میں ہوگیا میں تو فنا   گو نہ پہنچا واں[۱] کہ جس بستی میں بس[۲] بستا ہے وہ[۳]
میری چھاتی پھٹتی اب ٹوٹی کمر جاتی ہے آہ   کچھ خبر ہے ہمدمو کس پر کمر کستا ہے وہ[۴]
اس میں اے دل یک سرِ مو فرق کچھ مطلق نہیں   جس کو ہونا ہو[۵] مقید زلف میں پھنستا ہے وہ[۶]
ہے ہجومِ چشمِ عشّاقاں زبس ہر عضو پر   نرگسِ شہلا کا گویا ایک گلدستا ہے وہ
اور رستے پھیر کے ہیں مانے[۷] یہ کہنا مرا   راہِ دل سے جا بہت نزدیک کا رستا ہے وہ

شب جو محفل میں نشے کی ذکر میرا آگیا
تو لگا کہنے کہ غمگیں ایک المستا ہے وہ[۸]

﴿590﴾ ش غزل ندارد
۱۔ الف۔۲۰۳۔م۔۳۲۱۔ب۔۱۸۸۔ن۔۵۲۔وہاں
۲۔ م۔ ۳۲۱ لفظ "بس" ندارد
۳۔ ر۔ ۱۲۱ گو نہیں پہنچا وہاں جس بستی میں بستا ہے وہ
۴۔ ب۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ایضاً ہے
۶۔ ب شعر ندارد
۷۔ ن۔ ۵۲ دیر میں پہنچے گا تو
۹۔ طبق م ۳۲۱ / ب ۱۸۸
(الف۔۲۰۴ ہو
ر شعر ندارد

ی

﴿591﴾

چشم کو جو ہے ایسی بے خوابی   کیا نہیں سوتے مردمِ آبی
جو ترے دل کو لوں وہ کہتے ہیں   کیا دلوں کی ہے ایسی کمیابی[۱]
یوں تڑپتا ہے دل کہ جوں بسمل   ہو کبوتر برنگِ سیمابی[۲]
حرف یابی جسے کہ حاصل ہے   اُس کے نزدیک کیا ہے شے یابی
غیر کی بات پر شب اے ہمدم   اُس نے دانتوں میں کیوں زباں دابی[۳]
وہ کہیں ہیں یہ کیا ہے اے غمگیں
وصل میں بھی تجھے ہے بے تابی

﴿591﴾ ر خ ع غزل ندارد
۱ـ ش ب شعر ندارد
۲ـ ب شعر ندارد
۳ـ ش ب شعر ندارد

﴿592﴾

جب سے کہ ہوش آیا ہے شور و عشق و مستی   ہم بے خبر ہیں اُس سے کہتے ہیں جس کو ہستی
ہموار[1] میکشی کر تو مے کدے میں اے دل   ارض و سما کی یکساں تا ہو بلندی پستی[2]
کوچے سوا تمھارے ہے سب جگہ سے وحشت   جنگل ہو خواہ گھر ہو ہو باغ خواہ بستی
گر مفت دیں کسی کو ہوتا گراں ہے لینا   عالم میں جنسِ دل سے دیکھی نہ چیز سستی
لی پہلے تونے چٹکی یا میں نے گدگدی کی   انصاف ہے یہ[3] اب کے، کی کس نے پیش دستی[4]
یہ آدمی زمیں سے پہنچے ہی نہ فلک پر   جو ہو بلند ایسا کیونکر نہ دیکھے پستی
اللہ اس کو کھووے جاوے کہیں عدم کو   میری رقیب ہمدم ہے میری آہ ہستی

ظاہر میں ہے مسلماں باطن میں ایک کافر
چھپ چھپ کرے ہے غمگیں واللہ بت پرستی[5]

﴿592﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ طبق-م ۴۱۷-ب ۲۳۵ ہموار
الف-۲٦۰-ہمواری
۲۔ ر شعر ندارد
۳۔ م ۴۱۸ لفظ "یہ" ندارد
۴۔ ر ب شعر ندارد
۵۔ ر شعر ندارد

﴿593﴾

گر میرے تصور میں وہ تصویر نہ ہوتی   تو مجھ سے طبیعت مری تسخیر نہ ہوتی
اُس شوخ کی صحبت نہ اگر ہوتی میسر[۱]   نسبت میں مری یہ کبھی تاثیر نہ ہوتی
صحرائے فنا ہی میں ٹھہرتا ترا وحشی   گردن میں اگر زلف کی زنجیر نہ ہوتی[۲]
بے تاب یہ دل گر نہ ہو جوں پارۂ سیماب   تو حُب ترے حق میں مری اکسیر نہ ہوتی[۳]
ہر شب کو نہ ہم منتظر اس طرح سے رہتے   اس لطف سے گر آپ کی تقریر نہ ہوتی[۴]
میں بے سروپا رشک سے قاصد ابھی مرتا   اُس خط کی گر اُس ہاتھ سے تحریر نہ ہوتی[۵]
گر قید دو عالم سے میں آزاد نہ ہوتا   مے خانے میں زاہد مری توقیر نہ ہوتی[۶]
واعظ تجھے ہوتی ہے گلگوں کی اگر قدر   تو مدرسے میں مستوں کی تکفیر نہ ہوتی[۷]
غمگیں یہ[۸] اگر عشق سا معمار نہ ہوتا
تو کون و مکاں[۹] کی کبھی تعمیر نہ ہوتی

﴿593﴾ ش- ن- ع غزل ندارد
[۱] ر ۱۴۱ ہوتی نہ اگر پیر مغاں سے مجھے الفت
[۲] ر شعر ندارد
[۳] خ- ر- ب شعر ندارد
[۴] ر خ شعر ندارد
[۵] ب- ر-خ شعر ندارد
[۶] ب ر شعر ندارد
[۷] ر ب شعر ندارد
[۸] ر ۱۴۱ لفظ ـ"یہ" ندارد
[۹] م ۴۶۱ کون مکاں

﴿594﴾

کیوں کر نہ عمارت رہے برباد ہماری   ہے صرف ہوا پر ہی یہ بنیاد ہماری
ہو جاتی ہے شکل اپنی اُسے یارو[۱] فراموش   جو شخص کہ صورت کو رکھے یاد ہماری
عادل سنے آواز تو ہو جائے وہ ظالم   تاثیر عجب رکھتی ہے فریاد ہماری
مرشد کے تصدق سے یہ عالم ہے ہمارا   رہتے ہیں غلامی میں سب آزاد ہماری[۲]
پھرتا ہو وہی نظروں میں جب قامت موزوں[۳]   کیا آنکھوں میں پھر ٹھہرے شمشاد ہماری
اس شوخ کو کیا ہائے لکھیں ہمدمو[۴] ہم آہ   لائق ہی نہیں لکھنے کے روداد ہماری[۵]
پگھلے ہے تپ عشق سے یاں ہڈی کا گودا   کرتا ہے عبث فصد تو فصاد ہماری[۶]
آنکھ اپنی کو کرتا ہے دمِ قتل وہ اب بند   یہ شکل سے بیزار ہے جلاّد ہماری
صورت ہی کہیں دیکھ کے جنگل کو نہ بھاگے   تصویر وہ کیا کھینچے گا بہزاد ہماری[۷]
ہم وحشی ہیں اے ہمدمو[۸] آزاد مقید   وحشت ہی پہ موقوف ہے معیاد ہماری
ہم داد طلب کرتے ہیں کیا[۹] قہر ہے اس سے   سنتا نہیں جو شوخ کہ بیداد ہماری[۱۰]
ناچار ہوا[۱۱] تب نام رکھا یاروں نے غمگیں
خوش دیکھی نہ جب خاطرِ ناشاد ہماری

﴿594﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔ ۱۳۲ یار
[۲] ر۔ ب شعر ندارد
[۳] ب۔ ۲۳۸ جب نظروں میں پھرتا ہو وہی قامت موزوں
[۴] الف۔۲۶۴۔م۔۴۲۵۔ب۔۲۳۸۔ہمدموں
[۵] ب شعر ندارد
[۶] ایضاً
[۷] ایضاً
[۸] الف۔۲۶۴۔م۔۴۲۵۔ب۔۲۳۸۔ہمدموں
[۹] م۔ ۳۲۶ / ب۔ ۲۳۸ بیداد ہے اس سے
[۱۰] شعر بر حاشیہ الف۔ ۲۶۵
[۱۱] ر۔ ۱۳۲ ہوں

﴾595﴿

مجھ[۱] مت کر کباب اے ساقی   کہیں دے چک[۲] شراب اے ساقی
ہو نہ جس کا حساب محشر میں[۳]   دے وہ مے بے حساب اے ساقی
مجھے جیسا کیا ہے مست و خراب   تیرا خانہ خراب اے ساقی[۴]
وہ پلا مے کہ مجھ میں اب[۵] تجھ میں   نہ رہے کچھ حجاب اے ساقی
روزہ داروں کو جو کرے سیراب   ہے نہایت ثواب اے ساقی[۶]
وہ مے ناب دے کہ پیری میں   ہو دوبارا شباب اے ساقی[۷]
وہ مجھے دے شراب ہو جس سے   بحرِ ہستی پیاب اے ساقی[۸]
دمبدم جام دے تو غمگیں کو
زندگی ہے حباب اے ساقی

﴾595﴿ ش۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ر۔ ۱۳۷ کر نہ مجھ کو۔۔۔۔۔۔
[۲] م۔ ۳۷۹ چکے
[۳] ن۔ ۷۷ ہوسکے حشر کو نہ جس کا حساب
[۴] ر شعر ندارد
[۵] ر۔ ۱۳۷ خ۔ ۱۴۰ ۔ اور
[۶] ب۔ ر شعر ندارد
[۷] ر شعر ندارد
[۸] خ۔ ر شعر ندارد

﴾596﴿

چھٹنے کی تم سے پھر نہیں عادت شراب کی　　صحبت میں بیٹھو زاہدو مت مجھ خراب کی
جس کو سوال پر ہیں مرے لاکھ اعتراض　　اُس سے طلب کروں کہو کس کس جواب کی
مملو ہے جو دماغ میں بوئے عرق تری　　ہرگز نزول کرتی نہیں بو گلاب کی
بے فکر و بے حساب پیا کر شرابِ ناب　　واعظ نہ رکھ تو فکر حساب و کتاب کی
کس طرح بے حجاب ہو اُس بے حجاب سے　　صورت ہی ہے حجاب کچھ اُس بے حجاب کی
برباد ہو نہ جائیں کہیں سیکڑوں کے گھر　　مت آہ شوخ لے کسی خانہ خراب کی
اپنا وہ منہ تو دیکھے کہ جو دیکھے منہ[1] ترا　　حاجت نہیں ہے یار تجھے کچھ نقاب کی
رندوں کے[2] مے پلانے کی ایسی ہے مجھ کو دھن　　جوں محتسب کو فکر رہے احتساب کی
وہ چشمِ مست ایسی چڑھی ہے نگاہ پر[3]　　کچھ ہوش جام کا نہ خبر کچھ شراب کی
غمگیں کہاں وہ پردہ نشیں اور تو کہاں
اپنے خیال میں تری باتیں ہیں خواب کی

﴾597﴿

یاد آئی بات جب اس یار کی　　میں نے وہیں آہ تب کی اک[1] بار کی
نبض دیکھ عیسیٰ نے میری یوں کہا　　کچھ نہیں تدبیر اس بیمار کی
دیکھنا یہاں تو ہے اب اس کا محال　　ہے توقع حشر پر دیدار کی
تو ہی جا بہر عیادت ایک دم　　جان لب پر ہے ترے بیمار کی
مجھ میں یہ طاقت نہیں اے تند خو　　جو اٹھاؤں ناخوشی ہر بار کی
اس کا کوچہ بھی تماشا ہے کہ روز　　جان جاتی ہے وہاں دو چار کی
عشق میں جو مجھ کو ہے غمگیں خطاب
سو بدولت ہے تری[2] سرکار کی

﴾596﴿　م۔ ن۔ ش۔ ب۔ ر۔ ع۔　　غزل ندارد
[1]　خ۔ ۱۴۲　　ترا　　نہ
[2]　ب۔ ۲۴۹　　کو
[3]　م۔ ۴۴۰　　لفظ "پر" ندارد
﴾597﴿　م۔ن۔ش۔ب۔ر۔ع　　غزل ندارد
[1]　الف۔ ۲۸۲۔　　ایک
[2]　خ۔ ۱۴۲۔　　ترے

﴿598﴾

حقیقت کچھ ہوئی مکشوف جس کو تیری قامت کی   تمنّا اس کو ہردم آہ رہتی ہے قیامت کی
میں اپنے دم سے صحرائے عدم ہر دم گریزاں ہوں   کہوں کیا تجھ سے ہمدم ہے یہ حالت میری وحشت کی
نہ رکھیے مجھ سے گر الفت عداوت ہی بھلا رکھیے   کہ تا معلوم ہو تاثیر مجھ کو اپنی الفت کی[۱]
ہمیں کثرت میں وحدت منکشف آخر ہوئی یارو   یہاں تک جان و دل سے ہم نے اس وحدت کی کثرت کی
دل اپنا صاف رکھ تو پاک الفت مجھ کو ہے تجھ سے   اگر کچھ جھوٹ ہو اس میں قسم ہے تیری عصمت[۲] کی
یہ نادم میں ہوا اک شب کو اُس کے ساتھ مے پی کر   کہ اس دن تک ندامت ہمدمو ہے اُس ندامت کی[۳]
شریعت سے قدم باہر نہ رکھنا دیکھ[۴] اے دل تو   حقیقت گو تجھے مکشوف ہے اپنی حقیقت کی
یہ مستغرق رہا دل ان بتوں کے عشق میں میرا[۵]   پرستش وہ بھی ان کی تھی خدا کی جو عبادت تھی
ہوا دعوئ آگاہی وہ کیا اے دل کہ اب تجھ کو   نہ آگاہی کی آگاہی ہے[۶] نہ آگاہی ہے غفلت کی[۷]

بدل کر لکھ ردیف اب اور اے غمگیںؔ غزل لیکن
کوئی دو چار بیتیں اس میں ہوں پند و نصیحت کی[۸]

﴿598﴾ ش- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ر شعر ندارد
[۲] ن- ۶۴ الفت
[۳] ر شعر ندارد
[۴] ن- ۶۴ اے دلا ہرگز
ر- ۱۲۸ دیکھ تو اے دل
[۵] ب- ۲۱۸ تیرا
[۶] م- ۳۸۹ لفظ "ہے" ندارد
[۷] ر شعر ندارد
[۸] ر- ن شعر ندارد

﴿599﴾

یاد ہے وہ[۱] بات تجھے رات کی[۲]   اب بھی کسک ہے مرے اس لات کی
کہتے ہیں وہ بات ہے جو میری چڑ   رنجھ ہی سے[۳] ہے تجھے اس بات کی
ایسے پری زاد کو لایا ہوں یاں[۴]   یار یہ کیا تونے طلسمات کی
ایک ذرا سی مری اُس بات پر   آپ نے سو حرف و حکایات کی
سب سے مری ترک ملاقات ہے   آپ سے جس دن سے ملاقات کی[۵]
جاؤں میں کس طرح سے کعبے کو شیخ   میری تو ہے خاک خرابات کی
آپ نہ آتے ہیں نہ جاتے کہیں[۶]   آج کدھر کہیے عنایات کی
مجھ کو کیا پانے سے بداعتقاد   شیخ جی یہ تم نے کرامات کی
اور بھی غمگیں یہ بدل کر ردیف
لکھیے[۷] غزل اپنے ہی حالات کی[۸]

﴿599﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱؎ م۔ ۳۸۳ لفظ "وہ" ندارد
۲؎ ن۔ ۸۴ یاد تجھے بات ہے وہ رات کی
۳؎ ن۔ ۸۴ ۔ ب۔ ۲۱۴ ہے ہے ہے
۴؎ الف۔ ۲۴۰۔م۔۳۸۳۔ن۔۸۴۔ب۔۲۱۴۔ یہاں
۵؎ ن۔ ۸۴ تجھ سے صنم جب سے ملاقات کی
۶؎ ن۔ ۸۴ آپ تو جاتے ہی نہیں ہیں کہیں
۷؎ ب۔ ۲۱۵ لکھی
۸؎ ن۔ ۸۴ غمگیں غزل ایک بدل کر ردیف
اور بھی لکھ اپنے تو حالات کی

﴿600﴾

خبر جب سے سُنی دل نے پری رو تیرے آنے کی   تو میں دیکھوں ہوں تب سے سیر کیا کیا اس دیوانے کی
قسم اللہ کی وُہ بُت مرے گھر آپ سے آیا   وہ کافر ہو مسلماں جس کی نیت ہو بلانے کی
رلا کر مجھ کو وہ ہنس کر لگے یوں غیر سے کہنے   کہ اس کم بخت کو بدخو ہے کیا میرے[1] ستانے کی
وہ ہی ہے رہنما اپنا وہ ہی[2] ہے ہادی و مرشد   ہمیں جو راہ بتلا[3] دے کوئی گھر اُس کے جانے کی
نہ آیا میرے دم میں ایک چھتیا ہے وہ ہمدم   طرح ہر چند ڈالی میں نے وہاں پٹس جمانے کی
یہاں[4] آتا رہا ہمدم گھر اپنے بھی نہیں رہتا   یہ بدخو ہوگئی ہے ہر کہیں اب اُس کو جانے کی
مریضِ عشق کی تیرے یہ حالت ہے کہ بستر سے   پرستاروں کو مشکل ہے بٹھانے[5] اور اٹھانے کی
نہ بھولوں گا میں اس پردہ نشیں کے بات درباں کی   مجھے گو فیلسوفی یاد ہے سارے زمانے کی
کوئی کافر عجب گمراہ تھا اُس سے خدا سمجھے   نکالی رسم یہ جس نے بتوں سے دل لگانے کی

شرابِ ارغوانی کی جوانوں کو تعجب[6] ہے
ہوس غمگیں کو[7] پیری میں بھی ہے پینے پلانے کی

﴿600﴾ ش۔ ب۔ ر۔خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ن۔ ۶۵ ٹسوے بہانے کی

[2] ن۔ ۶۵ ووہی ہادی ہے اور مرشد

[3] م۔ ۳۸۲ بتلاوے

[4] ن۔ ۶۵ یہاں آنے کا کیا امکان گھر۔۔۔۔۔

[5] م۔ ۳۸۲ اٹھانے اور بٹھانے کی

[6] ن۔ ۶۵ ترے دل میں

[7] ن۔ ۶۵ ہوس غمگیں ہے پیری میں بھی پینے اور لانے کی

﴿601﴾

جو جی میں لاتے ہیں ہم مے کدے سے جانے کی
کرے ہے ساقی وہیں فکرم مے پلانے کی
سخن قبول نہ جس جا[۱] ہو ہوشیاروں کا
سنے ہے کون وہاں بات مجھ دیوانے کی
سوائے خم نہیں ہم دورِ جام سے واقف
خبر ہے کس کو یہاں گردشِ زمانے کی
یہ کیا غضب ہے کہ جاتا ہے دل کھچا اُس طرف
سنی ہے جب سے کہ اس دلربا کے آنے کی[۲]
یہ گل کی طرف ہے مصروف بلبلِ شیدا
کہ باغباں کی خبر ہے نہ آشیانے کی
یہ بات کیا ہے کہ آیا تھا شب کوئی مہماں
تم آپ خوبی مگر دیکھو اس بہانے کی[۳]
ہوئی ہے ضعف سے بس مجھ کو ناتوانی یار
یہ شکل آہ ہے[۴] اب میری ناتوانی کی[۵]
خدا کے واسطے اب دعویٔ عشق مت کیجیو
کرے نہ یار کہیں فکر آزمانے کی
نہ آب ہے نہ خورش اُس کے عشق میں اے دل
مگر ہے فکر تجھے میری جان کھانے کی[۶]
شرابیوں کو وہ بخشے تو کیا عجب واعظ
خدا کے کس کو ہے معلوم کارخانے کی
اسی کی یاد بھلائے[۷] دے گی تجھ کو اے غمگیں
تو فکر اپنی نہ کر اور کچھ بھلانے کی

﴿601﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ا۔ م۔ ۴۳۱ لفظ "ہو" ندارد
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ م۔ ۴۳۱ اب ہے
۵۔ ب شعر ندارد
۶۔ ایضاً
۷۔ م۔ ۴۳۱ بھلاوے

﴿602﴾

اس شعلہ رو سے جب سے مری آنکھ جا لگی
کیا جانے تب سے سینے میں کیاآگ آ لگی
کعبے میں وہ ظہور ہے جو بت کدے میں ہے
اے شیخ منصفی سے تو کہیو خدا لگی
پا تک بھی دسترس نہ ہو مجھ کو یہ رشک ہے
اور تیرے ہاتھ میں رہے قاتل حنا لگی
آگے[۱] ہی وصل میں مری حالت تباہ تھی
یہ اور کیسی ہجر کی پیچھے بلا لگی[۲]
دشنام تم نے مجھ[۳] کو جو دی تو میں خوش ہوا
اور میں نے دی دعا تو تجھے بددعا لگی
وہ غنچہ لب جو خندہ زناں ہے چمن میں آج
شاید گلوں کے کھلنے کی اُس کی ہوا لگی
خوابیدہ بخت نے وہیں بیدار کر دیا
تیرے خیال میں جو یہ آنکھ اک ذرا لگی
غمگیں جو ایک آن پہ تیری ادا ہوا
کیا خوش ادا اُسے تری اے خوش ادا لگی

﴿603﴾

میں مر ہی جاؤں گا موت آہ گر نہ آوے گی
شراب شیشے میں جس دم نظر نہ آوے گی
شب وصال میں ظالم یقیں نہ تھا یہ مجھے
کہ مہر مجھ پہ تجھے تا سحر نہ آوے گی
یقیں ہوا ہے نہ ہو گا کہ ہے کمر تیرے
ہمارے ہاتھ یہ جب تک کمر نہ آوے گی
معاف کر مری تقصیر جو ہوا سو ہوا
نشے میں بات یہ پھر ہمدگر نہ آوے گی
نہ جب تلک کہ ہو نقصان دین یہ دنیا آہ
کسی کے ہاتھ کبھی بے ضرر نہ آوے گی
ہمارے اس دلِ بے تاب کو کہیں تسکیں
ہزار لیے پھرو بن اس کے گھر نہ آوے گی
یقیں ہے اس شب ہجراں کی آہ اے ہمدم
قیامت آوے گی لیکن سحر نہ آوے گی
مقدمے میں نہ باتیں بتا تو شب کی یار
کہ تیرے گھر کی مجھے اور خبر نہ آوے گی
گلہ ہے نامہ بروں کا عبث میاں غمگیں
ہوا بھی جاکے ادھر پھر ادھر نہ آوے گی

﴿602﴾ م ن ب ر ع غزل ندارد
۱۔ ش ۷۲ پہلے
۲۔ خ شعر ندارد
۳۔ ش ۲۷ مجھ کو دیے

﴿603﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

﴿604﴾

یہی اب مشورہ دیتی ہمیں تقدیر ہے اپنی　　کہ جو تقدیر میں ہے تو سمجھ تدبیر ہے اپنی
یہاں تک دل کو اپنے آہ اس وحشت سے وحشت ہے　　کہ وہ وحشت ہی گویا ہوگئی زنجیر ہے اپنی
خیال اس کے دہن کا آکے گنجائش نہیں پاتا　　طبیعت ان دنوں میں[۱] اس قدر دلگیر ہے اپنی[۲]
وہ آئینے میں نقشہ دیکھ کر اپنا لگے کہنے　　عجب صورت کی کچھ واللہ یہ تصویر ہے اپنی[۳]
شبیہ یوسف کی اپنی دیکھ کر بولے مصور سے　　یہی پڑتا ہے دھوکا کون سی تصویر ہے اپنی[۴]
نہ اس کو بے قراری کچھ نہ تسکیں[۵] ہم کو ہوتی ہے　　عجائب ہمدمو یہ آہ بے ہے تاثیر ہے اپنی
توقع جس کے استحکام کی اک دم نہیں ہمدم　　نہایت آہ بے بنیاد یہ تعمیر ہے اپنی
کسی کو جو نہ کہنا[۶] ہو سو وہ وہ ہم کو کہتے ہیں　　اب اُس محفل میں ایسی عزت و توقیر ہے اپنی[۷]
وہ ابرو کے اشارے سے کہیں ہیں مجھ کو اے غمگیں[۸]
عجب کچھ دم خم و جوہر کی یہ شمشیر ہے اپنی

﴿604﴾	ش۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ن۔ ۸۴	کچھ
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ن	شعر ندارد
۴۔	حاشیہ الف م۔ ر	شعر ندارد
۵۔	ب ۲۲۰	دل
۶۔	ن ۸۴	کہتا
۷۔		شعر ندارد
۸۔	ن۔ ۸۵	اشارہ کرکے ابرو کی طرف کہتے ہین وہ غمگیں

﴿605﴾

جس شخص کو ہر شے میں کہ اُس نور کی سوجھی　　نزدیک میرے اُس کو بہت دور کی سوجھی
اثبات کیا جس نے اُس سے نفی کر اپنی[۱]　　باللہ[۲] کہ اُس شخص کو منصور کی سوجھی
خوں جاری شب و روز جو اس رخنے سے دیکھا　　مردم کو مری چشم پہ ناسور کی سوجھی
سینہ جو مشبک ہے یہ اُس[۳] تیر مژہ سے　　کیا اِس پہ مجھے خانہ زنبور کی سوجھی
اُس شوخ کے دل نذر کیا جس نے کہ اُس کو　　داعی جو سلیماں کا تھا اُس مور کی سوجھی[۴]
ہر بات میں وہ کرنے لگا جبکہ تغافل　　تب آہ و فغاں اور مجھے شور کی سوجھی[۵]
غمگیں مجھے ان آبلہ دل پہ تمھارے
بس دیکھتے ہی خوشہء انگور کی سوجھی

﴿606﴾

کہتے ہیں اُس کو میری محبت نہیں رہی　　مجھ سے تو غیر کو بھی عداوت نہیں رہی
اس دشمنی کو دیکھیے میرا رقیب جان　　اب غیر سے بھی اُس کو مروت نہیں رہی
مجھ کو اک اور سے وہ لگا کر کہے ہے شوخ　　پہلی سی تجھ کو میری محبت نہیں رہی
کیا روزِ ہجر کی میں کہوں اُس کے وصل میں　　کس شب کو یار مجھ پہ قیامت نہیں رہی
میرے مرض کی مجھ سے وہ تب پوچھتا ہے بات[۱]　　جب مجھ کو بات کرنے کی فرصت نہیں رہی
ناخن بھی گھس گئے کہیں قاتل شتاب آ　　اب زخم دل میں میرے حلاوت نہیں رہی
کیا عاشقوں کے خون سے اب دھوئے تو نے ہاتھ　　جو چھچھی وہ منہدی کہ رنگت نہیں رہی
غیروں کو رنج دے ہے تو اٹھتا ہے دل کو لطف　　اب ہم کو اپنے رنج میں لذت نہیں رہی
غمگیں ہزار شکر کہ ہجراں میں مرگیا
محشر میں مجھ کو اُس سے خجالت نہیں رہی

﴿605﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
اس غزل میں غمگین نے دور، منصور کے ساتھ "شور" کا قافیہ باندھا ہے۔
[۱] ش۔ ۷۳ آپ
[۲] ش۔ ۷۳ باالله
[۳] ش۔ ۷۳ اسی
[۴] ن۔ ش شعر ندارد
[۵] ایضاً

﴿606﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ن۔ ۷۵ میرے مرض کا مجھ سے وہ اب پوچھتا ہے حال
یہ غزل نسخۂ اول ۲۹۳ پر اس عبارت کے ساتھ درج ہے کہ "غزل دویم اوّل نوشتہ شد"

﴿607﴾

ہم مر کے خوش ہوئے کہ مشقت نہیں رہی
دل نے کہا کہ حشر و قیامت نہیں رہی[۲]
کس وقت میرے بالیں پہ آیا ہے دیکھنا
جب آنکھ کھولنے کی بھی قدرت نہیں رہی
اے کاش زندگی میں بھی نکلے[۳] ایک آہ
اب مرگ کے سوا کوئی حسرت نہیں رہی
جب سے کہ دختِ رز سے گرفتار ہو گئے
کچھ شیخ جی کی رندوں میں حرمت نہیں رہی
یہ دام سے تعلق خاطر ہے ہم صفیر
بالکل چمن کی اب ہمیں الفت نہیں رہی
کہتے ہیں مجھ کو وہ کہ اٹھایا ہے اس نے سر
جب مجھ میں سر اٹھانے کی طاقت نہیں رہی
اے شوخ اپنی بزم میں مت دے مجھے شراب
یہ اب شراب پینے کی صحبت نہیں رہی
زاہد کیا ہے جب سے کہ طوف[۴] حریمِ دل
کچھ حج کے ہم کو جانے کی حاجت نہیں رہی
غمگیں غزل تو اور بھی لکھتا ہے پر[۵] ہمیں
تیری غزل کے سننے کی طاقت نہیں رہی

﴿608﴾

موزوں کریں ہیں اُس کو جو بات دل میں آئی
ہم کو نہیں کسی سے کچھ طبع آزمائی
اس تُند خو کے اے دل مت آج سامنے جا
ایسا نہ ہو کہ کل کو دیتا پھرے دہائی
یا چکنی چپڑی دل سے کرتے تھے ہم سے باتیں
یا آہ اب یکایک دیتے ہو یوں رُکھائی
تم آپ لاکے بیٹھے بوتل گلاس صاحب
بندے نے آپ کے کب اُس شب کو مے پلائی
کہتا تو سچ ہے ہمدم ناچار ہوں کروں کیا
لگتی بھلی ہے دل کو جو وہ کرے برائی[۱]
تشخیص تیری دیکھی بس اے طبیب ہم نے
نسخے میں کون سی ہے اس درد کی دوائی[۲]
ق
مے کے نشے میں کل شب کہنے لگے وہ مجھ سے
کافر ہو آج سے گر تجھ سے رکھے جدائی
دل کی کدورت ان کی آبِ عنب نے دھوئی
صدقے ہوں دختِ رز کے کیا جلد کی صفائی
رکھ دل کی دل میں غمگیں اپنے نہ لا زباں پر
جو بات منہ سے نکلی ہوتی ہے وہ پرائی

﴿607﴾ ش ب ر خ ع غزل ندارد
۱۔ ن ۸۲ دل آہ بول اٹھا کہ قیامت نہیں رہی
۲۔ ن ۸۲ میں سطر کے نیچے الگ خط میں لفظ " یہ" لکھا ہے
۳۔ ن ۸۲ درگاہ دل کا طوف
۴۔ ن ۸۲ اور
﴿608﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ ب شعر ندارد

﴿609﴾

بلبل چمن میں نالاں بے اختیار آئی   ہشیار ہو دیوانو پھر نو بہار آئی
بھولے سے یاد اس نے شاید کہیں کیا ہے   ہچکی جو مجھ کو ہمدم دو چار بار آئی[۱]
چشمِ حیا ہے نرگس اس چشم سے تجھے کیا   خاک چمن سے باہر جو شرمسار آئی[۲]
دونو جہاں سے بالکل دل اٹھ گیا ہمارا   ایسی طبیعت اُس پر کچھ ایک بار آئی[۳]
مجھ پاس اس نشے میں آیا ہے تو جو شب کو   اس وقت جی میں ایسی کیا میرے یار آئی[۴]
اہل دول کے جھوٹے ہیں اعتبار سچ ہے   دنیا نظر ہمیں بھی بے اعتبار آئی[۵]
بلبل کو دیکھ گل کو مجھ کو گلے لگایا   کیا جی میں تیرے سچ کہہ اے گلعذار آئی[۶]
تڑپے ہے دل قفس میں بے اختیار میرا   فریاد ہم صفیر و ے و فصلِ بہار آئی
پردے میں جو کہی تھی پیرِ مغاں نے غمگیں
وہ ہی نظر حقیقت اب آشکار آئی

﴿609﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ب شعر ندارد

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً

[۴] ایضاً

[۵] ایضاً

[۶] ایضاً

[۷] طبق م۔ ۴۴۸ /ب۔ ۲۵۴ (الف۔ ۲۷۷۔ ہمصفیر)

﴿610﴾

دے مجھے کس طرح وہ دکھلائی   جو مری چشم کی ہو بینائی
اُس کی کس طرح میں سنوں آواز   جو مرے گوش کی ہے[1] شنوائی
عقل میں کس طرح سے[2] وہ آوے   ہے وہی میری عقل[3] و دانائی
کام کرتا ہے وہ مرے سب اور   مجھ پہ کرتا ہے کارفرمائی[4]
جان اُس کو حبابِ بحرِ عدم   یہ جو گنبد ترا ہے مینائی[5]
میں جو دیتا ہوں عقل مجنوں کو   تو وہ مجھ کو کہے ہے سودائی[6]
جس کی کوئی جگہ نہیں غمگیں
جس جگہ دیکھو ہے وہ ہرجائی[7]

﴿610﴾ ش۔ ع۔ غزل ندارد

[1] م۔ ۴۰۸ لفظ "ہے" ندارد / ر۔ ۱۳۰۔ ہو

[2] ر۔ ۱۳۰ آدھا مصرع مٹا ہوا ہے

[3] خ۔ ۱۴۱ عقل دانائی

[4] ر۔ شعر ندارد

[5] ن۔ شعر ندارد

[6] ب۔ شعر ندارد

[7] ر۔ شعر ندارد

﴿611﴾

یاں تلک آہ گر آتا کوئی   جان سے کاہے کو جاتا کوئی
چھوڑتا کاہے کو میں گھر اپنا   اپنے گر گھر میں بلاتا کوئی
مے سے کس واسطے کرتے توبہ   اپنے گر[1] ساتھ پلاتا کوئی
چونک چونک اٹھتے نہ[2] نیند سے ہم   اپنے گر پاس سلاتا کوئی
جب سے ان آنکھوں نے دیکھا اُس کو   اب نظر ہی نہیں آتا کوئی
ہم اگر ہنسنے کے قابل ہوتے   کیوں ہمیں آہ رلاتا کوئی
میں نہ مرتا کبھی اُس صورت سے   شکل گر اپنی دکھاتا کوئی[3]
دکھ یہ کاہے کو اٹھاتا میں اگر   اپنی محفل میں بٹھاتا کوئی
مر ہی جاتے نہ کبھی بچتے ہم   گر تصور میں نہ آتا کوئی
جب سے ان آنکھوں نے دیکھا تجھ کو   اب نظر ہی نہیں آتا کوئی
دل اگر قابو میں ہوتا غمگیں
کس لیے ہم کو ستاتا کوئی

﴿611﴾ ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ن۔ ۸۴ گو

[2] م۔ ۳۷۴ نہ یوں نیند سے

[3] حاشیہ الف۔ ۲۳۵ م۔ ن شعر ندارد

﴿612﴾

آج یہ واں[1] کرے خبر کوئی   کل کلاں کو نہ جائے مر کوئی
زندگی میں تو ترے وصل سے شوخ   نہ ہوا ہائے بہرہ[2]ور کوئی
شرط کرتے ہیں تو اٹھالے نقاب   دیکھیں دیکھے تو آنکھ بھر کوئی
تجھ سے رکھے نگاہ جو دل کو   ہمیں آتا نہیں نظر کوئی
راہ میں بیٹھتا ہوں یہاں گہ وہاں   شاید آنکلے تا ادھر کوئی
کیا بلا ہے وہاں کہ وہاں جا کر   نہیں پھرتا ہے نامہ بر کوئی
جس کے گھر میں کبھی وہ آتا ہو   اُس کے ہمسایہ لے دے گھر کوئی
روز جاتا ہوں اس کے کوچے میں   لاوے مجھ سا تو دل جگر کوئی
دمبدم دیکھتا رہوں ہوں میں   دیکھتا ہو نہ تا ادھر کوئی
آج گر شام کو نہ آیا وہ   مر ہی جاوے گا تا سحر کوئی
بزم میں اپنی دیکھ مجھ کو کہا ق   در پہ درباں نہیں مگر کوئی
اب تو بازار ہوگیا ہے یہ گھر   گھس گھس آیا یہاں ہے ہر کوئی

ہو منزّہ عدم وجود سے جو
ڈھونڈے غمگیں اُسے کدھر کوئی

﴿612﴾ ب- ش- ر- ن- خ- ع-   غزل ندارد

[1] الف-۲۶۳-م-۴۲۳-وہاں

[2] طبق - م- ۴۲۳ (الف- ۲۶۳ بہرور)

﴿613﴾

کسی میں تم میں سے ہمت ہو تو پلاؤ کوئی
مجھے نہ ساقی سے اے مے کشو بھڑاؤ کوئی
میں تم کو غیر سمجھتا ہوں عقل و ہوش و حواس
تم اُس کے کوچے میں مت میرے ساتھ آؤ کوئی
سوائے میرے کسی کو بھی بزم میں اُس کے
نہیں منائی کوئی آؤ اور جاؤ کوئی
ہزار خوبوں سے دل کو لگاؤ پر یارو
خدا کو مانو مت اس بت سے دل لگاؤ کوئی
کچھ اُس کی بزم میں میرا بھی ذکر ہوتا ہے
خبر تم اپنی مجھے دوستو سناؤ کوئی[1]
نہ ہو یہ کنگرۂ عرشِ بام ہی اُس کا
یہاں جو پہنچے سو اے دل نہیں لگاؤ کوئی
خفا میں جان سے بیٹھا ہوں دل کے ہاتھوں سے
جو تم سے روٹھوں تو یارو مجھے مناؤ کوئی
دکھائی دے نہ دکھائے سے جو چھپے نہ چھپائے
چھپاؤ مکھڑے کو گو ایسے یا دکھاؤ کوئی
مری نظر میں تو ہجراں کے غم سے اے غمگیں
سوائے مرنے کے جی کا نہیں بچاؤ کوئی
جو بات اُس میں ہے بے ساختہ وہ آہ کہاں
ہزار سادہ رہے یا کرے بناؤ کوئی
بدل کے قافیہ لکھتا تو ہوں غزل غمگیں
مگر جو لطف ہو اُس میں سو وہ بتاؤ کوئی[2]

﴿613﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

[1] ب شعر ندارد

[2] ب شعر ندارد

﴿614﴾

سنے نہ جو اسے آواز کیا سنائے کوئی
کہاں تلک کرے دن رات ہائے ہائے کوئی
یقیں ہے اُس کو ہوئی ہوگی نہ فلک کی سیر
کہیں جگہ سے جو اپنی نہ جائے آئے کوئی
ہزار چند منائے سے اور جو روٹھے
بھلا بتاؤ تو کیونکر اُسے منائے کوئی
قریب کا کروں جوں جوں کہ قصد ہو وہ بعید
قریب اس کے کہو کس طرح سے جائے کوئی
جو عینِ دل ہی ہوا ہووے کرتے کرتے یاد
کہو دل اپنے سے کیونکر اسے بھلائے کوئی
عیاں وہیں سے ہو صاحب نظر کی آنکھوں میں
جو ہفت پردۂ دل میں اُسے چھپائے کوئی
قسم خدا کی نہ بھولوں میں ووہیں لوں پہچان
ہزار مشکل سے صورت اگر دکھائے کوئی
نہ کل تلک رہے کچھ ہوش وصل و ہجر اے یار
شراب آج مجھے اس قدر پلائے کوئی
جو میرے رونے پر ہنسنا ہے یار کا موقوف
اُسے ہنسائے بلا سے مجھے رلائے کوئی
تو دیکھ دیکھی ہیں وہ آنکھیں ہم نے اے ہمدم
ہماری آنکھوں میں کیوں کر بھلا سمائے کوئی
وہ شب کو بزم میں کہنے لگے یہ غیروں سے
کہ شرط بدتی ہے غمگیں کو گر ہنسائے کوئی

﴿615﴾

شب کو اُس مہ سے جو مدت میں ملاقات ہوئی
تو نصیبوں سے وہاں اور ہی کچھ بات ہوئی
پاؤں سہلائے ہیں بس صبح تلک اس کے سوا
شب کو یہ کہیے کہ کیا مجھ سے یہ[1] حرکات ہوئی[2]
ہم کبھی گھر میں گئے اُس کے تو پھر اے ہمدم
گالیوں کے نہ سوا اور مدارات ہوئی
مر ہی جاتا میں اگر آج نہ آتا شب کو
تجھ سے بے شبہ یہ اے شوخ کرامات ہوئی
کل سرِ شام جو محفل میں مری طرف سے آہ
سو رہیں چل کے یہ آنکھوں میں اشارات ہوئی
تو وہ جھنجھلا کے لگے کہنے یہ مجھ سے ہے ہے
پھر ستانے کو مرے تیرے لیے رات ہوئی
مجھ سے آزردہ وہ جس سے کہ ہوئے تھے غمگیں
رات کو ہائے نشے میں وہی پھر بات ہوئی

﴿614﴾ ش- ن- ب- ر- خ- ع- غزل ندارد
﴿615﴾ ش- ر- خ- ع- غزل ندارد
[1] م- ۳۸۰ / ن ۲۹ وہ
[2] ب شعر ندارد

ے

﴾616﴿

ہم ان کے گھر میں کسی ڈھب جا نہیں سکتے   غضب ہے یہ کہ وہ آویں تو آ نہیں سکتے
محال ہے کہ بلاویں ہمیں وہ اپنے گھر   مگر بلائیں جو ہم سو بلا نہیں سکتے[۱]
دکھاؤ پیارے کسی شکل خواب میں صورت   جو اور شکل سے صورت دکھا نہیں سکتے
یہ بے قراری سے میری اب ان کو خطرہ[۲] ہے   کہ محفل اپنی میں مجھ کو بٹھا نہیں سکتے
اسے ہے جس سے کہ الفت ہم اس کی سی صورت   کسی بھی[۳] شکل سے اپنی بنا نہیں سکتے[۴]
دل اس کا جس سے ہے مالوف اس کی سی صورت   ہم اپنی کیونکہ بناویں بنا نہیں سکتے[۵]
جو ہم کو رو رو سناتے تھے حالِ دل اپنا   اب ان کو حال ہم اپنا سنا نہین سکتے[۶]
جو دیکھتے ہیں اُسے دیکھتے ہی رہتے ہیں   پلک ہلائیں[۷] تو ہرگز ہلا نہیں سکتے
بتا وہ پردہ نشیں کس طرح ملے ناصح[۸]   جسے کہ اپنے بیگانے[۹] ملا نہیں سکتے
جو ہم کو آکے مناتے تھے لاکھ منت سے   اب ان کو ہم یہ ستم ہے منا نہیں سکتے[۱۰]

بدل کے بحر تم اس بحر کے سوا غمگیں
غزل اک اور ہمیں کیا سنا نہیں سکتے[۱۱]

﴾616﴿ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[۱] برحاشیہ الف ۲۲۰۔
م۔ ن۔ ب   شعر ندارد

[۲] الف، ب۔ م۔ ش۔ ن   خطرا

[۳] ب ۲۰۴   ہی

[۴] ش۔ ن۔   شعر ندارد

[۵] الف۔ م۔ ب۔ ش۔   شعر ندارد

[۶] ش۔ ۷۶/ ن۔ ۸۱۔   اب اپنا حال ہم ان کو سنا نہیں سکتے
ب۔ شعر ندارد

[۷] ن۔ ۸۱ / ش۔ ۷۶   ہلاویں

[۸] ایضاً   غمگیں

[۹] ایضاً   پرائے

[۱۰] م۔ ش۔   شعر ندارد۔
بر حاشیہ الف ۲۲۰

[۱۱] ش   شعر ندارد

﴿617﴾

تم مجھے مے پلا نہیں سکتے　　کیا وہ توبہ تڑا نہیں سکتے
ہم چلے آئے یار کعبے سے　　پر ترے در سے جا نہیں سکتے
محو ایسے ہیں کس کے دھیان[۱] میں ہم　　کہ پلک بھی ہلا نہیں سکتے
ہم نے ایسا صنم کیا ہے خدا　　جس کے بندے کہا نہیں سکتے[۲]
ہم تصور سے اس کے اے ہمدم　　اپنی پٹس جما نہیں سکتے[۳]
وہ[۴] وہ پردہ نشیں ہے جس کو ہم　　ق[۶] دھیان میں اپنے لا نہیں سکتے[۵]
شب نشے میں ہوئی وہ ہم سے بات　　کہ اب اُن کو منا نہیں سکتے[۷]
کیا غضب ہے کہ اپنے حق میں یار　　بات بھی کچھ بنا نہیں سکتے[۸]
یارو اغیار دونو اے غمگیں
ایک دل میں سما نہیں سکتے[۹]

﴿617﴾ ش- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ن- ۵۹ دنیا نمیں
[۲] ب- ر- شعر ندارد
[۳] ر شعر ندارد
[۴] حاشیہ الف ۲۲۰ ب- م- ر شعر ندارد
[۵] ر- ۱۲۷ تو
[۶] ب لفظ "قطعہ" ندارد
[۷] ب- ر شعر ندارد
[۸] ن- ۵۹ یار بھی ہائے اس مقدمے میں
بات کچھ بس بنا نہیں سکتے
[۹] ب شعر ندارد

﴿618﴾

ہمیشہ وصل ہی میں اُس کے جو اوقات کو کاٹے　　جدائی کی میاں غمگیں وہ کیونکر رات کو کاٹے
بھلا وہ کب سنے اس قصۂ جانکاہ کو ہمدم　　ہمیشہ جو بھری مجلس میں میری بات کو کاٹے
لگا سکتا نہیں میں ہاتھ اُس کا کل کو اس ڈر سے　　مبادا ہے وہ افعی اڑ کے میرے ہاتھ کو کاٹے
تڑپھتا دل ہے جوں بجلی گھٹا جاتا ہے جی ہر دم　　ترے اس ہجر میں کیونکر[1] کوئی برسات کو کاٹے

سحر سے شام تک ہے آہ وزاری آہ اے غمگیں
کہاں تک ہجر کے اب کوئی مکروہات کو کاٹے

﴿619﴾

دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے　　ہاتھ ہم جان سے بھی دھو بیٹھے
ہمدمو جی نہ چاہے اٹھنے کو　　اُس کی باتیں اگر سنو بیٹھے
ہم نے کچھ عشق میں نہ پایا آہ　　اور دل کو گرہ سے کھو بیٹھے
دل تو پہلے ہی بہہ گیا خوں ہو　　آخرش اب جگر کو رو بیٹھے
شب کو تلوے لگا میں سہلانے　ق　تو وہ بولا[1] پرے رہو بیٹھے[2]
اب نہ آویں گے ہم تمھارے ہاتھ　　کفِ افسوس تم ملو بیٹھے[3]

در سے اُس کے نہ جاؤ دیر و حرم
تم تو غمگیں یہیں رہو بیٹھے

﴿618﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع　غزل ندارد
[1] الف　۲۸۹　کیونکہ
﴿619﴾ ش- خ- ع-　غزل ندارد
[1] م-　۳۸۲　بولے
[2] ر-　شعر ندارد
[3] ایضاً

﴾620﴿

اُس پاس سحر تک کوئی گر شام سے بیٹھے   ممکن ہے کہ وہ دو گھڑی آرام سے بیٹھے
دیکھا نہ مجھے آنکھ اٹھا کون گھڑا ہے   کرتے وہ رہے شغل مے و جام سے بیٹھے
اک چپ کی سی لگ جاتی ہے بس دیکھ کے اس کو   جو بولتے ہیں اپنی دلارام سے بیٹھے
نیچے کھڑے رہنے کی نہیں رہتی ہے طاقت   وہ دیکھیں ہیں جب مجھ کو لب بام سے بیٹھے
گلچیں کے ہم ہاتھ سے چھوٹ آہ قفس میں   کیا چین سے صیاد اور آرام سے بیٹھے
راتوں کو کھڑے پھرتے ہیں بس جس کے لیے اُس پاس   اک دن بھی نہ ہم عشرت و آرام سے بیٹھے
کیوں منتظر اس شوخ کے غمگیں ہوئے تم جو
چلنے سے رہے پھرنے سے سب کام سے بیٹھے

﴾621﴿

ایسی[۱] بد خو کی چاہ کیا کیجیے   اور نہ کیجیے تو آہ کیا کیجیے
چھوڑنا آہ بت پرستی کا   ہے کبیرہ[۲] گناہ مت کیجیے
خوف دیں ہے مجھے کہ وہ کافر   ہے خدا کی پناہ کیا کیجیے[۳]
اُس کے کوچے کی آہ اے ہمدم   نہیں آتی ہے راہ کیا کیجیے
وہ یہ کہتے ہیں تو ہے ہرجائی
تجھ سے غمگیں نباہ کیا کیجیے[۴]

﴾620﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ الف۔۲۷۴۔م۔۴۴۳۔ب۔۲۵۰۔ایک
۲۔ ایضاً
۳۔ ب شعر ندارد
﴾621﴿ م ن ب ع غزل ندارد
۱۔ خ ۱۴۴ ایسی
۲۔ ش ۸۹ کبیرا
۳۔ خ شعر ندارد
۴۔ ر شعر ندارد

﴿622﴾

کھولے ہیں اُس نے دیکھ کے بند قبا مجھے　　کچھ اور طور کی یہ لگے ہے ہوا مجھے
بڑھ جائے جس سے اور بھی آزارِ عشق آہ　　تو اے طبیب دے کوئی ایسی دوا مجھے
پیتا تو میں ہوں اور چڑھی ہے انھیں شراب　　کہتے ہیں یہ جو لوگ برا اور بھلا مجھے
تسکینِ دل جو چاہو نہ ہووے گی ہمدمو　　لو وصل بھی قبول کیا اور ہوا مجھے
ہے جائے رشک بیٹھ نہ تنہا تو میرے پاس　　کچھ اعتبار شوخ نہیں ہے مرا مجھے
کرتا ہے قتل غمزہ ہر اک آن دل کو آہ　　دیتی ہے جانِ تازہ تری ہر ادا مجھے
اُس چشمِ مست سے ہوئی جب سے دو چار چشم　　دن رات اک نشہ سا رہے ہے چڑھا مجھے
آئی ہے نیند سوئیے اتنی سی بات پر　　کیا کیا نہ شب کو بزم میں تو نے کہا مجھے

ہر چند ہے یہ دل، دلِ بے مدعا مگر
غمگیں نہیں ہے اس سے بھی کچھ مدعا مجھے

﴿622﴾ ش- ر- خ- ع　　غزل ندارد

﴿623﴾

سمجھا[1] ہے تو نے اے ستم ایجاد کیا مجھے — خوش تر تری وفا سے ہے جور و جفا مجھے
دل کا یہ رنگ ہو[2] جو تجھے دسترس ہو یاں[3] — کہتی زبان لال سے ہے وہ حنا مجھے
میں نے کہا نہ جن کو نشے میں بھلا برا — وہ بے نشہ کہیں ہیں برا اور بھلا مجھے
تیری طبیعت اور ہے میرا مزاج اور — ناحق شراب دیکھ نہ ظالم پلا مجھے
مور و ملخ سے کم ہے جہاں عاشقوں کی قدر — لے اپنے پاؤں ہائے گئی واں قضا مجھے
ایسی پلا شراب نہ اترے کبھی نشہ — طاقت نہیں خمار کی اب[4] ساقیا مجھے
ہجراں ہو خواہ وصل ہو ہر حال میں مگر — منظور صرف یار ہے[5] تیری رضا مجھے
بیگانہ جانے[6] میں ہے راحت بہت اسے — ہو لاکھ رنج سمجھے وہ گر آشنا مجھے

غمگیں غزل ایک اور بھی لکھ اس زمیں میں تو
بھاتا ہر ایک شعر ہے دل سے ترا مجھے

﴿623﴾ ش ب ر خ ع غزل ندارد
[1] ن ۶۸ سمجھا یا
[2] ن ۶۸/ م ۳۰۲ تو
[3] طبق م ۳۰۲/ن ۶۸ (الف ۲۵۱ لفظ "یہاں" ندارد
[4] ن ۶۸ اے
[5] ن ۶۸ سے
[6] الف ۲۵۱ جانتے

﴿624﴾

اب تو کہتے ہیں سب خراب مجھے   اور دے ساقیا شراب مجھے
وصل ہو یا وصال ہو اے کاش   نہیں ہجراں کے غم کی تاب مجھے
ترے وعدے سے آہ وعدہ خلاف   اور ہوتا ہے اضطراب مجھے
اک نظر بھر تو دیکھنے دے اُسے   نہ جلا دیدۂ پُر آب مجھے
اب تو ہمدم ہر ایک ذرّے میں   نظر آتا ہے آفتاب مجھے
بو پسینے کے مت سنگھا اپنی   راس آتا نہیں گلاب مجھے
جب کسی نوجواں کو دیکھوں ہوں   یاد آتا ہے شباب مجھے[۱]
ان بتوں سے ہے زندگی ورنہ   دے چکا ہے خدا جواب مجھے[۲]
اس پری کے خیال میں ہمدم[۳]   ہائے کیا ہو گر آئے خواب مجھے[۴]
ہے یہی اب خیال اے غمگیں
کہ نہ آوے خیال خواب مجھے[۵]

﴿624﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[۱] م خ شعرندارد
[۲] حاشیہ الف ۲۴۲ م خ شعر ندارد
[۳] ن ۵۵ غمگیں
[۴] حاشیہ الف ۲۴۲ م خ شعر ندارد
[۵] ن شعرندارد

﴾625﴿

جو تجھ کو دینی ہے دے ساقیا شراب مجھے　　خراب کر نہ تو اے خانماں خراب مجھے
بتوں کی دید کو اپنی خوشی میں جیتا ہوں　　دیا خدا نے تو مدت سے ہے جواب مجھے[۱]
اب اس زمانے میں جتنے ہیں رند[۲] اور اوباش　　شرابیوں میں سمجھتے ہیں انتخاب مجھے[۳]
حجاب مجھ سے نہ رکھ کس طرح کہوں اُس سے　　کہ اُس کو دیکھ کے آتا ہے خود حجاب مجھے[۴]
مرا جو حال ہے تبدیل کر نہیں سکتا　　زمانہ لاکھ دکھاتا ہے انقلاب مجھے
جو قتل تو کرے دیتا ہوں تجھ کو اے کافر　　شہید ہونے سے جتنا کہ ہو ثواب مجھے[۵]
شراب[۶] کہنے سے پی لے تو میرے اے زاہد　　تجھے ثواب ہر کیف اور عذاب مجھے
نہ جاگنے کی خبر ہے نہ آہ سونے کی　　عجیب آہ ہے یا رب خیال خواب مجھے[۷]
نشے میں مے کے جب آتا ہے ہوش اے ہمدم　　یہ بحر ہستی پڑے ہے نظر سراب مجھے[۸]
میں مر ہی جاؤں کہیں نامہ بر مرے خط کا　　خدا کے واسطے دینا نہ تو جواب مجھے[۹]
بدل کے قافیہ لکھے[۱۰] ہے تو غزل غمگیں
نہیں ہے سننے کی شعروں کی تیرے تاب مجھے

﴾625﴿　ش　ن　خ　ع　غزل ندارد
۱؎　ر　شعر ندارد
۲؎　م　۴۳۳　رندو اور
۳؎　ر　شعر ندارد
۴؎　ایضاً
۵؎　ب　ر　شعر ندارد
۶؎　ر　۱۴۸　تو میرے کہنے--------
۷؎　ر　شعرندارد
۸؎　ر　ب　شعرندارد
۹؎　ایضاً
۱۰؎　ر　۱۴۸　لکھی تو ہے

﴿626﴾

گلے چمٹ کے وہ کرتا ہے جبکہ پیار مجھے　　خدا کرے کہ رہیں تب حواس یار مجھے
کروں ہوں بات پر اے شوخ اعتبار ترے　　نظر میں کیوں نہ ہو عالم کے اعتبار مجھے
بڑھے ہے اور بھی بے تابی اس تردّد میں　　کہیں وہ دیکھے نہ محفل میں بے قرار مجھے
میں ہارتا بھی ہوں تو اُس کو جانتا[1] ہوں شطل　　بشرط[2] جو وہ کھلاتا ہے بدقمار مجھے[3]
میسر اس کی[4] ہو کب دیکھیے ہم آغوشی　　یہ جس کے واسطے عالم سے ہے کنار مجھے
چمن میں یار مجھے اُس نے اس روش سے کیا　　بن اُس دیوانے کے ہے یہ خزاں بہار مجھے[5]
دماغ گل بدنوں کو[6] کہاں ہے یاد کا آہ　　ہزار نالہ سنا عندلیب زار مجھے[7]
میں ایک بحرِ دو عالم کے درمیان میں ہوں　　کھے ہے جو کہ جدھر ہے وہ وار پار مجھے[8]
میں دیکھ لوں تجھے تک ٹک سے یار اک دم بھر　　اگر ان آنکھوں پہ میرے ہو اختیار مجھے[9]

کسو نے وعدہ کیا ہی نہیں ہے اے غمگیں
ہمیشہ کس کے لیے ہے یہ انتظار مجھے

﴿626﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد
[1] م ۴۳۴ جاہوں
[2] ایضاً بشمطر
[3] ب شعر ندارد
[4] طبق م ۴۳۴/ ب ۲۴۴
(الف ۲۶۹ کو)
[5] ب شعر ندارد
[6] م ۴۳۴ کی
[7] ب شعر ندارد
[8] ب شعرندارد
[9] ایضاً

﴿627﴾

صیاد[۱] دیکھ چھوڑیو پر توڑ کر مجھے   مانع ہیں سیر باغ کے[۲] یہ بال و پر مجھے
کیا وصل کی میں تجھ سے کہوں تھا[۳] وصال یار   بس[۴] دیکھتے ہی کچھ نہ رہی پھر خبر مجھے
جھوٹا[۵] پیا ہے جام ترا جب سے ساقیا   تب سے ہوا ہے آہ جنوں کا اثر مجھے
اس رنگ صندلی کی تصور نے ہمدمو   اس درد سر پر اور کیا درد سر مجھے[۶]
اپنا سا دوسرے کو بھی کرتا ہوں میں خراب   آتا سوائے اس کے نہیں کچھ ہنر مجھے[۷]
وہ تلخ جام مے دے کہ جس سے رہے نہ عقل   اپنی[۸] ہی عقل دیتی ہے[۹] ساقی ضرر مجھے[۱۰]
جب سے کہ آرزو ہے میں اُس بت کو دیکھ لوں   فرصت ملے قضا سے خدا اس قدر مجھے[۱۱]
کیا کام تھا بہار و خزاں سے وگرنہ یار   میرے وبال جان ہوئے بال و پر مجھے[۱۲]

غمگیں بدل کے قافیہ لکھ اور ایک غزل
رکھتا ہے دل سے دوست بہت تو اگر مجھے

﴿627﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

۱	ر	۱۳۶	کیجیو رہا
۲	ر	۱۳۶	کو
۳	ر	۱۳۶	تھا وہ وصل یار
۴	ر	۱۳۶	پس
۵	الف	۲۷۶	چھوٹا
۶	ر	ب	شعرندارد
۷	ر	۱۳۶	آتا نہیں ہے اس کو سوا کچھ ہنر مجھے
۸	م	۴۴۶	اتنی
۹	طبق م	۴۴۶	
	(الف	۲۷۶	سی)
۱۰	ب		شعرندارد
۱۱	ر	ب	شعرندارد
۱۲	ر۔ ب		شعرندارد

﴾628﴿

دونوں جہاں کے واسطے کرتا[١] ہے بس مجھے
ہووے[٢] گر آہ عشق ترا ایک خس مجھے
فرصت نہیں ہے وصل سے اب یک نفس مجھے
غم ہجر کا بھی بھول گیا یار بس مجھے[٣]
رکھتا نہ خشت مے کدے میں زیر سر کبھی
ہوتی گر[٤] اُس کے پاؤں[٥] تلک دسترس مجھے
صیاد فکر میں ہے رہائی کی ہم صفیر
گلشن ہوا ہے جب سے کہ دام و قفس مجھے[٦]
رہنے دے مے کدے ہی میں شب بھر نشہ ہے خوب
گھیرے نہ راہ میں کہیں ساقی عسس مجھے
ایسی بھری ہے سر میں ہوا اُس کے عشق کی
دنیا و دیں کی کچھ نہیں حرص و ہوس مجھے
اس رہ میں ساتھ لیجیو نہ تو زاد و راحلے[٧]
بانگِ بلند سے یہ کہے ہے جرس مجھے[٨]
ششدر ہوں کس طرح کروں یار اس سے تین پانچ
کہتا ہے ایک بات کی جو شوخ دس مجھے[٩]
خوش ہوں میں اپنے وقت سے ایسا کہ اب نہیں
آئندہ و گزشتہ کا کچھ پیش و پس مجھے[١٠]
مجبور اس قدر ہوں میں غمگیں نہ پوچھ حال
بے اختیار کرتی ہے بس اک مگس مجھے

﴾628﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
١ ر ١٣٦ کرنا
٢ ر ١٣٦ ہونے
٣ ب ر شعر ندارد
٤ ر ر ١٣٦ جو
٥ ر ١٣٦ پانوں
٦ ر شعرندارد
٧ م ٤٤٧ زاد راحلہ
٨ ر شعرندارد
٩ ر شعرندارد
١٠ ایضاً

﴿629﴾

زاہد دُوربیں یہ کیا پہچانے اور جانے مجھے   جو خدا کو یار پہچانے وہ پہچانے مجھے
سب نئے درباں ہیں در پر آہ کیا جانے مجھے   اُس کے گھر میں دے بھلا کیونکر کوئی جانے مجھے[۱]
دیکھ بے تابِ دل میری اکیلے میں وہ شوخ   آب بھی لگتا ہے بعضے وقت سمجھانے مجھے[۲]
جب نشے میں مے کے ہو جاتا ہوں میں مدہوش آہ   اپنا جھلکا تب وہ کچھ لگتا ہے دکھلانے مجھے[۳]
ہاتھ کا چھلۂ دیا تسکینِ دل کو اُس نے پر   داغ دل پر اور ہمدم گل پڑے کھانے مجھے[۴]
کیا کہا تھا میں نے کل شب کو یہ کیا خو ہے تری   اک ذرا سی بات میں لگتا ہے دھمکانے مجھے[۵]
جو چھپا کر شب کو لے جاتا تھا گھر میں اُس کے پاس   اب نہیں دیتا وہ درباں در تلک آنے مجھے[٦]
دیکھتے ہشیار ہیں جب مے کدے میں ساقیا   مغبچہ ماریں ہیں پتھر اور مستانے مجھے[۷]
بزم میں اُس شعلہ رو سے[۸] گرم صحبت دیکھ کر   شمع پر گرتے ہیں کیا کیا جل کے پروانے مجھے[۹]
شیخ کل شب کو یہ کہتا تھا کہ ہے وقتِ اخیر   خانقہ سے لے چل اپنے ساتھ مے خانے مجھے
پہلے مرنے سے مرے سمجھا ہوں اس کا اب میں بتر[۱۰]   کچھ نہ رہوے ہوش ایسے دے دو پیانے مجھے

تیسری بھی لکھ غزل غمگیں بدل کر تو ردیف[۱۱]
تیرے سارے شعر[۱۲] ہیں یہ مے کے پیانے مجھے

﴿629﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ ر شعرندارد
۲۔ ایضاً
۳۔ ر-ب شعرندارد
۴۔ ر شعرندارد
۵۔ ب-ر شعرندارد
٦۔ ایضاً
۷۔ ر شعرندارد
۸۔ م-۴۵٦ کی
۹۔ ب-ر شعرندارد
۱۰۔ ر-۱۴۷ پہلے مرنے سے سمجھتا ہوں نہ اس کا اب میں سر
۱۱۔ ر-۱۴۷ قافیہ
۱۲۔ م-۴۵٦ ہیں شعر پر

﴿630﴾

عشق دنیا میں نہیں دیتا سر اکسانے مجھے		قبر میں کیونکر یہ دے گا پاؤں پھیلانے مجھے
جبکہ وہ سمجھا یہ کس کا منہ ہے پہچانے مجھے		تب لگا ہر شکل سے مکھڑے کو دکھلانے مجھے
عقل مجنونوں سے بدتر جن کی ہے اے ہمدمو		ہائے سودائی وہ سب کہتے ہیں دیوانے مجھے[1]
یاد انھیں[2] افسوں نہ تسخیر اُس پری کا کچھ نہ سحر		کیا نکالیں گے دیوانے پن سے یہ سیانے مجھے
جو ہوا ہے اور نہ ہووے گا کسی سے تا بحشر		حضرت عشق اب لگے وہ کام فرمانے مجھے
مے کدے میں تیرے آکر تشنگی بارے بجھی[3]		راہ میں ساقی ملے ہر چند مے خانے مجھے
جو مری صورت سے شرماتے تھے اے ہمدم نہ پوچھ		اب لگے مکھڑے سے اپنے وہ ہی شرمانے مجھے
کوئی مے کش ان کو سمجھاتا نہیں ہے ساقیا		شیخ و زاہد واعظ[4] اب آتے ہیں سمجھانے مجھے[5]
ایسے کاذب کے سخن کا صدق ہو کیونکر بھلا		منہ پہ منہ سچ پر لگے[6] ہے جوکہ دلکھانے مجھے[7]
رہبری میری سمجھ کر زاہد و اہل دول		اپنی بتلاتے ہیں رہ یہ کور[8] اور کانے مجھے[9]
خانقہ میں تم چھپاؤ شیخ جی ہمت ہے اگر		مے کدے میں کھینچ لے جاویں نہ مستانے مجھے

لکھ غزل ایک اور اے غمگیں مگر یہ شرط ہے
شعر کو اپنے تو ہی آیار سمجھانے مجھے

﴿630﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

[1] م ۴۵۴ مجنوں
[2] ب شعرندارد
[3] م مصرع اوّل ندارد م۔۴۵۴۔ نہیں
[4] م ۴۵۵ واعظا
[5] ب شعرندارد
[6] م ۴۵۵ لگے ہے
[7] ب شعرندارد
[8] م ۴۵۵ کو
[9] ب شعرندارد

﴿631﴾

در سے جو اپنے اٹھاتا ہے مجھے   دیکھیے کس جا بٹھاتا ہے مجھے
یاد میں اُس زلف و رخ کے مردماں   روز و شب یہ دل رلاتا ہے مجھے
چین اک دم بھی نہیں پڑتا ہے اب[۱]   تیرا غم ہر دم ستاتا ہے مجھے
بے گنہ اس ہجر کی آتش میں اب   شعلہ رو تو کیوں جلاتا ہے مجھے
مثل نَے ہوتا ہوں نالاں ہمدمو   جب ذرا وہ منہ لگاتا ہے مجھے
اُس کو[۲] جاتے دیکھ کر غیروں کے ساتھ ساتھ
غمگیں[۳] کیا کیا دھیاں آتا ہے مجھے

﴿632﴾

خواب اپنے خیال سے ہے مجھے   ہجر یعنی وصال سے ہے مجھے
خامشی[۱] سے تری ہے میرا قال   خامشی تیرے قال سے ہے مجھے
وقت سے اپنے خوش ہے میرا حال   وقت خوش اپنے حال سے ہے مجھے
ہے کمال اپنے اس زوال سے یار   یہ زوال اب کمال سے ہے مجھے
زندگی سے ہے انتقال مرا   زندگی انتقال سے ہے مجھے[۲]
جان سے ہے مرے جمال ترا   جان تیرے جمال سے ہے مجھے[۳]
ہجر سے تیرے ہی ہے مجھ کو وصال[۴]   ہجر ترے وصال سے ہے مجھے[۵]
غم خوشی سے ہے مجھ کو اے غمگیں
اور فرحت ملال سے ہے مجھے

﴿631﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
۱۔ ش ۱۰۵ آہ
۲۔ الف ۲۹۰ کی
۳۔ ش ۱۰۵ آہ
﴿632﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ ر ۱۳۵ خامشی الف۔۲۷۴۔م۔۴۴۲۔خاموشی
۲۔ ر شعرندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ ب ۲۵۰ ہجر ہی سے ترے ہے مجھ کو وصال
۵۔ ر۔ شعر ندارد

﴿633﴾

یارب مجھے تو نہ دو جہاں دے　　دیدار مگر یہاں وہاں دے
باتوں میں لپیٹوں گر اُسے لاکھ　　ممکن وصل کی زباں دے
کیونکر کوئی اس کے منہ کو پکڑے　　دُشنام جو زیر لب نہاں دے
نالاں ہی رہوں گر اُس کے دل کو　　تاثیر یہ نالہ و فغاں دے
اک سجدہ کروں زمیں پہ اُس کو　　فرصت مجھے اتنی آسماں دے
ہو شوق تجھے تو وصل کا سا　　ہجراں میں ذوق یہ بیاں دے
کیا دیں میں وہ دے مکانِ جنت　　دنیا میں مجھے جو لا مکاں دے
پیری میں اسے سمجھ غنیمت　　دُشنام جو تجھ کو وہ جواں دے
دے اور نہ قدر داں کو غمگیں
تولے تو وہ دل کو رائیگاں دے

﴿634﴾

دنیا دے خدا مجھے نہ دیں دے　　دیدار اپنا مگر یہیں دے
صحبت دے دوستوں کی اپنے　　غلمان دے نہ اور حور عین[1] دے
اک غیر سوا کہ وہ بھی ہے عین　　دل کو نہ میرے کسی سے کیں دے
دے لوگوں کو جو کہ چاہے ، مجھ کو　　صرف اپنی تو ذات کا یقیں دے
ہو تلخ تو سمجھوں اُس کو میٹھا　　گر زہر مجھے وہ نازنیں دے
دے دل میں تو مرے عشق اپنا　　اس خالی مکاں میں مکیں دے
اس قافیے کو بدل کے غمگیں
کہہ اور غزل ہمیں یہیں دے

﴿633﴾ ش۔ ب۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع غزل ندارد

﴿634﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔خ۔ع غزل ندارد

[1] غمگین نے "عین" کو "عِین" باندھا ہے۔

﴿635﴾

اب تو پاس اپنے مجھے آنے دے   میں ترے پاؤں پڑوں جانے دے
گھر مرا جس نے چھڑایا مجھ سے   اپنے گھر[۱] مجھ کو وہ کب آنے دے
پچھلے شکوے نہ کروں گا[۲] اے یار[۳]   تو بھی ان شکووں کو آ، جانے دے[۴]
اپنی صورت جو نہ دیکھے ہمدم   مجھے کب شکل وہ دکھلانے دے[۵]
مرا آبادی میں لگتا نہیں جی   ق   یار جنگل کو نکل جانے دے
منع مت کانٹوں میں پھرنے کو کر   اک[۶] ذرا تلووں کو سہلانے دے[۷]
بہت بحثی نہ کر اے غمگیں تو
وہ[۸] جو فرمائے تو فرمانے دے

﴿635﴾ ر۔ خ۔ ع   غزل ندارد
[۱] ن۔ ۵۳ / ش۔ ۷۸   میرا گھر
[۲] م۔ ۳۵۰   میں
[۳] ن۔ ۵۳ / ش۔ ۷۸   میں نہیں کرنے کا پچھلے شکوے
[۴] ب   شعر ندارد
[۵] ش۔ ن۔ ب   شعر ندارد
[۶] ش۔ ۷۹   اب
[۷] ن۔ ۵۳   اپنے تلوے مجھے سہلانے دے
[۸] م۔ ۳۵۱ / ش۔ ۷۹ / ن۔ ۵۳ / ب۔ ۲۰۵   جو وہ فرمائے سو

﴾636﴿

ہیں اُن پہ کھلے حسرت و ارمان ہمارے　　کس طرح بھلا ہوویں وہ مہمان ہمارے
جز اُس کے سخن اور سنائی نہیں دیتا　　کر ہیں یہ عجب طرح کے کچھ کان ہمارے
مکھڑے کی ملاحت کے تصور میں ترے دل　　زخموں پہ لنڈھاتا ہے نمک دان ہمارے
اے مے کشو جو ساقی پلادے نہ ہمیں مے　　کہنے سے وہ کب کھولے گا دکان ہمارے
ہو نخلِ محبت میں ثمر تو ہی[1] یہ پہنچیں　　اس سیب ذقن تک لب و دندان ہمارے
جب سے کہ خفا وہ ہے یہ ہے یاروں کی حالت　　گویا کہ نہ تھی جان نہ پہچان ہماری[2]
ہم جسم و دل[3] و جان سے ہیں جن کے ہر عنوان　　ہوتے ہی نہیں وہ کسی عنوان ہمارے
تھوڑے ہی سے رونے میں تری بزم میں اے شوخ　　کیا کیا نہ بندھے سر پہ ہیں طوفان ہمارے[4]
ہم اور ہی ہیں فکر میں مت بول تو ناصح　　اس وقت ٹھکانے نہیں اوسان ہمارے[5]
اس واسطے کیا جانیے کس وقت وہ آوے　　جوں درے ہیں کھلے دیدۂ حیران ہمارے

بیماری یہ جانے کی نہیں عشق کی غمگیں
ناحق یہ پرستار ہیں ہلکان ہمارے

﴾636﴿ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

اـ ب- ۲۳۹ بھی

۲ـ ب شعر ندارد

۳ـ طبق م- ۴۲۶ / ب- ۲۳۹
(الف- دل جان)

۴ـ ب شعر ندارد

۵ـ ایضاً

٦ـ م- ۴۲۷ جو

﴾637﴿

رہتا ہے مجھ کو تیرا جتنا کہ دھیان پیارے   اپنا ہی صرف ہے یہ وہم و گمان پیارے
جس کے نہیں ہے ظاہر باطن میں امر[۱] اس کا   ہاتھوں سے تیرے تجھ سے ہے الامان پیارے
اقرار کر کے دو کا دیتے ہو ایک بوسہ   لائق نہیں ہے تم کو اتنا بھی سیان پیارے
مت پوچھ حال میرا آتی ہے شرم مجھ کو   کیا دو بدو کروں میں اُس کا بیان پیارے[۲]
اُس شب کے رنج دینے رہویں گے یاد مجھ کو   نتھنوں میں دم ہے جب تک ہے جاں میں جان پیارے[۳]
ہوں محو عشق ایسا پروا نہیں ہے مجھ کو   لاتا ہے چرخ ہر دم گو آسمان پیارے[۴]
میں بدگماں ہوں کیونکر وہم و گماں کو میرے   دیتا نہیں ہے آنے تیرا یہ دھیان پیارے[۵]
غمگیں کے اور تیرے اس عشق کی کسی کو
اب تک خبر نہیں ہے کچھ کان و کان پیارے

﴾637﴿ ش۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ طبق م۔ ۴۱۵ ب۔ ۲۳۳
الف۔ ۲۵۸ اور
۲۔ ب شعرندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ ب۔ شعر ندارد
۵۔ طبق م ۴۱۵
الف۔ ۲۵۸ لفظ "یہ" ندارد

﴿638﴾

جام مے میں جو کہ اُس مہ کے قدم دیکھا کرے　　درد سر کیا ہے اُسے جو جامِ جم دیکھا کرے
کس طرف ہے کس طرح ہے، ہے کدھر اس کا خیال　　چاہیے دل کو ہر انساں دمبدم دیکھا کرے
کفر اور اسلام کی تحقیق ہے اس کی عبث　　روز و شب ہر شے میں جو اپنا صنم دیکھا کرے
دید میں تیری کسی صورت سے پھر نقصاں نہیں　　بے کم و بیشی اگر تو بیش و کم دیکھا کرے
لب ہنسی سے بند رہتے ہی نہ تھے جس شوخ کے　　کوئی کن آنکھوں سے اس کو چشم نم دیکھا کرے[1]

چشم سر سے اور سر سے ان صفات و ذات کو
ہے وہی عارف جو اے غمگیں بہم دیکھا کرے

﴿639﴾

خدا نصیب میں ایسی مرے شراب کرے[1]　　کہ ایک جرعہ میں مدہوش اور خراب کرے
سوال اس سے کرے آہ کیا کوئی ہمدم　　جو کچھ کہے نہ سنے اور لاجواب کرے
جو عام شے ہے سو[2] وہ منتخب ہے عالم میں　　بتاؤ کون سی پھر شے کو[3] انتخاب کرے

وہ بے حجاب ہو کس طرح مجھ سے اے غمگیں
جو آپ اپنے سے سو سو طرح حجاب کرے

﴿638﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[1] ب- ر شعر ندارد

﴿639﴾ م- ب- ن- ش- خ- ع- غزل ندارد
[1] ر- ۱۴۰ مرے نصیب میں ایسی خدا شراب کرے
[2] ر- ۱۴۰ وہی
[3] ر- ۱۴۰ کا

﴾640﴿

ایسی بے رحمی نہ میرا کہیں صیاد کرے   کہ قفس میں سے چمن[۱] میں مجھے آزاد کرے
ایسے ظالم سے بھلا کیا کوئی فریاد کرے   داد جو اُس سے کہ چاہے تو وہ بیداد کرے[۲]
کس سے دیکھا یہ سنا جائے کہ گل ہوں برباد   اور یوں مرغ چمن نالہ و فریاد کرے
قد و قامت سے نہ ہو جس کے کہ طوبا ہمسر   لم ترانی کہو کیا اُس سے یہ شمشاد کرے
اُس کے میں جور و جفا دوستو[۳] کیونکر بھولوں   غیر کو پاس میرے بیٹھ کے جو یاد کرے
دوست ہو کر مجھے جیسا کہ کیا تو نے خراب   کوئی دشمن کو بھی اس طرح نہ برباد کرے
ظلم سے ایسے ستمگر کے ہو کس طرح نجات   رات دن جو کہ ہزاروں ستم ایجاد کرے
خون کا اپنے نہیں تجھ سے مجھے کچھ دعویٰ   چاہے تو قتل کرے چاہے تو آزاد کرے[۴]

جب میسّر ہی نہ ہو دیکھنی اس کی صورت
کہو کس شکل سے غمگیں کوئی دل شاد کرے[۵]

﴾640﴿ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ش۔ ۱۱۵ مجھے باغ میں
[۲] حاشیہ الف۔ ۲۲۸ / حاشیہ ش۔ ۱۱۵
[۳] ش۔ ۱۱۵ ہمدموں
[۴] حاشیہ الف۔ ۲۲۹ م۔ شعر ندارد
[۵] ن شعر ندارد

﴿641﴾

جو ملکِ عشق میں غمگیں تو بود[1] و باش کرے — تو چاہیے کہ سوا غم نہ کچھ معاش کرے
دکھائی دے ہے اُسے ایک حسن کا سو حسن — میرا وہ شیشہ دل کیوں نہ پاش پاش کرے[2]
اگر ہو کشف دلوں پر تو اُس کے شکر میں یار — کسی کے راز کو لائق ہے تو نہ فاش کرے
کہیں ہیں دیکھے ہے جس کو وہ مر ہی جاتا ہے — نظر وہ مجھ دلِ آزردہ پر بھی کاش کرے[3]
خیال سے نہیں جاتی ملاحت اُس رخ کی — مرا نہ زخم جگر کس طرح خراش کرے
وہ بے قرار کو ایسے کب آنے دے نزدیک — جو دور ہی سے مجھے دیکھ پاش پاش کرے[4]
عجب طرح کی ہے اس مرے زخمِ دل کی خراش — کھجاؤں جسے تو ناخن وہ ہی خراش کرے[5]
جو زر ملے اسے کھوتا ہوں بت پرستی میں — خدا کسی کو بھی مجھ سا نہ بد معاش کرے[6]

بھرا ہے حسن سے جس کے جہاں اسے[7] غمگیں
کوئی دیوانہ[8] ہو تجھ سا تو ہاں تلاش کرے

﴿641﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[1] ب- ۲۴۱ بود باش
[2] ر شعر ندارد
[3] ب- ر شعر ندارد
[4] ایضاً
[5] ایضاً
[6] ایضاً
[7] ر- ۱۳۳ اے
[8] ر- ۱۳۳ دوانہ

﴿642﴾

مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے   میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے
خشک ہو جائے نخلِ عشق مرا   چشم تر آب گر دیا نہ کرے[1]
نہیں عاشق وہ صاف ہے فاسق   اپنے جو یار کی رضا نہ کرے[2]
نہیں ممکن ہے یہ رہے وہ بقا[3]   جو کوئی آپ کو فنا نہ کرے
جاہیے ا Pس کو عارف کامل   جس کے کچھ دھیان میں رہا نہ کرے
بت پرستی سے میں کروں توبہ   ایسا عابد مجھے خدا نہ کرے
رو[4] بہتر فریق میں غمگیں[5]   تا کوئی کچھ ترا گلہ نہ کرے[6]
عاشق پاک ہے وہ اے غمگیں
اپنے[7] جو یار کا گلہ نہ کرے[8]

﴿642﴾ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ش۔ ۶۲ / ن۔ ۷۷ یار کی اپنے جو رضانہ کرے

[2] ب۔ ر۔ شعر ندارد

[3] ش۔ ۶۲ / ن۔ ۷۷ یہ تو ممکن نہیں رہے وہ بقا

[4] طبق۔ ب ۲۰۰ / م۔ ۳۴۲ آہ

[5] الف۔ ۲۱۷ وہ بہتر فریق ہیں غمگیں

[6] ش۔ ن۔ ر شعر ندارد

[7] ر۔ ۱۲۶ جو کبھی

[8] حاشیہ بر الف۔ ۱۲۷ /حاشیہ م ۳۴۲ / ب شعر ندارد

﴿643﴾

ترا[1] وہ وحشی بھی جنگل کی گر ہوا پکڑے   تو شرط ہے جو اُسے دوڑ کر صبا پکڑے
گزر نہ گرم تو یوں خاکِ عاشقاں سے کوئی   کفن نہ پھاڑ ترا دامنِ قبا پکڑے
نشے میں اس لیے کرتا نہیں میں تجھ سے بات   جو کچھ کہے تو میاں کون منہ ترا پکڑے
بتوں کی بندگی میں چھوڑوں زندگی میں اگر[2]   تو شیخ جی مجھے روزِ جزا خدا پکڑے
شکار دل کو کیا اُس کے عشق نے اس طرح   ضعیف صید کو جس طرح باز جا پکڑے[3]
جو دیکھ کر میں کوئی بات جان سے گزروں   تو آپ کہیے کہ پھر غیر کیا مرا پکڑے
کہوں میں ایسے سے کس طرح بات مطلب کی   جو دیکھتے ہی مجھے دوڑ کر گلا پکڑے
پھر اُس کو تیری خدمت میں یار رکھوں گا   جو عقل یہ دلِ ناداں مرا ذرا پکڑے[4]
رقیب کیا تو یہ اوپر دڑی پکڑتا ہے   جو اس کے گھر مجھے پکڑے تو تو بجا پکڑے
تری جفائیں یہاں تک اٹھاؤں اے ظالم   کہ کان نام سے میرے تری جفا پکڑے

مجھے یہ خوف ہے پیتا ہے جا کے واں غمگیں
اسے کلال کے گھر محتسب نہ آ پکڑے

﴿643﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] م۔ ۴۰۳ ترا وحشی بھی وہ

[2] ن۔ ٦۰ بتوں کی میں نے پرستش میں گر کیا ہو منصور

[3] ب شعر ندارد

[4] حاشیہ الف۔ ۲۵۲ م۔ ن۔ ب شعر ندارد

﴿644﴾

اب میری تشنگی نہیں بجھتی ہے آب سے   پانی نشہ کرے ہے زیادہ شراب سے
لاکھوں خیال مجھ میں سے ہوتے ہیں آشکار   اٹھتا ہوں چونک جبکہ یکایک میں خواب سے
حُسنِ بطوں ظہور سے دُگنا نہ کیوں ہوا[1] یار   شب کا ہے لطف اور ہی کچھ ماہتاب سے
جز[2] خامشی سوال کا اُس کے نہ تھا جواب   اب دم بخود میں آپ ہوں اپنے جواب سے
آمیختہ عرق میں نہ جب تک کہ ہو ترے   آتی نہیں ہے بو ہمیں عطر و گلاب سے[3]
گر ہو مجھے نہ عشق ترا تو ہوں میں عدم   ذرّے کو جس طرح ہو وجود آفتاب سے[4]
کس طرح بے حجاب ہوں اُس سے میں ہمدمو   ہوتا ہے بے حجاب وہ میرے حجاب سے
عین حقیقت اپنی میں دائم رہے یہ محو
غمگیں کی صرف عرض یہ ہے بو تراب سے

﴿644﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

۱ـ م ۴۴۴ نظر پڑے

۲ـ الف۔۲۷۵۔م۔۴۴۳۔ب۔۲۵۱۔خاموشی

۳ـ ب شعر ندارد

۴ـ ایضاً

﴿645﴾

ساقی خراب تر ہوں میں گو ہر خراب سے   پر تشنگی بجھی نہیں اب تک شراب سے
دیکھا بہت بغور نہ دیکھا گیا اسے   اب آنکھ سامنے نہیں ہوتی حجاب سے
دوزخ کے پھر عذاب سے کیا اس[۱] کو خوف ہو   اصلا خبر نہ جس کو ہو کارِ ثواب سے
باقی نہ چھوڑتا کوئی دنیا و دیں کے کام   فرصت اگرچہ ملتی مجھے کم حباب سے[۲]
جس طرح نور مہر سے روشن ہے ماہتاب   یوں نور مہر کو ہے مرے ماہتاب سے[۳]
اب جی میں ہے کہ عالمِ معنی میں ہوویں محو   صورت کے دل بہ تنگ ہے حد انقلاب سے[۴]
الفت اگر نہ تجھ[۵] کو خراباتیوں سے ہو   تو بغض بھی نہ رکھ کسی مست و شراب سے[۶]
گر دخترِ رز کو دوست رکھو تم نہ شیخ جی   تو بغض بھی نہ چاہیے تم کو شراب سے[۷]
پیری پہ[۸] ہمدموں نہیں موقوف کچھ مرے   یہ شورِ عشق سر میں ہے عہدِ شباب سے[۹]
مرقد میں مجھ سے پوچھیں گے کیا منکر و نکیر   ق   فرصت یہیں[۱۰] نہیں ہے سوال و جواب سے

غمگیں جو اپنے آپ سے رکھے محاسبہ
کیا غم ہے اُس کو روزِ جزا کے حساب سے

﴿645﴾	ش۔ ن۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۱۳۷	خوف ہو اسے
۲۔	ب۔ ر	شعر ندارد
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	ر۔ ۱۳۷	کا
۵۔	م۔ ۴۲۲	تم
۶۔	ب۔ ر	شعر ندارد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ر۔ ۱۳۷	میں
۹۔	ب	شعر ندارد
۱۰۔	م۔ ۴۲۳	پیہم

﴿646﴾

ہوں تنگ محتسب میں ترے احتساب سے
روزہ تو کھولنے دے بھلا تو شراب سے
جو کام کر تو اُس کی محبت میں کر دلا ٢
بیم و امید رکھ نہ عذاب و ثواب سے٣
بوئے عرق کی اُس کے نہ تعریف کر رقیب
سو گلیاں تو کر لے تو پہلے گلاب سے
کہویں گے لوگ شیخ جی رندوں سے پٹ گئے
باتیں نشے میں کچھو مت مجھ خراب سے٤
لکھتا نہ کاش مجھ کو وہ ظالم جواب خراب خط
ایسا جلا ہوں آہ میں خط کے جواب سے٥
ہوں٦ شکوہ مند اپنی ہی چشم پُر آب کا
مجھ کو گلہ نہیں ہے تیرے رخ کی تاب سے
آتا ہے یوں خیال میں گہ اُس کے مجھ کو ہوش
سوتے سے چونک اٹھے ہے کوئی جیسے خواب سے ٧
غمگیں تو اس زمیں غزل اور ایک لکھ
ہم کو پسند شعر ہیں تیرے شباب سے

﴿646﴾ ن ش خ ع غزل ندارد
١ ر ١٣٦ مجھے
٢ ر ١٣٦ اے دل جو کام کر تو وہ کر عشق یار میں
٣ ب شعر ندارد
٤ ر شعر ندارد
٥ ر ب شعر ندارد
٦ ر ١٣٦ شاکی ہوں میں تو اپنی
٧ ر شعر ندارد

﴾647﴿

پھر وصل[۱] کا قرار ہوا ہے حبیب سے   آتا ہے ہول[۲] پر مجھے اپنے نصیب سے
رکھتا ہے جو مریض سے پرہیز اپنے آہ   مجھ کو پڑا ہے کام اب ایسے طبیب سے[۳]
میرا علاج شربتِ دیدار یار ہے   کہہ دو مجھ مریض کے کوئی طبیب سے[۴]
پہچانتے تھے دور سے جو مجھ کو رات کو   اب دن کو دیکھ رہتے ہیں وہ عنقریب سے
اس نے کہا کہ جاؤں گیا منہ سے جا نکل   لہنا نہیں ہے ہائے ہمیں اپنے حبیب سے[۵]
تعلیم جس سے اس کو ہیں آدابِ دوستی   بدلا لے یاخدا تو مرا اس ادیب سے[۶]
آنسو بھرے ہوئے میری آنکھوں میں دیکھ کر   ق   یوں مسکرا کے کہنے لگے وہ رقیب سے
اس درد سے ہزاروں موئے ہیں کہے ہے وہ   جو پوچھتا ہے جینے کی میرے طبیب سے[۷]

غمگیں یہی ہے وحشی و دیوانہ کیا مگر[۸]
روتا ہے کیوں یہ پوچھو کوئی اس غریب سے

﴾647﴿ ن۔ ر۔خ۔ ع   غزل ندارد
[۱] ش۔ ۷۵   ملیے گا کل-----
[۲] ش۔ ۷۵   حول
[۳] ش۔   شعر ندارد
[۴] شعربرحاشیہ الف۔ ۲۱۵
م۔ ب۔ ش۔   شعر ندارد
[۵] ش   شعر ندارد
[۶] ایضاً
[۷] برحاشیہ الف۔ ۲۱۵ / م۔ب   شعر ندارد
[۸] ش۔ ۷۵   غمگیں اسی دیوانے کا شاید کہ نام ہے

﴾648﴿

ٹھہرے وہاں رہنے کے ہر شب کو بڑے حشرات سے　　پر جلے ہے روز دل گرمی کے دن اور رات سے
میں کہوں سیدھی تو تم سیدھی سناتے ہو مجھے　　ٹیڑھے کیوں ہوتے نہیں غیروں کی ٹیڑھی بات سے
قیس[1] وہم دوڑے جو وحشت میں، ہم آگے بڑھ گئے　　وہ دیوانہ رہ گیا پیچھے ہمارے سات[2] سے
خط کے بنوانے کی دے دے کر اُسے میں نے صلاح　　اپنے حق میں آپ کانٹے بوئے اپنے ہات[3] سے
ہے کبیرہ سے بتر طاعت میں کچھ گر کبر ہو　　عاجزی اس راہ میں بہتر ہے سو طاعات[4] سے
زہد سے توبہ کرے اور آکے یاں[5] پیوے شراب　　مُطلّع زاہد اگر کچھ ہو مرے حالات سے
وقت کو ہر وقت کہتے ہیں غنیمت جاہیے　　ہائے میں بیزار کیوں ہو اپنی اس اوقات سے
قال اپنے حال کے لائق ہے ہر انسان کو　　فائدہ بے سکر غمگیں شطح اور طامات سے

لکھ غزل اک اور غمگیں جس میں اب اُس شوخ کا
حال تازہ کچھ کھلا ہو یار تجھ پر رات سے[6]

﴾648﴿ ش۔ ر۔خ۔ ع غزل ندارد
[1] طبق ن۔ ۲۰۔
الف ۲۴۷ / م ۳۹۵ قیس ہم
[2] ب۔۲۲۲۔ م۔ ۳۹۵ ساتھ
[3] ایضاً ہاتھ
[4] ب طامات
[5] الف۔۲۴۷۔م۔۳۹۵۔ب۔۲۲۲۔یہاں
[6] ب شعر ندارد

﴿649﴾

سرگراں مجھ سے نہ ہو ظاہر ہے تیری گات سے   سنگدل ہے سخت تو مجھ پر کھلا یہ رات سے
اک ذرا سے ہاتھ دوڑانے[1] پہ جھنجھلاتا ہے تو   میں بھی ہوتا ہوں خفا کچھ تیری مٹکی لات سے
وائے شوقا اُس کی ہر اک[2] بات پر نکلے ہے دم   جان آجاتی ہے مجھ میں آہ جس کی بات سے
دل کو اللہ ہی بچاوے اس بُتِ کافر کے آہ   ناز سے غمزے سے عشوے سے غرض[3] ہر بات سے
دھول دھپہ غیر پر ، مجھ سے تغافل ہے مدام   تنگ ہوں اس کی ان حرکات اور سکنات سے
وائے حسرت ہوئی قدموں تک نہ اس کے دسترس   خاک میں ہمدم ملا میں ہائے جس کے ہات سے
اک حقیقت کے سوا ہر فرد پر کر تو نظر   گر صفاتوں سے تجھے مطلب ہے موجودات سے
اُس کو مطلق ان صفاتوں کا نہیں رہتا ہے ہوش   مست جو مستانہ رہتا ہے شراب و ذات سے
دل کی غمگیں ایک سی حالت نہیں رہتی مدام
کس طرح بیزار میں اپنے نہ ہوں حالات سے

﴿649﴾	ش-ب- ر-خ- ع	غزل ندارد
۱۔	ن- ۶۹	لگ جانے
۲۔	م- ۳۹۶	یک
۳۔	ن- ۶۹	ہر ایک آفات سے

﴿650﴾

بغض نہیں بندے کو کسی سے میں کہتا ہوں محبت سے[۱]
چاہو مت ہر ایک کو صاحب باز آؤ اُس الفت سے
ایسا خوف نہیں ہے مجھ کو عشق میں اس کی فضیحت سے
جیسا میں بیزار ہوا ہوں ناصح تیری نصیحت سے
مال نہیں کچھ دین اور دنیا گوہرِ دل بے قیمت ہے
ارزاں ایسا کیوں کرتا ہے بیچو اس کو قیمت سے
شیخ جی صاحب تم محفل میں ہم مستوں کی مت بیٹھو
یونہی بکھرتی پھرے گی ناحق گھر پہنچو اب حرمت سے
مسکن[۲] اور مُحرّک اس کا اور ہے بے تقصیر ہے یہ
ہو نہیں سکتا کچھ اے صاحب اس بندے کی طاقت سے
دیکھا جاتا ہم سے نہیں ہے ہمدم سب یوں کہتے ہیں
گھر جب اپنے وہ جاتا ہے[۳] دیکھے ہے تو حسرت سے
پی جو شراب بہت سی ہم نے آ مستی میں اے ہمدم[۴]
دیر و حرم میں آگ لگا دی اس کافر کی الفت سے[۵]
اور غزل لکھ اے غمگیں اس بحر میں میری خاطر سے
لا تو ردیف و قافیہ اُس کا اپنی اور طبیعت سے[۶]

﴿650﴾ ب ۔خ۔ ع غزل ندارد

۱۔ ش۔ ۹۲ تم سمجھے ہو بعض اس کو میں کہتا ہوں محبت ہے

۲۔ ن۔ ۵۶ ساکن / ش۔ ۹۲ ساکت

۳۔ ن۔ ۵۶/ ش۔ ۹۳ ہے اور

۴۔ ن۔ ۵۶ / ش۹۳ اے غمگیں

۵۔ ن۔ ۵۶/ش۔۹۲ کعبہ اور بت خانہ پھونکا اُس کافر کی الفت سے

۶۔ ن۔ شعر ندارد

﴾651﴿

تجھے اپنی یہ فکرِ نیستی کم ایک ساعت سے
خودی کے ساتھ بہتر سو برس کی ہے[۱] عبادت سے

مطیع اپنے کو گم کر دے یہ لائق ہے اطاعت میں
شراب اچھی مری زاہد خودی کی تیری طاعت سے

مجھے تو پوچھتا ہے طنز سے اچھے تو رہتے ہو
بہت خوش ہوں میں ظالم تیری در پردہ عنایت سے

نہ نکلے حسرت و ارمان میرا ایک اے ظالم
خبر ہو تجھ کو[۲] کچھ بھی گر مرے ارمان و حسرت سے[۳]

تلاش اُس کی کو یاں سے پھر وہیں[۴] جانا[۵] لگا ہمدم
میں آیا جستجو میں واں سے یاں جس کی محبت سے[۶]

ہمارے ہمدم مے کدے کو شیخ جی بدنام مت کرنا
زیادہ مے کہیں مت پیجیو تم اپنی طاقت سے

کدھر جاؤں کروں کیا رہ گیا حیران حیرت میں
بتنگ آیا بہت جب اپنی اے ہمدم میں وحشت میں[۷]

ق
تکبر میں وہ معشوق کی کچھ پروا نہیں کرتا
رہیں ہیں ہم بھی اکڑے اپنے دعوائے محبت سے[۸]

بنے کس طرح صحبت[۹] دونو ہم ناچار ہیں ہمدم
اُدھر وہ اپنی عادت سے ادھر میں اپنی خصلت سے

زہے قسمت زہے قسمت زہے قسمت اگر غمگیں
کبھی ہوں بہرہ ور فردا[۱۰] محمدؐ کی شفاعت سے

﴾651﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
[۱] م ۳۹۰ لفظ "ہے" ندارد
[۲] ر ۱۴۵ کو جو کچھ بھی مرے
[۳] ر شعر ندارد
[۴] م ۳۹۰ وہاں
[۵] ب ۲۱۹ جانے
[۶] ر شعر ندارد
[۷] ر ۱۴۵ بتنگ آیا عبث جبکہ میں ہمدم اپنی وحشت سے
[۸] ر شعر ندارد
[۹] طبق م ۳۹۱ (الف ۲۴۴ صحت)
[۱۰] الف ۲۴۴/م ۳۹۱ مردا / ب برور فردا

﴾652﴿

ہوا رسوا یہ بعد از مرگ بھی میں تیری الفت سے　　نشانِ قبر پنہاں ہو گیا خاکِ مذلت سے
قیامت کا تجھے ہو خوف ہم کو کیا ہے اے واعظ　　یہیں فرصت نہیں اک دم ہمیں[1] حشر و قیامت سے[2]
نہیں تو دیکھتا ہے آئینہ اے آئینہ رو شاید　　مجھے جو دیکھتا ہے اس تعجّب اور حیرت سے
کروں میں صبر کب تک جرعہ و طرہ پر اے ساقی　　پلاے آج تو مجھ کو زیادہ میری طاقت سے
اگر رکھے قدم اُس راہ میں کچھ دسترس ہوتے　　یہ لائق ہے کہ مُنہ پھیرے کسی کی تو نہ حاجت سے
ہم اس پائے شکستہ کے نہ کیوں مشکور ہوں زاہد　　بچے اس کے سبب کعبے کے جانے کی مسافت سے
مرا دیوانہ ہو نا اُس پری پر کیا تعجب ہے　　نہ آوے عقل میں جو کچھ وہ ہوتا ہے محبت سے
تجھے محنت مشقت اُس کی خاطر فرض ہے اے دل　　غرض اُس کو نہیں گو تیری کچھ محنت مشقت سے
ہر اک شے اپنی عالم میں نہیں رکھتی ہے مثل اپنی　　کسی کو بھول کر مت دیکھنا اے دل کراہت سے
جسے لذت ہے تنہائی و خاموشی میں اے ہمدم　　عجب کچھ لطف میں گزرے ہے اُس کی عیش و عشرت سے

غزل لکھ اس زمیں میں تیسری تو اور اے غمگیں
مگر ایسی خبر جو دل کو دے محوِ محبت سے

﴾652﴿ ش ن ر خ ع　　غزل ندارد

[1] م　۳۸۹　لفظ　"ہمیں" ندارد

[2] ب　شعر ندارد

﴿653﴾

ہمیں اے ہمدمو ہر روز کی صحبت نہیں اُس سے   کسی محفل میں مل جاویں[۱] تو مل جاویں کہیں اُس سے
بچا کر بزم میں سب کی نظر مجھ پاس وہ آیا   کیا وہ کام شب اُس نے نہ تھا جس کا یقیں اُس سے
زمانہ ہے برا لوگوں سے[۲] ڈر ہے مجھ کو اور اس کو   ملوں کس طرح تو بتلا اے ہم نشیں اس سے
کیا تھا قول اور اقرار کل جس جانہ جانے کا   ہوئی مجھ سے ملاقات آج پھر ہمدم وہیں اس سے
جو مجھ[۳] سا ہو دیوانہ اور ہرزہ گرد بازاری   ملے کس طرح یوں بے پردہ وہ پردہ نشیں اُس سے[۴]
یہ نازک ہے کہ فرضاً بھی تصور میں نہیں آتا   ملے کس طرح بتلا تو بھلا کوئی کہیں اُس سے[۵]

پڑا رہتا[۶] ہوں میں جس کلبۂ احزاں میں اے غمگیں
عجب رہتی تھی صحبت روز و شب ہے ہے یہیں اُس سے

﴿653﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
۱۔ م ۴۰۹ جاوے
۲۔ ن ۸۲ کے ڈر سے
۳۔ ب ۲۳۱ ایسا نہ ہو
۴۔ ن شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ن ۸۲ مرتا

﴿654﴾

ایک[۲] دم غافل نہ رہ[۱] تو مے کے استعمال سے
شغل اے غمگیں یہی بہتر ہے سب اشغال سے

میری شورش اور مستی کا نہ کر مجھ سے سوال
پوچھتا اے شیخ کچھ میں بھی ہوں تیرے حال سے[۲]

شوق اس کا ہے تو واعظ کر خموشی اختیار
علم یہ حاصل نہیں ہو تا ہے قیل و قال سے

خیر و شر کی کچھ اضافت کر نہ اپنی[۳] طرف تو
حشر کو بے فکر ہو تا نامہ اعمال سے

تو نہ ان اشکال موہومہ کو موہومہ سمجھ
ہے جدا اک ایک عالم یار سب اشکال سے

وہ[۶] ہی دنیا ہے رکھے زاہد خدا سے جو کہ باز
تو سمجھتا ہے عبارت مال اور اطفال سے

عشق ہے آخر دلا اس میں تحمل شرط ہے
تنگ آیا ہوں بہت میں تیرے[۴] استعجال سے[۵]

دو جہاں سے مے سوا غمگیں غرض تجھ کو نہیں
ہو گیا معلوم تیرے قول اور اقوال سے

﴿654﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱ـ	ر	۱۴۰	کوئی		
۲ـ	ر	۱۴۰	ہو		
۳ـ	ر	شعر ندارد			
۴ـ	ر	۱۴۰	تو اپنی طرف		
۵ـ	ر	۱۴۰	ہے وہی دنیا		

﴿655﴾

ملیے کسی ڈھب سے اُس صنم سے   کیا کام ہے دیر اور حرم سے
فرصت نہیں دیکھنے کی اُس کے   ہے مجھ کو گلہ یہ چشمِ نم سے[۱]
جو دل ہو شرابِ شوق سے مست   بہتر ہے ہزار جامِ جم سے
پا تک مجھے گرچہ دسترس ہو   آنکھوں کو ملوں ترے قدم سے
بگڑیں گے اسی طرح اگر آپ   بننے کی نہیں ہے تم سے ہم سے
غمگیں کے اگر گناہ بخشے   نزدیک یہ ہے تیرے کرم سے[۲]
غمگیں جو غزل لکھے تو اک روز
نزدیک ہے یہ ترے کرم سے

﴿655﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

[۱] برحاشیہ الف ۲۹۴

[۲] ایضاً

[۳] اسی صفحے پر غزل دوئم اوّل نوشتہ شد کے الفاظ درج ہیں

﴿656﴾

ایسی نہ روش سے چل اے غنچہ دہن ہم سے   ورنہ نہیں ہونے کی یہ سپر چمن ہم سے
انگلیٹ کو جب اُن کے لاتے ہیں تصور میں   کیا کیا ہی چھپاتے ہیں اپنا وہ بدن ہم سے
ہے عہد تیرا ایسا جیسی میری توبہ ہے   مت عہد کیا کر تو اے عہد شکن ہم سے
ہے عشق جدید اپنا قابل نہیں فرقت کے   کج رو نہ ابھی سے پھر اے چرخ کہن ہم سے
بیمار ہی رکھتی ہے یہ آب و ہوا یاں کی   جس دن سے کہ چھوٹا ہے اے یار وطن ہم سے
ہم رشکِ گل اپنا پھر دکھلا[1] ہی تجھے دیں گے   مت بحث کیا کر تو اے مرغ چمن ہم سے[2]
اس پر بھی کرے ہے رم وہ چشمِ سیہ غمگیں
ہر چند نہیں ڈرتے جنگل کے ہرن ہم سے

﴿657﴾

تو لاکھ اٹھائے ہاتھ ہم سے   ہم سر نہ اٹھائیں گے قدم سے
مرا عدم و وجود ہے ایک   کیا مجھ کو وجود اور عدم سے
دیکھا بھی اُسے میں پوچھتا ہوں   جو آئے ہے دیر اور حرم سے
ہے صبح سے مجھ کو یہ ہی دھڑکا   اللہ بچاوے شامِ غم سے[1]
بگڑیں گے اسی طرح اگر آپ   بننے کی نہیں ہے تم[2] سے ہم سے[3]
اب مجھ کو یقیں ہوا وہ تھا جھوٹھ   کچھ شک نہ رہی تری قسم سے
فرصت نہیں دیکھنے کی غمگیں
ہے مجھ[4] کو گِلہ یہ چشمِ نم سے

﴿656﴾ ش- ر- خ- ع   غزل ندارد
[1] م- ۳۸۵   دکھلاتی
[2] ب   شعر ندارد
﴿657﴾ ش   ر   خ   ع   غزل ندارد
[1] ب   شعر ندارد
[2] ن   ۵۹   مجھ
[3] ب   شعر ندارد
[4] ن   ۵۹   تجھ

﴿658﴾

اٹھ کے جب گھر کو [1] چلا وہ سرو قد تمکین سے   آہ تب نکلی یکا یک اس دلِ غمگین سے
زلف ہے تیری ہے[2] شب اور مکھڑا ماہتاب[3]   کیا انھیں تشبیہ دوں میں سنبل و نسرین سے
مذہب عشاق میں سجدہ بتوں کو فرض ہے   زاہدا واقف نہیں تو عاشقوں کے دین سے
غیر میرے سامنے سے اڑ کے جا سکتا ہے کب   پیش چل سکتی نہیں چڑیا کی کچھ شاہین سے
یار کہتا ہے کہ غمگیں تو نے وہ بھی ہے سنا
عشق نے جو کچھ کیا فرہاد اورشیرین سے

﴿659﴾

آہ و نالہ ہے یہ میرا صرف اُس کی چاہ سے   ہو مؤثر کس طرح نالے[1] اسے وہ اور آہ سے
شام توبہ توڑتا ہوں صبح کرتا ہوں درست   جی میں ہے توبہ کروں اپنی میں اس توباہ سے[2]
مشرب[3] انسانِ کامل سے نہیں ہے اس کو شرب   خیر خواہی جو کرے اپنے نہ ہر بد خواہ سے
جادۂ الفت سے باہر بس[4] دلا مت رکھ قدم   ورنہ تو بے راہ پڑے گا یار اپنی راہ سے
اُس قدِ موزوں کو میں تشبیہ دوں اے سرو واہ   تجھ طویل القد و قامت عقل کے کوتاہ سے[5]
ہے شکستہ دام اس کے تو درستی کر بھلا   کوئی یہ کہہ دو مرے صیاد بے پرواہ سے[6]
غرق ہو چاہ ذقن میں خط کو دل دیکھے ہے یوں   ڈوبتا چاہے سہارا جیسے برگِ کاہ سے[7]
مدعا غفلت ہے اس آگاہ رہنے سے مدام
گر نہ ہو باور تو غمگیں پوچھ ہر آگاہ سے

﴿658﴾ م- ب- ن- ر- ع غزل ندارد
[1] خ ۱۴۳ سے
[2] ش ۱۰۲ لفظ یہ ندارد
[3] خ ۱۴۳ آفتاب
﴿659﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[1] ن ۵۵ وہ شوخ پھر اس آہ سے
[2] ب شعر ندارد
[3] ب لفظ مشرب ندارد
[4] ن ۵۵ اے
[5] ن ۵۵ تجھ طویل القد سے اور تجھ عقل کے کوتاہ سے
[6] ب م شعر ندارد
[7] ایضاً

﴾660﴿

ہے گلہ مند ادھر بلبلِ دستاں مجھ سے   اور چھپتا ہے ادھر دیکھ گلستاں مجھ سے
دوستو پوچھو نہ تم کچھ مرا ایماں مجھ سے   دشمنی رکھتے ہیں سب گبر و مسلماں مجھ سے
ایک سے ایک کو ہم دونوں میں جو وحشت ہے   میں گریزاں ہوں بیاباں سے بیاباں مجھ سے
کیا رہائی کی تری خار و جنوں سے میں نے   خوش تو اس پر بھی نہیں اے تنِ عریاں مجھ سے[۱]
مجھے صحرا ہی اسی صورت آبادی ہے   میں ہوں خوش اس سے مرا خانہ ویراں مجھ سے
مجھ کو سوتے سے اٹھاتا ہے جو تو سو سو بار   شب کو کیا کام ہے بتلا دلِ نالاں مجھ سے[۲]
شام سے صبح تلک ہائے[۳] یہ دھڑکا ہی رہا   کہیں آزردہ مرا جائے نہ مہماں مجھ سے
استقامت کے نہ کیوں اپنے رہوں میں صدقے   کہ گریزاں ہی رہی گردشِ دوراں مجھ سے
آلِ مرواں نے میری جد سے کیا جو کہ سلوک   وہ ہی رہ چلتے ہیں اس شہر کے افغاں مجھ[۴] سے[۵]
ایسی مطلب کی غزل دوسری لکھ[۶] اے غمگیں
کہ مرا سن کے خوشی جس سے ہو جاناں مجھ سے[۷]

﴾660﴿ ش۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ ن۔ ۸۲ صرف نہ ڈہر کا ہی رہا
۴۔ ب۔ ۲۲۷ لفظ "مجھ سے" ندارد
۵۔ ن شعر ندارد
۶۔ ن۔ ۸۲ کہہ
۷۔ ن۔ ۸۲ کہ جسے سن کے خوشی ہو میرا جاناں مجھ سے

﴾661﴿

گیا ہے وہ دل آزردہ جو میرا مہماں مجھ سے
تو کیا کیا تنگ ہوں میں جاں سے اپنی اور[1] جاں مجھ سے

یقیں کامل ہے اب واں ایک[2] دم میں جا پہنچتا ہوں
رہا ہے قدِ آدم ہدمو اب لامکاں مجھ سے

تو ہی اس کا نشاں ہے بے نشاں کس طرح کہتا ہے
کہا جاتا نہیں ہے اے دل اس کو بے نشاں مجھ سے

عجب ہو سب کو پیری میں جوانی عود کرنے کا
رہے ایسا ہی پیری میں اگر وہ نوجواں مجھ سے[3]

امید وصل پر ہر چند ہے یہ زندگی لیکن
رہا جاتا ہے زندہ تیرے ہجراں میں کہاں مجھ سے

نہ تھی کل وصل کی شب آہ[4] اک روزِ قیامت تھا
خدا نے صبح کی ہمدم نہ پوچھ اس کا بیاں مجھ سے

جہاں جی چاہتا ہے دوستو[5] واں بیٹھ رہتا ہوں
نہیں کوئی مکاں جب سے چھٹا ہے وہ مکاں مجھ[6] سے

یہ مے حاضر ہے میں کہتا نہیں پینے نہ پینے کو
پھر اُس شب کی طرح ہو جائیو مت بدگماں مجھ سے

خیالِ یار اس میں بسکہ گنجائش نہیں پاتا[7]
بتنگ آیا ہے اے غمگیں زمین و آسماں مجھ سے

﴾661﴿ ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۷۵ اور مری جاں
۲۔ ن۔ ۷۵ اک دو دم میں پہنچتا ہوں
۳۔ ن۔ ۷۵ رجوع ایسا ہی پیری میں رہے گر وہ جوان مجھ سے
۴۔ الف۔ ۲۵۲۔م۔ ۳۰۴۔ن۔ ۷۵۔ایک
۵۔ ایضاً
۶۔ الف۔ ۳۵۳ لفظ "مجھ سے" ندارد
۷۔ ن۔ ۷۵ ہجومِ غم جو میرا اس میں گنجائش نہیں پاتا

﴿662﴾

حسرتا خوش جو نہیں لب خنداں مجھ سے　　میرے آزردہ رہے ہیں لب و دنداں مجھ سے
کیا ہنسی ہے کوئی دل کا لہو پانی کرنا　　چشمِ اشک اب نہ رکھو دیدۂ گریاں مجھ سے
شب کو سوتے میں ترے بال کھلے دیکھے تھے　　پوچھ مت شوخ مرا خواب پریشاں مجھ سے
مے کشی میں نے سکھائی جنھیں اپنی خاطر　　وائے حسرت کہ وہ پیتے ہیں پنہاں مجھ سے
خوف ہے مجھ کو کہ دشمن نہ سمجھتے ہوں کہیں　　دوستی ایسی جو کیا رکھتے ہیں یہ خوباں مجھ سے
دل[2] دیا جاں بھی دی پر وہی کاوش ہے اسے　　اب خدا جانے کہ وہ کس[3] کا ہے خواہاں مجھ سے[4]
منہ بھرائی کے بھی چسکے کا مزا قہر ہے یار[5]　　اور ہی باتیں لگا کرنے وہ درباں مجھ سے
یاد آسودگی آتی ہے مجھ آوارہ کو　　آہ جس روز سے چھوٹا ہے وہ زنداں مجھ سے
دل سے پہروں میں یہی باتیں کیا کرتا ہوں　　ہائے کیا ہو جو خوشی[6] ہو مرا جاناں مجھ سے

حسرتا ہے یہ دل اندوہ غموں کا پتلا ہے[7]
اور وہ چاہیں ہیں غمگیں دلِ شاداں مجھ سے

﴿662﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
نسخۂ الف- فولیو-۲۵۳ ندارد
[1] ن-۶۵ کرے
[2] ن-۶۴ مر گیا
[3] ن-۶۴ کاہے کا ہے خواہاں مجھ سے
[4] ب شعر ندارد
[5] ن-۶۴ منہ بھرائی کا بھی چسکا ہے بلا اب دیکھو
[6] ن-۶۴ خفا
[7] ن-۶۴ وائے حسرت کہ ایک اندوہ کا پتلا ہے یہ دل

﴿663﴾

رہا جاتا نہیں ہے اس میں مجھ وحشی خرابی سے   ہوا آباد معمورہ مرا ایسا خرابی سے
تو نقشہ مہر کا اے ماہ پھر برعکس ہوجاوے   حجاب مہر مکھڑے کو نہ ہو گر آفتابی سے
نقاب اپنے نہ مکھڑے سے اٹھا پردہ ہی رہنے دے   ہوا جاتا ہوں میں محجوب تیری بے حجابی سے[1]
قدم رنجہ نہ محفل میں مرے جب وہ کرے ساقی   تو یہ فرما کہ کیا بیٹھا میں سر پھوڑوں گلابی سے
درستی تجھ کو گر منظور ہے مجھ دل شکستہ کی   بچانا ساقیا تو نفس کی تو کامیابی سے[2]
جہاں ٹھہروں وہی جا کان سیماب آہ ہوتی ہے   بہ تنگ آیا ہوں از حد دل کی اپنے اضطرابی سے
نظر برق آہ آتی ہے مگر وہ رخ نہیں آتا   تجلی اس کی آ ایسی گزرتی ہے شتابی سے[3]
نہیں خوانِ فلک میں ان سوا کچھ سو بھی خالی ہیں   شکم پر خاک کوئی و مہ کی ہو رکابی سے[4]
خراب آپ ہوا میں شیخ تو کیا آہ کہتا ہے   ملی ہے میکدے میں مے مجھے سو سو خرابی سے
اسد کا انتخاب اپنی تسلی کو کیا پیدا   جب آیا تنگ شعرِ شاعراں[5] کی انتخابی سے

سوالات اپنے سب غائب ہوئے یک لخت اے غمگیں
یہاں تک تنگ آیا اُس کی میں حاضر جوابی سے

﴿663﴾ ش- ن- ر- خ- ع غزل ندارد

[1] ب شعر ندارد

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ایضاً

[5] م- ۴۲۱ شاعروں

﴾664﴿

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے   کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے
یہ رنج مجھ کو ہوا آہ مے کے پینے سے   کہ درد بھی نہ ہوا زخم لگا کے سینے میں
نمود ہوتی[1] ہے جیسی کہ اس کی گل پر   بہار چہرے پہ تیرے یہ ہے پسینے سے
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے   نہ کام مال سے نے زر سے نے خزینے سے
سوا تمھارے نہیں اور سے مجھے کچھ کام   یہ تم سے آکے لگاتے ہیں غیر کینے سے[2]
ترے یہ چہرے پہ خط ایسے زیب دیتا ہے   بہار سونے پہ جیسی ہو سبز مینے سے
یہ حک نہ ہوگا تیرا نام میرے دل سے یار   مثال اس کی نہ دے نقش اور نگینے سے
وہ اپنے آئینے میں اپنی شکل کو دیکھے   جو صاف دل رہے اس کبر اور کینے سے
اب اس قدر مجھے اس عشق نے ستایا ہے
بتنگ آیا ہوں غمگیں میں اپنے جینے سے

﴾664﴿ م- ب- ن- ر- خ- ع   غزل ندارد

نسخۂ "ش" ص-۱۰۰ پر اس غزل کا مطلع قلمزد کر دیا گیا ہے- اس غزل کے دو اشعار نسخۂ الف کے صفحہ ۲۹۲ پر بتکرار درج ہیں-نسخہ ش کے مطابق یہ اشعار مندرجہ بالا غزل کے ساتھ حواشی میں لکھے گئے ہیں

[1] الف ۲۸۸ ہوتی ہوتی

[2] یہ شعر نسخۂ الف کے صفحہ ۲۸۸، ۲۹۲ اور ۲۵۰ پر تین بار لکھا گیا ہے-

صفحہ ۲۵۰ پر مصرعہ یوں ہے- ع   یہ تجھ سے لوگ لگاتے ہیں آکے کینے سے
صفحہ ۲۸۸ " " "   یہ تم سے آکے لگاتے ہیں لوگ کینے سے
صفحہ ۲۹۲ " " "   یہ تم سے آکے لگاتے ہیں غیر کینے سے

﴿665﴾

برا بھلا بھی سنا ہم نے ہر کمینے سے   مگر نہ باز رہے اس شراب پینے سے
نشست میری درست آہ ہے نہ کچھ برخاست[1]   بجا ہے اور یہ بیٹھے ہیں سب قرینے سے[2]
خوشی سے میں کبھی دیتا نہ[3] ہوتی ایسی خوشی   خوشی وہ جیسی ہوئی میرے دل کو چھینے سے[4]
درنگ[5] قتل میں کرتا ہے اس لیے قاتل   وہ جانتا ہے کہ بیزار ہوں میں جینے سے
رہوں شراب میں پیر مغاں میں[6] یہ مدہوش   کہ سر اٹھے نہ مرا مے کدے کے زینے سے
مجھے شعور نہیں یار علمِ مجلس کا   یہ باتیں بزم میں کرتے ہیں سب قرینے سے[7]
کیے گیا وہ کوئی دو گھڑی تلک اُف اُف   لگا دوپٹے کا آنچل جو میرے سینے سے[8]
نہ روؤں آتشِ ہجراں میں کس طرح غمگیں
بڑھے ہے اور طپش آنسوؤں کے پینے سے[9]

﴿665﴾ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ن ۵۷ مری درست نہیں سچ نشست اور برخواست

[2] ب ر شعر ندارد

[3] م ۴۰۱/ ن ۵۷ / نہ ہوتے ایسے خوش

[4] ر شعر ندارد

[5] ر۔ ۱۳۱ دریغ

[6] ر۔ ۱۳۱ یوں

[7] ر شعر ندارد

[8] ایضاً

[9] یہ شعر صفحہ ۲۸۸ پر بھی درج ہے۔ پہلا مصرعہ یوں ہے۔
نہ روؤں کیونکہ میں اب اس کے ہجر میں ناصح

﴿666﴾

صدقے ترے جور اور جفا[1] کے　　پھرنا کہیں گرد مت وفا کے
روٹھے ہے وہ اپنے گھر بلا کے　　لڑتا ہے شراب پی پلا کے
دیوانے ہوئے ہیں اُس پری پر　　ہیں آدمی ہم بھی بد بلا کے
اللہ کچھ ان بتوں کے نزدیک　　بندے ہی نہیں ہیں ہم خدا کے
میں روٹھ کے کیوں منا نہ ہے ہے　　وہ روٹھ گئے منا منا کے
باتوں ہی میں شب گئی ہوئی صبح　　تا وا کریں بند وہ قبا کے
محفل میں نشے کی کیوں ہو وہ ہمدم　　چھیڑیں ہیں مجھی کو ادبدا کے
کیا شرم سے وہ خجل ہوئے ہیں　　مے بزم میں شب مجھے پلا کے
اب شب کو دباؤں گا تیرے پاؤں　　وہ رہ گئی بات دب دبا کے
پژمردہ[2] یہ دیکھ غنچۂ دل　　کیا گل وہ ہنسا ہے کھل کھلا کے
تھے ہم سے بھی ایسے وہ رقیبو　　باتیں نہ کرو چبا چبا کے
ہمدم میرے استخوان کو دیکھ　　اڑتے ہیں حواس[3] اب ہما کے
بوسے کے عوض میں ان کو غمگیں
پرچھا کرو دل کو دے دلا کے

﴿666﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ب۔ ۲۱۱ خفا

[2] نسخہ ب میں یہاں سے آخر تلک ہر مصرع اول کا پہلا لفظ ناخوانا ہے

[3] ن۔ ۷۰ ہواس

﴾667﴿

بندے ہیں ہم ایسے خود نما کے — دکھلائے[1] ہے منہ چھپا چھپا کے
کر مہر صبا ہوا[2] میں وہاں کی — ہم خاک ہوئے ہیں جل جلا کے
جی رہ نہ سکا بگڑ گئے ہم — وہ بیٹھے جو شب کو بن بنا کے
بیماروں کو تیرے موت آوے — طالب ہوں[3] وہ تجھ سے گر شفا کے
رہتا ہے ہمیشہ پنجہ خور — قربان تیرے پاؤں کی حنا کے
کیونکر میں شرم اس کی توڑوں — جو مجھ نہ بول گھر بلا کے[4]
یہ خواب میں کیا خیال آیا — سوتے سے جو چونکے[5] ہڑبڑا کے
سب کو تو شراب دن کو روزہ — صدقے ہوں دلا تری ریا کے
بے باک شرابی ہائے میں اور — پتلے ہیں وہ[6] شرم و حیا کے

اب اور غزل بھی پڑھیے غمگیں
سُن رہ گئے اک غزل سنا کے

﴾667﴿ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] الف۔ ۲۳۶ ہے ہے

[2] الف۔۲۳۹۔م۔۳۷۶۔ب۔۲۱۰۔ن۔۵۷۔وہاں

[3] الف۔ ۲۳۶ ہو

[4] ب شعر ندارد

[5] م۔ ۳۷۶ چونلك

[6] م۔ ۳۷۶ جووہ

﴿668﴾

عشق میں دل اُن کو دے جب جان سے جانے لگے
تب وہ بے پردہ ہمارے سامنے آنے لگے
غیر سے باتوں میں وہ آنکھیں سی جھپکانے لگے
میں نے جو گھورا تو مجھ کو دیکھ شرمانے لگے۱
شب۲ نشے میں غور سے ہمدم وہ مجھ کو دیکھ دیکھ
خود بخود آداب مجلس اپنے بتلانے لگے
ہائے کیوں سوتے انھیں اُس طرح دیکھا شب کو جو
دن میں دس دس بار غش پر غش مجھے آنے لگے۳
کیا کہوں میں۴ ان سے احوالِ خراشِ زخمِ دل
گر کیا کچھ عرض تو وہ کان کھجلانے لگے۵
ہاتھ کھینچا کیا مری الفت سے جو ہر بات پر
تم مچل کر اس طرح سے پاؤں پھیلانے لگے۶
اب تلک نالاں میں بلبل کی طرح بالکل نہیں
تم برنگِ گل کہو کیوں ایسے کملانے لگے۷
ذوق۸ بے تابی میں ان کی۹ میں نہ سمجھا کوئی بات
بھولے بھولے منہ سے وہ۱۰ جب مجھ کو سمجھانے لگے
چوری چوری غیر سے آنکھیں لڑاتے تھے وہ کل
میں نے جو تاکا تو مجھ کو آنکھ دکھلانے لگے۱۱
ٹھنڈی سانسیں مجھ کو بھرتے دیکھ کر محفل میں غیر
بس نہ کچھ جو چل سکا تو اُن کو گرمانے لگے۱۲
غرّہ رمضان ہوا گھر میں ہمارے روزِ عید
مے کدے میں ہاتھ اپنے دو نہ پیمانے لگے۱۳
کثرتِ مے سے ہوا غمگیں بجائے محتسب
دیکھ اسے در بند ہونے ہائے مے خانے لگے

﴿668﴾	ش- ن- خ- ع-	غزل ندارد
۱	ر- ب	شعر ندارد
۲	ب- ۲۵۹	سب
۳	ر-	شعر ندارد
۴	م- ۴۵۶ / ب- ۲۵۹	ان سے میں
۵	ر	شعر ندارد
۶	ر- ب- م-	شعر ندارد
۷	ر- ب	شعر ندارد
۸	م- ۴۵۶	شوق
۹	ب- ۲۵۹	کے
۱۰	ر- ۱۳۹	جب وہ
۱۱	ر- ۱۳۹	جب وہ
۱۲	ر-	شعر ندارد
۱۳	ب- ر-	شعر ندارد

﴿669﴾

اک روز یہ ہے جی میں دل کھول کے رو لیں گے
یہ گوہرِ اشک اپنے ہم خاک میں رولیں گے

شب میں نے جو چھیڑا تو جھنجھلا کے وہ یوں بولے
تو ہم سے نہ بولا کر ہم تجھ سے نہ بولیں گے

دل کی وہ گرہ اُس کے کھلنے کی نہیں ہرگز
جب تک کہ نہ جان اپنی اس عشق میں کھولیں گے

کچھ دل کو تمھارے بھی لگتا ہے بھلا یارو
دل اُن کو میں دیتا ہوں وہ مجھ سے کہو لیں گے

یہ دل میں ہے اے ہمدم ہیں جس کے کہ ہم بسمل
اس عید کو[۱] قرباں بھی اُس شوخ پہ ہولیں گے[۲،۳]

دشنام ہو یا بوسہ جو کچھ تو ہمیں دیوے
کافر وہ غنیمت ہے ہم تجھ سے کہ جو لیں گے

عُشّاقوں کے سب قصّے ہو جائیں گے بس برہم
ہم دفترِ عشق اپنا جس وقت کہ کھولیں گے[۵]

کس منہ سے میاں غمگیں دل دیتے ہو بوسے پہر
تم لے نہیں سکنے کے وہ چاہیں گے سو لیں گے

﴿669﴾ ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد
[۱] م۔ ۳۴۶ لفظ "کو" ندارد
[۲] ش۔ ن شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] حاشیہ الف۔ ۲۱۹
ن۔ م۔ شعر ندارد

﴿670﴾

گر رتجگے میں آپ نہ ہم کو بلائیں گے   تو ہم بھی ساری رات محلہ جگائیں گے
جو بھید کی میں اُن کے کہوں اُن سے کوئی بات   تو لاکھ لاکھ طرح کی باتیں بنائیں گے
تم روٹھے یاد رہوے کہ ہم چھوٹے تم سے بس   وہ دن گئے کہ رو رو کے پہروں منائیں گے[1]
اُن کا پتا بھی یاں نہیں میرا یہ وہم تھا   اس ایک دل میں دونو جہاں کب سمائیں گے
کچھ کام کے نہیں مگرآزاد بھی نہ کر   تیری غلامی بیٹھے ہی بیٹھے بجائیں گے
جس جا کہ آج تک نہیں گلتی کسی کی دال   کل[2] دیکھنا کہ ہم وہیں ٹکر لگائیں گے
وہ مے کدے کو آتے ہیں ساقی کہیں چھپا   گر مجھ کو دیکھ لیں گے تو ہرگز نہ آئیں گے
مدت کے بعد شکر کہ جاگے مرے نصیب   جو تم کہو ہو ساتھ ہم اپنے سلائیں گے

[3] ہم سے منگا کے غیر کو دی سب[4] پلا شراب
غمگیں خوشی تھے تم کہ ہمیں وہ پلائیں گے[5]

﴿670﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[1] ب شعر ندارد
[2] ن ٧٦ تم
[3] ن ٧٦ مجھ
[4] ایضاً شب
[5] غمگیں میں خوش ہوا تھا کہ مجھ کو پلائیں گے

﴿671﴾

ایک دن نہ ایک دن یہ دل اپنا گنوائیں گے کب تک ہم ایسے شوخ سے گولی بچائیں گے
لالچ تو دیکھو روٹھوں ہوں اس پر بھی اُن سے آہ اور آہ ہے یقیں نہ مجھے وہ منائیں گے[1]
جس جا کہ جا کے پھر نہیں آیا یہاں کوئی ہندو کہیں ہیں ہم یونہی وہاں آئیں جائیں گے
یہ جنسِ دل تو لے لے تو بوسے کے قرض میں اور نقدِ جان سے بھی ترا من منائیں گے
گانے کا گر خیال ہو تو میرے روبرو وہ منہ ہی منہ میں شرم سے بس گنگنائیں گے[2]
گر میں دکھاؤں آہ کبھی ان کو آئینہ طوطے کی طرح جھٹ وہیں آنکھیں پھرائیں گے
گر مہر کا لے نام کوئی اُن کے روبرو رخسار نازکی سے وہیں تمتمائیں گے
غمگیں غزل میں دوسری اس شوخ سے کہو
مطلب کی اپنے بات تمھیں ہم سنائیں گے

﴿672﴾

زندگی سے اگر نجات ملے تو دوبارا مجھے حیات ملے
بے جہت عشق بے جہت ہر جسے[1] بے جہت اس سے[2] شش جہات ملے
نہ رہا ہوش کچھ سر و پا کا ہاتھ[3] سے اس کے جب یہ ہات ملے
سب یہ باتیں ہیں ظاہری تیری دل سے تو مجھ سے کوئی بات ملے[4]
دل ہوا شوق اس تمنا میں میرے سینے سے اس کی گات ملے[5]
اُس سے کس وقت ملیے اے غمگیں[6]
جو نہ دن کو ملے نہ رات ملے

﴿671﴾ ش- ن- ر- خ- ع غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ ایضا
﴿672﴾ ش- ع- غزل ندارد
۱۔ ن - ۲۷ معرفت اپنے نفس کی ہو جسے
۲۔ ر- ۱۴۲ اس کو
۳۔ خ- ۱۴۱ ہات
۴۔ خ- م- ن- ر شعر ندارد
۵۔ برحاشیہ الف ۲۴۶ ر- م- خ- شعر ندارد
۶۔ ر- ۱۴۲ ملے کس وقت اس سے اے غمگیں

﴿673﴾

کیا غم ہے محتسب مجھے سرشار دیکھ لے　　یہ ڈر ہے مے فروش نہ ہشیار دیکھ لے
ایسے میں ہے بہار خزاں ہے پھر عندلیب　　جو دیکھنا ہے تجھ کو تو گلزار دیکھ لے
ظالم وہاں طریقِ عیادت ہی چل کہ تا　　وقتِ اخیر تجھ کو وہ بیمار دیکھ لے
یوں دل کو بدلے بوسے کے لیتا ہے دیکھ دیکھ　　جوں جنس کوئی خوب خریدار دیکھ لے
سو طرحدار دیکھنے آیا کریں مجھے　　گر مجھ کو اک[۱] نظر وہ طرحدار دیکھ لے
لوٹا کرے ہمیشہ وہ کانٹوں[۲] پہ ہم صفیر　　دامن میں گل کے بلبل اگر خار دیکھ لے
در پر میں اُس کو دیکھ کے جلدی سے چھپ گیا
غمگیں غضب ہو گر وہ ستمگار دیکھ لے

﴿674﴾

کیوں مجھے ہے ملال کیا جانے　　یار تو میرا حال کیا جانے
دل مرا آہ کچھ نہیں معلوم　　کس لیے ہے نڈھال کیا جانے[۱]
بیٹھے بیٹھے کرے ہے دل پامال[۲]　　کوئی تیری سی چال کیا جانے[۳]
جو کہ ہو شاہِ حسن اے یارو　　مجھ گدا کا وہ حال کیا جانے
رات دن اور جاگتے سوتے　　کیوں ہے اُس کا خیال کیا جانے
اُس کی رفتار سے یہ دل میرا　　کیوں ہوا پایمال کیا جانے[۴]
باغ کا حال آہ اے[۵] غمگیں
کیا ہوا اب کے[۶] سال کیا جانے

﴿673﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۷۳ یلک
۲۔ ن۔ ۷۳ پر
﴿674﴾ م۔ ب۔ ن۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ر شعر ندارد
۲۔ ش۔ ۶۷ تو کرے ہر قدم میں دل پامال
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ ر۔ خ شعر ندارد
شعر بر حاشیہ الف۔ ۲۹۳
۵۔ خ۔ ۱۴۴ کیا
۶۔ خ۔ ۱۴۴ / ر۔ ۱۴۱ کی

﴿675﴾

بلبل کبھی آنکلے بیاباں میں اپنے   پھر اڑ کے نہ جاوے وہ گلستان میں اپنے
دیکھا تجھے ویسا ہے کہ ہم سنتے تھے جیسا[1]   اب فرق نہیں آنکھ میں اور کان میں اپنے
محتاج دو عالم کی حکومت کے نہ[2] ہوں یار   دل اپنا اگر آہ ہو فرمان میں اپنے
مے پی کے عبادت سے نہ جب تک ہو محجوب   زاہد تو نہیں آنے کا کچھ دھیان میں اپنے[3]
جو بھولے سی جاتے ہیں ہم اس شوخ کی اب یاد   کچھ فرق ہوا ہے مگر اوسان میں اپنے[4]
دلجمعی ہو ہم کو تو کسی زلف سے الجھیں   آشفتہ ہیں خود حال پریشاں میں اپنے
دنیا تو ہے کیا دین بھی نہیں دھیان میں آتا   آیا ہے خدا جانے کہ کیا دھیان میں اپنے[5]
جس کے کہ مقید ہیں اسے بھولیں نہ مطلق   بس صرف یہی قید ہے زندان میں اپنے
پہنچیں گے نہ وہ منزلِ مقصود کو سالک   مصروف ہیں جو راہ کے سامان میں اپنے
ہُو کا کہوں کس طرح مقام اپنے میں دل کو   اب ہُو بھی نہیں اس دلِ ویران میں اپنے
مشکل ہے بہت دن یہ کٹے ہمدمو اُس سے   ایسا ہے کہا رات کو کچھ کان میں اپنے[6]
مت پوچھ کہ کیوں چاک کیا تونے گریباں   منہ ڈال ذرا یار گریبان میں اپنے
کب تک کریں ہم صبر کہ اب صبر کی غمگیں
طاقت نہ رہی آہ دل و جان میں اپنے

﴿675﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[1] م- ۴۳۷ جتنا
[2] م- ۴۳۷ نہیں
[3] م- ب- شعر ندارد
[4] ب شعر ندارد
[5] ایضاً
[6] ب شعر ندارد

﴿676﴾

آواز یہ کس کی ہے بھری کان میں اپنے　　　جو یاروں کی بات آتی نہیں دھیان میں اپنے
پُتلا ہوئے حیرت کا جسے دیکھ کے ہم آہ　　　یہ کس کی ہے صورت دلِ حیران میں اپنے
صحرا نے پس از مجنوں کے غم وحشیو مجھ کو　　　پالا ہے بڑی خواری سے دامان میں اپنے
مہ خوری کے دو گروہ نان دیکھ لو بس اور　　　رکھتا یہ فلک کچھ نہیں اس خوان میں اپنے[۱]
جس سے کہ مجھے لاگ ہو ہوتی ہے اس سے لاگ　　　وہ کہتے ہیں یہ عیب ہے دربان میں اپنے
جو چوری سے رکھتے تھے چھپا کوٹھڑیوں میں　　　اب آنے وہ دیتے نہیں دالان میں اپنے[۲]
دل کا بھی ہوا خون سفید آہ ہے کیا وقت　　　سرخ اشک نہیں دیدۂ گریان میں اپنے[۳]
اب پاؤں دبانے بھی وہ دیتا نہیں ہیہات　　　ہاتھوں کے مرے دیکھ نشاں ران میں اپنے
جب سے نہیں دم غیر سے کرتے تھے وہ کچھ بات　　　اڑتی سی بھنک آگئی بس کان میں اپنے[۴]
یا[۶] دشت ہے اے وحشیو پایاں نہیں جس کو[۵]　　　پا وحشت و حیرت ہے بیابان میں اپنے

لکھ ڈالو غزل دوسری تم اور بھی غمگیں
تا چند دو غزلے رہیں دیوان میں اپنے

﴿676﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ب شعر ندارد
[۲] ایضاً
[۳] ایضاً
[۴] ایضاً
[۵] ب- ۲۴۵ کا
[۶] م- ۴۳۷ یا دشت ہی آوے وحشیو پایان نہیں جس کو

﴿677﴾

ساقیا ہائے جلایا تونے   جام کیسا یہ پلایا تونے
رہگذر اپنی میں جوں نقشِ قدم   خاک میں ہم کو ملایا تونے
میں نے چاہا مرا چاہا نہ ہوا   کس طرح ہو کے نہ چاہا تونے
یونہیں روٹھوں کو مناتے ہیں آہ   مجھ کو جیسا کہ منایا تونے[1]
کیوں کیا میں نے بھروسا دم کا   دم جو ہر روز بتایا تو نے
اپنا مکھڑا نہ دکھایا لیکن   ہم کو کیا کیا نہ دکھایا تو نے
رات بھر بیٹھ کے وہاں اے غمگیں
لطف سا لطف اٹھایا تونے

﴿678﴾

خوب اے عشق رُلایا تو نے   خانہ دل کو ڈُبایا تو نے
شعلے[1] رو رات کو محفل میں مجھے   شمع ساں آہ جلایا تو نے
رہگور اپنی میں جوں نقشِ قدم   خاک میں ہم[2] کو ملایا تو نے
دو گھڑی بھی بہ طریقِ مہماں   اپنے گھر میں نہ بلایا تو نے
ہاتھ سے تیرے موا ہے غمگیں
یہاں تلک اُس کو ستایا تو نے

﴿677﴾ ب۔ ش۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
۱۔ ر   شعر ندارد
﴿678﴾ م۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
۱۔ طبق ش۔ ۶۶
الف۔ ۲۸۶۔   شعلہ
۲۔ ش۔ ۶۶   مجھ

﴿679﴾

مے جنوں کا نشہ ہو تو کچھ خمار آوے   خزاں کہاں ہے کریں فکر جو بہار آوے
جلا کے خاک میری تو اگر کرے برباد   ہوائے سر میں نہ تو بھی مرے غبار آوے
نہ جان و دل ہے نہ ایمان نہ جسم ہے مرا   میں مر ہی شرم سے جاؤں کبھی وہ یار آوے[۱]
عجیب وعدہ و اقرار و قول کرتا ہے   کہ بے قرار کو جس سے نہ کچھ قرار آوے
میں صدقے اپنے جنوں کے یہ جس میں ہے تاثیر   جو گل کو دیکھوں تو نظروں میں میری خار آوے[۲]
وہ شب نہ دیکھی کہ بیزار تو نہ ہو مجھ سے   وہ روز مرگ ہی ہوگا کہ تجھ کو پیار آوے
یہی ہے آرزو غمگیں کہ اس کے وعدے کا
ہمیشہ مجھ کو اسی طرح اعتبار آوے

﴿680﴾

جو نہ وہم و گمان میں آوے   کس طرح تیرے دھیان میں آوے
تجھ سے ہمدم رکھوں نہ پوشیدہ   حالِ دل گر[۱] بیان میں آوے
مری یہ آرزو ہے وقتِ مرگ   اُس کی آواز کان میں آوے
میں نہ دوں گا جواب تو کہہ لے   جو کہ تیری زبان میں آوے
یہ شب وصل خیر سے گزرے   تو مری جان ، جان میں آوے
صاف جھوٹا ہو اے رقیب اگر   تیری کر کر یہ چھان میں آوے[۲]
ہائے کیا ہو ابھی جو اے ہمدم   وہ صنم اس مکان میں آوے
گر کھلے چشمِ دل تو تجھ کو نظر   وہ ہی سارے جہان میں آوے
اس کی تعریف کیا کرے[۳] غمگیں
ھـــل اتٰـــی جس کی شان میں آوے

﴿679﴾ ش- ر- ن- خ- ع- غزل ندارد
۱ـ ب شعر ندارد
۲ـ ایضا
﴿680﴾ ب- ش- ر- ع- غزل ندارد
۱ـ خ- ۱۳۸ گریباں
۲ـ خ شعر ندارد
۳ـ خ- ۱۳۹ کروں

﴿681﴾

گو اس میں جان رہوے یا خواہ جان جاوے
تیری قسم جو شب کو پھر گھر میں تیرے آوے
کیوں اُس سے ہائے روٹھا پھر عمر بھر نہ روٹھوں
اپنے خیال میں بھی گر اب کے وہ مناوے
تسکیں خراش کو ہو زخمِ جگر کے کیونکر
ناخن کہاں جو سر بھی اپنا کوئی کھجاوے
اس کے سوا جہاں میں گو دیکھتا نہیں تو
پر چشمِ[۱] و دل میں تیرے ممکن نہیں سماوے
اب انتظار کی بھی طاقت نہیں ہے مجھ میں
اے کاش کوئی آکر زنجیرِ در ہلاوے
کیا احتیاج اس کو تسخیرِ اِنس و جن کی
جو اپنےء دل کو ہمدم قابو میں اپنے لاوے
توبہ ہے میری جو پھر توبہ کروں میں مے سے
ساقی کبھی وہ اب کے توبہ مری تڑاوے
اب ایسے قلب دل سے کیونکر کروں بسر میں
جو وصل میں سلاوے ہجراں میں جو جگاوے
اس حسرت آرزو میں سارے جہاں سے روٹھا
ممکن نہ یہ ہوا پر مجھ کو کوئی مناوے
پُتلا ہے رنج و غم کا انصاف کر کہ غمگیں
محفل میں کیوں خوشی کی تجھ کو کوئی بلاوے

﴿681﴾ ش۔ ر۔ ب۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] طبق م ۴۱۴ (الف۔ ۲۵۸۔ چشمِ دل)

﴿682﴾

کوئی اُس بُت کو کیوں کر بھول جاوے[۱]   خدا دیکھے سے جس کے یاد آوے
بہت آتا ہے یاد اُس کا ستانا   بلا سے پھر کہیں آکر ستاوے[۲]
ترا بندہ ہوں میں مغبچہ گر   مجھے تو دخترِ رز سے ملاوے[۳]
جہاں جاوے وہاں ہیں آپ موجود   کہاں ہاتھوں سے اُن کے کوئی جاوے[۴]
کبھی نکلا نہیں جو گھر سے باہر   وہ میرے گھر بھلا کس طرح آوے[۵]
کرے تاثیر گر[۶] یہ جذبۂ عشق   تو پچھلی شب تجھے یاں[۷] کھینچ لاوے
وہ کہتے ہیں کہ غمگیں تو ہے بے درد   بھلا تجھ سے کوئی کیا دل لگاوے[۸]
ترا طاغوت بس تو ہی ہے غمگیں
تجھے ہے شرط اپنے کو بھلاوے[۹]

﴿682﴾

۱۔ نسخہ ر میں ردی "جائے"، "آئے" ہے
۲۔ ن۔ ۷۲ / ش۔ ۸۸۔ بلا سے پھر وہ آوے اور ستاوے
۳۔ ر۔ ش۔ ب۔   شعر ندارد
۴۔ ر۔ ش۔ ب۔ ن   شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ش۔ ۸۸   کرے تاثیر جو یہ عشق اپنی
۷۔ ن۔ ر م۔ ب   شعر ندارد
برحاشیہ الف۔ ۲۱۶ ش۔ ۸۸۔ تو تجھ کو کھینچ کر گھر میرے لاوے
۸۔ طبق نسخہ ش۔ ۸۸
الف۔ م۔ ب۔ ر۔ ن شعر ندارد
۹۔ ن۔ ۷۲   ووہی طاغوت بس تیرا ہے غمگیں
که جو اس شوخ کو تجھ سے بھلاوے

﴿683﴾

اس مرض میں مجھے اکسیر کی جا ہوجاوے[۱]
کیا تماشا ہو اگر مے سے شفا ہوجاوے
اپنی جو شخص حقیقت میں فنا ہو جاوے
کیا تعجب ہے کہ بندہ وہ خدا ہو جاوے
حال دل کیا کہوں تجھ پر ہے عیاں ظالم
خوف آتا ہے کہ تیرا نہ گلہ ہو جاوے
ایک ہی آن میں دل آن کا مہمان ہوا
اک ادا اور سہی تا کہ ادا ہوجاوے[۲]
تھی مجھے اس کی خبر آہ نہ اے رشک پری
کہ ترا عشق مری جان بلا ہوجاوے[۳]
سچ بتا رخ پہ ترے آئینہ رو کیوں ہے غبار
اس کدورت سے یہ دل تا کہ صفا ہوجاوے[۴]
منتظر ہوں میں کئی روز سے گر اس شب کو
اپنے وہ وعدے پر آجائے تو کیا ہو جاوے[۵]
تجھ سوا دیکھے[۶] نہ وہ ماہ سے لے تا ماہی
جس کو دیدار ترا ماہ لقا ہو جاوے[۷]
آکے مت مستوں کو تو پند دیا کر اے شیخ
کہیں اس تیرے دغا میں نہ دغا ہو جاوے[۸]
تو ہی بتلا کہ شراب اُس کو ہے کس طرح حرام
جو کہ اے شوخ بہر کیف تیرا ہو جاوے
حال[۹] دل دیکھ مرا اُس سے نہ کہنا غمگیں
اس بھلے میں کہیں ناحق نہ برا ہو جاوے

﴿683﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد

[۱] ر- ۱۲۴ پوری غزل میں ردیف "جائے" ہے

[۲] ب- ر شعر ندارد

[۳] ایضاً

[۴] ر- شعر ندارد

[۵] ر- ب- شعر ندارد

[۶] م- ۳۳۶ دیکھ لے

[۷] ر- شعر ندارد

[۸] ب- ر شعر ندارد

[۹] طبق م ۳۳۶ - ب- ۱۹۶ - ر- ۱۲۴
(الف- ۲۱۳- حال دیکھ دل)

﴿684﴾

ترے بیمار کی مشکل ابھی آسان ہوجاوے   جو تو بالیں پہ[1] اے عیسیٰ نفس اک آن ہو جاوے
کرے کیا دوستی اب کوئی ایسے بے مروّت سے   جو ہو کر آشنا پھر اس طرح انجان ہو جاوے
بھلا اُس عہد شکنی پر یہ کیا ارشاد ہوتا ہے   یہاں پر ہم سے تجھ سے عہد اور پیان ہو جاوے
مکدّر ہے بہت وہ میں ترا بندہ ہوں اے ہمدم   صفائی اُس سے گر اب کے کسی عنوان ہو جاوے[2]
وہ گھر میں غیر کے گر سن لے میرا اپنے گھر آنا   جو آتا ہو گھر اپنے تو وہاں مہمان ہو جاوے
تری اس پاک دامانی[3] و بے باکی پر اے ظالم   اگر یوسف بھی ہو تو صدقہ و قربان ہو جاوے[4]
یہی حاصل ہے اے دل عمر بھر کی انتظاری کا   میسر دیکھنا اُس کا اگر اک آن ہو جاوے[5]
نہ ہوگا اُس کو دیدار خدا روزِ جزا زاہد   بُتوں سے جو مسلماں کوئی بے ایمان ہو جاوے
بہ ہر صورت نظر میں اپنی رکھ تو وہ ہی اک صورت   دلا جب تک تجھے اُس شکل کی پہچان ہو جاوے

وہ کہتے ہیں نہیں جاتا ہے[6] یہ دیوانہ پن اُس کا
عجب انسان ہے غمگیں اگر انسان ہوجاوے

﴿684﴾ ر- خ- ع- غزل ندارد
[1] ب- ۲۰۶ پر
[2] ب شعر ندارد
[3] م- ۳۵۴ پاك دامنی
[4] ن- ش شعر ندارد
[5] ن شعر ندارد
[6] م- ۳۵۵ لفظ "یہ" ندارد

﴿685﴾

اگر عاقل[۱] کوئی دیکھے ترا دیوانہ ہو جاوے
جو مجنوں دیکھ لے تو عاقل و فرزانہ ہو جاوے
کٹیں دس پانچ دن کیا زندگی کے عیش و عشرت میں
اگر اس شہر میں دو چار جا مے خانہ ہو جاوے[۲]
صنم الفت میں تیری مے نے یہ تاثیر پیدا کی
کہ گر[۳] کعبے میں جا بیٹھوں تو وہ بُت خانہ ہو جاوے
تمنا ہے یہاں تک تنگ یہ سقفِ فلک ہووے
کہ وہ ناچار مجھ سے دوستو ہم خانہ ہو جاوے[۴]
سوا اُس سنگ دل کے کس کی چھاتی ہے سنے اس کو
اگر اُس کے ہمارے عشق کا افسانہ ہو جاوے[۵]
یہ عالم تھا ترا اے شمع رو شب تیرے مکھڑے پر
جو ہوویں شمع کے پر بال تو پروانہ ہو جاوے[۶]
تعجب ہے کہ اے صیاد تیری قیدِ الفت میں
ہمارا مرغِ دل بے دام اور بے دانہ ہوجاوے[۷]
قیامت توڑتا[۸] وہ تند خو مستی میں اے غمگیں
شکستہ ہاتھ سے میرے اگر پیمانہ ہو جاوے[۹]

﴿685﴾ ش۔ ن۔ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
پوری غزل میں "جاوے" کے بجائے ردیف "جائے" ہے۔
۱۔ ر۔ ۱۲۶ کامل
۲۔ ش۔ شعر ندارد
ر۔ ۱۲۶ جو پورا شہر یہ مے خانے کا مے خانہ ہوجائے
۳۔ ش۔ ر شعر ندارد
۴۔ ش۔ ر۔ ب شعر ندارد
۵۔ حاشیہ بر الف۔ ۲۱۹ ر۔ ب شعر ندارد
۶۔ ایضاً
۷۔ ر۔ ۱۲۷ توڑ دے
۸۔ ش۔ ۹۶ قیامت آج لاتا غیر تیرے سر پر اے غمگیں
۹۔ ب شعر ندارد

﴿686﴾

یا تو اس دل کی تلملی جاوے　　یا کہیں جان بیتلی جاوے[۱]
کس سے دیکھے وہ جائیں طور اطوار　　کس سے وہ گفتگو سنی جاوے
یا انھیں آئے دلبری کی تمیز　　یا مرے جیسی دل دہی جاوے
اُس کی جو بات ہے سو اے ہمدم　　نہ کہی کچھ نہ کچھ سنی جاوے[۲]
میرے نعشے کو[۳] گھور کر بولے　　کہیں ایسا نہ ہو یہ جی جاوے
گر نہیں مجھ سے خوش خفا ہی رہو　　کچھ نہ کچھ چھیڑ ہی چلی جاوے
کوئی ممکن ہے اے صبا میرے　　غنچۂ دل کی بے کلی جاوے[۴]
کیا ہی رنگ لائے آج یاں منہدی　　تیرے تلووں سے گر ملی جاوے[۵]
یاد اُس کی میں یاد رکھ غمگیں
بھول تھوڑی بہت چلی جاوے

﴿686﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ن۔ ۸۵ یا میرے دل سے تلملی جاوے
کاش یا جان بیتلی جاوے

[۲] ن۔ ۸۵ نہ سنی اور نہ کچھ کہی جاوے

[۳] م۔ ۳۹۴ لفظ "کو" ندارد

[۴] حاشیہ الف۔ ۲۴۶ م شعر ندارد

[۵] ایضاً

﴾687﴿

فی الحقیقت تجھے گر اُس سے محبت ہووے   جو کہ مشکل ہے سب آساں وہ محنت ہووے
علم کے اپنی طرف علم کو رکھ اپنے رجوع   تا حقیقت میں تجھے روح کی حیرت ہووے
ہے حقیقت میں وہ مردودِ طریقت واللہ   معرفت پر جسے انکارِ شریعت ہووے
مے کدے کی کرے اس ریش سے جاروب کشی   صاف جب شیخ تیری راہ طریقت ہووے
قیدِ ہستی ہی میں ہستی سے تو ہووے آزاد   اپنے گر نفس پر اے دل تجھے قدرت ہووے
مے کشو شیخ کے تم جہل مرکب دیکھو   جانتا اپنے سے ہے جو کہ کرامت[1] ہووے
دیکھیں تا اُس قد و قامت کو کیا جس نے دوتا   کاش اے یار کہیں جلد قیامت ہووے
رو برو سے میری نظروں کے وہ گم ہوجاوے   اُس کے اب دیکھنے کی گر مجھے حسرت ہووے[2]
سن کے مرنے کی کسی کے نہ کرائے ناداں خوف   دیکھ زندوں کی تو غفلت کو کہ عبرت ہووے
عشق کا نام کسی کے بھی نہ لے اے غمگیں[3]
تجھ کو معلوم اگر اپنی حقیقت ہووے

﴾687﴿ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] طبق م ۴۴۴ / ب۔ ۲۵۲ (الف۔ ۲۷۵۔ کرامات)

[2] ب شعر ندارد

[3] م مصرع اول ندارد

﴿688﴾

مے مجسم نشہ نہ گر ہووے تو تجھے کس طرح اثر ہووے
بے ریا کام وہ نہیں کرتا نیک و بد کا جسے کہ ڈر ہووے
نہ رہے یاد زندگی و موت محو تو اس میں اس قدر ہووے
دل نہیں ہو ثمر ہے حنظل کا جس سے تجھ کو نہ کچھ ثمر ہووے
سمجھے تشبیہ کو تو گر تنزیہ دونوں عالم سے بے خطر ہووے
خانۂ دل سے تو نہ آ باہر تا نہ اے یار در بدر ہووے
نہ ادھر علم ہے نہ ہے معلوم علم ہے وہ جو رخ ادھر ہووے
شیخ جی آپ کی عبادت سے ق یا تو مجھ کو بھی کچھ اثر ہووے
یا مرے ساتھ مے پیو ہے شرط اپنی پھر تم کو گر خبر ہووے
لکھ غزل ایک اور بھی غمگیں
غم سے فرصت تجھے اگر ہووے

﴿688﴾ ش- ن- ر- ب- خ- ع- غزل ندارد

﴿689﴾

میرے[۱] یارب نہ در نہ گھر ہووے   میں ہوں اور مے کدے کا در ہووے
منحصر ساقیا نہیں مے پر   زہر گر دے تو کارگر ہووے[۲]
مجھ کو اُس کی خبر نہیں درکار   کاش اپنی نہ کچھ خبر ہووے
نہ ملے مجھ کو ہائے گھر تیرا   اور تو یار گھر بہ گھر ہووے
کیا ہے بکنے میں فائدہ واعظ   یک سخن بس ہے گر اثر ہووے
تیری صورت ہی ہے جواب خط   نامہ ہو یا نہ نامہ بر ہووے
یہی دھڑکا ہے مے کدے میں مجھے   ق   محتسب کا نہ یاں گزر ہووے[۳]
دیکھ کر دختِ زَر کو اے ساقی   وہ نہ مدہوش بد نظر ہووے[۴]
اس کی تب کچھ خبر ملے غمگیں
جب تو اپنے سے بے خبر ہووے

﴿689﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ر- ۱۳۷ میرا
[۲] ر- ب شعر ندارد
[۳] ب- ر شعر ندارد
[۴] ر- ب شعر ندارد

﴿690﴾

جس کی نہ اُس کے رخ پر ہر دم نگاہ ہووے
دونوں جہاں میں غمگیں وہ رو سیاہ ہووے
اتنا کہاں رہے گا عاشق کو ہوش قاتل
محشر میں دیکھ تجھ کو جو داد خواہ ہووے
چشم دل اپنی مے سے دھو خوب مل کے واعظ
یہاں اُس کی دید میں کچھ گر اشتباہ ہووے
اس رشک مہر کو ہم گر ایک دم نہ دیکھیں
تو چشم میں[۱] ہماری عالم سیاہ ہووے
جو دوڑ کر چلے گا آخر وہ گر پڑے گا
رکھ وہ طریق اپنا جس میں نباہ ہووے
کیا ہو برابر گر تجھ کو کہے یہ عالم
پھر کیا جہاں میں تیری گر واہ واہ ہووے
یہ رنج و عیش دنیا ہیں چند روز اس میں
درویش خواہ ہووے یا بادشاہ ہووے
پھر راہ و رسم کی کچھ پرواہ نہیں کسی سے
تھوڑی بہت بھی اُس سے گر تجھ کو راہ ہووے
تقصیر اور گنہ کا کچھ کا کچھ ڈر نہیں ہے غمگیں
لیکن کسی[۲] کی اس بن دل کو نہ چاہ ہووے

﴿690﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ م۔ ۴۵۹ لفظ "میں" ندارد

۲۔ م۔ ۴۶۰ کو

﴿691﴾

دشمن مری خاک کی صبا ہے　　اس کو بھی وہاں کی کچھ ہوا ہے
مجھ سے تو ہے نیک وہ پری رو　　کہتے ہیں جسے کہ بد بلا ہے
بیمار ہوں دے شراب ساقی　　میری یہی دارو[1] دوا ہے
کر بیٹھے دغا نہ دل وہ لے کر　　دل[2] دے کے اٹھا یہ دغدغا ہے
گر پاس خیال میں سلاؤں　　تو خواب سے وہاں وہ چونکتا ہے
اک مرے سوا کہ تو نہ چاہے　　دنیا میں کوئی بھلا برا ہے[3]
اللہ رے غرور ان بتوں کا　　ایک ایک جدا جدا خدا ہے
شر مجھ سے ہو یہ بخیر ہے بات　　کچھ خیر ہے تم کو کیا ہوا ہے
آتا جو ہے دمبدم تو دل میں　　تیرا یہاں کیا دھرا ڈھکا ہے[4]
کر مجھ کو معاف اب دم مرگ　　جو میں نے تجھے کہا سنا ہے
جو یہاں کے واں وہاں کے یاں ہیں　　ان لوگوں کو مجھ سے تم سے کیا ہے
اس گل سے بدن پر اے گل اندام　　شبنم کی ضرور کیا قبا ہے
دیکھے سے گئے تیرے ہوش
غمگیں وہ ہمیں دکھا کہ کیا ہے

﴿691﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] م۔ ۳۷۸ وو / ن۔ ۲۲ اور
[2] ن۔ ۲۶ کس وقت اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
[3] ب شعر ندارد
[4] ن۔ ۲۲ کیا تیرا دھرا ڈھکا ہوا ہے
ب۔ شعر ندارد

﴿692﴾

کہیں جو باغ میں مجھ کو نظر شمشاد آتا ہے   تو اُس کا قد موزوں[۱] آہ کیا کیا یاد آتا ہے
یہ مرغان چمن کس کے اسیرِ دام ہوتے ہیں   بھلا تو کس لیے اس باغ میں صیاد آتا ہے
رگ جاں کے لیے شافی ہے اُس کا نشترِ مژگاں   طبیبو فصد کو میرے عبث فصاد آتا ہے
گیا غم بھول کل کا آج شاید اس کو دیکھا ہے   دلا جو کوچۂ جاناں سے ایسا شاد آتا ہے
سیاہی اپنے آہو چشم کی ہے بسکہ آنکھوں میں   تو مجھ وحشی کو سب صحرا نظر آباد آتا ہے[۲]
کہے ہے قیس سے فرہاد مجھ کو دیکھ کر آتے   کہ دیوانہ نہ یک میرا ترا استاد آتا ہے[۳]
پلانا جام اوروں کو نہ دینا مجھ کو اے غمگیں[۴]   وہ اُس کا بھول جانا مجھ کو کتنا یاد آتا ہے[۵]

غزل لکھ فرق کرکے قافیے میں اور اے غمگیں
اگر در پردہ کچھ کرنا تجھے ارشاد آتا ہے[۶]

﴿692﴾ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ب۔ ۲۰۵ قد و موزوں
[۲] ن۔ ش۔ شعر ندارد
[۳] ب۔ ن۔ ش شعر ندارد
[۴] ش۔ ۸۳ میں دونوں مصرعے شامل ہیں۔ "شراب اوروں کو نہ دینا اور نہ دینا مجھ کو اے غمگیں"
[۵] ن۔ ۷۲ مجھے وہ بھول جانا اس کا کتنا یاد ہے۔
[۶] ن۔ ب شعر ندارد

﴿693﴾

بے خبر پاس مرے جب وہ صنم آتا ہے
پھر خدا جانے مرا ہوش کہاں جاتا ہے
مجھ سے کس واسطے ہمدم یہ الجھتا ہے دل
جب وہ بال اپنے کبھی مجھ سے سلجھواتا ہے
مرے نزدیک نہیں غیر کو ایک ذرّہ وجود
دور کر غیر سے کیا مجھ کو تو دھمکاتا ہے[۱]
تیرے دکھ دینے سے راحت ہے مجھے اے ظالم
آہ بیزار وہ ہوتا ہے جو دکھ پاتا ہے[۲]
ہجر کے سوختے کچھ کم نہیں دل کو ناصح
جی جلانے کو تو کس واسطے سمجھاتا ہے[۳]
کیا قیامت ہے کہ ہوتا ہوں وہیں شادیِ مرگ
قتل کا حکم مرے جبکہ وہ فرماتا ہے
شاید آیا ہے وہ کوچے میں دیوانہ بے تاب
خود بہ خود کہتے ہیں وہ دل مرا گھبراتا ہے[۴]
بزم میں اُس کی جو جاؤں تو بڑی ہے[۵] پتا
گر نہ جاؤں تو یہ دل جان مری کھاتا ہے[۶]
یار اُس وقت کی بے تابی کا عالم مت پوچھ
در پر اپنے مجھے جس وقت وہ ٹھہراتا ہے
حسب حال آہ ترے شعر ہیں کیا اے غمگیں
جو تو ہر روز غزل اک نئی بے کہلاتا ہے۔

﴿693﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ ایضاً
۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً
۵۔ م۔ ۴۲۹ لفظ "ہے" ندارد
۶۔ ب شعر ندارد
۷۔ ب۔ ۲۴۱ ہی

﴿694﴾

شب فرقت میں مجھ کو وصل کا جب دھیان آتا ہے
کہوں کیا آہ جو جو حسرت و ارمان آتا ہے
جو بولوں تو قیامت ہے نہ بولوں تو قیامت ہے
وہ گھر سے غیر کے جب یہاں کسی عنوان آتا ہے
مرے گھر وہ کبھی آوے تو اس صورت سے اے ہمدم[۱]
کسی کے گھر میں کوئی جس طرح انجان آتا ہے[۲]
دیوانہ اس پری پر دیکھ مت ہو یہ مرا کہنا
تری بھی عقل میں کچھ اے دلِ نادان آتا ہے[۳]
تری قامت کی کس کے روبرو تعریف کی میں نے
قیامت غیر کو بھی باندھنا طوفان آتا ہے
تصور سے میں اُس کے بے خودانہ آہ پوچھوں ہوں
تجھے کچھ دھیان میرا بھی ترے قربان آتا ہے
جہاں زنداں سے چھوٹا یوں ترے کوچے میں جاتا ہوں
کبوتر بھاگ کر جوں اپنے گھر گردان آتا ہے
یہی کہتے ہیں اُس سے جو[۴] کہ صاحب مجھ سے کہتے ہیں
کسی کے گر جو ملنے کو کوئی انسان آتا ہے[۵]
کہوں کیا آہ جو جو چاپلوسی اس سے کرتا ہوں
بلانے مجھ کو اس کا گھر کبھی دربان آتا ہے
مجھے یہ خوف ہے اس آئینہ رو کو نہ دیکھا ہو
کہ قاصد واں سے کچھ حیران و سرگردان آتا ہے[۶]
رقیبوں کے سبب میں بات کر سکتا نہیں غمگیں
جو دو دن کے لیے وہ یاں کبھی مہمان آتا ہے

﴿694﴾ ش۔ ب۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد

یہ غزل نسخۂ الف صفحہ ۲۹۲ پر بتکرار درج ہے۔

[۱] ن۔ ۶۹ کبھی گھر میرے وہ آوے تو یہ انداز ہوتا ہے

[۲] م۔ ۳۵۴ میں

[۳] شعر بر حاشیہ الف۔ ۲۹۲
خ۔ شعر ندارد

[۴] الف۔ ۲۹۲۔ جب

[۵] خ۔ شعر ندارد

[۶] ایضاً

﴿695﴾

جب کہ وہ شوخ میرے پاس کبھی آتا ہے
اس کو میں اور وہ مجھے دیکھ کے شرماتا ہے
گل رخسار نظر پڑتے ہیں ووں ووں اُس کے
جوں جوں زلفوں میں مجھے اپنے وہ الجھاتا ہے
در پر اُس پردہ نشیں کے کوئی جا کر کہہ دو
کہ ایک آوارہ تیرے کوچے میں چلاتا ہے[۱]
نہں معلوم کہ ان آنکھوں کو ہوتا ہے کیا
اپنی صورت مجھے جس وقت[۲] وہ دکھلاتا ہے
وہ بیاں میں نہیں آسکتے نشیب اور فراز
ہائے جو جو وہ مجھے عشق کے دکھلاتا ہے[۳]
صدف غم سے نکلتے ہیں سخن جوں گوہر
بحرِ مؤاج جو دل میں مرے لہراتا ہے
چشم گریاں سے مرے دیکھ کے ساون کی جھڑی
مجھ پہ دشناموں کی بوچھاڑ وہ برساتا ہے[۵]
آہ بے ساختہ نکلے ہے یہ بے تابی میں
میری تقصیر نہیں کس لیے جھنجھلاتا ہے
عاشقانہ غزل ایک اور بھی لکھ اے غمگیں
شعر واللہ مجھے جی سے ترا بھاتا ہے

﴿695﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
۱ـ ب شعر ندارد
۲ـ ب- ۲۴۰ وقت کہ وہ
۳ـ ب شعر ندارد
۴ـ ایضاً

﴿696﴾

بیٹھے بٹھائے محفل سے تو مجھ کو آہ اٹھاتا ہے　　غیروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس بٹھاتا ہے
جز حیرت کے سچ کہہ غمگیں ہاتھ ترے کیا آتا ہے　　سوسو بار جو اُس کوچے میں بے خود ہو ہو جاتا ہے[1]
مہر نہیں ہے ذرہ تجھ[2] کو ماہ جبیں یہ کیا ہے اندھیر　　جب سے آنکھ لڑی[3] ہے تجھ سے لیل و نہار رلاتا ہے
[4]رات کو بات کہوں تجھ سے جو دل میں غبار نہ گزرے کچھ　　کوچے میں اغیاروں کے کیوں شب کو آتا جاتا ہے
جیتے جی بھی گر میں بولوں کھاتا ہوں اس سر کی قسم　　اب کے ایسا میں نہیں روٹھا جو تو مجھ کو مناتا ہے[5]
وحشت کی میں قید میں ایسا اِدھر اُدھر بھٹکوں ہوں آہ　　مرغِ چمن جیسے کہ قفس میں تڑپہہ تڑپہہ گھبراتا ہے[6]
صدقے میں اس منہ کے جاؤں دل یہ کہے ہے[7] بزم میں آہ　　چپکے چپکے ہونٹوں میں جب کچھ کچھ وہ فرماتا ہے[8]
ایسا تیرا مکھڑا کیوں ہے جو دیکھے سو عاشق ہو　　حسن پر اپنے جھنجلا ظالم مجھ پر کیوں جھنجلاتا ہے[9]

اک غزل اب[10] اور بھی کہہ لے یاروں کی گر خاطر ہے
کہنے سے تو شعر کے غمگیں اتنا کیوں گھلاتا[11] ہے

﴿696﴾　ب　ش　ر　خ　ع　غزل ندارد
[1] نسخہ الف ۲۲۷ میں یہ شعر اس سے اگلی غزل کے حاشیے میں درج ہے
[2] ن　۵۶　تم
[3] ن　۵۶　پڑی ہے مجھ سے-----
[4] ن　۵۶　راہ کی بات کہوں
[5] نسخہ الف ۲۲۷ میں یہ شعر بتکرار اس سے اگلی غزل کے حاشیہ میں بھی درج ہے
[6] ن　شعر ندارد
[7] م　۳۶۲　لفظ　ہے　ندارد
[8] ن　شعر ندارد
[9] ایضاً
[10] م　۳۶۲　لفظ　اب　ندارد
[11] ن　۵۷　گھبراتا ہے

﴾697﴿

غیر کے گھر میں جب وہ جاتا ہے   اپنے گھر تب مجھے بلاتا ہے
میں جو روٹھوں تو وہ خفا ہو کر   عجب انداز سے مناتا ہے
وصل کی شب کو شمع گل کر کر   رات بھر شمع ساں جلاتا ہے
میں ہی جانوں ہوں اور دل میرا   مجھ کو جس جس طرح ستاتا ہے
نہیں سنتا ہے پھر کسی کی بات   جب وہ باتوں پر اپنی آتا ہے[1]
حالِ دل میں کہوں تو پھر رک کر   ق   اور پھر دیر مجھے سناتا ہے
میں تجھے جانتا ہوں جیسا ہے   اتنی باتیں تو کیوں بناتا ہے
گر کبھی میں ہنسوں تو اے ہمدم[2]   مجھ کو سو سو طرح رلاتا ہے[3]
میں جو روؤں تو آہ اے غمگیں
پھر وہ ہنس ہنس مجھے ہنساتا ہے[4]

﴾697﴿ م۔ ب۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] ش۔ ۸۱ اپنی باتوں پہ جب وہ آتا ہے

[2] ش۔ ۸۶ غمگیں

[3] حاشیہ الف۔ ۲۹۱ ش۔ شعر ندارد

[4] نسخہ ”ش“ میں یہ شعر قلمزد کردیا گیا ہے

﴿698﴾

جو مجھ سے روٹھ کر وہ رات کو گھر اپنے جاتا ہے
تو پھر میں کیا کہوں اس وقت کیا کیا[1] جی پر[2] آتا ہے
نشے کا لطف کچھ اس کے بیاں ہوتا نہیں ہمدم
کبھی اپنی خوشی ساقی ہمیں جو مے پلاتا ہے
لیا دل جس نے دزدیدہ نگہ سے آہ اے ہمدم
وہ مجھ سے بات بھی کرنے میں اب آنکھیں چراتا ہے
جماتا ہے ہتھیلی پر جو سرسوں اپنے گھر بیٹھے
وہ جا کر باغ میں اب دیکھیے کیا گل کھلاتا ہے
بجھائی جو نہیں دیتا ہے واعظ آنکھ والوں کو
نشہ مے کا بس اُن اندھوں کو وہ وہ کچھ دکھاتا ہے[3]
جو مے چھوڑے ترے دامِ سُخن ہی تو واعظ[4]
اُمید و بیم کے تو جال کیوں نا حق بچھاتا ہے
لٹا سا لگنے گھر لگتا ہے اپنا واں سے پھر آکر
وہ چوری سے کبھی گھر اپنے جو مجھ کو بلاتا ہے
جلیں ہیں غیر کیا کیا بیٹھے بیٹھے بزم میں جب وہ
اشاروں سے مجھے اپنے سے پہلے ہی اٹھاتا ہے
غزل آج اور بھی لکھ ڈال تو جلدی سے اے غمگیں
زمانہ دیکھیں کل کس کھیل میں تجھ کو لگاتا ہے

﴿698﴾ ن۔ خ۔ ر۔ غزل ندارد

نسخۂ الف صفحہ ۲۱۹ کے حاشیے پر اور صفحہ ۲۹۲ پر اس صراحت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

" غزل دویم در ورق دو صد ونوز دہ نوشتہ شُد"

[1] م۔۳۴۷۔ لفظ کیا ندارد

[2] ش۔ ۹۷۔ پہ / ب۔ ۲۰۳ پر

[3] شعر بر نسخۂ الف۔ ۲۹۲۔

[4] ایضاً

﴿699﴾

اپنا عاشق جان کے مجھ کو کس کس طرح رلاتا ہے[۱]
آپ ہنسے ہے غیروں سے اور مجھ پر ان کو ہنساتا ہے[۲]

گاہ کرے ہے زلف پریشاں ابرو[۳] گاہ چڑھاتا ہے
ایک نہ ایک نئی آفت وہ میرے سر پر لاتا ہے

اس پر بھی مجھے لوگ کہیں ہیں نا فرمانی کرتا ہے
اور میں کام وہی کرتا ہوں جو کچھ وہ فرماتا ہے[۴]

ناصح تو اس پردہ نشیں کے گھر جانے کو منع نہ کر
ہاتھ سے دل جاتا ہے میرا ہائے ترا کیا جاتا ہے[۵]

ہوش نہ رہوے جس سے اپنا ایسی تلخ شراب پلا
اوروں کی سی کیا اے ساقی مجھ کو شراب پلاتا ہے

صبح کو اک دن وہ بولے یہ کانٹے سے کیا چبھتے ہیں
میرے تلوے آنکھوں سے جو شب کو تو سہلاتا ہے

پینے سے اب مے کے کافر کچھ مجھ سے تکرار نہ کر
موسم میں برسات کے ناحق کیوں تو مجھ کو جلاتا ہے

کوہ و بیاباں سبز ہے ساقی دیر نہ کر جلا دے شراب
بجلی بھی ہے چشمک زن اور ابر بھی جھک جھک آتا ہے

اٹھ نہیں جاتا میں دنیا سے آتا ہے اس وقت یہ جی پر
غیر کو اپنے پاس بلا کر جب وہ ہائے بٹھاتا ہے[۶]

بات کہوں گر کچھ اُس ڈھب کی تو وہ ہنس کر کہتے ہیں
ایسی باتیں مت کر غمگیں جی میرا گھبراتا ہے

﴿699﴾ ب خ ع غزل ندارد

۱۔ ش ۱۱۲ مجھ کو سڑی سودائی بنا کر کس کس طرح ستاتا ہے

۲۔ الف م ن شعر ندارد

۳۔ ن ۵۳ کاکل گاہ بناتا ہے

۴۔ طبق ن ۵۳
(الف ۲۲۸۔م۔۳۶۲۔ میں کام اور وہی کرتا ہوں)

۵۔ ن ش شعر ندارد

۶۔ م ن شعر ندارد

﴾700﴿

جو چوسر میں کبھی وہ غیر کو گوئیاں بناتا ہے　　تو میرا ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے
لگے ہے دل دھڑکنے اور سناٹے سے آتے ہیں　　جہاں اتنا سنا میں نے کہ وہ تشریف لاتا ہے
عجائب کچھ مزا ہوتا ہے اس کی شرم میں ہمدم　　اکیلے جب چمٹتا میں ہوں اور وہ منہ چھپاتا ہے[1]
جلی باتوں سے اس کی جب کہ میں جلتا نہیں تو پھر　　جلانے کو مرے غیروں کو وہ ظالم جلاتا ہے[2]
وفا کرنے سے میرے تو نہ آیا ہاتھ کچھ ظالم　　ستانے سے مرے کیا تیرے ہتلا ہاتھ آتا ہے[3]
اسے منظور جب ہوتا ہے اٹھنا آہ محفل سے　　تو مجھ کو پاس اے ہمدم بلا کر وہ بٹھاتا ہے[4]
وہ دن مت ہو جو تیرے ہاتھ آؤں وہ یہ کہتے ہیں　　تو میرے رات بھر بے فائدہ پاؤں دباتا ہے[5]
دعا دیتا ہوں ہووے[6] جام کوثر کا نصیب اُس کے　　کوئی مومن مسلماں جو مجھے ساغر پلاتا ہے

جو ایسا شخص روٹھے تو منے کس طرح اے غمگیں
کہ جو اس کو مناؤں میں تو وہ الٹا مناتا ہے

﴾700﴿ ر- خ- ع- غزل ندارد - نسخہ "م" میں صرف پہلا شعر اس غزل میں ہے- باقی اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں- نسخہ الف میں پہلا شعر حاشیے پر ہے-

[1] ش- ب- ن شعر ندارد

[2] ش- ن- شعر ندارد

[3] ش- ن- ب- شعر ندارد

[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] ن- ۶۱ / ش- ۷۹- میں اس کو نصیب ہو جام کوثر کا

﴿701﴾

جب نشہ وہ نگار کرتا ہے   ہائے کیا مجھ سے پیار کرتا ہے[۱]
جان[۲] بوجھ آہ وہ کہیں ہیں مجھے   ان دنوں کس کو پیار کرتا ہے
صبح تک جاگتا ہوں میں اور[۳] وہ   روز شب کا قرار کرتا ہے[۴]
تجھے پڑتا ہے تب قرار اے شوخ   جب مجھے بے قرار کرتا ہے
یہ نشہ اُس شراب کا مت جان   جو پیے پر خمار کرتا ہے[۵]
باغ میں جا کے خونِ مرغِ چمن   کیوں تو اے گلعذار[۶] کرتا ہے[۷]
تجھے اپنا بھی ہوش ہے غمگیں
جو ہمیں ہوشیار کرتا ہے

﴿702﴾

جوں[۱]جوں وہ تجھ کو پیار کرتا ہے   اور دل بے قرار کرتا ہے
گل سے مکھڑے پہ تیرے اے گل رو   کیا پسینا بہار کرتا ہے
ایک دو قتل ہوتے رہتے ہیں   جب وہ آنکھیں دو چار کرتا ہے
دل لیا تو نے جب سے وہ تجھ پر   جان اپنی نثار کرتا ہے
ایسے وعدہ خلاف کا غمگیں
کوئی بھی انتظار کرتا ہے

﴿701﴾ ش۔ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۶۳ / ر۔ ۱۴۶ ہائے کیا کیا بہار کرتا ہے
۲۔ ن۔ ۶۳ جان اور بوجھ
۳۔ طبق ن۔ ۶۳ (م۔ ۴۰۶۔ وہ اور)
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ ن شعر ندارد
۶۔ م۔ ۴۰۶ انگلذار
۷۔ ن شعر ندارد
﴿702﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ع غزل ندارد
۱۔ ش ۸۸ مجکو جوں جوں وہ پیار کرتا ہے

703

کوئی بھی دیدہ و دانستہ ایسا کام کرتا ہے
وہ مرتا ہے دلا اک اور پر تو جس پہ مرتا ہے
وہ گھر ہیں غیر کے کیا کیا مزے اور چین کرتا ہے
کوئی اتنا نہیں کہتا کہ باہر کوئی مرتا ہے
وہ سب قول وقسم جھوٹے تھے اب ہرگز نہ مانوں گا
گیا تھا تو جہاں معلوم ہے بس کیوں مکرتا ہے
اکیلے بھی نہیں وہ ہم سے ہم اُن سے لپٹ سکتے
ادھر تو شرم ہے اُن کو ادھر جی اپنا ڈرتا ہے
نہ پوچھو آہ جو باتیں کہ آتی ہیں مرے دل[1] میں
کوئی سر جوڑ کر باتیں جو کچھ آپس میں کرتا ہے
گزر رہوتا نہیں کوچے میں جس دن تیرے میں اُس دن
گذر جاؤں کہیں دنیا سے یہ جی پر گزرتا ہے
جو بوسہ مانگیے تو وہ چڑھا کر ناک کہتے ہیں
انھیں باتوں سے غمگیں تو مرے جی[2] سے اترتا ہے

《703》 م- ب- ر- خ- ع   غزل ندارد

[1] ن ۷۶ جی

[2] ن ۷۶ دل

﴿704﴾

جسے دیدار ہے اس کا وہ حیراں وار تکتا ہے
نہیں دیکھا جو واعظ تو نے تو[۱] اور اور تکتا ہے
نظر سے مبتدی گم اس کو مت کرنا نہ گم ہووے
وہ اک جو دید شے یابی میں تارا سا چمکتا ہے[۲]
وہاں اے خضرِ رہ ہم بے سر و پا کس طرح پہنچیں
جہاں پائے خیال اپنا بھی چلتے چلتے بھکتا[۳] ہے[۴]
بہانے کس لیے کرتا ہے یہ وہ مے نہیں ساقی
کہ جس سے کچھ خمار آتا ہے یا کچھ سر دھمکتا ہے[۵]
یہ اب اتنا ہوا ہے بولتا ہے جو کہ لوگوں میں
اکیلے میں تو وہ ہمدم بہت مجھ سے بچکتا ہے[۶]
ق
عجب برسات میں ے[۷] ہے سیر غمگیں تیرے تکیے میں
نظر جاوے جہاں تک وہاں تلک سبزہ لہکتا ہے[۸]
یہ حالت جا بجا ہے کوہ کی[۹] لے یاں سے جھرنے تک
کہیں سے آب جاری ہے کہیں پانی ٹپکتا ہے
قطار ابر سیہ میں یوں نظر آتی ہے بگلوں کی
ستارے شب کو جیسے اس طرح ہریک[۱۰] چمکتا ہے
کہیں دیتی مزہ آواز ہے کوئل پپیہے کی[۱۱]
کہیں بس جانور خوش رنگ جوں بلبل چہکتا ہے
کوئی طاؤس تو رقاص ہے کوئی مُغنّی ہے
بیاں جھاڑے کا عالم یار ہو کیا مجھ سے سکتا ہے
نشہ پی پی کے منہ میں خوبرو گاتے ہیں جھولے پر
ستم چھڑتی ہے سارنگی غضب طبلا کھڑکتا ہے
پلاتا مے کشوں کو ے[۱۲] ہے ساقی جام بھر بھر کر
ادھر بجلی چمکتی ہے اُدھر بادل کڑکتا ہے
یکا یک دید میں اس کی جو مجھ کو لے[۱۳] گئی حیرت
تو یاروں نے کہا شاید[۱۴] ہوا غمگیں کو سکتا ہے

﴿704﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد
۱۔ ر۔ ۱۳۴ نہیں دیکھا ہے واعظ تونے اس کو اور یکتا ہے
۲۔ ر شعر ندارد
۳۔ ب۔ ۲۴۹ تھکتا
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ب- ر شعر ندارد
۷۔ م۔ ۴۴۱ / ب۔ ۲۴۹ / ر۔ ۱۳۴ کی
۸۔ ر۔ ۱۳۵ نظر جائے جہاں تلک سبزہ ہی سبزہ لہکتا ہے
۹۔ ب۔ ۲۴۱ سے
۱۰۔ ر۔ ۱۳۵ ایک
۱۱۔ ر۔ ۱۳۵ کہیں آواز دیتی ہے مزا کوئل پپیہے کی
۱۲۔ ر۔ ۱۳۵ کو کون ساقی------
۱۳۔ ر۔ ۱۳۵ آ
۱۴۔ ب۔ ۲۴۹ شاہد
۱۵۔ سکتہ

﴾705﴿

ساتھ دم کے جو غم نکلتا ہے   ہائے اس غم سے دم نکلتا ہے
گر اُسے دیکھیے تو کیا کیجیے   جس کے بن دیکھے دم نکلتا ہے
شرم سے اس کی ابروؤں کے ہلال   مرداں پشت خم نکلتا ہے[۱]
جو وجود اس جہاں میں ہے موجود   صرف اس[۲] میں عدم نکلتا ہے
تجھ میں بے ساختہ پن اے ظالم   کچھ قیامت ستم نکلتا ہے[۳]
صدقے اُس کی جفا کے میں جس کے   ہر ستم میں کرم نکلتا ہے[۴]
اس کم و کیف میں بھی اے واعظ   ق[۵] صاف بے کیف و کم نکلتا ہے
مرے ہرجائی کا کبھی گھر سے   نہیں باہر قدم نکلتا ہے[۶]
سن کے در پر خبر مرے گھر سے   غیر سے وہ بہم نکلتا ہے[۷]
دل[۸] کہیں پھر دیا ہے غمگیں نے
گھر سے جو چشمِ نم نکلتا ہے

﴾705﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
۱ـ ر ب شعر ندارد
۲ـ ر ۱۴۰ اسی
۳ـ ر ۱۴۰ صاف بے کیف و کم نکلتا ہے
۴ـ ر ب شعر ندارد
۵ـ ب لفظ قطعہ ندارد
۶ـ ر شعر ندارد
۷ـ ر ب شعر ندارد
۸ـ ب ۲۶۱ ناخوانا

﴿706﴾

غلط کہتا ہے تو اُس کا دہاں معلوم ہوتا ہے
سخن یہ چ ہے ہمدم کہاں معلوم ہوتا ہے
نزاکت پر تری اے گل بدن[1] شیدا جو بلبل
رگِ گل اُس کو خار آشیاں معلوم ہوتا ہے
بہارِ داغِ دل ہے اس روش اس چاک سینے میں[2]
کہ در سے باغ کے جوں[3] گلستان معلوم ہوتا ہے[4]
سبک روحی مگر ہے بار جسم زار پر مرے[5]
کہ دم لینا مجھے ہمدم گراں معلوم ہوتا ہے
کسی دشمن نے جا کے[6] دوستی کچھ خرچ[7] کی ہو گی
خفا جو وہ نصیبِ دشمناں معلوم ہوتا ہے [8]
کمر سے تیری اور موسے میاں ہے فرق سرتاپا
کہ وہ تو ہے نہاں اور یہ عیاں معلوم ہوتا ہے[9]
وہ گلزار گلستاں آتش دوزخ سمجھتے ہیں
ترا کوچہ جنھیں باغ جناں معلوم ہوتا ہے[10]
خوشی سے اپنے غمگیں کے جو ہنستے ہو رونے پر
مگر اُس سے خفا ہو مہرباں معلوم ہوتا ہے

﴿706﴾ خ ع غزل ندارد
۱ـ ن ۳۰۱ گلان
۲ـ ن اے ش ۷۰ سے
۳ـ ن اے جو
۴ـ ب شعر ندارد
۵ـ ر ۱۴۴ سبک روحی بھی کیا شے ہے کہ جسم زار پر میرے
۶ـ ب ۲۰۱ کر
۷ـ م ۳۴۴ خرج
۸ـ ر شعر ندارد
۹ـ ایضاً
۱۰ـ بر حاشیہ الف ۲۱۸
م ن ب ر شعر ندارد

﴿707﴾

عشق میں یہ ہی آہ ہوتا ہے　　کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
زیرِ دیوار کوئی نالاں ہے　　کوئی کوشک پر اپنے سوتا ہے
کوئی دیتا ہے چشمِ تر سے آب　　تخمِ غم کوئی دل میں بوتا ہے
جب اُسے دیکھتا ہوں اے ہمدم　　میرے سینے میں درد ہوتا ہے
چھوڑ دے اے دلا تو اُس کی چاہ　　کس لیے اپنی جان کھوتا ہے
مجھ سے ہنس کر لگے وہ یوں کہنے
غمگیں کس واسطے تو روتا ہے

﴿708﴾

دل اُس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے　　جو کام کہ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے
تاثیر نہیں رکھتی یہ آہ رسا اپنی　　پیکاں نہیں پھر اب کیا اس تیر سے ہوتا ہے
دل زلف میں اب تیرے اس طرح پھنسا ظالم　　جوں قید میں دیوانہ زنجیر سے ہوتا ہے
بتلا تو بھلا ناصح اُس رشک گلستان بن　　گلگشت چمن مجھ سے دلگیر سے ہوتا ہے
غمگیں کو تو اب[ا] ناحق مت قتل کر اے قاتل
جو قتل کہ ہو تا ہے تقصیر سے ہوتا ہے

﴿707﴾ م- ب- ن- ر- خ- ع غزل ندارد
﴿708﴾ م- ب- ن- ر- خ- ع غزل ندارد
[ا] ش-۱۰۱ آ

﴿709﴾

توجس کو ڈھونڈتا ہے کیا تجھ سے وہ جدا ہے   تو آپ ہی خدا ہے تو آپ ہی خدا ہے
کہتے ہیں وہ بقا ہے کہتے ہیں یہ فنا ہے   ہرگز نہ کچھ فنا ہے مطلق نہ کچھ بقا ہے
میں کون اور تو کون یہ کیا ہے اور وہ کیا[1]   آتا نہیں سمجھ میں کیا جانیے کہ کیا ہے
پوجے کوئی خدا کو پوجے کوئی صنم کو[2]   میں پوجتا ہوں جس کو وہ صرف اک انا ہے
مطلق فنا نہیں ہے ہستی کو تیرے اے دل   اس حیثیت سے ہستی لیکن تری فنا ہے[3]
ممکن نہیں کہ اُس میں تاثیر کچھ[4] نہ ہووے   جس کا سخن کہ واعظ واللہ بے ریا ہے[5]
یوں دیکھ اُس کو اس میں غمگیںؔ ذرا نظر کر
جس شے میں ہے کدورت پھراُس میں اک صفا ہے

﴿710﴾

تیرے کوچے کا جو اے مہ گدا ہے   وہ ہفت اقلیم کا بس بادشاہ ہے
تمھاری زلف سے مُشکِ ختن کو   جو دوں تشبیہ تو میری خطا ہے
جو عاشق ہیں ترے اے یار اُن کی   وہی مرضی ہے جو تیری رضا ہے
جن آنکھوں کا میں ہوں بیمار مردم   نظر آویں تو پھر دوہیں شفا ہے
اگر وہ بہت خفا ہے تجھ سے غمگیںؔ
تو تو بھی غم نہ کھا تیرا خدا ہے

﴿709﴾ ن خ ع غزل ندارد
[1] ر ۱۲۲ تو کون ہے میں کیا ہوں یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے
[2] ش ۲۲ پوجے ہے شیخ حق کو اور برہمن صنم کو
[3] ش شعر ندارد
[4] ر ۱۲۲ ہو نہ کچھ بھی
[5] ش شعر ندارد

﴿710﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

﴿711﴾

نہ پوچھا[1] ہجر میں جو حال[2] اب ہمارا ہے　　اُمیدِ وصل ہی پر ان دنوں گزارا ہے[3]
اسے بھی دیکھ لے اے دل نظر سے عبرت کی　　یہ دید میلہ ہے عالم کا جو نظارا ہے[4]
نہ دیکھوں تجھ کو تو آتا نہیں[5] کچھ آہ نظر　　تو میری پتلی کا آنکھوں کی یار تارا ہے[6]
مجھے جو بام پہ شب کو بلائے ہے وہ ماہ　　مگر عروج پہ کیا ان دنوں ستارہ ہے[7]
یقین جان تو واعظ کہ دین و دنیا میں　　بس اُس کی صرف مجھے ذات کا سہارا ہے[8]
عجب طرح سے نظر پڑ گیا مرے[9] ہمدم　　قیامت آہ وہ مکھڑا بھی پیارا پیارا ہے[10]
مجھے جو دوستی ہے اُس کو دشمنی مجھ سے　ق　نہ اختیار ہے اُس کا نہ میرا چارہ ہے[11]
جو گھر میں جاؤں[12] کبھی اُن کے تو وہ کہتے ہیں　　تم آئے کس لیے کیا کام یاں تمھارا ہے[13]
کہا جو[14] ہم نے پلاتے ہو بزم میں سب کو　　مگر ہمیں ہی نہیں کیا گنہ ہمارا ہے[15]

﴿711﴾ ب ر خ ع غزل ندارد
۱ـ م۔ ۳۶۰ / ش۔ ۱۰۹ پوچھو
۲ـ م۔ ۳۶۰ / ن۔ ۷۹ طور
۳ـ ن۔ ۷۹ / ش۔ ۱۰۹ امید وعدہ دیدار پر گزار ہے
۴ـ خ شعر ندارد
۵ـ م۔ ۳۶۰ آتا ہی نہیں
۶ـ ش۔ ن شعر ندارد
۷ـ ایضاً
۸ـ ایضاً
۹ـ ایضاً م۔ ۳۶۰ میرے میرے
۱۰ـ ش ن شعر ندارد
۱۱ـ ایضاً
۱۲ـ ش ۱۰۹ جائوں
۱۳ـ ش ن شعر ندارد
۱۴ـ ن ۷۹/م۳۶۰/خ۱۴۵ میں نے
۱۵ـ ن ۷۹ مگر ایک ہم کو نہیں کیا گنہ ہمارا ہے

تو بولے وہ کہ جسے چاہیں ہم پلائیں شراب   خوشی ہماری تیرا اس میں کیا[16] اجارا ہے
وہ کہتے ہیں کہ یہ پتلا ہے اک شرارت کا   غرض کے وقت بنے[17] غمگیں مگر بچارا ہے[18]
گیا وہ پردہ نشیں جب سے اپنے گھر غمگیں
تمام خلق سے دل کو مرے کنارا ہے[19]

﴿712﴾

اب مجھ سے وہ یہ خلا ملا ہے   خلوت میں ہے وہ جو[1] برملا ہے
ہم کو بھی دکھا جمال اپنا   سنتے ہیں تجھے کہ خود[2] نما ہے
گر ہو یہ جواں کو تو ہو پیر   پیری میں ہمیں جو ولولا[3] ہے
جب دل ہی نہ ہو بجا تو ناصح   جو کچھ تو کہے وہ سب بجا ہے
کعبے میں ملا نہ بت کدے میں   اللہ یہ دل کہاں گیا ہے
سب شعر سنے تمھارے مولا   ق   ہادی مرے اب حقا حقا ہے
کافر ہو کرے نہ مجھ کو کافر   کیا تو ہی صنم مرا خدا ہے[4]
اک بند اب اور[5] پڑھیے غمگیں
ایسے میں درِ سخن کھلا ہے

۱۶۔ ن ۷۹ کچھ
۱۷۔ ش ن شعر ندارد
۱۸۔ ش ۱۰۹ ہے
۱۹۔ خ ن م شعر ندارد
ن ۷۹ گیا وہ جب سے کہ پردہ نشیں اپنے گھر
تو چھپ کے روتے ہیں کونے میں اور کنارا ہے
ش ۱۰۹ ------------روتا ہے--------------
﴿712﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
۱۔ م۔ ۳۷۷ /ن۔ ۵۴ /ب۔ ۲۱۲ جووہ
۲۔ الف ۲۳۷ خونما
۳۔ ایضاً ولولا (ولولہ)
۴۔ حاشیہ الف ۲۳۷
م ب شعر ندارد
۵۔ م ۳۷۸ اور بھی

﴾713﴿

جس دن سے کہ وہ جدا ہوا ہے   کیا جانیے کہا[1] دل کو کیا ہوا ہے
آتے ہی جو دن کو سو گیا تو   جاگا کہیں رات کا ہوا ہے
ہوگا جو تجھ سے سب بجا ہے   جو کچھ کہ ہوا بجا ہوا ہے
تجھ سے کیا کی[2] میں نے وہ بات   جس بات[3] پہ تو خفا ہوا ہے
سن کر وہ مری کہانی بولا   یہ قصہ بہت سنا ہوا ہے
جس سنگ کو میں تراشتا تھا   اب بت وہ مرا خدا ہوا ہے[4]
ہے اس میں بھلا کہ چھوڑ دے تو   یہ عشق تجھے برا ہوا ہے[5]
غمگیں جو کرے ہے بہکی باتیں
کیا اُس نے نشہ پیا ہوا ہے

﴾714﴿

جہاں میں جو ہشیار پیدا ہوا ہے   محبت میں سرشار پیدا ہوا ہے
ترے دامِ الفت میں مرغ دل اپنا   ابد سے گرفتار پیدا ہوا ہے
وصال آہ جلدی ہوا[1] میرا کہ مجھ کو   یہ ہجراں کا آزار پیدا ہوا ہے
نہیں کچھ طلب اُس کو اُس سے بھی یار[2]   جو اُس کا طلبگار پیدا ہوا ہے
سوا ترے عاشق کے[3] مر مر جیئیں ہیں   کوئی بھی بہ تکرار پیدا ہوا ہے
اُسے دونو عالم سے آزاد جانو   جو اُس کا گرفتار پیدا ہوا ہے

﴾713﴿ ب ر خ ع غزل ندارد
[1] طبق م ۳۵۹
[2] ن ۶۱/ش ۹۴ کی ہے میں نے
[3] ن ۶۱ پر
[4] ن ش شعر ندارد
[5] ن م شعر ندارد/حاشیہ الف ۲۲۶

﴾714﴿ م ن ب خ ب خ
[1] ر ۱۴۹ ہو جلد میرا
[2] ر ۱۴۹ زیادہ
[3] ش ۶۸ ہوئے

نہ تھا آہ آدم کا کچھ اس میں چارہ یہ بے چارہ ناچار پیدا ہوا ہے
وہ اک روز ناپید ہووے[۴] گا آخر جو دنیا میں اے یار پیدا ہوا ہے[۵]
ہے کہتا ہے دیکھ اُس کے پستاں کو غمگیں
عجب سرد میں بار پیدا ہوا ہے

﴿715﴾

خدا جانے کہ کس کا قتل تیرے جی میں آیا ہے کہ خنجر کو مژہ کے سنگ سرمہ یوں چٹایا ہے
کہے دیتی ہیں آنکھیں تیری اور باتیں نہ کھا قسمیں نشہ شاید کسی نے رات بھر تجھ کو پلایا ہے[۱]
قسم کھاتا ہوں گر ایسا ستایا ہو کبھی اُس نے کہ جیسا ہائے مجھ کو اس مرے دل نے ستایا ہے
عجب حسرت سے دیکھا میں نے اُس کو وقت رخصت کے وہ[۲] آتا ہی نہیں کہنے میں جو جو دل پر آیا[۳] ہے
یہ منہ لگ کر نہیں چھٹنے کی اب اُن[۴] سے خدا سمجھے جنھوں نے پھر مجھے اس دخترِ رز سے لایا ہے
کیسے[۵] برباد ہے ہے آشیاں سب عندلیبوں کے نیا یہ باغباں نے باغ میں کیا گل کھلایا ہے
نہ سوؤں چین سے بستر میں کبھی منظور ہے شاید چھپر کھٹ میں جو اپنے پاس یوں تم نے سلایا ہے[۶]
تماشے دیکھتا ہوں جو کبھی میں نے نہ دیکھے تھے پری رو تو نے اپنا جب سے دیوانہ بنایا ہے
پھنسے ہے اس میں جو بلبل وہ گل کو بھول جاتی ہے عجب ہے[۷] کچھ جال اے صیاد یہ تو نے بچھایا ہے
تجھے کچھ رحم اپنے پر نہیں آتا ہے اے غمگیں
کہ اس پیری میں ایسے نوجواں سے دل لگایا ہے

---

[۴] حاشیہ الف۔ ۲۸۷
[۵] شعر ندارد
﴿715﴾ ب ر خ ع غزل ندارد
[۱] حاشیہ الف ۲۲۵ م ن شعر ندارد
[۲] ش ۹۱/ن ۶۵ کہ کچھ آتا نہیں --------
[۳] الف ۲۲۴/ش ۹۱ آتا (طبق م ۳۵۶)
[۴] ن ۶۵ اس سے
[۵] م ۳۵۶/ن ۶۵ گئے
[۶] برحاشیہ الف ۲۲۵ ش ۹۱
ہ م ر ن شعر ندارد
[۷] ن ۲۵/ش ۹۱ عجائب جال

﴿716﴾

پیاسے سمجھ کے آتے ہیں مجھ پاس آب ہے
یاں ذکر آب کا نہیں اِلّا شراب[۱] ہے
یکساں ہے جس کے پینے سے[۲] بس موت و زندگی
آبِ حیات اپنی وہ زاہد شراب ہے
آبِ حیات کیوں پئیں ظلمات جا کے ہم
اپنی تو آبِ زندگی ساقی شراب ہے[۳]
گر شک ہو کچھ یقیں میں تو مشکل ہے ورنہ یار
منکر نکیر کا بہت آساں جواب ہے
باطن میں ایک بحر ہے مواج تو دِلا
ظاہر میں گو وجود ترا جوں حباب ہے
بجھتی نہیں ہے تشنگی سوز جگر کی آہ
اس مے کشی سے ساقی مرا دل کباب ہے[۴]
حیرت ہے[۵] یہ کہ تجھ[۶] کو وہ آتا نہیں نظر
وا اور بند چشم پہ جو بے حجاب ہے
اے دل[۷] اگر کرے تو کسی شخص پر عتاب
یہ جان رکھ کہ تجھ کو[۸] خدا کا عتاب ہے
مست و خراب دیکھ کے کہتے ہیں مجھ کو رند
اس میکدے میں کم کوئی ایسا خراب ہے[۹]
غمگیںؔ غزل اک اور بھی لکھ عارفانہ تو
ہر ایک شعر یار تیرا انتخاب ہے

﴿716﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
[۱] ب ۱۹۲/ر ۱۲۲ سراب
[۲] ب ۱۹۲/ر ۱۲۲ میں
[۳] حاشیہ الف ۲۱۱
[۴] ب ر شعر ندارد
[۵] ر ۱۲۲ یہ ہے
[۶] ب ۱۹۲ مجھ کو
[۷] م ۳۳۳ لفظ اگر ندارد
[۸] ب ۱۹۲/ر ۱۲۲ پہ
[۹] ب ر شعر ندارد

﴿717﴾

روز[۱] و شب اس ہجر میں بے تاب ہے   دل نہیں یہ پارۂ سیماب ہے
خاک میں اے چشم مت رلوا اسے[۲]   یہ مرا اشک گہر نایاب ہے
تیری فندق پر یہی پھبتی ہے شوخ   یہ گُلِ اورنگ یا عُنّاب ہے
ساقیا مجھ کو نہ دے جامِ شراب   ہجر میں اُس کے یہ مے خوناب ہے
چاہیے غمگیں خیال اُس کا رہے
کیونکہ یہ دنیا بجائے خواب ہے

﴿718﴾

غمگیں نے تیرے آج سے کیا پی شراب ہے   ایسا[۱] ہی وہ الست سے رند و خراب ہے
تھی بات جو حجاب کی وہ بات ہو چکی[۲]   اب مجھ میں تجھ میں ہائے یہ کیا حجاب ہے
پردہ[۳] ترا یہ صاف ہے بے پردگی کے ساتھ   مکھڑا دکھائی دے ہے عجائب نقاب ہے
اپنا حساب تو شبِ ہجراں کو دے چکا   اے شیخ روز حشر کے وہ بے حساب ہے
میرا سوال اور ہے اس کا جواب اور[۴]   یہ کچھ عجیب ہائے سوال و جواب ہے[۵]
یاں خونِ دل ہے اور جگرِ سوختہ کا غم   واں وہ خوشی[۶] ہے اور شراب و کباب ہے[۷]
دنداں کو کس کے دیکھ کے چمکے ہے چشمِ برق   دُرِ یتیم میں یہ کہاں آب و تاب ہے[۸]

﴿717﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
[۱] ش ۹۷ روز شب
[۲] ش ۹۷ مت رلا تو خاک میں اے چشم دیکھ
﴿718﴾ ب ر خ ع غزل ندارد
[۱] ن ۱۷۔ ش ۱۰۹ روز ازل سے ایسا ہی رندو خراب ہے
[۲] ش ۱۰۹ جس بات کا حجاب تھا وہ بات ہو چکی
[۳] ش ۱۰۹ پردہ ہے صاف آپ کا
[۴] ش ۱۰۹ میرا سوال اور تمہارا جواب اور
[۵] ش ۱۰۹ یہ کچھ عجب مزے کا سوال و جواب ہے
[۶] ش ۱۰۹ خشی
[۷] حاشیہ الف ۲۲۷ م شعر ندارد
[۸] حاشیہ الف ۲۲۷
م شعر ندارد

ظاہر ہیں تیرے چہرے سے آثار عشق کے　　رنگ زرد آہ سرد ہے چشم پر آب ہے[۹]
ہو مثل خاک[۱۰] آتشِ غصہ سے کر حذر
جدّ مجید غمگیں ترا بو تراب ہے

﴾719﴿

نزدیک زاہدوں کے یہ جو کچھ ثواب ہے　　ہم سے جو کوئی پوچھے تو خاصا[۱] عذاب ہے
میری نظر کے سامنے ہے رات دن وہ شوخ　　لیکن میں دیکھتا نہیں یہ کیا حجاب ہے
دیکھو ہر ایک ذرّے میں ہے وہ[۲] ہی جلوہ گر[۳]　　روشن جس آفتاب سے یہ آفتاب ہے[۴]
پردے میں جس کے حسن سے بے تاب ہے یہ دل　　بے پردہ دیکھنے کی اسے کس کو تاب ہے[۵]
حیرت ہے اس کو کس کی یہاں یار ہے تلاش　　جس کو نحن و فیہ واں سے خطاب ہے[۶]
ظاہر کے اعتبار ذرا دور کر کے دیکھ　　ق　　دریا و موج و قطرہ[۷] وہی ایک آ ب ہے
بحرِ عدم کے بیچ میں یہ عارضی وجود　　نزدیک دور بینوں کے مثلِ حباب ہے
بے ہوشی[۸] ہوشیاری ہے جب کے خیال میں　　بیداری واں جو دیکھیے تو عین خواب ہے[۹]
غمگیں کے پاس دیکھیو[۱۰] کوئی نہ جائیو
ورنہ خراب ہو گے وہ جیسا خراب ہے

۹ـ　ایضاً
۱۰ـ　ش　۱۱۰　خاک و آتش
﴾719﴿　ن　ج　ع　غزل ندارد
۱ـ　الف　۲۱۱　خاصہ
۲ـ　ر　۱۲۳　جلوہ گروہی
۳ـ　ش　۶۱　ہر شے میں دیکھتا ہوں کہ ہے وہ ہی جلوہ گر
۴ـ　ایضاً　ذرہ جس آفتاب کا یہ آفتاب ہے۔
۵ـ　ش　شعر ندارد
۶ـ　ایضاً
۷ـ　ش　۶۲　لفظ "و" ندارد
۸ـ　م　۳۳۳　بے ہوش
۹ـ　ر　۱۲۳　بیداری دیکھیے تو وہاں عین خواب ہے
۱۰ـ۱　ر　۱۲۳　دیکھو کوئی بھی نہ جائیو

﴾720﴿

کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ ویرانہ خوب ہے[۱]   جس جا کہ تو نہ ہو وہ صنم خانہ خوب ہے
اس گردشِ زمانہ[۲] میں جب تک کہ تو ہے یار   محفل میں دور و گردشِ پیمانہ خوب ہے
واعظ نہ کر تو قصہء محشر عبث بیان   اس سے تو لیلیٰ[۳] مجنوں کا افسانہ خوب ہے
مجھ کو نشے میں دیکھ کے بولے وہ غیر سے   تم صوفیوں سے یہ مرا مستانہ خوب ہے
بوئے ریا سے دم لیا جاتا نہیں ہے شیخ   اس تیری خانقاہ سے مے خانہ خوب ہے[۴]
آگاہی دل سے خوب ہے اے شیخ و برہمن   رہنا بس ایک اپنے سے بیگانہ خوب ہے[۵]
ہوشیار اپنی جو رہے دیوانگی سے یار   سو عاقلوں سے ایک وہ دیوانہ خوب ہے[۶]
ساقی نے جام دے کے کہا مجھ کو یاد رکھ   اس مے کدے میں زیست غیریانہ خوب ہے[۷]
جو چھپ کے محتسب سے پیے رات دن شراب[۸]   ساقی وہ ہم سے عاقل[۹] و فرزانہ خوب ہے
ظاہر ہو جس میں رندی و باطن میں وجد[۱۰] و ذوق
غمگیں وہ گفتگوئے ظریفانہ خوب ہے[۱۱]

﴾720﴿ ش۔ ن۔ خ۔ ع غزل ندارد
۱۔ ر ۱۴۱ دیرو حرم ہے خوب نہ مے خانہ خوب ہے
۲۔ م ۴۶۱ زمانی
۳۔ ر ۱۴۲ قیس و لیلیٰ
۴۔ ر شعرندارد
۵۔ ب شعر ندارد
۶۔ ب ر۔ شعر ندارد
۷۔ ایضاً
۸۔ ر ۱۴۲ پوشیدہ سکر جو کہ رکھے خلق سے مدام
۹۔ ب ۲۶۳ غافل
۱۰۔ م ۲۶۳/۴۲۲ وجدو ذوق/ ر ۱۴۲ ذوق شوق
۱۱۔ نسخہ م کی غزلیات یہاں تمام ہوتی ہیں اور یہاں "تمت تمام شد" کے الفاظ درج ہیں
نسخہ ب کی غزلیات بھی یہیں اختتام پذیر ہوتی ہیں۔

﴾721﴿

دین و دنیا کا تفکر کچھ نہ کر معیوب ہے   دھیان اُس کا صرف رکھ غمگیں کہ سب سے خوب ہے
جو کہ طالب اُس کے ہیں اس کے سوا[۱] ان کے تئیں   کام نے دوزخ سے نے جنت اُنھیں مطلوب ہے[۲]
آبِ رحمت سے تو اپنے دھوکے اِس کو کر سفید   میرے اعمالوں کا یا رب سب سیہ مکتوب ہے
فرض ہے روزہ نہ اُس پر اور نہ کچھ واجب نماز   جو کہ اُس کے عشق میں اے محتسب[۳] مجذوب ہے
محتسب[۴] گر کہوے اے غمگیں مجھے رندِ خراب
پیہ[۵] شرابِ شوق اس دل کو مرے مرغوب ہے

﴾722﴿

مت پوچھا[۱] بے کسی کہ مرا جو حبیب ہے   واحسرتا کہ آہ وہی بس رقیب ہے
جز مرگ کیا علاج ہے ایسے مریض[۲] کا   جس کا کہ آہ دشمنِ جاں خود طبیب ہے
میرے نصیب میں ہے خرابات اور شراب   اے صومعہ نشیں ترے[۳] تقویٰ نصیب ہے
اس سے بگڑ جاتی ہے مے کے نشے میں آہ   دشمن یہ دوستو مری کم بخت حبیب ہے[۴]
تعلیم جس کو مدرسہ غیب[۵] سے ہے یار   اُس کا ہی نفس واسطے اُس کے ادیب ہے
قرب اور بُعد اُس سے نہیں یار تجھ کو کچھ   اپنے سے تو بعید نہ کچھ عنقریب ہے[۶]

﴾721﴿ ب م ن ر خ ع غزل ندارد
۱؎ طبق ش ۱۰۵ (الف ۲۹۰ انوں)
۲؎ ش ۱۰۵ کام نہ دوزخ سے ہے جنت نہ کچھ مطلوب ہے
۳؎ ش ۱۰۶ واعظا
۴؎ ش ۱۰۶ کو
۵؎ ش ۱۰۶ پر شراب تیز
﴾722﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
۱؎ م ۴۴۴ ر ۱۴۶ پوچھو
۲؎ ر ۱۴۶ طبیب
۳؎ ر ۱۴۶ ترا
۴؎ ر شعر ندارد
۵؎ ر ۱۴۶ کی ملے
۶؎ ر شعر ندارد

مصروف جسم وے جاں بہت رکھ نہ تو دلا   اس باغ میں بہار تلک عندلیب ہے[۸]
جب تک ہے علمِ ذاکر و مذکور و ذکر[۹] آہ   ہر اک ان میں واسطے تیرے صلیب ہے[۱۰]
ہرگز فنا بغیر نہیں کفر سے نجات   ان سب تعینات سے باہر حبیب ہے
کچھ احتیاج یہاں نہیں ہرگز منیب کی
غمگیں ہمارے شہر میں نائب منیب ہے

﴿723﴾

یہ عجب حیرت کی غمگیں بات ہے   میں جہاں ہوں واں نہ دن نہ رات ہے
ہے وہاں ماضی نہ استقبال کچھ   حال ہے واں اور نہ کچھ اوقات ہے
آیا کس جا سے ہوں جاؤں گا کہاں   کون ہوں میں اور مری کیا ذات ہے
جبر کہتے ہیں جسے ہے اختیار   دل جو اپنا ہے سو اپنے ہات[۱] ہے
جو نہ سمجھے اس کو اے غمگیں اگر
تو تو پھر ہیہات ہے ہیہات ہے

۷ـ م ۴۴۴ جسم جاں
۸ـ ر شعر ندارد
۹ـ طبق م ۴۴۴/ ب ۲۵۳ (الف ۲۷۶ ذکرو آہ)
۱۰ـ م ۴۴۴/ب ۲۵۳/ر ۱۴۷ ہر ایک تیرے واسطے ان میں صلیب ہے
﴿723﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
۱ـ طبق ش ۶۵ ہات
الف۔۲۹۵۔ہاتھ

﴿724﴾

مان کہا یہ بھی کوئی بات ہے   چار گھڑی یار رہی رات ہے
میں ہوں کہاں لائق جور و جفا   آپ کی یہ صرف عنایات ہے
مجھ پہ مقرر نہیں سچ ہے صنم   تجھ کو خدائی سے ملاقات ہے
جو کہ گیا واں وہ وہیں کا ہوا   منڈی بھی جودہا کی طلسمات ہے
آج کی شب مجھ سے ملے دخترِ رز   شیخ جی گر تم میں کرامات ہے
جو کہ تیرے دھیان میں آوے دلا   صرف تیرا وہم و خیالات ہے
آج میرے قابو میں تم آگئے   ق[۱] کہیے کہاں ملّی کہاں لات ہے[۲]
اب کہو ہے شرط کروں گدگدی   آپ کا منہدی سے بندھا ہات ہے[۳]
غیر سے لڑتی ہے[۵] ادھر تیری آنکھ   ق[۴] اور ادھر مجھ سے اشارات ہے[۶]
دن کو تو آتا ہے میرے پاس تو   رات کو اوروں سے ملاقات ہے[۷]
سن لو خراباتیو[۸] غمگیں[۹] سے صرف
ان [۱۰]دونوں آباد خرابات ہے

﴿724﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[۱] نسخہ ب لفظ قطعہ ندارد
[۲] ب شعرندارد
[۳] ایضاً
[۴] م لفظ قطعہ ندارد
[۵] م ۳۸۴ لفظ ہے ندارد
[۶] ب شعر ندارد
[۷] ایضاً
[۸] الف ۲۳۰ خرابیتو
[۹] ن ۷۸ تم آج کل
[۱۰] ن ۷۸ غمگیں سے

﴿725﴾

جس مے کدے میں ان دنوں[۱] اپنی نشست ہے   ہشیار واں خراب تر از رند[۲] و مست ہے
اب تک ہے وہ سوال جو روزِ الست تھا   جس شے کو دیکھ اُس سے صدائے الست ہے
سب مے کدے میں آتے ہیں ہوشیار اور مست   ساقی مرے ہی واسطے کیا بندوبست ہے[۳]
پی زاہدا کہ یہ وہ ہی جامِ شراب ہے   پیرِ مغاں سے کو ہمیں دست و بدست ہے
طاعت کرے ہے دیکھو مُعیّن کی آپ اور   کہتا ہے شیخ مجھ کو کہ تو بت پرست ہے[۴]
تو ایک سا سمجھ لے بلند اور پست کو   نیچے سے جو بلند ہے[۵] اوپر سے پست ہے
ہر چیز کا وجود و عدم ایک تو سمجھ   ہے ہست نیست اور جو ہے نیست ہست ہے
کانٹا ہے عشق حسن ہے طعمہ جہاں ہے بحر   قسمت میں کس سمک کے الٰہی یہ شست ہے[۶]
کچھ دور مے کدہ نہیں اس خانقاہ سے   اے دل جو قصد تو کرے تو ایک جست ہے[۷]
دنیا کے کم نہیں ہیں تعلق بھی عشق سے   جس کو کہ دیکھتا ہوں سو وہ سینہ خست ہے[۸]
ازبسکہ مجھ کو خوب نشہ ہے شراب کا   صوفی بھی میری نظروں میں اب مے پرست ہے
ایسا نشہ چڑھا ہے مجھے کچھ شراب کا   صوفی کو دیکھتا ہوں تو وہ مے پرست ہے[۹]

خواہش کی جو کہ ضد ہے وہ ہی اپنی آرزو
ہم عاشقوں کی فتح ہی غمگیں شکست ہے

﴿725﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ ب ۲۵۷ دنو
۲۔ م ۴۵۳ رندمست
۳۔ ر شعر ندارد
۴۔ ایضاً
۵۔ م ۴۵۳ لفظ "ہے" ندارد
۶۔ ر شعر ندارد
۷۔ ب ر شعر ندارد
۸۔ ب ر شعر ندارد
۹۔ ر م ب شعر ندارد

﴿726﴾

کروں کیا آہ یہ مجھ ناتواں پر روز آفت ہے
نہ دل کو صبر ہے میرے نہ واں جانے کی طاقت ہے[۱]

غمِ مردہ مرے دل میں دوبارا پھر ہوئے[۲] زندہ[۳]
شبِ فرقت نہیں اُس کی مگر روزِ قیامت ہے

خریدا نقدِ جاں دے کر یہ جنسِ عشق کا سودا
یہ سودا کیا کیا دل نے مجھے اور اس سے وحشت ہے

میسر کس کو ہے دولت ہے گو کیسا ہی غازی ہو
شہادت تیرے ہاتھوں سے تو اے کافر غنیمت ہے

نہ کیوں[۴] بہتر ہوں دندانِ کلاں یاقوت[۵] لب تیرے
بڑا ہو جس قدر موتی زیادہ اُس کی قیمت ہے

مثال آئینہ ہوں صاف دل اس خاکساری پر
غبار اُس سنگدل کو مجھ سے کیوں ہے سخت حیرت ہے

کنارے آب[۶] کے ہوتا ہے دگنا شمع کا جلوہ[۷]
مری اس چشم[۸] گریاں سے فزود اُس مہ کی شوکت ہے

نظر خورشید سے کوئی ملا سکتا ہے اے مہ رو
ترے اس چہرۂ[۹] رخشاں کو کیا برقعے کی حاجت ہے

ترا نقشہ تو ہے اپنا عجب نقشے کا نقشہ تھا[۱۰] ق
عبث اس حسن پر اے تند خو یہ تجھ کو نخوت ہے

صد افسوس آگیا ہے خط مرے ورنہ بتا دیتا
ابھی آئینہ لے کر دیکھیں کس کی خوب صورت ہے

لگے کل غیر سے وہ پوچھنے کیا مر گیا غمگیں
کہا تب اُس نے یوں تسلیم کر صاحب سلامت ہے

﴿726﴾ ر خ ع غزل ندارد

۱ــ	ش	۷۱	نہ دل کو صبر ہے نے وہاں تلک جانے کی طاقت ہے
۲ــ	ب	۲۰۱	ہوا
۳ــ	ن	۷۲	غم مردہ دوبارہ پھر مرے دل میں ہوئے زندہ
۴ــ	ب	۲۰۱	کیو
۵ــ	ن	۷۲	یعقوب/ش ۷۱ یعقوت
۶ــ	م	۳۴۵	آپ
۷ــ	ش	۷۱	جلوا
۸ــ	م	۳۴۵	چشم کا
۹ــ	م	۳۴۵	چہر
۱۰ــ	ش	۷۲	ہے

﴿727﴾

ہادی و مرشد کا یہ ارشاد ہے   عشقِ بتاں دوست خداداد ہے
صرف اسیری میں مجھے ہے یہ غم   اور کی اب فکر میں صیاد ہے
بھول گیا دو ہی گھڑی دن چڑھے   شب کی قسم بھی وہ تجھے یاد ہے
رشک سے قامت کے تیرے سرو قد   بے سرو پا باغ میں شمشاد ہے
شکر کہ ویران یہ ہوا محتسب   بارے خرابات اب آباد ہے
پوچھو نہ مولا مرے مذہب سے کچھ   سائیں جی بندہ تو یہ آزاد ہے
غمگیں ہی مرشد ہے سمجھتے تھے نہ[1] ہم[2]
اُن کا بھی درباں مگر استاد ہے

﴿728﴾

تیرے غمگیں کی یہی بنیاد ہے   روز و شب نالہ ہے اور فریاد ہے
گھر میں آنے کی منادی ہے مرے   اور پھر کاہے کو یہ بیداد ہے
یہ دلِ ویراں مرا اے میری جاں   تیرے غم سے اک ذرا آباد ہے
قید جس[1] کا دل ہے تیری زلف میں   دونو عالم سے وہ بس آزاد ہے
یاد جس کو تم کبھی کرتے نہیں   اُس کو ہر دم میں[2] تمھاری یاد ہے
جاں و دل تو لے چکے[3] اے میری جاں   اور کچھ فرمان[4] کیا ارشاد ہے
دھو سکا اُس کے نہ دل کا کچھ غبار
رونا غمگیں کا یونہی برباد ہے

﴿727﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[1] ب ۲۱۶/ن ۸۲ لفظ "نہ" ندارد
[2] م ۳۸۴ غمگیں ہی مرشد سمجھتے تھے ہم
﴿728﴾ م ش ن ب ر غزل ندارد
[1] ر ۱۴۹ جن
[2] ر ۱۴۹ ہی
[3] ر ۱۴۹ چلے
[4] ر ۱۴۹ فرمائیں

﴿729﴾

دو دن سے دیکھتا ہوں ترا رنگ زرد ہے
بے درد سچ بتا کہ مرے دل میں درد ہے[1]

اب ضعف سے یہ حال ہے اس جسمِ زار کا
پیراہنِ نمد میں ترے ایک گرد ہے

ہے روح[2] فرد اپنی جگہ غور کر کے دیکھ
لے ایک سے کروڑ تلک فرد فرد ہے

دل تو شہید پہلے ہی ہلّے[3] میں ہو گیا
اے عشق کس سے جھ کو یہ جنگ و نبرد ہے

جو اجتماعِ ضد کا نہ قائل ہو دیکھ لے
نالہ تو میرا گرم ہے اور آہ سرد ہے[4]

نزدیک اپنے یار[5] سوا اپنے یار کے
مطلب کسی سے جو نہ رکھے وہ ہی مرد ہے[6]

غمگیں جسے میں[7] ڈھونڈوں ہوں گھر بہ گھر وہ آہ
کہتا ہے مجھ کو صاف بڑا ہرزہ گرد ہے[8]

﴿729﴾ ش ر خ ع غزل ندارد

[1] ن ۵۶ اُس سنگدل کا رنگ کئی دن سے زرد ہے
یا رب نہ ہو وہ درد کہ جو مجھ کو درد ہے

[2] ب ۲۳۰ زوج

[3] الف ۲۵۵۔ م۔ ۴۰۹۔ ب۔ ۳۳۰ حلہ

[4] ن ۵۶ بھڑکی ہے آہ سینے میں اور آہ سرد ہے

[5] ن ۵۶ یارو

[6] ب شعر ندارد

[7] م ۴۰۹ کہ

[8] ن ۵۶ پھرتا ہوں گھر بہ گھر جسے آہ ڈھونڈتا
کہتا ہے وہ کہ غمگیں بڑا ہرزہ گرد ہے

﴿730﴾

ہر چند تری غیر سے صحبت برآر ہے   تو بھی یہ جان تجھ پہ مری جاں نثار ہے
ایسی بہار پر نہیں کوئی جہاں میں باغ   داغوں سے جیسی دل میں ہمارے بہار ہے
یوں چاہو تم کسی[2] کو کوئی چاہے تم کو گو   الفت جو مجھ کو تم سے ہے وہ درکنار ہے
وعدہ کیا تھا شام کا آیا نہ صبح تک   اب شام پھر ہوئی ہے ترا انتظار ہے

غمگیں تو صاف دل ہے صنم مثلِ آئینہ
اُس کی طرف سے دل میں ترے کیوں غبار ہے

﴿731﴾

جو شخص روز و شب ترے در پر کھڑا رہے   اک دم نہا[1] اُس کے پاس تو آکر کھڑا رہے
جو تیری انتظاری میں ہو بے قرار یار   کیا خاک آہ بیٹھے وہ پتھر کھڑا رہے
رفتار جس کی فتنہ ہے آفت ہے قہر ہے   برپا ہو حشر گر وہ ستمگر کھڑا رہے
خورشید کا بھی تنگ ہو عرصہ جو شام کو   وہ ماہ اپنے بام پر آکر کھڑا رہے
پھر کچھ مرض نہ رہوے جو اپنے مریض کے   بالیں پر آ کے وہ ، دلبر کھڑا رہے[2]
اس خوں کو لاکھ خوں کے برابر سمجھیو تو[3]   قاتل مرا جو نعشۂ بے سر کھڑا رہے[4]
غیروں کو اپنے گھر میں بٹھاؤ خوشی سے تم   غمگیں صد[5] آہ بزم کے باہر کھڑا رہے[6]

پاؤں میں بھی نہ اُس کے کہے گی کہ بیٹھ جا
دو سو برس جو غمگیں تو یکسر کھڑا رہے[7]

﴿730﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
[2] ش ۱۰۰ کسو
﴿731﴾ ب ر خ ع غزل ندارد
[1] ن ۶۳ تو
[2] ش ن شعر ندارد
[3] م ۴۱۳ تم
[4] ش ن شعر ندارد
[5] ش ۱۰۷ غیروں کو اپنے پاس بٹھاوے خوشی سے تو
[6] ن ۶۳ لفظ صد ندارد
ش ۱۰۷ اور مجھ سا
[7] (ش ۱۰۷) الف م ن شعر ندارد

﴿732﴾

دیکھ لے نرگس کو بلبل ان دنوں گلزار ہے   ورنہ پھر[1] مہمان ہے آخر[2] کو یہ بیمار ہے
نوک پر کانٹے کی یہ جو خون ہے اے باغباں[3]   پاؤں میں کس دل شکستہ کے چبھا یہ خار ہے
ایک اپنے دوست نے جا کر جو یہ اُس[4] سے کہا   ق   رحم کیجیے وہ تمہارا عشق بیمار[5] ہے
تو وہ بولے دیکھتا ہوں اُس کو میں اور وہ مجھے   پھر وہ غم کھاتا ہے اس کو اور کیا درکار ہے
ایک تو ہے رات کالی دوسرے ہے غیر ساتھ
تو جدا غمگیں نہ ہو ہرگز کہ وہ سرشار ہے

﴿732﴾ م-ب-ن-ر-ع-   غزل ندارد
[1] ش-۱۰۷/ خ-۱۴۴   یہ
[2] ایضاً   کس واسطے
[3] طبق ش-۱۰۷   (الف-۲۹۰ اپنا عیاں)
[4] ش-۱۰۷ /خ-۱۴۴   ان سے
[5] ش-۱۰۷   غمخوار

﴾733﴿

اب کئی دن سے جو اُن کا صرف ہم پر پیار ہے   اُن کا سارا گھر ہماری شکل سے بیزار ہے
یا تو روز آتے تھے یا آتے ہوا[۱] دو دن بیچ میں   بیٹھنا اس پر بھی یاں کا تم کو صاحب بار ہے
جیتے جی جاوے نہ وہ جو دہا کی منڈی[۲] کی طرف   یہ نصیحت یاد رکھے جو ہمارا یار ہے[۳]
خاص خلوت خانہ جو دل تھا مرے محبوب کا   دیکھتا ہوں ہر طرف اس میں لگا بازار ہے[۴]
مست ہوں جس سے نہیں دیتا وہ اب اتنی[۵] شراب   مے کشو ہشیار ہو ساقی بہت ہشیار ہے[۶]
گر نشہ مے کا ہو تو ہر خار ہے مانندِ گل   اور ہمدم بے نشہ ہر گل بجائے خار ہے[۷]
آپ آیا تو نہ تو نے اور منگوائی خبر   پانچ دن سے اے صنم بندہ ترا بیمار ہے[۸]

کیوں نہ لکھے تو بدل کر قافیہ غمگیں غزل
عاشقوں سے عاشقوں کو رشک ہوتا یار ہے[۹]

﴾733﴿ ر خ ع غزل ندارد
۱۔ م ۴۱۱ دو دو
۲۔ ن ۵۶ منڈ
۳۔ الف م شعر ندارد
۴۔ ن ش شعر ندارد
۵۔ طبق ب ۲۳۱ (الف ۲۵۶/م ۴۱۱ اپنی)
۶۔ ش ن شعر ندارد
۷۔ ایضاً
۸۔ ش ن آپ آیا تو خبر کو اور نہ منگوائی خبر
پانچ دن سے او میاں غمگیں ترا بیمار ہے
۹۔ ن ش شعر ندارد

﴿734﴾

دل کو نہ میری[۱] کچھ نہ مجھے دل کی خبر ہے
اب میری طبیعت نہیں معلوم کدھر ہے
زاہد مجھے کچھ کام نہیں تیرے ہنر سے
نزدیک مرے بے ہنری لاکھ ہنر ہے[۲]
کانوں سے سنی ہم نے نہ ان آنکھوں سے دیکھی
تو آپ ہی کہتا ہے میاں تیری کمر ہے[۳]
بیمار کی پہنچی ہے ترے آہ یہ حالت
اُس[۴] کا جو پرستار ہے سو اس سے بتر ہے
کھنچتا ہے ہر اک آہ کے ساتھ آہ ادھر دل[۵]
الٹا یہ مری آہ میں کیا آہ اثر ہے
ہر ذرّہ مری خاک کا زندہ ہے پس از مرگ
از بسکہ ترے مہر کی اُس[۶] پر جو نظر ہے[۷]
ایمان کو عارف کے سمجھ سایۂ دیوار
اک دم میں اُدھر ہے تو پھر اک دم میں اِدھر ہے[۸]
لائق ہے کہ تو منتظر اُس راہ میں رہ بیٹھ
اُس شوخ کا جس راہ سے دن رات گذر ہے[۹]
باطن کی جو آنکھوں سے انھیں دیکھے تو غمگیں
اندھیر نرا روشنیِ شمس و قمر ہے

﴿734﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۶۵ / ش۔ ۸۳ اور نہ مجھے دل کی خبر ہے
۲۔ حاشیہ الف۔ ۲۲۲
ن۔ م۔ شعر ندارد
۳۔ حاشیہ الف۔ ۲۲۲
م۔ ن۔ شعر ندارد
۴۔ ن۔ ۶۵ / ش۔ ۸۳ جو اس
۵۔ ن۔ ۶۵، ش۔ ۸۳ ہر آہ کے ساتھ آہ ادھر کھینچتا ہے دل
۶۔ ن۔ ۶۵ اب مجھ پہ نظر ہے
۷۔ ش۔ شعر ندارد
۸۔ ش۔ ن۔ شعر ندارد
۹۔ ایضاً

﴿735﴾

رضائے حق کی طلب جس کو ہو ہوا پر ہے   جسے رضا سے غرض کچھ نہ ہو رضا پر ہے
کس ہی حال سے دل سے نہ کیجیو تو دعا   جو اعتماد قدر پر ہے اور قضا پر ہے
عبث نہ کیجیے انکار قتل کا میرے   کہ داغ خون[1] ابھی دامن قبا پر ہے
ہوائی کیوں نہ ہو اپنا سوال اور جواب   ہماری نامہ بری قاصد صبا پر ہے[2]
دِلا تو آتشِ فرقت میں اور بھی دم کھا   کہ آج کل وہ پری اور ہی ہوا پر ہے[3]
عمارت اپنے خرابات کی ہے بااخلاص   بنائے صومعہ زاہد تری ریا پر ہے[4]
خلا محال ہے اور آہ وصل بس موقوف   حیا و شرم سے اب تخلیہ خلا پر ہے
تو اُس صنم سے بھی مطلب نہ رکھیو اے غمگیں
جو اعتماد مقرر ترا خدا پر ہے

﴿735﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

[1] ر ۱۳۵ خون کا ابھی

[2] ر شعر ندارد

[3] ایضاً

[4] ر ب شعر ندارد

﴿736﴾

جوں طور ہمیں ہر ایک شجر ہے   اے شیخ یہ عشق کا ثمر ہے
کس ماہ کے حسن کا گدا ہے   کانسہ لیے مہ جو در بدر ہے
قبلہ ہے وہ مرے مرغ دل کا   اس کی تو اُسی طرف نظر ہے
کیا آئی قضا ہماری ہمدم   وہ شوخ خفا جو اس قدر ہے
کوچے سے ڈرا نہ اُس کے مجھ کو   جس جا کہ ہے ڈر مرا وہ گھر ہے[۱]
آیا کب اور وہ گیا کب   تجھ کو بھی کچھ دلا خبر ہے[۲]
دل میں نہیں اس کے گرمیِ عشق   افسوس کہ سنگ بے شرر ہے[۳]
آگاہی میں ہے فتوح ہر دم   غفلت میں ہر ایک دم ضرر ہے[۴]
لکھ ایک غزل اب اور غمگیں
ہر شعر میں تیرے اک[۵] اثر ہے

﴿736﴾ ب ش ر خ ع غزل ندارد

[۱] ن شعرندارد

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً

[۴] ایضاً

[۵] الف۔ ۲۳۲۔ م۔ ۳۶۹۔ ن۔ ۶۲۔ ایک

﴾737﴿

ہے[۱] ذوق عشق اُس کا جس کا کہ گھر نہ در ہے   وحشت ہے اور وہ ہے جنگل ہے اور بر ہے
یاراں[۲] یہ عشق ذاتی ہے کیا شجر کہ جس میں   ٹہنی نہ اور پتا گل ہے نہ کچھ ثمر ہے
جو ساتھ اژدھے[۳] کے باہم شراب پیوے[۴]   حلاج کی طرح سے کس کا دل و جگر ہے
آثار[۵] عشق ہیں یہ معشوق اور عاشق   ورنہ ہر ایک ان میں اے یار بے اثر ہے[۶]
آسائش اور راحت مطلق نہ ہو گی اُس کو   جس کی طبیعت اے دل ہر دم ادھر[۷] اُدھر ہے[۸]
تیرے حواسِ خمسہ لیویں[۹] نہ لوٹ رہزن   ہشیار راہ چلنا منزل یہ پُر خطر ہے
جتنے کہ دوربیں ہیں سمجھیں ہیں عیب اُن کو   نزدیک تیرے تجھ میں جو جو کہ یہ ہنر ہے[۱۰]
یہ مے کشی سکھائی مستانہ کس نے تجھ کو   دامان و جیب بالکل جو مے سے تر بتر ہے
ہے محوِ ذکر اُس کا ، ہر ایک شخص ہر دم   گو با خبر ہے اُس سے یا خواہ بے خبر ہے[۱۱]
بے قیمت اُس کو جانو اُس کی نہیں ہے قیمت   نزدیک عامہ کے جو خاص بے قدر ہے[۱۲]
رخسار اس کے کیونکر دکھلائی دیویں اُن کو   زلفوں میں اُس کے جن کا دل آہ سر بسر ہے[۱۳]

جیسے محیط غمگیں ہر ثوب میں ہو پنبہ
ہر شے میں اس طرح وہ اے یارجلوہ گر ہے

﴾737﴿ ن ش خ ع غزل ندارد
۱۔ طبق ب ۱۹۴
الف۔ اے
۲۔ ر ۱۲۴ یارو
۳۔ ر ۱۲۴ جو ساتھ اژدھے کے باہم پئیں شرابیں
۴۔ م ۳۳۵ آثار عشق کے ہیں -------------
۵۔ ر شعر ندارد
۶۔ ب ۱۹۵ اودھر ایدھر
۷۔ ر ۱۲۴ اب لوٹ لیں نہ رہزن
۸۔ ب ر شعر ندارد
۹۔ ر شعر ندارد
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ایضاً

﴿738﴾

بے قراری دل کی ہمدم دیکھیے کب تک رہے   ہجر کا درد و الم غم دیکھیے کب تک رہے
بحرِ ہستی و عدم کے اس تلاطم میں ولا   آمد و شد دم کی ہر دم دیکھیے کب تک رہے
روز کہتا ہے وہ شب کو میں مقرر آؤں گا   ہائے یہ[۱] دیتا مجھے دم دیکھیے کب تک رہے
کون سی ہوگی وہ شب جس شب بہت پیوے شراب   مے کشی اُس کی یہ کم کم دیکھیے کب تک رہے
دمبدم یہ مہربانی اور خفگی اُس کی آہ   مجھ دل آزردہ سے باہم دیکھیے کب تک رہے[۲]
ہے تعجب تر عرق خورشید رو منہ پر ترے   مہر پر اس طرح شبنم دیکھیے کب تک رہے[۳]

صرف مجھ کو اب یہی غم ہے کہ غمگیں غیر سے
وہ مرے کہنے سے برہم دیکھیے کب تک رہے

﴿738﴾ ش۔ ب۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] خ۔ ۱۴۱ کہ دنیا

[۲] خ شعر ندارد

[۳] ایضاً

﴿739﴾

اُس سے ملنے کی عبث تدبیر ہے   مل رہیں گے ہم اگر تقدیر ہے
ہو دلا سیماب سا مت بے قرار   تیرے حق میں صبر ہی اکسیر[1] ہے
جس سے حاصل ہو طریق عشق شیخ   وہ ہی بت واللہ اپنا پیر ہے
ایک دم یہ بھولتا تجھ[2] کو نہیں   تیری اس دل پر کھنچی تصویر ہے
یہ بھی غمگیں سے کبھی پوچھا نہ یار
کس لیے تو اس قدر دلگیر ہے

﴿740﴾

کل شب سے گیا جو وہ ادھر ہے   کیا آج اداس ہائے گھر ہے
اب کون خبر وہاں سے لاوے   قاصد کی تو اور ہی خبر ہے
بن میرے رہے ہے وہ بھی نالاں   اتنا تو اس آہ میں اثر ہے
مجھ پر بھی ذرا ظہور اب تو   اُس ماہ کی مہر کی نظر ہے
کس طرح بسر کروں میں دن رات   شب ہجر کی روز سے بتر ہے
ہے فائدہ بے خودی کا حاصل   ہر چند شراب میں ضرر ہے
کوچے میں نہ یار کے نہ مجھ پاس   ق   اے دل نہ اُدھر نہ تو ادھر ہے
معلوم نہیں مجھے تیرا حال   خوش رہ مری جاں تو جدھر ہے
ہم پوچھیں[1] ہیں کچھ کہے ہے تو کچھ
غمگیں اب دل ترا کدھر ہے[2]

﴿739﴾ م   ب   ن   ر   خ   ع   غزل ندارد
[1] الف   ۲۸۹   اکثیر
[2] طبق ش   ۱۰۲
(الف   ۲۸۹   مجھ)
﴿740﴾ ب   ش   ر   خ   ع   غزل ندارد
[1] ن   ۷۳   پوچھے
[2] ن   ۷۳   غمگیں ترا دل بتا کدھر ہے

﴿741﴾

ہجر میں اُس کے یہ دل جینے سے میرا سیر ہے — اے اجل بہرِ خدا آ جلد اب کیا دیر ہے
پیش چل سکتی نہیں مطلق کسی کے عشق سے — یہ زبر جس پر ہوا وہ اس کے نیچے زیر ہے
تیری اس چشم سیہ کے دَور سے میں ہوں خراب — کچھ نہ طالع کی ہے گردش نہ دنوں کا پھیر ہے
مجھے کو یہ ڈر ہے کمر لچکا نہ کھا جاوے کہیں — آپ کی پشواز کے دامن کا بھاری گھیر ہے
آنکھ سے اوجھل ہوا جس وقت وہ خورشید رو — پھر ہماری آنکھ میں سارا جہاں اندھیر ہے
یہ دلِ بے تاب تڑپا جائے ہے اے ہمدمو — جلد بتلاؤ کہ کیا آنے میں اُس کے دیر[۱] ہے

رو بہ بازی عجب اس دل کو اے غمگیں ہے یاد[۲]
روبرو اس کے تو بکری اور مجھ پر شیر ہے

﴿742﴾

کیوں خفا ہے مجھ سے سچ کہہ کیا مری تقصیر ہے — شام ہی[۱] سے صبح گھر جانے کی جو تدبیر ہے
شب کو دروازے میں وہ مہ آ کے الٹا پھر گیا — صدقے اس طالع کے کیا الٹی مری تقدیر ہے
تیرے رہنے کے نہیں قابل یہ سقفِ لاجورد — سخت بے بنیاد اے دل اس کی یہ تعمیر ہے[۲]
مجھ دیوانے میں پری رو اور تجھ میں ہے یہ فرق — ہے طلائی تیری میری آہنی زنجیر ہے
اُس جواں کے واسطے مجھ پیر سے رکھتا ہے ضد — ہمدمو یہ غیر بھی ظالم بڑا بے پیر ہے
یہ یقیں ہو جائے بالکل آج شب کو آئے گا — اُس کے وعدے کی نئی ہر روز یہ تقریر ہے
مجھ شکستہ دل کے خط کا اُس نے لکھا تو[۳] جواب — پر پڑھا جاتا نہیں وہ کچھ عجب تحریر ہے
وہ بھی آہو چشم اب کرنے لگا خلقت سے رم — دیکھ اے مجنوں مری وحشت میں کیا تاثیر ہے[۴]

باغ میں صیاد چھوڑے تو قفس میں آئے یہ
اس قدر غمگیں مرا یہ مرغِ دل دلگیر ہے

﴿741﴾ ب- ر- خ- ع- غزل ندارد
[۱] ن- ش شعر ندارد
[۲] ن- ۸۱/ ش- ۷۳ یہ عجب کچھ رو بہ بازی غمگیں اس دل کو ہے یاد
﴿742﴾ ش ب ر خ ع غزل ندارد
[۱] م ۳۷۱ سے ہی
[۲] ن ۷۳ سخت بے بنیاد اس کی اے دلا تا تاثیر ہے
[۳] ن ۷۳ لو
[۴] برحاشیہ الف ۲۳۳/م شعر ندارد

﴿743﴾

کچھ نہیں معلوم کیا موسیٰ خدا کی راز[1] ہے
خاک سے بھی اب تلک ارنی کی جو آواز ہے[2]
بعد مرنے کے بھی رہتا ہے[3] وہی راز و نیاز
عاشق و معشوق کا بھی کچھ عجب[4] انداز ہے
عارضی ہے یہ بھی ہمدم کچھ نہیں اس کو وجود
دم کو جو کہتا ہے تو ہر دم مرا دمساز ہے
خاک ہونے پر بھی یہ آہ و زاری سوزِ دل
جمع کرنا چار عنصر عشق کا اعجاز ہے[5]
یہ مریضِ عشق کو تھا تیرا ظالم انتظار
مند گئیں آنکھیں ولیکن چشم اب تک باز ہے
اس کے ان نازوں پہ سر اپنا کیا تو نے نثار
پاؤں چوموں تیرے اے دل مجھ کو تجھ پر ناز ہے[6]
کس طرح کرتا ہے ناحق دیدہ و دل کا گلہ
راز کا غمگیں ترے وہ شوخ ہی غماز ہے

﴿743﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ر۔ ۱۳۱ کا
[2] ر۔ ۱۳۱ رب کا ارنی کی ابھی تلک خاک سے آواز ہے
[3] ر۔ ۱۳۱ رہتے ہیں
[4] م۔ ۴۱۱ عجب کچھ
[5] ب۔ شعر ندارد
[6] ب۔ ر شعر ندارد

{744}

جاناں کے آہ آنے کی یاں کس کو آس ہے　　ہم بے کسوں کو موت سے بھی اپنی یاس ہے
اُس کے خیال سے بھی[1] نہیں بہلتا یہ دل　　ایسی کچھ آج اپنی طبیعت اداس ہے
غش کا نہ لخلخوں سے کرو یارو تم علاج[2]　　بوئے دہن ہی اُس کی مجھے غش میں راس ہے
بیٹھے جو اُن سے پوچھیے کب آپ آئیں گے　　اب اس قدر یہاں کسے ہوش و حواس[3] ہے
وہ ہم نہ دل نہ اور وہ امید وصلِ یار[4]　　کس بات کا پھر آہ یہ خوف و ہراس ہے
حیراں ہوں ہائے میں کہ یہ کس کی ہے[5] پھر تلاش　　جس کی مجھے تلاش ہے وہ میرے پاس ہے
ممکن ہے چین نالہ و زاری سے ہو یہاں　　آب و ہوا مجھے اُسی کوچے کی راس ہے
بے دخترِ رز کے بیل چڑھے گی نہ یہ منڈھے　　شرم و حیا تجھے مجھے خوف و ہراس ہے

وہ آوے یا نہ آوے یہ در پر ہے منتظر
ایسا کچھ اُس کی بات کا غمگیں کو پاس ہے

{744} ش ب ر خ ع غزل ندارد
[1] ن ۶۳ ہی
[2] ن ۶۲ ان لخلخوں سے غش کا نہ یارو کرو علاج
[3] ن ۶۲ ہواس
[4] ن ۶۲ وہ ہم ہیں اور نہ دل ہے نہ امید وصلِ یار
[5] م ۳۸۸ لفظ "ہے" ندارد

﴾745﴿

واعظ کمالِ شرع کا ہم کو بھی پاس ہے
پر نشہ شراب میں کس کو حواس ہے
یاس و امید ہوتی ہے ہجراں و وصل پر
ہم کو نہ ہجر و وصل نہ امید و یاس ہے
ساقی خدا کو مان کہیں جلد دے شراب
سب کے بھرے ہیں میرا ہی خالی گلاس ہے[1]
جس حق کی زاہدا تو عبادت کرے ہے وہ
تیرا ہی فکر و وہم[2] خیال و قیاس ہے
معشوق ہو کے مجھ کو وہ پہچانتا ہے شوخ
اور اُس کی اب تلک مجھ کو شناس ہے[3]
سب عاشقوں میں میں تو ہوں کم رو یہ قہر ہے
اور آہ خوب رویوں میں وہ رو شناس ہے
مردود ہو جسے کہ ہو[4] ملنے کی اُس کے یاس
کافر ہے جس کو ملنے کی کچھ اُس کے آس ہے
میرے نہ آس پاس مرا کچھ نہ اس کو پاس
باوصف اُس کے وہ ہی میرے آس پاس ہے
اُس نے نہ آنکھ اٹھا کے کہا بزم میں کبھی
آبیٹھ جا تو کس لیے ایسا اُداس ہے[5]
جاتا تو اُس کی بزم میں ہوں آج پھر مگر
کچھ دل کو خود بخود مرے خوف و ہراس ہے[6]
اب اور ہی قوانی میں غمگیں غزل لکھو
مے کے نشے میں تم کو اگر کچھ حواس ہے

﴾745﴿ ش ن ر خ ع غزل ندارد

[1] ب شعر ندارد

[2] م ۴۵۰۔ ب۲۵۵ وہم و خیال

[3] ب شعر ندارد

[4] م۴۵۰/ب ۲۵۵ ہے

[5] ب شعر ندارد

[6] ایضاً

﴿746﴾

دمبدم اُس صنم سے اب چھیڑ ہے اور مساس ہے   اپنے خدا کا شیخ جی شکر ہے اور سپاس ہے
بُعد سے[1] کچھ غرض نہیں قرب کی کچھ[2] طلب نہیں   وصل کی کچھ خوشی نہ اب ہجر سے کچھ ہراس ہے
ذوق نہ کچھ حضور کا شوق ہے کچھ نہ غیب[3] کا   یعنی نہ مجھ سے دور وہ اور نہ[4] میرے پاس ہے
ایسی پلا دو آتشہ پی نہ سکے جسے جواں   پیری میں مجھ کو ساقیا تلخ شراب راس ہے
وائے رے میری بے کسی کوئی یہ پوچھتا نہیں   کس کے لیے خفا ہے تو کس کے لیے اداس ہے[5]
یار[6] یہی شناس ہے اُس کی جو کچھ نہیں شناس   اُس کی نہیں جسے شناس وہ ہی خدا شناس ہے
اور غزل سنا ہمیں آج بدل کے قافیہ
دل کو سخن ہی میں لگا کس لیے تو اداس ہے[7]

﴿746﴾ ش ر خ ع غزل ندارد
[1] ب ۲۲۲ کسی
[2] طبق م۔ ۳۹۳ / ن۔ ۶۶ / ب۔ ۲۲۲
[3] ن ۶۶ غیوب
[4] ن ۶۶ نہ وہ
[5] ب ن شعر ندارد
[6] ن غمگیں
[7] ن شعر ندارد

﴿747﴾

زلف میں دل کیوں پھنسا افسوس ہے   ہائے اب وہ مجھ سے کالے کوس ہے
خط دیے قاصد کو جب دو دن ہوئے   تب کھلی یہ غیر کا جاسوس ہے[۲]
ہجر ہی کو تو سمجھ اے دل وصال   وصل سے کس واسطے مایوس ہے[۳]
رہروانوں جلد ہو تم ہوشیار   اب یہی ہر دم صدائے کوس ہے
ہم نے تو دیکھی نہیں کہتے ہیں وہ[۴]   غیر کی صورت بہت منحوس ہے
سر تلے جو میرے رکھ سوتا تھا ہاتھ   اس کی اب مشکل مجھے پا بوس ہے
جس معلّم نے کیا تعلیم عشق   وہ ہی دل اب مجھ کو جالینوس[۵] ہے
کیا عجب گر کی ہو سیر آسماں   شیخ اپنے وقت کا کاؤس ہے
ہے وہ مطلق بھی مقید اس کے ساتھ   جب تلک سینے میں دل محبوس ہے

پاس تیرے بیٹھتے آتا ہے خوف
تو تو غمگیں قلب کا جاسوس ہے

﴿747﴾ ش- ن- خ- ع- ر غزل ندارد
[۱] ب- شعر ندارد
[۲] ایضاً
[۳] ب- ۲۵۷ لوگ
[۴] ب شعر ندارد

﴿748﴾

یاں[۱] ذوقِ مے کسی کو نہ مے کی تلاش ہے — اور اپنی مے فروشی پہ غمگیں معاش ہے
اے شیخ غیر سے نہیں کچھ ہم کو معرفت — بتلا تو اُس کی کیسی خراش و تراش ہے[۲]
آب و خورش کی میرے نہ پوچھو اپنے عشق میں — جز مے نہیں ہے ہوش کہ کیا آب و آش ہے[۳]
عریاں کو تیرے دامنِ صحرا گلیم ہے — وحشی کو تیرے خارِ بیاباں فراش ہے[۴]
کب دیکھیے کہ ہوں گے بہم دونو ایک جا — جس کی کہ مجھ کو اور اسے میری تلاش ہے
دیکھے ہیں اُس کے جب سے کہ ناخن بڑھے ہوئے — زخمِ جگر میں تب سے زیادہ خراش ہے
لیتا ہے زر مریدوں سے مکرو فریب سے — دیکھا تو شیخ تو بھی بڑا بدمعاش ہے[۵]
اپنی[۶] متاعِ خانہ نہیں جز کدوئے مے — سو بھی شکستہ کہنہ یہ رخت و قماش ہے[۷]
چندے حرم میں چندے رہا شیخ دیر میں — ق — چندے سے مے کدے میں مری بودو باش ہے
لیکن قریب ہے کہ ملے وہ مکاں مجھے — ق[۸] — جس طرح کے مکان کی مجھ کو تلاش ہے
یاراں[۹] نہ سمجھے کوئی تو کیا کیجیے بھلا — اپنا سخن نہاں نہیں کچھ فاش فاش ہے

جو کوئی یہاں قریب ہو حبل الورید سے
غمگیں پھر اُس سے کس لیے وا[۱۰] دور باش[۱۱] ہے

﴿748﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

۱۔	ر	۱۳۹	ہے
۲۔	ر	شعر ندارد	
۳۔	ب	۲۶۰	آب آش
۴۔	ر	ب	شعر ندارد
۵۔	ر	شعرندارد	
۶۔	م	۴۵۷/ ب ۲۶۰	اپنی
۷۔	ر	شعر ندارد	
۸۔	الف	لفظ	قطعہ ثانی ندارد
۹۔	ر	۱۳۹	یارو
۱۰۔	ر	الف۔۲۸۲۔م۔۴۵۷۔وہاں۔ب۔۲۶۰۔وہاں	
۱۱۔	م	۴۵۸	دورباس

﴾749﴿

ہر ایک دم یہ غیب سے مجھ کو سروش ہے
مے پی صدائے چنگ ہے[1] وقتِ خروش ہے
مستی میں لائیو نہ زباں پر وہ سرّ کبھی
پیرِ مغاں سے جو تجھے گوش و بگوش ہے
ساقی شراب اور پلا وقتِ خوش ہے آج
چنگ و سرود و رقص ہے اور دل بہ جوش ہے
دو دن سے مے کدے میں ملی ہی نہیں شراب
زاہد نماز[2] و روزہ کا یاں کس کو ہوش ہے
یاں[3] ایک ایک لحظہ گزرتا ہے ماہ و سال
فردا پر آج تک ترے مانند دوش ہے
آباد رہویں پیرِ مغاں تیرے رند و مست
ہر طرف مے کدے میں صدائے بجوش ہے[4]
اے مے کشو نہ خوف کرو احتساب کا
اپنا جو محتسب ہے وہ خود بادہ نوش ہے
پینی ہو تلخ مے تو چلو خانقاہ میں
صوفیِ شہر اپنا ہر اک مے فروش ہے
اس مے کدے میں رکھتے ہیں زُنّار سبحہ میں
پنہاں شراب[5] کش ہے جو یاں خرقہ پوش ہے
غمگیں ریائے محض ہے کچھ صبر یہ نہیں
فریاد دل کرے ہے اگر تو خموش ہے

﴾749﴿ ش ن خ ع غزل ندارد

[1] ب ۲۵۶ سے

[2] ر ۱۳۸ نماز روزہ کا یاں---------

[3] ر ۱۳۸ مجھ کو ایک لحظہ

[4] ر شعر ندارد

[5] ر ۱۳۸ خراب کش ہے جو یاں-------

﴿750﴾

انسان وہ ہی[1] شیخ جی جو عشق کیش ہے — شکل بشر میں ورنہ ہر اک گاؤ میش ہے
نزدیک اپنے یاد رہے تم کو دوستو — دشمن وہی ہے جو کہ قریب اور خویش ہے
اپنے سوا تو اُس کی نہ کر جستجو کہیں — جو کچھ کہ ترے پس ہے وہ ہی دیکھ پیش ہے[2]
کیا غم خوشی کی میں کہوں ہجر و وصال میں — گہ یار نیش نوش ہے گہ نوش نیش ہے[3]
جمعیت اُس کی فرض ہے حاصل ہو جس طرح — تیرا ہی دل یہ واسطے تیرے پریش ہے
کیا ے کدے میں اور وہ[4] دیر و حرم میں کیا[5] — سب جا ہے ایک[6] سا نہ کہیں کم نہ بیش ہے
جس میں ہوا نہ ہو شجرِ عشق کا نمود — ہمدم زمین دل وہ بتر از حمیش ہے[7]
چل تجھ کو لے چلوں میں خرابات میں دلا — اندوہ گیں ہے کس لیے تو روز[8] عیش ہے[9]

قابل کشیدنی[10] کے وہ غمگیں نہیں شراب
جس کے کہ جوشِ لحن سے خم میں کشیش ہے

﴿750﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
[1] م ۴۵۱ ووہی
[2] ر شعرندارد
[3] ب ر شعرندارد
[4] ر ۱۳۸ ٹے
[5] ر ۱۳۸ اور
[6] ر ۱۳۸ یکساں
[7] ر ب شعرندارد
[8] م ۴۵۱ اور
[9] ب-ر- شعر ندارد
[10] ر ۱۳۸ کشیدگی

﴿751﴾

غم نہیں مرگ کا ذرا بلکہ بہت نشاط ہے
غمگیں ہمیں[1] قبضِ روح عالمِ انبساط ہے
میرے حریمِ دل میں جب سے ہوا ہے جلوہ گر
اپنے بھی[2] دم سے ہمدمو دمبدم احتیاط ہے
دل سے اک اپنے ربط تھا سو وہ نہ دل[3] رہا نہ ربط
پوچھ نہ مجھ سے یار تو[4] کس سے اب ارتباط ہے
وصل کی اور ہجر کی چلتے[5] ہیں راہ درمیاں
رہنے دے حشر زاہدا ہم کو یہیں[6] صراط ہے
رات[7] سے آپ ہی آپ کچھ غمگیں سے اور اُس سے ہائے
اور ہی[8] چھیڑ چھاڑ ہے اور ہی اختلاط ہے[9]

﴿751﴾	ش	ع	غزل ندارد	
۱ـ	ر	۱۲۹	تو	
۲ـ	م	۳۹۳	بھی تو	
۳ـ	ر	۱۲۹	وہ دل /خ ۱۴۱	نہ وہ دل
۴ـ	م	۳۹۳	لفظ "تو"	ندارد
۵ـ	ن	۷۲	چلتی ہے	
۶ـ	ن	۷۲	یہی	
۷ـ	م	۳۹۳	رات سے کچھ آپ ہی آپ غمگیں-----	
۸ـ	م	۳۹۳	اور ہی کچھ	
۹ـ	ر		شعر ندارد	

﴿752﴾

اپنی تو دختِ رز یہ ہمیشہ سے تاک ہے　　نے محتسب کا ڈر ہے عسس سے نہ باک ہے
فرہاد و قیس کا تو زمانہ گزر گیا　　اب عشق کی ہمارے ہی دنیا میں دھاک ہے
گر لوگ بدگماں ہیں پر آگاہ ہے خدا　　ہم کو تو اُس صنم سے فقط عشق پاک ہے
گلچیں کو ڈر ہے جیسے کسی باغبان کا　　اس طرح دیکھنے میں مجھے اُس کے پاک ہے
مر جائیے تو چھوٹیے اس قیدِ ہجر سے
اُس کے بغیر زندگی غمگیں یہ خاک ہے

﴿752﴾ م　ب　ن　ر　خ　ع　غزل ندارد
ا　ش　۷۰　ہو

﴿753﴾

باغ سے گزرا ترا شاید کوئی غمناک ہے   ہے پریشاں بوئے گل اور گل گریباں چاک ہے
کیوں نہ پہنچے قاب قوسین ایک دم میں وہ سوار   ہمدمو جبرئیل جس کا بستہ فتراک ہے
خاک سے انسان اور انسان سے دل ہے غرض[1]   گرزۂ خاک آہ[2] جیسے حاصلِ افلاک ہے
عشق میں ہے کفر اسفل اور اعلا کا خیال   طالب اُس کا آدم اور اُس کی وہ ذات پاک ہے
فکر خطروں کا نہ کر اے سالکِ دریائے دل   بحر میں بہتا بہت ایسا خس و خاشاک ہے
ہم نے بنوایا جو حمام اُس نے تو آکر کہا   میں نہانے کا نہیں یہاں کا بڑا دلاک ہے[3]
برق و شعلہ شرم سے ہوتے ہیں گم اے ہمدمو   فرصتِ عمر اپنی ایسی تیز اور چالاک ہے[4]
مرد افگن کیوں نہ ہووے ساقیا تیری شراب   آب کی جا پرورش مے سے تو کرتا تاک ہے
کچھ نہیں آتا سمجھ میں ہائے پھر کیا ہے درنگ   آرزوئے قتل مجھ کو اور وہ سفاک ہے[5]
غور سے دیکھے تو ان اربع عناصر کی ہے جان   ظاہرا ہر چند اے دل سب میں اکثف خاک ہے
حاصل و منظور ان دو چشم سے ہے یک نظر[6]   شرم کر واعظ کہ آخر تیرے منہ پر خاک ہے
کوئی دہری اور ملحد بھی نہیں دیکھا ہے آہ
جس قدر غمگیں گنہ کرنے میں تو بیباک ہے

﴿753﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

[1] الف ۲۸۳ عرض

[2] م ۴۵۸ لفظ "آہ" ندارد

[3] ب شعر ندارد

[4] ب شعر ندارد

[5] ب شعر ندارد

[6] ایضاً

﴿754﴾

غمگیں بطوں ظہور سے یاں[1] تک بتنگ ہے   اس کو فنا بقا سے بھی اب آہ ننگ ہے
جو مست ہیں الست سے اے واعظ ان کو کچھ   مطلق خبر نہیں ہے کہ کیا نام و ننگ ہے[2]
خطرہ ہے عین خطرے کو خطرہ نہ تو سمجھ   یہ یاد رکھ کہ یار صفائی ہی زنگ ہے
دیکھیں تو کیا ہو اپنے ہی اپنے خیال میں   بن دیکھے تیرے مکھڑے کے[3] ہر ایک دنگ ہے
حیرت ہے کس لیے نہیں معلوم کیوں مجھے   تھی جیسی یاں کی ویسی ہی واں کی ترنگ ہے
بحرِ تقیدات کو اک گھونٹ کر گیا   دریائے بیکراں کا دل اپنا نہنگ ہے
وحشی کو تیرے دشتِ عدم اور نیستی   بد تر ہزار بار ز قید فرنگ ہے
دعوٰی صلح کُل ہے اسی منہ[4] سے شیخ جی   باوصف تم کو اپنے سے دن رات جنگ ہے[5]
صحبت ہے مجھے تجھ سے شب و روز کی مگر   کھلتا نہیں ہے کیا یہ ترا رنگ ڈھنگ ہے[6]
غمگیں مقید اب نہیں بے رنگ و رنگ کا
بے رنگ کو کہے ہے وہ اے یار رنگ ہے

﴿754﴾ ش۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ہمیں ملنے والے نسخہ "الف" کا ص۔ ۲٦۸ کا فولیو نہیں تھا۔
[1] ر۔ ۱۳۳ اتنا
[2] ب۔ ر شعر ندارد
[3] طبق ۲۴۳ / ر۔۱۳۳ (م۔ ۴۳۲۔ "ہر" ندارد)
[4] طبق ب۔ ۲۴۳ (م۔ ۴۳۳۔ لفظ "سے" ندارد)
[5] ر شعر ندارد
[6] ایضاً

﴿755﴾

گلشن کا آج نظروں میں کچھ اور رنگ ہے   مے کا نشہ ہے اور نشے کی ترنگ ہے
یک[1] گونہ بے خودی کے سوا کچھ غرض نہیں   جیسی ہمیں شراب ویسی ہی بھنگ[2] ہے[3]
ہر چند ساقیا نہیں ہم کو نشے میں ہوش   لیکن شراب پینے کی اب تک امنگ ہے
بے تاب کس طرح نہ رہے دل کہ ہمدمو   دن رات میری آنکھوں میں وہ شوخ شنگ ہے
دیر و حرم کی جا ہمیں اے شیخ و برہمن   اس مے کدے کا اپنے ہر اک خشت و سنگ ہے[4]
اپنی حقیقت اپنے میں دیکھیں ہیں جو انھیں   دیدار کوہ طور گراں اور سنگ ہے[5]
اے روبہ خو فقیروں کو مت جان تو حقیر   ہر ایک اپنے پیشے میں شیر و پلنگ ہے[6]
مستوں سے تو لڑ نہ کر اے شیخ چلہ کش   تو ہے ضعیف اور یہ ہر یک[7] دبنگ ہے[8]
ہمدم شگفتہ غنچۂ دل کس طرح ہو آہ   باغ جہاں کا دمبدم اب اور رنگ ہے
غمگیں غزل پہ درد کی لکھ اور اک غزل
دیکھیں کہ قال و حال کا کیا تیرے ڈھنگ ہے

﴿755﴾ ش ن ع غزل ندارد
نسخہ الف کا صفحہ ۲۵۸ نہیں ہے

[1] ب ۲۴۲ ایك
[2] ب ۲۴۳۔ م ۴۳۱ بنگ
[3] ر شعر ندارد
[4] خ شعر ندارد
[5] خ ر شعر ندارد
[6] خ شعر ندارد
[7] خ ۔۱۴۲ اك نہنگ
[8] ر شعر ندارد

﴾756﴿

ہر[۱] چند سیرِ مہ مجھے ساقی محال ہے   ہجراں و وصل دونوں میں اس کو زوال ہے
کوچے میں دیکھ کشتہ ملے ہیں کئی دلا   چل جلد اُس کی بزم میں یہ نیک فال ہے[۲]
وہ نقطہ جس کا نام سویدا ہے عام میں   کہتے ہیں خاص وہ ترے عارض کا خال ہے
ازبس کہ ذکرِ عیش[۳] کو کہتے ہیں نصف عیش[۴]   شعروں میں اس لیے یہ میرے قیل و قال ہے
زاہد ہو خواہ صوفی ہو مے کش ہو خواہ رند   ایک ایک[۵] اپنے اپنے جدا مست حال ہے
تعریف سلک گوہرِ دندان[۶] کیا کروں   مثلِ صدف زباں مری اے شوخ لال ہے[۷]
ڈرتا ہوں دیکھے خواب پریشاں نہ وہ کہیں   یا رب یہ شب کو کیوں مجھے اُس کا خیال ہے
تو خواہ بے حجاب ہو یا با حجاب ہو   جو دیکھے تجھ کو شوخ یہ کس کی[۸] مجال ہے
ہر آہ مثل شعلہ میری غیر دیکھ دیکھ   محفل میں اب اڑانے لگا منہ سے رال ہے[۹]
جز آہ و نالہ ہوتی نہیں چشم آہ تر   اب کے بہار کا بھی عجب خشک سال ہے[۱۰]
جو[۱۱] بے صفت ہے دال ہے[۱۲] جس میں صفت ہے ذال   ورنہ حقیقت اپنی میں اک دال و[۱۳] ذال ہے[۱۴]
ٹھرا شراب بھی کسی دکان میں نہیں   شہرِ گوالیار میں مے کا یہ کال ہے[۱۵]

ہم اپنے آپ عشق میں غمگیں رہیں ہیں مست
فرقت کہاں کی اور کہاں کا وصال ہے

﴾756﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
[۱] م ۴۰۰/ر۱۴۸/ب/ب۲۲۵ ہر طرح
[۲] ر شعر ندارد
[۳] ر ۱۴۸ عشق
[۴] ایضاً
[۵] طبق م ۴۰۰/ب ۲۲۵ ر ۱۴۸
الف ۲۵۰ ایلك ایلك كو
[۶] م ۴۰۰ دندان میں کیا کروں
[۷] ر ب شعر ندارد
[۸] م ۴۰۰ کا
[۹] ر ب شعر ندارد
[۱۰] ب شعر ندارد
[۱۱] ب ۲۲۶ خوبی
[۱۲] ب ۲۲۶ کہ
[۱۳] م ۴۰۱ دال ذال
[۱۴] ر شعر ندارد
[۱۵] ایضاً

﴿757﴾

بے پردہ رو برو مرے اُس کا جمال ہے   لیکن ہزار حیف کہ حاجب خیال ہے
مے کے نشے میں مست رہے جو کہ ہوشیار   نزدیک عارفوں کے وہ صاحب کمال ہے
خورسند رہ تو شاہد و مے میں ولا مدام   ہر چند اس جہان میں رنج و ملال ہے[۱]
جس نے کیا ہے مجھ کو گرفتارِ دردِ ہجر   دشمن مرا کہاں کا ترا یہ وصال ہے
بیداری اور خواب میں پیرِ مغاں بتا   آتا ہے جو نظر مجھے یہ کیا خیال ہے
نشوونما ہو نطفے[۲] کی جوں انتقال بعد   ایسا ہی یاں سے واں بھی ترا انتقال ہے[۳]
ممکن نہیں کہ دیکھیں دو عالم میں تجھ سوا   پر دیکھنا ترا ہمیں امرِ[۴] محال ہے
جب تک کہ رو بکاری ہو اُس سے وکیلِ عشق   اپنا مقدمہ ہی یہاں انفصال ہے[۵]
پھر اُس کو خوفِ دشمنی محتسب سے کیا   جس کا کہ دوست شہر میں کوئی کلال ہے[۶]

غمگیں غزل میں تیسری ضمناً ہی لکھ بھلا
اُس مہ جبیں کے وصل میں کیا تیرا حال ہے

﴿757﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

[۱] ر شعر ندارد
[۲] م ۳۹۹ نطق
[۳] ر شعر ندارد
[۴] طبق م ۳۹۹/ب ۲۲۵ (الف ۲۴۹ امر و محال)
[۵] ر شعر ندارد
[۶] ایضاً

﴾758﴿

کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیسا جمال ہے　　دیکھا تو خیرہ خیرہ نگاہِ خیال ہے
مردوں کو زندہ زندوں کو مردہ کرے ہے تو　　اے فتنہ زیرپا تری اعجاز چال ہے
باقی نہیں ہے حال سوا اور مجھ میں کچھ[۱]　　کہتے ہیں یار آگے سے اب یہ بحال ہے[۲]
مجھ کو نہ کر مقید زنجیرِ زلفِ یار　　تقصیر وار گو کہ مرا بال بال ہے
کرتا عبث ہے منع شراب و سماع کو　　زاہد تجھے حلال ہے ہم کو حرام ہے
میری وداع تم سے ہے اے بہجت و سرور　　رخصت تمھیں بھی آج سے رنج و ملال ہے[۳]
اے مہرِ حسن گرم نہ سر[۴] پر سے یوں گزر　　اک[۵] ذرہ ٹھہر جا مرا وقتِ زوال ہے[۶]
آیا[۷] ہے جب سے کچھ تری تعریف کا خیال　　کر ہیں یہ دونو[۸] گوش و زباں میری لال ہے
خوبی ہے یار جو ترے عارض کے خال میں　　خوبوں[۹] میں اس جہاں کے بہت خال خال ہے[۱۰]
ہمدم خیال اُس کے نہ رکھ ہجر و وصال کا[۱۲]　　جس کا وصال ہجر ہے ہجراں وصال ہے[۱۱]
بحر فنا بقا کے طلاطم کو دیکھنا　　دم دم میں ہجر غمگیں ہے دم دم وصال ہے[۱۲]
خاطر ہے گرمی[۱۳] تو غزل اور ایک لکھ　　غمگیں ترا جو حال ہے بس وہ ہی قال ہے[۱۴]

غمگیں لکھ ایک اور غزل تو مرے لیے
جو تیرا حال ہے وہی میرا بھی حال ہے[۱۵]

﴾758﴿ ش خ ع غزل ندارد
[۲] م۳۹۹ سج/ن ۷۴ باقی نہیں ہے مجھ میں ذرا حال کے سوا
[۳] ر شعر ندارد
[۴] ایضاً
[۵] م ۳۹۹ لفظ "سر" ندارد
[۶] ن ۷۴ یک
[۷] ر شعر ندارد
[۸] ن ۷۴ آیا تھا دل میں کچھ تری
[۹] ن ۷۴ دونوں
[۱۰] ن ۷۴ خوباں
[۱۱] ر شعر ندارد
[۱۲] ن شعر ندارد
[۱۳] حاشیہ الف ۲۴۹/م ب شعر ندارد
[۱۴] م ۳۹۹ تو مری
[۱۵] ن شعرندارد
[۱۶] الف م ب ن شعرندارد

﴿759﴾

خضرِ تصوّر سے بس اُس کا خیال ہے   ملتا تو اس سے ہدمو خواب و خیال ہے
پامال دل کو میرے کیا ہر قدم کے ساتھ   رفتارِ کبک گرد ہے یہ اس کی چال ہے
جس کی جدائی کا مجھے مطلق نہ تھا خیال   اب خواب میں بھی دیکھنا اس کا محال ہے
بے عشق تو خدا نہیں ملتا ہے مطلقاً   واعظ بے حصول تری قیل و قال ہے
بوسے کا میں نے شب کو جو اُس سے کیا سوال   جھنجھلا کے وہ یوں بولے تیری یہ مجال ہے
گھر سے جسے کیا تھا بدر تو نے ماہ رو   وہ ناتواں اب آہ بہ مثلِ ہلال ہے
جب سے کہ تیری زلف میں دل اُس کا جا پھنسا
غمگیںؔ کا تب سے یارو پریشان حال ہے

﴿760﴾

عقل کو ہر چیز میں گویا[1] دخل ہے   معرفت میں لیک حیران عقل ہے
ہے وہ عالم صاحب ظل[3] اور یہ ظل   اصل وہی[2] ہے یہ اُس کی نقل ہے
فرع عین اصل ہے گر ہو شعور   فرع ہی ظل صاحبِ ظل اصل ہے
اعتباری لفظ ہیں یہ فصل[5] و وصل   دوسرا گر ہو تو وصل[6]، فصل ہے
وصل غمگیںؔ اسم ہے اک فصل کا
وصل کہتے ہیں جسے وہ فصل ہے

﴿759﴾ م۔ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
﴿760﴾ ب ن خ ع غزل ندارد
ا۔ طبق م ۳۶۴/ ش ۱۰۸/ ر ۱۴۲ "میں" ندارد
۲۔ م ۳۶۴/ ر ۱۴۳ ظل ہے
۳۔ ش ۱۰۸ ہے اور
۴۔ م ۳۶۴/ ر ۱۴۲ فصل و وصل
۵۔ م ۳۶۴ وصل فصل

﴿761﴾

واعظ یہ مے کدے کا مرے آستان ہے　　جس جا پہنچ تری ہے وہ اور آسمان ہے[۱]
آتا نہیں مزار پہ مطلق کبھی[۲] وہ شوخ　　شاید کہ خاک سے بھی مری بدگمان ہے[۳]
نزدیک مے کشوں کے یہ پھیکے ہیں سب سخن　　ہر چند واعظا تری اونچی دکان ہے[۴]
شب کو کہانی میری[۵] ہی کہہ اُس کے سامنے　　در پردہ گر تو دوست مرا قصہ خوان ہے
ہوتا نہیں ہے تیر جو اُس پر خطا تو بس　　اُس کا نشانہ خاص مرا استخوان ہے[۶]
مجنوں پہنچ شتاب کہ تیرے نصیب سے　　صحرا میں ناقہ لیلیٰ کا بے ساربان ہے[۷]
زاہد یقین جان کہ بے شاہد و شراب　　تکلیف و زاہد سب یہ ترا[۸] رایگان ہے
بلبل نہ آشیانے کو کس طرح بھول جائے　　اس کا ہر ایک گل میں زبس آشیان ہے[۹]
تھا گلستان قفس اُسے جب آہ ہم صفیر　　اب مرغ دل کو اپنے قفس گلستان ہے[۱۰]
کوئی نہیں ہے دوست سوا اُس صنم کے یار　　دشمن ترا خدا کی قسم دو جہان ہے
اُس کی طرف نہ اپنے نہ دونو جہان کے
غمگین ترا بتا مجھے کس طرف دھیان ہے[۱۱]

﴿761﴾　ش　ن　خ　ع　غزل ندارد
[۱] ر　۱۳۴　ہے جس جگہ پہونچ تری وہ آسمان ہے
[۲] م　۴۳۹　نہیں
[۳] ب　ر　شعر ندارد
[۴] ر　شعرندارد
[۵] ر　۱۳۴　کہہ دے مری اس کے سامنے
[۶] ب　ر　شعرندارد
[۷] ب　شعرندارد
[۸] م　۴۲۹　تیرے
[۹] ر　ب　شعر ندارد
[۱۰] ر　شعر ندارد
[۱۱] ر　۱۳۴　خالق کی سمت یا گر ہے مخلوق کی طرف
غمگیں بتا کہ کس طرف تیرا دھیان ہے

﴾762﴿

جلد آ قاتل کہ لب پر جان ہے　　اپنا دم اب کوئی دم مہمان ہے
جو جفا کش چاہے خوبوں سے وفا　　چاہیے اس کو کہ وہ نادان ہے
باندھا[1] مت ایسی جھڑی[2] اے چشمِ تر　　تیرا رونا نوح کا طوفان ہے
تیرِ مژگاں سے اگر چھلنی[3] ہے دل　　تو کماں ابرو پہ جاں قربان ہے
ہے ارادہ آج کیا شب خون کا　　پھر مسّی پر جو رچایا[4] پان ہے
کچھ ہوس مجھ کو نہیں اے میری جاں　　دو ہی باتوں کا مگر ارمان ہے
یا تو بوسہ دے نہیں دل پھیر دے　　اب یہی گو ہے یہی میدان ہے
آہ اور نالے سے اے غمگیں ترے
سخت ہمسایہ ترا نالان ہے

﴾762﴿ م۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[1] الف۔ ۲۸۶ باندہ

[2] ایضاً چھڑی

[3] الف۔ ۲۸۶ جلنی

[4] ش۔ ۹۷ چبایا

﴿763﴾

یاں یہ مہمان کوئی دم کی جان ہے   واں وہ گھر میں غیر کے مہمان ہے
کس نے گھورا شب کو محفل میں تمھیں   صرف یہ بہتان اور طوفان ہے[۱]
دیکھ اک دن آئینہ اے سادہ رو   پوچھ مت مجھ سے کہ کیوں حیران ہے
تو لے اس کو یا خدا لے ، کوئی لے   اے صنم یہ ایک میری جان ہے
تجھ کو مشکل ہے کہ بوسہ[۲] دے مجھے   مجھ کو دل دینا تجھے آسان ہے
غیر سے پیمانہ بازی شب کو اور   روز مجھ سے وعدہ[۳] و پیان ہے
نقشۂ تصویر کی مانند آہ   ق   اُس کی محفل بھی عجب سنسان ہے
ہے کسی کی کب کسی کو واں خبر   جو ہے سو حیرت میں بس انسان ہے
تجھ سے مومن اور یوں ہو بت پرست
یہ بھی اے غمگیں خدا کی شان ہے

﴿763﴾ ش ب ر خ ع غزل ندارد

[۱] طبق ن ۸۳ (الف ۲۳۱ صرف بہتان اور یہ طوفان ہے)

[۲] ن ۸۳ دے بوسہ مجھے

[۳] ن ۸۳ عہد اور پیمان ہے

﴾764﴿

نہ دیکھے اُس کو تو آہ و فغاں ہے   جو آوے وہ تو یہ دل پھر کہاں ہے
نہیں کرتا کسی کا کوئی مذکور   جہاں سنتا ہوں میرا ہی بیاں ہے
سبک عالم کی نظروں میں ہوا ہوں   و لیکن مجھ سے وہ بت سرگراں ہے[۱]
ہر اک دم دم چلا جاتا ہے ہمدم   رواں راہِ عدم[۲] یہ کارواں ہے[۳]
تجھے جب نعش پر دیکھے ہے میری   اجل کہتی ہے اس مُردے میں جاں ہے
ہمارا دل بھی لالے کی کلی ہے   اگر اے شوخ تو غنچہ دہاں ہے[۴]
ڈرا ناصح نہ مجھ کو اُس کے کُو سے   جہاں ڈر ہے وہاں اپنا مکاں ہے[۵]
تمھاری مانگ میں موتی نہیں ہیں   فلک پر مہ جبیں یہ کہکشاں ہے[۶]
ہما مجھ کو جلا کر اُس نے مارا   تری قسمت میں کب یہ استخواں ہے
ترے بیمار میں باقی نہیں کچھ   مگر لب پر اک آہِ ناتواں ہے[۷]
زبس ہے عشق اُس پردہ نشیں کا   تو ہر اک دم مرا آہِ نہاں ہے[۸]
قناعت کی بدولت ہم کو غمگیں
برابر رتبہ سودوزیاں ہے

﴾764﴿ ب ن ر خ ع غزل ندارد
[۱] ش ۱۰۴ ولے وہ مجھ سے اب تلک سرگراں ہے
[۲] ش ۱۰۴ سوئے عدم
[۳] حاشیہ الف ۲۲۵ م
شعرندارد
[۴] ایضاً
[۵] ایضاً
[۶] ایضاً
[۷] ایضاً
[۸] ایضاً

﴿765﴾

درد ہے جس سے وہی درمان ہے   دل لیا جس نے وہ میری جان ہے
میں تو اُس کی آشنائی میں موا   اور وہ انجان کا انجان ہے[1]
لالہ ساں کیونکر نہ ہو سینے میں داغ   یار اپنا آہ نافرمان ہے
اس کماں ابرو پہ لاکھوں جان سے   یہ دلِ گوشہ نشیں قربان ہے[2]
کچھ بہلتا ہی نہیں بہلائے سے   طفلِ اشک بس[3] ایسا مرا نادان ہے[4]
دل خدا کا گھر لیا ہے جس نے چھین   وہ بت کافر مرا ایمان ہے
دل کی میرے بھی کبھی حسرت نکال[5]   ایک بوسے کا مجھے ارمان ہے
سن کے وہ جھنجلا لگا کہنے مجھے   تجھ کو بوسہ دوں یہ کیا امکان ہے
سنگِ طفلاں سے نہ ہو کس طرح خوشی   غمگیں دیوانہ اور نادان ہے[6]
اس سے غمگیں اور لکھ اچھی غزل
شعر تیرا یار میری جان ہے[7]

﴿765﴾ ب ر خ ع غزل ندارد

[1] ش شعرندارد

[2] م ن شعرندارد

[3] ش ۲۲ لفظ "بس" ندارد

[4] م ن شعرندارد

[5] ن۲۲/ش۲۲ میں کہا یہ عرض ہو میری قبول

[6] برحاشیہ الف ۲۳۱ ن م شعرندارد

[7] ش شعرندارد

﴿766﴾

نہ وہ مومن نہ کافر ہے نہ ہندو نے مسلماں ہے   تجھے جس نے کہ چاہا تو[۱] ہی اُس کا دین و ایماں ہے
سنا ہے میں نے جب سے غیر کے گھر میں وہ مہماں ہے   نہ دم میں دم ہے تب سے اور نہ مری جان میں جان ہے[۲]
کیا واں خانہ زنداں کو روشن نورِ دیدہ نے   یہاں بیت الحزن میں بے بصارت پیر کنعاں ہے
ضرورت قید کرنے کی نہیں ہے قید خانے میں   کہ دیوانے کو اُس کی وسعت صحرا ہی زنداں ہے
تمھیں شب دیکھ کر محفل میں رویا کون کافر ہو   ہنسی سے غیر نے مجھ پر یہ باندھا صرف طوفاں ہے[۳]
سخن شنوا ترا ناصح ہوا ہے یہ نہ ہووے گا   کہ دل کچا بہری ہے کوئی دانا ہے نہ ناداں ہے[۴]
ہمیں اس نالۂ گرم اور آہِ سرد کی دولت   زمستاں عین تابستاں ہے تابستاں زمستاں ہے
مری تربت کو بعداز دفن کیجیو بے نشاں ہمدم   کہ اک پردہ نشیں کے[۵] دل میں مرے راز پنہاں ہے
پرستش سے بتوں کی تو مسلمانوں کو ہے مانع   بڑا بے دیں ہے اے واعظ ترا کیا خاک ایماں ہے

تم آئینے میں پہلے اپنی صورت دیکھ تو پیارے
یہ پیچھے پوچھیو مجھ سے کہ غمگیں کیوں تو حیراں ہے[۶]

﴿766﴾ ب ش ن خ ع غزل ندارد

یہ غزل نسخہ الف کے صفحہ ۲۲۹ اور ۲۹۲ پر بتکرار درج ہے۔ صفحہ ۲۹۲ پر اشعار کی ترتیب فرق ہے۔

[۱] ر ۱۴۴ تو اسی کا
[۲] م ر شعر ندارد
[۳] ر شعر ندارد
[۴] ایضاً
[۵] م ۳۶۵ لفظ "کے" ندارد
[۶] ر شعرندارد

«767»

اُس کا نشانہ جب سے مرا استخوان ہے   چھٹتا ہی ہاتھ سے نہیں تیر و کمان ہے
جوں گنگ ترے عشق میں گویا زبان ہے   لیکن ہر اک زبان پہ مری[1] داستان ہے
جتنے کہ عشق باز مسلماں ہیں اے صنم   کہتے ہیں تجھ[2] کو دیکھ خدا کی امان ہے
خورشید مہرباں ہو شبنم پہ جس طرح   مجھ زار و ناتواں پہ وہ یوں مہربان ہے
کیونکر سنوں مقدمہ دید میں ترے   واعظ میری تو آنکھ ہے اور تیرے کان ہے[3]
نام و نشاں ترا جو رہا حشر تک تو کیا   پھر بے نشاں کا تو وہی بے نشان ہے
ہم نہ فلک کے شیخ نہیں پوچھتے خبر   بتلا کہ بعد ان کے ہمیں کیا مکان ہے
دیتا نہیں دکھائی سوا تیرے گو کہ اور   جیسا کہ تو ہے دیکھے مگر کس کی جان ہے[4]
مرغ خیال بھی نہیں پر مارتا وہاں   عنقائے جاں کا اپنی جہاں آشیان ہے[5]
اے دل فنا بقا کے تبدّل سے رکھ خبر   نقشہ ترا کچھ اور ہر اک آن آن ہے[6]
غمگیں تو دوسری بھی غزل اب سنا ہمیں
ہر ایک شعر یار تیرا میری جان ہے

«767» ش ن خ ع غزل ندارد
[1] ر ۱۳۴ تری
[2] ر ۱۳۴ دیکھ تجھ کو
[3] ب ر شعرندارد
[4] ر شعرندارد
[5] ایضاً
[6] ایضاً
[7] ایضاً

{768}

اگر اے گلبدن تو گلبدن ہے   تو میرا داغ دل ہر اک[1] چمن ہے
عزیزو چاہ میں ڈوبا ہوں جس کے   وہ میرا یار یوسف پیرہن ہے
تو اس کو شمع[2] رو کر آکے روشن   ترے بن یہ اندھیری انجمن ہے
کہاں ہے گل کو ترے منہ سے لگا   کہ تو رشکِ گل اے غنچہ دہن ہے
جو شیریں لب اگر ہے سنگدل تو
تو غمگیں بھی بجائے کوہکن ہے

{769}

اُس تلک لے مجھ کو جاتا کون ہے   واں سے یاں[1] پھر آہ لاتا کون ہے
میں تو اپنا دل جلانے سے رہا   پھر یہ دل میرا جلاتا کون ہے[2]
خودبخود بے چین جو رہتا ہوں میں   ہائے یہ مجھ کو ستاتا کون ہے[3]
گھر سے میں بیزار کچھ اپنے نہیں   سر بصحرا پھر پھراتا کون ہے[4]
مجھ کو اپنا بھی نہیں ہے کچھ خیال   دھیان میں ہر دم یہ آتا کون ہے
روز میں کرتا ہوں توبہ مے سے یار   پھر مجھے ہر شب پلاتا کون ہے
میں تو رونے سے رہا اپنی خوشی
پھر مجھے غمگیں رلاتا کون ہے

{768} م۔ ب۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد
۱۔ ش۔ ۹۸   یک
۲۔ طبق ش۔ ۹۸   الف۔ ۲۹۴ شمع
{769} ش   ر   خ   ع   غزل ندارد
۱۔ الف۔ ۲۱۴۔ م۔ ۳۳۷۔ ب۔ ۱۹۶۔ ن۔ ۵۲
وہاں سے یہاں
۲۔ ب   ۱۹۶   ہائے یہ مجھ کو ستاتا کون ہے
۳۔ ب   شعر ندارد
۴۔ ن   شعر ندارد

﴿770﴾

نفع[۱] و نقصان سب برابر سا ہمارے دل میں ہے[۲]　　فائدہ اتنا ہمیں تحصیلِ بے[۳] حاصل میں ہے
پرزے پرزے تو کرے میرے تو میں مرتا نہیں　　میں کوئی مرتا ہوں میری جان تجھ قاتل میں ہے[۴]
عشق کی آتش کی ہر[۵] دم کیوں نہ ہو دل کو ہوا　　شورش و سودا و وحشت میری[۶] آب و گلِ میں ہے[۷]
کاروانِ عشق میں ہمراہ لیلیٰ کے رواں　　روحِ مجنوں اب[۸] تلک بھی پردۂ محمل میں ہے
بزم آرائی بہت کی دوستو تم نے مگر　　جسم ہے میرا یہاں اور جان اس محفل میں ہے
کم ہے کیا تعریف[۹] یہ انساں کی قصہ مختصر　　دو جہاں کی ایک اک تفصیل اس مجمل میں ہے
چھوڑ دینا غیر کا آساں کر اُس بت پر خدا　　میری اس ی کشمکش سے[۱۰] سخت وہ مشکل میں ہے[۱۱]
نعش کو میرے وہ قاتل دیکھ کر کہنے لگا　　اس قدر زخموں پہ اب تک جان اس بسمل میں ہے[۱۲]
ہو امیدِ وصلِ جاناں کس طرح غمگیںؔ بھلا
جو کہ اس کے دل میں ہے وہ سب ہمارے دل میں ہے

﴿770﴾ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ن۔ ۸۰ نفع اور نقصان
۲۔ م۔ ۳۸۷ نفع نقصان سب برابر ہمارے دل میں ہے
۳۔ ر۔ ۱۲۸ لاحاصل
۴۔ ر شعر ندارد
۵۔ م۔ ۳۸۷ ہمدم
۶۔ ن۔ ۸۰ تیرے
۷۔ ر۔ شعر ندارد
۸۔ ر۔ ۱۲۸ آج تلک
۹۔ ر۔ ۱۲۸ انساں کی یہ
۱۰۔ ن۔ ۸۰ ہے
۱۱۔ ر۔ شعر ندارد
۱۲۔ ب۔ ر شعر ندارد

﴿771﴾

کرشمہ غمزہ جو اس کے رخ نکو میں ہے
وہ سب شراب کے ے کش ترے سبو میں ہے
بن ایک ایک کی تائید کہہ نہیں سکتا
میری زباں پہ ہے شیشہ کے جو گلو میں ہے
یہ جوئے چشم سے عشاق کی ہے اے مردم
جو آبِ صاف کہ ہر ایک آبجو میں ہے[۱]
پھنسے نہ زلف میں دل اُس کے کس طرح جس کے
ہزار مکر و فریب ایک ایک مو میں ہے[۲]
نہیں وہ گرمی کسی خوبرو کی گالی میں
جو آگ شوخ تیری میں میں اور تو میں ہے
خبر بھی ہے تجھے اے بے خبر دلا تیری
وہ جستجو میں ہے تو جس کی جستجو میں ہے
مال پر ہیں رکھتے نظر یہ دنیا دار[۳]
حصول کیا انھیں دو دن کی ہاؤ ہو میں ہے[۴]
کروں حواس سے کیا تجھ سے آہ ہمدم بات
میں گو کہ یہاں ہوں ولیکن دل اس کے کو میں ہے
جو آرزو کہ ہے اس دل کی دل میں ہے موجود
پھر آہ دل یہ میرا کس کی آرزو میں ہے
ہزار بار لڑے اور وہ ملے ہے مجھے
وہ خود پسند ہے جو میرے تند خو میں ہے[۵]
سوائے سردی و خنکی نہیں ہے ماہ میں کچھ
یہ گرمی کا ہے کی اس میری ماہ رو میں ہے[۶]
مقامِ ہُو کھلے جس کو سو جانے اے غمگیں
کہ کیا وہ ہُو ہے کہ جو اپنی ہاؤ ہُو میں ہے

﴿771﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
۱۔ ب شعر ندارد
۲۔ ایضاً
۳۔ م۔ ۴۲۴ مال پر نظر نہیں رکھتے یہ دنیا دار
۴۔ ب شعر ندارد
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً

﴿772﴾

نہیں بھی وہ نہیں جو کچھ نہیں ہے   کہیں بھی وہ نہیں جو کچھ کہیں ہے
بیاں ہوتا نہیں ہے[۱] عالم اُس کا   عجب کچھ طرح کا وہ نازنیں ہے[۲]
بتوں کا عشق چھوڑوں کس طرح شیخ   کہ یہ ایماں ہے میرا اور دیں ہے[۳]
فلک پر آج تو غرّہ سے مت دیکھ   کہ کل جانا تجھے زیر زمیں ہے[۴]
کہیں[۵] ہیں لامکاں جس شوخ کو لوگ   دلا ہر یک[۶] مکاں میں وہ مکیں ہے[۷]
میں ہی ہوں کچھ نہیں میرے سوا اور   یہ جو سمجھا وہی اے ہم نشیں ہے[۸]
نہ کر ایمان ڈانواں ڈول اپنا   ق   تجھے گر بات کا میری یقیں ہے[۹]
ذرا اپنے میں غمگیں غور سے دیکھ
جسے تو ڈھونڈتا ہے وہ یہیں ہے

﴿772﴾ خ ع غزل ندارد
۱۔ ر ۱۲۴ کچھ
۲۔ ر ۱۲۴ عجب طرح کا وہ بھی نازنیں ہے
۳۔ ب ر شعرندارد
۴۔ ب ن ر شعرندارد
۵۔ ر ۱۲۴ کہے
۶۔ ایضاً اک
۷۔ ن ش شعرندارد
۸۔ ن ش ر شعرندارد
۹۔ ر شعرندارد

﴾773﴿

جینے کا مجھے گماں نہیں ہے　　اس ہجر میں میری جاں نہیں ہے
وہ کون سا دل ہے جس میں ظالم　　ہاتھوں سے تیرے فغاں نہیں ہے
کعبے کو عبث نہ جا تو زاہد　　بتلا کہا تو حق کہاں نہیں ہے
پہلو میں یہ شمع ساں جلے ہے　　کچھ داغ دل۲ اب نہاں نہیں ہے
جاناں سے ہے آہ جو کہ واقف　　جان اُس کی ہے لیک جاں نہیں ہے
کس طرح کہوں میں تم سے ہمدم　　اس درد کا کچھ بیاں نہیں ہے
غمگیں بہت اُس کے کُو میں ڈھونڈا
دل کا کہیں کچھ نشاں نہیں ہے

﴾773﴿ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
۲ـ ش ۹۹ تو کہ
۲ـ طبق ش ۹۹
الف ۲۹۶ لفظ دل ندارد

﴾774﴿

وفا تو تجھ میں نہیں ہے مگر[۱] جفا تو ہے
خوشی نہیں ہے اگر مجھ سے تو خفا تو ہے
چھپائے سے کوئی چھپتا ہے میں نے تاڑ لیا
کہ شب کہیں نہ کہیں یار تو رہا تو ہے
وہ شب کو آئیں[۲] گے کہتا ہے سچ تو اے ہمدم
کسی سے میں نے بھی اس بات کو سنا تو ہے
جو جی میں آئے[۳] کرو اپنی آپ تم تعریف[۴]
وفا تو خیر مگر آنکھ میں حیا تو ہے
ق
ہماری اُس کی محبت کا شہر میں چرچا
یہ یاد رہوے کہ اب کچھ نہ کچھ ہوا تو ہے[۵]
خدا ہی جانے کہ کیا کیا یہ سانگ لاوے گا
گھروں میں غیر[۶] کے اک تو تیا بنا تو ہے[۷]
مجھے تو پاک محبت ہے صرف اُس بت سے
نہ ہو کسی کو یقیں جانتا خدا تو ہے
اگرچہ موتی و مونگا نہیں ہے غمگیں پاس
جو عاشقوں کی ہے دولت سو وہ وفا تو ہے

﴾774﴿ ر ع غزل ندارد
۱۔ ش ۸۹ بھلا
۲۔ ایضاً آوے گا
۳۔ خ ۱۴۵ آوے
۴۔ ن ۸۰ جو دل میں آئے کہا کیجیے مگر تم
نسخہ ش میں یہ شعر قلمزد کر دیا گیا ہے
جو جی میں آوے کہو سچ کہیں گے ہم تجھ سے
وفا تو خیر نہ ہو شرم اور حیا تو ہے
۵۔ خ شعر ندارد
۶۔ ش ۸۹ م ۳۵۵ غیروں
۷۔ خ شعرندارد

{775}

ہے عیاں تو ہی اور نہاں تو ہے
ارے غافل سمجھ کہ ہاں تو ہے
تو نہیں جانتا کہاں تو ہے
تو نہیں اُس جگہ جہاں تو ہے
اور کیا چاہیے نشاں تیرا
یہ نشاں ہے کہ بے نشاں تو ہے
لاکھ تو آپ کو چھپاتا ہے
پر مرے سامنے عیاں تو ہے
ہے قل الروح اس سخن کا گواہ
کہ[۱] مری جان میری جاں تو ہے
کون سا ہے ترا مکاں اے شوخ
ق جس جگہ دیکھتا ہوں واں تو ہے
تو تو ہے ہر مکان میں موجود
ہے یہ حیرت کہ لامکاں تو ہے
تو تو میں میں بہت نہ کر غمگیں
یہ یقیں جان رکھ میاں تو ہے[۲]

{775} خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔ ۱۲۵ پر

[۲] ر شعر ندارد

﴾776﴿

شب و روز جس کی تمھیں جستجو ہے
وہ اے مرد ماں چشم کے رو برو ہے

شمیم اس کی بے خود کیے دے ہے مجھ کو[۱]
صبا آج تجھ میں یہ کس گل کی بو ہے

مجھے جو نہ چاہے نہ چاہوں میں اُس کو
ہمیشہ سے یہ عاشقو میری خو ہے[۲]

لڑوں ہوں نشے میں میں ہر شب کو اُس سے
مجھے جس سے الفت ہو یہ میری خو ہے[۳]

وضو پر وضو دمبدم ٹوٹتا ہے
عجب پھسپھسا شیخ جی کا وضو ہے

بھڑا ساقیا خم ہی منہ سے مرے گر
نہ شیشہ پیالہ نہ جام و سبو ہے[۴]

مرا واعظا موجد شور و مستی
شراب اور شاہد کا روئے نکو ہے[۵]

شب اک بات پر اُس کے درباں نے غمگیں
کہا مجھ سے میرا بھی استاد تو ہے

﴾776﴿ ش ر ب خ ع شعرندارد

[۱] ن ۷۰ کھلا ایک چھو کے میں یہ غنچہ دل

[۲] ن شعرندارد

[۳] حاشیہ الف ۲۴۲ م شعرندارد

[۴] ن شعرندارد

[۵] ایضاً

﴿777﴾

ہائے پیری میں تجھے اس نوجواں کی چاہ ہے
راہبر کس کا تو[۱] ہوگا آپ ہی گمراہ ہے
یہ جو رنگا رنگ ہیں سب رنگ ہیں بے رنگ کے
تو دلا غافل ہے یا ہر رنگ سے آگاہ ہے
بت پرستی کا پڑا ہے اب تو بندے کو مزا
حشر کے دن اے مسلمانو مرا اللہ ہے
تو صراط المستقیم اے دل سمجھ ہر یک[۲] راہ
اپنی اپنی راہ میں کیونکر کوئی گمراہ ہے[۳]
اصل اصلا کچھ نہیں ہے ہمدم اپنے عشق کی
یوں ہی ناحق خلق میں اس کا عبث افواہ ہے[۴]
فیضِ نبویؐ سے اگر کچھ بھی ہے اے دل بہرہ مند
خیر خواہی اس کی کر تو جو ترا بدخواہ ہے
اس غمِ ہجراں میں میرا[۵] کوئی اب ہمدم نہیں
ہاں مگر یہ نالۂ شب یا[۶] سحر کی آہ ہے
لکھ غزل اک اور اے غمگیں اسی انداز کی
شعر ہر یک عاشقانہ یار تیرا آہ ہے[۷]

﴿777﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ن۔ ۸۱ ہے گا
[۲] م۔ ۳۵۶ یک کی راہ
[۳] ن۔ ش۔ شعر ندارد
[۴] ایضاً
[۵] ن۔ ۸۱ / ش۔۹۰ غمگیں
[۶] ایضاً اور
[۷] ن۔ ش شعر ندارد

﴾778﴿

یا مری صورت سے اُس کی چشم کو اکراہ ہے   دامن مژگاں سے یا مردم نگہ کوتاہ ہے
چین بن اُس بت کے دیکھے ہائے پڑتا ہی نہیں   مجھ پہ[۱] آفت[۲] یہ کہاں کی یا مرے اللہ ہے
راہ دل سے جاوں یا کعبے سے میں[۳] یا دیر سے[۴]   کون سی نزدیک کی اے شیخ ان میں راہ ہے
قید کرتا ہے کوئی بھی اپنے یوسف سا عزیز   سخت بیہودہ زلیخا واہ تیری چاہ ہے
ہاتھ سے اے ہمدمو اس آہ کی تاثیر کے   آہ ہے صد آہ ہے صد آہ ہے صد آہ ہے
کوئی بلبل سے یہ بے پروا نہ ہو گا دام میں   جس قدر صیاد بے پروا[۵] ہمارا آہ ہے
میرا کہنا مان لے دل تو کسی کا مت جلا   خیر خواہ ہوں میں ترا گو تو بدخواہ ہے[۶]
معرفت کی اُس کے غمگیں کیجیو پیچھے تلاش[۷]
پہلے اپنی بھی حقیقت سے بتا آگاہ ہے

﴾778﴿ ب ش ر خ ع غزل ندارد
[۱] م ۳۵۶ یہ
[۲] ن ۸۳ مجھ پہ یہ آفت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
[۳] م ۳۵۶ یا میں
[۴] ن ۸۳ بت کدے سے جائوں یا کعبے سے میں اُس بت کے پاس
[۵] ن ۸۳ میرا مجھ سے بے پرواہ ہے
[۶] حاشیہ الف ۲۲۴ م ن شعرندارد
[۷] ن ۸۴ معرفت کی اُس کے تو تالاش کرتا ہے عبث
اپنی اے غمگیںؔ حقیقت سے بھی تو آگاہ ہے

﴿779﴾

ساقی طلوع پر شب ہجراں میں ماہ ہے　　طالع میں میرے ہائے یہ روزِ سیہ ہے
بن تیرے باغ میں نہیں گل[1] داغ دل سوا　　اور ہر شجر کی جا بھی ایک اپنی آہ ہے
خیاطِ عشق اس کو کشادہ تو کر ذرا　　سر پر مرے یہ تنگ فلک کی کلاہ ہے
جس کو میں چاہتا ہوں سمجھ کر کچھ اونچ نیچ　　وہ بت کہے ہے اس کو خدا کی پناہ ہے
جو ان کی راہ پر نہ چلے کوئی سالکو　　گمراہ اس کو کہتے ہیں گم اس کی راہ ہے
سنے سے پند کے ہے مفید اس کا دیکھنا　　واعظ بہ از زباں تیرے ہر اک[2] گناہ ہے
بلبل سمجھ کے رکھیو چمن میں ذرا قدم　　ہر ایک گل کے نیچے یہاں دام گاہ ہے
باطن میں جان وہ ہی ہے مختار خیر و شر　　ظاہر میں کہہ کہ جو ہے میرا ہی گناہ ہے
تسمہ لنگوٹہ فقر ہے یا سیلی تاج اب[3]　ق　یا سبحہ اور خرقہ ردا و کلاہ ہے
جب تک طلوع آتش سوزاں نہ دل سے ہو　　ہرگز نہیں ہے عشق وہ صورت کی چاہ ہے

غمگیں لکھ اور ایک غزل قافیہ بدل
آگے سے کچھ بھی اب تو ذرا رو براہ ہے

﴿779﴾ ش۔ ن۔ب۔ ر۔ خ۔ ع۔　　غزل ندارد

[1] م۔ ۴۵۳　کل
[2] م۔ ۴۵۳　یلک
[3] م۔ ۴۵۳　ہے

﴿780﴾

یہ کس کے ستر کے لیے ہر شب سیاہ ہے   روشن یہ کس کی دید کو ہر روز آہ ہے
غم میں یہ کس کی زلف کے ہے شام نیلگوں   کس رخ پہ جیب چاک[1] یہ ہر صبح گاہ ہے
کس کی ہے[2] جستجو میں فلک کو دوام چرخ   کس کی تلاش میں نگراں مہر و ماہ ہے
ہیں کس کے انتظار میں اشجار پا بہ گلِ   چشمِ پُر آب کس کی محبت میں چاہ ہے
جاں محو کس کی فکر میں رہتی ہے روز و شب   دل بے قرار ذکر میں کس[3] کے یہ آہ ہے
یہ گوش ہائے کس کی صدا کے ہیں منتظر   اس چشم کی اب آہ یہ کس پر نگاہ ہے
کس کی امید وصل سے ہے اپنی زندگی   ہجراں میں کس کے اپنی حالت تباہ ہے
سب کا طریق کس کے لیے ہے جدا جدا[4]   کس کے لیے جُدی جُدی ہر یک کی راہ ہے
یہ تجھ سے کس نے کی ہے گنہ کی ممانعت   کرتا یہ کس کے حکم سے پھر تو گناہ ہے

غمگیںؔ یہ طرفہ تر ہے نہیں آج تک خبر[5]
ہے مجھ کو کس سے عشق مجھے کس کی چاہ ہے

﴿780﴾ ش ر غزل ندارد
ا۔ طبق ب م
۳۳۸ خاک /الف ۲۱۴ حاک
۲۔ م ۳۳۸ یہ
۳۔ ن ۸۳/م ۳۳۸/ب ۱۹۷ یہ کس کے آہ ہے
۴۔ ن ۸۳ کس کے لیے ہے سب کا طریقہ جداجدا
۵۔ ن ۸۳ طرفہ ہے یہ کہ غمگیںؔ نہیں آج تلک خبر
۶۔ ن ۸۳ عشق و مجھے

﴿781﴾

جو کہ غمگیں خدا رسیدہ ہے　　دونوں عالم سے دل بریدہ ہے
میں جو گھورے گیا تو وہ بولا　　یہ بھی کم بخت کیا ندیدہ ہے[۱]
یہی تعریف ہے ترے اے شوخ　　نہ تو دیدہ نہ تو شنیدہ ہے[۲]
اُس نظر باز کو جہاں دیکھا　　پھر مرا ہوش بس بریدہ ہے[۳]
رنج و غم کی نہیں رہی[۴] طاقت　　بسکہ یہ دل ستم رسیدہ ہے
قرب جب سے ہوا مجھے اُس کا　　اور بھی تب سے وہ کشیدہ ہے
گر ترا حال ہو تو تو سمجھے　　شعر یہ ایک ایک چیدہ ہے[۵]
وہ کہے ہے مجھے ہے چشم حیا
اور غمگیں تو شوخ دیدہ ہے[۶]

﴿781﴾	ب	ع	غزل ندارد
۱	ر	ش	شعرندارد
۲	م	۳۶۹	نہ تو دیدہ ہے نہ تو شنیدہ ہے
۳	ر	شعر ندارد	
۴	ر	۱۴۳	ہے کچھ طاقت
۵	خ	شعر ندارد	
۶	ر	شعرندارد	

﴿782﴾

شمع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے　　داغ جگر پہ[1] عشق میں تیرے مثلِ چراغ خانہ ہے
اپنی کماں ابرو پر جب[2] تیر مژہ وہ[3] لیس کرے　　جان ہماری قرباں ہو اور دل تو خیر نشانہ ہے
قید نہ کیوں ہو مرغ دل اپنا اُس کے قفس میں اے صیاد[4]　　دام ہے اس[5] کی زلف سیاۃ اور خال بجائے دانہ ہے[6]
حال دل اپنا جب میں سناؤں تب وہ جھڑک کر کہتے ہیں　　تیرا یہ احوال نہیں ہے قصہ ہے افسانہ ہے
ایک دو عاشق اُن کے ہوں گے تیرا عاشق عالم ہے　　شیریں کا یہ لیلیٰ کا تو کیا سنتا افسانہ ہے[7]
جام پہ جام دے مے کے بھر بھر ہوش نہ رہوے تا اپنا　　میری عمر کا خالی جب تک اے ساقہ پیانہ ہے[8]
عالم کے مے خانہ میں دن رات شراب و شاہد سے　　مست رہے جو اے ساقی ہوشیار وہی مستانہ ہے[9]
اپنا اپنا مذہب ہے اور اپنا اپنا کعبہ ہے　　میرا مشرب مے ہے زاہد مرا مے خانے میں[10]
عاقل سن سن شعر ترے دیوانے بن بن جاتے ہیں　　عجب طرح کا غمگیں تو بھی مست ہے اور دیوانہ ہے[11]
مست و دیوانہ تجھ سا غمگیں آج نہیں ہے عالم میں　　ایسے شعر کہے ہے گو یا عاقل اور فرزانہ ہے[12]

میں نے یہ جب اُن سے کہا تم پاس ہمارے آؤ کبھی
وہ بولے سودائی ہے غمگیں یا تو کچھ دیوانہ ہے

﴿782﴾ ب ر خ ع غزل ندارد
[1] ن ۷۰/ش ۲۹ پر
[2] ن ۷۰ وہ
[3] ش ۲۹ تو / ن ۷۰ جب
[4] ن ۷۰ اے ناصح/ ش ۲۹ " اے صیاد"
[5] ن ۷۰ تیری
[6] حاشیہ الف ۲۲۵/م شعر ندارد
[7] ایضاً
[8] ش ن شعر ندارد
[9] ش ن شعر ندارد
[10] ش ن شعر ندارد
[11] ایضاً
[12] ایضاً
[13] ش م ن شعر ندارد

﴾783﴿

حجاب اُس کی ہماری صرف اُس کی بے حجابی ہے   دلِ ویراں کی اپنی ہائے آبادی خرابی ہے
ہوا ہے بیٹھنا اٹھنا بھی مشکل اس کے وعدے پر   جو مجھ کو انتظاری ہے تو دل کو اضطرابی ہے
عجب مستانہ حالت ہے مری اس عشق میں تیرے   کوئی کہتا ہے دیوانہ[۱] کوئی کہتا شرابی ہے[۲]
وہ شب کو بولے مجھ کو چھوڑ بننے کی نہیں صحبت   تجھے اپنی شتابی ہے مجھے اپنی شتابی ہے
سمجھ یہ مت جواب آیا نہ اس کو بات کا میری   کہ خاموشی ہی بس اس کی دلا حاضر جوابی ہے[۳]
نہ پایاں حسن کو اس کے نہ اپنے عشق کو ہمدم   نہ ہو ناکام دل حاصل ہی اپنی کامیابی ہے[۴]
کہیں یاد آگئی وہ چشم مستانہ تجھے اے دل[۵]   دھری جو سامنے تیرے بھری مے سے گلابی ہے
بدل کر لکھ ردیف اب اور اے غمگیں غزل جلدی
کہ سننے کی ترے شعروں کی حد مجھ کو شتابی ہے[۶]

﴾784﴿

نہ میں پلانے نہ پینے میں کیا خرابی ہے   جو مجھ کو دیکھے ہے کہتا ہے یہ شرابی ہے
مرے جگر سے جو بو آئی جل کے وہ بولے[۱]   کہ اس محلے میں رہتا کوئی[۲] کبابی ہے
شراب تو نے کہیں شب کو پی ہے اے[۳] بد عہد   کہ چشم مست تری آج پھر گلابی ہے
پیوں نہ شیخ تو ہوتا ہوں یار سے محجوب   شراب پر ہی مری اُس کی بے حجابی ہے
کہا جو میں نے کچھ اُن سے تو وہ لگے کہنے   ق   میں کیا کروں کہ مری ہر طرح خرابی ہے
نہ آؤں تو نہیں بنتی جو آؤں یہاں غمگیں
تو تجھ کو اپنی اُسی بات کی شتابی ہے

﴾783﴿ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
[۱] م- ۴۲۰ لفظ "دیوانہ" ندارد
[۲] ب شعر ندارد
[۳] ایضاً
[۴] ایضاً
[۵] م- ۴۲۰ / ب- ۲۳۶ غمگیںؔ
[۶] ب- شعر ندارد
﴾784﴿ ش ر ب خ ع غزل ندارد
[۱] ن ۷۹ جگر سے بو جو مرے آئی ہنس کے وہ بولے
[۲] ن ۷۹ شاید
[۳] م ۳۸۵ لفظ "اے" ندارد

﴿785﴾

بات مستانہ زباں سے جو نکل جاتی ہے   خود بخود جوش سے کچھ خم ہی ابل جاتی ہے
وصل کی ہمدمو جو بات کہ ٹھہراتا ہوں   خوبیِ قسمت کی وہی بات بچل جاتی ہے[1]
کس طرح بن تیرے بہلاؤں طبیعت اپنی   یہ طبیعت وہ نہیں جو کہ بہل جاتی ہے
بات کرتا نہیں کرتا ہے تو کچھ ایسی بات   کہ طبیعت میری سن کر جسے جل جاتی ہے[2]
چھپ کے ایک بوسہ مجھے حسن کی دے اپنی زکات[3]   سو بلا صدقہ پوشیدہ سے ٹل جاتی ہے
ساتھ بس دن[4] کے میرا ٹوٹنے لگتا ہے دم   دوپہر وصل میں جس وقت کہ ڈھل جاتی ہے
نثر جیسی کہ مقفّٰی وہ لکھے ہے مت پوچھ   خط کے حاجب مری اس پاس غزل جاتی ہے
اس کے کوچے میں یہی طور رہے ہے شب و روز   جیسے تلوار کسی کھیت میں چل جاتی ہے
خانہ[5] آبادی دنیا میں تمھاری افسوس   عمر برباد یونہی اہلِ دول جاتی ہے
کس طرح چاہے وہ دیکھا نہیں جیسا کہ میں ہوں   دیکھ کر اس کو میری شکل بدل جاتی ہے

وائے یہ بے کسی و ضعف ترا اے غمگیں
موت بھی آتی نہیں دیکھ کے ٹل جاتی ہے

﴿785﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[1] ب۔ شعر ندارد (تھوڑی سی تبدیلی کے یہی شعر مقطع ہے)
[2] ب شعر ندارد
[3] الف۔ ۲۶۵ زکوات
[4] ب۔ ۲۴۰ اُن
[5] ب۔ ۲۴۰ خانہ آبادی میں دنیا میں۔۔۔۔

﴾786﴿

گر یہی دل کو بے قراری ہے   تو مجھے آج رات بھاری ہے
ہوگا اچھا کبھی نہ اے جرّاح   زخمِ دل آہ میرا کاری ہے
ہمدمو اُس کو لاؤ یاں ورنہ   میرا سینہ ہے اور کٹاری ہے
یہ شبِ ہجر تجھ بن اے پیارے   ہم نے کس کس طرح گزاری ہے
آئینہ ہاتھ سے نہیں رکھتا   اُس کی صورت یہ[۱] پیاری پیاری ہے[۲]
وصل میں ہم نے دکھ اٹھائے ہیں   ق   اُس کی فرقت یہ کیا بچاری ہے[۳]
اُس کی صورت کو بھی ترستے ہیں   آہ یہ شکل اب ہماری ہے
جس کے آنے کی کوئی طرح نہیں   اُس کی ہے ہے اب انتظاری ہے[۴]
اب[۵] غزل اور بھی لکھوں[۶] غمگیں   عرض خدمت میں یہ تمھاری ہے[۷]
غم گئے بھول اپنے غمگیں کو
پر اُسے یاد بس تمھاری ہے[۸]

﴾786﴿ ر خ ع غزل ندارد
نسخہ الف پر صفحہ ۲۱۷ اور ۲۸۵ پر یہ اشعار مکرّر درج ہیں ما سوائے ایک شعر کے، وہ اس غزل میں شامل کر دیا گیا ہے۔
نسخہ الف ۔ ۲۸۵

۱۔ م ۳۴۳ لفظ یہ ندارد
۲۔ ن ش شعرندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ ش ۶۶ اس کے آنے کی انتظاری ہے
۵۔ ن ۷۶ ایک
۶۔ ایضاً کہو
۷۔ ش شعرندارد
۸۔ الف م ب ر ن شعرندارد

﴿787﴾

پھر وہی نالہ اور زاری ہے   پھر وہی شور[۱] بیقراری ہے
پھر وہی ہے خروش و جوش ہمیں [۲]   پھر وہی دل کو اضطراری ہے
پھر وہی اپنی ہے فراموشی   پھر وہی اُس کی یادگاری ہے
پھر ہوا ہے فساد سا خوں میں   پھر تمنائے زخمِ کاری ہے[۳]
پھر وہی شوق ہے خرابی کا   پھر وہی آہ ذوقِ خواری ہے[۴]
پھر ہے دل پر وہی ہجوم یاس   پھر وہی ناامید واری ہے
پھر وہی گاہ گاہ غفلت ہے   پھر وہی گاہ ہوشیاری ہے[۵]
پھر وہی اس کی بات پر ہے یقیں   پھر وہی اس کی انتظاری ہے
پھر اُسے ڈھونڈنے لگیں آنکھیں   پھر وہی اُس کی پردہ داری ہے
پھر وہی اپنی وہ ہوا پر ہے   پھر وہی میری خاکساری ہے[۶]
پھر وہی صلاح کار جنوں   پھر وہی عشق کاروباری ہے
پھر بھرا ہے دماغ میں سودا   آمدِ فصلِ نو بہاری ہے
جو جوانی میں طرح تھی غمگیں   وہی پیری میں پھر ہماری ہے

جو مجازی میں طرح تھی غمگیں
وہ حقیقی میں پھر ہماری ہے[۷]

﴿787﴾ ش۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ب۔ ۱۹۸ شور وبے قراری
[۲] ن۔ ۵۸ پھر ووہی جوش اور خروش ہے آہ
[۳] خ شعر ندارد
[۴] ب۔ خ شعر ندارد
[۵] خ شعر ندارد
[۶] خ شعر ندارد
[۷] الف۔ م۔ ب۔ ن۔ خ شعر ندارد ر۔ ۱۲۵

﴾788﴿

نہ تو گریہ نہ[1] اور زاری[2] ہے　　ہائے یہ کیسی بے قراری ہے
اور کا انتظار ہے اس کو　　مجھ کو اور اُس کی انتظاری ہے[3]
کسی صورت سے بھولتی ہی نہیں[4]　　آہ یہ کس کی یاد گاری ہے[5]
کیا کہوں تم سے بے قراری کی　　بے قراری سی بے قراری ہے
ہجر کی بھی نہ آہ ہو جیسی[6]　　وصل کی ہم نے شب گزاری ہے[7]
تجھ پہ گر ہو تو گنگ ہو واعظ　　حال جو کچھ کہ مجھ پہ طاری ہے[8]
بے خودانہ کبھی رہے ہے یہ دل　　کبھی اور اُس کو ہوشیاری ہے[9]
پاؤں وحشت نے پھر نکالے ہیں　　بسکہ ایام نو بہاری ہے[10]
یہ نہ گزرے الٰہی دشمن پر　　میں نے جس طرح شب گزاری ہے[11]
جس کو ہم جانتے تھے اپنا یار　　ہائے اوروں سے اُس کو یاری ہے[12]

تم تو کل قتل ہو چکے غمگیں
دیکھیے آج کس کی باری ہے

﴾788﴿ ن خ غزل ندارد
[1] ش ۷۸ ہے اور نہ
[2] ر ۱۴۵ آہ و زاری
[3] ش ۷۸ /ع ۱۱۹ اور مجھے اُس کی انتظاری ہے
[4] ش ۷۸ بھولتی ہی نہیں کسی صورت
ع ۱۱۹ کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
[5] ر شعرندارد
[6] ر ۱۴۵ جیسے
[7] ش ع ب شعرندارد
[8] ش شعرندارد
[9] ش ر شعرندارد
[10] ش ر ع ب شعرندارد
[11] برحاشیہ الف ۲۱۷
[12] برحاشیہ الف ۲۱۷

﴾789﴿

خدا کے واسطے آ چک کہیں حد انتظاری ہے   غرض تجھ بن قرار دل عجائب بے قراری ہے
تمھاری شکل بن دیکھے یہ اپنی ہو گئی صورت   کسی کی ہو نہ یہ صورت جو اب صورت ہماری ہے
وہ جب دیکھے ہے آئینے کو کیا کیا مسکراتا ہے   کہ صورت یعنی میری بھی قیامت پیاری پیاری ہے
ترے ہجراں میں اے ظالم کبھی کے مر گئے ہوتے   یہ عمر اپنی امیدِ وصل میں ہم نے گزاری ہے
تو اب کے سال مجھ کو گلستاں میں قید کر غمگیںؔ
کہ تازہ ہے جنوں اے یار فصل نو بہاری ہے

﴾790﴿

رات بھر ساتھ مرے اُس کو ہم آغوشی ہے   دن کو پھر دیکھو تو ہمدم وہ ہی رو پوشی ہے
ترے سرشار کی کیا تجھ سے کہوں میں حالت[۱]   کوئی دم ہوش ہو تو اُس میں بھی بے ہوشی ہے
کان دھر کر نہ سنی ہائے میری بات کبھی   اور دن[۲] رات تمھیں غیروں سے سر گوشی ہے
ہو کے چپ اُس کے تصور سے کروں ہوں باتیں   گفتگو آہ مری دوستو خاموشی ہے
گر یہی شرم و حیا ہے تو بتا اے ظالم   پھر مرے ساتھ یہ کیوں کاہے کو مے نوشی ہے[۳]
سایہ ساں وہ نہیں آتا مری آغوش میں آہ   جس پری رو سے شب و روز ہم آغوشی ہے[۴]
یاد میں تیری یہ عالم ہے تیرے غمگیںؔ کا
اپنے عالم سے بھی اب اُس کو فراموشی ہے

﴾789﴿ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
﴾790﴿ ش ر خ ع غزل ندارد
[۱] ن ۶۷ دل بیمار کی کیا تم سے کہوں میں حالت
[۲] ن ۶۷ شب و روز
[۳] ب ن شعرندارد
[۴] ن شعرندارد

{791}

اس کی غیروں پہ مہربانی ہے   ہائے یہ میری قدردانی ہے
اٹھنے دیتی نہیں ترے سر سے   اب یہ احسان ناتوانی ہے
جی میں کیا کیا امنگ آتی ہے   بسکہ ایامِ نوجوانی ہے
ان دنوں میں تو غیر پر اس کی   کچھ نہایت ہی مہربانی ہے
مرا قصہ وہ سن کے یوں بولے   آپ بیتی[۱] یہ کیا کہانی ہے
مجھ کو جینے کا یاں گماں نہیں   واں انھیں اور بدگمانی ہے[۲]
میرے منہ میں زبان نہیں گویا   آپ کی یہ جو بدزبانی ہے
لطف پیری میں کیا ہے اے غمگیں
عشق ہے اور نوجوانی ہے

{791} م- ب- ن- ر- ع- غزل ندارد
۱- طبق ش- ۱۰۸
الف- ۲۹۱ بکنے
۲- خ شعر ندارد

﴾792﴿

جس پر اس مہ کی مہربانی ہے   اس پر ایک قہر آسمانی ہے
وہاں تو وہ زورِ نوجوانی ہے   یاں یہ پیری و ناتوانی ہے[۱]
جان لب تک بھی آ نہیں سکتی[۲]   ضعف ہے اپنی زندگانی ہے
میرے[۳] منہ میں زباں نہیں گویا   آپ کی یہ جو بد زبانی ہے[۴]
اس کے بن دیکھے آہ جیتا ہوں[۵]   سخت جانی سی سخت جانی ہے
نہ فنا ہے نہ کچھ بقا تجھ کو   تو ہی باقی ہے[۶] تو ہی فانی ہے[۷]
گر نہ ہو تجھ سے دوجہاں کا کام   شکر کر تیری کامرانی[۸] ہے[۹]
میری سن کیا سنے ہے مجنوں کی   وہ کہانی بہت پرانی ہے[۱۰]
دیکھ کیا کیا[۱۱] ہنسے ہے وہ گل رو   رنگ میرا جو زعفرانی ہے[۱۲]
ہاتھ کے گل کی پوچھ مت غمگیں   ایک گل رو کی یہ نشانی ہے

لکھ غزل ایک اور اے غمگیں
اپنی گر طبع آزمانی ہے[۱۳]

﴾792﴿ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] حاشیہ بر الف۔ ۲۲۱ م۔ر۔ شعر ندارد

[۲] ش۔ ۸۰ جان لب سے نہیں نکل سکتی

[۳] م۔ ۳۵۱ میر

[۴] ر شعر ندارد

[۵] ش۔ ۸۰ اس کے دیکھے بغیر جیتا ہوں

[۶] م۔ ۳۵۱ لفظ ”ہے“ ندارد

[۷] ش۔ن شعر ندارد

[۸] م۔ ۳۵۱ کافرانی

[۹] ش۔ ن شعر ندارد

[۱۰] ش۔ن۔ر شعر ندارد

[۱۱] طبق م۔ ۳۵۱ (الف۔ ۲۲۱ کیا)

[۱۲] ش۔ ن۔ ر شعر ندارد

[۱۳] ایضاً

﴿793﴾

طاقتِ دید کس کو جانی ہے   پھر یہ کاہے کو لن ترانی ہے
میں جو دیکھوں ہوں ذرّے ذرّے میں   تجھ کو یہ تیری مہربانی ہے[۱]
جب سے دیکھا حریمِ دل میں تجھے   میں ہوں اور اُس کی پاسبانی ہے
ہوں گر آگاہ تو فنا ہو جائیں   اپنی غفلت ہی زندگانی ہے
حالِ دل اُس سے کیا کہوں ہمدم   یونہی ناحق قصہ خوانی ہے[۲]
آج سے میں نہیں ترا عاشق   عشق میرا یہ جاودانی ہے[۳]
ہو فنا سے فنا نہ کیوں پہلے   آخرش یہ جہان فانی ہے
موت آتی نہیں ہے مردہ جاں   زندگی اپنی ناتوانی ہے[۴]
نہ تو زندہ نہ اور مردہ میں   کچھ عجب اپنی زندگانی ہے[۵]
کیا کہوں مجھ سے بدگماں کو مرے   بدگمانی سی بدگمانی ہے[۶]
ہاتھ کے گل کی پوچھ مت غمگیں
ایک گل رو کی یہ نشانی ہے[۷]

﴿793﴾ ش ن خ ع غزل ندارد
۱۔ ر شعرندارد
۲۔ ایضاً
۳۔ ب ر شعرندارد
۴۔ ر شعرندارد
۵۔ ب ر شعرندارد
۶۔ ایضاً
۷۔ الف ۲۲۲ ہاتھ سے گل کو۔۔۔۔۔۔۔
یہ شعر نسخہ ن اور ش میں اس سے پچھلی غزل کا مقطع ہے جبکہ الف م اور ب میں اس غزل میں شامل ہے ر شعرندارد

﴿794﴾

ایک دو دن کی زندگانی ہے   اور قصہ یہ سب کہانی ہے
زلف سے تیری ہے پریشاں دل   اس سبب مجھ کو سرگرانی ہے
جان تن سے نکل نہیں سکتی   یاں تلک آہ ناتوانی ہے
قصۂ زلف کیا بیان کروں   تھوڑی شب اور بڑی کہانی ہے
منہ پہ کچھ اور دل میں ہے کچھ اور   گفتگو تیری سب زبانی ہے
کیجیو میری قبر نامعلوم   کہ مجھے درد اک نہانی ہے
عاقبت کا بھی کام کر غمگیں
آخرش یہ جہاں فانی ہے

﴿795﴾

میں چاہوں نہ چاہو تم یہ چاہ نرالی ہے   ایک ہاتھ سے دیکھی بھی بجتی کہیں تالی ہے
اتنی تو ہماری بھی کرتا ہے وہ اب عزت   جو اُٹھیں تو جھڑکے ہے گرا[1] بیٹھیں تو گالی ہے
ہوں میں تو ترا محرم کچھ مجھ سے نہ کر پردہ   کیا چیز ہے جو تونے انگیا میں چھپالی ہے
در پر جو مجھے اپنے دیکھے ہے تو اب اُس نے   دیوار[2] کے نیچے سے اک راہ نکالی ہے
چھب تختی وہ آفت ہے وہ گات قیامت ہے   انگلیٹ تو بس گویا سانچے میں کے ڈھالی ہے
کے رات ابھی[3] کے دن چودہ کا تو کل ہے سن   تس پر بھی طرح اپنی کیا اُس نے سنبھالی ہے[4]
شاید کہ کہیں سے وہ اب چاند نکل آیا   غمگیں تیرے چہرے پہ ایسی جو بحالی ہے[5]
چھاتی کی یہ ہے صورت بلور کی ہے مورت   کہنی کا یہ نقشہ ہے گوری ہے نہ کالی ہے
غنچے کو ہوا اس کی پہنچی نہیں پر اس نے
ترکیب وطرح غمگیں[6] اب گل کی سی ڈالی ہے

﴿794﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
﴿795﴾ ب۔ ر۔ ع غزل ندارد
[1] ش۔ ۱۱۰ اور
[2] م۔ ۳۶۱ دیوار پیچھے
[3] م۔ ۳۶۱ بھی
[4] خ شعر ندارد
[5] حاشیہ الف۔ ۲۲۷ م۔ ن۔ خ شعر ندارد
[6] ایضاً

﴾796﴿

تری یہ حمد اے واعظ سفیدی پر سیاہی ہے   ہمیں ہر شے مجسم صورتِ حمدِ الٰہی ہے
دلیلوں[۱] سے کریں ہیں کورچشم اثبات[۲] یہ اُس کا   کہ رخشاں[۳] حسن جس کا مہر[۴] سے لے تا بماہی ہے
کج دوا کج سوا ہرگز قدم سیدھا نہیں رکھتا   عجب انداز سے چلتا وہ کچھ بانکا سپاہی ہے[۵]
ترے اقرار اور انکار سے ہوتا ہے کیا قاتل   ہمارے قتل کی دیتا ترا مکھڑا گواہی ہے
گدائی جور سے کرتے ہیں شہ اپنی رعایا سے   گدائی میں فقیرِ[۶] بے نوا کو بادشاہی ہے[۷]
بھلا وہ اپنی رہ میں واعظا گمراہ ہیں کیونکر[۸]   جدھر کو راہ ہے جس کی اُدھر وہ شخص راہی ہے
ے ومعشوق سے انکار کس مذہب میں ہے جائز   یہ تیری گفتگو سب واعظا واہی تباہی ہے[۹]
رہوں ہوں ہرزہ گردی میں جو اُس کے واسطے میں تو   کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے واہی ہے[۱۰]
دیوانہ[۱۱] بن کے صحرا میں قدم[۱۲] غمگیں نے رکھا ہے
پری رو چاہنا[۱۳] تیرا سراسر اک تباہی ہے

﴾796﴿ ش ن خ ع غزل ندارد
۱ـ ب ۱۹۱ ولیوں
۲ـ ب ۱۹۱/ر ۱۲۱ پھر
۳ـ ر ۱۲۱ درخشاں
۴ـ ایضاً ماہ
۵ـ ر شعرندارد
۶ـ ب ۱۹۱ فقیری
۷ـ ر شعرندارد
۸ـ ر ۱۲۱ بھلا واعظ وہ اپنی راہ میں گمراہ ہیں کیونکر
۹ـ ب ر شعرندارد
۱۰ـ ایضاً
۱۱ـ ر ۱۲۱ دوانہ
۱۲ـ م ۳۲۱ـر ۱۲۱ـب ۱۹۱ قدم رکھا ہے غمگیں نے
۱۳ـ ر ۱۲۱ چاہتا

797

تجھ میں جو ہے تو اُس کو تو حق جان یہی ہے[۱]
عرفان جو کہتے ہیں سو عرفان یہی ہے

ہر شے میں ہے موجود نہیں ہے کسی شے میں
اُس دوستِ[۲] بے رنگ[۳] کی پہچان یہی ہے

اُس بت پہ فدا دین اور ایمان کروں میں
اے شیخ میرا دین اور[۴] ایمان یہی ہے

تو جس سے کہ انجان ہے اے جان یقیں جاں
موجود ہے جو کچھ وہ مری جان یہی ہے[۵]

پینی ہو جسے شوق سے وہ آکے پیے یاں[۶] ق
مے کش کی اب اس شہر میں دکان یہی ہے[۷]

ہم کون ہیں آئے ہیں کہاں جائیں گے کس جا[۸]
اب فکر ہمیں[۹] ہر دم و[۱۰] ہر آن یہی ہے

اوّل ہے نہ آخر ہے نہ ظاہر ہے نہ باطن
بے کیف کا عشاق کو فرمان یہی ہے

وہ[۱۱] جام دے جس سے نہ رہے علمِ دو عالم
ساقی ترے غمگیں کو بس[۱۲] ارمان یہی ہے

---

797 خ ع غزل ندارد
[۱] ر ۱۲۳ اب مجھ میں جو ہے اس کو تو حق جان یہی ہے
[۲] ر ۱۲۳ ہمدم
[۳] م ۳۳۴ بے رنگی
[۴] م ۳۳۴ واوار
[۵] ش ن ر شعرندارد
[۶] ر ۱۲۳ خوب
[۷] ش ن شعرندارد
[۸] ش ۲۳/ن ۵۸ میں کون ہوں آیا ہوں کہاں جاؤں گا کس جا
[۹] ن ۵۸ مجھے
[۱۰] م ۳۳۴ لفظ و ندارد
[۱۱] م ۳۳۴/ب ۱۹۴ ایک ر ۱۲۳ اک
[۱۲] ر ۱۲۳ لفظ "بس" ندارد

﴿798﴾

دل کدورت سے صفا مانگے ہے — درد سے یعنی دوا مانگے ہے
ترے بیمار کی اُس کا غمخوار — روز مرنے کی دعا مانگے ہے
سچ بتا کیا ہے تری اس میں صلاح — تجھ کو وہ شوخ دلا مانگے ہے[1]
اُس کو لذت نہیں بیماری کی — جو مرض سے کہ شفا مانگے ہے
ناز و اندازا و ادا شوخ ترا — مجھ سے مفلس سے یہ کیا مانگے ہے
وحشیو دامن صحرا سے مرا — تن عریاں یہ قبا مانگے ہے
خوں نہیں پنجۂ مژگاں میں ترے — اور حنا فندق پا مانگے ہے[2]
تنگی دل کو مری دیکھ کے آہ — غنچہ کھلنے کی ہوا مانگے ہے[3]
بے خبر تیرے عدم سے یہ وجود — دمبدم یار فنا مانگے ہے

عقل غمگیں کی ہے دیوانوں کی
لو فنا سے یہ بقا مانگے ہے

﴿798﴾ ش م ب ر خ ع غزل ندارد
[1] الف شعرندارد
[2] ایضاً
[3] ایضاً

﴿799﴾

کب یہ غمگیں کسی کو دیکھے ہے   جس کو دیکھے تجھی کو دیکھے ہے
ساری محفل میں وہ یہ کہتے ہیں   یہ دیوانہ مجھی کو دیکھے ہے[1]
مجھ پہ پڑتی ہے اور اُس کی آنکھ   دیکھنے کو سبھی کو دیکھے ہے
تجھ کو منظور بھی ہے دل لینا[2]   یا یونہی میرے جی کو دیکھے ہے
منتظر یوں ہوں اُس کے ہنسنے کا   جیسے بلبل کلی کو دیکھے ہے[3]
پہروں آئینہ رکھ کے سامنے وہ   اپنی ہنس ہنس ہنسی کو دیکھے ہے[4]
اُس کو اللہ یاد آتا ہے   جو کہ تیری مستی کو دیکھے ہے[5]
دونوں عالم میں صرف اے غمگیں
سچ ہے یہ تو اُسی کو دیکھے ہے[6]

﴿799﴾ ب ن خ ع غزل ندارد
[1] ر شعرندارد
[2] ش ۹۳ دل کا لینا بھی ہے تجھے منظور
[3] ش شعرندارد
[4] ایضاً۔
[5] ر ۱۴۴ سچ تو یہ ہے
[6] ش ۹۴ صرف تو ایک اسی کو دیکھے ہے

﴿800﴾

وہ[۱] وہ اس دل نے ستایا ہے کہ جی جانے ہے   بن ترے دکھ[۲] یہ اٹھایا ہے کہ جی جانے ہے
باتیں کرنے میں کسی اور سے مجھ کو اس نے   ایسا آوازہ[۳] سنایا ہے کہ جی جانے ہے
بہکنے کا وہ ترے شب کو نشے میں عالم   دل میں کچھ ایسا سمایا[۴] ہے کہ جی جانے ہے
ہمدمو کیا کہوں میں تم سے وہاں سے قاصد   ہائے پیغام وہ لایا ہے کہ جی جانے ہے
پی کے مے شب کو خفا ہو کے ترے جانے سے   وہ وہ دل پر[۵] مرے آیا ہے کہ جی جانے ہے
ہائے اُس پردہ نشیں نے مجھے اس شکل سے آہ   اپنی صورت کو دکھایا ہے کہ جی جانے ہے
بیٹھ کر بزم میں شب اُس کی کہوں کیا غمگیں
لطف وہ میں نے اٹھایا ہے کی جی جانے ہے

﴿800﴾ ب ج ع غزل ندارد

[۱] ر ۱۴۳ ایسا

[۲] ر ۱۴۳ وہ

[۳] ر ۱۴۳ آواز

[۴] م ۳۷۳ لفظ "ہے" ندارد

[۵] ر ۱۴۳/خ ۱۳۹ میں

﴿801﴾

جب تغافل کا مجھے اُس کے تصور آئے ہے
تو وہیں اے ہمدمو غفلت سی کچھ آجائے ہے
اچپلاہٹ کا جب اُس کی دھیان مجھ کو آئے ہے
سنسنی سی دوڑ سارے تن بدن میں جائے ہے
ایک حسرت ہو تو کہیے لاکھ حسرت آئے ہے
بات اس کے کان میں جب غیر کچھ کہہ جائے ہے
روز و شب رہتا ہے میرے پاس وہ اے ہمدمو
پر اکیلے میں وہ مجھ سے اب تلک شرمائے ہے[۱]
بات اُس کی بھی مرا دل عقل میں لاتا نہیں
یہ وہ دیوانہ ہے گرے[۲] مجنوں اسے سمجھائے ہے
اس طرح یہ آتشِ دل اب رلاتی ہے مجھے
جس طرح ہوتی ہے بارش جب بہت گرمائے ہے
کب یقیں یہ تھا کہ میں اُس بت کو دیکھوں غیر پاس
دیکھتا ہے آہ بندہ جو خدا دکھلائے ہے
خاندانی ہے یہ دیوانہ کرو مت اس کو قید
سلسلہ اپنا یہ دل مجنوں تلک پہنچائے ہے
اس ردیف و قافیہ میں لکھ غزل غمگیں ایک[۳] اور[۴]
شعر کہنے سے تو ایسا کس لیے گھبرائے ہے

﴿801﴾ ب۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] نسخہ الف۔ ۲۳۰ میں یہ شعر حاشیے میں بتکرار لکھا ہے

[۲] م۔ ۳۶۶ گہر

[۳] م۔ ۳۶۷ لفظ "ایک" ندارد

[۴] ن۔ شعر ندارد

﴿802﴾

جبکہ ہمسایہ مرے وہ شوخ مہماں آئے ہے
دل کی بے تابی سے ہمدم دم ہی نکلا جائے ہے
غیر کے جب ساتھ میرے گھر میں وہ آجائے ہے
ہائے میں کیا کیا کہوں جو جو کہ دل پر آئے ہے
اس کو ہم چشمو بھلا کس طرح میں ٹھنڈا کروں
آتش دل اُس کی مژگاں کی جھپک بھڑکائے ہے
جب اکیلے میں گلے اُس کے چمٹ جاتا ہوں میں[۱] تب
منہ سے کچھ کہتا نہیں لیکن بہت شرمائے[۲] ہے
پوچھتا تھا کل وہ لوگوں سے کہ میرے ہجر میں
اب وہ دیوانہ کہو دل کس طرح بہلائے ہے
دل کو جمعیت میسر کس طرح ہو ہمدمو
سو پریشانی وہ کافر زلف سر پر لائے ہے
پردۂ ظلمات سے مشکل ہے اس کوچے کی راہ
پر یہ خضرِ عشق آسانی سے واں پہنچائے ہے
گو کہ اس پردہ نشیں کا دیکھنا مشکل ہے پر
اپنا نقشہ وہ بہر صورت مجھے دکھلائے ہے

جب شب ہجراں میں مجھ کو نیند آتی ہی نہیں
سو رہوں کچھ کھا کے غمگیں یہ ہی دل پر آئے ہے

﴿802﴾ ش۔ب۔ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] م۔ ۳۶۷ لفظ 'میں" ندارد

[۲] م۔ ۳۶۷ / ن ۶۲ گھبرائے

﴿803﴾

شاید گئے تھے شب کو گھر اس کے بن بلائے   دن بھر ہوا غمگیں جو تجھ کو منہ تھمبائے
ہو خواہ وجد و وجدان اور خواہ ہو تواجد   پڑتا ہے ناچنا ہی جس ناچ وہ نچائے
بہکیں نہ کس طرح ہم اے مے کشو نشے میں   رہتا نہیں ہے ساقی ہر روز بن پلائے
نعشے پہ میرے آکر ہنس کر لگا ہو کہنے   میرے لیے پڑا ہے یہ صرف دم چرائے
کیوں دوست دل سے ہمدم اُس شوخ کے ہوئے ہم   دشمن جو جاں کے سب اپنے ہیں[ا] اور پرائے
اس مہر کو ستم ہم کیونکر نہ سمجھیں مہ رو   وعدہ تو شام کا تھا اور آپ صبح آئے
دیکھیں ہیں اس کی آنکھیں کس سے لگائیں آنکھیں   خوبوں میں کون ہے وہ جو آنکھ میں سمائے
اعمیٰ نہیں ہوں لیکن دیتا نہیں دکھائی   سو بار دن میں مکھڑا اپنا وہ گر دکھائے
شاید ہنسی ہنسی میں بگڑی ہے اس سے غمگیں
رونی جو اپنی صورت بیٹھا ہے تو بنائے

﴿803﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

[ا] م۔ ۴۴۱   لفظ "ہیں" ندارد

﴿804﴾

مر گئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے
زندگی تھی اور کوئی دن ہماری ہائے ہائے
ذکر مت کر یار اپنے بت کے نقشے کا مجھے
یاد آتی ہے وہ صورت پیاری پیاری ہائے ہائے
وہ بھی اپنے حسن پر مفتوں ہے کب ہو میرا یار
ہے بتر[۲] اغیار سے بھی اُس کی یاری ہائے ہائے
جس کی تعریفوں میں ہمدم گھس گئی میری زباں
اس کی کس منہ سے کروں شکوہ گذاری ہائے ہائے[۳]
مجھ کو بسمل کر کے اس نے پھیر لی پھر اپنی آنکھ
داغ ہے دیکھی نہ میری جاں نثاری ہائے ہائے
قتل ہم کو تو کیے اک عمر گزری ہمدموں
اب وہ لے بیٹھا ہے کس کی سوگواری ہائے ہائے
جام ایسا دے رہوں میں مست جس سے تا بہ حشر
آ چلی پھر مجھ کو ساقی ہوشیاری ہائے ہائے
کاش شب کو وہ صنم آوے الٰہی میرے پاس
مجھ سے تا دن کو نہ کھینچے شرمساری ہائے ہائے
لاکھ سودا ایک سر ہے مجھ دیوانے کا یہ حال
آئی تس پر سر پہ یہ فصل بہاری ہائے ہائے
اپنے رونے کا نہیں رونا مجھے رونا ہے یہ
وہ بھی اب چھپ چھپ کرے ہے اشکباری ہائے ہائے
خاک ہونا اے صبا میرا ملا سب خاک میں
دی اڑا اس در[۵] سے تو نے خاکساری ہائے ہائے
مے کشی کی بزم ساقی ہوئی جاتی ہے تمام
اب تک آئی کیا نہیں ہے میری باری ہائے ہائے
اس نے وعدہ یاں کے آنے کا کیا اب تک نہیں
مجھ کو غمگیں ہے یہ کس کی انتظاری ہائے ہائے

﴿804﴾ ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد
۱۔ ب- ۲۳۴ میرے
۲۔ ب شعر ندارد
۳۔ ایضاً
۴۔ م- ۴۱۷ ڈر

﴾805﴿

کل شب کو وہ نشے میں یکا یک جو آ گئے   توبہ کے پاؤں[۱] میرے وہیں ڈگمگا گئے
اُس گل کی بو جو آئی نسیمِ سحر سے آہ   بس ہاتھ پاؤں یار مرے سنسنا گئے[۲]
شب کو یقیں ہے غیر کے گھر میں رہیں گے وہ   تجھ کو جو اس خوشی سے گھر اپنے[۳] بلا گئے[۴]
آیا خیال کس کے نمکدان کا[۵] مجھے   زخمِ جگر تمام جو یوں جھلجلا گئے
مجھ[۶] کو نشہ بہت ہے نہ دے ساقیا شراب   لحظہ ہوا وہ آنکھوں سے آنکھیں ملا گئے
اُس چشمِ نرگسی کا جو[۷] بیمار ہوں سو ہوں   تم پوچھ پوچھ یارو میرے کان کھا گئے[۸]
کیونکر اب اعتبار ہو اس بات پر ہے یاد   تم میرے سر کی صاف قسم جھوٹ کھا گئے[۹]
جانا[۱۰] جو تھا گھر اپنے تو دینا تھا مجھ کو زہر   اچھی شراب آپ بھی شب کو پلا گئے[۱۱]
غمگیں نہ پوچھ تو جگر و دل کی کچھ خبر
خوں ہو کے ساتھ اشک کے وہ بہہ بہا گئے

﴾805﴿ ش۔ ب۔ ع غزل ندارد
۱۔ ر۔ ۱۴۶ میرے پاؤں
۲۔ ن۔ ۷۴ ہمدم بس ہاتھ پاؤں میرے سنسنا گئے
ر شعر ندارد
۳۔ ن۔ ۷۴ سلا
۴۔ خ۔ ر۔ شعر ندارد
۵۔ ن۔ ۷۴ کا یہ مجھے
۶۔ ن۔ ۷۴ ہم کو
۷۔ م۔ ۳۸۲ لفظ "جو" ندارد
۸۔ خ۔ ر۔ شعر ندارد
۹۔ ر شعر ندارد
۱۰۔ ن۔ ۷۴ جانا تھا گھر جو
۱۱۔ خ۔ ر شعر ندارد

﴿806﴾

تم آکے ہائے باغ میں کیا گل کھلا گئے   مرغ چمن قفس میں جو یوں تڑپھڑا گئے
بوسے کا اُن لبوں کے جو گزرا مجھے خیال   بولے وہ کیوں یہ ہونٹھ میرے جھل جھلا گئے
دل تو لیا ہے اس نے مرا ناصحا مگر   بک بک کے تم اب اور میری جان کھا گئے
آتی نہیں ہے حور بھی میرے خیال میں   مکھڑا وہ جب سے خواب میں مجھ کو دکھا گئے[۱]
کہتے تھے آپ تجھ کو نشہ مجھ سے ہے بہت   اب کہیے کس کے پاؤں بھلا لڑکھڑا گئے
نکلی جو آہ میرے دل بے قرار سے   بے اختیار بزم میں وہ تلملا گئے
تا صبح چشم و گوش رہے در پہ منتظر   دم دے کے گھر وہ اپنے جو شب کو سلا گئے
ہم کو رہا نہ حضرت غمگیں سے کچھ گلہ
وہ دوسری غزل ہمیں ایسی سنا گئے

﴿806﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] م شعر ندارد

﴿807﴾

کچھ بس نہ چل سکا وہیں ناچار ہوگئے
زلفوں کو[۱] دیکھ اُس کی گرفتار ہوگئے
چھیڑا جو ان کو میں نے تو جھنجھلا کے یوں کہا
ذرا سے منہ لگانے میں تم یار[۲] ہوگئے[۳]
کیا وہ دوا کریں مرے آزارِ عشق کی
عیسیٰ خود اُس کی چشم کے بیمار ہوگئے[۴]
دیوانے ایسے ہم نہیں جو چاہیں اور کو
بس ہم تمھیں کو چاہ کے ہوشیار ہوگئے
یوں آپ تو وہ دیتے رہے مجھ کو گالیاں
جب میں نے کچھ کہا وہیں[۵] بیزار ہوگئے
آخر ہمیں نے عشق کی آتش قبول کی[۶]
منکر تمھارے پہلے کے سب یار ہوگئے[۷]
تم کو رہا نہ حضرت دل ہوشِ مے کشی
دو جام میں ہی واہ یہ سرشار ہوگئے[۸]
یک ذرّہ ہوش دونو جہاں کا نہیں رہا
ہمدم[۹] ہم ایسے عشق میں سرشار ہوگئے[۱۰]
غمگیں بدل کے قافیہ لکھو غزل اک اور
کیوں حالِ دل کے نظم سے ناچار ہوگئے[۱۱]

﴿807﴾ ب۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] ر۔ ۱۳۱ کی

[۲] م۔ ۴۱۲ یار

[۳] ر شعر ندارد

[۴] ایضاً

[۵] ش۔ ۱۰۳ تو وہ

[۶] ش۔ ۱۵۳ / ن۔ ۷۶ ہم نے ہی آخر عشق کی آتش قبول کی

[۷] ر شعر ندارد

[۸] ر۔ ش۔ ن شعر ندارد

[۹] ن۔ ۷۶ / ش۔ ۱۰۴ غمگیں تم

[۱۰] حاشیہ الف۔ ۲۵۷ م۔ ر شعر ندارد

[۱۱] ن۔ ش شعر ندارد

﴿808﴾

آپ اپنے وصل کے لیے مہجور ہوگئے   اپنے ہم اختیار سے مجبور ہوگئے
تعزیر سے گزر گئے معذور جب رکھا   یاں تک کیے گناہ کہ مغفور ہوگئے[۱]
اُتنی ہی خلق کو نہ ہوئی اپنی کچھ شناخت   جتنے کہ ہم جہاں میں مشہور ہوگئے[۲]
اپنا سا شیخ کو بھی کیا ہے شراب خوار   جھینگر کے حق میں رند یہ زنبور ہوگئے[۳]
نزدیک تیرے آتے ہی پیرِ مغاں ہمیں   اپنے خیال و وہم وہ سب دور ہوگئے[۴]
تکرار جو نہیں ہے تجلّی کو تو بتاں   ایک ایک اپنے حسن پہ مغرور ہوگئے
دیوانہ محتسب نے سمجھ کر کیا نہ امر   ہم کثرتِ شراب سے معذور ہوگئے
اُس کو تو اختیار سمجھتے ہیں اور جبر   یہ لوگ جو جو کاموں پہ مامور ہوگئے
ساقی قسم ہے شب کو کہ غمگیں کی بزم میں
ہم بن پیے شراپ ہی مخمور ہوگئے

﴿808﴾ ش- ن- خ- ع- غزل ندارد

[۱] ر- شعر ندارد

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً

[۴] ر- ۱۴۷ وہم و خیال جتنے تھے سب دور ہوگئے

﴿809﴾

اُس کی مژگاں کے جو اس دل پہ خطا تیر ہوئے چیں بہ ابرو ہوئے وہ دشت بہ شمشیر ہوئے
شمع گل لینے میں جو ہوگئی شب کو خاموش کیا زباں کھول کے وہ میرے گلوگیر ہوئے
گوش مقصود تلک ایک نہ پہنچا ہمدم آہ سب راہ میں گم نالہ شب گیر ہوئے
واسطے اپنے ہوا دامن صحرا زنداں گو کہ ہم وحشی مقید نہ بہ زنجیر ہوئے
کیوں نہ آباد مرا رہوے خرابہ کہ مکاں دوں دوں برباد ہوئے جوں جوں کہ تعمیر ہوئے
وائے قسمت کا لکھا اُن میں سے خط اے قاصد ایک پہنچا نہ وہاں جتنے کہ تحریر ہوئے
گالیاں کھانے کو ہم دینے کو عشرت[۱] برباد ہائے اُس شوخ سے کیوں طالب توقیر ہوئے
بات کا میری جواب اُس کو نہ آیا تو کہا اب مری جان کو تم صاحب تقریر ہوئے
بہرہ[۲]ور ہجر سے بھی وہ نہیں کچھ وصل تو وصل وصل جو یار سے کہتے ہیں بے[۳]تدبیر ہوئے

دوستوں کا تو ہوا کس لیے دشمن غمگیں
حالِ دل سن کے ترا ہائے وہ دلگیر ہوئے

﴿809﴾ ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

[۱] م۔ ۴۲۳ عزت

[۲] طبق م۔ ۴۲۳ (الف۔ ۲۶۳۔ بہرور)

[۳] م۔ ۴۲۳ نہ

﴿812﴾

ان کی خوشی پر ہی رہا کیجیے   جی میں ہے اب کچھ نہ کہا کیجیے
پاؤں تیرا گھر میں ٹھہرتا نہیں   ہاتھ سے کیا تیرے ولا کیجیے
رکھنی کوئی دن ہے اگر دوستی   شب کو بہت مے نہ پیا کیجیے
دم بھی نکلتا نہیں اس ہجر میں   اب کہو کس طرح جیا کیجیے
دیکھیں کہ کیا گزرے ہے اک روز تو   اُس کو تصور میں خفا کیجیے
گریہ سے کرتے ہیں اگر مجھ کو منع[1]   آپ نہ ہر یک سے ہنسا[2] کیجیے
ہجر میں جب صبر نہ ہو ہمدمو   پھر کہو کیا اس کے سوا کیجیے
وقت کے ہیں آپ اگر پارسا   صبر کی تو میرے دعا کیجیے
پھر نہ کوئی آئے ملاقات کو   اپنا اگر حال کہا کیجیے
آج سے پینے کے نہیں ہم شراب   شب کے نشے کا نہ گلہ کیجیے
تو بھی ادھر جا کے نہ آوے گی پھر   پیک اگر بادِ صبا کیجیے
جس میں کہیں لوگ اُسے بے حیا
اتنی نہ غمگیں سے حیا کیجیے[3]

﴿812﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔   غزل ندارد

۱۔ ن۔ ۵۴   رونے سے مت ہو جیسے ناخوش مرے

۲۔ طبق م۔ ۳۷۵/ ن۔ ۵۴ / ب۔ ۲۰۹   (الف ۲۳۵۔ گلا)

۳۔ ن۔ ۵۴   غمیگں سے اتنی نہ حیا کیجیے

﴿813﴾

غمگیں ان ایسے ویسوں کو کیا یار کیجیے
جو یار کیجیے تو طرح دار کیجیے
شب کو کہیں اکیلے نشے میں جو ڈھب چڑھے
کس کس طرح چمٹ کے اسے پیار کیجیے
مے کے گنہ پہ کیجیے نظر یا نشے پہ گر
سو بار توبہ توڑیے سو بار کیجیے
یوسف ہی آپ بن کے خریدار ہو ترا
گر تجھ کو اُس کو برسرِ بازار کیجیے
پینے کا میں شراب نہیں ساتھ غیر کے
یہ مجھ سے آپ قول اور اقرار کیجیے[۱]
مدہوش رات دن جو رہے ہے شراب میں
کس طرح ایسے مست کو ہوشیار کیجیے[۲]
رونے سے ہاتھ دھوییے لوگوں میں اس طرح
رسوا مجھے نہ چشم گوہر بار کیجیے[۳]
بیماری اور یہ نہ ہو آزار عشق ہے
اخفا ہی اس کو کیجیے نہ اظہار کیجیے
ایسا شکستہ دل ہوں شکستہ ہوں ہاتھ میں
اپنے گلے کا آپ اگر ہار کیجیے
پھر بیچنا تم اپنے خریدار کو اجی
پیدا تو کوئی پہلے[۴] خریدار کیجیے
غمگیں درد مند کو ہے آپ سے یہ چشم
اس کو بھی اپنی چشم کا بیمار کیجیے

﴿813﴾ ش- ب- ر- خ- ع- غزل ندارد

[۱] م- ن شعر ندارد

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً

[۴] ن- اس کا

﴿814﴾

جب تلک یہاں[۱] زندگانی کیجیے   دل کی اپنے پاسبانی کیجیے
لایئے[۲] طاقت کہاں سے اس قدر   جو بیان[۳] ناتوانی کیجیے
شعر کا بھی شوق گر ہووے اسے   اپنے ڈھب کی شعر خوانی کیجیے
دل کہاں جو کیجیے تجھ پر نثار   جاں کہاں جو جانفشانی کیجیے
ہم کو اب کوئی گماں تجھ سے نہیں   کس گماں پر بدگمانی کیجیے
شیخ جی[۴] دیجیے جوانوں کو نہ پند   یاد اپنی بھی جوانی کیجیے
کیا مزے آتے ہیں اے غمگیں اگر
ذکر کچھ اُس کی زبانی کیجیے

﴿814﴾ ش-ر-ب-خ-ع   غزل ندارد
[۱] طبق-ن۳۶
م۔ ۳۹۵   لفظ "جی" ندارد
[۲] الف۔ ۲۴۷   لائیے
[۳] الف۔ ۲۴۷   بیانی
[۴] م۔۳۹۵۔ لفظ "جی" ندارد

﴿816﴾

شمع رو عاشق کو یوں[۱] اپنے جلانا چاہئے　　کچھ ہنسانا چاہئے اور کچھ رلانا چاہیے
زندگی کیونکر کٹے بے شغل اس پیری میں آہ　　تم کو اب اس نوجواں سے دل لگانا چاہیے
اس میں سب راز نہاں ہو جائیں گے ہم پر عیاں　　پھر اسے اک بار گھر اپنے بلانا چاہیے
منہ سے لگنے دیجیے پھر دیکھیے بندے کے قیل　　ایسے بے کش کو تو اے صاحب بلانا چاہیے[۳]
پھر یہ ممکن ہے کہ میرے پاس تو اک دم رہے　　کچھ نہ کچھ اے یار بس تجھ کو بہانا چاہیے
میں شب ہجراں میں تیرے یار جاگا ہوں بہت　　پاس اپنے وصل میں مجھ کو سلانا چاہیے[۵]
عاشق و معشوق میں ہوتا ہی ہے راز و نیاز　　گو وہ روٹھے یا منے مجھ کو منانا چاہیے[۶]
جو نہ عاشق کو ستاوے کا ہے کا معشوق ہے　　وہ کہیں ہیں اپنے عاشق کو ستانا چاہیے
تیرے اس بیمار کا آیا ہے اب آنکھوں میں دم　　اس کے بالیں پر تجھے اک بار جانا چاہیے[۷]

گو بہت ہوشیار عاشق اے پری رو ہیں ترے
لیکن ان میں ایک غمگیں سا دیوانہ چاہیے

﴿816﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر　　غزل ندارد
[۱] خ　　اپنے یون
[۲] خ　　شعر ندارد
[۳] ش۔ ۱۱۳　　مجکو
[۴] حاشیہ الف۔ ۲۹۱
[۵] ایضاً
[۶] ایضاً

﴿815﴾

ایک یہ تو مت کہو تم گھر کے جانے کے لیے   اور کچھ باتیں کرو میرے کڑھانے[۱] کے لیے
تیرے در[۲] پر آکے کل بیٹھا نہ تھا وہ بے قرار   آج اُس کو لوگ آئے ہیں اٹھانے کے لیے
ہائے جس کے واسطے یہ حال ہے کہتا[۳] ہے وہ   یہ بنایا حال ہے کس کے دکھانے کے لیے
صدقے اس تقدیر کے میں وہ ہی الٹی ہوئی   میں نے جو تدبیر کی[۴] اُس کے بلانے کے لیے
وہ پری رو راہ میں کہتا ہے مجھ کو دیکھ کر[۵]   میں یہ رستا چھوڑ دوں گا اس دیوانے کے لیے
ہائے کس کس طرح اپنی چھب کو کرتا ہے درست   گات کو وہ شوخ اب مجھ سے چھپانے کے لیے[۶]
ہائے یوں کہنے لگا وہ سن کے میری سرگذشت   اس قدر بکتا ہے کیوں تو سرپھرانے کے لیے[۷]
غیر سے جو یوں خوشی ہو ہو کے کرتا[۸] ہے وہ بات   بات اے ہدم[۹] یہ ہے میرے کڑھانے کے لیے[۹]

دیکھ کر بے تاب غمگیں[۱۰] مجھ کو چتون میں کہا
پھر مری محفل میں آیا تلملانے کے لیے

﴿815﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
ا۔ ش۔ ۷۷ ستانے
۲۔ ن۔ ۵۳ تیرے در پہ کل جو آبیٹھا تھا جی دینے کو آہ
ش۔ ۷۷ تیرے در پر جو کل ———————
۳۔ ش۔ ۷۷ وہ یوں کہے
۴۔ م۔ ۳۴۸ کی تھی
۵۔ ش۔ دیکھتا ہے جب مجھے رستے میں تب کہتا ہے وہ
۶۔ ش شعر ندارد
۷۔ حاشیہ الف۔ ۲۲۰ / م۔ ن شعر ندارد
۸۔ ش۔ ۷۷ وہ کرتا ہے بات
۹۔ ش۔ ۷۷ غمگیں
۱۰۔ م - ن شعر ندارد
ش۔ ۷۷ اس نے

﴿817﴾

صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے
عشق ہو تیرا تو پھر کیا چاہیے
یار ایسا ہے کہ جیسا چاہیے
کس طرح جیسا ہے ویسا چاہیے[1]
یہ بہانہ نیک ہے پی کر شراب
آج اُس کو خوب چھیڑا چاہیے[2]
جس کے بن دیکھے ہے یہ حالت مری
دیکھیے تو کیا ہو دیکھا چاہیے
وہ بلاوے گا جنازے پر تمھیں
زندگی جس کو دوبارہ چاہیے[3]
یار بے پردہ ہے روز و شب مگر
دیکھنے کو چشمِ بینا چاہیے[4]
جو نہ سمجھے اُس کو سمجھاتا ہے تو
ناصحا اتنا تو سمجھا[5] چاہیے
چاہیے تم کو کہ جو چاہے تمھیں
کچھ نہ کچھ اُس کو بھی چاہا چاہیے[6]
بس ہے اُس کی چشم[7] و پینے کا خیال
یہاں کسے اب جام و مینا چاہیے
موت سے برتر ہو جس کی زندگی
زندگی کو اس کی دیکھا چاہیے
دیکھ ہمدم کیا نشہ ہے اُن کو آج
ہائے اب یاں گھر ہمارا چاہیے[8]
وصل کی بھی آرزو غمگیں نہ ہو
یعنی عاشق بے تمنا چاہیے

﴿817﴾ ش خ ع غزل ندارد
[1] ر شعرندارد
[2] ب ر شعرندارد
[3] ایضاً
[4] ایضاً
[5] م ۳۹۲ سمجھنا
[6] ر شعرندارد
[7] ر ۱۲۹ چشم و بینی
[8] ر شعرندارد

﴿818﴾

کوئی قامت خوبصورت چاہیے — دیکھیے پھر کیا قیامت چاہیے
صبر کی قدرت نہیں ہم کو مگر — آہ کرنے کو بھی طاقت چاہیے
چشم تر یا خشک لب یا رنگ زرد — عشق کی کچھ تو علامت چاہیے[1]
بزم میں اُس کی نہ پینا پھر شراب — آدمی کو اپنی عزت چاہیے[2]
بعض ہی رکھیے نہ ہو الفت اگر — یہاں کسے الفت محبت چاہیے[3]
ہو طریقت کا اگر کچھ شوق و ذوق — تو تجھے پاس شریعت چاہیے[4]
کچھ نہ کچھ انساں کو اے دل[5] ہے ضرور — گر نہ دولت ہو قناعت چاہیے
جرم و طاعت جان مت اپنے سے تو — گر تجھے اے یار عصمت چاہیے[6]
کچھ نہیں درکار اور اس راہ میں — صرف اک اُس کی محبت چاہیے[7]
لکھ بدل کر قافیہ غمگیںؔ غزل
کچھ تو یاروں کو نصیحت چاہیے[8]

﴿818﴾ ش خ ع غزل ندارد

[1] حاشیہ الف ۲۴۵/ب م ن ر شعرندارد

[2] ر ب شعرندارد

[3] ایضاً

[4] ن شعرندارد

[5] ن ۷۴ غمگیںؔ

[6] ایضاً

[7] ایضاً

[8] ن۔۷۴ غمگیںؔ

﴿819﴾

پیجیے[۱] شیشے کے شیشے جس قدر مل چاہیے   لیکن اس مے کے نشے کو کچھ تحمل چاہیے
بیچ[۲] میں تو وہ ہو بیٹھا گروہوں طفلاں شہر   تیرے دیوانے کو اتنا تو تجمل[۳] چاہیے
چاہ کے لائق ہے میرا گل بدن یا گل[۴] ترا   گل کو یا اُس گل بدن کو کس کو بلبل چاہیے
زلف و عارض کی ترے[۵] جس کو میسر ہو بہار   باغ و بستاں اُس کو کب گل[۶] اور سنبل چاہیے
جو درازی کا کرے باتوں کی کچھ اُس کے خیال   معتقد اُس کا یہ لازم ہے تسلسل چاہیے[۷]
زود رنج اُس کی طبیعت ہے دلا دیر آشنا   تجھ کو ہر یک بات سے اُس کے تغافل چاہیے[۸]

طوق[۹] و بیڑی سے ترا غمگیں کوئی ہوتا ہے قید[۱۰]
اس دیوانے کے لیے زنجیرِ کاکل چاہیے

﴿819﴾ ب ر ن خ ع غزل ندارد

۱۔	م	۳۶۶	پیجے شیشہ جس قدر مل چاہیے
۲۔	ش	۱۱۴	بیچ میں بیٹھا ہو وہ اور۔ ----
۳۔	م	۳۶۶	تحمل
۴۔	ش	۱۱۴	تیرا گل
۵۔	م	۳۶۶	تیر
۶۔	ش	۱۱۴	اور سنبل و گل چاہیے
۷۔	ش	شعر ندارد	
۸۔	ایضاً		
۹۔	م	۳۶۶	طوق سر سی
	ش	۱۱۵	طوق بیڑی سے نہیں ہونے کا اے غمگیںؔ یہ قید

﴿820﴾

میں خفا ہوتا نہیں مجھ کو خفا کر دیکھیے
گر نہ ہو باور تو سو جور و جفا کر دیکھیے
جی میں ہے اس نوجواں سے دل لگا کر دیکھیے
عشق[۱] پیری میں برا ہے پر بھلا کر دیکھیے
میں بہکنے کا نہیں منگوا کے اب جام و شراب
آپ جتنی چاہیے مجھ کو پلا کر دیکھیے
پنجۂ خورشید کو کیا دیکھتے ہو مہرباں
آپ منہدی ہاتھ میں اپنے لگا[۲] کر دیکھیے
مردمک ہاں[۳] تم کو کس کی شکل آتی ہے نظر
میری آنکھوں سے ذرا آنکھیں ملا کر دیکھیے[۴]
نوح کا طوفاں سنا ہے آپ نے دیکھا نہیں
دیکھنا ہو گر تمھیں مجھ کو رلا کر دیکھیے
زلف سے اس کی مقابل کیجیے مشکِ ختن
کس کی بو غالب ہے اب اتنی خطا کر دیکھیے[۵]
میں گلے کا آپ کے ہرگز نہ ہوں گا شکوہ منہ
آپ جیسا چاہیے میرا گلہ کر دیکھیے[۶]
میں گزرنے کا نہیں اپنی بھلائی سے کبھی
تم سے جو کچھ ہو سکے میرا برا کر دیکھیے[۷]
صرف بے پردہ ہے وہ پردہ نشیں غمگیں اگر
اس خودی کے اپنے پردے کو اٹھا کر دیکھیے[۸]

﴿820﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
[۱] ش۔ ۱۱۲ عشق گو
[۲] م۔ ۳۶۳ ملوا
[۳] ایضاً میں
[۴] م۔ ش شعر ندارد
[۵] برحاشیہ الف۔ ۲۲۸ م۔ شعر ندارد
[۶] حاشیہ الف۔ ۲۲۸۔ م۔ ن۔ شعر ندارد
[۷] ایضاً
[۸] ایضاً

﴿821﴾

اپنی باتوں پر کبھی[۱] اے شوخ گر آ جائیے
منہ نہ تیرا دیکھیے اپنا نہ منہ دکھلائیے
اس توقع پر پڑا رہتا ہوں در پر آپ کے
تا کبھی اس منتظر پر بھی کرم فرمائیے[۲]
ہنس کے وہ کہتے ہیں غیروں سے کہ لایا ہے یہ فیل
اشک گر آنکھوں میں اُن کو دیکھ کر بھر لائیے[۳]
ہاتھ سے کچھ اس ستمگر کے تعجب ہے ہمیں
دکھ نہیں معلوم ہوتا لاکھ گر دکھ پائیے
غیر نے تو دوں[۴] کہا اور میں نے اس سے یوں کہا
آپ دم دے دے کے اب منڈھی تو مت لڑوائیے
کیا خرابی ہے کہ اپنا بھی نہیں رہتا ہے ہوش
اُس کے مکھڑے کا تصور جبکہ دل میں لائیے
یہ نہیں کہتا کہ پڑ رہ تو بھی پٹی کے تلے
صبح تک آنکھوں سے تلوے اُس کے گر سہلائیے
جبکہ وہ میٹھی نظر سے دیکھ لیتا ہے مجھے
یہ ہی دل کہتا ہے بس قربان ہو ہو جائیے
دل تمھارا بھی پسیجا ہے کسو پر ناصحا
ق[۵] پھر نصیحت کیجیے گا پہلے یہ بتلائیے[۶]
اس کو میں چھوڑوں کہے سے آپ کے ممکن نہیں
میٹھی باتوں سے کسی نادان کو بہلائیے[۷]
اُس پری رو سے کہے ہے دل کہ تو بھی عشق کر
ایسے دیوانے کو غمگیںؔ کس طرح سمجھائیے

﴿821﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

نسخہ ب میں پوری غزل میں " آجائے، دکھلائے، فرمائے" وغیرہ لکھا ہے

[۱] م۔ ۳۷۲ لفظ "کبھی" ندارد

[۲] ب شعر ندارد

[۳] ایضاً

[۴] ن۔ ۵۴ یوں

[۵] ب۔ ۲۰۸ لفظ "قطعہ" ندارد

[۶] ب شعر ندارد

[۷] ایضاً

﴾822﴿

ناصحا ہیں آپ دانا یہ بھلا فرمایئے[۱] گھر میں اُس پردہ نشیں کے دن کو کیونکر جایئے
روز و شب ہجراں میں دل کس شغل سے بہلایئے ہاتھ کیونکر سر تلک اس ضعف میں پہنچایئے[۲]
قدر اے صاحب جب اس بندے کی ہو تھوڑی بہت گر کسی سے آپ بھی میری طرح دکھ پایئے
یہ ہنسی سے بھی نہیں وہ پوچھتا روتا ہے کیوں اشک سو سو بار گر آنکھوں میں بھر بھر لایئے[۳]
دس کے دو ہی دیجیے لیکن یہ اس میں شرط ہے آپ بوسہ دیجیے اور غیر سے گنوایئے[۴]
اس قدر بے دید ہے نہ پوچھ کہہ بیٹھے ہے وہ میرے گھر میں سے نکلیے اٹھیے[۵] باہر جایئے
بھول جاوے دن دہاڑے گھر وہ اپنا رشک ماہ رات بھر تارے جسے میری طرح گنوایئے[۶]
اُس کی محفل میں سے اٹھ کر کچھ نہ پوچھو ہمدمو ق سخت مشکل ہے جو آسانی سے گھر تک آیئے
آتے جاتے میں بہت پڑتی ہے محنت کیا کریں[۷] جی میں ہے رہنا اُسی کوچے میں اب ٹھہرایئے
منظر ہیں یار سب غمگیں اسی انداز کے
دوسری بھی اب غزل اچھی[۸] کوئی فرمایئے

﴾822﴿ ش ر خ ع غزل ندارد
[۱] نسخہ ب میں جائے فرمائے پہنچائے وغیرہ لکھے ہیں
[۲] ن شعرندارد
[۳] م شعرندارد
[۴] م شعرندارد
[۵] م ۳۷۱ اٹھ کے
[۶] ب شعرندارد
[۷] ن ۷۸ اے دلا
[۸] ن ۷۹ اس بحر میں فرمائیے

رباعیات

۱

غمگیں تیری حمد سے منزہ ہے خدا   تو سمجھے ہے میں کروں ہوں توصیف و ثنا
جو حمد کہ اس کی یار تو کرتا ہے   یہ[1] تری ہی حمد ہے وہ ہے اس سے ورا

۲

ہے اس کی ہر طرح پرستش بخدا   آتش ہو سنگ ہو و یا آب و ہوا
سب کا مطلوب وہی ہے اے غمگیں   لے شیخ و برہمن اور گبر و ترسا

۳

غمگیں کرے کوئی نعت کیا اس کی بھلا   ہے جس کے لیے ظہور ارض و سما
احمد میں نہیں ہے منحصر گو کہ احد[2]   پر خلق ہے احمد اور احمد ہے خدا

۴

سب نبیوں میں خاتم الرسل ہیں اعلا   غمگیں اسے جانتے ہیں اعلا ادنا
اس کا جو خاتم خلافت ہووے   ہو مرتبہ کیوں نہ سب سے اس کا بالا

۵

غمگیں یہ کہے ہے مجھ سے ساقی میرا   کرتا[2] تو کس لیے ہے یہ میرا تیرا
جو تو ہے وہ میں ہوں میں ہوں جو کچھ تو ہے   بتلا تجھے کس کے وہم نے[3] ہے گھیرا

۶

وہ سب کو نشے میں ہائے اس کا آنا   اور بات پہ روٹھ روٹھ ہر دم جانا
غمگیں جس روز مجھ کو آتا ہے یاد   کہتے ہیں لوگ پھر ہوا ہے[4] دیوانا

نسخہ الف اور ش میں رباعیات نہیں ہیں۔

خ- رباعی ندارد

[1] طبق ب- ۲۹۱ م- ۴۸۳ یہ تیری ہے وہ ہے اس سے ورا

[2] ب- ۲۹۲ کرتا یہ تو

[3] طبق ب- ۲۹۲

م- ۴۸۴- "ہے" ندارد

[4] ب- ۲۹۲ لفظ "ہے" ندارد

۷

ہے جس کی صفت میں سورہ انبیا   تا زندگی اس کی حب سن غمگیں رسا
جز فاطمہ وہ تمیں جہاں میں کوئی   ہو جس کے حق میں بصقہ کیا کہنا[۱]

۸

غمگیں ہو خلیفہ گر کبھی بعد نبی   ظاہر ہیں امیر مومنین یعنی علی
تو ختم نبوت میں ہو امت کو شبہ   کوئی کہے تھا محمدؐ اور کوئی علی[۲]

۹

ہے جس کو خطاب لحمک لحمی کا   ہے رفع کنندہ حشر کی گرمی کا
غمگیں وہ ہیں سوء علی عالم میں   جو ترا حمد ہو ہمّی و غمّی کا[۳]

۱۰

حسنین کی خارجی[۴] قدر جانے کیا   جبریل ہلائے تھے جن کا گھوارا
تو جان و دل ان پر کر فدا اے غمگیں   تھا کوئی رسولؐ کو نہ ان سے پیارا[۵]

۱۱

کیا مرتبہ بیاں ہو ان اصحابوں کا   جن سے کہ جہاں میں دین کو ضیا
کیونکر نہ سلام ان پہ بھیجے غمگیں   جن کا ہو علی مؤید اے یار بھلا[۶]

۱۲

کیونکر نہ فدا ہو جان و دل غمگیں کا   جس جا کوئی نام لے محی الدیں کا
ویزدہم امام ہیں آل نبیؐ   نقصان ہے دین میں یار ان سے کیں کا[۷]

---

[۱] م۔ ن۔ رباعی ندارد
[۲] ایضاً
[۳] ایضاً
[۴] ب۔ ۲۹۲ خوارجی
[۵] م۔ ن رباعی ندارد
[۶] ایضاً
[۷] ایضاً

۱۳

غمگیں تو پیا[۱] کرے ہے دن رات شراب
دنیا کا کچھ نہیں تجھے شرم و حجاب
مرشد ترا وہ کون سا مے کش تھا
جس نے کہ تجھے کیا ہے[۲] ظلم بخت خراب

۱۴

تو ہی نہ کسی محال پر بند رہا
عشق[۳] کیونکر وہ تجھ سے پر بند رہا
وا چشم پر اس تیرے تصور اس کا
غمگیں کس طرح سے نظر بند رہا

۱۵

کر اپنے وجود کو تو ہر طرح خراب
غمگیں یہ ترا وجود تیرا ہے حجاب
نکلی جس وقت کاسہء سر سے ہوا
ہونا[۴] ہے عین بحر تو دیکھ حباب

۱۶

جب دل میں کبھی میرے آتے ہیں آپ
اور اپنا ذرا[۵] جمال دکھاتے ہیں آپ
اپنی بھی مجھے خبر نہیں رہتی آہ
کب آتے ہیں آپ اور کب جاتے ہیں آپ

۱۷

چپ بیٹھے تو دھیان میں ہے اس کے دن رات
گر بات کرے تو[۶] کسی سے تو اس کی بات
غمگیں نہ خیالِ دین نہ فکرِ دنیا
کٹتی ہے عجب طرح سے تری اوقات

۱۸

گر ذکر جہاں تلک ہو تجھ سے دن رات
پر شرط یہ ہے کہ مانے غمگیں کی بات
کر علم کی اپنے تو نفی اے سالک
اور جہل کا کر دوام اپنے ثبات

---

[۱] م۔ ۴۸۴ سا

[۲] م۔ ۴۸۴ لفظ "ہے" ندارد

[۳] ب۔ ۲۹۳ عنقا

[۴] ب۔ ۲۹۳ ہوتا

[۵] م۔ ۴۸۵ زرا

[۶] ب۔ ۲۹۳ لفظ "تو" ندارد

۱۹

پیدا کرو شیخ جی بتوں سے الفت　　محشر میں نہ تا کہیں تمھیں بے وحدت
اپنا یہ مجاہدہ کرو مت برباد　　جنت میں رہے گی ورنہ تم کو حسرت

۲۰

تشنہ ہی وہاں سے آئے سب مست الست　　جب تک کہ یہاں رہے، رہے بادہ پرست
تسکیں نہ ہوئی گئے سب آخر تشنہ　　غمگیں جتنے تھے آہ ہوشیار و مست

۲۱

بولوں جو پکار کر تو کہتے ہیں پھوٹ　　اور بات پہ میری جی میں جاتے ہیں لوٹ
کہتے ہیں وہ چٹکیاں تو لے ہے دل میں　　غمگیں باتیں تیری ہیں مرے سر چوٹ

۲۲

ہر چند بلائے ناگہانی ہے موت　　اک روز نہ اک[۱] روز آنی ہے موت
مرنے سے پہلے جو مرے اے غمگیں　　واللہ کہ اس کی زندگانی ہے موت

۲۳

دل پر لگی تیرے گر کبھی عشق کی چوٹ　　تو حسن و قبیح پر ہی تو جاوے لوٹ
مس بھی ہے بجائے اپنے زر سے بہتر　　جو قلب کسی کو سمجھے اس کا ہے کھوٹ

۲۴

یہ عشق ہی اس ظہور کا ہے باعث　　ظلمت کا اور نور کا ہے باعث
رہتی جو ہے تجکو اُس سے غیبت غمگیں　　واللہ کہ یہ ظہور[۲] کا ہے باعث

۲۵

تشخیص مجھے ہوا[۳] نہ کچھ اپنا مزاج　　جو درد کا میں اپنے کروں کوئی علاج
ہو جانا فنا مشاہدے میں اس کے　　غمگیں انساں کی یہی ہے معراج

---

[۱] ب۔ ۲۹۴۔ م۔ ۴۸۶　　ایک روز نہ ایک

[۲] م۔ ۴۸۶　　قصور

[۳] ن۔ ۸۵　　نہ کچھ ہوا

۲۶

گر حشر کے ڈر سے تیرا گھبرائے مزاج   کر اپنی صفات فعل سب تو تاراج
اور اس کی ہو دید میں فنا اے غمگیں   تا مانگے نہ کوئی دیہہ ویراں سے خراج

۲۷

گر، مے کا نشہ نہ ہو تو مستی ہے ہیچ   اور عشق نہ ہو تو بت پرستی ہے ہیچ
غمگیں یہ بات یاد رکھنا مری   جب تک نہ فنا ہو تو یہ ہستی ہے ہیچ

۲۸

مجھ کو نہیں یاد جانفشانی کی طرح   کوئی نہیں اور زندگانی کی طرح[1]
مجنوں کی بھی روح ہائے تحلیل ہوئی   بس دیکھ کے میری ناتوانی کی طرح

۲۹

غمگیں تو طلاق دے دو عالم کو صباح   اور شام کو دخت رز سے کر اپنا نکاح
تا مستی مے میں پھر نہ ان کا رہے ہوش   ارواح و مثال اور عناصر اشباح

۳۰

معلوم نہیں کہ کیا ہے اس گل میں شاخ   ہوتا نہیں جو نشے میں بھی میں گستاخ[2]
اس نیشِ ادب کے ہاتھ سے اے غمگیں   ہیں[3] میرے جگر میں اور دل میں سوراخ

۳۱

باریک ہے دل کے ایک گھر میں سوراخ   آتا نہیں پر میری نظر میں سوراخ
ان دونو جہاں سے ہے نکلنے کی وہ راہ   اس غم سے ہیں آہ بس جگر میں سوراخ

۳۲

آساں نہیں ہے کچھ ہماری تقلید   مشکل ہے کوئی کرے گر اس شوخ کی دید
اس کا ہے نشہ یہ ہمیں اے غمگیں[4]   عالم میں کسی کے جو نہیں دید و شنید

---

[1] ن۔ ۸۶   اور کوئی نہیں ہے زندگانی کی طرح

[2] ن۔ ۸۶   ہوتے نہیں جو نشے میں بھی ہم گستاخ

[3] ب۔ ۲۹۶   اس

[4] ن۔ ۸۶   ہے اس کا مشاہدہ ہمیں اے غمگیں

۳۳

غمگیں بس ایک خود بخود ہے وہ وجود   ہوتا ہر شے میں ہے تجھے جو مشہود
کس طرح بھلا پرستش اس کی نہ کریں   ہم بندے ہیں اُس کے اور وہ ہے معبود

۳۴

وہ ڈھائی پریم کے ہیں اکھر مجھے یاد   کرتا اس کو وہ گر کبھی میں ارشاد
خسرو شیریں کا پھر نہ رہتا کچھ ہوش   مرتا غمگیں بغیر تیشۂ فرہاد

۳۵

رمضاں میں آرزو تھی ہو ماہ عید   دیکھا تو عید میں بھی ہے وصلِ بعید
امید سے کس طرح نہ خالی ہو یہ دل   قربانی کی عید ہے محرم سے شدید[1]

۳۶

کیوں رکھیں نہ شیخ و برہمن تجھ سے حسد   تجھ سا نہ سیہ پوش[2] نہ کافر ہو اشد
بت پوجتے پوجتے ترا اے غمگیں   یہ کعبۂ دل ہوا ہے حجرِ اسود

۳۷

ہے وصل سے اس کے اور ہجراں سے معاذ   ہر حال میں آہ اپنے جاناں سے معاذ
دیتا ہے دکھائی وہ نہ جز اس کے اور   غمگیں اس اپنی چشم حیراں سے معاذ

۳۸

افسوس کدھر گئے وہ مے کش مے خوار   جو رہتے تھے مسجدوں میں دایم سرشار
آیا ہے یہ وقت آہ کیا اے غمگیں   مے خانہ میں دیکھتے ہیں اب ہم ہوشیار

۳۹

دل سے نہیں کچھ کسی کے کوئی باہر[3]   کیا جانے کوئی نجس ہے یا ہے طاہر
تسکین دل کو بھلا ہو کیونکر غمگیں   باطن کے مطابق نہ ہو جب تک ظاہر

---

[1] م۔ ۴۸۸ [ناخوانا]
[2] م۔ ۴۸۹ سیہ پوش ہے نہ
[3] ب۔ ۲۹۷ ماہر

۴۰

واعظ تجھے یاد ہے وہ کوئی تدبیر   پھر جائے[۴] یہ جس سے مجرموں کی تقدیر
ہوتے ہیں گناہ گار اے غمگیں ہم   کرتے ہیں گناہ کی کریں گر تقصیر

۴۱

واعظ تیرے وعظ پر کروں جاں نثار   صدقے ترے جاؤں اے مرے بھولے مدار
جتنی نہرِ ے تھی وہ ایک گھونٹ کی   جتنے تھے عیب وہ کیے سب اظہار

۴۲

غمگیں تیری چشم ہے یہ مرآتِ ظہور   تو ناظر تشبیہ ہے اور وہ منظور
اور قلب ترا ہے بسکہ مرآتِ بطون   وہاں ایسی تجلیات ہیں اور حضور[۱]

۴۳

دن جس کو بغیر[۲] میرے ہوتا تھا پہاڑ   رکھتا جو نہ شب کو تھا دوپٹے کی آڑ
غمگیں کیا قہر ہے کہ دربان اس کا   اب بند کرے ہے دیکھ کر گھر کے کواڑ[۳]

۴۴

کر طعن نہ اس شراب زمانی پر   مت کبر کر اپنے زہد نفسانی پر
گر کفر دوئی نہیں تجھے اے زاہد   قشقہ یہ کبود کیوں ہے پیشانی پر

۴۵

خنداں ہے جام پاک دامانی پر   گریاں شیشہ ہر زہد نفسانی پر
-------------------------[۴]   لوٹیں ہیں مست تری نادانی پر

ا۔ ب۔ ۲۹۷ چائے
۲۔ م۔ ۴۹۰ حظور
۳۔ ب۔ ۲۹۸ تغیر
۴۔ ایضاً کیواڑ
۳۷ م۔ رباعی ندارد

۴۶

دنیا و دین کو تو اے غمگین چھوڑ   نفرین تحسین کو تو اے غمگین چھوڑ
ان دونوں سے وہ صنم بری ہے واللہ   شک اور یقین کو تو اے غمگیں چھوڑ

۴۷

چل راہ بریدہ پاؤں کی لنگی چھوڑ   رکھ جان کو فراخ اور دل تنگی چھوڑ
رنگوں میں نہ قید رہ مشائخ کی طرح   غمگیں آزاد ہے تو بے رنگی چھوڑ

۴۸

جز عشق نہیں ہے کوئی اپنا دمساز   کہنے کا نہیں کسی سے لیکن یہ راز
مت چھوڑیو عشق کو کبھی اے غمگیں   گر ہو نہ حقیقی تو غنیمت ہے مجاز

۴۹

ہے بیشۂ عشق کی بہت راہ دراز   اور تیرا سوا جنون نہیں ہے دمساز
وحشت ہی کو دیکھ کام فرمانا تو   غمگیں رہ جائے گا نہیں راہ سے باز

۵۰

گر بات کروں میں کوئی سازش آمیز   کرتا ہے وہ شوخ اور آہ گریز
جس چشم سیاہ کا ہوں غمگیں بیمار   اُس چشم کو اب تلک ہے مجھ سے پرہیز

۵۱

مدت سے دام میں پڑا ہوں بے بس   صیّاد مجھے اسی میں رہنے دے بس
مت چھوڑ چمن میں دیکھ ظالم مجھ سے   خالی دیکھا نہیں یہ جانے کا قفس

۵۲

غمگین جس کی تجھے ہے دن رات تلاش   گر تجھ کو بتاویں ہم تو کچھ ہو بشاش
وہ تو ہی ہے دیکھ اپنے دل میں رکھنا   اس سرّ کو نہ کبھو کسی پر تو فاش

۵۳

پس جو کہ خیال تھا وہی آیا پیش   مجھ پاس نہ جان و دل نہ ایمان نہ کیش
کس طرح وصال ہو میسّر غمگیں   وہ طالب جاں ہے اور میں ہوں درویش

۴ـ ب- ۲۹۹ مصرع ندارد

۵۴

غمگیں باوصف نقش خود ہے نقاش
نقاش کی نقش کو ہمیشہ ہے تلاش
حیرت میں خموش رہ تو مثل تصویر
پنہاں نہیں راز یہ جو کرتا ہے فاش

۵۵

غمگیں کچھ یاد تجھ کو ہے نعرۂ دوش
ہم بھی تو سنے کہ کیا وہ تھا جوش و خروش
بے تاب تجھے کیا تھا کس نے بتلا
کیا تھا کہ سحر تلک نہ تھا تجھ کو ہوش

۵۶

اپنے کو نہ دیکھے جو فنا ہے وہ شخص
ہو دید میں اس کے جو بقا ہے وہ شخص
جس کا کہ عدم وجود ہو غمگیں ایک
تو جان یقیں اسے خدا ہے وہ شخص

۵۷

خوبوں کو کسی سے بھی بھلا ہے اخلاص
رکھنا ان سے بہت برا ہے اخلاص
دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں
غمگیں ایسوں سے کب روا ہے اخلاص

۵۸

ہیں عام تو بے خبر مگر کہتے ہیں خاص
تیرے تو[ب] نہیں عاشقوں کے واللہ خواص
جس کا تجھے عشق ہے بتا کیوں اسے
غمگیں نہیں آہ تجھ کو انس و اخلاص

۵۹

آگاہی دوام اُس کی تجھ پر ہے فرض
غافل کہیں نہ رکھو اپنے پر قرض
اک دم بھی نہ بھولنا کبھی اُس کی یاد
غمگیں یہ قبول کیجیو میری عرض

۶۰

کیونکر پایاب ہو محبت کا شط
جب تک نہ شراب کی بغل میں ہو بط
مستی سے ہمیشہ دیکھ رہیو ہوشیار
غمگیں یہ چاہتا ہوں میں تجھ سے فقط

۶۱

سب سے ہے بلا بری محبت واعظ
غمگیں پر روز و شب ہے آفت واعظ
فردا سے ترے کرے وہ کیا خوب اُس کو
ہر دم ہے حشر اور قیامت واعظ

ا- طبق- م- ۴۹۳

ب- لفظ "تو" ندارد

٦٢

تو چاہے اگر رہے گنہ سے محفوظ
دن رات شراب میں رہا کر محظوظ
مستی میں جو لطف ہے سو وہ اے غمگیں
ہوتا ہی نہیں کسی طرح سے ملفوظ

٦٣

دنیا کی بہت قلیل ہے یار متاع
ہے اس پہ عبث خدا کے بندوں میں نزاع
غمگیں وہ روز دیکھ تو آج سمجھ
آخر جس روز اسے ہونا ہے وداع

٦٤

اتنا غمِ ہجر سے کہاں دل کو فراغ
جو وصل کا میں لگاؤں کچھ اُس کے سراغ
کیا خاک کروں گا تصور اس کا غمگیں
یاں[۱] کس کو مصوری کا ہے آہ دماغ

٦٥

غمگیں مت بولیو کبھی یار دروغ
ہوگا تری بات کو نہ بے صدق فروغ
تو لاکھ ڈکار لیوے جھوٹے لیکن
تسکین کرتی نہیں ہے کاذب آروغ

٦٦

اک دم نہیں دل کو عشق سے آہ فراغ
جو دوست کہ وصل کا لگاؤں میں سراغ
یہ حال ہے غور کر تو مجھ غمگیں کا
زاہد ہے کسے بہشت و دوزخ کا دماغ

٦٧

گر تجھ کو حقیقت اپنی ہووے مکشوف
تو ہی عارف ہو اور تو ہی معروف
باقی نہ رہے اگر کوئی تجھ میں صفت
غمگیں تو ہی بہر صفت ہو موصوف

٦٨

ہرگز نہیں شرع اور حقیقت میں خلاف
میں آپ بھی شیخ جی یہ کہتا ہوں صاف
قائل ہو تم اگر حقیقت کے تو پھر
غمگیں کو مے سے کیوں نہیں رکھتے معاف

٦٩

گر ہو کسی رند و شیخ کی عقل شریف
یا شے کوئی ہو ضرور جس کی توصیف
غمگیں کر غور تو سخن پر مرے
صانع کی ہے[۲] صنع کی نہیں وہ تعریف

---

[۱] ب۔ ۳۰۳ م۔ ۴۹۵ یہاں

[۲] طبق ب ص۔۳۰۳ م ۴۹۵ ہو

۷۰

کہتا تو سچ ہے میری طاقت ہے طاق   اٹھنا اور بیٹھنا بھی ہے مجھ پر شاق
چلنے پھرنے سے پھر اُسے کیا غمگیں   بستر پہ کرے جو اپنے سیرِ آفاق

۷۱

مل جائے اگر تجھے کوئی یار شفیق   غمگیں ہو جائے اس میں یہ دل بھی رفیق
اور فکر میں رہوے تو اُسی کے دن رات   تب معرفتِ نفس کہیں ہو تحقیق

۷۲

جب عشقِ مجاز سے ہو پیدا تجھے ذوق   تب عشق حقیقی سے ضروری[1] ہے شوق
غمگیں جس وقت ہوویں نہ دونو ایک   پھر دیکھ کہ کیا محیط ہے تحت و فوق

۷۳

مستوں کو نہیں ہے محتسب سے کچھ باک   رکھتے ہیں ہمیشہ دخترِ رز پر تاک
ڈرتے ہیں شرابی ایسے کس سے غمگیں   جن کا دامن تلک گریباں ہو چاک

۷۴

کر نفی میں غیر کی نہ کچھ تو تحریک   اور اُس کو یقیں جان لے بے تشکیک
اپنی ہی فنا کی فکر رکھ اے غمگیں   تجھ بن نہیں اور کوئی اللہ کا شریک

۷۵

گر مرد ہے کر نفس سے جنگ   کیا چیز ہیں اس کے روبرو شیر و پلنگ
گر تو نے شکست دی تو ہے فتح تیری   رکھے گا عمر بھر وگرنہ یہ تنگ

۷۶

دنیا اور دین کا ہے جو کچھ حاصل   آتا ہی نہیں زباں پہ غمگیں جز دل
آساں پوچھیں ہیں یار وہ مجھ سے سخن   گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

۷۷

دل تنگی سے تنگ ہے بہت اپنا حال   بن مے کے شگفتگیِ دل ہے یہ محال
ساقی اس مے کدے میں غمگیں کو تیرے   رمضاں ہوا ہے ہائے ماہِ شوال

---

[1] طبق ب م۔ ۴۹۴   ضرور

۷۸

جس کے نہ شراب کا رہے ہاتھ میں جام   پختہ نہیں عشق میں ہو ہے عاشق خام
ہر حال میں بے خودی غرض ہے غمگیں   آغاز سے لے کے عشق کے تا انجام

۷۹

ہر صبح کا آنا ہے اجل کا پیغام[1]   ہر شام کرے ہے ملک الموت سلام
اک دن تری جان لیں گے یہ شام صباح[2]   غمگیں وہاں چل جہاں نہ ہو صبح نہ شام

۸۰

جانے کی انھیں ہے اضطرابی غمگیں   جو ہو سکے کرلے تو شتابی غمگیں
یہ وقت ملا نہ پھر ملے گا ہرگز   وہ مست ہیں اور تو شرابی غمگیں[3]

۸۱

بے فکری سے بے قراری ہوتی ہے فزوں   ہوتا ہے خیال و فکر سے اور جنوں
دن رات رہے ہے ایسی حیرت وحشت   یہ کیا ہے ظہور اور وہ کیا ہے بطون

۸۲

پیتا ہوں شراب میں یہ سب پر ہے عیاں   کرتا نہیں بات کا یقیں میرے جہاں
رہتا نہیں مے میں ہوش کچھ غمگیں   ہوتے ہیں اس سبب عیاں سرّ نہاں

۸۳

وہ حظ نہیں پارسائی دانائی میں   جو لطف ہے مے کشی کی رسوائی میں
تو عشق پرست اور وہ نار پرست   غمگیں کیا فرق تجھ میں ترسائی میں

۸۴

کس مے کا بتا خمار اب ہے تجھ کو   حیرت کیوں ایسی یار اب ہے تجھ کو
گزری شب و صبح ہوگئی اے غمگیں   کس ماہ کا انتظار اب ہے تجھ کو

---

[1] ب ۳۰۵ ہر صبح کو آتا ہے اجل کا پیغام

[2] ب۔ ۳۰۵ شام صباح

[3] م۔ رباعی ندارد

۸۵

بے وجہ یہ کیوں ہے آہ و زاری مجھ کو
بے وعدہ یہ کیوں ہے انتظاری مجھ کو
اٹھنا اور بیٹھنا ہوا ہے مشکل
یہ کس کے لیے ہے بے قراری مجھ کو

۸۶

ایمان سمجھ لے علم نقلی[1] کو تو
مقبول نہ رکھ دلیل عقلی کو تو
غمگیں صحبت میں بیٹھ درویش کے تا
دیکھے اپنے جمالِ اصلی کو تو

۸۷

بتلاؤں[2] تجھے میں مقصدِ عالی کو
جامع ہو جو کہ قالی و حالی کو
فارغ تو مے کشی سے ہو کر غمگیں
پھر کیا رہے توڑے گر خمِ خالی کو

۸۸

فریاد نہیں ہے طاقت نالہ و آہ
اور شوق نے صبر کو کیا آہ تباہ
جس پردہ نشیں پہ آہ مرتے ہیں ہم
دیکھیں اسے زندگی میں کاش اک نگاہ

۸۹

غمگیں گر تو ہے عاقل و فرزانہ
مجنوں رہ اُس پری پہ یا دیوانہ
پی جام پہ جامِ مے تو بھر بھر ہر دم
جب تک کہ بھرے نہ عمر کا پیمانہ

۹۰

ہشیار چلیں ہیں بادہ ناب کی راہ
بیدار چلیں ہیں خواب در خواب کی راہ
غمگیں کیا سیر ہے کہ یہ آتشِ عشق
آتی ہے دل میں چشم پر آب کی راہ

۹۱

مطلق ہیں اور ہم میں تقیید ہے دیکھ
حادث ہیں قدیم ہم میں جاوید ہے دیکھ
کیا قدر تو خاکیوں کی جانے غمگیں
ہر ذرّہ میں لاکھ لاکھ خورشید ہے دیکھ

۹۲

غمگیں تو نہ پوچھ شب کی بے خوابی کی
اور اشک کے آہ میرے سیلابی کی
گر جائے نہ یہ وہاں تو وہ آئے یہاں
افسوس کہ مرے دل نے بیتابی کی

---

[1] م- ۴۹۸ نفلی

[2] ب- ۳۰۷ بتاؤں

۹۳

غمگیں یہ شرابِ ذات کی مستی ہے ویرانی نظر میں اک اور بستی ہے
جس نیست نما سے ہم ہوئے ہست نما وہ نیست نہیں ہے محض ایک ہستی ہے

۹۴

کس واسطے آہ و نالہ زاری کیجیے کس واسطے اُس کی انتظاری کیجیے
شب تھوڑی بہت رہے ہے اب اے غمگیں لے تا بہ سحر شراب خواری کیجیے

۹۵

ہووے نہ شراب کا اگر شوق مجھے تو ہو کبھی یہ لطف اور ذوق مجھے
ماتحت لگا نظر وہ آنے غمگیں دیتا تھا دکھائی جو کہ مافوق مجھے

۹۶

غمگیں ہیں رباعیات تری جو یہ چند عارف کرے کس طرح نہ ہر یک کو پسند
ذرّے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ دریا کو کیا ہے تو نے کوزے میں بند[1]

۹۷

اے یار تری مہربانی ہے عبث اے دل یہ تری جاں فشانی ہے عبث
جیتے تو ہیں پر مرے سے بدتر غمگیں بن اس کے یہ اپنی زندگانی ہے عبث

۹۸

پوجے تو جس کو ہے وہی اک معبود گر قصہ کسی کا ہے وہی اک مقصود
ہر یک کا جدا وجود گو تو جانے غمگیں موجود ہے وہی اک وجود

۹۹

قاصد گو یہاں سے لے جاوے کاغذ ممکن نہیں جو وہاں سے لاوے کاغذ
آیا نہ ہو آہ جس کے خط بھی غمگیں کیونکر وہ بھلا تجھے لکھا وے کاغذ

۱۰۰

آثار گو کیا وجود ہے سن اے یار جو آس کو بطون سے کروں میں اظہار
آیا جو ظہور میں وہ ہے عین بطون غمگیں اس میں سمجھ لے تو محو آثار

---

[1] نسخہ ''ب'' ۔۳۰۹ میں اس رباعی کے بعد ''تمت تمام شد'' درج ہے۔ بقیہ رباعیات صرف نسخہ ''ن'' میں شامل ہیں

۱۰۱

بالکل نہیں صبر تو بھی ہے کچھ مختار
ایمان اسی پہ رکھتے ہیں سب دین دار
جو علم قدیم میں ہے اسی کے غمگیں
ہوتا وہی ہے اس میں میں ہوں ناچار

۱۰۲

دن رات شراب عشق میں رہ مخمور
یعنی کہ فنا میں اپنی مست کر تو قصور
غمگیں پوچھے جو تو حضوری کی طرح
غیبت اپنی سے یار اُس کا ہے حضور

۱۰۳

غمگیں ہے دوست دخترِ زر کا مشہور
رہتا ہے شراب میں ہمیشہ مخمور
فاعل ہے اور خیر و شر کا زاہد
مستوں کو نہ کہہ برا بھلا رکھ معذور

۱۰۴

وہ کہتے ہیں بھید میرا کھولا مت کر
اور جام میں مے کے زہر گھولا مت کر
سو بار کہا ہے تجھ سے اور کہتے ہیں
غمگیں تو نشے میں ہم سے بولا مت کر

۱۰۵

غمگیں ظاہر میں گو دیوانہ ہے تو
باطن میں لیکن اک سیانا ہے تو
سڑیوں کیسی تونے اپنی رکھی وضع
کم بخت بری بلا کا دانا ہے تو

۱۰۶

غمگیں تو اس کی نوجوانی کو دیکھ
اپنی پیری اور ناتوانی کو دیکھ
افسوس کریں ہیں آہ پیر و جواں
اس عشق میں تیری زندگانی کو دیکھ

۱۰۷

اک جام تو میرے ہاتھ سے بھی پیجے
تکرار نہ اس میں آپ اب کچھ کیجے
ساقی کے تو ہاتھ سے بہت پی ہے شراب
غمگیں کے بھی ہاتھ سے ذرا سی لیجے

۱۰۸

غمگیں یہ شراب ذات کی مستی ہے
ویرانی نظر میں ایک اور بستی ہے
جس ہست نما سے ہم ہوئے ہست نما
وہ نیست نہیں محض ایک ہستی ہے

۱۰۹

کب تک ترے عشق میں بھلا کوئی رہے
اور دونو جہاں سے برا کوئی رہے
آئینے سے جو رہے مکدّر غمگیں
کس طرح کسی سے وہ صفا کوئی رہے

۱۱۰

اس کی باتوں پہ اعتماد کیا
یوں ہی تا صبح دل کو شاد کیا
ابھی بیٹھا تھا میں خوش غمگیں
بھول کھائی جو اس کو یاد کیا

۱۱۱

قربان کیا ہے دل کو اس ابرو کمان پر
مرا جگر سراپیے کھیلا ہوں جان پر
وعدے پر اُس کے کیا سے آتا ہے اعتبار
مرتا ہوں غمگیں اپنے دلِ بد گمان پر

۱۱۲

اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں
پھر نہیں ممکن کہ وہ ٹھہرے وہاں
جو کہ گذرتیہ ہے ترے ہجر میں
ہو نہیں سکتی وہ حقیقت بیاں

۱۱۳

اوّل تو پلا پلا شرابی کرنا
اور گر نہ پئیں تو اضطرابی کرنا
پھر بزم شراب میں نہ دینا آنے
آخر غمگین کی یہ خرابی کرنا

۱۱۴

دنیا میں آکے ہم نے کیا کیا دیکھا
جو دیکھا سو دیکھا جو نہ دیکھا دیکھا
بس لے کے زمیں سے آسماں تک غمگیں
جس میں دیکھا اسی کا جلوہ دیکھا

۱۱۵

گھبرائے ہے جی خوف سے ہر آن مرا
عاشق نہ کہیں ہو دلِ نادان مرا
ہر [کذا] نہ تجھے ہوا ہے کیا اے غمگیں
پیری میں نہ کر عشق کہا مان مرا

۱۱۶

وہ شب کو نشے میں ہائے اس کا نام آنا
اور بات پہ روٹھ راٹھ ہر دم جانا
غمگیں جس روز مجھ کو آتا ہے یاد
کہتے ہیں لوگ پھر ہوا دیوانا

۱۱۷

ہم آئیں گے شب کو روز ہم سے کہنا   اور غیر کے گھر میں آہ جا جا رہنا
غمگیں یہ بقول دردؔ شکوہ ہے عبث   اپنا اپنا ہر ایک کا ہے لہنا

۱۱۸

بے قیدی مشارب سے بھی ہے ایک مشرب   سب راہ سے غمگیں یہ مگر ہے اقرب
جتنے کہ مذاہب ہیں یہ سب صورت میں   ان سب کا ہیولا ہے ہمارا مذہب

۱۱۹

وہ آب حیات یہی پانی ہے شراب   دیتی جو عمر جاودانی ہے شراب
ہم مست ہیں جس شراب میں اے غمگیں   ہے یوں کہ وہ اپنی زندگانی ہے شراب

۱۲۰

کیوں شب کو نشے میں گھر میرے آتے ہیں آپ   ہر روز خفا جو ہو کے پھر جاتے ہیں آپ
مے خواری اسی سے چھوڑ دی غمگین نے   پی پی کے شراب فیل یہاں لاتے ہیں آپ

۱۲۱

چپ بیٹھے تو دھیان میں ہے اس کے دن رات   گر بات کرے کسی سے تو اس کی بات
غمگیں نہ خیال دیں نہ فکر دنیا   کتنی ہے عجب طرح سے تری اوقات

۱۲۲

کوئی نہیں غیر یاد رکھ مری بات   اس فکر میں محو تو رہا کر دن رات
گر ذکر کو چاہے جی ترا اے غمگیں   اپنی ہی نفی کر اور اپنا اثبات

۱۲۳

معشوق ترا وہ مہ جبیں ہے افسوس   کہتے ہیں سارے ہم نشیں ہے افسوس
افسوس کہ تجھ کو ہائے اب اے غمگیں   مرنے کا اپنے کچھ نہیں ہے افسوس

۱۲۴

تو چاہے اگر رہے گنہ سے محفوظ   دن رات شراب سے رہا کر مخلوط
مستی میں جو لطف ہے وہ وہ اے غمگیں   ہوتا ہی نہیں کسی طرح سے ملفوظ

۱۲۵

جمتی نہیں دل میں دو جہاں کی تعریف
ہر چند کہ دیں سے یار دنیا سے شریف
دون عشق کی جس زمیں میں بھڑ کے غمگیں
کاہے کی ربیع اس میں کاہے کی خریف

۱۲۶

ناچار جواب اس کا دیتا ہوں میں تھک
کرتے متکلمین جو ہیں یہ یک یک
کہتے ہیں محیط حق کو عالم میں تعلم
ممکن نہیں علم ذات سے ہو منفک

۱۲۷

اس کا پیغام لے کے جب آتے ہیں لوگ
کیا کیا تب آہ مجھ کو گھبراتے ہیں لوگ
غمگیں کرتے ہیں ایسی ایسی تقریر
بس جان ہی میری لے کے پھر جاتے ہیں لوگ

۱۲۸

تو چاہے مجھے کھلے تجدد امثال
کر بحر فنا کی موجوں پہ خیال
اور جس کا مقام یہ نہ ہو اے غمگیں
اوراق شجر کو دیکھ لے وہ فی الحال

۱۲۹

ہیں اور ہی اور کچھ محبت کے خیال
عاشق کی نہ پوچھ تو طبیعت کے خیال
اک دم میں ہی ہجر اور اک دم میں ہی وصل
غمگیں کیا کیا ہیں ہائے الفت کے خیال

۱۳۰

جب کچھ میں کہوں کہیں ہیں دم کھاؤ تم
اس بات کی ہم سے پر قسم کھاؤ تم
اک بار نہیں تمھیں یہ سو بار کہا
غمگین دو روز اور غم کھاؤ تم

۱۳۱

غمگین گھر اس کے جب کہ جاتے ہیں ہم
سو حسرتیں لے کے وہاں سے پھر آتے ہیں ہم
آتی نہیں نیند جب ہمیں تب ناچار
پاس اس کو خیال میں سلاتے ہیں ہم

۱۳۲

محفل میں جو اس کی کوئی لے مرا نام
دیتا ہے ہزار ہا اسے وہ دشنام
پیغام مرا جو لے کے جاوے غمگیں
معلوم نہیں اسے ملے کیا انعام

۱۳۳

ہمدم نہیں کوئی آہ اپنا جز غم
اور غم کو کہیں تو کہہ نہیں سکتے ہم
غم بھاگے ہے اپنی بے کسی سے غمگیں
ہمدم کوئی دم رہے تو اپنا ہے دم

۱۳۴

ایمان جسے نہ ہو وہ انسان نہیں
مطلق کچھ اس میں ہم کو خلجان نہیں
ایمان سے جو کوئی نہ گذرے غمگیں
تو جان لے اُس شخص کو ایمان نہیں

۱۳۵

بن جس کے نظر مجھے کچھ آتا ہی نہیں
اب تک اسے آہ میں نے دیکھا ہی نہیں
مرجاؤں جو ایک دم نہ دیکھوں اُس کو
غمگیں دیکھوں تو زندہ رہتا ہی نہیں

۱۳۶

پختہ ہے وہ عشق میں ترے خام نہیں
غمگیں کو خیال ننگ اور نام نہیں
جو چاہے برا بھلا اسے کہہ لیوے
پر اُس کو برے بھلے سے کچھ کام نہیں

۱۳۷

سب ظرف تعینی ہیں کچھ ظرف نہیں
سب حرف تعینی ہیں کچھ حرف نہیں
سب طرف کو برطرف کر اے غمگیں تو
اُس طرف کو دھیان رکھ جدھر طرف نہیں

۱۳۸

سن قرب نوافل و فرائض کا بیان
غمگین جامع ہے گو کہ کامل انسان
کاہے یہ جان اور ہوتا ہے وہ جسم
کاہے یہ جسم اور اس کی وہ جان

۱۳۹

غمگیں ہجراں میں بے قراری نہ کروں
ہے شوق وصال اضطراری نہ کروں
میں وعدہ خلاف ٹھہرتا ہوں اسلئے
آنے کی گر اس کے انتظاری نہ کروں

۱۴۰

کب تک اے یار بت پرستی کیجیے
اور پی کے شراب خوب مستی کیجیے
ٹھہرائی ہے ہم نے یہ ہی جی میں غمگیں
ہستی کو عدم عدم کو ہستی کیجیے

۱۴۱

کوچے میں اس کی گو گدائی کیجیے
لیکن نہ ہو یہ کہ خود نمائی کیجیے
ہر چند کہ خود خدا ہیں اے غمگیں ہم
کیا بندگی کرکے اب خدائی کیجیے

۱۴۲

کہتے ہیں خدا کو علم ہے اجمالی
غمگیں یہ کفر سے نہیں کچھ خالی
اعیان میں نہ ہو تو کس طرح سے ہو ظہور
تفصیل کرے ہے یہ ہی فہم عالی

۱۴۳

گرہ ہو کوئی تو رہنمائی کیجیے
ہو درد کسی کو تو دوائی کیجیے
جز اک وجود کچھ نہیں ہے موجود
غمگیں جو کدر تو صفائی کیجیے

۱۴۴

مرنے نہیں دیتی ناتوانی میری
سمجھے ہیں لوگ سخت جانی میری
مرتا ہوں پڑا میں آہ جس قاتل پر
غمگیں وہی ہے زندگانی میری

۱۴۵

یوں آپ ہی آپ کوئی کب کچھ سمجھے
مرشد کامل ملے تو جب کچھ سمجھے
سب کچھ جسے کہتے ہیں اسے سمجھے نہ کچھ
وہ جو نہیں کچھ اس کو سب کچھ سمجھے

۱۴۶

کچھ ہوش حواس تن بدن کا نہ رہا
یہ ہجر میں اُس کے حال پہنچا آہ مرا
دن رات رہی تھی جس سے محبت غمگیں
رہ جاتے ہیں مجھ کو دیکھ ہکا بکا[۱]

مخمسات

مخمسات

1

تھا قصد سیر اپنا اک عمر سے وہاں کا   عنقا بھی خوشہ چیں ہے جس باغ و بوستاں کا
معلوم ہی نہ تھا کچھ نام و نشاں جہاں کا   چندے سے ہوں مکیں میں غمگیں اب اس مکاں کا
ہوتا گذر نہیں ہے جس جا فرشتہ فاں[۱] کا

ہستی کی قید کے دکھ کب تک یہاں سہوں میں   اس باغ بے بقا میں بے بال و پر رہوں میں
احوال اپنا[۲] تجھ سے کچھ تو بھلا کہوں میں   اس گلستاں کا طائر اے ہم صفیر ہوں میں
جس جا پتا نہیں ہے عنقا کے آشیاں کا

ہر چند تجھ کو بھولیں کم بخت یہ دیوانے   اور دوستی دنیا یا دیں دل میں ٹھانے
گر کوئی بھید ان کو سمجھائے[۱] تو نہ مانے   یہ چاہیں یا نہ چاہیں یہ جانے یا نہ جانے
مقصود پر تو ہی ہے ہر ایک انس و جاں کا

آتا ہے دید میں جو اپنا ہی یہ گماں ہے   بے اصل آہ بالکل یہ کون اور مکاں ہے
سب بے ثبات یاں کا یہ باغ و بوستاں ہے   اس گلستاں میں بلبل ایک اور گلستاں ہے
اس سے لگا تو دل کو تا غم نہ ہو خزاں کا

باندھی ہے تو نے کس سے ملنے کی آس اے دل   رہتی یہی ہے جی میں دن رات یاس اے دل
جاتے ہیں کھوئے میرے اس میں حواس اے دل   جانے کا قصدواں[۲] کے ہے کس کے پاس اے دل
ہم نے سنا نہ دیکھا نام و نشاں جہاں کا

---

[۱] م۔ ۴۷۱ / ر۔ ۱۵۰ خاں
[۲] م۔ ۴۷۱ / ر۔ ۱۵۰ / ب۔ ۲۸۱ تجھ سے اپنا
[۳] م۔ ۴۷۲ سمجھائیں
[۴] ر۔ ۱۵۰ واں

گر[1] بھید برہمن یہ اے ہم نشیں سمجھتا   تو کفر چھوڑتا وہ اور قدر دیں سمجھتا
جو کچھ سمجھ ہے میری وہ بے یقیں سمجھتا   بت سے زیادہ ان کو واللہ نہیں سمجھتا
ہر چند شیخ جی میں عاشق ہوں ان بتاں کا
آگاہ لوگ اس سے عالم میں ہیں بہت کم   غفلت میں یہ خوشی ہیں مطلق نہیں انھیں غم[2]
رہتا ہے فکر غمگیں اب مجھ کو یہ ہی ہر دم   کہتا نہیں ہے کوئی اہل زمیں سے ہمدم
نقشہ ہے دمبدم میں کچھ اور آسماں کا

﴿ایضاً﴾

ہر چند کہ دل مرا مرے ہاتھ نہیں اب   اور ہجر کی طاقت مجھے ہیہات نہیں اب
پر کیا کروں کچھ لطف ملاقات نہیں اب   محفل میں بھی وہ چھپ[1] کے اشارات نہیں اب
جانے کی واں اپنے کوئی بات نہیں اب
کیوں زندہ رہا میں کہ یہ دن آنکھوں سے دیکھوں   غیروں سے وہ چشمک کرے ان آنکھوں سے دیکھوں
وہ آنکھیں نہیں میری کہ جن آنکھوں سے دیکھوں   میں جا کے وہاں کیا کروں کن آنکھوں سے دیکھوں
آنکھوں میں بھی[2] وہ اس کے عنایات نہیں اب
کس طرح سے باندھوں میں بھلا اس پہ کوئی جوڑ   ہر بات کا ہے یاد مری ہائے اسے توڑ
میں شب کو جو چمٹا تو کہا اس نے یہ منہ پھوڑ   کل دن سے میں آؤں گا تو اس وقت مجھے چھوڑ
رستے میں کوئی دیکھ نہ لے رات نہیں اب
سچ یوں ہے کہ جاتے تھے جہاں بزم میں اس کی   تو بول نہ سکتے تھے عیاں بزم میں اس کی
ہوتے تھے اشارات نہاں بزم میں اس کی   کس بات پہ اب جائیں وہاں بزم میں اس کی
ہونٹوں میں بھی وہ حرف و حکایات نہیں اب

---

[1] ر۔ ۱۵۰   کچھ
[2] ب۔ ۲۸۲   غم کا نہیں انھیں غم
[3] ش۔ ن   مخمس ندارد
[4] ر۔ ۱۵۱   چھب چھپ
[5] طبق ب۔ ۲۸۲

کیوں لائے مجھے ہمدمو تم وہاں سے اٹھا کر　　جو ایسے پشیماں ہوئے یاں مجھ کو بٹھا کر
پچھتاتا[۱] ہوں میں آپ بھی اس ضعف میں آکر　　بہلاتا[۲] جو دل اپنے کو اس کوچے میں جاکر
طاقت میرے پاؤں میں یہ ہیہات نہیں اب
کیوں باگ کہو مستی سے اب موڑ دی تم نے　　اور دختر رز سے کہو کیوں توڑ دی تم نے[۳]
کیا وجہ گلابی کہو جو پھوڑ دی تم نے[۴]　　میخواری مگر شب کی کہیں چھوڑ دی تم نے
اے شیخ جی وہ کشف و کرامات نہیں اب
جس دن سے لگے رہنے ہم اس بزم سے محروم　　دائم غم ہجراں میں رہا کرتے ہیں مغموم
کچھ اپنی خبر ہم کو نہیں ایسے ہیں مہموم　　کس طرح سے احوال کو اپنے کریں معلوم
اک دم کی بھی فرصت ہمیں دن رات نہیں اب
آزردہ نہ ہو مجھ سے تو تجھ سے کہوں اک بات　　اب سخت برے کٹتے ہیں ہم رندوں کے اوقات
ایسے تو کسی شیخ کے بھی ہوں گے نہ حالات　　میخواری نہ شورش ہے نہ وہ مستی ہے ہیہات
اے ساقی یہ مسجد ہے خرابات نہیں اب
جب آتے نہ تھے یاں تو ہمارے تھے عجب طور　　رکھتے تھے خیالات میں دنیا کے[۵] ہی بس غور
کیا جانے کہ کیا دل کو ہوا اپنے یہ فی الفور　　صحبت میں ترے جزے و معشوق کے[۶] بس اور
غمگیں ہمیں کچھ وہم و خیالات نہیں اب

---

[۱] م۔ ۴۷۴ / ب۔ ۲۸۳ / ر۔ ۱۵۱　　پچھتایا
[۲] ایضاً　　بہلاؤں
[۳] م۔ ۴۷۴　　مصرع ندارد
[۴] ایضاً
[۵] ب۔ ۲۸۴　　ہی کے
[۶] ر۔ ۱۵۲　　نہیں اور

﴿ایضاً﴾

بن دیکھے اس کے رہوے[۱] اس دل کو تاب کیونکر   جوں جام مے نہ ہوے[۲] یہ دیدہ پر آب کیونکر
کاٹیں یہ دن کہو ہم خانہ خراب کیونکر   رمضاں ہے ہائے ساقی پیویں شراب کیونکر[۳]
اور اس سے بن پیے ہم ہوں بے حجاب کیونکر

شاید کہ ان دنوں ہے ہم سے خفا تو ساقی   کس واسطے ہوا ہے یہ بے وفا تو ساقی
دے جام جلد ہم کو مت کر جفا[۴] تو ساقی   اس سے زیادہ دل کو اب مت جلا تو ساقی
رہوے گا اس مزے پر پھر یہ کباب کیونکر

ایسا نہیں جنوں کا کچھ شور آہ سر میں   بہلاؤں دل کو جاکر جنگل میں اور بر میں
لگتا ہے باغ ویراں ہمدم مری نظر میں   گھر اپنے گر گیا وہ ڈھنڈار ایسے گھر میں
پھر دل لگے گا تیرا[۵] خانہ خراب کیونکر

رہتا ہے دل یہ اس کے انداز کی طلب میں   اور جاں رہے رہے ہر دم اک راز کی طلب میں
آنکھیں ہیں میری اپنے دمساز کی طلب میں   سامع رہے ہے اس[۶] کی آواز کی طلب میں
دے لطف تم[۷] کو ہے ہے بین و رباب کیونکر

اپنا برا مقدر آخر بھلا ہے ہم کو   پینے کا مے کے ہر دم تازہ نشا ہے ہم کو
جو عشق ان بتاں کا ایسا دیا ہے ہم کو   جرم و گنہ کی خاطر پیدا کیا ہے ہم کو
واعظ بھلا کریں ہم کار ثواب کیونکر

☆ ش۔ ن   مخمس ندارد
[۱] ر۔ ۱۵۲/ ب۔ ۲۸۴   رہتی
[۲] ر۔ ۱۵۲   رہوے
[۳] ر۔ ۱۵۲   ہے ماہ صوم ساقی پی لیں شراب کیونکر
[۴] م۔ ۴۷۵ /ب۔ ۲۸۴   خفا
[۵] م۔ ۴۷۵ / ب۔ ۲۸۵ / .ر۔ ۱۵۲   میرا
[۶] ر۔ ۱۵۳ / م۔ ۴۷۵   ہر دم
[۷] ر۔ ۱۵۳ /م۔ ۴۷۵/ ب۔ ۲۸۵   ہم

بہلائیں دل کو ساقی کب تک شراب پی پی   بن دیکھے اس کے اپنے جی میں نہیں ہے اب جی
مقدور جس قدر تھا تدبیر ہم نے سب کی   جاتی نہیں ہے ہم[1] سے تابِ رُخ اس کی دیکھی
اور اگر نہ دیکھیں ہے ہے ہو دل کو تاب کیونکر

میں پوچھتا ہوں تجھ سے گر[2] تونے خوب مے پی   اور اس نشے میں مارا گالی کسی کو یا دی
نزدیک عارفوں کے حرکت ہے سب وہ مے کی   جب تک نہ ہووے حاصل غمگیں فنائے فعلی
جنت میں جائے گا تو پھر بے حساب کیونکر

﴿ایضاً﴾

جوں عندلیب ہے نہ گلستان سے غرض   دیوانہ وار کچھ نہ بیابان سے غرض
پروانہ ساں نہ شمعِ شبستان سے غرض   زاہد کی طرح حور نہ غلمان سے غرض
غمگیں کو اپنی صرف ہے جاناں سے غرض

جب آہ اس پری کے ہوئی دل میں میری چاہ   جنگل میں شہر چھوڑ کر رہنے لگا[3] تباہ
میں بھی سڑی ہوں مجھ کو بتا عشق کی[4] تو راہ   مجنوں سے مشورہ تو یہ پوچھا ہے گاہ گاہ
دانا[5] سے کام مجھ کو نہ نادان سے غرض

دیتا نہیں دکھائی یہ ہشیار کچھ مجھے   بنتا ہی آہ نہیں ناچار کچھ مجھے
اس میں نہیں ہے عذر بس اے یار کچھ مجھے   حاضر ہے لیجیے نہیں تکرار کچھ مجھے
نکلے گر آپ کے دل نالان سے غرض

ہے یہ دعا کہ یہ تجھ سے نہ ہوں ایک دم جدا   ایسا ہو وصل پھر نہ رہے نام وصل کا
گم ہوں یہ دونو تا نہ ملے ان کا کچھ پتا   مطلب یہی ہے ان کو کروں تجھ پہ میں فدا
دل سے مجھے ہے اور نہ کچھ جان سے غرض

---

[1] م۔ ۴۷۵ / ر۔ ۱۵۳   ہمدم
[2] طبق م۔ ۴۷۶ / ب۔ ۲۸۵ / ر۔ ۱۵۳
الف۔ ۳۰۴ گو
☆ ب۔ ش۔ ر۔   مخمس ندارد
[3] م۔ ۴۷۶   لگے
[4] م۔ ۴۷۶   سا تو
[5] ن۔ ۸۸   داناں سے مجھ کو کام-------

آتے مجھے ہیں یار نظر کچھ یہ بتنگ سے[۱]   آزردہ ہو رہے ہیں وہ اس میرے ڈھنگ سے
بیزار اور میں بھی ہوں اب نام و ننگ سے   پٹکوں ہوں سرجنوں میں میں اس در کے سنگ سے
جوں قیس کچھ نہیں ہے بیابان سے غرض

اے شیخ تو نے دیکھا ہے مسجد میں کب مجھے   ہاں بت کدے میں دیکھے ہے تو جب نہ تب مجھے
کہتے ہیں بت پرست مسلماں یہ سب مجھے   ہے کام اس صنم کی پرستش سے اب مجھے
کافر ہوں گر ہوں دین اور ایمان سے غرض

دن کو بھی یہ کروں ہوں دعا رات کے سوا   لوں اور ہاتھ سے نہ تیرے ہات[۲] کے سوا
کچھ اور آرزو نہیں اس بات کے سوا   غمگیں کی ہے یہ عرض تری[۳] ذات کے سوا
یارب مجھے[۴] نہ ہو کسی انسان سے غرض

﴿ایضاً﴾

میں نے ہر چند بچایا بہت آفات سے دل   ہر قدم دیکھتے ہی اس کے گیا ہات[۵] سے دل
ایسا آزردہ یہ کم بخت[۶] ہے اک بات سے دل   گرم صحبت نہیں اس سے بھی وہ کل رات سے دل
ہائے یہ سرد ہوا سب کی ملاقات سے دل

رنج و غم دل پہ رہے جب یونہی بیٹھے بیٹھے   ہووے[۷] تفریح بھلا کب یونہی بیٹھے بیٹھے
مے کشی کرتے تھے ہم سب یونہی بیٹھے بیٹھے   اس نے بات ایسی کہی شب یونہی بیٹھے بیٹھے
اٹھ گیا ہائے میرا ہمدموں سب[۸] بات سے دل

---

[۱] طبق م۔ ۴۷۷ / ن۔ ۸۸ الف۔ ۳۰۴ ہو
[۲] ن۔ ۸۹ / م۔ ۴۷۷ ہاتھ
[۳] الف۔ ۳۰۵ تیر
[۴] ن۔ ۸۹ نہ ہو مجھے
☆ ش۔ ن مخمس ندارد
[۵] ب۔ ۲۸۶ الف۔ ۳۰۵ ہاتھ
[۶] ر۔ ۱۵۳ ایسا آزردہ یہ کم ہے فقط اک بات سے دل
[۷] م۔ ۴۷۸ / ر۔ ۱۵۳ ہوئی
[۸] ر۔ ۱۵۳ پر

ایسا بدحال ہے کس واسطے اے دل تیرا　　　ہے یقیں عشق ہی اس کی مجھے چچب تختی کا
دم دیے تیرے لیے میں نے نہ اس کو کیا کیا　　　وائے حسرت کہ وہ لگا نہیں لگنے دیتا
ورنہ خوب اس کے لگاتا میں تجھے گات سے دل

دخل اس فن میں ہے اے ہمدمو ہم کو ایسا　　　کہ سمجھتے ہیں یہ سب ہادی[۱] و مرشد مولا
عقل چکر میں یہاں آہ ہے لیکن بخدا　　　فیلسوفی[۴] کا ہمیں اپنی بڑا[۲] تھا دعوا
لے گیا پر نہیں معلوم وہ کس گھات سے دل

کچھ غم ہجر نوالہ نہیں جس کو کھالے　　　کس طرح سینے سے اس کوہ کو[۳] ہے ہے ٹالے
اب تو اڑتے ہیں جگر[۴] دل کے میرے پر کالے　　　کوئی لے کے مجھے قدموں[۵] پہ اس کے ڈالے
ورنہ جاتا ہے ابھی ہائے[۶] میرا ہات[۷] سے دل

کوہ تمکین ہے یقیں جان مرا دل اے شیخ　　　ہو گرفتار تلوّن میں وہ کیا دل اے شیخ
تیرے قابو میں بھی ہے دیکھ بھلا دل اے شیخ　　　سو جگہ جائے ہے مسجد سے ترا دل اے شیخ
میرا[۸] جاتا ہی نہیں آہ خرابات سے دل

کچھ سمجھتا ہی نہ[۹] تھا ہائے یہ دل نیست و ہست　　　کس کو کہتے ہیں بلند اور کسے کہتے ہیں پست
اس پر اس شوخ نے مے دے کے کیا اور بھی مست　　　اختیار اس کو نہ کرتا یہ کبھی روز الست
عشق کی گر ہو خبردار مکافات سے دل

۱۔ م۔ ۴۷۸ / ب۔ ۲۸۶۔ ۲۹۶ / ر۔ ۱۵۴ مرشد و ہادی
۲۔ ر۔ ۱۵۴ فلسفیت
۳۔ م۔ ۴۷۸ بڑا دعویٰ تھا
۴۔ ر۔ ۱۵۴ کوہ الم کو ٹالے
۵۔ م۔ ۴۷۸ جگر و دل
۶۔ م۔ ۴۷۸ / ب۔ ۲۸۶ پر
۷۔ طبق ایضاً۔ م۔ ۴۷۸ ب۔ ۲۸۶
الف۔ ۳۰۵ لفظ "ہائے" ندارد
۸۔ الف۔ ۳۰۵ ب۔ ۲۸۶ ہاتھ
۹۔ ر۔ ۱۵۴ نہیں

بار خلقت کا نہ اپنے[1] پہ لیا کر واعظ   ساتھ ہم مستوں کے مے آکے پیا کر واعظ
خلق کو پند جو دے نیک دیا کر واعظ   مے و معشوق کا کچھ ذکر کیا کر واعظ
سخت بیزار ہے اس تیری خرافات سے دل
جو ثمر آہ ملا[2] ہے شجر الفت میں   اس کا مذکور کروں گا کبھی میں فرصت میں
اس[3] کی مت پوچھ خبر آہ ہے کس حالت میں   بیٹھنے جب سے لگا مستوں کی یہ صحبت میں
اٹھ گیا عالم دنیا کی ہر اک[4] بات سے دل
جب کسی شخص کو ہوتی ہے کسی شخص کی چاہ   اپنا بیگانہ کوئی بھی نہیں رہتا ہمراہ
گر نہ باور ہو مرے[5] حال پہ تو کیجیے نگاہ   ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس شوخ کو غمگیں[6] آہ
پہنچا اس جا کہ وہاں اپنے رہا سات سے دل

﴿ایضاً﴾

بھیج کر لوگوں کو بلواتا ہے ڈھونڈوا کر ہمیں   ہائے کیا کیا خفتیں ہوتی ہیں واں[8] جا کر ہمیں
پاس اپنے بزم میں[9] یہ شب کو بٹھلا کر ہمیں   وہ ستمگر تشنہ لب اور تفتہ دل پا کر ہمیں
پھینکتا ہے خاک پر مے[10] جام دکھلا کر ہمیں

---

[1] ب۔ ۲۸۷ پر
[2] ر۔ ۵۵ لگا
[3] م۔ ۴۷۹ / ب۔ ۲۸۷ دل کی مت پوچھو
[4] ب۔ ۲۸۷ یک
[5] ر۔ ۱۵۵ تو کر لو میری حالت پہ نگاہ
[6] ر۔ ۱۵۵ اے غمگیں آہ
[7] ر۔ ۱۵۵ ہات / ب۔ ۲۸۷ سات
☆ ر۔ ش۔ ن مخمس ندارد
[8] الف۔ ۳۰۵ م۔ ۴۷۹ ب۔ ۲۸۸ وہاں
[9] م۔ ۴۷۹ / ب۔ ۲۸۸ پھر
[10] م۔ ۴۷۹ مے

سو ڈراؤ اس کو کیا ممکن ہے جو اٹکے وہ شوخ
شب کو یہاں رہوے تو پھر پچھلے ہی سے سٹکے وہ شوخ
خوف سے سوتا نہ تھا ہم سے کبھی ہٹ کے وہ شوخ
اب اکیلا سو رہے ہے ہائے بے کھٹکے وہ شوخ
جو چمٹتا تھا ذرا کھٹکے سے
گھبرا کر ہمیں

خوب گلچھرے اڑائے رات کو ہو ہو کے شاد
جان کر مستی میں مے کی ہائے محنت دی بباد
اب وہ کرنے کا نہیں ہرگز ہمارا اعتماد
بات کل شب کے نشہ کی کچھ نہ کچھ ہے اس کو یاد
دیکھتا ہے جو کن انکھیوں[۱] سے
شرما کر ہمیں

ہائے ہم کیونکر نہ رودیں اپنی اس اوقات پر
سچ وہ ہنستا ہے ہمارے دیکھ کر حالات پر
ہم نے توبہ کی تھی مے پینے کی اس کی بات پر
اور کھائی تھی قسم بھی کیا کہیں اک بات پر
پھر پلائی اس نے شب باتوں میں
بہلا کر ہمیں

ایک دن گھر میں نہ بیٹھے چین اور آرام سے
اور اٹھایا ہاتھ ہم نے اپنے ننگ و نام سے
واسطے جس کے گئے ہم دوجہاں کے کام سے
وائے بیتابی دل وہ گھر میں جا کر شام سے
صبح تک باہر نہ آیا در پہ
ٹھہرا کر ہمیں

ہم کو اپنا بھی بھروسا اب نہیں اے میری جاں
ہم ہوئے یاری سے اس عالم کے بالکل بدگماں
چشم و گوش و جان و دل کوئی[۱] نہیں اپنا یاں
بے خودی نے کی رفاقت ورنہ اس کے پاس واں
اڑ گئے سب عقل و ہوش و علم
پہنچا کر ہمیں

تیری سفاکی کا شہرہ ہے جہاں میں گھر بہ گھر[۲]
قتل کیوں کرتا[۳] نہیں ظالم تجھے کس کا ہے ڈر
اس تغافل سے ترے ناچار ہو کر سر بسر
بسملوں کو تیرے اے قاتل تڑپتے دیکھ کر
کیا ہے مارا[۴] رشک نے حسرت سے
تڑپا کر ہمیں

یاد جب آتی ہے اس پردہ نشیں کی انجمن
پوچھ مت پنہاں اٹھاتے جو جو ہیں رنج و محن
مرگ کے ہم وقت کہویں ہائے یہ کس سے سخن
گفتگو صیاد سے کرتے ہیں جو مرغ چمن
ذبح کرنا ہے تو کر گلشن میں
لے جا کر ہمیں

---

[۱] م۔ ۴۸۰ / ب۔ ۲۸۹ اپنا نہیں ہے کوئی یہاں
[۲] طبق ۴۸۱ / ب۔ ۲۸۹ (الف۔ ۳۰۷ گھر گھر)
[۳] م۔ ۴۸۱ کرتا ہی نہیں
[۴] الف۔ ۳۰۷ مار

اس کو رہنا اس قدر اے ہمدمو بھاتا ہے چپ　　اپنی محفل میں وہ جوں تصویر بٹھلاتا ہے چپ
لب ہلاوے کوئی تو آنکھوں سے فرماتا ہے چپ　　منہ ہی منہ میں ہائے کیا کیا کہہ کے رہ جاتا ہے چپ
بزم میں گر اس کی کچھ بولیں تو جھنجھلا[1] کر ہمیں

جس کی محفل میں رہا کرتے تھے ہم دن اور رات　　جب یہ دیکھا اس نے دل اس کا نہیں ہے اس کے ہات
عمر بھر کے بعد تب کی اس نے بس ہم سے یہ بات　　ہاتھ اٹھاؤ عشق سے تم میرے کھلمسی کے ساتھ
ہائے سمجھاتا ہے کیا کیا پاس بٹھلا[2] کر ہمیں

ہم نے کیا کیا اس ستمگر کو پلائی ہے شراب　　پر نشہ ہوتا نہیں اچھا اسے خانہ خراب
جان کر ہم عالم مستی میں اس کو بے حجاب　　گر کہیں مے کا نشہ ہے دلا اٹھا منہ سے نقاب
تو وہ دکھلاتا ہے غمگیں آئینہ لا کر ہمیں

﴿ایضاً﴾

اس کی تو یہ خو ہے بس آج کہیں کل کہیں　　بات پر اپنے وہ ہائے ٹھہرے بھی چنچل کہیں
اس کی طبیعت سے یہ جا چکے چھل بل کہیں　　اس دل بے کل کو تا آہ پڑے کل کہیں
کاش مٹے اس کے یہ وعدے کی کل کل کہیں

کان کو ہو جس سے دکھ بھٹ پڑے سونا وہ یار　　جی کو جو بے کل رکھے کاہے کا ہے وہ سنگار
مجھ کو لگے ہے گراں کیا تجھے ہوگا نہ بار　　دھڑکے ہے سینہ مرا اس[3] کو گلے سے اتار
بوجھ کمر پر نہ دے یہ ترے ہیکل کہیں

مے کے سوا کچھ نہیں ایسے مرض کی دوا　　دل میں ہو دنیا کی جا اور ہو ظاہر گدا
کون سے مذہب میں ہے ایسی فقیری روا　　خاک میں گو تو ملا سر میں ہے وہ ہی ہوا
جل گئی رسی تو کیا کاش جلے بل کہیں

پینے کا مے کے بہت ہائے ہے ہم کو خیال　　گر نہیں ملتی کبھی تو نہیں ہوتا ملال
دیکھ کے ڈرتا ہوں میں آپ کی یہ چال ڈھال　　دیوے نہ تم کو شراب بن لیے گر کچھ[1] کلال
گروی نہ رکھ آئیو سائیں جی کمل کہیں

---

[1] ب۔ ۲۸۹　　چھنجھلا
[2] م۔ ۴۸۱ / ب۔ ۲۸۹　　بٹھا
☆ ش۔ ن۔ ر　　مخمس ندارد
[3] ب۔ ۲۹۰　　اس

واعظ و زاہد کے تو دم میں گر آیا کہیں[1] صرف رگڑوائیں گے خاک پہ تیری جبیں
بات کا کر اعتبار میری ہی اے ہم نشیں ایک سوا کر یقیں دوسرا کوئی نہیں
تا تیری چشم دوبیں ہووے[2] نہ احول کہیں

دل نہ لگے جس جگہ دل کو وہاں بس لگا جلد نکل جائے تو چرخ سے دنیا کے تا
زیر فلک جو کوئی یار رہا سو لٹا[3] مان میرا یہ کہا زلف میں جی مت پھنسا
تو ہے مسافر دلا آج کہیں کل کہیں

تو نے بہت پی ہے مے جان نہ کچھ اس کو کم دیکھ بڑھے ہے نشہ ہائے تجھے دمبدم
جبکہ چلا اٹھ کے میں تب وہ[4] یہ[5] بولا صنم راہ میں غمگیں ذرا رکھیو[6] سنبھل کر قدم
چھین نہ لے محتسب ہاتھ سے بوتل کہیں

---

[1] م۔ ۴۸۲ / ب۔ ۲۹۰ کچھ گر
[2] م۔ ۴۸۳ / ب۔ ۲۹۱ رہوے
[3] ایضاً رہا
[4] ب۔ ۲۹۱ ووہیں یہ بولا صنم
[5] م۔ ۴۸۳ لفظ "یہ" ندارد
[6] ب۔ ۲۹۱ رکھو

اس مخمس کے اختتام پر نسخہ ب میں "تمت تمام شد" کے الفاظ درج ہیں۔ اس کے بعد رباعیات کا آغاز ہوتا ہے۔

قطعاتِ تاریخ

قطعاتِ تاریخ

(۱)

تاریخ اختتام دیوان تاریخ، گفتہ شد در تمام مصرعہ اخیر ناتعمیہ مصرعہ اخیر بے کم وبیش [۱]

فکر میں تاریخ کی دیوان کے یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے
ازسر درد دل اے غمگیں ترا آج دیواں مخزنِ اسرار ہے

۱۲۵۳ھ

(۲)

تاریخ وفات مہاراجہ عالیجاہ دولت راؤ سندھیہ بہادر [۲] گفتہ شد

جبکہ عالی جاہ کا مسکن ہوا باغ جناں فکر میں تاریخ کی غمگیں ہوا گریہ کناں
ملک ہند آباد تھا جس سے کہا ہاتف نے تب اٹھ گیا دنیا سے اب وہ حاکم ہندوستاں

۱۲۴۲ھ

(۳) [۳]

تاریخ مسند نشینی وجلوس جھنکو راؤ سندھیہ بہادر والی [۴] ریاست

”شکر او کہ حق بحق دار رسیدہ

۱۲۴۲ھ

(۴)

تاریخ گریختن بیجا بائی صاحبہ از لشکر ظفر اثر گفتہ شد

فتح و ظفر نصیب مہاراجہ کز سپاہ شد رشتہ توقع بائی گسیختہ
بگریخت از میانہ و تاریخ این فرار غمگیں چنیں نوشت کہ بائی گریختہ

۱۲۴۹ھ

قطعات تاریخ نسخہ الف، ب، م، میں شامل ہیں۔ ذیل میں انھی کا تقابل پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ طبق ب ۳۱۰
الف۔ م عبارت ندارد
۲۔ طبق ب ۳۱۰
الف عبارت ندارد
۳۔ م۔ تاریخ ندارد
۴۔ طبق ب ۳۱۰
۵۔ ایضاً

(۵)[۱]

تاریخ وفات استاد[۲] مصنف دیوان نواب سعادت یار خاں المتخلص بہ رنگیں

جب استاد رنگیں[۳] جہاں سے گئے   تو اک یادگاری رہی ریختی
خرد نے کہا یہ ہی تاریخ ہے   کہ ساتھ ان کے غمگیں گئی ریختی

۱۲۵۱ھ[۴]

(۶)[۵]

تاریخ وفات والدہ میت خاں گفتہ

"بارحمت بہ پیوست" ۱۲۴۴ھ

(۷)[۶]

تاریخ تکیہ خود کہ[۷] در زیر قلعہ تعمیر نمود شدہ[۸]

"ایں تکیہ میر سید علی قادری"

۱۲۴۴ھ- ۱۲۴۵[۹]

(۸)[۱۰]

تاریخ باغیچہ کہ در تکیہ تعمیر کند بندہ بودم[۱۱]

اپنے تکیے کے باغیچہ کی یار   فکر تاریخ میں ہوئے جب ہم
غیب سے یہ ندا ہوئی غمگیں   اس کی تاریخ کہہ[۱۲] تو باغ ارم

۱۲۴۴ھ

---

[۱] م تاریخ ندارد
[۲] طبق ب ۳۱۰
[۳] ب ۳۱۰ رنکی
[۴] ب ناخوانا
[۵] م- تاریخ ندارد
[۶] ایضاً
[۷] ر ۱۵۵، لفظ "کہ" ندارد، یہ تاریخ 'ر'، ۱۵۵ پر بلا عنوان درج ہے۔
[۸] ب ۳۱۱ تاریخ تیاری تکیہ خود نوشتہ شد
[۹] ب ۳۱۱ سنہ ندارد
[۱۰] م- ن- ش- تاریخ ندارد
[۱۱] ب ۳۱۱ تاریخ باغیچہ تکیہ کہ زیر قلعہ ندہ [ناخوانا] واقع است گفتہ شد
[۱۲] ر ۱۵۵ رکھ

(٩)[1]

تاریخ وفات[2] نور چشمی مسماۃ[3] سیدالنسا بیگم دختر[4] خود [ناخوانا][5]

سیدہ نے دنیا سے جب خلد بریں کو رحلت کی　　آنکھوں میں تاریک ہوا تب میری نور مہر و مہ
فکر نہ کر تاریخ کی غمگیں یہ مجھ سے ہاتف نے کہا　　جان کو[6] سعدی کو نکال کے اس سے ہے ہے برخورداری کہہ

١٢٥٢ھ

(١٥)[7]

تاریخ وفات خوش دامن صاحبہ[8]

چونکہ خوش دامن ازیں عالم برفت　　ایں دل غمگیں من [9] از غم فسرد
گفت در تاریخ عقل دور بیں　　از سر ہیہات خوش دامن بمرد

١٢٥٢ھ

(١٦)[10]

تاریخ خطبہ عمردراز خاں

چون [11] ازسرِ عین خواست غمگیں تاریخ　　ہاتف گفتا کہ خطبہ[12] عمردراز

١٢٥٦ھ

---

[1] م- ش- ن　تاریخ ندارد
[2] طبق- ب　٣١١
[3] ایضاً
[4] ایضاً
[5] ناخوانا
[6] ب　٣١١　کی
[7] م- ش- ن　تاریخ ندارد
[8] ب　٣١١　خود
[9] ب　٣١١ / ر　١٥٦　ما از غم
[10] ر- م- ش- ن　تاریخ ندارد
[11] طبق　ب　٣١١
[12] ب　٣١١　خطتہ

(۱۷)[1]

تاریخ وفات مجی سالار خاں بہادر

کہ از دوستان فقیر بودند[2]

جبکہ جنت کو گئے سالار خاں   دل پہ گزرا اپنے حد رنج و الم
غیب سے تب یہ ندا مجھ کو ہوئی   ان کی ہے تاریخ غمگیں درد و غم

۱۲۵۴ھ

(۱۸)

ایضاً

سالار خاں جی مردند   آہ آہا سالار خاں مردند

۱۲۵۴ھ

(۱۹)[3]

تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عیدگاہ کہ ملاں مداری صاحب بنا نمودہ اند

کہ در سرکار عالی جاہ بہادر بسیار محترم بودند

باشندہ اوجینی

تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عیدگاہ[4]

خوب کی ملاں مداری نے بنا   عید گاہ و مسجد دارالسلام[5]
شاعروں نے فکر کی اس بات کی   تا کریں تاریخ ان کی الصرام[6]
از سر وجدان غمگیں نے کہا   ہے یہ مسجد کعبہ ہر خاص و عام

۱۲۵۳ھ

---

[1] ر۔ م۔ ش۔ ن   تاریخ ندارد

[2] ب   عبارت ندارد

[3] م۔ ش۔ ن   تاریخ ندارد

[4] عبارت طبق ر   ۱۵۶

[5] الف۔   ۳۱۰ تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عید گاہ کہ ملاں مداری صاحب بنا نمودہ اند
ب۔   ۳۱۲ تاریخ تعمیر عید گاہ کہ ملاں جی بنا نمودہ اند گفتہ
الف۔ عید گاہ مسجد و دارر السلام

[6] طبق ب   ۳۱۲

(۱۹)[1]

تاریخ وفات مرزا دایم بیگ برادرزادہ مرزا قاسم بیگ توجینی بدست فقیر فقر شدہ نام او بیرنگی[2]

شاہ بیرنگی کہ محو دید بود   مرد چون خود فرصت دید اند کی است
گرچہ غمگیں گفت تاریخ وفات   زندگی و موت بیرنگی یکی است
از بقا از فنا سر دور کن   گر ترا در واقعی بودن شکی است

۱۲۵۴ھ

(۲۰)

تاریخ کشتہ شدن غلام رسول خاں

پسر نصرت [ناخوانا] از دست آدم حرمت خان ظالم[4]

کچھ عجب آدمی ہے حرمت خاں   دس روپے کے کڑوں پہ ہو دلشاد
قتل اک طفل کو کیا افسوس   جو سنے ہے کہے ہے وا فریاد
نام تھا طفل کا غلام رسول   ہوگیا جب شہید وہ ناشاد
نعش کو اس کی دیکھ[5] کر زن و مرد[6]   رو رو کرتے تھے داد اور بیداد
اور کہتے تھے ہائے حرمت خاں   نہ رہے گا یہ نور گنج آباد
اس میں ورثا[7] نے طفل کے ناگاہ   کردیا دو کا خون وا فریاد
کچھ نہ پوچھا کہا نہ حاکم سے   اور نہ کچھ شرع[8] کا لیا ارشاد
جب کہا ایک نے یہ غمگیں سے   اس کی تاریخ تم کہو استاد
از سر داد[9] تب انھوں نے کہا   خون حق کو بھی کردیا برباد

۱۲۵۵ھ

---

[1] ر- ش- ن- تاریخ ندارد
[2] ب- ۳۱۲- عبارت ندارد
[3] ش- ن- تاریخ ندارد
[4] م- ب- عبارت ندارد
[5] ب ۳۱۳ دیکھ زن اور مرد
[6] ر ۱۵۷ نعش کو اس کی دیکھ زن اور مرد
[7] م ۳٦۸ / ب ۳۱۳ ورثہ
[8] م ۳٦۸ شرع شرع
[9] م ۳٦۸ درد

(۲۱)[1]

تاریخ وفات جمعدار احمد خان آوان[2]

احمد خاں چونکہ رخت از عالم برد   زین[3] دل دوستاں نہایت افسرد
غمگیں تاریخ از سرحق ایں گفت   ہیہات کہ جمعدار بر باطل مرد
۱۲۵۵ھ

(۲۲)[4]

تاریخ سقط شدن شیخ عباد کہ گاہے درزندگی بطریق [ناخوانا][5]

چون شیخ عباد شد سقط آہ   از غم نہ چہا گذشتہ آہا
کردم چو بغور فکر تاریخ   غمگیں من دل شکستہ آہا
آمد بخیال از سر ہم   آفات عباد رفتہ آہا
۱۲۵۵ھ

(۲۳)

تاریخ[6] تعمیر مکان جان صاحب متخلص بہ قلندر این کرنیل جیکم صاحب[7]

بنا کرد چوں جان صاحب مکان   بشد فکر تاریخ غمگیں ادق
ندا آمد از غیب در گوش جان   مقام قلندر بود عرش حق
۱۲۵۵ھ

(۲۴)

تاریخ تولد برخوردار علی احسن[9]

از فضل خدا شد علی احسن دلبند   در شہر حج اکبر از مہ دہ چند
غمگیں چو بفکر سال او دادم دل   تاریخ تولد شدہ فرخ[10] فرزند
۱۲۵۵ھ

---

[1] ر، ش ن   تاریخ ندارد
[2] ب ۳۱۳   عنوان ندارد
[3] م ۴۲۹/ ب ۳۱۳ زین غم دل
[4] ر ش ن   تاریخ ندارد
[5] ب   عنوان ندارد
[6] ش، ن   تاریخ ندارد
[7] ب   عنوان ندارد
جان جیکب
[8] ش، ن، ر   تاریخ ندارد
[9] م، ب   عنوان ندارد
[10] ب ۳۱۴   فرح

(۲۵)[1]

تاریخ تولد پسر خواجہ ابوالحسن اکبر آبادی ابن خواجہ عبداللہ[2]

صد شکر کہ صنع مصور سے فرزند خواجہ ابوالحسن   من حیث[3] ضیا طالع ہے واللہ یہ مہرو مہ سے یہ
فکر تاریخ تولد میں ہاتف نے بگوش خرد یہ کہا   اس کی یہی تاریخ ہے غمگیں برخوردار ہوا ہے یہ
تاریخ ندارد

(۲۶)[4]

تاریخ جوتی[5] یا بائن گر کہ آشنائے قدیم ایں فقیر بود

رفت چون زین جہاں جوتی با   دلم آزردہ گشت و خاطر زار
جستم از پاس دوستی تاریخ   شد ز باطن بما چنیں اظہار
پنجہ و سہ کہ سال عمرش بود   دور کن از زمانہ غدار
۱۲۵۵ھ

(۲۷)

تاریخ وفات برادر صاحب وقبلہ سید احمد میر خاں مرحوم

جب بڑے بھائی سید احمد میر[6]   صفت موت سے حیات ہوئے
سر جان قطع ہوتی ہے غمگیں   ہے یہ تاریخ عین ذات ہوئے
۱۲۵۱ھ

(۲۸)[7]

تاریخ وفات برادر صاحب وقبلہ سید میر خاں[8]

چون صاحب میر خاں اخی اشفق   از بام فنا[9] بے خود و مستغرق
غمگیں تاریخ گفتہ شد از سر جان   زیر قدم رسول افتاد بحق
۱۲۵۶ھ

---

[1] ش- ن- ر- تاریخ ندارد
[2] م- ب عنوان ندارد
[3] الف ۳۱۲ حنت
[4] ر- ش- ن تاریخ ندارد
[5] الف جونا بائن
[6] م ۴۶۹ امیر
[7] ش- ن تاریخ ندارد
[8] ر ۱۵۷ برادر صاحب قبلہ سید صاحب میر خان مرحوم
ب- م عنوان
[9] ر ۱۵۷ فتادہ / ب ۳۱۵ فتاد / ر ۱۵۷ فنا وبے خود

(۲۹)[1]

تاریخ وفات حکیم میر اسد علی او جینی در سرکار مہاراجہ عالی جاہ بہادر بسیار ممتاز بودند[2]

چون سید اسد علی زا قطاب[3] دین   کردند سفر بعالم علیین
تاریخ وصال گفت[4] با من ہاتف   رفتند بجت از جہاں اے غمگیں

۱۲۵۶ھ

(۳۰)[5]

تاریخ وفات مرشدان مرشد
قطب الاقطاب واقف سر دلایات
جناب حضرت شاہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ

زیں جہاں فرمودہ رحلت چون سوئے دار بقا   قطب عالم شاہ بوالبرکات احرار دویم
سرفرو بردم پس اندر فکر تاریخ وفات   ہاتفم گفتا مشو چنداں دریں[6] اندیشہ گم
دور کن غمگیں ازیں مصراع ہر لفظ مضاف   لیل آدینہ مہ رمضان تاریخ نہم

۱۲۵۶ھ[7]

(۳۱)

تاریخ وفات شیخ قادر بخش او جینی
کہ از رفیقاں ایں فقیر بودند[9]

شیخ جی تھے یار یکساں ظاہر و باطن میں آہ   کیوں نہ پھر رہویں وہ بعد از مرگ میرے یار غار
کیا کہوں تاریخ رحلت فکر کر تو نام میں   شیخ قادر بخش ہی تاریخ ہے پر بے خار

۱۲۵۶ھ[10]

---

[1] ر۔ ش۔ ن۔   تاریخ ندارد
[2] م۔ ب   بلا عنوان
[3] الف ۳۱۲   اقطات
[4] م ۴۷۰   گفتہ باشد ہاتف
[5] ش۔ ن   تاریخ ندارد۔ نسخہ م / ب میں بلاعنوان۔ نسخہ م میں پہلے دو مصرعے ناخوانا ہیں۔
[6] ب ۳۱۵ /م ۴۶۸ / ر ۱۵۷   دریں
[7] ب   سن ندارد
[8] ر، ش، ن   تاریخ ندارد
[9] ب ۳۱۶   بلا عنوان
[10] م ۴۷۱-۱۲۶

(۳۲)[۱]

تاریخ جناب میر اصغر علی پسر مرحوم علی خاں خوشی کہ از رفیقاں فقیر بودند

میر اصغر چوں[۲] ازیں عالم برفت   آمد از ہاتف چنین غمگیں ندا
گر تو خواہی سال تاریخ وفات   دل ز اصغر کن بروں شد او فنا

۱۲۵۷ھ

(۳۳)[۳]

تاریخ وفات ہمت بہادر جمعدار دکھنی سرکار مہاراجہ عالی جاہ بادرہ از قدیم در رسالداران شدن بود[۴]

بود سردار دکن ہمت بہادر نامور   از وطن ہمراہ عالی جاہ شد دراین دیار
روز جمعہ و از مہ شوال بدبست سیوم   کہ این چنین جانکاہ واقع شد بہ شہر گوالیار
چون شدم اندوہ گیں در فکر تاریخ وفات   آمد از ہاتف بگوشم این[۵] ندابی اختیار
قطع کن غمگیں سرِ دنیا و تاریخش بگو   داد جان آسان بحق ہمت بہادر جمعدار

۱۲۵۶ھ

(۳۴)[۷]

تاریخ مکانی برائے بود و باش خود تعمیر نمودہ می باشم[۸]

تعمیر مے کدہ ہی نہیں صرف یہ ہوا   دیر و حرم سے جان نہ تو اس کو کچھ جدا
واللہ قطع ہوتے ہی غمگیں سر دوئی   تاریخ اس مکاں کی ہوئی خانہ خدا[۹]

۱۲۵۷ھ

---

[۱] ر- ش- ن   تاریخ ندارد
[۲] طبق ب ۳۱۶ / م ۴۶۹
الف ۳۱۳   چو
[۳] ر- ش- م- ن   تاریخ ندارد
[۴] ب   بلا عنوان
[۵] ب ۳۱۶   ایں
[۷] م- ش- ن   تاریخ ندارد
[۸] الف ۳۱۳   عبارت ناخوانا
[۹] ب ۳۱۷   قطع تاریخ بلا عنوان

(۳۵)

تاریخ وفات ہمشیرہ صاحبہ قبلہ[۱]

گشت چوں آن عفیفہ[۲] را افسوس   مرض بے تمیز ذات الجب
ہاتفم گفت از سر عبرت   گشت تاریخ نیز ذات الجب

۱۲۵۷ھ

(۳۶)

تاریخ ختم قرآن سائیں صاحبہ درنہ ماہ کردند بطور ناظرہ[۲]

سائیں بیچارگان[۳] ضعیف است و نحیف   در نہ مہ ختم کرد قرآن شریف
ختم مصحف نوشت غمگیں تاریخ   بنگر نظر دقیق و گفتار لطیف

(۳۷)

تاریخ وفات مہاراجہ جھکوراؤ سندھیہ بہادر [ناخوانا]

آیا کیا مادہ ہے یہ اپنے ہات   ہے گو غلطی العالم مگر خوب ہے بات
کہ قطع سر درد کہ یہ ہے تاریخ   ہجروں نے مہاراج کو مارا ہیہات

۱۲۵۹ھ

(۳۸)

تاریخ گرفتار شدن و بیرون کردن از لشکر دادخا جنگی والہ را

چونکہ داد[۷] برون شد از لشکر   فوج محفوظ ز جنگ و جدل
بحکم مریخ منقلب گردید   زہرہ رقصید با ہزار خلل
ہاتفم گفت آہ سر وحشت   سال تاریخ شد غروب زحل

۱۲۵۹ھ

---

[۱] ش- ن   تاریخ ندارد
ب- ۳۱۷   عبارت ندارد
[۲] م ۴۷۰   عزیزہ
[۳] م- ر- ش- ن   تاریخ ندارد۔
[۴] ب ۳۱۷   بیچارہ گان
[۵] م، ب- ر- ش- ن   تاریخ ندارد
[۶] م- ر- ش- ن   تاریخ ندارد
[۷] ب- ۳۱۷   دادا

(۳۹)

تاریخ شکست لشکر مہاراجہ جیاجی از صاحبان[1]

ہاتف نے کہا یہ مجھ سے ہے سب شامت
تھی فتح تیری شکست میں نفس پرست
غمگیں کر قطع اب سر طبل رحیل
اس جنگ کی تاریخ ہوئی فتح شکست

(۴۰)

ایضاً

سن بارہ سو اونسٹھ میں پڑا چھچہ سکرواراہ
ساتویں تاریخ ذالحجہ کی فرنگی جیتا یہ ہارا
۱۲۵۴ھ

(۴۱)

تاریخ وفات خواجہ قانون رحمۃ اللہ علیہ کہ پیش ازیں نوشتہ فقیر تاریخ دریافت نمودہ نوشتہ است[3]

خواجہ قانون یعنی قطب گوالیار
چون فنا گشتند در ذات الہٰ
از سر ہیہات تاریخ وفات
گفت غمگیں قطب وقتش بود آہ[2]

(۴۲)

تاریخ[ناخوانا] علیم اللہ چوں علیم اللہ صدیقی گذشت

چوں علیم اللہ صدیقی گذشت
ہشتم ذوالحجہ و وقتِ پگاہ
در نظر از رنج ان یار قدیم
روز روشن شد برنگِ شب سیاہ
از سر ہیہات تاریخ وفات
گفت غمگیں شیخ کمل بودہ آہ
۱۲۶۰ھ

---

[1] م- ر- ش- ن تاریخ ندارد
[2] ب- م- ش- ن تاریخ ندارد
[3] م- ش- ن تاریخ ندارد
ب بلا عنوان
ب- ۳۱۸ عبارت ندارد
[4] ب ۳۱۸ مصرع ناخوانا
ـ ب- ر- ش- ن تاریخ ندارد

(۴۳)

جناب قطب الاقطاب[1] جناب خواجہ ابولبرکات[2]

وہ ظہور تام جب پنہاں ہوا
ہوگیا تاریک نور مہر و مہ
غیب سے تب یہ ندا آئی مجھے
فکر میں تاریخ کی غمگیں نہ رہ
از سر درد اور لفظ آہ تو
قطب العالم شاہ ابولبرکات کہہ[3]

(۴۴)[4]

بے کلو چو کرد زیں جہاں شرم و حجاب
غمگیں گفتا کہ بشنوید ای احباب
وقتیکہ فنا شد اسمش اندر اسما
تاریخش گشت یا غفور وہاب

(۴۵)

بے کلو ز توبہ رخت چون در جنت
بردند عدوے موماناں صد حسرت
از بہر وصال او ز غمگیں ہاتف
تاریخش گفت مستحق رحمت

(۴۶)

تاریخ وفات جناب خواجہ ابوالحسین چھوٹے بھائی

ابوالحسین مظہر برکات حق
تھی انھیں نسبت خدا سے اک نئی
از سر ہیہات ہاتف نے کہا
میر حیدر نسبت جذبی گئی

۱۲۶۳ھ

---

[1] ب۔ ر۔ ش۔ ن تاریخ ندارد
[2] م۔ ۴۶۷ میں "تاریخ بڑی صاحب قدس سرہ کے نام سے یہ تاریخ درج ہے۔
[3] م۔ شعر ندارد
[4] ر۔ ب۔ ش۔ ن تاریخ ندارد
[5] ب۔ ر۔ ش۔ ن تاریخ ندارد
[6] الف۔ ب۔ ش۔ ن تاریخ ندارد

‘‘مخزن اسرار’’ (دیوان غمگین) بنارس ہندو یونی ورسٹی، یو۔ پی انڈیا
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مخزونہ: کتب خانۂ خاص۔ انجمن ترقیِ اردو۔ کراچی
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

دیوانِ غمگین: مخزونہ: نیشنل لائبریری، لائبریری۔ اسلام آباد
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مملوکہ: حمیدالدین شیخ، حیدر آباد۔ سندھ
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مخزونہ: کتب خانۂ خاص۔ انجمن اردو۔ کراچی

[illegible]

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی جسنی جو کلام کیا اپنی یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہہ ہے کہ حق تعالیٰ سے اوسنے اپنا ظہور تام کیا
لاجابت ہے مہ الغمگین ہر تیری فکر نے ہی کام کیا

حمد و نعت میکند و بعالم تشبیہ تنزیہ و تشبیہ جو ذراسی ہی سید علی عرف حضرت جی متخلص غمگین متوطن دہلی مدفن لامکان قل ہو اللہ احد اللہ الصمد کا ظہور او ہر سینہ محمد لم یلد و لم یولد و حقیقت باطن او بر سینہ منتہا و لم یکن لہ کفوا احد در چینہ کالہ موزون بحالات صوری و معنوی [illegible]

[illegible]

از سر حیات تاریخ وفات   گفت غمگین شیخ کمل برده آه
۱۲۸۶
بخط فرصت الاقتدار جناب حواجه ابو [illegible]

وه که شد نام نی پنهان هوا   مو گلیبا تاریک بحر سهر و سه
غیبت شیخ شیبه بنداری بحبی   فکر بین تاریخ که شمکلین تر ه
از سر و رو اد ره ظ آه تو   نعت العالم شاه ابوالبرکات که

بلبلک چو کرد ز جهان سر بحجاب   غمگین گفته شنو ای احباب
و ظنکه نه شد انمس اندر سما   تاریخش گشت با غفور مآب

بلکه کلوز تو به رفت چون رفت   مرز به بلدی سو شاه حسرت
از بهر وصال از غم گین الف   تاریخش گفت مستحق رحمت

زن اسرار (دیوان مگین) بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔پی انڈیا

صفحہ اوّل و آخر کا عکس

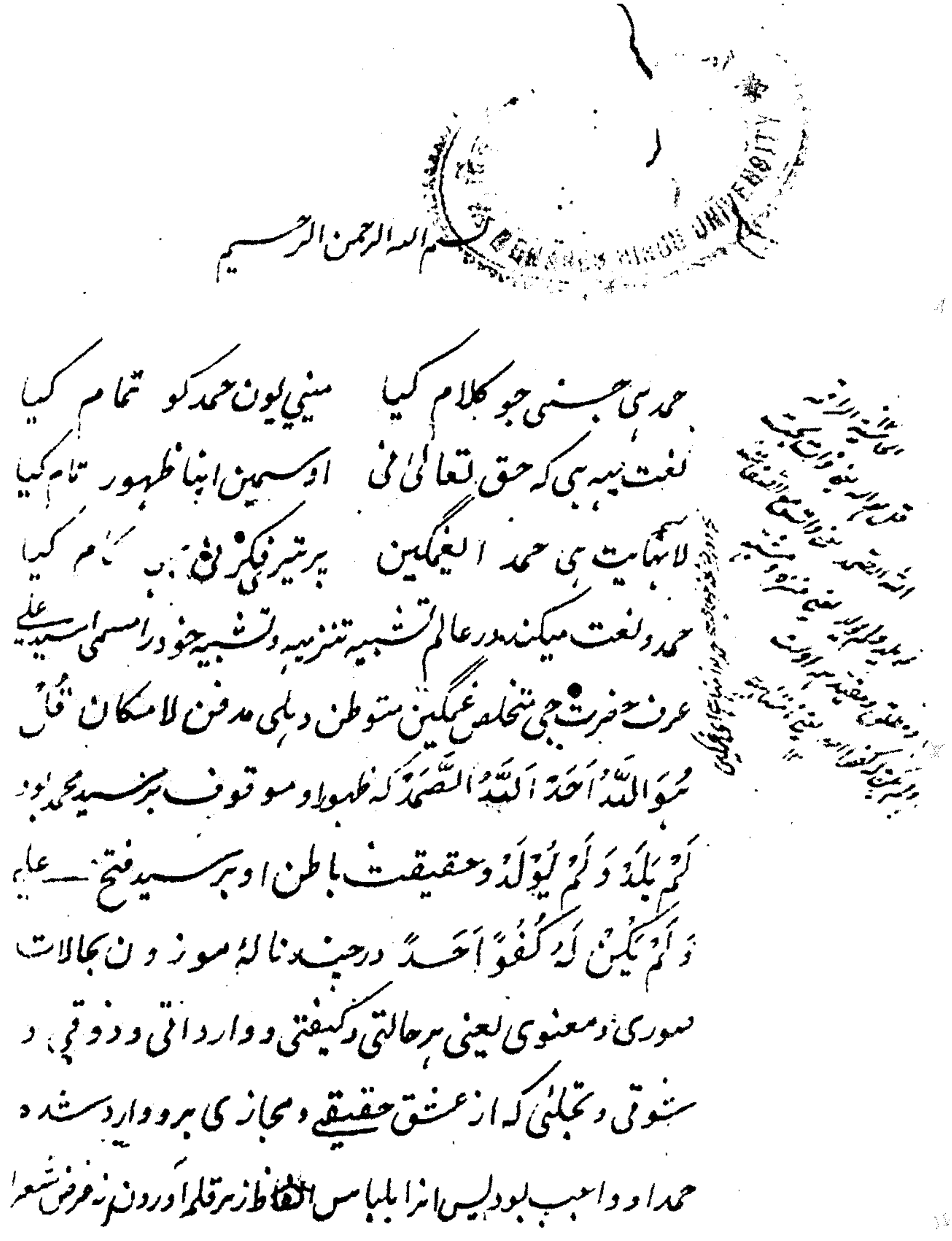

BENARES HINDU UNIVERSITY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی جسنی جو کلام کیا — مینی یون حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہی کہ حق تعالی نی — اوسمین اپنا ظہور تام کیا
لانہایت ہی حمد الغمگین — پر تیر فکر نی [illegible] تمام کیا

حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تنزیہ و تشبیہ خود را مسمی است سید علی
عرف حضرت جی متخلص غمگین متوطن دہلی مدفن لامکان قُل
ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ کہ ظہور او موقوف بر سید محمد بود
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ و حقیقت باطن او بر سید فتح علی
وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ در چند نالہ موزون بحالات
صوری و معنوی یعنی ہر حالتی و کیفیتی و وارداتی و ذوقی و
شوقی و تجلی کہ از عشق حقیقی و مجازی برو وارد شدہ
حمد او واجب بود پس انرا بلباس الفاظ بر قلم آوردن نہ غرض شعر

خواجه خانون یعنی قطب گوالیار   چون فنا گشتند در ذات اله

از سر هیهات تاریخ وفات   گفت

این ندا آمد ز ارباب محمد فرد بیرون ز [illegible] [illegible] در علیا کنند بالا

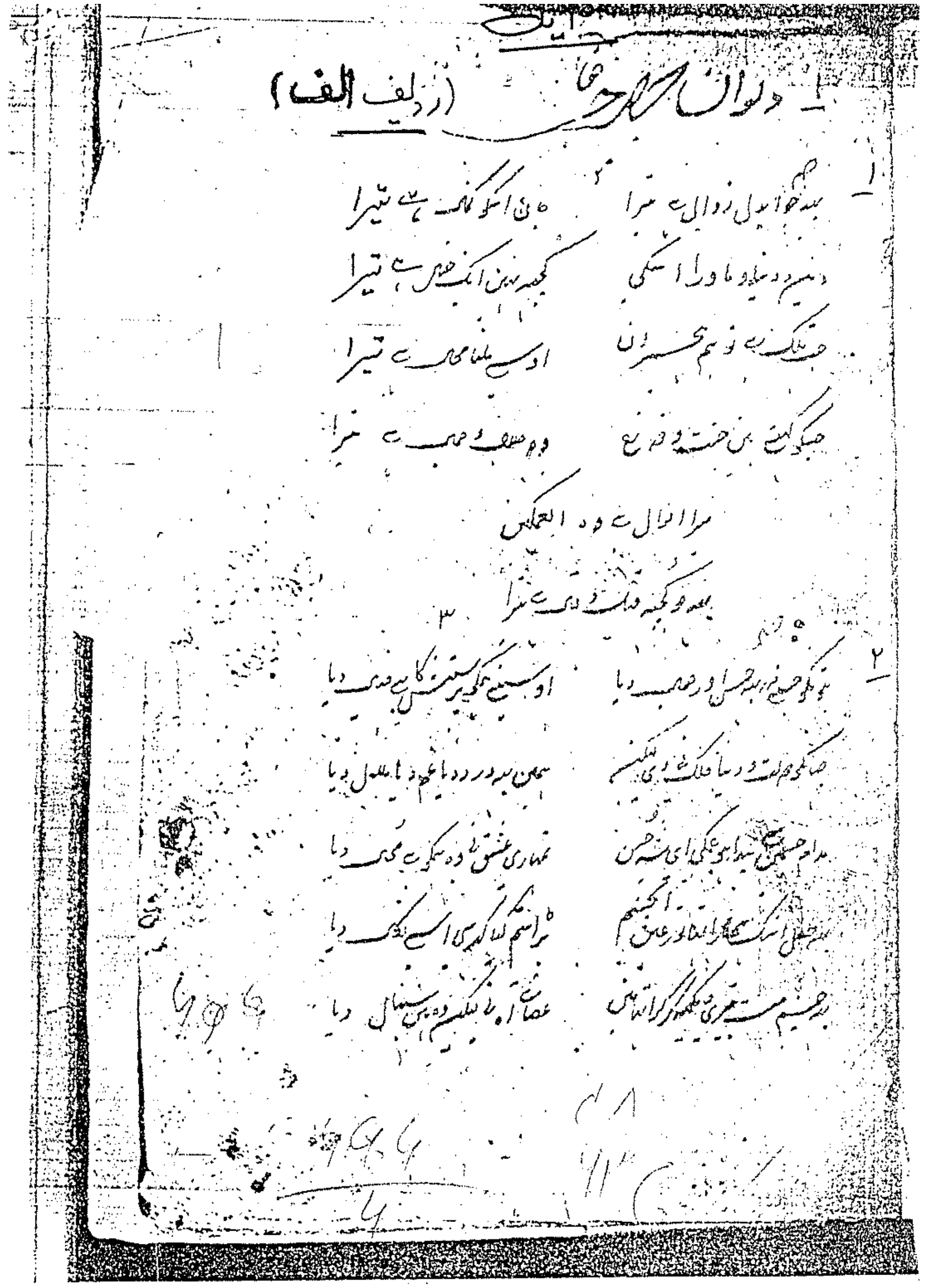

(ردیف الف)

دیوانِ غمگین: مملوکہ: حمید الدین شیخ، حیدر آباد
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

مجھ کو اُن کو دیکھ کر تو جدا دیکھا اور گلے [illegible]

جو وہ کہ [illegible] تو [illegible] گئے نہیں

فاتحہ کو اٹھے [illegible] اور [illegible]

شور [illegible] عشق [illegible]

ردیف نون

۱ [illegible] دیکھنی [illegible] گئے نہیں

[illegible]

ردیف یے

۱ جو زر عملی جدا رسیدہ ہے ، ہم تو عالم [illegible] دل [illegible] ہے

[illegible] تو وہ [illegible] شنیدہ ہے

[illegible] دیکھی [illegible]

[illegible] کشیدہ ہے

[illegible] اور [illegible] کشیدہ ہے

[illegible] ایک [illegible] ہے

وہ [illegible]

[illegible] عملی تو [illegible]

صاف [illegible]

1/3805

21

۱۳۶۹

۹۲۰

۱۴۳۱

۱۱۹۲

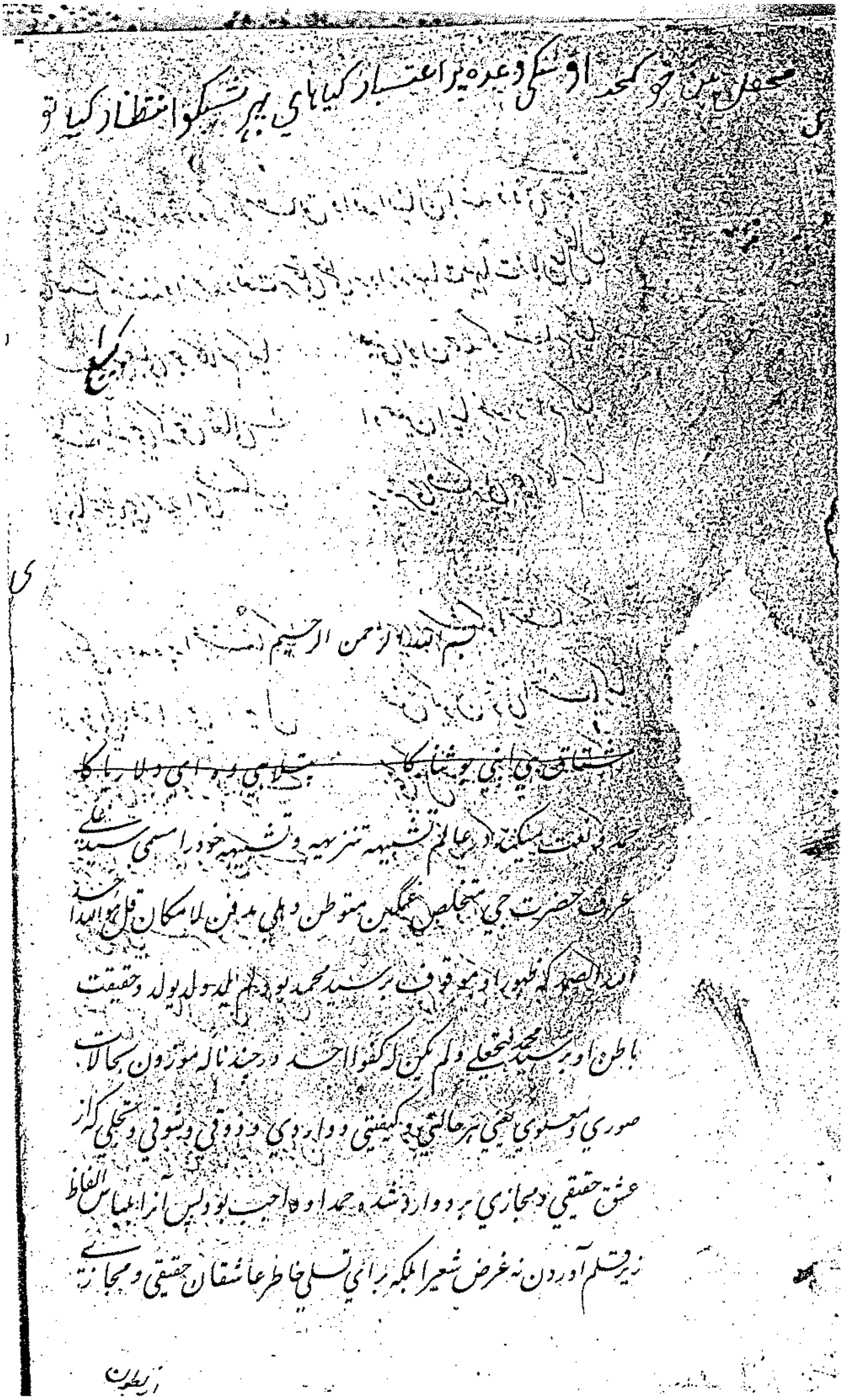

محفل میں جو کہ تجھ اوسکی وعدہ پر اعتبار کیا ہای پھر جسکو انتظار کیا تو

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

~~مشتاق ہی اپنی پوشاک کا ہی وہ اپنی دلربا کا~~

حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تنزیہہ و تشبیہ خود را اسمی سید علی
عرف حضرت جی متخلص غمگین متوطن دہلی مدفن لامکان قل ہو اللہ احد
اللہ الصمد کہ ظہور او موقوف بر سید محمد بود و لم یلد و لم یولد و حقیقت
باطن او بر سید محمد متجلی و لم یکن لہ کفوا احد در چند نالہ موزون بحالات
صوری و معنوی یعنی ہر حالتی و کیفیتی و واردی و ذوقی و شوقی و تجلی کہ از
عشق حقیقی و مجازی بر دو وارد شدہ حمد او واجب بود و پس آنرا بلباس الفاظ
زیر قلم آوردن نہ غرض شعر البتہ برای تسلی خاطر عاشقان حقیقی و مجازی

دیوانِ غمگین: مخزونہ: نیشنل لائبریری، لائبریری۔ اسلام آباد
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

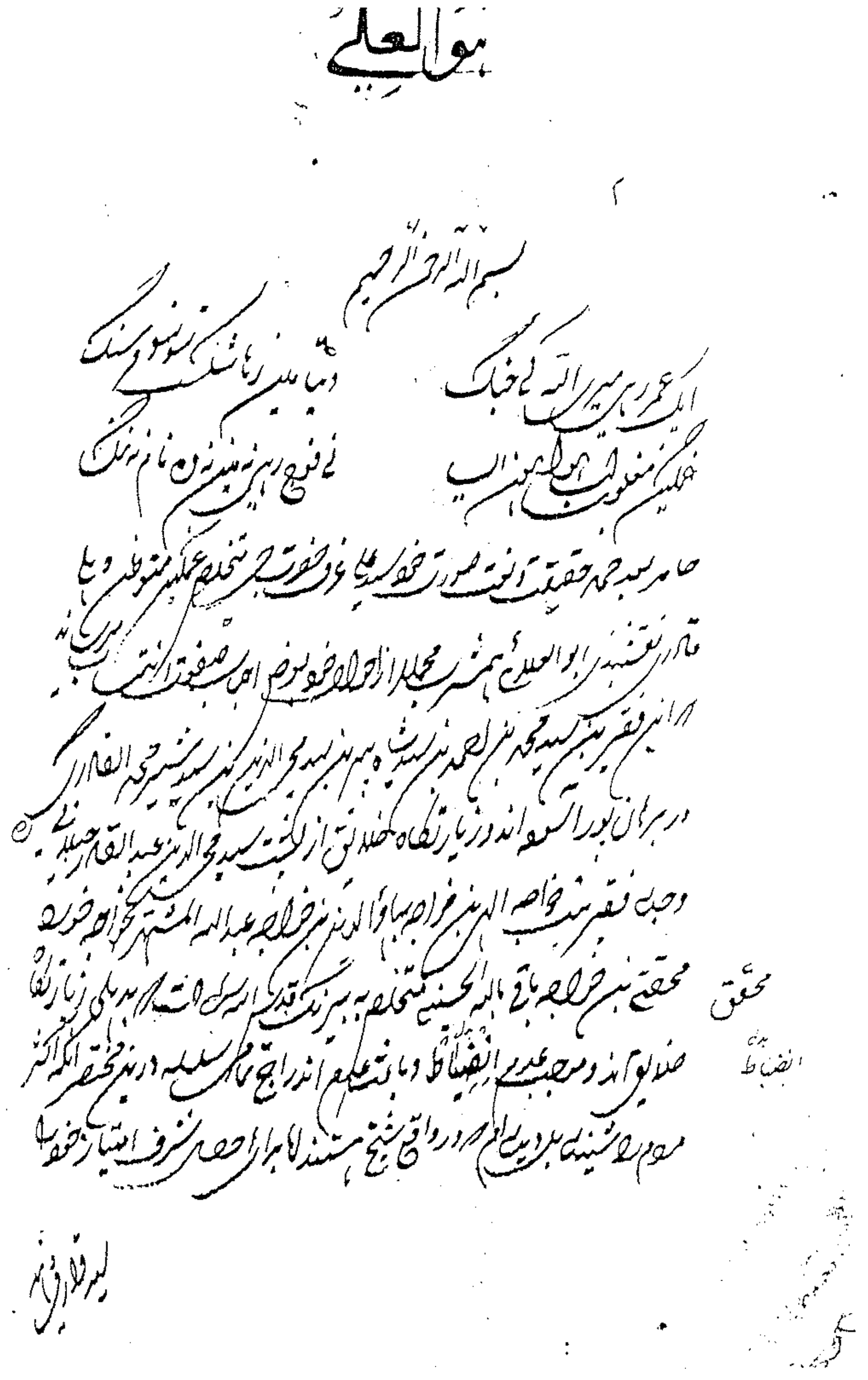

هو العلی

بسم الله الرحمن الرحیم

مکاشفات الاسرار: مخزونہ: بنارس ہندو یونی ورسٹی۔ یو۔ پی انڈیا
صفحہ اوّل و آخر کا عکس

و تو اتفاق ہے صحبت

دی تجکو ہے جسنے دین و دنیا سے نجات غمگین نہیں اور کوئی جز بو البرکات
اپنی ہی وقت کا یہ قطب عالم کیا تجسے بیان کروں میں اوسکے حالات
عارف جہان تھے میان صابر بخش قطب دوران تھے میان صابر بخش
تعریف کروں میں اور کیا اے غمگین کامل انسان تھے میان صابر بخش
غمگین کہوں تجسے کیا میں اونکا احوال مصرع اخیر سے ذرا کر تو خیال
پڑتا نہ تھا ہدیہ میں تمہارا اونکی نظر بس دید میں جنکے محو تھے حاجی لال
ہیں خواجہ ابو الحسین وہ صاحب حال تھا قلب بھی طرف انکی گر کریں اپنا خیال
تو اوسکے بھی قلب ماہیت ہو جاوے ہر چند ہے قلب ماہیت امر محال
ہو مجکو نہ بو الحسین سے گر الفت اور اوسکا کہیں نہو میسر صحبت
تو اوسکو یقین جان غمگین واللہ حاصل ہوتی نہ بو العلائی نسبت
توحید نہیں جو گفتگو میں آوے توحید ہے یہی جو میں نہ تو میں آوے
غمگین باتیں ہیں یہ سب فہم الٰہی کس طرح حال ہے جو تو میں آوے
کب تک کروں درد مخفی کا اپنے بیان کب تک کروں اپنے تئیں پوشیدہ عیان
غمگین ہے آہ کم بہت فرصت عمر اور قصہ حال ہے میرا بے پایان

THE GOVERNMENT OF INDIA
DELHI MSS.

[illegible]

ایضاً

پیرایہ میں عمر کا جو نکہ آیا وہ ہمنے بیان حال سب تجسے کیا
جو قال ہے مثنوی میں اپنا احوال غمگین وہ حکایات سے ہمنے رکھا
بکنے کی حد ہی نہیں کچھ اے مست الست کیا کام ہے پند سے تجھے بادہ پرست
مصراع کرے ہے یہ کفایت غمگین در خانہ اگر کس است یک حرف بس است
کس طرح کوئی کرے زبان کی باتیں آتی نہیں نطق میں جہان کی باتیں
جو باتیں دل کی ہیں ای غمگین دل ہی سے بیان کرے باتیں
غمگین معذور رکھ محبت ای یار جو جی میں ہے کس طرح کروں میں اظہار
جو جا تقلید کا ہے عالم میں بہت اس سے کہ بیان اکثر اسرار
غمگین ہے زباں یہ تیری جو چند عارف کو ہے اس طرح سے ایک بو
ذرہ میں کیا ہے مہر کو جو پنہاں دریا کو کیا ہے تو نے کوزہ میں بند

[illegible]

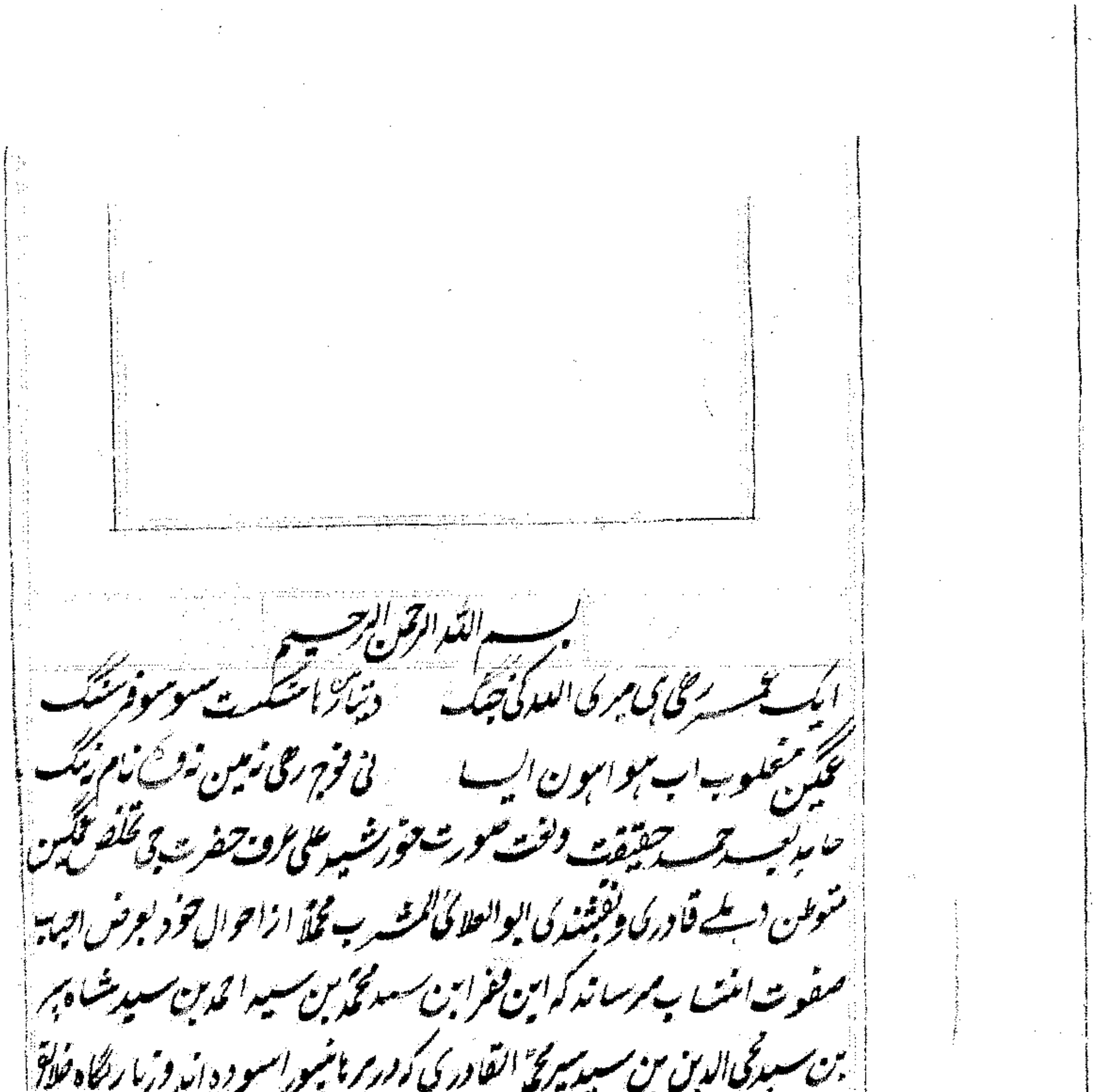

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عمر رہی ہی مری اللہ کی جنگ   دنیا سین ہا شکست سو سو فرسنگ
نگین مغلوب اب ہوا ہوں ایسا   کی فوج رہی زمین نہ نام نہ ننگ

حامد بعد حمد حقیقت و نعت صورت خورشید علی عرف حضرت جی تخلص نگین متوطن دہلی قادری و نقشبندی ابوالعلائی المشرب مجملا از احوال خود بعرض احبابہ صفوت انتساب میرساند که این فقیر ابن سید محمد بن سید احمد بن سید شاہ پیر بن سید محی الدین بن سید میر محمد القادری که در برہانپور آسوده اند و زیارتگاه خلائق اند از اولاد محی الدین سید عبد القادر جیلانی است رضی اللہ تعالی عنہ و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و جده فقیر بنت خواجه الہی بن خواجه بہاء الدین بن خواجه عبد اللہ مشہور بخواجه خورد و محقق ابن خواجه باقی اللہ المحبے متخلص به بیرنگ قدس اللہ اسرارہم است که در دہلی زیارتگاه خلائق اند و موجب عدم انضباط و باعث عدم اندراج تمامی سلسله درین مختصر آنکه اکثر مردم را شنیده بلکه دیده ام که در واقع شیخ ہستند اما برای حصول شرف اعتبار خود را سید قرار میدہند

پس

مکاشفات الاسرار: مخزونہ: بنارس ہندو یونی ورسٹی۔ یو۔ پی انڈیا

صفحہ اوّل و آخر کا عکس

پیرایہ میں جو رباعی کی آیا
وہ معنی بیان حال جیسی کیا
جو قائل مثنوی ہیں از پنا جلوا
غمگین وہ حقایق بہ نہجی زیبا

بلکی کی صد ہی ہی کہ ای مست الست
کیا کام ہی سیند سی تحمی یاد ابات
مصرع رباعی ہی بہ نقاب غمگین
در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

کس طرح کوی کری وہ کیسی باتیں
آتی ہیں نقط حیا کی باتیں
جو باہر ہے وہ نکلی کیسی غمگین
واللہ کہ سب ہیں وہ بیانکی باتیں

غمگین معذور رکھو جی اسی یار
جو جیسی کی سطح کرو تم اظہار
جو جا نعلبند ہا ہی عالم میں بہت
اشعار کی بیان آتش سرار

غمگین ہیں رباعیات میری جتنا
عارف کری کی سطح نہ برآیت تو شاید
دو رہ ہیں کیا ہی بہ تو پوشیدہ
دریا کو کیا ہی تو نی کوزہ میں بند

بیت الحکمہ، ہمدرد لائبریری۔ کراچی

فہرست مضامین مرآت الحقیقت

صفحہ	نمبر	مضمون
۱	۱	تمہید
۳	۲	حقیقت اسم [illegible]
۶	۳	حقیقت انسان کامل
۸	۴	حقیقت احدیت وحدیہ وحدانیت
۱۰	۵	حقیقت اصطلاحات نقشبندیہ
۱۳	۶	حقیقت لطائف عشرہ
۱۵ ۱۶	۷	حقیقت اقسام قلب حقیقت بینای دل را البصیرت گویند
۱۷	۸	حقیقت نفی اثبات
۱۷	۹	حقیقت مراقبہ
۱۸	۱۰	حقیقت طریقہ نفی اثبات
۱۹	۱۱	حقیقت طریقہ ذکر
۲۰	۱۲	صلوۃ وسطی
۲۰	۱۳	حقیقت ذکر و ذاکر مذکور
[illegible]	۱۳	حقیقت مرید و المرید
۲۵	۱۴	[illegible]
[illegible]	۱۴	حقیقت [illegible] نفس
۳۳	۱۵	حقیقت [illegible]
۳۴	۱۶	حقیقت کفر
۳۵	۱۷	حقیقت قرآن
۳۶	۱۸	حقیقت شریعت [illegible]
۳۷	۱۹	حقیقت [illegible]
۳۹	۲۰	حقیقت واجب الوجود و ممکن الوجود
۴۰	۲۱	حقیقت جبر و اختیار [illegible]
[illegible]	۲۲	حقیقت [illegible] و کرامات

صفحہ	نمبر	مضمون
۴۲	۲۴	حقیقت معاصی
۴۴	۲۵	حقیقت ولایت
۴۶	۲۶	حقیقت [illegible]
۴۷	۲۷	حقیقت معرفت
۵۰	۲۸	حقیقت تصوف
۵۲	۲۹	حقیقت فقیر و فقرا
۵۳	۳۰	حقیقت طبقہ ملامتیہ
۵۳	۳۱	حقیقت طبقہ قلندریہ
۵۴	۳۲	حقیقت طبقہ رندیہ
۵۵	۳۳	حقیقت طبقہ قلاش
۵۵	۳۴	حقیقت طبقہ زاہد
۵۵	۳۵	حقیقت طبقہ زاہد بالنفس [illegible]
۵۵	۳۶	حقیقت شیخ
[illegible]	۳۷	حقیقت طبقہ رجال
۵۷	۳۸	حقیقت اقطاب
	۳۹	حقیقت ابدال
	۱۶	بازیگر رجال

ضمائم

Ancestral Line of Hazratji Family

Hazratji family is Syed, Hashmi, Hasani-O-Husaini Qadri

Prophet Ahmed Mujtuba Mohammad Mustafa Sallam

Daughter Fatima-ul-Zehra
married to
Ali Murtuza, Son of Abu Talib

Syed Imam Hasan
Syed Hasanul Munsa
Syed Abdullah Soofi.
Syed Moosa Joon
Syed Abdullah Al Maroof Shiekh Swaleh Abul Hasan
Syed Moosa Sani
Syed Daood Saifullah,
Syed Saifullah Roomi,
Syed Zahid
Syed Wali Abdullah
Syed Abi Swaleh Moosa Jangi Doste Haq.

Syed Imam Husain
Syed Imam Zainul Abidin
Syed Imam Baqar
Syed Imam Jafar al Sadiq,
Imam Syed Ali-al-Arbad,
Syed Mohammad Raza,
Syed Ali Ala alias Ala Uddin,
Syed Abdullah Ibnul Kamal
Syedul Tahir
Abi-ul Jamal Syed Mohammad Raza
Ummul Khair Fatima

Syed Abi Swaleh Moosa Jangi Doste Haq. *married to* Ummul Khair Fatima

Ghaus Samdani Syed Mohi Uddin
Mohammad Shiekh Abdul Qadir Jilani.
Syed Saif Uddin Abdul Wahab
Abul Fateh Suleman
Abul Hai Abdul Rehman Daud
Jamal Uddin,
Zainul Abidin
Mohi Uddin Abdul Razzaq
Taj Uddin Abul Fazal
Sharf Uddin Abul Wafa
Noor Uddin Mohammad Abul Yahya
Abdul Karim Abul Wafa
Syed Mohammad Ilias Shaheed
Syedul Huda Khwaja Ahmad ×
Sher Mohammad Qadri
Syed Abdul Razzaq Syed Mohi Uddin
Shahpir
Syed Ahmad
married to
daughter of Khwaja Baqi Billah
Syed Mohammad Sahib ××
Mir Syed Ali Hazratji Ghamgin
Syed Abdul Razzaq Hazratji alias Mian Miran Ali Shah
Syed Faqir Mohammad Hazratji

× Arrived in India from Baghdad during the reign of Alamgir Second & settled in Burhanpur
×× Younger brother & Naib of Syed Shah Nizam Uddin, Prime Minister of King Shah Alam.

نسب نامہ خاندان حضرتجی

جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ظاہر ہے یہ خاندان سید ہاشمی حسنی والحسینی قادری ہے

آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دختر فاطمہ الزہرا رضی
منسوب بہ
علی مرتضیٰ رض ابن ابی طالب

سید امام حسن رض
سید حسن المثنیٰ
سید عبداللہ صوفی
سید موسیٰ جون
سید عبداللہ المعروف شیخ صالح ابوالحسن
سید موسیٰ ثانی
سید داؤد سیف اللہ
سید سیف اللہ رومی
سید زاہد
سید ولی عبداللہ
سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست حق

سید امام حسین رض
سید امام زین العابدین
سید امام باقر
سید امام جعفر الصادق
امام سید علی الاریض
سید محمد رضا
سید اعلیٰ علا عرف علاؤ الدین
سید عبداللہ ابن الکمال
سید الطاہر
ابی الجمال سید محمد رضا
ام الخیر فاطمہ

غوث صمدانی سید محی الدین
محمد شیخ عبدالقادر جیلانی
سید سیف الدین عبدالوہاب
ابوالفتح سلیمان
ابوالعیٰ عبدالرحمٰن داؤد
جمال الدین
زین العابدین
محی الدین عبدالرزاق
تاج الدین ابوالفضل
شرف الدین ابوالوفار
نور الدین محمود ابوالحیی
عبدالکریم ابوالوفار
سید محمد الیاس شہید
سید الہدیٰ خواجہ احمد ×
شیر محمد قادری
سید عبدالرزاق سید محی الدین
شاہ پیر
سید احمد
منسوب بہ
دختر خواجہ باقی باللہ
سید محمد صاحب × ×
میر سید علی حضرت جی غمگین
سید عبدالرزاق عرف میاں میرن علی شاہ
سید فقیر محمد حضرتجی

× عالمگیر ثانی کے عہد سلطنت میں بغداد سے ہندوستان تشریف لاکر برہان پور میں سکونت اختیار کی ۔

× × سید شاہ نظام الدین وزیر اعظم شہنشاہ شاہ عالم کے چھوٹے بھائی و نائب وزیر ۔

شجرہ نمبر ایک

حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز
حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب رح
حضرت ابوالفتح محمد سلیمان رح
حضرت ابو یحییٰ عبدالرحمٰن داؤد رح
" سید شاہ جمال الدین رح
" سید شاہ زین العابدین رح
" سید محی الدین عبدالرزاق رح
" سید تاج الدین ابوالفضل رح
" سید شاہ شرف الدین ابوالوفا رح
" سید شاہ نورالدین محمود ابوالیحییٰ رح
" سید عبدالکریم ابوالوفا رح
" سید محمد الیاس شہید رح
" سید الہدیٰ خواجہ احمد رح
" سید محی الدین رح
" سید شاہ شبیر محمد قادری رح
" " شاہ پیر محمد رح
" شاہ سید احمد دہلوی رح

حضرت شاہ سید محمد رح
حضرت میر سید علی غمگین المخاطب بہ حضرت جی رح

حضرت نظام الدین احمد صفدر شکوہ، آصف جاہ رح

شجرہ ۲

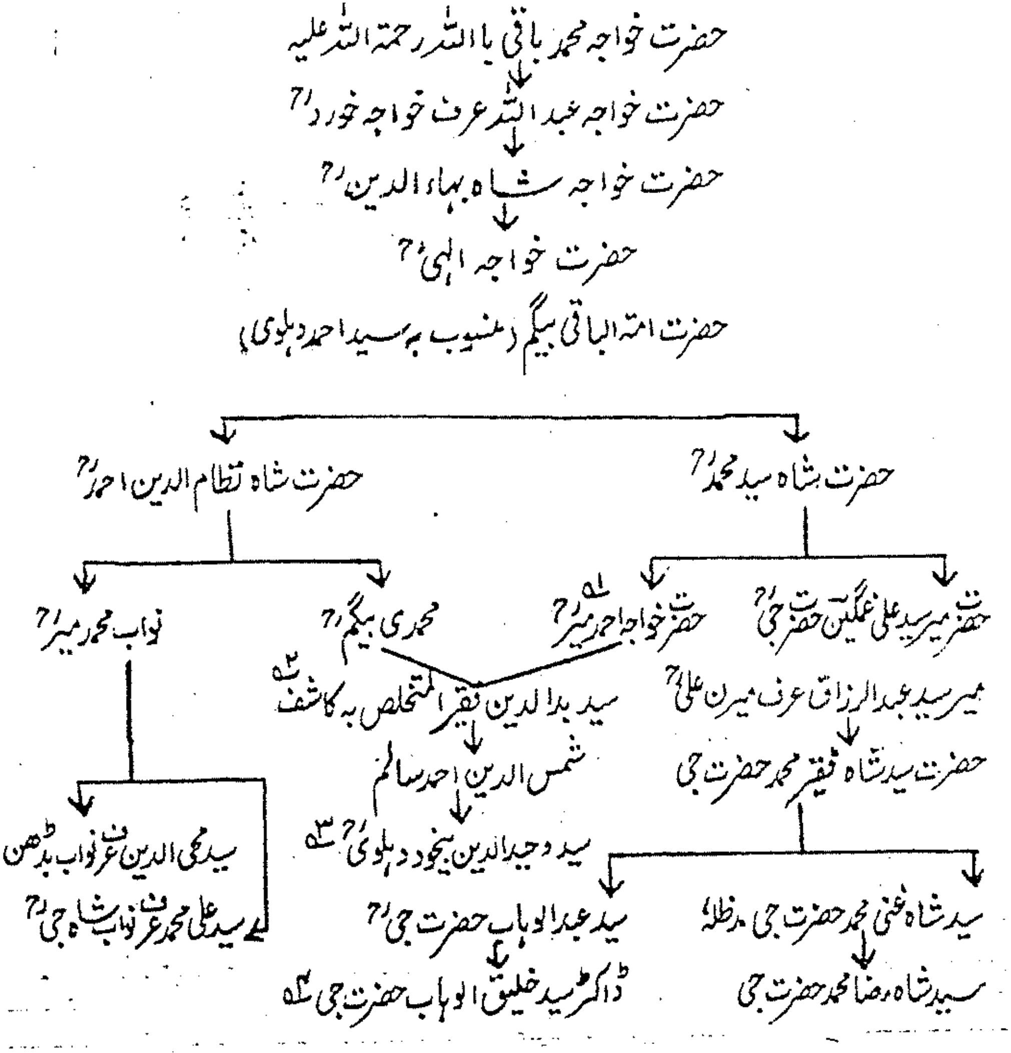
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ عبد اللہ عرف خواجہ خورد رح
حضرت خواجہ شاہ بہاء الدین رح
حضرت خواجہ الٰہی رح
حضرت امۃ الباقی بیگم (منسوب بہ سید احمد دہلوی)
حضرت شاہ سید محمد رح
حضرت شاہ نظام الدین احمد رح
حضرت میر سید علی غمگین حضرت جی رح
حضرت خواجہ احمد میر رح [۵۱]
محمدی بیگم رح
نواب محمد میر رح
سید بدر الدین فقیر المتخلص بہ کاشف [۵۲]
میر سید عبد الرزاق عرف میرن علی رح
شمس الدین احمد سالم
حضرت سید شاہ فقیر محمد حضرت جی
سید وحید الدین بیخود دہلوی رح [۵۳]
سید محی الدین عرف نواب بڈھن
سید علی محمد عرف نواب شاہ جی رح
سید شاہ غنی محمد حضرت جی مدظلہٗ
سید عبد الوہاب حضرت جی رح
سید شاہ رضا محمد حضرت جی
ڈاکٹر سید خلیق الوہاب حضرت جی [۵۴]

---

[۵۱] نواب امتیاز الدولہ افتخار الملک سید احمد میر خاں منظور جنگ بہادر دربارشاہی میں منصب وزارت پر مامور تھے" خمخانہ جاوید جلد اول ص ۶۵۵

[۵۲] اردوئے معلی میں مرزا غالب کے پانچ خط سید بدر الدین فقیر المتخلص بہ کاشف کے نام ہیں، ایک خط کا آغاز "پیر مرشد" سے ہے، یہ حضرت غمگین کے بھتیجے ہی نہیں بلکہ مرید اور خلیفہ بھی تھے، مرزا غالب سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ولادت ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) وفات ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴ پر)

مہر

۱۲۳۰
مرزا فتح بخش
مرزا عمر بخش ولد

مہر

۱۲۴۳
بادشاه غازی
محمد شاه عالم
بهادر نبیره
مرزا محمد ناظم بخت

خلاصهٔ خاندان مصطفوی نقاده دودمان مرتضوی حضرت صاحب سلمه الله تعالی

بعد سلام سنت الاسلام و آرزوئے ملاقات فرحت آیات که خلاصهٔ مقاصه دلی ست، واضح رائے سامی باد، نیازنامه که بخدمت سامی فرستاده بودیم محض بواسطه ارشاد همشیره صاحبه آں مشفق که پیرزادی مایان هستند بتاکید تمام گفته بودند که نزد برادر صاحب من فرودکش باید شد نظر برایں نموده متکلف ایں امر شده بودم وگرنه از عنایت الٰہی محتاج مکان نیستم خیمه و خرگاه همه موجود است بجائے که منظور خواهد شد استاده خواهم نمود و نه از آں مشفق سفارش کسے امر خواسته بودم نه چیزے طلبیده بودم که چنیں ارشاد فرموده فقط مشتاق ملاقات بودیم چنانچه همشیره صاحبه آں مشفق داده اند لیکن اخلاص نامه هذا میرسد بمطالعه سامی خواهد آمد دربارۂ ملاقات اگر آں مشفق تشریف فرما شوند خالی از عنایت نخواهد شد و اگر ارشاد فرمایند مایان نزد آں مشفق بیائیم چرا که آں مشفق هم پیرزاده مایان هستید سوائے ملاقات تکلف دیگر امر نخواهد شد۔

زیاده والسلام۔

انشاء الله تعالی

(لفافہ پر پتہ) بگرامی مطالعه عالی حضرت رفیع المنزلت قطب الاقطاب آفتاب شریعت نور بخش چراغ معرفت خلاصهٔ خاندان مصطفوی نقاده دودمان مرتضوی حضرت صاحب سلمه الله تعالی۔

از مرزا محمد اکبر بادشاه غازی خلد الله ملکه و سلطانه

سالکِ مسالکِ تسلیم و رضا واقفِ اسرارِ کنزاً مخفیا، حضرت کریم
نعیم کوثر تسنیم رمز شناس انا احمد بلا میم مسعود ازلی محمود حقی و جلی
حفظه الله تعالے و سلمه ۔

بعد سلام و مسنون الاسلام زیب ارقام آنکه امروز که نهم شعبان المعظم (۱۲۴۲ھ) بود، ڈیره بشهر گوالیار حسب الامر والائے حضرت قدر قدرت سلیمان جاه دارا خدم ملائک سپاه که بعزم زیارت کعبه مشرف از حضور لامع النور جناب گردون مآب بشرف ترخیص یافته چنانچه شقه خاص وحی اختصاص جهان پناه ظل الله حسنی السلام دودمان رسالت بهدست معین الدوله سید کلب علی خان بهادر غضنفر جنگ بهمرسید ترتیب که خاطر این نیازمند آگهی مشتاق ملاقات کثیر المباهات خویش تصویده بمجرد مطالعه شوقیه مالامال سرمنا محصور حضوری گردانید که زیاده بریں هیچ خورمی آمدن این دیار توقع و ترجیح مطمح نظر خاص نیست چوں سعادت مند ازلی موصوف عند الارشاد والائے حضرت قدر قدرت فریدون حشمت سلیمان بارگاه که بهمراهی رکاب سعادت مآب دولت امر شده عذرات چند بمعرض التماس آورده بود ۔

حضرت اقدس کفالت و اعانت آں جمله التماس معز الیه باعتنا بودن آں خلاصه خاندان امامت فرموده اند و از این نیازمند آگهی نیز چنین است ترقب که حتی الوسع امکان به جمیع وجوه تکیه بحسن خصوصیت و یگانگی ذات خویشتن پنداشته توجه از صلاح و صواب دید بمقتضائے رموزات مرجوع مهر توجه این نیازمند آگهی و تمام مُرده غافل نه بوده انصرام آں بر ذمه خود واجب تصور سازند ۔

والسلام

(لفافہ پر پتہ)

واقف اسرار کنزاً مخفیاً خاص حضرت کریم نعیم کوثر و تسنیم
رمز شناس انا احمد بلا میم مسعود ازلی محمود حقی و جلی میر سید علی
حفظه الله تعالے و سلمه ۔

در ماه نهم شعبان سنه ۱۲۴۲ هجری

مهر

ابن شاه عالم بادشاه غازی
۱۲۳۰
میرزا محمد لطیف بخت بهادر

کتابیات

قلمی نسخے

۱ غمگین، سید علی مخزنِ اسرار (دیوانِ غمگین آف دہلی) مخزونہ: بنارس ہندو یونیورسٹی یو۔ پی انڈیا
۲ " " دیوانِ غمگین مملوکہ: حمیدالدین شیخ، سندھ: لطیف آباد، حیدرآباد
۳ " " دیوانِ غمگین مخزونہ: کتب خانہ خاص، انجمن ترقی اردو، کراچی
۴ " " دیوانِ غمگین مخزونہ: نیشنل لائبریری، اسلام آباد
۵ " " دیوانِ غمگین (مطبوعہ عکسی نقل) مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۴ء
۶ " " مرآت الحقیقت مخزونہ: مدینتہ الحکمہ، ہمدرد لائبریری، کراچی
۷ " " مکاشفات الاسرار مخزونہ: انڈیا آفس لائبریری، لندن
۸ " " مکاشفات الاسرار مخزونہ: بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی، انڈیا
۹ مشفق خواجہ جائزہ مخطوطات (قلمی) جلد دوم کراچی

لغات

۱۰ اثر لکھنوی: فرہنگ اثر۔ حصہ اوّل لاہور: مقبول اکیڈمی ۱۹۸۸ء
۱۱ احمد دہلوی، سید احمد (مرتب) فرہنگِ آصفیہ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۶ء
۱۲ تصدق حسین، مولوی سید لغاتِ کشوری لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۶ء
۱۳ نورالحسن نیّر کاکوروی، مولوی جامع اللغات۔ چار جلدیں لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز س۔ن
۱۴ محمد عبداللہ خان خویشگی فرہنگِ عامرہ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۹ء

انسائیکلوپیڈیا

۱۵ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور: دانش گاہ پنجاب (طبع اوّل) ۱۹۸۲ء

مطبوعہ اردو کتب

۱۶	آزاد، محمد حسین	آبِ حیات	لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز	س۔ن
۱۷	آزردہ، صدرالدین	تذکرۂ آزردہ (مرتبہ) ڈاکٹر مختارالدین	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۷۴ء
۱۸	ابراہیم بیگ چغتائی	سیرت الصالحین	آگرہ: آگرہ پریس اخبار	س۔ن
۱۹	احترام الدین احمد شاغل	صحیفہ خوش نویساں	دہلی: ترقی اردو، بیورو	۱۹۸۷ء
۲۰	احمد علی زیدی، سید	سندھ میں اردو مخطوطات	لاہور: مرکزی اردو بورڈ	۱۹۷۰ء
۲۱	اختر جمیل، سید	میر سید علی غمگین دہلوی۔۔ حیات، شخصیت اور شاعری	جبل پور: جبل پور یونی ورسٹی	۱۹۷۴ء
۲۲	اسماعیل پانی پتی	تذکرہ شعرائے معتزلین	لاہور: ادارہ فروغ اردو	۱۹۵۶ء
۲۳	اعجاز راہی (مرتب)	تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۱ء
۲۴	افسر صدیقی (مرتب)	مخطوطاتِ انجمن (جلد چہارم)	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۷۶ء
۲۵	امیر مینائی، امیر احمد	انتخاب یادگار	رام پور: تاج المطابع	س۔ن
۲۶	ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر (مرتب)	اردو میں اصول تحقیق (مقالات) جلد اوّل	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۴
۲۷	" "	اردو میں اصول تحقیق، جلد۔ دوم	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۸ء
۲۸	باطن، قطب الدین	گلستان بے خزاں	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۸۲ء
۲۹	بدر الحسن	یادگار روزگار تذکرہ کاملان	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۹۱ء
۳۰	بشیر حسین، ڈاکٹر	فہرست مخطوطات مولوی محمد شفیع	لاہور: جامعہ پنجاب	۱۹۷۲ء
۳۱	بھگوان داس ہندی	سفینۂ ہندی (مرتبہ) عطا کاکوی	بہار: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی	۱۹۸۵ء
۳۲	بیدار، ڈاکٹر مجید	دکنی تذکرے	حیدرآباد: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس	۱۹۸۵ء
۳۳	بینش، سید مرتضیٰ	تذکرہ اشارات بینش	دہلی: انڈو پرشین سوسائٹی	۱۹۷۳ء
۳۴		تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند	جلد ہفتم اردو ادب (دوم) لاہور: پنجاب یونیورسٹی	۱۹۷۱ء
۳۵		تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند	جلد ہشتم اردو ادب (سوم) لاہور: پنجاب یونیورسٹی	۱۹۷۱ء

۳۶	تبسم کاشمیری، ڈاکٹر	ادبی تحقیق کے اصول	اسلام آباد: قومی مقتدرہ زبان	۱۹۹۲ء
۳۷	تمنا، اسد اللہ خاں اورنگ آبادی	گل عجائب یعنی تذکرہ شاعراں	دکن اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو	۱۹۳۶ء
۳۸	تنویر احمد علوی، ڈاکٹر	اصول تحقیق و ترتیب متن	دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس	۱۹۹۴ء
۳۹	تنہا، محمد یحییٰ	مرآۃ الشعرا	لاہور: عالم گیر الیکٹرک پریس	۱۹۴۵ء
۴۰	جمیل جالبی، ڈاکٹر	تاریخ ادب اردو، جلد اوّل	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۸۷ء
۴۱	" "	تاریخ ادب اردو، جلد دوم	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۹۱ء
۴۲	" "	تنقید اور تجزیہ	کراچی: مشتاق بک ڈپو	۱۹۶۷ء
۴۳	" "	قدیم اردو کی لغت	لاہور: مرکزی اردو بورڈ	۱۹۷۳ء
۴۴	حسرت موہانی	انتخاب سخن	اتر پردیش: اردو اکادمی	۱۹۸۳ء
۴۵	حسین خاں، محمد	تذکرہ ریاض الفردوس (مرتبہ) مرتضیٰ حسین فاضل	لاہور: شیخ مبارک علی اینڈ سنز	۱۹۶۸ء
۴۶	حفیظ قتیل، ڈاکٹر (مرتب)	تحفۃ الشعرا	دکن: ادارہ ادبیات اردو	۱۹۶۱ء
۴۷	حیرت اکبر آبادی	مقالات شعرا	دہلی: علمی مجلس	۱۹۶۸ء
۴۸	خدا بخش سیمینار رپورٹ	تدوین متن کے مسائل	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۸۲ء
۴۹	خلیق انجم	متنی تنقید	دہلی: خرام پبلی کیشنز	۱۹۶۷ء
۵۰	خوش گو، بندرابن داس	سفینۂ خوش گو (مرتبہ) عطا کاکوی	پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی	۱۹۵۹ء
۵۱	دردؔ، خواجہ میر	دیوان دردؔ	بدایوں: نظامی پریس	۱۹۲۲ء
۵۲	" "	دیوان دردؔ (مرتبہ) خلیل الرحمٰن داؤدی	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۸۸ء
۵۳	ذوقؔ، محمد ابراہیم	دیوان ذوق (مرتبہ) محمد حسین آزاد	دہلی: علی پرنٹنگ پریس	س۔ن
۵۴	رحمان علی	تذکرہ علمائے ہند	لکھنؤ: مکتبہ نولکشور	۱۹۷۲ء
۵۵	رشید حسن خان (مرتب)	انتخاب سودا	دہلی: مکتبہ جامعہ	۱۹۷۲ء
۵۶	" " "	ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ	لاہور: الفیصل ناشران	۱۹۸۹ء
۵۷	" " "	اردو املا	لاہور: فکشن ہاؤس	۱۹۹۱ء
۵۸	" " "	تدوین، تحقیق روایت	دہلی: ایس اے پبلی کیشنز	۱۹۹۹ء

۵۹	رضا محمد شاہ، حضرت جی (مرتب)	مخزن الاسرار	لکھنؤ: نسیم بک ڈپو	۱۹۶۶ء
۶۰	" " "	مخزن الاسرار (اشاعتِ دوم)	کراچی: گلشن اقبال، ناشر نسیم حضرت جی	۲۰۰۶ء
۶۱	رفاقت علی شاہد (مرتب)	اردو مخطوطات کی فہرستیں	لاہور: اردو اکیڈمی	۲۰۰۰ء
۶۲	رنگین، سعادت یار خاں	مجالسِ رنگین (مرتبہ) مسعود حسن رضوی ادیب	لکھنؤ: نظامی پریس	۱۹۲۹ء
۶۳	زاہد منیر عامر، ڈاکٹر	میر سوز___ سوانح اور شخصیت	لاہور: اورینٹل کالج	۲۰۰۰ء
۶۴	زور، محی الدین قادر (مرتب)	گلزار ابراہیم، مولفہ علی ابراہیم خاں	علی گڑھ: مسلم یونی ورسٹی پریس	۱۹۳۴ء
۶۵	" " "	تذکرہ مخطوطات۔ جلد اوّل	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	۱۹۴۳ء
۶۶	" " "	تذکرہ اردو مخطوطات (جلد دوم)	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	۱۹۵۱ء
۶۷	" " "	تذکرہ مخطوطات۔ جلد سوم	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۸۴ء
۶۸	" " "	تذکرہ مخطوطات۔ جلد چہارم	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۸۴ء
۶۹	" " "	تذکرہ مخطوطات۔ جلد پنجم	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۸۴ء
۷۰	" " "	اردو شاعری کا انتخاب	دہلی: ساہتیہ اکادمی	۱۹۶۰ء
۷۱	زورؔ، محی الدین و معین الدین قریشی	مرقع سخن تذکرہ شعرائے حیدرآباد، دکن	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	۱۹۳۷ء
۷۲	سپر نگر	یادگار شعرا (مرتبہ) طفیل احمد	لکھنؤ: اتر پردیش اکادمی	۱۹۸۵ء
۷۳	سحر، احمد حسین	تذکرہ بہار بے خزاں (مرتبہ) ڈاکٹر نعیم احمد	دہلی: علمی مجلس	۱۹۶۸ء
۷۴	سرور، رجب علی بیگ	فسانہ عجائب (مرتبہ) رشید حسن خاں	لاہور: نقوش پریس	۱۹۹۰ء
۷۵	سرور، میر محمد بہادر خاں	عمدۂ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور	بمبئی: ادبی پرنٹنگ پریس	۱۹۶۱ء
۷۶	سکسینہ، رام بابو، ڈاکٹر	تاریخ ادب اردو	لاہور: علمی کتاب خانہ	س۔ن
۷۷	سلام سندیلوی، ڈاکٹر	اردو رباعیات	لکھنؤ: نظامی پریس	۱۹۶۳ء
۷۸	سلیمان حسین، سید ڈاکٹر، مرتب	تلخیص تذکرہ سراپا سخن	لکھنؤ: نایاب بک ڈپو	س۔ن
۷۹	سید محمد، مرتب	گلشن گفتار	حیدرآباد: مکتبہ ابراہیمیہ	۱۹۱۲ء

۸۰	شفیق، لچھمی نرائن	چمنستان شعرا	دکن: انجمن ترقی اردو	۱۹۲۸ء
۸۱	شورش، غلام حسین	تذکرہ شورش (مرتبہ) ڈاکٹر محمود الٰہی	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۸۴ء
۸۲	شوق، قدرت اللہ	طبقات الشعرا (مرتبہ) نثار احمد فاروقی	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۳ء
۸۳	شوق، نواب مرزا لکھنوی	مثنویات شوق (مرتبہ رشید حسن خاں)	نئی دہلی: انجمن ترقی اردو	۱۹۹۸ء
۸۴	شیفتہ، محمد مصطفیٰ خاں	گلشنِ بے خار (مرتبہ) کلب علی خاں فائق	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۳ء
۸۵	" "	کلیاتِ شیفتہ (مرتب کلب علی خاں فائق)	لاہور: مجلس ترقی اردو	
۸۶	صابر علی خاں، ڈاکٹر	سعادت یار خاں رنگین	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۵۶ء
۸۷	صابر، مرزا قادر بخش	گلستانِ سخن	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۸۲ء
۸۸	صفدر مرزاپوری	مشاطۂ سخن	لاہور: گیلانی الیکٹرک پریس بک ڈپو	۱۹۲۸ء
۸۹	" "	بزمِ خیال	لکھنؤ: صدیق بک ڈپو	۱۹۱۸ء
۹۰	صفیر بلگرامی	جلوۂ خضر	آرہ	۱۸۸۵ء
۹۱	ظہور علی (مرتب)	فہرست کتب قلمی و مطبوع	کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی، گلدستہ نشاط	۱۹۳۸ء
۹۲	عابد امام زیدی	فہرست مخطوطات اردو	پٹنہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۶۲ء
۹۳	عبدالحیٔ لکھنوی، مولانا	گلِ رعنا	اعظم گڑھ: دارالمصنفین	۱۳۷۰ھ
۹۴	عبدالباری	درنایاب زمانہ بیاضیں اوران کا انتخاب	الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی	۱۹۴۲ء
۹۵	عبداللہ، سید محمد، ڈاکٹر	شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن	لاہور: مکتبہ خیابان ادب	۱۹۵۲ء
۹۶	عبدالمنان	بنگال میں اردو تذکرہ نگاری	مغربی بنگال: اردو اکیڈمی	۱۹۸۸ء
۹۷	عبدالودود، قاضی	شعرا کے تذکرے	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۹۵ء
۹۸	عرشی، امتیاز علی خاں	دیوان غالب اردو	لاہور: مجلس ترقی ادب	
۹۹	عرفان عباسی	تذکرہ شعرائے اتر پردیش۔ حصہ دوم	لکھنؤ: نظامی پریس	۱۹۸۲ء
۱۰۰	عشرت عبدالرؤف	آبِ بقا۔ تذکرۂ شعرا (مرتبہ) جعفر علی نشتر	لکھنؤ: الناصر بک ایجنسی	۱۹۲۸ء
۱۰۱	عطا کاکوی (مرتب)	تذکرہ صبح گلشن (تالیف) سید علی حسن خاں	پٹنہ: دی آرٹ پریس	۱۹۶۸ء

۱۰۲	عطا کاکوی، سید عطاالرحمٰن	تذکرہ گلشن وگلزار (گلشن سخن وگلزار ابراہیم)	پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی وفارسی	۱۹۶۸ء
۱۰۳	علی ابراہیم خاں	گلزار ابراہیم (مرتبہ) علی لطف	لاہور: دارالاشاعت پنجاب	۱۹۰۶ء
۱۰۴	علی حسن سید	بزم سخن	آگرہ: مفید عام پریس	۱۹۹۸ء
۱۰۵	غالب، اسداللہ خاں	پنج آہنگ	لاہور: مطبوعات مجلس یادگار، پنجاب یونیورسٹی	۱۹۶۹ء
۱۰۶	" "	دیوان غالب	لاہور: مطبوعات مجلس یادگار، پنجاب یونیورسٹی	۱۹۶۹ء
۱۰۷	" "	دیوان غالب۔ (مرتبہ) امتیاز علی خاں عرشی	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۹۲ء
۱۰۸	" "	مجموعہ نثر غالب۔ مرتب خلیل الرحمٰن داؤدی	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۶۷ء
۱۰۹	غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر	اردو شاعری کا سیاسی اور سماجی پس منظر	لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز	۱۹۹۲ء
۱۱۰	غلام محی الدین	جلوہ ٔ خدانما	بھوپال: بھوپال پریس	س۔ن
۱۱۱	غمگین، عبدالقادر رام پوری	دیوان غمگین	لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی	۱۹۹۴ء
۱۱۲	فرمان فتح پوری، ڈاکٹر	اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۲ء
۱۱۳	" "	اردو رباعی	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۳ء
۱۱۴	فیلن۔ ایف وکریم الدین	تذکرہ طبقات شعرا ہند	دہلی: سید اشرف علی مطبع العلوم	۱۹۴۸ء
۱۱۵	قاسم، قدرت اللہ، حکیم	مجموعہ نغز (اوّل ودوم) (مرتبہ) حافظ محمود خاں شیرانی	دہلی: نیشنل اکادمی	۱۹۷۳ء
۱۱۶	قائم، چاند پوری	مخزن نکات مرتبہ: اقتدا حسن	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۶۶ء
۱۱۷	کلیم الدین احمد (مرتب)	دو تذکرے	پٹنہ: لیبل لیتھو پریس	۱۹۰۹ء
۱۱۸	گردیزی، سید فتح علی حسینی	تذکرہ ریختہ گویاں (مرتبہ) مولوی عبدالحق	دکن: انجمن ترقی اردو	۱۹۳۳ء
۱۱۹	گوہر، مولوی محمد منور	سخنوران بلند فکر	مدراس جی۔ ایس پریس	۱۹۳۷ء
۱۲۰	گوہر نوشاہی، ڈاکٹر (مرتب)	منتخب مقالات اردو املا ورموز اوقاف	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۲ء

۱۲۱	گیان چند، ڈاکٹر	تحقیق کا فن	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۹۱ء
۱۲۲	گیان چند	تحقیق کا فن	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۹۴ء
۱۲۳	لالہ سری رام	خمخانہ جاوید جلد اوّل	دہلی: مخزن پریس	۱۹۰۸ء
۱۲۴	" "	خمخانہ جاوید جلد دوم	دہلی: امپیریل بک ڈپو پریس	
۱۲۵	" "	خمخانہ جاوید جلد سوم	دہلی: دلی پرنٹنگ ورکس پریس	۱۹۱۷ء
۱۲۶	" "	خمخانہ جاوید جلد چہارم	دہلی: ہمدرد پریس	۱۹۲۶ء
۱۲۷	" "	خمخانہ جاوید جلد ششم (مرتبہ) خورشید احمد خاں یوسفی	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۹۰ء
۱۲۸	لطف، مرزا علی	گلشن ہند	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۸۶ء
۱۲۹	مالک رام	تذکرہ ماہ و سال	نئی دہلی: مکتبہ جامعہ	۱۹۹۱ء
۱۳۰	محسن سید محسن علی	تذکرہ سراپا سخن	لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور	۱۹۷۵ء
۱۳۱	محمد مبین کیفی چریا کوٹی	جواہرِ سخن، (جلد دوم)	الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی	۱۹۳۵ء
۱۳۲	مسعود حسن رضوی ادیب، (مرتّب)	گلشنِ سخن	علی گڑھ: انجمن ترقی اردو	۱۹۶۵ء
۱۳۳	مرتضیٰ حسین، سید	اردوئے معلّٰی (حصہ اوّل)	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۶۹ء
۱۳۴	مشفق خواجہ	تحقیق نامہ	لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی	۱۹۹۱ء
۱۳۵	" "	جائزہ مخطوطات اردو جلد اوّل	لاہور: مرکزی اردو بورڈ طبع اوّل	۱۹۷۹ء
۱۳۶	مشفق خواجہ (مرتّب)	کلیاتِ یگانہ	کراچی: اکادمی ادبیات	۲۰۰۳ء
۱۳۷	مصحفی، غلام ہمدانی	تذکرہ شعرائے اردو (مرتبہ) حبیب الرحمٰن شیروانی	دہلی: انجمن ترقی اردو ہند	۱۹۴۰ء
۱۳۸	" "	تذکرہ ہندی (مرتبہ) مولوی عبدالحق	دکن: انجمن ترقی اردو اورنگ آباد	۱۹۳۳ء
۱۳۹	معراج نیر، ڈاکٹر، سید اصغر ندیم سید	نسخۂ خواجہ۔ ایک تاثر	لاہور: الوقار پبلی کیشنز	۲۰۰۰ء
۱۴۰	معروفؔ، نواب الٰہی بخش	دیوانِ معروفؔ	بدایوں: نظامی پریس	۱۹۳۵ء
۱۴۱	میر حسن	تذکرہ شعرائے اردو، بہ تصحیح و تنقید	اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو	۱۹۴۰ء
۱۴۲	میر، محمد تقی	نکات الشعرا (مرتبہ) مولوی عبدالحق	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۷۹ء

۱۴۳	نادر، کلب حسین خاں بہادر	تذکرہ نادر مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب	لکھنؤ: کتاب گھر	۱۹۵۷ء
۱۴۴	نارنگ، گوپی چند	املا نامہ	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۹۰ء
۱۴۵	ناز۔ ایم۔ ایس، ڈاکٹر (مرتب)	اردو میں فنی تدوین	اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی باشتراک، قومی مقتدرہ زبان	۱۹۹۱ء
۱۴۶	ناصر، سعادت خاں	خوش معرکہ زیبا (مرتبہ) مشفق خواجہ	لاہور: مجلس ترقی ادب۔ جلد اوّل	۱۹۷۰ء
	" "	خوش معرکہ زیبا (جلد دوم)	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۲ء
۱۴۷	نثار احمد فاروقی	تین تذکرے، مجمع الانتخاب	دہلی: مکتبہ برہان	۱۹۶۸ء
۱۴۸	نساخ، عبدالغفور خاں	سخن شعرا	لکھنؤ: اتر پردیش، اکادمی	۱۹۸۲ء
۱۴۹	نصر اللہ خان خویشگی	گلشن ہمیشہ بہار (مرتبہ) ڈاکٹر اسلم فرخی	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۶۷ء
۱۵۰	نظیر لدھیانوی، اصغر حسین خان	تذکرہ شعرائے اردو	لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس	س۔ن
۱۵۱	نیاز فتح پوری	انتقادیات (جلد اوّل و دوم)	کراچی: حلقہ نیاز و نگار	۱۹۹۶ء
۱۵۲	یار محمد خاں	تذکرہ فرح بخش	کانپور: مطبع نظامی	۱۲۸۸ھ
۱۵۳	یکتا، احد علی خان	دستور الفصاحت (مرتبہ) امتیاز علی خاں عرشی	رام پور: ہندوستانی پریس	۱۹۴۳ء
۱۵۴	یونس خالدی، محمد	مطالعہ حضرت غمگین دہلوی	علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند	۱۹۶۳ء

انگریزی کتب

155 Blumhardt, J. F A Catalogue of the Hidustani Manuscripts in the Library of India office, London, 1926

156 H. G. Keen: The Fall of The Mughal Empire in Hidustan Lahore: Al Bairuni, The Mall. 1976

157 Larry A. Hjelle Danial, J. Ziegler: Personality Theories, McGrow Book Company International Edition 1987

158 S. Mohayuddin Khan: The Life of Nawab S. Mohayuddin Khan. Ghamgin Academy Gwalior 1903

رسائل

۱۵۹	آج کل	دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن، جلد۔۱۴، شمارہ۹	اپریل۔۱۹۵۶ء
۱۶۰	آج کل (غالب نمبر)	دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن	فروری۔۱۹۶۰ء
۱۶۱	اردو (سہ ماہی)	کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان	اکتوبر، ۱۹۵۹ء
۱۶۲	اردو (سہ ماہی)	کراچی: انجمن ترقی اردو جلد۔۳۹، شمارہ۔ ۱، ۲	جنوری۔اپریل ۱۹۶۰
۱۶۳	اردو نامہ	کراچی: ترقی اردو بورڈ شمارہ ۱۸،	اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۴ء
۱۶۴	اردوئے معلیٰ (غالب نمبر حصہ اوّل)	دہلی: دہلی یونیورسٹی، شمارہ ۱، جلد۔۱	فروری، ۱۹۶۰ء
۱۶۵	اردوئے معلیٰ (غالب نمبر حصہ دوم)	دہلی: دہلی یونیورسٹی، شمارہ ۲، ۳	فروری ۱۹۶۱
۱۶۶	اورینٹل کالج میگزین	لاہور: جلد ۴۰۔ شمارہ ۲	فروری ۱۹۶۴ء
۱۶۷	برہان (ماہنامہ)	(مرتبہ سعید احمد اکبرآبادی) دہلی: ندوۃ المصنفین۔	جنوری ۱۹۶۰ء
۱۶۸	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین۔ جلد ۵۔ شمارہ۔۶	اپریل ۱۹۶۰ء
۱۶۹	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴۴، شمارہ۔۵۰	مئی ۱۹۶۰ء
۱۷۰	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴۴، شمارہ۔۶	جون، ۱۹۶۰ء
۱۷۱	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴۵، شمارہ۔۴	جولائی ۱۹۶۰ء
۱۷۲	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴۵، شمارہ۔۱۰	اکتوبر، ۱۹۶۰ء
۱۷۳	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴، شمارہ۔۵	مئی ۱۹۶۱
۱۷۴	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴۶، شمارہ۔۴	
۱۷۵	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد۔۴، شمارہ۔۵	اپریل ۱۹۶۳ء
۱۷۶	تحقیق	حیدرآباد: شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی پریس شمارہ۔۸، ۹	۱۹۹۶ء
۱۷۷	تحقیق	حیدرآباد: شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی پریس شمارہ۔۱۰، ۱۱	فروری ۱۹۹۶۔۱۹۹۷
۱۷۸	دبستان (غالب نمبر) (مجلّہ)	لاہور: گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج	۱۹۶۹ء
۱۷۹	شعلہ و شبنم (ماہنامہ)	(دیوالی نمبر) دہلی	اکتوبر ۱۹۵۷ء

۱۸۰	عبارت	حیدرآباد	جون ۱۹۹۸ء
۱۸۱	فاران۔(ماہنامہ)	کراچی	ستمبر ۱۹۵۹ء
۱۸۲	فکرونظر	اسلام آباد	جنوری۱۹۷۱ء
۱۸۳	قومی زبان	کراچی: انجمن ترقی اردوجلد۔۴۴، شمارہ۔۱۰	اکتوبر۱۹۷۴ء
۱۸۴	قومی زبان	کراچی: انجمن ترقی اردو	فروری۱۹۶۱ء
۱۸۵	ماہِ نو	کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان جلد۔۱۴، شمارہ۔۲	
۱۸۶	معارف	اعظم گڑھ: دارالمصنفین، جلد۔۸۷، شمارہ۔۵	مئی۱۹۶۱ء
۱۸۷	منادی	نئی دہلی: مدیرحسن نظامی جلد۔۳۹، شمارہ۔۹	دسمبر۱۹۶۵ء
۱۸۸	نظامی(ماہنامہ)	نئی دہلی	فروری۱۹۵۵ء
۱۸۹	نیادور(ماہنامہ)	لکھنؤ	جولائی۱۹۵۵ء
۱۹۰	نقوش(غالب نمبر)	لاہور: ادارہ فروغ اردو	جنوری۱۹۶۶ء
۱۹۱	نقوش	لاہور: ادارہ فروغ اردو	اکتوبر۱۹۶۹ء
۱۹۲	نوائے ادب	بمبئی: انجمن اسلام، ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ادبی پبلشرز	اپریل۔۱۹۶۳ء

میر سید علی غمگینؔ کی آخری آرام گاہ

ھو الغفور الرحیم

مزار اقدس

صاحب شریعت - عاشق طریقت - مالک شجاعت - ممتاز حکومت

میر سید علی شاہ حسنی حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ

الملقب بہ خدانما - المعروف بہ حضرتجی - المتخلص غمگین و مصاحب خاص مہاراجہ گوالیار

آپؒ کا

سلسلۂ نسب ۲۹ واسطوں سے اور سلسلۂ طریقت ۳۴ واسطوں سے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعدہ

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ملتا ہے۔

تاریخ وفات

۳ر صفر المظفر ۱۲۶۸ ھ بروز شنبہ
مطابق ۲۹ر نومبر ۱۸۵۱ء

رباعی

تا حشر اگر یہ زندگانی رہ دے   اور دولت و مال نوجوانی رہ دے
آخر ہم وہی پھر فنا ہے تجھ کو غمگین   لائق ہے کہ زندگی میں فانی رہ دے